جنوری

نقش کوکن
بمبئی

JANUARY 1991



یہ ایودھیا کے بابری مسجد کے گنبد نہیں بلکہ جنجیرہ مروڈ میں کھوکھری کی تاریخی عمارت ہے

اشاعت کا ۲۹ واں سال

بمبئے

ماہنامہ

نقش کوکن

اردو انگلش

دکن انڈین لنگویجز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹	شمارہ ۱	جنوری سنہ ۱۹۹۱ء

مدیر:- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر:- فقیر محمد مستری

مشیر:- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید حسن (ساؤتھ افریقہ)
عبدالوہاب پرکار (سعودی عربیہ)
اقبال کاپڑی (دوبئی)
حسن عبدالکریم ہوگلے (دوحہ قطر)

قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (بحرین)
شیخ اسماعیل (ایسٹ افریقہ)
ابراہیم وانکڑے (سعودی عربیہ)

ملکیت:- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ نمبر E ۳۰۰۶
فون:- ۸۶۴۹۶۸

بمبئی میں ہمارے اعزازی نمائندے
جناب ابراہیم ہوگلے اندھیری، جناب علی صالح ڈونگری

ڈاکٹر فیض احمد برڈسے کھیڈ ضلع رتناگری میں ہمارے اعزازی نمائندہ ہیں

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

نقش کوکن کے قارئین، مشتہرین اور سرپرستوں کو سالِ نو ۱۹۹۱ء کی دلی مبارکباد

عکس نقش

تزئین و کتابت:- محمد رمضان علی اشرفی

ربطہ استفادہ و ترسیل زر کا پتہ:- نقش کوکن، ۵۱ء ۱۵ ٹنڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری بمبئی ۴۰۰۰۰۹

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر:- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ کیلئے یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو شائع کیا۔ مطبع رہبانی پرنٹرس بائیکلہ بمبئی ۲۷

جنوری ۱۹۹۱ء

پہلا صفحہ

۷۴ء کی انسانی خون کی ہولی ہم نے نہیں دیکھی اور اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے شکر گذار ہیں
کہ بربریت اور حیوانیت کا وہ ننگا ناچ ہم نے نہیں د
مگر اسے کیا کہیئے کہ بربریت کا وہی خونین کھیل اس دور میں پھر کھیلا جا رہا ہے
فسادات کی ایک لہر سی اٹھی اور سارے شمالی ہندستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام شروع
رانچی، بجنور، دھام پور، مظفر نگر، شاملی، بلند شہر، ڈبائی، ہاپور، غازی آباد، میرٹھ، خورجہ
علی گڑھ، کانپور، بنارس، آگرہ، پٹنہ، جے پور، جودھپور، بیاور، ٹونڈی، احمد آباد، بڑود
انکلیشور، پالن پور، حیدرآباد، اندور، مہو اور نہ جانے کن کن مقامات پر فرقہ وارانہ فسا
مسلمانوں کا قتل عام ہوا ہے
شر پسندوں نے پولس، پی اے سی اور سیکوریٹی فورس کے ساتھ مل کر معصوم بچوں تک کو نہیں بخشا
چلتی ٹرین سے تک اقلیتی فرقے کے شیر خوار بچوں کو باہر پھینکا گیا
"اسپین سے مسلمانوں کا خاتمہ کس طرح کیا گیا، یا تمل ٹائیگر مسلمانوں کا صفایا کس طرح کر رہے ہیں
آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد کو ان کی یہ "تحقیق" کام آئی

انتظامیہ ناکام ہوا، حکومت ناکام ہوئی مگر کسی نے کوئی نوٹس نہیں لیا
مرکز میں ایک کٹھ پتلی حکومت ہے۔ ایک بے چہرہ اور بغیر ریڑھ کی ہڈی والی حکومت
پھر بھلا وہ کانگریس کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کے اصول کے پرے کیسے سوچ سکتی ہے
اور پھر جب وی پی سنگھ دلت مسلم کارڈ استعمال کریں گے تو لازماً کانگریس اینڈ کمپنی کو ہندو کارڈ استعمال کر
کسی فساد زدہ علاقے میں کوئی افواہ پھیلاتے ہوئے شخص کو بھی گرفتار کیا جاتا ہے کہ اس سے "امن کو خطرہ
مگر جس شخص نے پورے ملک میں رتھ یاترا سے فرقہ وارانہ آگ لگائی اور اشتعال انگیز تقریریں کیں
کیا وہ لال کرشن اڈوانی اس کے مستحق نہیں کہ انہیں نیشنل سیکوریٹی ایکٹ کے تحت کم از کم پانچ سالوں تک قید رکھا جائے
حکومت اور سیاست دانوں پر تو مسلمانوں کو بھروسہ رہا نہیں البتہ عدلیہ پر اب بھی بھروسہ ہے
کیا کوئی جج یہ تاریخی کارنامہ انجام دے سکتا ہے کہ اڈوانی اور سنگھل جیسے لیڈروں کو ایک طویل مدت تک جیل
رکھنے کا فیصلہ دے اس ریمارک کے ساتھ کہ زندگی بھر کسی ذمہ دار عہدے پر ان کا تقرر نہ کیا جا سکے
فرقہ وارانہ درندگی روکنے کا ایک فوری اور کار آمد حل یہ بھی ہے کہ حکومت پوری ایمانداری کے ساتھ
اقلیتی فرقے کے لوگوں کو پولیس اور سیکوریٹی فورس میں شامل کرے
اگر پولس فورس میں ساری اقلیتیں ۵۰ فی صد اور ہندو ۵۰ فی صد اس تناسب سے بھرتی ہوں
تو ۹۰ فی صد فسادات کا انسداد ہو سکتا ہے
مگر ایسے اقدام اٹھانے کے لئے بھارت کو ایک نڈر اور مخلص قائد چاہئے
سیاسی لیڈر نہیں
مبارک کاپڑی

ذکر و فکر

مولانا وحید الدین خان

ٹاپ کی جگہ خالی ہے

کچھ مسلم نوجوان بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ہر ایک ماحول کی شکایت کر رہا تھا۔ داخلے نہیں ہوتے، ملازمت نہیں ملتی کام نہیں ملتا وغیرہ۔ ایک زیادہ عمر کا تجربہ کار آدمی بھی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے سب کی باتیں سن رہا تھا۔ آخر میں اس نے کہا: آپ لوگوں کی شکایتیں بالکل بے جا ہیں۔ آپ وہاں جگہ ڈھونڈ رہے ہیں جہاں جگہیں بھری ہوئی ہیں۔ اور جہاں جگہ خالی ہے وہاں پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آپ لوگ اونچی لیاقت پیدا کیجئے۔ پھر آپ کیلئے مایوسی کا کوئی سوال نہ ہوگا۔ کیونکہ عام جگہیں اگرچہ بھری ہوئی ہیں۔ مگر ٹاپ کی جگہ ہر طرف خالی ہے۔

امتیاز کامیابی کا راز ہے۔ اپنے اندر امتیاز پیدا کرنے کی کوشش کیجئے اور یقیناً آپ کامیاب رہیں گے۔ اگر آپ چوہا پکڑنے کا اچھا پنجرہ ہی بنانا جانتے ہوں تو لوگ خود آکر آپ کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیں گے۔ لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ جس قسم کے "پنجرے" بازار میں بھرے ہوئے ہیں اسی قسم کا ایک اور "پنجرہ" بنا کر بازار میں بیٹھ جاتے ہیں اور پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہمارا پنجرہ فروخت نہیں ہوتا۔ اگر آپ محنت کریں اور اپنے دماغ کو استعمال کرکے امتیازی پنجرہ بنائیں تو یقیناً لوگ اس کو خریدنے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے۔

ہر ماحول میں تعصب اور تنگ نظری موجود ہوتی ہے۔ مگر تعصب اور تنگ نظری عمل کی ایک حد ہے۔ اگر آپ اس حد کو پار کر جائیں تو تعصب اور تنگ نظری ہو کر بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر ایسا ہو کہ حریف کے نمبر ۴۰ فی صد ہیں اور آپ کے نمبر ۸۰ فی صد تو تعصب اور تنگ نظری کی تمام دیواریں گر جائیں گی اور یقینی طور پر آپ اپنے حریف کے مقابلہ میں کامیاب رہیں گے۔

اگر آپ دوسروں سے زیادہ محنت کریں۔ اگر آپ عام معیار سے اونچا معیار پیش کریں۔ اگر آپ زیادہ بڑھی ہوئی صلاحیت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہوں تو آپ کیلئے بے روزگار ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ ہر جگہ آپ کی جگہ ہے، کیونکہ وہ اب تک کسی آنے والے کے انتظار میں خالی پڑی ہوئی ہے —

سب سے بڑی ضمانت

لارڈ ولیم ڈینٹک انیسویں صدی کے ربع ثانی (۱۸۲۸-۱۸۳۵) میں ہندوستان کے گورنر جنرل تھے۔ انھوں نے ایک بار حکم دے دیا تھا کہ تاج محل کو گرا دیا جائے مگر عملاً وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جب یہ بات پھیلی تو لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ ہندو اور مسلمان دونوں نے مل کر شدید احتجاج کیا۔ حتی کہ یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اگر تاج محل کو گرایا گیا تو بغاوت پیدا ہو جائے گی۔ لارڈ ڈینٹک کے مشیروں نے ان کو صورت حال کی نزاکت بتائی۔ چنانچہ انھوں نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ (نو بھارت ٹائمز ۱۸ جون ۱۹۹۱) "تاج محل کو عوام نے نہیں بچایا" اس خبر کو پڑھ کر ایک شخص نے کہا "بلکہ تاج محل کو اس کے اپنے حسن نے بچایا — تاج اگر اتنا حسین نہ ہوتا تو برطانوی اقتدار کے مقابلہ میں اس کو ہندوؤں اور مسلمانوں کی اتنی بڑی حمایت حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔" آدمی کے اندر کوئی خوبی ہو تو یہ خوبی ہی اس کی زندگی کی سب سے بڑی ضمانت ہوتی ہے۔ وہ دشمنوں میں بھی اپنے دوست پا لیتا ہے۔ اغیار کی صفوں میں بھی اس کو اپنے قدر داں مل جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی کے اندر کوئی واقعی خوبی ہو، اس کے باوجود دنیا میں اس کا اعتراف نہ کیا جائے —

تاہم اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی کا یہ حسن سانپ کا حسن نہ ہو۔ ایک سانپ خواہ وہ کتنا ہی حسین ہو آدمی اس سے محبت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جس آدمی کا حال یہ ہو کہ اس کے اندر ایک خوبی تو ہو مگر اسی کے ساتھ اس کی زبان میں "ڈنک" ہو، وہ لوگوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کو چیلنج کرنے لگے، وہ لوگوں کے ساتھ تعلقات میں بار بار جارحیت پر اتر آتا ہو، وہ اپنی جذباتی کارروائیوں سے لوگوں کو اپنا مخالف بنا لے۔ ایسا آدمی خواہ وہ کتنا ہی زیادہ خوبیوں والا ہو، لوگوں کا محبوب نہیں بن سکتا۔

تاج محل لوگوں کا محبوب اسی وقت بنتا ہے جب کہ وہ خاموش حسن میں ڈھل جائے۔ اگر وہ جارح حسن کا نمونہ ہو تو ایسے تاج محل کو کوئی نہیں بخشے گا۔

اداریہ

کچھ خبر نہیں ہے

عالمی سطح پر پوری دنیا میں سیاسی، سماجی اور نظریاتی اتھل پتھل نے ایک عجیب کیفیت پیدا کردی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اجتماعی طور پر ہمارے فکر پر بھی اضمحلال کے آثار واضح ہو چکے ہیں — بے بسی کی کیفیت میں دھند نے صحیح سوچنے اور صحیح دیکھنے کی صلاحیت پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے

ہم ابھی ایران وعرب اور عراق وکویت کی باتیں کیوں کریں۔ ابھی تو خود ہمارا ہندوستان اپنے سینے میں دہکتے ہوئے انگارے محسوس کر رہا ہے۔ ایک سرد جنگ ہے جو شعلے اگلنا چاہتی ہے۔ رجعت پرست طاقتیں بھی ضرور جانتی ہیں کہ ملک کی فلاح و ترقی اور عام خوش حالی کا مسئلہ مسجد و مندر کے تنازع اور اکثریت و اقلیت کے معاندانہ تصادم سے حل نہیں ہو سکتا مگر پھر بھی یہ باولاپن ہم پر سوار ہو جاتا ہے — اور اس مسئلہ کو ہوا دے کر لوگ یہ بھول رہے ہیں کہ ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں ہر تھوڑی دیر بعد بھڑکنے والی آندھی اس آگ کو پورے ملک میں پھیلا سکتی ہے۔ فسطائی طاقتیں اس ہوشیاری سے کام کر رہی ہیں کہ ہندوستان سے دوستی اور حب الوطنی کے دعویدار بہت سے طبقے اس تخریبی مشن میں آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ انہیں خود بھی خبر نہیں کہ وہ کن ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں، کون سی طاقت اپنے طور پر انہیں نچا رہی ہے۔ اور ہندوستان کو تباہ و برباد کرنے اور اس کی سالمیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے کون کون سی بازیگری رچی جا رہی ہے۔ بابری مسجد، رام جنم بھومی، کشمیر، پنجاب، بوڈو تحریک فرقہ پرستی، تشدد، نسل پرستی — اور ایسی تمام استعماری آوازیں در اصل ہندوستان کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔ ہم بچارے بھولے بھالے دیش باشی اس بات سے غافل ہیں کہ اس پردۂ زنگاری کے پیچھے کون سا معشوق ہے — کوئی بھی ہو مگر ہم اتنا جان لیں کہ ان مسائل پر اصرار کرنے والے بلاشبہ ہندوستان کے دوست نہیں ہیں

ہمیں ان سے اب بھی ہوشیار ہو جانا چاہئے



مسلم خواتین اور برقعہ

محمد حسین شرف الدین ایوبی

عورتوں کیلئے شرعی ہدایت یہی ہے کہ، گھر میں رہ کر سکون کے ساتھ خانہ داری کے دھندوں میں لگی رہیں، لیکن کسی ضرورت سے نکلنا ہی پڑے تو نکلنے کی اجازت ہے، مگر اپنے جسم کو کسی چادر یا برقعے سے اچھی طرح چھپا کر نکلیں مگر آج کی مسلم خواتین برقعہ کے لحاظ سے چار قسموں میں بٹ چکی ہیں۔ پہلی قسم میں وہ خواتین آتی ہیں جو اپنے چہرے کو بھی نقاب میں چھپا لیتی ہیں ـــ دوسری قسم میں وہ خواتین آتی ہیں جو اپنے والدین یا رشتہ داروں کی عزت کی وجہ سے برقعہ لیتی ہیں ـــ مگر نظر سے اوجھل ہو جانے کے بعد اپنا برقعہ تھیلی یا بیگ میں رکھ لیتی ہیں تیسرے قسم میں ان خواتین کا شمار ہے، جو برقعہ تو لیتی مگر اپنے چہرے پر نقاب نہیں گراتی، حالانکہ یہ بھولی ہیں کہ جسم میں سب سے زیادہ پُرکشش حصہ انسان کا چہرہ ہے اور اس حصے میں دیکھنے، سننے اور بولنے کی وہ ساری قوتیں ہیں جو جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی اور انسان کو گناہ پر آمادہ کرنے والی ہیں۔ اس لئے شریعت نے عورت کو حکم دیا کہ وہ نقاب سے چہرے کو چھپائے رہے اور اپنے چہرے پر کسی غیر مرد کی نگاہ نہ پڑنے دے ـــ چوتھی قسم کی خواتین برقعہ اوڑھتی ہی نہیں ـــ عورتوں کا چست برقعہ ان کے جسم کے ہر عضو کی ترجمانی کرتا ہے اور برقعہ پہننے کے باوجود وہ عریاں نظر آتی ہیں۔ بر چست برقعہ کا مرض زیادہ تر صحت مند عورتوں میں پایا جاتا ہے۔

کچھ عورتیں برقعہ کا استعمال پردہ کے علاوہ بھی کر لیتی ہیں قصہ یوں ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک خاتون رہتی ہے جسے ہم سب آپا کہہ کر پکارتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کبھی کبھی وہ برقعہ اوڑھتی ہے اور کبھی بے پردہ نکل پڑتی ہے بس یوں ہی ساڑی پہنے اور ہاتھ میں پرس لہرا کے نکل پڑتی ہے۔ ایک دن کسی کام سے وہ ہمارے گھر آئی تو اس سے میں نے پوچھ ہی لیا کہ "آپا اگر آپ ناراض نہ ہو تو میں ایک بات پوچھ لوں کہ کبھی کبھار تو آپ برقعہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہو اور کبھی برقعے بغیر ہی نکل پڑتی ہیں ایسا کیوں کرتی ہیں آپ؟ میرے اس سوال پر وہ ہنسنے لگی اور کہا وہ کیا ہے اگر میری ساڑی پرانی ہو جائے یا گندی نظر آنے لگے تو میں برقعہ اوڑھ لیتی ہوں اگر ساڑی نئی ہو یا ابھی لانڈری سے دھل کر آئی ہو تو برقعہ اوڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

غرض ہم دیکھتے ہیں کہ برقعہ کا صحیح صحیح استعمال نہیں ہو رہا ہے اور کہیں کہیں تو برقعہ خریدنا فضول خرچی سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ گھرانوں میں نئی نویلی دلہن تک کو برقعہ نہیں پہنایا جاتا میرے ایک عزیز کی شادی تھی جب وہ دلہا بن کر اپنی دلہن کو لانے گیا نکاح کے بعد جب دلہن گھر سے باہر آئی تو وہ برقعہ اوڑھے نہیں تھی بلکہ یوں ہی سجی سجائی خراماں خراماں چل رہی تھی، دلہا ذرا صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا مگر آداب محفل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے اس موقع پر تو کچھ نہ کہا مگر دوسرے دن اپنی دلہن کے لئے برقعہ سلوا دیا اور اپنی بیوی کو میکے روانہ کرتے وقت سلا ہوا برقعہ پہنایا ـــ کچھ دنوں کے بعد اس نے اپنی ساس سے پوچھ ہی لیا کہ آپ نے اپنی بیٹی کو بغیر برقعہ کے گھر سے کیونکر رخصت کیا تو

ساس فوراً بولی کیا میری لڑکی کالی کلوٹی ہے، یا کانی ہے یا ناک اس کی چپٹی ہے کہ میں اسے برقعہ میں چھپاتی پھروں؟"

گذشتہ سال کچھ خواتین سے مجھے پردہ اور برقعہ کے سلسلے میں بات کرنے کا سابقہ پڑا تو وہ مجھ پر بگڑ گئی کہ اگر مسلم معاشرہ اور مسلم قوم کو ترقی کرنا ہے تو مسلم خواتین کو بھی ہر میدان میں پیش پیش رہنا ہوگا اور مسلم خواتین اپنے فن وصلاحیت کا مظاہرہ تب ہی کر سکتی ہیں۔ جب وہ۔ پردہ اور برقعہ کی بندشوں سے آزاد ہونگی، میں نے ان کی باتیں بہت ہی سنجیدگی سے سنی اور کہا کہ برقعہ کی بندشیں کسی حکومت کی عائد کردہ نہیں ہیں کہ تم مورچہ اور ہڑتال پر آمادہ ہو جاؤ۔ یہ تو اسلام کا حکم اور شرعی قوانین ہیں، اور اس کے خلاف اُف تک کرنا خود کو کفر کے دائرے میں داخل ہونا ہے۔ پھر میں نے علامہ اقبال کے ایک شعر کا مفہوم سنایا کہ۔ سیپ میں نیساں کے جو قطرہ رہے گوہر بنے اس طرح آپ مسلم خواتین بھی پردہ کے اندر رہ کر بھی ترقی کر سکتی ہیں اور اپنے آپ کو گوہر میں ڈھال سکتی ہیں۔

مسلم خواتین سے گزارش ہے کہ وہ برقعہ کا صحیح استعمال کرنا شروع کر دیں کیونکہ ان کا یہ عمل بھی معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کو روکنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

نعیم الدین شیخ
مرڈ جنجیرہ۔

نعت شریف

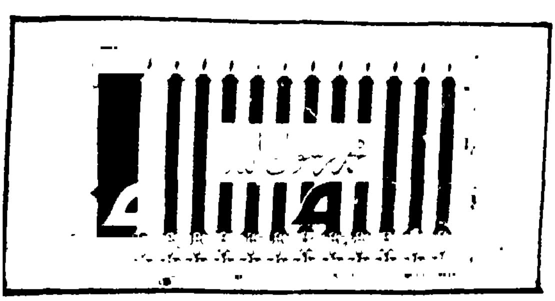
ہے مکینِ لامکاں بھی جب ثنا خوانِ رسولؐ
شان ایسی پھر کہاں ہے؟ مرحبا، شانِ رسولؐ

اک نظر کی ہے تمنا رحمت اللعالمین
میں بھی ہوں شامل ازل سے در غلامانِ رسولؐ

گردشِ عالم کو تج دوں اک مدینے کے عوض
پھر نہ چھوٹے گا کبھی عاصی سے دامانِ رسولؐ

زندگی ہے زندگی جو عشقِ احمدؐ میں کٹے
ہے وہی کامل جسے ہو پاسِ فرمانِ رسولؐ

کیوں نہ تم پر شیخ جی ہو ابرِ رحمت گل فشاں
ہیں عمل پیرا، ہوا ہے جب سے عرفانِ رسولؐ



ایک فعال شخصیت

جناب آدم نور



قوم وملّت کی فلاح وبہبودی کے لیے باوجود حد درجہ پابندیوں اور سختیوں کے، اپنے مشن میں لگے رہنا جہاد کرنے کے مترادف ہے اور ایسے جیالے مجاہد ہمارے معاشرہ میں شامل ہیں۔ آپ ۱۱ جولائی ۱۹۲۶ء بمقام دھرول ضلع جام نگر ریاست گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بمبئے یونیورسٹی سے ۱۹۴۶ء میں میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے فوراً بعد عملی زندگی میں حصہ لینا شروع کیا عموماً مسلم معاشرہ میں اور خصوصاً میمن برادری میں یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ موصوف اپنے طالب علمی کے زمانے سے ہی اپنے سینے میں ملک وملت کے لیے بے پناہ خدمت کا درد رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس جذبہ کے تحت ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۰ء دی میمن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کلکتہ میں آپ نے کیشیر کلرک کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیں ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۳ء کراچی اور بمبئی میں سوسائٹی کے لئے کار ہائے نمایاں انجام دیتے رہے۔ اسی لئے آپ کو اس سوسائٹی کے آفس سیکریٹری کے اعلیٰ عہدہ پر مامور کیا گیا۔ آپ ۱۹۶۵ء تا ۱۹۸۶ء انشورنس کمپنی سے بھی منسلک رہے۔ اور تیئیس سال تک خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دینے کے بعد ۱۹۸۶ء میں سبکدوش ہوئے جبکہ آپ اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹو آفیسر تھے آپ کی فعال بنا پر آپ کو میمن ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی اور بمبئی میمنس ایجوکیشن سوسائٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری کے عہدہ پر منتخب کیا گیا۔ آپ ۱۹۸۳ء سے ڈائریکٹر کی حیثیت سے دی میمن کوآپریٹو بینک لمیٹیڈ بمبئی اور میمن کامرشیل اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن (انڈیا) لمیٹیڈ کے عہدہ پر خدمات انجام دے رہے ہیں بمبئی میمنس ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طلبہ اور فاروق ہائی اسکول برائے طالبات جوگیشوری اور پٹیل ہائی اسکول میرا چلائے جا رہے ہیں۔ ان مدارس کے علاوہ اس ادارہ کے تحت فاروق پرائمری اسکول اور نرسری کلاس، جوگیشوری اور پٹیل ہائی اسکول، پٹیل پرائمری اسکول اور نرسری کلاسس میرا، تھانے قائم ہیں۔ صاحب موصوف غریب اور نادار طلبہ اور طالبات کے لئے یونیفارم اسکالرشپ اور دیگر مختلف سہولتیں مہیا کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں آپ کی عوامی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت مہاراشٹر نے آپ کو اسپیشل ایگزیکیٹو مجسٹریٹ مقرر کیا ہے۔ نقش کوکن کے خیر خواہ ہیں اور اس کی سرگرمیوں سے پوری طرح واقف ہیں نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے امسال جو جنرل نالج کے مقابلے منتخب کئے تو اس سرگرمی سے آپ اس قدر خوش ہوئے کہ فائنل مقابلہ میں اول آنے والے ہائی اسکول کو جو شیلڈ دی جائیگی صاحب موصوف نے اسے اپنی طرف سے ہدیہ کرنے کی خواہش جاری ہے۔ ادارہ آپ کی اس علم دوستی اور طلبا کی ہمت افزائی کے لئے آپ کا شکر گزار ہے۔

نقش کوکن

- گذارش ہے کہ فل اسکیپ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوش خط تحریر فرمائیے۔
- مسودہ کے آخر میں اپنا نام اور پتہ ضرور لکھیے۔

نئی خبر پرانی قبر

—— جاوید درد ——

روزنامہ "اپنا راج" جمعرات، ۱۵ ر اگست ۱۹۸۵ء

بہادر سنگھ کبوترا سزائے موت کے قریب پہنچکر جیل سے فرار

مشہور زمانہ غنڈہ اور خوفناک گروہ کا سرغنہ بہادر سنگھ کبوترا جو اتفاق ہی سے پولس کی حراست میں آیا تھا۔ غنڈہ گردی، فساد، قتل، عصمت دری اور لوٹ مار کے بے شمار سنگین جرائم میں ملوث تھا۔ سپریم کورٹ میں اس کے خلاف دائر کردہ مقدمہ کی دلچسپ سماعت اور اسکی وکالت کرنے والے کئی نامور بیرسٹروں کی طویل جرح اور جان توڑ کوشش کے باوجود یہ بات یقین میں بدل گئی تھی کہ کبوترا کو یقیناً پھانسی کی سزا ہوگی مگر کل ہی رات بڑے پراسرار طور پر کبوترا جیل سے فرار ہوگیا۔ حسب معمول، پولس حیران اور سرگرداں ہے جو اس کی پرانی عادت ہے البتہ کبوترا کی ساری بلائیں جیل کے عملے کے سر آگئی ہیں۔ اور کبوترا کی تلاش نئے سرے سے شروع ہو گئی ہے۔

روزنامہ "اپنا راج" بدھ ۱۵ ر اگست ۱۹۹۰ء

بہادر سنگھ کبوترا کی بطور گورنر نامزدگی

صوبہ پورن پردیش کی مائے ناز شخصیت، اور جنگ آزادی کے دوران سینہ سپر ہوکر انگریزوں کی کالونیوں، چوکیوں پر شب خوں مارنے، انھیں کمزور کرنے، لوٹنے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دیس کو آزاد کرنے پر کمربستہ اس بہادر سورما کبوترا صاحب پانچ سال قبل کی حکمراں جماعت نے، پارٹی عناد، سیاسی داؤ پیچ اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بے شمار سنگین جرائم میں زبردستی ملوث کر دیا تھا اور انھیں حراست میں لیکر پھانسی کی سزا کے قریب پہنچا دیا مگر اچھا ہوا کہ کبوترا صاحب جیل سے فرار ہوگئے۔ موجودہ حکمراں جماعت نے حق اور انصاف کی روایت بحال رکھکر جناب کبوترا پر عائد سارے جرائم کی باعزت تردید کرادی ہے اور عزت مآب کبوترا صاحب کو صوبے کے گورنر کے طور پر نامزد بھی کرادیا ہے۔

روزنامہ "اپنا راج" جمعرات ۱۵ ر اگست ۱۹۸۵ء

جعلی پاسپورٹوں کا بھاری انبار ضبط

ہزاروں کی تعداد میں جعلی پاسپورٹ چھپوانے اور عوام میں فروخت کرانے کے جرم پر شہر کی پولس نے کمال فن سے سوشیل کمار چورکھے کو اپنے ساتھیوں اور جعلی پاسپورٹوں کی بہت ہی بڑی تعداد کے ساتھ حراست میں لے لیا ہے۔ حکومت کے ایک اعلیٰ افسر نے اپنا نام صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر ہمیں بتایا کہ آج پورے ملک میں اصلی پاسپورٹوں کے مقابلے میں نقلی پاسپورٹ بڑی تعداد میں زیر استعمال ہیں۔ اور اسکے پس پشت شری چورکھے کا ذہن کام کر رہا ہے ——

روزنامہ "اپنا راج" بدھ، ۱۵ ر اگست ۱۹۹۰ء

"سوشیل کمار چورکھے نئے پاسپورٹ کمشنر"

اعلیٰ تعلیم یافتہ، ماہر قانون، بین القوامی اور سفارتی امور پر دسترس رکھنے والے جناب سوشیل کمار چورکھے کو حکومت نے نئے پاسپورٹ کمشنر کے طور پر متعین کر دیا ہے۔ ہماری غلط فہمیوں، زبردست سبہات اور غلط منجری کے نتیجے میں کچھ سال قبل کچھ مشکوک اشخاص اور پاسپورٹوں کی بھاری تعداد کے ساتھ پولس نے شری چورکھے کو بھی حراست میں لیا تھا۔ مگر ناکافی ثبوت اور شہادتوں کے باوثوق نہ ہونے کی وجہ شری چورکھے کو باعزت بری کر دیا تھا۔ اپنے مقدمے کی پیروی خود سوشیل کمار چورکھے نے کی تھی تبھی سے پولس اور عدالتی شعبہ سر پکڑے ہوئے ہیں۔ (ہمارے خصوصی نامہ نگار کا ناپھوسے کے ذریعہ)

روزنامہ "جمعرات ۱۵ ر اگست ۱۹۸۵ء

"عظیم خاتون لیڈر سوشیلا کے اعزاز میں عظیم الشان جلسہ تہنیت خواتین کے ساتھ غیر انسانی برتاؤ اور ناانصافیوں

نقش بہ کوہ

کے خلاف بڑے پیمانے پر ملک گیر احتجاجی تحریک کی سربراہ۔ خواتین کے لئے جائز حقوق کی بحالی کے علاوہ ہزاروں بے سہارا، مظلوم اور بیوہ عورتوں کی بود و باش اور معاش کے ذرائع فراہم کرانے میں اور انھیں عزت و اعتماد سے جینے کا سلیقہ دینے میں سوشیلا جی کا نام یکتائے زمانہ بن چکا ہے۔ حکومت امریکہ کی دعوت پر وہاں جانے سے پہلے حکومت کے سرکردہ کارندوں اور شہر کی معزز خواتین کی متعدد جماعتوں کی مشترکہ کوشش سے کل شام کرانتی میدان پر ایک عظیم تہنیتی جلسے کا انعقاد ہوگا جلسے کی صدارت گورنر للتورام فرمائینگے۔
(ہمارے خصوصی نامہ نگار پھیکو رام کے ذریعہ)۔

روزنامہ "اپنا راج" بدھ ۱۵؍ اگست ۱۹۹۰ء

"عظیم خاتون لیڈر سوشیلا شری واستو سی بی آئی کے گرفت میں"

ہزاروں مظلوم، بے سہارہ غریب بیوہ عورتوں کی فلاح و بہبود کے لئے لڑنے والی انہیں عزّت سے زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کرنے والی، مشہور زمانہ سوشل ورکر اور عظیم خاتون لیڈر کو سی بی آئی نے حراست میں لینے سے ایسے لرزہ خیز حقائق کا پردہ فاش ہوا ہے کہ پورے ملک میں سنسنی سی پھیل گئی ہے۔ بہت کڑی تفتیش جاری ہے اب تک کی موصولہ اطلاعات کے مطابق سوشیلا اپنے ملک کے علاوہ دنیا بھر کے بڑے بڑے شہروں میں بہت ہی اونچے اور بڑے پیمانے پر قحبہ خانوں کا کاروبار استوار کئے ہوئے ہیں۔ علاوہ اسی کاروبار کے ذریعہ وہ اپنے ملک سے اونچی سطح کی خفیہ خبروں کی فروخت بھی کرتی رہی ہیں۔ بقیہ صفحہ دیگر

- دوست کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرو۔ اگر حقیقی معنوں میں وہ دوست ہے تو اسے خود تمہاری ضرورتوں کا احساس ہوگا۔
- دوست وہی اچھا جو اعتماد زیادہ کرتا ہو اور تکلیف کم

روزنامہ "اپناراج" جمعرات ۱۵ر اگست ۱۹۸۹ء

خادمانِ ملک و محبانِ قوم کو اعزاز

آج تک خدا سمجھے والی وجوہات یا پھر کسی یقینی بیرونی ہاتھ کی سازش پر ملک کے کئی نامور فرزندانِ قوم اور محبانِ وطن، جنہوں نے خاصے محفوظ مقامات پر اور اکثر اپنے ہی گھروں کی پسِ دیوار سینہ سپر ہوکر آزادی کی جنگ لڑی تھی اپنی سیج جیسی وطن پرست شخصیت اور بڑے خرچے یا تگ ودم سے حاصل کی ہوئی قوم پر درشاہت کو بڑی مشکل سے زندہ رکھ کر تقریباً زندہ ثبوت بھی دیا تھا۔ مگر وائے قسمت! ہمارے گذشتہ حکمراں ٹھیکیداروں نے صرف الیکشن تک انہیں بہلائے رکھا، بعد کوئی نقد معاوضہ یا کم از کم کوئی اعزاز سونپنے سے بھی مکر گئے۔ پر لکے ہمارے موجودہ حکمراں راجاؤں نے ان بیچارے قریب المرگ محبانِ وطن کے دم توڑتے دلوں اور بے جان بیساکھیوں میں اعزاز کے اعلان سے زندگی کی بس ذراسی حرارت ضرور ڈالدی ہے۔ ذیل میں ہم، اخبار کے پریس جانے تک تقریباً زندہ مجاہدانِ آزادی کے نام شائع کرانے کی جگہ مہیا کرا سکے ہیں۔ باقی عالم نزع میں پھنسے مجاہدینِ آزادی سے معذرت اور ان کے لئے خدا سے مغفرت کے اعزاز کی دعا کرتے ہیں۔

روزنامہ "اپناراج" بدھ۔ ۱۵ر اگست ۱۹۹۰ء

قومی اعزاز کے ناجائز تقسیم کا انکشاف

چند سال قبل اس وقت کے حکمراں خداؤں نے ملک کی ایسی کئی شخصیتیں جن کے متعلق یہ گمان تھا اور افواہیں بھی کہ انھوں نے ملک کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا، ہنگامی مصلحت اور کچھ سودوں کی بنیاد پر انھیں مجاہدان کے اعزاز سے نوازا تھا۔ ان کی طویل فہرست بھی ہمارے اسی موقر روزنامے میں شائع ہوئی تھی۔ مگر فوراً بعد، سستی ردّی کے مول بے دریغ سونپے گئے ان اعزازات نقش کو کہ پر پورے ملک میں احتجاجی کہرام اُٹھ کھڑا ہوا۔ تفتیش کے بعد آج یہ کلی سڑی حقیقت ظاہر ہوئی کہ اس فہرست میں شامل تقریباً سبھی مجاہدانِ آزادی، عادی مجرم، دلال ٹھگ، جیب کترے، لفنگے اور ایسے ہی گھٹیا کاموں سے وابستہ لوگ تھے۔ جو ان کے خلاف تفتیش کے شروع ہی راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے تھے۔ اب ان کی قبروں میں اترنے سے کیا حاصل۔

روزنامہ "اپناراج" جمعرات ۱۵ر اگست ۱۹۸۹ء

"مشہور مہاندی پر عظیم بندھ کی تعمیر"

ہمارے صوبے کی مشہور مہاندی پر کئی سو کروڑ کی لاگت سے، شہر رونق آباد (ضلع چکاچوند) کے قریب ایک عظیم بندھ کی تعمیر کو بالآخر مرکزی حکومت نے ہمارے تعاون کے ساتھ پورا کرنا قبول کرلیا ہے۔ اگلے ماہ سے کام کی شروعات ہوگی۔ اس عظیم بندھ کی تعمیر سے صوبے کے ہزاروں گاؤں میں پانی، بجلی اور بہتر کاشتکاری کے لئے مستقل آب پاشی، صنعتی کاروبار کی تشکیل اور ترقی کے علاوہ بے شمار نئی اسکیموں کا آغاز ہوگا۔ صوبے کے برسوں سے خراٹے لیتے بھاگ جاگ اٹھینگے۔ لاکھوں اس خبر سے پسماندہ، پژمردہ بے روزگاروں اور غربت کے شعلہ فشاں ریگستانوں میں جھلستے طبقات میں مسرت کا سیلاب امڈ پڑا ہے تو سرکار کے تعمیری محکموں سے وابستہ افسروں، کنٹراکٹروں اور دلالوں کے نکمے، سست اور کاہل جسموں میں چستی کی بجلی سی دوڑ گئی ہے اور ان کے سوکھے دل مسرتوں کی باڑھ سے سیراب ہوگئے ہیں۔

روزنامہ "اپناراج" بدھ، ۱۵ر اگست ۱۹۹۰ء

"مشہور مہاندی پر زیرِ تعمیر بندھ کی ناگہانی موت"

جمہوری ممالک میں بڑے بڑے تعمیری پراجیکٹوں اور کاموں کی اصلی حقیقتوں کو تو بس اللہ ہی بہتر جا

کچھ کنٹراکٹر ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔ حکومت کے عملے کو
ں تعمیری کام کے دوران اپنی پشتوں کی مالی تعمیر کی
کر ہوتی ہے۔ رہے امیدوں کی جگالی اور جینے کا بہانا
زیب عوام اور صحیح خبروں کے جنون میں الجھے ہم مجنون
والے، جنھیں کسی طور رینگتے رینگتے آنے والی خبروں
ی روشنی کی ذرا سی جھلک ہی پہ اپنی عید کرنا پڑتی ہے۔
ں طور خبریں آتی رہیں کہ پانچ سال قبل شہر رونق آباد
(چپکا چونڈ) کے قریب مہا ندی پر بڑی لاگت سے ایک
بندھ کی تعمیر کا کام پوری برق رفتاری سے شروع
کا تھا۔ ہزاروں گاؤں کا انخلاء اور ان کی دوسری
بادکاری، پہاڑوں کی تراش، کھدائی سڑکوں کی تعمیر
۔ وہ ہزاروں ملازمین کے لئے رہائشی کالونیاں تعمیر
ں اور پھر۔ تین سال میں تقریباً نصف بنے اس زیر تعمیر
کی حرکت قلب تشویشناک طور پہ رکنا شروع ہوگئی۔
ں سطح پر خوب واویلا مچا۔ پہ کچھ ہوا نہیں اور شاید ـــ
چھ ہوگا بھی نہیں۔ واقعہ کی موصولہ تفصیلات جو اگر سچ
تو کچھ اس طرح ہیں کہ مہا ندی جس صوبے سے ہو کر ہمارے
ے میں آتی ہے وہ صوبہ ہمارے اس بندھ کی حمایت
بھی نہیں رہا۔ ہمارے شورِ ماتم اور مرکز کی کسی تنبیہہ
حاس نہ ڈالکر اس صوبے کی حکومت نے اپنے علاقوں
مہا ندی کے پانی کی بہت بڑے پیمانے پر نکاسی کی علاوہ
سے کئی طریقوں سے ندی کے پانی کا رخ صوبے کی
ت حصوں کی طرف پھیر دیا۔ نتیجے میں ہمارے صوبے
زیر تعمیر بندھ تک آتے آتے بیچاری ندی پھٹے غبارے
نند بُری طرح سمٹ کر معمولی سا رینگتا چشمہ ہو کر رہ
ور اس طرح ہمارے اس بدنصیب بندھ کی
پرسی کے عالم میں ناگہانی موت ہوگئی۔ جس کا کریا کرم
بھی زیرِ غور ہے۔ خدا بخشے ـــ

اسلامی معلومات کا مقابلہ

آپ کی اسلامی معلومات کتنی اور کیسی ہیں، اس کا اندازہ کرنے
ذیل میں سوالات دیئے جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے ان سوالات
کے بالکل صحیح جواب دیئے تو آپ کو ہماری جانب سے بطور
انعام کوئی ایک اچھی سی کتاب ارسال کی جائیگی۔ ان سوالات کے
جوابات ہمیں آئندہ ماہ کی ۲۰ تاریخ ۲۰ ر تاریخ تک مل جانے
چاہیں۔ صحیح جوابات آئندہ شمارے میں شائع ہوں گے۔۔

۱ :۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے ساتھ کتنے فرزندانِ توحید تھے

۲ :۔ سفر معراج کے موقع پر آنحضرتؐ کی عمر مبارک کتنی تھی

۳ :۔ سفر معراج کے دوران اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو کیا خاص تحفہ عطا کیا۔

۴ :۔ اس صحابی کا نام بتائیے جسے آنحضرتؐ نے کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت دی تھی۔

۵ :۔ حضرت محمدؐ کے سگے چچاؤں کے نام بتائیے ۔

۶ :۔ حضرت عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کا نام محمدؐ کہاں رکھا تھا۔

۷ :۔ آنحضرتؐ کے کون سے چچا عمر میں صرف دو سال آپؐ سے بڑے تھے ۔

۸ :۔ رسول اللہ کی ولادت کے وقت کعبہ میں کتنے بت تھے۔

۹ :۔ آنحضرتؐ کو کتنی عورتوں نے دودھ پلایا ۔

۱۰ :۔ آنحضرتؐ نے کتنے سال کی عمر میں شام کا پہلا سفر کیا۔

۱۱ :۔ آنحضرتؐ کی ان زوجہ کا نام بتائیے جو آپ پر سب سے پہلے اسلام لائیں ۔

گذشتہ ماہ کے مقابلے کے جوابات

(۱) حضرت جبرائیل (۲) ایک آگ جو لوگوں کو مشرق سے ہنکا کر
مغرب کی طرف لیجائیگی ۔(۳) حضرت محمد مصطفےٰؐ (۴) محمد اپنے
سر کو چھپا (۵) ۱۰۰ اونٹ (۶) ۲۳ برس (۷) براق ـــ
(۸) دودھ (۹) بعد از صبح صادق قبل از طلوعِ آفتاب ۔(۱۰) ۲۵ سال
(۱۱) گیارہ سال بعد۔

آخری خط

محمود حسن قاضی ۔ واشی نئی بمبئی

شام کا سہانا وقت تھا۔ سمندر کی لہریں فضا میں دلفریب
...م کا سماں بکھیر رہی تھیں۔ سرد ہوائیں سمندر کے کنارے بیٹھے
...م چھوٹے بڑے کو لبھا رہی تھیں۔ بے شمار نوجوان جوڑے اس
...ف فضا اور دلچسپ ماحول میں سنہرے خواب سجا رہے تھے
...یت کے گھروندے بنانے میں مشغول تھے سب کے دل میں
...شیاں ہی خوشیاں موجزن تھیں۔

مگر دور ایک گوشے میں بیٹھے ندیم کے دل میں غم کا ایک
...ان اٹھا ہوا تھا۔ آج گاؤں میں اس محبت کا جنازہ اٹھنے والا تھا
...ن کے دل میں اٹھے اس طوفان میں اس کی امیدوں اور ارمانوں
...محل منہدم ہوتے ہوئے وہ محسوس کر رہا تھا۔

ندیم قریب کے دیہات کا ایک خوبصورت اور ہونہار
...جوان تھا۔ اس کا باپ ایک غریب کسان تھا۔ گاؤں کے دولت
...مند زمیندار کی لڑکی عذرا اسے بہت چاہتی تھی۔ پہلی جماعت سے
...یس ایس سی تک وہ ساتھ ساتھ پڑھے تھے، میٹرک میں
...مایاں نمبر پانے سے ندیم کو معقول اسکالر شپ ملی تھی اور وہ اعلیٰ
...تعلیم یافتہ کیلئے اس شہر میں آگیا تھا۔ اور عذرا کے ماں باپ
...نے اس کی مرضی کے خلاف اعلیٰ تعلیم کے دروازے اس کیلئے
...بند کردیئے۔ وہ بیچاری گھر کی چار دیواری میں قید ہو کر رہ گئی

مگر وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کی محبت پروان
...چڑھتی رہی۔ ہفتے کی چھٹی میں ندیم جب گاؤں آتا تو عذرا کو
...بس اسٹاپ کے قریب ایک مخصوص درخت کی اوٹ
...میں چھپ کر کر

اس کیلئے آنکھیں بچھائے کھڑی پاتا۔ ماں باپ اور سماج کے ڈر سے گرچہ وہ ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کر پاتے تھے۔ مگر آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ ایک دوسرے کو ہفتے بھر کی جدائی کا غم اور پھر سے ملنے کی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ ایک عجیب سا، پاکیزہ جذبہ ان دونوں کے دلوں میں پنپ رہا تھا۔

وقت گذرتا گیا۔ ندیم کامیابیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا۔ کالج کے آخری سال تک پہنچ گیا۔ وہ بی۔ ایس۔ سی (فائنل) کر رہا تھا۔

گذشتہ کچھ دنوں سے عذرا کے گھر میں اسکی شادی کی بات چیت پر کچھ ہنگامہ سا کھڑا ہو گیا ہے اور عذرا نے شادی صاف انکار کر دیا ہے یہ بات ندیم کے کان تک پہنچی تھی اور وہ تعلیم پوری کر کے اچھی سی ملازمت حاصل کر کے عذرا کو ہمیشہ کیلئے اپنا بنانے کا خواب پورا کرنے کی کوشش میں لگا تھا۔

مگر آج اچانک اس کے خوابوں کا محل ٹوٹ گیا۔ جب اس کو عذرا کا یہ خط ملا

میرے ندیم !

میری شادی ابا جان نے زبردستی سیٹھ ولایت خاں کے لڑکے سے طے کردی ہے۔ مگر میں تمہارے سوا کسی کی ہو نہیں سکتی۔ میں تمہاری تھی، تمہاری ہوں، اور مر کر بھی تمہاری ہی رہوں گی۔ میری دعا ہے خدا تمہیں خوش رکھے۔ خدا حافظ

تمہاری ہی۔

عذرا

اور ندیم کو خط کے ساتھ ساتھ عذرا کی خودکشی کی اطلاع ملی۔ اس نے زہر کھا کر اپنی زندگی ختم کر لی تھی اور

ج شام اس کا جنازہ گاؤں کے قبرستان لے جایا جانے والا تھا

دور افق پر سورج ڈوب چکا تھا۔ مگر سرخی آسمان پر
رف زدہ ماحول پیدا کرنے لگی تھی۔ ندیم کو محسوس ہوا جیسے عذرا
کے خون سے آسمان سرخ ہوگیا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور بوجھل قدموں سے ہوسٹل کی
طرف بڑھنے لگا۔ اس کا سوگوار چہرہ بہت عجیب سا لگنے لگا تھا۔ پیر
منوں بھاری لگ رہے تھے۔ بے ہوش و حواس وہ سڑک کے کنارے
کنارے چل رہا تھا۔ اچانک اس نے آسمان پر عذرا کو ایک معصوم
پری کی شکل میں نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کی دونوں باہیں ندیم
کو اپنی آغوش میں لینے کیلئے کھلی تھیں ندیم بے تحاشہ اس کی طرف
دوڑنے لگا ہی تھا کہ ایک تیز رفتار کار نے بریک چیخ پڑے
اور ساتھ ہی ندیم کے منہ سے بھی "عذرا" کا نام نکلا دوسرے
ہی لمحے اس نے کار کی زد میں دم توڑ دیا۔

دوسری صبح کے اخباروں میں عذرا اور ندیم کے
محبت کی کہانی پہلے صفحہ پر تصویر کے ساتھ چھپی تھی۔

تبصرہ صفحہ ۴۲ کا بقیہ

اردو میں کتابیں ناپید۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ ڈی ایڈ کے
اساتذہ، طلبہ و طالبات اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اور اسے
نصاب میں شامل کیا جائے۔ ۱۴۰ صفحات کی خوب صورت
سی چھپی ہوئی اس کتاب کی قیمت صرف بیس روپے ہے

غلام نبی مومن نے اس کتاب کی تالیف میں جو عرق
ریزی اور دماغ پاشی کی ہے اس کی وجہ سے یہ کتاب تالیف
کے زمرے سے نکل کر تصنیف کے دائرے میں آجاتی ہے۔ ان
کی محنتوں کا صلہ یہی ہے کہ اس کی خاطر خواہ پذیرائی ہو اور
مہاراشٹر اردو اکادمی کی انعام یافتہ کتابوں کی فہرست میں
یہ کتاب بھی شامل ہو۔

النوائط کا عروج وزوال

انحطاط کا دورِ اوّل

عبدالرزاق پٹیل

علاء الدین خلجی کے دکن پر حملے کے بعد شمالی ہندوستان
کے سیاسی اور معاشرتی اثرات کے لئے راہیں کھل گئیں، ملوکیت
مصلحت، تصوف و بھگتی نے دکن میں اسلامی تعلیمات کی
ترویج و اشاعت کو روک دیا، شعیب اور بھگتی کا بول
بالا ہوا۔ خشکی کی راہ آنے والے بعض مبلغین کی انفرادی کوششوں
میں عجمیت اور شخصیات کا رنگ صاف ظاہر نظر آتا ہے۔ ان
میں عرب مبلغوں اور مبشروں کے خلوص اور للہیت کا عنصر نسبتاً
کم ہی نظر آتا ہے عجمی روایات، اور زناری فلسفہ کی موشگافیوں
اور وحدۃ الوجود کی منطق نے خالص اسلامی تعلیمات اور عقائد
پر دبیز پردہ ڈال کر ان کی پاشی کو ماند کر دیا، ویسے بھی
سارے عالم میں دعوت و تبلیغ کا حق تو بس عربوں نے ہی
ادا کیا اس بات سے انکار کرنا زیادتی ہوگا، اوروں نے بھی
یہ کام ماضی میں کیا مگر اس میں مبالغہ کچھ زیادہ ہی چھلکتا ہے
اور ہندوستان میں تبلیغ دین سلاطین کا یہ مقصد تو شاید کبھی
رہا ہی نہیں، ورنہ کیا وجہ ہے کہ سات سو سالہ حکومت واقتدار
اور دنیا بھر کے وسائل کے باوجود صرف پانچ فیصد آبادی
ہندوستانی مسلمانوں کی ہے، باقی پانچ فیصد تو آبادی مہاجرین
ہیں، ہر جگہ اونچے روں اور بلند گنبدوں کے سایہ تلے اس
قدر کثیر انسانی آ حق کی روشنی سے محروم رہتا، ہندوستان
میں دعوت اللہ سے غفلت کی دلیل ہے۔ دراصل عجمی دعوت
و تبلیغ اگر وہ کہیں تھی بھی تو اسکی بنیادی کمزوری ان مبلغین کی
اکثریت کی دنیا ہی میں اپنے لئے "دوام" اور "نام" حاصل
کرنے کی پوشیدہ دلی خواہش تھی، یہ چیز عرب مبلغین کہیں نظر نہیں
آتی اسی لئے تو انہوں نے نہ تو اپنے لئے مقبرے چھوڑے
اور نہ تذکرے اور سوانح دشجرے۔

بہر حال دکن کی بہمنی حکومت اور بعد کی سلطنتوں کی مالی
و مادی ترقی اور خوشحالی نے نوائط کے لئے تجارتی ترقی کی

مزید راہیں اور مواقع پیدا کئے انہوں نے اپنی تجارت کو مصر و قسطنطنیہ تک بڑھادیا۔ اور دعوت و تبلیغ کا کام ملیشیا انڈونیشیا اور بحر الکاہل کے انتہائی مشرقی جزائر تک پہنچاد، جہاں بعض جزائر میں سو فیصد تک مقامی آبادی نے اسلام قبول کیا، اور آج مسلم اکثریتی علاقے ہیں۔

انحطاط کا دورِ ثانی

سقوط قرطبہ اور غرناطہ کے المیہ کے بعد جو کچھ ہسپانیہ (اسپین اور پرتگال) میں ہوا اسی کے نتیجہ میں اسپین جہاز راس الشاخ (CAPEOLHORN) تک پہنچ گئے۔ مگر طوفانی سمندر اور انجانی راہوں پر آگے نہ بڑھ سکے، اپنی دوسری مہم میں البوقرق ایک نوائط عرب ملاح عبدالمجید کی مدد سے کالیکٹ پہنچنے میں کامیاب ہوا، یہ معمولی خوش اخلاقی اور انسانی ہمدردی یا انجانی لغزش النوائط کے لئے زہر ہلاہل اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے گلے کا پھندا ثابت ہوئی ــــ

البوقرق کے حکم سے ۱۴۹۲ء میں کالیکٹ میں پرتگالی آمد کا اعلان، بمباری، آتش زنی لوٹ مار، قتل و غارت گری اور قید و بند سے کیا گیا۔ جسکی ہولناکی کے سامنے زمورین نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اپنی حکومت میں تجارت و مراعات کی عام اجازت کا فرمان نافذ کیا، پرتگالیوں سے صلح کرلی۔ یہ صلحنامہ النوائط کی تجارت اور دعوت و تبلیغ کے خاتمہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا ۱۵۱۰ء میں سقوط گوآ کے بعد ہندوستان کے طویل ساحل پر پرتگالی جارحیت استعماریت اور عیسائیت نے جو تباہی مچادی تھی اسکا سب سے بڑا ہدف نوائطی تجارت جہازرانی اور دعوت ہی تھی، سترہویں صدی میں دوسری مغربی قومیں بھی اس لوٹ میں شریک ہوگئیں، یہ فرنگی قومیں اپنے تجارتی اور استعماری مفاد میں ایک دوسرے کی حریف ضرور تھیں مگر نوائط کی مخالفت میں سب کی سب ایک دوسرے کی حلیف تھیں، یورپ کے اس بحری اتحاد اور قوت کو ٹیپو سلطان نے توڑنے کی بھرپور کوشش کی، سلطان شہید کے حکومت کے استحکام اور وسعت کا مقصد مغربی اقوام کے نقوش

طوفان کو روکنا، اور النوائط کی تجارت و جہاز رانی کے مقصد کی حفاظت کرنا تھا وہ سارے مشرق کو فرنگیوں کے چنگل سے بچانا چاہتے تھے، مگر ہندوستانی حکمرانوں نے تعاون کرنا تو درکنار سلطان کی مخالفت، مخاصمت اور دشمن کی امداد تک سے گریز نہ کیا۔ تمام راجے مہاراجے اور نواب و سلطانے فرنگیوں کے حامی و حلیف بن گئے ٹیپو سلطان شہید ہوئے اور مغربی اقوام بحیرہ عرب، بحر ہند، اور بحر الکاہل میں بلا روک ٹوک غالب ہوگئیں ــــ

سترہویں صدی کی ابتدا میں انگریز سورت میں آئے اور وہیں اپنی پہلی تجارتی کوٹھی قائم کی، انہوں نے اپنے تجارتی اور استعماری مفاد کے لئے سورت کے اردگرد نئی نئی طفیلی جماعتوں کو ابھار کر انہیں اپنا حلیف اور نوائط کا حریف، بنایا اور سورت کے باب الحجاج کو اپنی سیادت میں لے لیا اور نوائطی تجارت اور حاجیوں کے لئے جہاز رانی انکے ہاتھوں سے نکل گئی ــــ

پچھلی کئی صدیوں کی کامیاب تجارت و جہاز رانی کی وجہ سے تمام عرب اور اسلامی ممالک کی تجارت اور نقل و حرکت کی تقریباً مکمل اجارہ داری نوائط ہی کو حاصل تھی انکے زوال کے ساتھ ہی عرب و اسلامی ممالک اور ہندوستان کی تجارت اور صنعت کو گہن لگ گیا، گوآ، کلکتہ، ارکاٹ، اور مدراس کے سقوط کے ساتھ ہی عدن، ہرمز دارالسلام زنجبار ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ــــ

فرنگیوں کی بالادستی کے ساتھ نوائطی آبادی ہر جگہ اندرون ملک میں ہجرت کرنے لگی سواحل پر انکی بستیاں ویران، مساجد خاموش اور منتقل ہوگئیں مدارس بند ہوگئے، ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ اب صرف کسان، ملاح، ماہی گیر نمک ساز اور مزدور بنکر رہ گئے انگریزوں نے ان کے اتحاد ملی اور لسانی ہم آہنگی کو جغرافیائی وطنیت کی اکائیوں کے بھینٹ چڑھا کر انہیں سورتی کوکنی، بھٹکلی، ملباری (موپلہ) سنہالی سدی اور مورو بنا کر منتشر کردیا، اور النوائط ہر جگہ

…نصور، مفلوج، مجبور اور محدود رہو گئے مگر ان کی مثالی عرب مہمان نوازی، خودی اور خود داری نے انہیں کسی کا دستگر در حاشیہ بردار ہونے سے بچائے رکھا، وہ بھیک اور سوال و ذلت اور خوشامد، خود ستائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی تعلیمات رسولِ خیر الانام صلعم اب انکی شناخت کے نشانِ امتیاز ہیں۔ ——— باقی آئندہ

کھیل کے میدان سے

——— از :- احمد بامنے (ٹرامبے)

کرکٹ :- پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان ٹسٹ سریز برابری پر ختم ہوئی۔ کراچی ٹسٹ پاکستان نے تو فیصل آباد ٹسٹ ویسٹ انڈیز جیتنے میں کامیاب ہوئی آخری ٹسٹ برابری پر ختم ہوگیا۔ پاکستان کی طرف سے سلیم ملک نے بیٹنگ میں نمایاں کارکردگی ادا کی اس نے سریز میں ایک سنچری کی بدولت تین سو سے زائد رنز بنائے۔ بولنگ میں وسیم اکرم نے ۲۱ وکٹ لئے ویسٹ انڈیز کی جانب سے بیٹنگ میں ہینس اور ہوپر نے ایک ایک سنچری بنائی۔ بولنگ میں بشپ اور امبروز نے اچھی کارکردگی نبھائی۔

ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان واحد ٹسٹ میچ محمد اظہر الدین کی زیر قیادت میں ہندوستان نے آسانی سے سری لنکا کو فالاؤن دے کر اننگ سے شکست دی۔ وینکٹ پتی راجو نے نمایاں اسپین بولنگ کا مظاہرہ کیا۔ کسی بھی کھلاڑی کے قدم جمنے نہیں دیا اس نے کل میچ میں دس وکٹ حاصل کئے روی شاستری نے میچ کی واحد سنچری بنائی۔ ٹیسٹ میچ کے بعد سری لنکا اور ہندوستان کے درمیان تین ایکروزہ میچ کھیلے گئے جن میں ہندوستان نے دو میں کامیابی حاصل کی جبکہ ایک سری لنکا نے جیت لیا۔ ایکروزہ میچ میں سری لنکا کی طرف سے ارونڈ ڈسلوا نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا تو ہندوستان کی طرف سے سچین ٹینڈولکر نے اچھا کھیل پیش کیا۔

ہاکی :- آسٹریلیا میں منعقدہ چھ ملکوں کی چمپئن ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ میں میزبان اسٹریلیا پانچویں مرتبہ فاتح رہی۔ دوسرا مقام ہالینڈ تو تیسرا جرمنی کا رہا۔ اس بار پاکستان کی پوزیشن چوتھی رہی۔

حمد باری تعالیٰ

از:- عاقل باغی

ہر کام اپنا سر کو جھکا کر خدا پہ چھوڑ
انجامِ زیست خالقِ ہر دوسرا پہ چھوڑ
وحدانیت سے پاک اگر تیرا قلب ہے
کعبہ بنا کے اس کو تو فضلِ خدا پہ چھوڑ
معمورۂ جہاں میں ہے افضل خدا کی ذات
ہر لمحہ اس کا ذکر کر، اس کی رضا پہ چھوڑ
قدرت کی مہر ثبت ہے ہر سانس پر تری
اپنا تو حال ایک ہی حشر آشنا پہ چھوڑ
دل کی طرح تحفظِ ایماں بھی فرض ہے
تو اپنی زندگی نہ کسی کی رضا پہ چھوڑ
گرداب ہر بلا میں سفینہ حیات کا
بہتر ہے ناخدا کے بجائے خدا پہ چھوڑ
عاقل خلوصِ دل سے عبادت خدا کی کر
انعام اس کا مالکِ ارض و سما پہ چھوڑ

غزل

مغل اقبال اختر چپلون

کیا جانے کس تپش میں انساں پگھل رہا ہے
اپنی ہی آگ میں وہ شاید کہ جل رہا ہے
یہ سوزِ دردِ دل ہے یا کربِ آگہی ہے
آہ و فغاں جو آہنگ اور لے میں ڈھل رہا ہے
صحرا میں زندگی کے کیا پائے گا وہ منزل
شبنم کی آنچ پا کر جو پھول جل رہا ہے
گو دور منزلیں ہیں مقصد تو پاس میں ہے
گھبرا کے اپنا رستہ تو کیوں بدل رہا ہے
مانا کہ دکھ بہت ہیں اس زندگی میں اختر
دیکھو وہ گل جو رہ کر کانٹوں میں پل رہا ہے

رباعیات

بیادگار بہادر شاہ ظفر

فضا ابن فیضی

دشمن سے بھی تکمیلِ وفا کی تو نے
خود اپنی ضعیفی پہ جفا کی تو نے
آزادیٔ اربابِ وطن کی قیمت
خود اپنا لہو دے کے ادا کی تو نے

افلاس میں دن کاٹے مگر اف نہ کی
سو طرح کے دکھ جھیلے مگر اف نہ کی
رکھے ہوئے زیرِ طشتِ خونیں
شہزادوں کے سر دیکھے مگر اف نہ کی

یک رنگیٔ اقوام و امم باقی ہے
زندہ ہیں صنم خانے، حرم باقی ہے
اے محفلِ تیمور کے تابندہ چراغ
تجھ سے وطنیت کا بھرم باقی ہے

ایک کھلا خط اردو ہائی اسکولس کے صدر مدرسین و انتظامیہ کے نام

عبدالغنی عثمان پاؤسکر

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام گذشتہ آٹھ سال سے تقریری اور امسال سے جنرل نالج کے مقابلے ضلعی سطح پر بحسن و خوبی منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ان مقابلوں کے پس پردہ ایک اہم اور واضح تحریک یہ ہے کہ ہائی اسکول کے لیول پر طلباء و طالبات کے فن خطابت کو عوامی سطح پر اجاگر کرکے ان کی ہمت افزائی کیجائے تاکہ تمام نہ سہی لیکن چند بچے مستقبل میں بہترین مقرر و خطیب بنکر قومی اسٹیج پر دادِ تحسین حاصل کر سکیں۔ اور اس تحریک کے آغاز سے اختتام تک نقش کوکن بذات خود اور ضلع کے مقامات پر ان مقابلوں کے کفیل ہزاروں روپیہ کے اخراجات برداشت کرتے آرہے ہیں۔ لیکن ان مقابلوں میں ۳۰ تا ۴۰ فی صد ہائی اسکولس شرکت کرتے ہیں۔

امسال نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں ان مقابلوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نقش کوکن کے علاوہ نیشنل ہائی اسکول ہرنئی نے اپنی طرف سے ضلع کے ۲۶ ہائی اسکولوں کو پیشگی دعوت نامے ارسال کئے تھے اور ان اسکولوں کے صدر مدرسین سے گذارش کی گئی تھی کہ وہ اپنی شرکت یا عدم شرکت کی پیشگی اطلاع ضرور دیں۔

ہمیں بے حد افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ۲۶ میں سے صرف ۵ ہائی اسکولوں نے ہمارے خطوط کا جواب دیا۔ بقایا اسکولوں سے جواب نہ آنے کے باوجود ہم نے ضلع رتناگری کے سبھی ہائی اسکولوں سے تین طلباء اور ایک ٹیچر اس حساب سے ان کے طعام تناول کا بندوبست کیا اور حیرت کا مقام ہے کہ تقریری مقابلہ میں گیارہ بچے اور جنرل نالج کے مقابلہ میں بھی گیارہ اسٹوڈنس نے شرکت کی یعنی یہ ہے کہ ہم نے اسٹوڈنس اور ان کے ساتھ آنے والے

اساتذہ ملاکر جہاں ۱۰۴ مہمانوں کے کھانے کا بندوبست کیا تھا، وہاں صرف ۲۵ مہمان شریک ہوئے آپ اندازہ لگائیے کہ اس گرانی کے زمانے میں اتنا سارا کھانا ضائع ہوگیا یہی نہیں بلکہ ہم نے دور دراز سے آنے والے طلباء و طالبات کیلئے جو شام کو واپسی میں دقت محسوس کرتے ان کے رات کے کھانے و رہائش کا بھی معقول بندوبست کر لیا تھا۔

درسی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان مقابلوں یا اسی طرح کے دوسرے مقابلوں میں طلباء و طالبات کی شرکت اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ امتحانات میں امتیازی کامیابی —

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم، ہائی اسکول کی انتظامیہ صدر مدرسین آئندہ اس کا ضرور خیال رکھیں کہ جس سینٹر پہ مقابلے منعقد کئے جا رہے ہیں انھیں شریک مقابلہ طلباء و طالبات کی تعداد کا صحیح اندازہ دے دیں تاکہ کفالت کرنے والے خیر خواہ حضرات کے روپیہ فضول ضائع ہونے سے بچ جائے

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی میں منعقد پروگرام کی صدارت ضلع کے ایجوکیشن افیسر جناب سدانند کو بیرکر صاحب کر رہے تھے اور بڑی تعداد میں مراٹھی و انگریزی میڈیم کی ہائی اسکول کے اساتذہ کرام نے شرکت کی تھی، یقیناً انھوں نے "اردو ذریعہ تعلیم" کی ہائی اسکولس کی اس کمی یا خامی یا یوں کہیئے کہ لاپرواہی کو ضرور محسوس کیا ہوگا —

امید قوی ہے کہ آئندہ سال ہونے والے مقابلوں کے دوران ایسی کمی، خامی یا لاپرواہی کے بجائے سو فی صد شرکت کی کوشش کی جائیگی اور صدر مدرسین ایک اہم اخلاقی فرض کو جوش و خروش کیساتھ ادا کرینگے —

مراسلات

ایڈیٹر کے نام۔ خطوط
ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کے خیالات سے متفق [illegible] ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

آج سے چار پانچ سال قبل میں نے داؤد امین ہائی اسکول کالسہ کے لئے رسالہ آئینہ جو جناب ظ۔ انصاری صاحب EDIT کرتے تھے۔ ہمارے ایک دوست کے ذریعہ روانہ کیا تھا۔ یہ رسالہ ابھی بالکل نایاب ہے۔ یہ ان کی لائبریری کے لئے روانہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ اُس کی رسید تک نہ مل سکی۔ اُس رسالہ میں بہت ہی خوبصورت مضامین کے پہلے دہلی سے شائع ہوتا تھا۔ بعد میں بمبئی میں محترم ڈاکٹر طاہر سیف الدین ملاّ جی صاحب کے زیر سایہ شائع ہوتا رہا۔

میں تو چاہتا ہوں کے داؤد امین ہائی اسکول میں ہر ماہ کوئی کوئی .I.A.S، I.P.S، یا اچھے قابل گورنمنٹ سرونٹ یعنی جج صاحب کو مدعو کیا جائے اور اُن کے لیکچر سے بچوں میں آگے بڑھنے کا ذوق پیدا ہو۔

ڈاکٹر عبدالرحیم اندرے، جناب نظیر ایچ پٹیل .I.A.S. جناب اشرف دلوالی صاحب .I.A.S. ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب، اور ایسے بہت سے لوگ ہیں جنہیں ہر پندرہ دن یا ہر ماہ ضرور INVITE کریں۔ اُن کے لیکچر سے طلبہ کو بہت کچھ سمجھنے کا موقع ملے گا یوسف سر، رزاق ماسٹر اور ہائی اسکول اچھے اساتذہ کو جامع ملیہ (OKLA DELHI) میں ٹریننگ کورس اور علی گڑھ ضرور جانا چاہیے۔ میں تو سمجھتا ہوں کے T.V میں جو U.G.C. کا پروگرام دن میں ہوتا ہے۔ ہر طالب العلم کو اسکول کی طرف سے ضرور وقت نکال کر دکھانا چاہیے۔ اسے لازمی کر دینا چاہیے۔ اسی طرح کوکن کے تمام اسکولوں میں یہ سلسلہ جاری رہے۔ تو STUDENTS میں نکھار آ سکتا ہے۔ سال میں ایک بار اسٹڈی ٹور ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔

معاف کرنا انگریزی الفاظ استعمال کر رہا ہوں، کیونکہ اردو کمزور ہو گئی ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور لکھیں۔ میں ضرور وقت نکال لونگا۔

آپ کا
آئی۔ ایچ جامی۔ گورنمنٹ کالونی
نقش کوکن

میرج مہاراشٹر۔

مورب فساد میں ہلاک و زخمی ہونیوالے حضرات کی خدمت میں اظہار غم:

مورخہ ۵ اکتوبر ۹۰ء کو مورب میں جو دردناک واقعہ پیش آیا اور اس میں جناب آدم حسین ہرنیکر عرف گاندھی یہ جام شہادت پی گئے اس کا از حد غم ہے

مورب کثیر مسلم آبادی ہو کر بھی قرب و جوار کے ہندو بھائیوں کے ساتھ امن اور سکون اور بھائی چارگی کے ساتھ رہتے ہیں اس بات کی مورب کی پچھلی تاریخ شاہد ہے مگر چند شرارت پسند عناصر نے مورب کی پچھلی تاریخ کو بدنما داغ لگانے کی ٹھانی ہے جس کا یہ ۵ اکتوبر ۹۰ء کا واقعہ زندہ مثال ہے۔

اہلیان مورب نے اس موقعے پر صبر و تحمل سے کام لیکر اپنے صابر ہونیکا اور امن و شانتی پچھلے تاریخ کو ثابت کر دکھانیکا بہترین نمونہ پیش کیا ہے جو میں قابل فخر سمجھتا ہوں۔

اُسی طرح جن حضرات کو گولیوں سے اور پتھر و ٹیوب سے زخمی کیا گیا ہے اُن کی شفا و تندرستی کیلئے میں بارگاہ رب العزت دعاگو ہوں اور مرحوم کے متعلقین کے غم میں برابر شریک ہو کر صبر کی گذارش کرتا ہوں۔ محمد شریف ٹپے دوحہ قطر

تازہ شمارہ

نقش کوکن کے دسمبر ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں جناب نور پرکار کا مضمون "موسم کا تازہ شجر" کوکن بلکہ مہاراشٹر کے مشہور و معروف قلمکار مرحوم جناب بدیع الزماں خاور کو خراجِ تحسین پیش کرتے کرتے مجاہد آزادی، انقلابی رہنما، بے مثال خطیب، مایہ ناز صحافی مرحوم جناب جرمن پرکار صاحب کی روشن و مشعل راہ تصویر کو بے ضرورت داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اور ان کے بے لوث خدمات و چاہنے والوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ نقش کوکن ایک قومی جریدہ ہی نہیں بلکہ ہمارا اپنا قومی آرگن ہے۔ لہٰذا اس طرح کے مضامین کے وقت صحافت کے حقوق کا استعمال ہونا چاہیئے میرے عزیز دوست جناب مبارک کاپڑی صاحب کا "آخری صفحہ" بھی کافی کرواہٹ کا حامل ہے۔ نقش کوکن قومی و بین الاقوامی خلیج کو پاٹنے کی کوشش کریں اسلئے ایڈیٹر حضرات کسی کو بے لگام ہونے نہ دیں تو بہتر رہیگا۔

عبدالغنی عثمان پاڈسکر
جوہو بمبئی۔

نقش کوکن کی جانب سے اظہارِ معذرت

ہم نقش کوکن کے مدیر ڈاکٹر عبدالکریم نایک اور معاون مدیر فقیر محمد مستری بصمیم قلب اپنی غلطی اور کوتاہی پر اظہارِ افسوس کرتے ہیں کہ نقش کوکن دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں نور پرکار کے ایک مضمون معترضہ سے کوکن کی ایک عظیم سیاسی ادبی اور سماجی شخصیت مرحوم جرمن پرکار پر کیچڑ اچھالنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے جس کی وجہ سے بے شمار اہالیانِ کوکن اور مرحوم کے خاندان سے متعلقہ لاتعداد حضرات کی دل آزاری ہوئی ہے۔ یہ مضمون مذکورہ مضمون نگار کے دماغ کی اپنی اپج ہے۔ ہمارا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہمارا ادارہ ان خیالات سے مطلق متفق نہیں دراصل سہوِ نظر کی وجہ یہ مضمون شائع ہوا ہے اس کا ہمیں از حد افسوس ہے اور ہم جملہ متعلقین سے عفو طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم پرکار صاحب کے درجات اپنی جوارِ رحمت میں بلند فرمائے آمین

——— ادارہ

آپ کا ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء کا خط ملا۔ مظہر قیصری نام کا کوئی معلم اس مدرسہ میں نہیں ہیں۔ ٹھیک ہوا آپ نے اس بات کی تصدیق چاہی ورنہ آپ کیلئے اور آپ کے ادارہ کیلئے بدنامی کا باعث ہوتی۔
مُلا جو ادب کی دنیا میں مظہر قیصری کے نام سے مشہور ہیں، اس اسکول میں معاون مدرس تھے۔ تین سال کا عرصہ ہوا ان کا تبادلہ اردو اسکول چیولی تعلقہ چپلون میں ہوا تھا۔ فلحال کہاں ہیں۔ ؟ واللہ عالم۔
سرپنچ آشٹی کے نام سے جو مراسلہ آپ کے نام آیا ہے، وہ بے بنیاد ہے۔ آشٹی کے سرپنچ جو ایک دلی صفت شخص ہیں، گاؤں اور اسکول کے الجھے ہوئے مسئلے خود سلجھاتے ہیں۔ اُلجھانے کا کام نہیں کرتے۔ اور یہاں ایسا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

اپ گریڈ ہیڈ ماسٹر۔ اردو اسکول آشٹی



موت کی موت

نثار احمد ٹکلے

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ سارا شہر تاریکی کے غلاف میں لپٹا تھا۔ برسات بھی اپنے پورے شباب پر تھی۔ معلوم ہوتا تھا پانی نے آج رات نہ رکنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ تند و تیز ہوا کے جھکڑ آندھی بن کر سارے شہر پر ٹوٹ پڑے تھے ایسے میں وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی چلی جا رہی تھی۔ اُسے خود اپنی منزل کا پتہ نہ تھا۔ اس ماحول سے اسے خود خوف، محسوس ہو رہا تھا پھر بھی وہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ شہر کے پرانے ہنومان مندر کے پاس چند سرگوشیاں اُبھریں۔ تاریک ہیولے حرکت کر رہے تھے۔ اُس نے غور سے دیکھا۔ ایک معصوم بچے کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر چند ظالم و سفاک انسان اسے کالی دیوی کے چرنوں میں بلی چڑھانے کی تیاری کر رہے تھے۔ دفعتاً آسمان پر بجلی کوندی اور ایک لمحے میں اس نے دیکھا بچے کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑا اور بے جان جسم تڑپ رہا تھا۔ وہ خوف سے تھرا اُٹھی اور وہاں سے فوراً آگے بڑھی۔ مزدوروں کی بستی سے گذرتے ہوئے اُسے ایک جھونپڑی میں روشنی دکھائی دی۔ اس نے اندر جھانکا ایک دوشیزہ پھرتی سے بستر سے اُٹھی، جھونپڑی کے کونے میں پڑا کیروسین کا ڈبّہ اُٹھایا اور چشم زدن میں تیل جسم پر انڈیل کر دیئے کی لو سے اپنے کپڑوں میں آگ لگا دی۔ اُس کا نازک بدن دھڑ دھڑ جل اُٹھا۔ پاس کی کھٹیا پر اُس کا شکی و ظالم شوہر سویا پڑا تھا۔ اس کے روز روز کے ظلم و ستم سے تنگ آکر آج اُس دوشیزہ نے خود کو بھسم کر ڈالا یہ منظر دیکھ کر اُس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہاں سے بھاگ اٹھی۔ اُس کے قدم بے ساختہ ریلوے لائن کی جانب اُٹھ پڑے۔ وہ بڑھتی جا رہی تھی۔ پانی برس رہا تھا۔ ریلوے لائن پر جگمگاتی ہری روشنی اُسے دور سے دکھائی دے رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں سوپر فاسٹ ٹرین وہاں سے گذرنے والی تھی اندھیرے کی چادر چیرتا ہوا ایک سایہ آگے بڑھتا نظر آیا گاڑی قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ دفعتاً، سائے نے چیتے کی سی پھرتی سے آگے کو چھلانگ لگا دی اس کے جسم کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ بھوک، افلاس، بیکاری نے اُسے زندگی سے محروم کر دیا۔

اب اُس کے صبر کا پیمانہ چھلک اُٹھا۔ اُس نے آسمان کی طرف دیکھ کر فریاد کی، اے دو جہاں کے مالک! کیا اسی لئے تو نے مجھے پیدا کیا ہے کہ میں یہ حادثات دیکھتی رہوں بس اب مجھ سے نہیں سہا جاتا تاب برداشت کی حد ہو چکی ہے۔ دفعتاً، آسمان پر بلا کی گڑگڑاہٹ ہوئی اور بجلی کوندتی ہوئی زمین پر آگری۔ "آج موت کو موت آگئی"۔

تبصرہ

مبصر:۔ محمد رفیع انصاری (بھیونڈی)

کتاب کا نام :۔ کہانیاں
مصنف :۔ ساغر ملک

بچوں کیلئے کہانیاں اور نظمیں لکھنے والے ساغر ملک اپنی کہانیوں اور نظموں سے زیادہ مقبول ہیں۔ ان کا گاؤں وڈوڈلی، ان ہی کی وجہ سے مشہور ہوتا جا رہا ہے۔

ساغر ملک اک مرد درویش ہیں۔ ان کی قلندرانہ اداؤں کی جھلک ان کی تحریروں میں صاف نظر آتی ہے۔ اب تک ان کی کہانیوں کے دو مجموعے "سفید کوا" اور "قاتل سائنسداں" شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں نظموں کا ایک مجموعہ "کرنیں" بھی شائع ہوا ہے۔

تازہ ترین مجموعہ 'کہانیاں' ان کی دلچسپ اور مزیدار گیارہ کہانیوں پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے بچوں کی اصلاح و تربیت کا جو انداز اپنایا ہے وہ بلاشبہ قابلِ داد ہے ہر کہانی ایک زریں نصیحت پر ختم ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں لگتا کہ ایک استاد مولا بخش کی مدد سے بچوں سے اپنے احکام کی تعمیل کرا رہا ہو۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک بزرگ شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں راز کی بات بتا رہا ہے۔

کہانیوں کے اس خوبصورت مجموعے کا پیش لفظ ڈاکٹر نظام الدین ایس گوریکر صاحب نے لکھا ہے۔ کتابت وطباعت عمدہ ہے رنگین صفحات نے دلکشی میں اضافہ کیا ہے اور قیمت انتہائی مناسب یعنی صرف چھ روپئے۔

ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ اسلامی، تھانہ روڈ قیصر باغ، بھیونڈی۔

> دوست کی ناکامی پر غمگین ہونا مشکل نہیں مشکل تو اس کی کامیابی پر خوش ہونا ہے

کتاب کا نام :۔ نصاب اور پیمائشِ قدر
مولف :۔ غلام نبی مومن
مبصر :۔ محمد حسن فاروقی (نائب مدیر۔ ماہنامہ "آموزگار" جلگاؤں)
خط وکتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ :۔ غلام نبی مومن۔ چودھری کی چال چودھری محلہ کلیان تھانے۔ ۴۲۱۳۰۱

شعری وافسانوی مجموعوں اور ناولوں کی کثرت میں درس و تدریس سے متعلق جب کوئی کتاب سامنے آتی ہے تعجب آمیز خوشی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں مہاراشٹر ریاست ہی ایسی ہے جہاں اردو کا حال اطمینان بخش اور مستقبل روشن ہے۔ لیکن یہاں بھی ذاتی طور پر فنی وتعلیمی کتابیں لکھنے اور شائع کرنے کی جرأت "صاحبِ جنوں" ہی کرتے ہیں۔

غلام نبی مومن انتہائی خاموشی سے بغیر نمائش وپروپیگنڈے کے اردو کی بنیادی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اردو زبان دانی اور طریقہ تعلیم سے متعلق تین کتابیں۔ تالیف کرکے خود ہی شائع کر چکے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب "نصاب اور پیمائش قدر" حکومت مہاراشٹر کے منظور شدہ نصاب کو سامنے رکھ کر انگریزی اور مراٹھی کے مختلف رسالوں اور کتابوں کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔

کتاب ذیل کے آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

نصاب اور قومی مقاصد، نصاب تدوین کے اصول، نصاب کی تدوین۔ اقسام، پیمائش قدر، تدریس وکتاب کی منصوبہ بندی، پیمائش قدر کے وسائل، آزمائشی امتحان نشانیاں اور اقسام، امتحانی نتائج کا تجزیہ۔

ہر عنوان کئی ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ عنوانات سے ہی کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اردو ذریعہ تعلیم سے ڈی ایڈ (ٹریننگ) کرنے والے اکثر طلبا وطالبات مراٹھی سے نابلد ہوتے ہیں انگریزی استعداد کم اور

اخبار و اذکار

فے بن صاد

بمبئی پورٹرسٹ کا مستحسن اقدام

حکومت کے اعلامیہ کے مطابق بمبئی پورٹرسٹ (.B.P.T) کے وہ ملازمین جو پراوڈنٹ فنڈ اسکیم ــ (.C.P.F) کے تحت برسر ملازمت تھے اور ریٹائر ہو کر یا میڈیکل انفٹ ہو کر یا والینٹری ریٹائرمنٹ اختیار کر کے ملازمت سے سبکدوش ہوگئے تھے یا دوران ملازمت انتقال کر گئے تھے اور یہ واقعات یکم جنوری ۱۹۸۶ء سے قبل کے ہیں تو ایسے ملازمین اگر انتقال کر چکے ہیں تو ان کی بیواؤں کو یا ان کی ۲۵ سال سے کم عمر اولاد کو ماہانہ ڈیڑھ سو روپے دیا جائیگا۔

یہ وظیفہ یکم جنوری ۸۶ سے یا ملازم کی تاریخ وفات (جو اگر مذکورہ تاریخ کے بعد ہو تو اس تاریخ) سے ادا کیا جائیگا اور بیوہ کو تاحیات ملتا رہیگا۔

مستحق بیوائیں یا اس ملازم کی اولاد پورٹرسٹ میں رابطہ قائم کریں تو تھوڑی سی کوشش اور محنت سے مالی امداد کا فیض پاسکتے ہیں۔

سرکاری اطلاع نامہ متعلقین تک پہنچنے میں تاخیر ہوجائے یا ممکن ہے کسی وجہ سے پہنچ نہ پائے اس خیال

نقش کو

سے یہ خبر شریک اشاعت ہے ــ قارئین اگر اپنے قرب و جوار میں بی پی ٹی کے سابق ملازمین سے واقف ہیں یا ان کے اہل خاندان کو جانتے ہیں تو ازراہ کرم یہ خبر ان تک پہنچائیں۔

مرسلہ :- نور محمد مقدم (ٹائم کیپر بی پی ٹی)

بمبئی میں بزم طالب سخن کا قیام

جناب عزیز صدیقی صاحب رامپوری کی زیر سرپرستی اور پرنسپل جناب ابراہیم خان طالب کی زیر صدارت "بزم طالب سخن" کا قیام عمل میں آیا ہے۔

اس بزم کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

• اردو زبان کی ترویج و ترقی اور تحفظ کیلئے حتی الامکان کوشش کرنا، طلبہ و طالبات کی رہنمائی اور تربیت سیمینار منعقد کرنا اور ذہین و ہونہار طلبہ و طالبات کو انعامات اور اسناد سے نوازنا، نومشق شعراء و اُدبا کی رہنمائی اور ہمت افزائی کرنا اور ان کی تخلیقات اور تصنیفات کو شائع کرنا۔ تعلیمی سیمینار اور شعری و ادبی نشستوں کا انعقاد کرنا۔ مشاہیر شعراء و اُدبا و ماہرین تعلیم کو اعزازی اسناد اور ایوارڈس سے نوازنا۔ نرسری اور پرائمری جماعتوں کے بچوں کے لئے کتابی صورت میں نظمیں شائع کرنا۔ اس بزم کے اعزازی سیکریٹری پرنسپل شیخ شرف الدین شرف، اعزازی ایڈیٹر پرنسپل دلفروز محشر، اعزازی خازن جناب حسن علی دھنسے اور اعزازی جوائنٹ سیکریٹری جناب فاروق رحمٰن ہیں۔

سائنسی نمائش

۲۹، نومبر تا یکم دسمبر (تین دنوں کیلئے) ح وارڈ کے ثانوی اسکولوں کے طلباء نے اپنے اساتذہ کی سرپرستی میں تیار کئے ہوئے سائنس پروجیکٹس کی نمائش کا اہتمام کیا تھا جس میں ۴۴ ہائی اسکولوں نے حصہ لیا انکے تیار کردہ ۱۳۲ پروجیکٹس نمائش میں رکھے گئے تھے۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار لوگوں نے یہ نمائش دیکھی۔

۲۹، نومبر کو بمبئی میونسپل کارپوریشن کے ایجوکیشن آفیسر شری ونڈوتے نے اس نمائش کا افتتاح کیا جبکہ مشہور سائنس دان ڈاکٹر نولکر (بھابھا ایٹمک ریسرچ سینٹر) نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔

یکم دسمبر کو تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر حیدر اثر نے فرمائی اور .T.I.F.R کے مشہور سائنسدان بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔

محمدیہ ہائی اسکول کے پرنسپل جناب عبدالرحمٰن مولیکر اس نمائش کے کنوینر تھے۔

بھسلہ میں ڈراموں کا شاندار پروگرام

۹ر دسمبر ۹۰ء کی شب بزم تعلیم بھسلہ رائے گڈھ کے زیر اہتمام "انجمن ہائی اسکول بھسلہ" کے گراؤنڈ میں ڈراموں کا ایک شاندار پروگرام منعقد ہوا جس میں مشہور ڈرامہ نگار پروفیسر شکیل شاہجہاں کاملوی کے تحریر کردہ دو مشہور وانعام یافتہ ڈرامے "حلدار سکھارام" اور "فٹ پاتھ کا ایک منظر" بزم تعلیم بھسلہ سے منسلک نوجوانوں نے بڑی کامیابی سے پیش کیا۔

بزم تعلیم بھسلہ ایک عرصہ سے علمی اور ثقافتی میدان میں اپنی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس مرتبہ ڈرامانائٹ کا مقصد "شاہین کے جی اسکول بلڈنگ" فنڈ کی رقم جمع کرنا تھا۔ تعلقہ بھسلہ اور اطراف کے گاؤں کے ہزاروں شائقین نے ڈراموں کو دیکھا۔ پسند کیا اور عطیات سے نوازا۔

اردو ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن کا انتخاب نو

۷ار نومبر ۹۰ء کو ادارۂ ہذا کے بمبئی ڈویژن کا سالانہ اجلاس محمدیہ ہائی اسکول بمبئی ۳ میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل انتخاب عمل میں آیا ـــ
صدر۔ جناب عبدالرحمن موٹلیکر، نائب صدر جناب سید موسیٰ اور جناب آفاق قریشی۔ سیکریٹری جناب انوار صدیقی۔ جوائنٹ سیکریٹری محترمہ رشیدہ قاضی خازن محترمہ اکبانی پرنسپل کموجعفر گرلز ہائی اسکول۔

یوم اطفال

۱۴ر نومبر ۱۹۹۰ء کو کل پرائمری اردو اسکول بورلی تعلقہ مروڈ جنجیرہ ضلع رائے گڈھ میں خوشخطی کا انعامی مقابلہ منعقد ہوا جناب سیف اللہ فرفرے اور محترمہ سلطانہ محمد شفیع مقادم نے جج کے فرائض انجام دیے۔ شکشن وستار ادھیکاری شری ایس ڈی تاہول کے زیر صدارت انعامی جلسہ منعقد ہوا۔ جناب نوگل بھارل نے خیر مقدم کیا۔ مہمان خصوصی جناب فاروق پالوجی المعروف وتار کے ہاتھوں مقابلے میں اول تا سوم نمبر پانے والے طلباء کو انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

ڈاکٹر ساجد مقری کا دواخانہ

ڈاکٹر ساجد احمد محمود میاں مقری بھیونڈی شہر کے پہلے مسلم ڈاکٹر ہیں جنہوں نے ہومیوپیتھی میں (یونا یونیورسٹی سے) ڈگری حاصل کی ہے۔ انہوں نے تھانہ کے ڈاکٹر دیشمکھ اور ممبئی کے ڈاکٹر کے جی جمدار کے ساتھ بطور معاون کام کیا ہے اور ۴ر دسمبر ۹۰ء کو آپ کے دواخانہ کا افتتاح بمقام ۲۹، قیصر باغ تھانہ روڈ بھیونڈی سے عمل میں آیا۔

محمد جاوید شیخ کو بیسٹ کامگار ایوارڈ

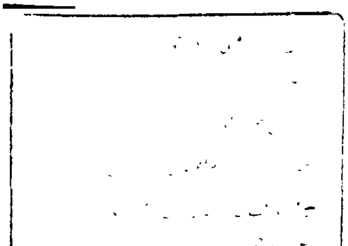
حکومت مہاراشٹر نے ۱۹۹۰ء کیلئے صنعتی اداروں میں بہتر کارکردگی کے پیش نظر مہاراشٹر سے مخصوص افراد کو بیسٹ کامگار ایوارڈ سے نوازا ان میں تھانہ کے محمد جاوید شیخ قابل ذکر ہیں آپ ۱۹۶۷ء سے وولٹاس کمپنی میں سپروائزر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ متعدد سماجی تنظیموں سے وابستہ ہیں حال ہی میں آپ کو حکومت مہاراشٹر نے ایس ای ایم کے اعزاز سے نوازا ہے آپ کوکن مرکنٹائل بنک شاخ کلیان کی ایڈوائزری بورڈ کے بھی رکن ہیں۔

تقدس المساجد پر تقاریر

۲۲ر نومبر ۹۰ء کو انجمن اتحاد المسلمین کوکن کے زیر اہتمام ابوظبی کے انڈین اسلامک سینٹر میں "تقدس المساجد" کے موضوع پر تقاریر کا انتظام کیا گیا تھا جس میں شیخ ظفر الحسن، ڈاکٹر محفوظ الرحمن اور شیخ عبدالقیوم نے اپنی بصیرت افروز تقاریر سے تین گھنٹوں تک سامعین کو اپنے خیالات سے نوازا۔ لوگ کثیر تعداد میں شریک مجلس ہوئے۔

(نامہ نگار فرمان پاٹنکر)



مثالی مدرس



ضلع پریشد تھانہ نے امسال جن اساتذہ کو مثالی مدرس کا اعزاز عطا کیا ان میں چنچنی تعلقہ ڈھانو کے جناب برہان الدین زکریا شیخ بھی شامل ہیں آپ ۱۹۶۹ء سے سینئر گریڈ ٹیچر ہیں اور گجراتی پڑھاتے ہیں ۔ تدریسی خدمات کے علاوہ سماجی اور فلاحی سرگرمیوں میں بھی آپ کی خدمات قابل قدر ہیں اور اس لئے ضلع پریشد تھانہ نے انہیں یہ اعزاز عطا کیا ہے ۔ اللہ انہیں اور بھی کئی اعزاز و ترقی عطا فرمائے ۔

بیسٹ اسٹوڈنٹ کو وظیفہ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم اردو ذریعۂ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے موصولہ ایس ایس سی نتائج کی بنیاد پر ہر ایک مضمون میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے طالب العلم یا طالبہ کو بیسٹ اسٹوڈنٹ مانکر اسے اعزاز و انعام عطا کرتا ہے مگر امسال ان خوش نصیبوں کی مساعی اور امتیازی کامیابی کی خوشی کو اگلے دو سال تک تر و تازہ رکھنے کے لئے فورم کے کرمفرماؤں نے ایسے بچوں کو ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہے بشرطیکہ وہ سلسلۂ تعلیم جاری رکھیں ۔ یہ وظیفے فورم کی وساطت سے جاری کئے جائینگے ۔

نقش کوکن جب اس امر کا اظہار کیا گیا تو علم دوست حضرات نے بھر پور تعاون بخشا اور اس وقت صورت یہ ہے کہ مضامین تو سات ہیں مگر علم دوست کرمفرما گیارہ سامنے آئے ہیں جنہوں نے کسی ایک مضمون میں کثیر نمبر حاصل کرنے والے اسٹوڈنٹ کی ہمت افزائی کے لئے ہمارے پاس رقم ارسال فرمائی ہے ۔ ان کی علم دوستی اور جذبۂ خیر کو التوا میں نہ ڈالتے ہوئے ہم ایک ہی مضمون کیلئے دو کرمفرماؤں کی جانب سے موصولہ وظیفہ بھی ہم اس سال تقسیم کرنے والے ہیں ۔ اس امید پر کہ آئندہ سال پھر نئے کرمفرما سامنے آئینگے ۔ اللہ مسبب الاسباب ہے ۔ امسال جن حضرات کی طرف سے وظیفہ دیا جائیگا ان کے اسمائے گرامی ہیں ۔ اردو ۔ جناب ایچ بی مقادم اور فرمان علی پاٹنکر ۔ مراٹھی جناب حسن علی ایم مقدم اور رحمان فاؤنڈیشن ۔ انگلش جناب ابراہیم احمد دانگرے ۔ ہندی مراٹھی کمپوزٹ ۔ جناب منشی عبداللطیف خان ۔ سائنس ۔ جناب الحاج عبدالکریم علی چوگلے اور فقیر محمد مستری ٹرسٹ ۔ میتھیمیٹکس ۔ جناب مبارک کاپڑی ۔ سوشل سائنس جناب عباس حسین سروے اور محترمہ حجانی عزیزہ عبدالکریم چوگلے بیسٹ بوائے آف کوکن ۔ منجانب جناب محمد علی ابن ایچ بی مقدم ۔ بیسٹ گرل آف کوکن ۔ منجانب حوا بائی مستری میموریل ۔

مذکرہ بالا سات مضامین کے لئے ہر ماہ فی کس پچیس روپئے اور آخری دو وظائف ہر ماہ پچاس روپئے دو سالوں تک طلبا کو ادا کئے جائینگے ۔

رتناگری میں ملکۂ حسن کے مقابلے

ضلع رتناگری اور سندھو درگ میں پہلی مرتبہ ملکۂ حسن کے مقابلے منعقد ہو رہے ہیں یہ مقابلے ۲۰ دسمبر کو "سگما" نامی ادارہ کے زیر اہتمام منعقد ہوئے ۔ سگما کے انچارج مسٹر اروند بھسے کو توقع نہیں تھی کہ بمبئی اور پونا کی طرح یہاں کی خواتین اس میں دلچسپی لیں گے مگر ۲۸ نومبر کے اعلان کے بعد تقریباً ۲۵ لڑکیوں نے اپنے نام درج کرائے ۔

ملکۂ حسن کے چناؤ کو دو گروپ میں تقسیم کیا ایک گروپ میں سولہ یا ۲۴ ر سال کے درمیان دوشیزائیں تو دوسرے گروپ میں ۲۵ ر تا ۳۰ سال کی خواتین کو شامل کیا گیا ۔ پانچ ججوں کے پینل نے ملکۂ حسن کا انتخاب کیا ۔ ججوں میں خواتین شامل تھیں ۔ داخلہ فیس صرف ۲۵ ر روپے رکھی گئی تھی ۔ شائقین سے بھی وصول کی گئی ۔ ..

جنوری ۱۹۹۱ء

نقش کوکن

رتناگیری، راجہ پور اور کھیڈ میونسپل کونسل نئے وارڈز کی تشکیل کا اعلان

رتناگیری (نامہ نگار) رتناگیری، راجہ پور اور کھیڈ میونسپل کونسل کے وارڈز نئے سرے سے ترتیب دیکر کچھ نئے وارڈ بنائے گئے ہیں، میونسپل گزٹ میں اعلان کے بعد شہریوں میں جو بے چینی پیدا ہوگئی تھی وہ اب دور ہوگئی ہے۔

رتناگیری میونسپلٹی میں ۳۶ وارڈس تھے اب ان میں سات وارڈز کا اضافہ کرکے اسکی تعداد ۴۳ کردی گئی ہے ان میں تیرا وارڈ خواتین کے لئے محفوظ ہیں۔

راجہ پور نگر پریشد میں ۲۰ وارڈ تھے انکی تعداد اب ۲۵ ہوگئی ہے، ان میں آٹھ وارڈس خواتین کے لئے رکھے گئے ہیں۔

چپلون نگر پریشد کے کل ۳۳ وارڈ بنائے گئے ہیں، ان میں ۱۰ وارڈ خواتین کے لئے محفوظ ہیں، ایک وارڈ پسماندہ جاتی کیلئے ہے، کھیڈ نگر پریشد میں کل ۲۵ وارڈ بنائے گئے ہیں جن میں خواتین کے لئے آٹھ وارڈ ایک وارڈ پسماندہ جاتی کیلئے محفوظ ہے۔

کلیان کے قریب ایئر اسٹیشن کی تعمیر

کلیان سے قریب حاجی ملنگ کے نواحی علاقے کی سات سو ہیکٹر زمین پر "ایئر اسٹیشن" بنانے کا فیصلہ حکومت نے کیا ہے۔ خصوصی ذرائع کے مطابق کچھ ہی دنوں میں نیوالے گاؤں کے سات سو ہیکٹر زمین ایئر فورس کے سپرد کر دی جائے گی۔

کہا جاتا ہے کہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے ۱۹۳۹ء میں ایئر فورس نے یہاں کی سات سو ہیکٹر زمین کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ تاکہ اس جگہ کا استعمال وہ لڑائی کے دوران کر سکے اسلئے وہاں ایئر فورس کے ملازمین و افسران کو رہنے کے لئے بنگلے اور ہوائی جہازوں کو حفاظت کے ساتھ رکھنے کے لئے "بنکر" بنائے گئے تھے۔ اور جنگ بند ہو جانے کے بعد وہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔

۱۹۴۲-۴۳ء میں وہاں کے مقامی باشندوں نے زمین کو صاف کرکے کھیتی باڑی شروع کردی۔ اور آہستہ آہستہ وہاں پر لوگ آباد ہونے لگے اور آج تک وہاں کھیتی باڑی ہو رہی ہے۔

سات سو ہیکٹر زمین میں آنیوالے دیہاتوں کے نام نیوالی، چنچولی، کھونی، ڈڈولی، بھال، بسارے، ڈاولہ پاڑہ چھوٹے چھوٹے گاؤں کو اجاڑ کر یہ ایئر اسٹیشن بنایا جائے گا۔

لندن میں کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کا جلسہ

فاؤنڈیشن کے قیام کو چار سال مکمل ہونے پر ۲۵ نومبر ۱۹۹۰ء کو منعقد سالانہ جلسے سید علی قادری کی تلاوت قران سے شروع ہوا نائب چیرمین بیرسٹر عبدالقادر پرکار نے مہمانوں کا استقبالیہ کیا۔ سکریٹری جناب عبداللہ مقدم نے گذشتہ سال کی رپورٹ پیش کی جناب عبدالکریم بجلے صاحب نے پچھلے سال کے اخراجات پر روشنی ڈالی جو اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ نئے سال کے الیکشن کے کام کو سرانجام دینے کیلئے، جناب عظیم بغدادی صدر اور جناب اقبال گھیتے نے سکریٹری کے فرائض انجام دیئے اس سے حسب ذیل انتخابات عمل میں آیا۔

بیرسٹر عبدالقادر پرکار چیرمین۔
ڈاکٹر عبدالسلام پٹھان وائس چیرمین۔
جناب عبداللہ مقدم سکریٹری۔ جناب سید علی قادری جوائنٹ سکریٹری۔ جناب عبدالکریم بجلے خازن۔ جناب عبدالغنی جمحوانے جوائنٹ خازن۔ اراکین جناب عبدالمجید اندرے جناب عثمان جمحوانے اور جناب عبدالقادر مردکر۔

انتخاب کے بعد نئے منتخب چیرمین بیرسٹر عبدالقادر پرکار نے سابقہ چیرمین جناب بہاؤالدین پرکار صاحب کی خدمات کو سراہا اور نئے سکریٹری عبداللہ مقدم نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

(نامہ نگار:- عثمان جمحوانے (لندن)

کتنے افراد اُن کے عزیز و اقارب اور دوسروں کے اس کرب کا احساس کرتے ہیں جو ٹیلیفون نمبر اور پتے کی تبدیلی کے بارے میں پیشگی مطلع نہ کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے جیسے رسائل اِس کرب کا زیادہ شکار بنتے ہیں۔ سابقہ پتے سے رسالہ جب "واپس" آتا ہے تو اس کے نتیجے میں ٹرسٹ پر ضائع شدہ ڈاک خرچ کا بوجھ پڑ چکا ہوتا ہے۔ کسی کو بھی کرب میں مبتلا نہ کیجئے۔ پتے اور ٹیلیفون نمبر کی تبدیلی سے ازراہ کرم پیشگی مطلع کیجئے۔

بزم شعر وادب کوکن (بمبئی)

بزم ہذا کی ماہانہ طرحی نشست مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۰ء کو جناب شاداں کلیانوی کی صدارت میں گورڈن ہال اپارٹمینٹ میں منعقد ہوئی۔ سعید کنول صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔ انتخاب حسب ذیل ہے۔

مصرعہ طرح۔

دفن میری سات پشتیں ہیں یہاں
کر سکوگے تم مجھے باہر نہیں
—— شاداں کلیانوی صاحب

بابری مسجد کا عقدہ اور ہے
مسجد و مندر بنائے شر نہیں
—— مہر مسلائی صاحب

خوب تحقیقاتِ قتل و خون ہے
لاش ملتی ہے مگر خنجر نہیں
—— محمود الحسن باہر صاحب

کارواں ہے اور نہ منزل کی خبر
معتبر اب کوئی بھی رہبر نہیں
—— عزیز آذر صاحب

تم حقیقت کو سمجھتے کیوں ہو خواب
خوں منظر کیا کوئی منظر نہیں
—— واحد محسن صاحب

میکدہ شہر خموشاں بن گیا
مے نہیں میکش نہیں ساغر نہیں
—— سعید کنول صاحب

زندگی کی آخری معراج ہے
صبر کی طاقت میں زور و زر نہیں
—— بے حس الہ آبادی

دل میں ڈھل سکتے ہیں چاہت کے گلاب
یہ زمیں زرخیز ہے بنجر نہیں
—— شاحق بجنوری صاحب

اپنی اپنی دھن میں خود غرضیاں
ساتھ میں جیسے کوئی لشکر نہیں
—— انیس لوکھنڈے صاحب

کر دیا مجھ کو پریشاں دھوپ نے
سر چھپانے کیلئے بھی گھر نہیں

نوٹ :۔ آئندہ نشست مورخہ ۱۶ ار جنوری ۱۹۹۱ء کو واحد محسن صاحب کی صدارت میں منعقد ہوگی جسمیں سالانہ حساب اور انتخاب عمل میں آئیگا۔ کوکن کے بمبئی میں مقیم شعرا کرام اور اہل ذوق حضرات سے وقت مقررہ پر شرکت کی درخواست ہے ---

مصرعہ طرح:۔ ہمارے ساتھ وہ جاتے کہاں تک
ق ر

سعید کنول
سیکریٹری بزم شعر وادب کوکن، بمبئی

Ameer Dalvi

عبدالکریم مجاور ڈپٹی کلکٹر بن گئے



جناب عبدالکریم مجاور رائم اے ایل ایل بی کو ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر ترقی دیکر انہیں کڈال (ضلع سندھودرگ) روانہ کیا گیا ہے، مجاور صاحب شیرگاؤں ضلع رتناگیری کے رہنے والے ہیں، اور گذشتہ ۳ سال سے وہ کوکن پردیش سلکشن بورڈ کوکن بھون، (نئی بمبئی) میں سیکشن آفیسر کے عہدہ پر کام کرتے تھے یہ عہدہ تحصیل دار کے مساوی ہے،

سندھودرگ ضلع کا صدر مقام "اورس" کو بنایا جارہا ہے، اس پروجیکٹ میں آپ کو اسپیشل لینڈ اکویزیشن کی نگرانی سونپی گئی ہے، چونکہ آپ قانون کے گریجویٹ ہیں، اسلئے اسپیشل جوڈیشنل مجسٹریٹ کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں مجاور صاحب محکمہ محصولات میں بطور کلرک ۱۹۵۶ء میں داخل ہوئے تھے، اپنی تعلیمی اور انتظامی قابلیتوں کی بنا پر ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر ترقی ملنے پر ادارہ نقش کوکن انہیں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مجگاؤں رتناگری

تعمیر مسجد مجگاؤں

میں بڑھتی ہوئی تعداد کے لحاظ سے موجودہ جامع مسجد کی جگہ ناکافی ہورہی ہے۔ گاؤں والوں نے اس مسجد کی از سرِ نو تعمیر کرنے کا پلان بنایا ہے۔ نئی مسجد کی تعمیر میں تقریباً بارہ لاکھ روپئے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ اتنی بڑی رقم صرف گاؤں والوں کے لئے جمع کرنا مشکل ہے۔ اس لئے عام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ خدا کے گھر کی تعمیر کیلئے زیادہ رقم چندہ دے کر اس کارِ خیر میں ہماری مدد کریں۔ آپ کی رقم بذریعہ نقدی، چیک ڈرافٹ یا منی آرڈر قبول کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص مسجد کی تعمیر میں لگنے والی اشیاء جیسے اینٹ، پتھر، ریتی، سیمنٹ اسٹیل، لکڑی، ماربل، لادی، الکٹریک سامان اور کلر وغیرہ دینا چاہے تو وہ بھی قبول کی جائے گی۔ بینک ڈرافٹ یا چیک اس نام سے بنوا کر بھیجیں۔

JAME - MASJID
C/o. MEHMOOD-MISTRY,
76, GIRGAUM ROAD,
OPERA-HOUSE.
BOMBAY - 400004.

از:- صدر تعمیر مسجد کمیٹی بمبئی۔

رئیس ہائی اسکول ضلع چمپئن

حکومتِ مہاراشٹر کی جانب سے ضلع پریشد تھانہ کے زیرِ اہتمام سالِ گذشتہ سے ضلعی سطح پر سیزن کرکٹ ٹورنامنٹ کا باقاعدہ انعقاد ہوتا ہے۔ اس سال تھانے ضلع سے کل ۲۸ اسکول کرکٹ ٹیموں نے حصہ لیا۔ ۵ دسمبر کو شہر بھیونڈی کے معروف ادارے رئیس ہائی اسکول کی کرکٹ ٹیم نے فائنل میں ڈومبولی کے جوشی ہائی اسکول کو ۳۵ رنوں سے سنسنی خیز شکست دیکر پہلی مرتبہ ضلع چمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

اب ڈیویژنل سطح پر رئیس ہائی اسکول کا مقابلہ جلگاؤں ناسک اور دھولیہ ضلع کی چمپئن ٹیموں سے ہوگا۔

شیخ احمد وانگڑے منتخب

۹۱-۱۹۹۰ء سے ۹۵-۱۹۹۴ء ان پانچ سالوں کیلئے اربن کواپریٹو بینک کے حلقہ انتخاب سے چن کر آنے کیلئے چپلون اربن کواپریٹو بنک کے چیرمن اور حلقہ کے معروف سماج سیوک جناب شیخ احمد اسماعیل وانگڑے رتناگری ضلع سہکار منڈل پر بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔

کوکن میں قاسم امام کے ساتھ ایک شام

۸ دسمبر کی شب کردہ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے ساحل سمندر پر نوجوان شاعر قاسم امام کے اعزاز میں ایک شعری نشست کا انعقاد تنظیم نوجوانان کردہ کی جانب سے کیا گیا۔ مہمان شاعر قاسم امام کو توجہ کے ساتھ سنا گیا اور کافی پسند کیا گیا۔ پروگرام کی نظامت جناب اقبال خطیب نے کی اور صدارت جناب بہاؤالدین قادری نے فرمائی۔

مرسلہ:- محمد سہیل قادری

مرحوم عبدالرشید کاردار کی برسی

۲۲ نومبر ۹۰ء مشہور فلم ساز اور ہدایت کار مرحوم عبدالرشید کاردار (عرف میاں جی) کی پہلی برسی بمبئی میں منائی گئی جسکا اہتمام سنے سوسائٹی نے کیا۔ جناب عبدل علی صاحب نے مرحوم کاردار کی زندگی پر بھرپور روشنی ڈالی موسیقارِ اعظم نوشاد علی صاحب نے مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر کاردار نہ ہوتے تو شاید میں بھی آپکے سامنے موجود نہ ہوتا۔ کوکن کے مرحوم سراج علی حکیم متوطن پاوس۔ رتناگری۔ جو کہ بمبئی کے فلمی صنعت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ مرحوم کاردار کے بہت قریب رہے۔ اور انکے لئے بھی کاردار صاحب نے فلمیں بنائی۔

ماہنامہ نقش کوکن کے دیرانہ ہمدرد مرحوم محمود سلیمان حاجی آخری مرحلہ تک میاں جی سے (یعنی کاردار پراڈکشن میں فلم ایڈیٹر کی حیثیت سے منسلک رہے۔)

مرسلہ مبین عبداللطیف حاجی

انجمن اسلام باندرہ میں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۳۰ر نومبر ۱۹۹۰ء کو انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول و جونیر کالج باندرہ میں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کا انعقاد ہوا۔ حسب سابق اس تقریب کو جلسۂ سیرت النبیؐ کے طور پر منایا گیا۔ انجمن اسلام باندرہ کی پرنسپل مسز رشیدہ قاضی صاحبہ نے اس نئی روایت کا آغاز کیا ہے ورنہ اس سے پہلے اس جلسہ میں ثقافتی پروگرام پیش کیا جاتا تھا۔ جلسہ کی صدارت صدر انجمن اسلام ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا صاحب نے کی۔ مہمان خصوصی جناب معین الحق چودھری اور گرلز بورڈ کی چیرمن مسز لیخام چینٹ کے علاوہ والدین کی ایک بڑی تعداد نے اس جلسہ میں شرکت کی تلاوت کلام پاک حمد پر اثر مناجات و نعتیہ کلام کے بعد طالبات نے تقاریر کے ذریعے آنحضورؐ کی زندگی کے چیدہ چیدہ پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ سلام کے بعد پروگرام کے دوسرے دور کا آغاز ہوا۔ پرنسپل رشیدہ قاضی صاحبہ نے مہمانوں کا تعارف اور اسکول کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ مہمان خصوصی جناب معین الحق صاحب کے ہاتھوں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

خانۂ خدا کی تعمیر

باندار محلہ ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کی سو سال سے قدیم جامع مسجد اس قدر خستہ حال ہے کہ اس کی مرمت کرنا مشکل ہے۔ نیز مصلیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے فی الوقت ہی جگہ ناکافی ہے۔ لہٰذا اسے وسعت دینا بھی ضروری ہے۔ ان حالات میں نئی مسجد کی تعمیر پر لگ بھگ پانچ لاکھ روپئے خرچ ہونگے اور گاؤں کے مسلم باشندگان کے پاس صرف دو لاکھ روپئے اس مد میں جمع ہیں۔ اگر فرزندانِ توحید اس کام میں ہاتھ بٹائیں اور اشیاءِ تعمیرات یا نقد رقم مرحمت فرمائیں تو عنداللہ ماجور ہونگے اور گاؤں کے دو/ڈھائی سو مصلیوں کے لئے ادائیگی فرض کی سہولیت حاصل ہوگی۔

برادران اسلام سے اس کے لئے تعاون کی التماس ہے۔

الملتمس :۔ زین الدین اسماعیل ڈھینکر ایس ای ایم، صدر جماعت المسلمین آٹھ محلہ۔ ہرنئی ۔ عبدالغنی عثمان پاڈسکر، جنرل سکریٹری، ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی ۔ ابراہیم داؤد سارنگ ۔ اپ سرپنچ گرام پنچایت ہرنئی ۔ خازن ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی ۔ یونس میاں یعقوب صاحب پاڈسکر ۔ جوائنٹ سکریٹری ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی ۔

جناب محمد صالح برو ڈ قطر میں

مدرسہ حسینیہ شریوردھن کے مستقل معاون جناب محمد صالح برو ڈ کا کاروبار کویت میں تھا مگر وہاں سے لوٹ آنے کے بعد چند یوم قبل وہ دبئی پہنچے تھے۔ قطر میں بھارتی سفارتخانہ کے ذریعے دوحہ وارد ہوئے۔ سفارتخانہ کے فرسٹ سکریٹری جناب جعفری سے ان کے ذاتی مراسم بھی رہے ہیں۔ کاروباری دورے کے دوران قطر کے متعدد کوکنی حضرات سے انھوں نے ملاقات کی۔

۱۱ر نومبر ۱۹۹۰ء کو یہاں کے "شیرازی ہوٹل" میں قطر کے بزم کوکن کے سابقہ اراکین اور دیگر دوستوں نے انہیں "عشائیہ" کی دعوت دی۔ جہاں انھوں نے کویت کے تجرباتی سفر کا حال سنایا اور اہلیانِ کوکن کو کچھ مشورے دیئے ۔ عماد الکڑک کے "محی الدین خطیب" اور حسن چوگلے صاحبان نے جلدی میں یہ پروگرام طے کیا تھا۔

پنویل میونسپل کارپوریشن

وزیر اعلیٰ شرد پوار نے پریس کانفر میں اعلان کیا کہ نئی بمبئی کے شمالی علاقہ جا پنویل تلوجہ پر مشتمل دو میونسپل کارپوریش قائم کئے جائیں گے۔

پنویل کارپوریشن کے حدود میں پنو میونسپلٹی سڈکو کا علاقہ تلوجہ اور رائے گا ضلع کے پندرہ دیہات کو شامل کر جائے گا۔

۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو

نقش کوکن کا جلسۂ اعزاز و تقسیم انعامات

۲۰ جنوری ۹۱ء بروز اتوار صبح نو بجے داؤد فاضل بھائی آڈیٹوریم، ڈونگری بمبئی ۹ میں آل کوکن تقریری اور جنرل نالج کا فائنل مقابلہ ٹھیک نو بجے شروع ہوگا۔ ضلعی سطح پر اپنی کامیابی کے جھنڈے لہرانے والے ان ہونہار طلبہ کے درمیان فائنل مقابلہ بھی بڑا دلکش اور اثر انگیز ہوگا اسکی توقع ہے۔

مقابلہ کے بعد ایس ایس سی کے موصولہ نتائج کی بنیاد پر منتخبہ بیسٹ اسٹوڈنٹ اور بیسٹ ٹیچرز، مجموعی اعتبار سے اول آنے والا طالب العلم "بیسٹ بوائے" اور طالبہ "بیسٹ گرل"، تقریری مقابلہ اور جنرل کے فاتحین کو انعام و اسناد پیش کئے جائینگے۔ نیز درس و تدریس میں ۲۵ پچیس سال تک خدمت جلیلہ انجام دینے والے صدر مدرسین اسی طرح ضلع پریشد کے اعزاز یافتہ آدرش شکشک اور بمبئی سے میئر ایوارڈ پانے والے استاد کے اعزاز میں ہدیۂ تبریک پیش کیا جائیگا۔ ہاں! ایس ایس سی اور ایچ ایس سی امتحانات میں بورڈ میں امتیازی شان حاصل کرنے والے طلبہ کی بھی عزت افزائی کی جائیگی۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ طلبہ و اساتذہ کو یادگاری تحفہ، شال سند یا دی جانے والی رقم مقابلہ کا انعام نہیں بلکہ ان کی ہمت کارکردگی پر نقش کوکن کی طرف سے ہدیۂ تبریک اور قدر افزائی کی علامت ہے جو جلسہ میں حاضری پر موقوف ہے منحصر ہے۔ غیر حاضری کی صورت میں وہ گھر تک نہیں پہنچائی جا سکتی۔ ہاں! بیسٹ اسٹوڈنٹ کے لئے جاری کردہ وظیفے کی رقم بہرحال ان تک پہنچا دی جائیگی باقی اشیا نہیں۔

تقریری اور جنرل نالج کے مقابلوں میں حسب الاعلان چوتھے نمبر تک انعامات دیے جائینگے اور جنرل نالج میں اول آنے والے ہائی اسکول کو ایک متحرک Rotating ٹرافی بھی دی جائیگی۔

اس شاندار اور باوقار جلسہ کی صدارت کرینگے مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن بمبئی ڈیویزن کے چیرمن شری موہن آڈسے اور کوکن بینک کے چیرمین اور کوکن کی معروف و مقبول شخصیت جناب علی ایم شمسی مہمانِ خصوصی ہونگے۔ پروگرام کے کفیل گرچہ کر دہ ہیں مگر جلسہ میں موجود جناب محی الدین خطیب صاحب کے ہاتھوں انعامات تقسیم کئے جائینگے۔

ساورڈا چپلون میں نیا سب اسٹیشن

ضلع رتناگری کے تعلقہ چپلون کے ساورڈے گاؤں میں ۱۹.۴۰ لاکھ روپیے کی لاگت سے بنے ۱۱-۳۳ کلوواٹ کے پاور سب ا… ن کا مہاراشٹر کے … ترقی وزیر سوشیل کمار شندھے نے افتتاح کیا۔ شری شندھے نے کہا کہ اس سے کوکن میں فروٹ کیننگ کو فروغ ملیگا۔ شری شندھے مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر بھی ہیں۔

اس موقع پر ایم پی سی سی نائب صدر حسین دلوائی نے بھی تقریر کی۔ ضلع وزیر ایل آر ہاتنکر اور ممبر پارلیمنٹ گووند راؤ نکم بھی موجود رہے۔

بمبئی کے نئے شریف ہومی سیٹھنا

ممتاز سائنسداں اور اٹامک انرجی کمیشن کے سابق چیرمین ہومی سیٹھنا کی تقرعمل میں آئی ہے بمبئی کے ۲۱۹ ویں شریف کے بطور شری ہومی سیتھنا ناناچڈا سما کے مقام پر شریف نامزد کئے گئے ہیں ناناچڈا سما مسلسل دو مرتبہ شریف کے عہدے پر فائز ہوئے۔

ڈاکٹر ٹریکر کا دواخانہ

ڈاکٹر الیاس ٹریکر کے نئے شفاخانہ کا افتتاح ۳۰ دسمبر ۹۰ء صبح دس بجے دیلجی لکھمسی واڈی مجگاؤں بمبئی ۱۰ پر عمل میں آیا۔

ضروری اعلان

منجانب کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری بمبئی سب کمیٹی۔

ادارۂ ہذا نے مندرجہ ذیل طلبہ کو تعلیمی سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے لئے حسب ذیل اسکالرشپ منظور کی ہے۔

عظیم عثمان بھاردے پانچسو ۵۰۰ روپیے
ذکیہ محمد شفیع خطیب پانچسو ۵۰۰ روپیے
زبیر محمد شفیع خطیب پانچسو ۵۰۰ روپیے
شمور غزالہ ساڑھے سات سو ۷۵۰ روپیے
شعیب اے آر سرگروہ پانچ سو ۵۰۰ روپیے
اسماء ابوبکر سعی ڈھائی سو ۲۵۰ روپیے
نازپروین ابوبکر سعی ساڑھے سات سو ۷۵۰ روپیے
دلشاد بیگم علی لالو ڈھائی سو ۲۵۰ روپیے
زاہد محمد طاہر شیخ پانچسو ۵۰۰ روپیے
رحینہ اسماعیل نائیک چھ سو ۶۰۰ روپیے
خالد اسماعیل خطیب ایک ہزار ۱۰۰۰ روپیے
تبسم شبیر مقدم پانچسو ۵۰۰ روپیے
عارف شبیر مقدم چھ سو ۶۰۰ روپیے
نعیم عبدالقادر چوگلے پانچسو ۵۰۰ روپیے
رفیقہ عبدالحمید قاضی پانچسو ۵۰۰ روپیے
عرفان حمزہ بغدادی پانچسو ۵۰۰ روپیے

ادارۂ ہذا نے مرحوم پروفیسر احمد بہاؤالدین دادر کی یاد میں ایک اسکالرشپ جاری کی ہے یہ اسکالرشپ مستری ہائی اسکول رتناگری کے ایک طالب العلم خلیل احمد واڈکر کو دی گئی ہے جس نے مارچ ۱۹۹۰ء کے ایس ایس سی امتحان میں بورڈ میں اردو کا اول انعام حاصل کیا۔ اس طالب العلم کو اردو میں ۱۰۰/۹۶ نمبر ملے ہیں۔

انور سولکر بمبئی بورڈ میں دوم

ایس ایس سی (اکتوبر ۱۹۹۰ء) بمبئی بورڈ کے امتحان میں سوشل سوسائیٹیز ہائی اسکول سائی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کا طالب العلم انور عبدالکریم سولکر نے ۸۴٫۱۲ فیصد نمبر حاصل کئے اور میریٹ لسٹ میں دوم نمبر پایا۔

میریٹ لسٹ میں آنے والوں میں محمد کلیم رضوان الزماں (انجمن اسلام کرلا) عبدالغفار فرزان (ہاشمیہ ہائی اسکول) محمد سعید کاغذی (برنی والا ہائی اسکول) اور ذوالفقار حسین (السر بیتھ ہائی) بھی شامل ہیں ___

انجمن اتحاد المسلمین ابوظہبی کا پکنک پروگرا…

۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء کو انجمن ہذا کے ۵… اراکین نے جمیرہ بیچ پر ایک پکنک منائی… انتظام وانصرام جناب اصغر قاضی، مسعود قا… اور اشرف پرکار کے ذمہ تھا۔ اس ق… کے پروگرام کا مقصد پردیس میں اپنے… کوکنی برادرن سے ربط باہمی قائم کر… اور تعاون کو فروغ دینا ہے جو انجمن… بنیادی مقصد بھی ہے۔ اس لحاظ سے… پکنک بے حد کامیاب رہی۔

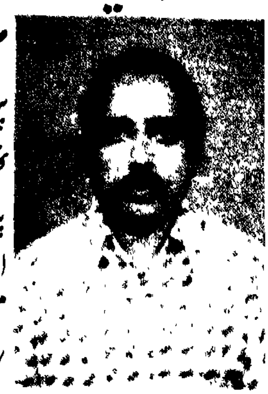
نامہ نگار
فرمان پاٹنکر ابوظہبی

نور پرکار معذرت نامہ

نقش کوکن دسمبر ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں اردو کے عظیم شاعر، مترجم، ادیب اور مراٹھی کے پہلے اردو غزل گو شاعر بدیع الزماں خاور سے متعلق میرے مضمون میں جرمن پرکار عرف باغی بانکوٹی سے متعلق جو باتیں زیر تحریر آئیں ان سے مرحوم جرمن پرکار کے اعزا و اقربا اور احباب وان کے متعلقین کی جو دل آزاری ہوئی ہے اس کیلئے میں ان سے معذرت خواہ ہوں ___

خلوص کار نور پرکار

محمد سعید خان



متلع پریشد تھانہ میں پانچ سال اور بمبئی میونسپل کارپوریشن میں ۲۰ سال یعنی پیشہ تدریس میں سلور جوبلی منانے والے استاد جناب محمد سعید عبد الرحمن خان (مہالدار) متوطن ابراہیم پٹن ضلع رتناگری جو فی الوقت سوپارہ ضلع تھانہ میں قیام پذیر ہیں کئی اعزازات سے نوازے گئے ۔ کاندیولی اردو اسکول کی ترقی اور ان کی تعلیمی خدمات کو دیکھتے ہوئے لائنس کلب کاندیولی (بمبئی) نے ۱۹۷۹ء میں آپ کو مثالی ٹیچر کا ایوارڈ عطا کیا۔

بوریولی تعلقہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر کمیٹی نے ۱۹۸۵ء میں آپ کو بیسٹ ٹیچر کا اعزاز بخشا ۱۹۸۴ء میں آپ کی تعلیمی خدمات کی قدر کرتے ہوئے آپ میئر آف بمبئی کے ایوارڈ کے مستحق قرار دیے گئے ۔ ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء کو آپ کو یہ ایوارڈ عطا ہوا۔ وسئی وکاستی کمیٹی نے بھی آپ کی تعلیمی خدمات کی قدر افزائی کی اور ۱۹۸۶ء میں انہیں سند اعزاز دیا گیا۔

ابھی سبکدوشی میں تقریباً نو دس سال باقی ہیں آپ کی تعلیمی اور سماجی خدمات جو پختہ عمر کے ساتھ اور بھی موثر اور کارگر ثابت ہونگی آپ کو اور بھی گرانقدر اعزازات و امتیازات کریگی ایسی دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین آباد

نقش کوکن

کوکن فیری سروسیز کا آغاز

ریاست مہاراشٹر کے واٹر ٹرانسپورٹ کمشنر شری گووند سوروپ نے اطلاع دی ہے کہ ساحل کوکن پر مسافر برداری کا کام ستیہ گری شپنگ کمپنی کو سونپا گیا ہے ۔ ماہ جنوری کے اختتام پر بمبئی سے رتناگری ، گوا ، منگلور روٹ پر سروسیز کے آغاز کا امکان ہے ۔

کمپنی کے چیرمن اور منیجنگ ڈائرکٹر شری نیتن جوشی نے بتایا کہ ریوس ، ریو دنڈا ، دیگھی ، دابھول ، جے گڈھ رتناگری پالوس اور ریڈی کے درمیان بھی فیری سروس شروع کی جائیگی ۔

شری سوروپ نے بتایا کہ تیز رفتار جہاز صرف ساڑھے تین گھنٹے میں بمبئی سے رتناگری پہنچ جائینگے ۔ شہری ساحل کے لئے تیار کردہ ہوورکرافٹ کے ذریعہ شہر بمبئی کے مختلف حصوں کو داخلی طور پر ایک دوسرے سے جوڑا جائیگا مثلاً نریمان پوائنٹ سے حاجی علی ، باندرہ ، جوہو ، بوریولی اور گیٹ وے آف انڈیا سے نئی بمبئی ——

جماعت المسلمین اڑکھل (تری بندر) کا انتخاب نو

۲۵ نومبر ۱۹۹۰ء کو انجمن جماعت المسلمین زدیئیکر محلہ ٹرسٹ اڑکھل تری بندر کی میٹنگ زیر صدارت عباس حسام الدین قاضی منعقد ہوئی ۔ جس میں ایک ایڈہاک کمیٹی تشکیل دی گئی اس کمیٹی کے کنوینر ایوب عباس قاضی کا انتخاب عمل میں آیا ۔ اور پندرہ حضرات جو انجمن کے نمائندے ہیں ۔ کمیٹی کے ۔ اراکین نامزد کئے گئے ۔ کمیٹی نے دفتر کے حصول کا کام ہاتھ میں لیا ۔ اور دستور بھی مرتب کئے اب ایڈہاک کمیٹی کو مجلس انتظامیہ کی شکل دی گئی ہے اور ان منتخبہ اراکین میں سے عہدیداران وعاملہ کا انتخاب عمل میں آیا ۔ تاکہ جماعت کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۴۰ء کے تحت رجسٹری کیا جائے ۔ عہدیداران مندرجہ ذیل ہے ۔

(۱) چیرمین ۔ عباس حسام الدین قاضی (۲) وائس چیرمن ۔ شمس الدین فضل الدین قاضی ۔ (۳) خازن ۔ حسین فضل الدین قاضی ۔ (۴) سکریٹری ۔ عثمان داؤد سارنگ ۔ اراکین ۔ (۱) عبدالکریم ابراہیم مانڈلیکر (۲) اسماعیل عبدالقادر قاضی (۳) احمد جعفر پٹھان (۴) ایوب عباس قاضی ۔

نامہ نگار

احمد جعفر پٹھان (احمد ندیم)

دکن تعارییرادر جنرل نالج کے
لع سطح پر مقابلے

یکم دسمبر ۹۰ء کو تھانہ ضلع کے اردو
کولوں سے تمام بچے سوپارہ میں
گئے تھے۔ جناب صغیر احمد ڈھانگے
نکے رفقائے کار نے کفالت فرمائی
ے معروف رہنما جناب رضوان حارث
ب صدر نشین تھے اور کوکن بنک
رمین جناب علی ایم شمسی صاحب
مہمانِ خصوصی شریک ہوئے۔ رکن
ں شری ہیتندر ٹھاکور نے بھی شرکت
ں اور بچوں کی کارکردگی سے بے حد
ظ ہوئے۔ ضلع میں اردو ذریعۂ تعلیم
۲۷ ہائی اسکولز ہیں ان میں سے اا شریک
ہوئے تھے۔ درج ذیل طلبہ نے
بی حاصل کی۔ تقریری مقابلے
ں نمبر۔ سیف عتیق ناچن (کوکن مسلم
یشن سوسائیٹز ہائی اسکول پڈگھا)
نمبر:۔ غوثیہ صدیقی (آئیڈئیل ہائی
ل سیکنڈری رابوڑی تھانہ) سوم نمبر
نہ کرے (انجمن خیر الاسلام اردو ہائی
ول مہاگیری تھانہ) چہارم نمبر۔ ویم پوناوالا

نرل نالج کے کامیاب طلبہ

یشنل ہائی اسکول کلیان کے طلبہ
الرزاق بشیر خان اور محمد صادق عبدالرحیم
یخ ۔۲۔ انجمن اسلام اردو ہائی اسکول
ر کے طلبہ۔ شیخ امجد چاند
ناد اقبال انصاری ۔ ۳۔
یڈیئل ہائی اسکول رابوڑی تھانہ
کے طلبہ۔ محفوظ ارشاد صدیقی طارق قاسم ملا
۔۴۔ زیڈ بی زکریا ہائی اسکول سوپارہ
کی طالبات۔ فوزی مصباح عباس
تحسین معین الدین ملا۔

۸ دسمبر ۹۰ء کو رتناگری ضلع کے
اردو ہائی اسکولوں کے بچے ہرنئی میں بلائے
گئے تھے۔ گاؤں کی مخیر اور علم دوست
ہستی جناب داؤد علی شر بورد کر
اور نوجوان تاجر اقبال اللہ رکھا میمن
کفیل تھے۔ ضلع پریشد رتناگری کے
ایجوکیشن آفیسر شری سدانند کو پیر کرنے
صدارت فرمائی اور کوکن بنک کے چیرمن
اور کوکن کی معروف شخصیت جناب
علی ایم شمسی صاحب نے بطور مہمانِ خصوصی
رونق افروزئ محفل تھے۔ ایک نقش
نواز اور ہرنئی ایجوکیشن سوسائٹی کے خیر
خواہ جناب عثمان حجوانے صاحب نے براہِ
راست لندن سے آکر پروگرام میں شرکت
کی۔ ضلع کے ۲۴ ہائی اسکولوں میں سے
گیارہ تقریری مقابلوں میں اور ۵ نے
جنرل نالج کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ درج
ذیل طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔

تقریری مقابلہ

اوّل نمبر:۔ آصف عبدالحمید پرکار (حاجی
داؤد امین ہائی اسکول کالستہ) دوم نمبر
عرفان اقبال سید (مہاراشٹر اردو ہائی
اسکول کڈوئی) سوم نمبر:۔ ناصر حسن ایجی
(مستری ہائی اسکول رتناگری) چہارم نمبر
شبانہ اسماعیل چوگلے (حاجی ایس ایم
مقدم ہائی اسکول کھیڈ)

جنرل نالج مقابلہ

اوّل نمبر:۔ نیشنل ہائی اسکول ہرنئی
کی طالبات شکیلہ اقبال کوردلے اور
نعیمہ احمد سنبل ۔ دوم نمبر:۔ مہاراشٹر
اردو ہائی اسکول کڈوئی کا طالب العلم
عرفان اقبال سید۔ سوم نمبر ـــــ
نیو ماڈرن ہائی اسکول ساکھر کی طالبات
گل بہار نظیر احمد راجپورکر۔ روحی
عبداللطیف پٹیل۔ چہارم نمبر:۔ حاجی
داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کے طلبہ
ماجد زین الدین پرکار۔ امتیاز احمد حمزہ کوبے
دونوں مقابلوں میں اول دوم نمبر کامیاب
ہونے والے فائنل مقابلہ کے لئے بمبئی
بلائے گئے ہیں ـــ ضلع سندھودرگ کے
بچوں کو بھی اسی سینٹر پر بلایا گیا تھا۔ (اسلئے
کہ ضلع سندھودرگ میں صرف دو ہائی اسکول
ہیں) مگر کوئی بھی شریک نہیں ہوا ـــــ

۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو رائے گڈھ ضلع کے
اردو ہائی اسکولوں کے بچے ناگوٹھنہ
میں بلائے گئے تھے۔ گاؤں کے ایک
معزز رکن جناب عبدالرحمٰن غلام خان
ادھیکاری المعروف بابا سیٹھ صدارت
کرنے والے تھے مگر ان کی عدم موجودگی
کی وجہ سے بھابھا ایٹمک سینٹر کے
سائنسدان ڈاکٹر عبدالرب نے صدارت
فرمائی۔ جناب علی ایم شمسی صاحب کی
مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ضلع تھانہ
اور ضلع رتناگری کے منتظمین جلسہ نے
انہیں بااصرار مدعو فرمایا تھا اور رائے گڈھ
ضلع تو شمسی صاحب کا اپنا ضلع ہے

حق بحقدار رسید کے مصداق ناگوٹھنہ کے جلسہ میں بھی آپ نے شریک ہوکر محفل کی زینت بڑھائی اور بصیرت افروز تقریر کی۔ ضلع کے ۲۵ ہائی اسکولوں میں سے ۱۲ شریک مقابلہ ہوئے تھے۔ درج ذیل طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔

تقریری مقابلہ

اول نمبر۔ فرزانہ عبدالوہاب واڈیکر۔ مجمدار ہائی اسکول دہور۔ دوم نمبر۔ سلیم عبدالرشید دیشمکھ۔ ای ایس ہائی اسکول نوڈیل۔ سوم نمبر۔ شائما عبدالغفور کالوکھے۔ انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول شریوردھن۔ چہارم نمبر نیلوفر عبدالصمد ادھیکاری۔ اردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ۔

جنرل نالج مقابلہ

اول نمبر۔ ساویتری مادھیک ودیامندر اُمیت کا طالب العلم دانش غنی۔ دوم نمبر۔ اینگلو اردو ہائی اسکول باراپاڑے کے طلبہ۔ شعیب محمود دلوی صبیحہ نزیڈ دلوی۔ سوم نمبر۔ انجمن خیرالاسلام اردو ہائی اسکول گورےگاؤں کے طلبہ۔ مشتاق آئی بندرکر۔ حبیب اللہ حسن میاں پالیکر۔ چہارم نمبر۔ انجمن اسلام جنجیرہ مرڈ کے طلبہ عنیزہ رفیق گونڈیکر اعجاز حسن میاں نکھارے۔

قومی یکجہتی اور اردو مراٹھی داپولی میں سمینار اور شعری نشست

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی جانب سے داپولی کے وراڈکر بیلوسے کالج میں قومی یکجہتی اور اردو مراٹھی کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ صدارت ڈاکٹر یونس اگاسکر (شعبہ اردو ممبئی یونیورسٹی) نے کی۔ بدیع الزماں خاور کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے جناب شرف کمالی اور جناب ایوب ناڈکر نے اپنے مضامین پیش کئے۔ سلام بن رزاق کی کہانی ستی کو کالج کی طالبہ مس زہرہ جوانے نے اور جناب محمود داپولی کی کہانی جنازہ کو مراٹھی ترجمہ) مس سنگیتا دالمے نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ جناب خالد آرائی نے قومی یکجہتی اور اردو کے موضوع پر مراٹھی میں اپنا مقالہ پیش کیا۔ پروگرام کی نظامت اردو اکادمی کے ایگزیکیٹو آفیسر وقار قادری نے کی۔ بعدازاں جناب شرف کمالی کی زیر صدارت ایک اردو مراٹھی شعری نشست کا انعقاد ہوا۔ جس میں دلیپ پانڈھرپٹے، پردینر باغی، شمس کردوی، وسنت کھوت، ابراہیم آزر، اعجاز خان، مغل اقبال اختر، شاہد ندیم، وقار قادری، قاسم امام اور جناب شرف کمالی نے اپنا کلام پیش کیا۔

انجمن اسلام باندرہ کو مختلف انعامات

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول و جونیئر کالج باندرہ کو مارچ ۹۰ء میں منعقدہ ایس۔ایس۔سی امتحان کے بہترین رزلٹ پر اسٹوڈنٹس اسلامک موومنٹ بمبئی کی جانب سے ایک شاندار ٹرافی اور عوامی محاذ پونا کی طرف سے مولانا آزاد ٹرافی کا حقدار قرار دیا گیا۔

پرنسپل مسز رشیدہ قاضی صاحبہ کی رہنمائی میں انجمن اسلام باندرہ نے بارہا تعلیمی میدان میں شیلڈ و ٹرافیاں جیتی ہیں۔ امسال اسکول ہذا نے ثقافتی میدان میں بھی متعدد انعامات حاصل کئے ہیں۔ ۲۰ نومبر کو انجمن خیرالاسلام جونیئر کالج آف ایجوکیشن کرلا کی جانب سے سیرت النبیؐ تقریری مقابلہ منعقد ہوا تھا۔ جس میں کی سلمیٰ زین العابدین اور فروغ اختر غلام رسول مقادم نے حصہ لیا تھا۔ اس مقابلے میں انجمن کی ٹیم نے سلیمہ بی زوجہ قاسم خان شیلڈ حاصل کی اور مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کی جانب سے منعقد بیت بازی کے مقابلے میں انجمن جونیئر کالج کی طالبات نے انعامات حاصل کئے ان طالبات کو معلمہ نکہت فقیہہ نے تیار کیا تھا۔

جاوید ظفر شیلڈ تقریری مقابلے میں حصہ لینے والی ٹیم کی طالبہ صبا انجم نور محمد نے اول انعام حاصل کیا۔

معلمہ مسز زینب شاد نے اس بچی کو تیار کیا تھا۔

...لے وقتوں کے ہیں یہ لوگ ...

محترمہ ومعظمہ خدیجہ بی، عمر ۱۰۲ سال
ازندگی کا زیادہ تر حصہ کالستہ (تحصیل
لون ضلع رتناگری) میں گذرا۔ وہ
ں کے مشہور ومعروف مرحوم ملا
کمال الدین بجلے کی بیوہ ہیں۔ گذشتہ
درہ سالوں سے اپنے اکلوتے فرزند
ف کمالی کے ساتھ باندرہ بمبئی میں
م پذیر ہیں۔ اپنے ایام ضعیفی میں بھی وہ
فضل اللہ صحت مند ہیں اور ہوش وحواس
ج بھی برابر ہیں۔ ان کی یادداشت سراہنے
قابل ہے۔ جب بھی کسی سے ملتی ہیں
ملنے والوں کو دعاؤں سے نوازنا ان کا



محبوب مشغلہ ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے
ایک بڑے خاندان کی سربراہ ہیں۔ تین
پوتوں اور چار پوتیوں کی شادیاں دیکھ
چکی ہیں۔ اور پڑ پوتوں، پڑپوتیوں اور
پوتیوں کی بیٹیاں، بیٹے، ایک بڑے
ایک بڑے قافلے کو ان کی خدمت کی
سعادت حاصل ہے۔ حال ہی میں
سورہ یٰسین شریف کے منظوم ترجمہ
اپنی کتاب "صحیفۂ حکمت" کے انتساب
میں شرف کمالی نے ان کا ذکر کیا ہے اور
سایۂ مادری کو نعمت گرداتا ہے۔
بقول علامہ اقبال۔ ع
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

امتنان واعتذار

دی ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی اور نیشنل ہائی اسکول ہرنئی۔ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری ان تمام مہمانان کے مشکور وممنون ہیں جنہوں نے اس چھوٹے سے قصبہ میں اسکول کے بلڈنگ کے افتتاحی پروگرام گربجوٹ اور سوشل ورکر کے اعزاز کیساتھ ساتھ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے رتناگری ضلع کے تقاریر اور جنرل نالج کے مقابلہ میں ۸، دسمبر صبح ۹، سے شام ۶، بجے تک شرکت فرماکر ہماری حوصلہ افزائی کی اور تقریب کی رونق کو دوبالا کیا۔ ہم ان تمام خیرخواہ اور ہمدردان سے معذرت خواہ ہیں کہ شامیانہ محدود ہونیکی وجہ ہم انہیں مدعو نہیں کرسکے پانچ سو سے زیادہ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی پھر بھی اسکول کے طلباء وطالبات کو سارے پروگرام میں کھڑا رہنا پڑا۔ امید ہے آپکو ہماری اس مجبوری سے اتفاق رہیگا اور ہماری معذرت کو قبول کیا جائیگا — آپ کے شکرگذار — صدر۔ جناب داؤد علی [illegible] دھنکر جنرل سکریٹری، جناب عبدالغنی عثمان پاڈسکر، ہیڈ ماسٹر۔ جناب جاوید ظفر عابدی۔

نقش نواز

اندرونِ ہند سالانہ خریدار

ملا معین الدین صدیق اکبر۔ سوپارہ ۔ رضا علی حسن علی نوازنی بوئیسر ۔ نور علی رمضان علی جیلانی۔ بوئیسر ۔ مختار احمد خان۔ بمبئی ۔ محمد سعید عبدالرحمٰن خان۔ سوپارہ ۔ جاوید حسین پالوجی۔ باندرہ۔ بمبئی ۔ حنا ظہیر خلیفے۔ کوتھرا ۔ حسن آدم بھا لکر۔ ہرنئی ۔ صادق یونس پادسکر۔ ہرنئی ۔ عبدل بجلی عرف جادوگر۔ راجیوڑا ۔ اقبال اللہ رکھا میمن ہرنئی ۔ نیو ماڈرن اردو ہائی اسکول۔ ساکھر۔ عباس حسین شیگلے۔ ہرنئی ۔ انجمن اسلام پبلک اسکول پنچگنی۔ عائشہ یوسف خانزادہ۔ اگرواڈا۔ وزیر حسن اسماعیل پنگارکر مجگاؤں (مردلی)۔ ڈاکٹر عبداللطیف نورے۔ شیوں بزرگ اشفاق موڈلیکر۔ اگری پاڑہ۔ حسین عباس پوتریک۔ کرلا بمبئی مسز آسیہ شیخ۔ دہیسر ۔ قاسم شیخ حسین پادسکر۔ کوسر بمبرا اصغر دادامیاں ملا۔ ناگوٹھنہ ۔ شبیر محمود بنسارے۔ ناگوٹھنہ صغیر صالح خان ادھیکاری ناگوٹھنہ ۔ نثار ایس شلوتری اورن ۔ امین الدین شجاع الدین دہجے پور۔ عبدالمجید عبدالعزیز کونچالی امام بارہ۔ بمبئی ۔ عابدہ رحیم خان ۔ ڈونگری بمبئی ۔ حسن عبدالقادر مچھولے۔ مجگاؤں بمبئی ۔

اندرونِ ہند لائف ممبر

مولانا واصف اختر کاظمی۔ گوونلکوٹ ۔ پرویز احمد حاجی معین الدین خان۔ اعظم گڑھ۔ عبدالسلام ادھیکاری۔ ناگوٹھنہ

بیرونِ ہند سالانہ خریدار

عبدالرحمٰن خان سرگردہ۔ دوحہ قطر ۔ ڈاکٹر عبداللطیف نورے۔ ابوظہبی ۔ محمود حسن پوتریک۔ ابوظہبی ۔ عبدالرشید سناکے۔ اسٹریلیا۔

ماہنامہ نقشِ کوکن کی شرح خریداری

اندرونِ ہند		بیرونِ ہند	
سالانہ	۵۰ روپے	سالانہ	۲۰۰ روپے
تاحیات	۵۰۰ روپے	تاحیات	۱۵۰۰ روپے

بدیسی رفقا نقشِ کوکن میں

۲۸ دسمبر ۹۰ء شام چار بجے افریقہ، لندن، کویت، اسٹریلیا، انڈونیشیا وغیرہ بیرونی ممالک میں قیام پذیر باشندگانِ کوکن کو مدیرانِ نقشِ کوکن نے مدعو کیا تھا۔ جناب علی ایم شمسی صاحب کی صدارت میں منعقدہ "اٹ گیٹ ٹوگیدر" میں کوکن کی بمبئی میں مقیم چند ممتاز ہستیوں نے بھی شرکت کی۔ جناب مبارک کاپڑی کی افتتاحی تقریر کے بعد ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے سب مہمانوں کا تعارف کرایا۔ جس پر جناب غنی پادسکر نے بھی مزید روشنی ڈالی جناب شرف کمالی نے اس موقع پر اظہار خیال فرمایا معزز مہمانوں میں جناب عثمان جھولتے اور انور کاپڑی انگلستان اور حسین انڈونیشیا، مسٹر لاسیے کویت کے ساتھ بلال مدعو بھیونڈی اور مغیر ڈلنگے سوپارہ نے بھی نقشِ کوکن کی پالیسی اور ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اور نقیب محمد مستری کی خدمات کو سراہا۔ جناب علی ایم شمسی نے اپنے خطبۂ صدارت میں کوکن برادری کی بیشتر سرگرمیوں کا احاطہ کرتے ہوئے کہا کہ نقشِ کوکن نے تمام اداروں کو جوڑ کر گویا موتیوں کی مالا بنائی ہے۔ مبارک کاپڑی نے نقشِ کوکن کو دنیا میں کوکنی مسلمانوں میں رابطہ کا واحد ذریعہ بتایا۔ آپ کے اظہارِ تشکر کے بعد دوستی اور خیر سگالی جذبہ کو مستحکم کرنے والی یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

شادی خانہ آبادی

جناب عبدالحمید گھنسار (متوطن سائی گاؤں نیگڑی ضلع رائے گڈھ) کی دختر مہتاب کی شادی محمد طارق ابن سید احمد کے ساتھ اور فرزند عرفان کی شادی سمار بنتِ عبدالحیٔ گھنسار کے ساتھ انجام پائی اس سلسلہ میں ۲۸ دسمبر ۹۰ء کو بمقام زینبیہ ھال (بوری محلہ) جشنِ استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

جناب قاسم عبدالرحمٰن الوری (حاجی میاں) کی دختر تمنا (ڈاکٹر وقار شیخ کی ہمشیرہ نسبتی) کی شادی ڈاکٹر سہیل پانکر کے ساتھ ۳۰ دسمبر ۹۰ء کو انجمن اسلام بوری بندر کے گراونڈ پر انجام پائی —

ڈاکٹر نعمان انور تنگیکر کی شادی ڈاکٹر ارجمند محمد یوسف خان کے ساتھ ۲۳ دسمبر ۹۰ء کو بمبئی میں انجام پائی۔

ڈاکٹر نعمان اورت ضلع رائے گڈھ کے ایک معزز خاندان کے رکن ہیں اور مورا میں ایک کامیاب میڈیکل پریکٹیشنر ہیں

کیپٹن اسماعیل ابراہیم جولے کی دختر تبسم کا عقد مسعود سمیع اللہ ابن حاجی عبدالستار خلفے کے ساتھ ۱۹ اکتوبر ۹۰ء کو کھار (بمبئی) کی جامع مسجد میں انجام پایا۔ شام کو رضوی کالج گراونڈ باندرا میں مجلس استقبالیہ اور ولیمہ کا اہتمام کیا گیا —

۲ دسمبر ۹۰ء کو امبیت ضلع رائے گڈھ میں اخلاق احمد ڈادرے کی شادی امان اللہ محمود ڈادرے کی دختر شب نور کے ساتھ بتزک واحتشام انجام پائی —

(نامہ نگار :۔ محمد سعید ٹکلے)

لندن سے شادی کی خبریں

(۱) جناب مظفر علی اسماعیل سالوٹیلکر کی شادی شہناز اسماعیل ہرزک کے ساتھ ۳۰ ستمبر ۹۰ء کو لندن میں ہوئی۔

(۲) جناب مجیب الرحمٰن محمد تقی گیرے کی شادی زینت عبدالکریم الڈے کے ساتھ ۱۴ اکتوبر ۹۰ء کو ہوگئی۔

نقش کوکن

کسومو، کینیا مشرقی افریقہ کے جناب یوسف شمس الدین کی دختر افشاں کی شادی حیدر علی ابن المرحوم ابراہیم قمرالدین کاسکر (انگلینڈ) کے ساتھ ۸ دسمبر ۹۰ء کو کسوموں میں انجام پائی —

بلوے انجینئرینگ ورکس کے جناب محمد حسین داریکر کی دختر عشرت کی شادی فیض محمد ابن ابراہیم غزالی کے ساتھ ۳۰ دسمبر ۹۰ء کو رضوی کالج گراونڈ باندرا میں انجام پائی — نکاح کے بعد استقبالیہ اور عشائیہ کا بھی اہتمام تھا —

جناب محمد عزیز ہمدرے کی دختر اصغری کی شادی سجاد حسین ماپاری کے ساتھ ۳۰ دسمبر ۹۰ء کو سینٹ ایزابیل ہال مجگاؤں میں انجام پائی —

آرکیٹک جناب امیر الدین انکولکر کے فرزند شاہد کی شادی شہناز بنت طیب علی کپاڈیا کے ساتھ ۲۸ دسمبر ۹۰ء کی شام کو کن بنک ہیڈ آفس کے ٹیریس پر انجام پائی۔

انتقال پر ملال

مولانا ابواللیث اصلاحی مرحوم

جید عالم، دنیائے اسلام کی ممتاز شخصیت، جماعت اسلامی ہند سابق امیر مولانا ابواللیث صاحب ندوی اصلاحی ۵ دسمبر ۹۰ء اعظم گڈھ میں راہئ عدم ہوگئے۔ مولانا کی عمر پچاسی سال تھی۔

انور منشی کو صدمہ

سوپارہ ضلع تھانہ کی معروف شخصیت جناب انور منشی کے چچا محمد اسماعیل یوسف منشی کا ۲؍دسمبر ۹۰ء کو ۷۷ سال انتقال ہوا

مسز وجے لکشمی پنڈت کا انتقال

ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی بہن مسز وجے لکشمی پنڈت کا یکم دسمبر کو دہرہ دون میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ وہ کافی دنوں سے بیمار تھیں۔ مسز وجے لکشمی پنڈت نے کئی ملکوں میں ہندوستان کا سفیر کے فرائض انجام دیئے تھے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی پہلی خاتون صدر کا اعزاز بھی حاصل کیا تھا۔

ایڈوکیٹ حسینی کو صدمہ

جناب ایچ اے حسینی ایڈوکیٹ کے ماموں (اور خسر بھی) جناب حاجی سید احمد سید عبداللہ حسینی کا ناد گاؤں تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری میں ۲۲ نومبر ۹۰ء کو بعمر ۸۰ سال حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوگیا۔

بہاؤالدین پرکار کو صدمہ

جناب بہاؤالدین عبداللہ پرکار چیئرمین کوکن مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن کی والدہ سکینہ بی کا ۴؍دسمبر ۹۰ء کو ان کے وطن فرس تعلقہ کھیڈ میں انتقال ہوا

(نامہ نگار حسن عبدالغفور دھامندیوی)

حسینی جناب کو صدمہ

مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون کے معاون مدرس جناب محمد حسین عبدالرحمٰن سین اور اردو سے جی اسکول کھیڈ کے صدر مدرس جناب محمد صالح سین کی والدہ حوا بی کا ۸؍دسمبر ۹۰ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے کھیڈ ضلع رتناگری میں انتقال ہوگیا۔

یعقوب حنفی کا انتقال

حج پلگرمس سوشل ورکرز گروپ کی مجلس عاملہ کے رکن جناب یعقوب حنفی کا ۲۸؍نومبر ۹۰ء کو انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق ان کے آبائی وطن اندور میں ہوئی

ظہیر پٹیل کو صدمہ

منور ضلع تھانہ کے جناب ظہیر یوسف پٹیل (جنہیں حال ہی میں ضلع پریشد تھانہ نے مثالی معلم "آدرش شکشک" کے اعزاز سے نوازا ہے) کے چچا جناب امام الدین بابامیاں ۲۵؍نومبر ۹۰ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے رحلت فرماگئے۔ نامہ نگار:- نور عالم نور ہیڈ ماسٹر کوکن اردو ہائی اسکول منور)

آہ محمد اسماعیل بھاٹکر

مسلم بزم و اتحاد و ترقی شریوردھن کے سیکریٹری* شریوردھن برانچ کی ایڈوائزری کمیٹی کے رکن جناب محمد اسماعیل بھاٹکر مختصر سی علالت کے بعد ۱۲دسمبر ۹۰ء کو راہئ عدم ہوگئے ___ مرحوم انجمن اسلام جنجیرہ گروپ آف ہائی اسکولس منتظمہ کمیٹی کے رکن اور حکومت مہاراشٹر کے نامزد کردہ ایس ای ایم بھی تھے ___

امان اللہ چوگلے کا انتقال

مہسلہ ضلع رائے گڈھ کی معروف شخصیت جناب امان اللہ چوگلے جو کسی کام سے بمبئی آئے تھے ۴؍دسمبر ۹۰ء کو ناگہانی طور پر دائمی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان کا جسد خاکی ان کے وطن لیجا کر سپرد خاک کیا گیا۔

مرزا عمر بیگ کا انتقال

دفتر چیریٹی کمشنر بمبئی کے ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ اور ...گاری کی بزرگ شخصیت جناب مرزا عمر بیگ کا ۲۴ نومبر ۹۰ء ...جام نگر (گجرات) میں انتقال ہوگیا۔

مبارک کاپڑی کو صدمہ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے فعال کارکن اور ...ہنامہ کے پہلا صفحہ اور آخری صفحہ کے خالق جناب مبارک ...پڑی کے چچا عبدالرحمٰن فقیر کاپڑی کا ۱۷ دسمبر ۹۰ء کو مختصر ...علالت کے بعد ان کے وطن کونڈیورہ تعلقہ سنگمیشور ...ضلع رتناگری میں انتقال ہوگیا۔

عنایت خان کو صدمہ

نوجوان کسٹم افسر جناب عنایت خان کے پدر بزرگوار حسن سلیمان خان سرنیک کا پچھلے مہینہ بمبئی میں انتقال ہوگیا۔

بیگم طالب کو صدمہ

جناب ابراہیم خان طالب کی بیگم کے چچازاد بھائی عبدالغفور قاضی (متوکلن پاؤس) کا ۲۸ دسمبر ۹۰ء کو بمبئی میں انتقال ہوا۔

مسرت ہاشم حاجی کو صدمہ

مسرت ہاشم حاجی (شریف بلڈنگ مجگاؤں بمبئی) کی والدہ فاطمہ حسن سرنگ کا ۱۹ دسمبر ۹۰ء کو بعمر ۶۰ سال وجے درگ میں انتقال ہوگیا۔ (نامہ نگار شوکت حاجی)

سارنگ برادران کو صدمہ

انجرلے تعلقہ داپولی کے جناب عثمان اور ابراہیم داؤد سارنگ کے ماموں جناب احمد صاحب مقدم طویل علالت کے بعد ۲۳ دسمبر ۹۰ء کو انتقال کر گئے۔

ابراہیم کونڈکری کو صدمہ

نقش کوکن کے دیرینہ کرمفرما، معروف صنعتکار اور پاؤس ضلع رتناگری کی علم دوست جناب ابراہیم حسن کونڈکری کی والدہ کا ۱۶ دسمبر ۹۰ء کو انتقال ہوگیا۔

آخری صفحہ

آزادی کے بعد سے آج تک جو مسئلہ سب زیادہ متنازعہ رہا ہے وہ ہے بابری مسجد کا مسئلہ!
جس نے فرقہ وارانہ فسادات بلکہ فرقہ وارانہ دیوانگی کی ایک لہر سی پیدا کی ہے،
اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ کیا مسلمان اس معاملے میں حق پر ہیں ؟

بابری مسجد/رام جنم بھومی کا مسئلہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا، جس پر درجن مرتبہ فساد بھی ہوئے
۱۹ء میں مسجد کو تالا لگا یا گیا، ۴۹ء میں مقدمے کی پیشی کے چند روز قبل اس میں زبردستی مورتیاں رکھی گئیں
س دھاندلی کی شکایت کرنے والے بھی ہندو تھے اور عدالت میں گواہی دینے والے بھی ہندو تھے
۱۹۸۶ء میں (مبینہ طور پر ارون نہرو کی ایما پر) اس کا تالا کھولا گیا اور وہاں پوجا پاٹ شروع ہوئی
اور وہ پوجا پاٹ کے مناظر ٹی وی پر نیشنل نیٹ ورک پروگرام میں بتائے گئے
غرض کہ اشتعال انگیزی کی شروعات حکومت اور حکومتی میڈیا نے کی۔
۸ء تک وہ معاملہ اس قدر گرم ہوا کہ اس میں بی جے پی کو اپنا سیاسی مستقبل نظر آنے لگا
ر اس نے اس مسئلے کو ووٹ اور وشو ہندو پریشد نے نوٹ چھاپنے کی مشین سمجھ لیا
۱۹۸ ء میں "رام مندر" کی تعمیر کیلئے متنازعہ جگہ پر شیلا نیاس کی اجازت راجیو گاندھی کی اکثریتی حکومت نے دی
ر انہوں نے اور بوٹا سنگھ نے ٹی وی پر آکر یہ کہہ کر سبھوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی کہ شیلا نیاس غیر متنازعہ جگہ پر ہوا ہے
ٹا سنگھ نے تین چار مولویوں کو پکڑا ان کی جیبیں گرم کیں تو انھوں نے ٹی وی پر آکر کہا کہ وہ جگہ غیر متنازعہ ہے
ور آج بی جے پی اور وشو ہندو پریشد اس جگہ رام مندر بنانے پر بضد ہیں۔
۱۹۵۱ء میں جب جن سنگھ بنی تب اس کے اغراض و مقاصد میں، رام مندر، کا کہیں ذکر نہیں تھا
۱۹۷ ء میں جب بھارتیہ جنتا پارٹی بنی تب اس کے اغراض و مقاصد میں یا الیکشن کے کسی مینی فیسٹو میں رام مندر کا نام نہ تھا
ر اچانک یہ رام مندر کہاں سے آیا کیوں کر آیا ؟ ______ صرف اور صرف اقتدار حاصل کرنے کے لئے
ب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ بڑے ہی صبر و تحمل کا اظہار۔ اشتعال انگیزی کے باوجود مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔
نہیں اب بھی اپنا معاملہ عدلیہ کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور پڑھے لکھے غیر فرقہ پرست اکثریتی فرقہ کو اعتماد میں لینا چاہیے
ں بڑے غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کا ڈر بجا ہے کہ یہ صرف ایک بابری مسجد کا معاملہ نہیں ہے
س کے بعد متھرا بنارس کی مساجد اور دیگر تین ہزار مساجد کی (اشوک سنگھل) کی لسٹ تیار ہے جو ان کے خیال میں مندر تھے
ان کا یہ کہنا ہے کہ اگر ان مساجد کو کھودا جائے تو اس کے نیچے مورتیاں ملیں گی۔
یں گی۔ اس لئے کہ ہندو دھرم سب سے پرانا مذہب ہے اس لئے مورتیاں تو راشٹرپتی بھون اور پارلیمنٹ ہاؤس کے نیچے بھی ملیں گی
شوک سنگھل، ایڈوانی اور بال ٹھاکرے کے مکانات کے نیچے بھی ملیں گی۔ کئی فلک بوس عمارتوں کے نیچے بھی ملیں گے
یادہ سارے مندر بنائے جائیں گے ؟ ______ اگر نہیں تو صرف مساجد کیوں ؟
سارے شرپسندوں کو اور سیاسی لیڈروں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہیے
کہ سنہ ۱۹۴۷ء میں جو عبادت گاہ جس حالت میں تھی اسی حالت میں رہنی چاہیے۔ اسی میں متحدہ بھارت کی بقا ہے

مبارک کاپڑی

REFLECTIONS

Maulana Wahiduddin Khan

Why She Chose Islam

Three years ago, Miss Sandra Sterling, (now renamed Alia Sterling) an American living in Washington, decided to enter the fold of Islam. Giving an account of her conversion, she told me that it had all started with her finding some old books in a cupboard in her home. These books had been bought by her mother when she was living in Cairo with her grandmother who was, at that time, an official of the American Embassy there. The significant part is that these books included a copy of an English version of the Qur'an. Miss Sterling began reading it, and, as she read on, she found her interst in Islam beginning to grow. She therefore bought more books in Washighton on the history of Islam and the Prophet's biography. After studying these books, she could confidently say that "Islam answered all the questions I has in mind. Islam is based on monotheism, and that is what distinguishes it from all other religions. For instance, Judaism too speaks of one God, but its followers claim that all the blessings of God are reserved by God for one nation, that is, the Jews. I fail to understand how God, who is the Creator of all things, could possibly reserve all His blessings for one particular group."

Then there was Christianity, whose followers claimed that Jesus Christ was the son of God. Again, she failed to understand how a human being could possess the attribute of divinity. After pondering over this for a long time, she finally annouced her acceptance of Islam. (Islamic Voice, Bangalore, November, 1987.)

A model of the desired religion exists from birth in man's nature. That is why, when he becomes acquainted with the true religion, he immediately accepts it, because it corresponds exactly to the model which already exists in his subconscious mind.

Framing admonition in general terms

According to 'Aisha, when the Prophet used to hear something displeasing about a person, then he would not take that person's name when administering admonishment. Rather he would say; "What's up with people who do or say such things." Thus he whould discourage people in a general way from following suit, without directing criticism at anyone in particular.

THE NATIONAL URDU INSTITUTE PORT LUIS, MAURITIUS

This national Institute was established in 1970 after discusion between the late Prof. Athar Parvez of Aligarh University and Mr E. H. Edun, the General Secretary of National Urdu Institure. Prof. Athar Parvez was sent to Mauritius as an Urdu expert to look after the teaching of Urdu in Mauritius. He worked with great zeal with the help of late Mr. Abdulla Karimji, the late Sir Abdul Razak Mohammed, Late Dr H. Fakim and others.

The Aim of this Institution has been the preservation and propagation of Urdu as a language in Mauritius, and during the past 20 years the Institution has taught Urdu language and literature to hundreds of young boys and girls. About 200 of them have been employed as Urdu teachers by the Government, and some have been able to enjoy the Ghazals, Dramas and Urdu programmes from India and Pakistan both on T.V. and Radio. Urdu is one of the most important aspect of cultural heritage and identity of Mauritius and it has become one of the Mauritius languages. They have done their best and more could be done, to have more literary and educational activities in Urdu. Twentieth Anniversary was held in September, 1990 at Port Luis in which delegates from La Reunion, South Africa, India and Pakistan took part and it was a grand grand success. The highlight of the celebration is a publication of the Souvenir magazine which contains valuable information about the institution and also it includes the important articles on Urdu. The Souvenir includes some of the following articles worth reading :-

1. Significance of Urdu as the third largest spoken language of the world by Prof. Syed H. Haq Badvi.
2. Urdu Drama and the National Urdu Institute by Rashid Neeroa
3 NUI and its achievements by Mariam Goodur, by Hassam Mosafeer and Hanif Caunhye.
4. Article on Athar Parvez by Farook Baucha
5. Prospectus of Urdu in Marutius by G. M. Ishaq - are worth reading.

Many eminent personalities of Urdu have visited the NUI.

Mr. Hassan Sayed, the Chairman of Bazme Adab (Cape) and Mr. A. Mutalib Parkar, the Vice Chairman of Bazme Adam (Zahid), prominent Koknis from Cape Town attended as delegates in the Twentieth Anniversary.

* Dr. Numan S/o Mohd. Anwar Tungekar to Dr. Arjumand D/o Mohd. Yusuf Khan on 24th Dec. 1990 in Bombay.
* Nayab Ansari (SEM), the reporter of Hindustan Urdu Daily (Bom.) and S/o Prof. Mohammed Ali Hasan to Noorunnisa D/o Sardar Khan on 21st Dec. 1990 in Bombay.
* Dr. Ashiq Patel well known Surgeon and S/o of late Mr. Salim Rajabally Patel to Nasira D/o Mr. & Mrs. M. Hassanali M. Rattansi on 23rd Dec. 1990 in Bombay.
* Dr. Mohd. Rafique and Altaf Husain sons of Haji Abbas Ismail Mongal to Nazneen D/o A. Gani Peer Khan and Aisha D/o late Shaukat Shaikh respectively on 23rd December 1990 in Bombay.
* Salman S/o Imamodin Nensey to Rayasha D/o late Dilawar Noorani on 26th Dec. 1990 in Bombay.
* Naushad S/o Abdul Kader Kasoo and grand son of Fakir Mohamed Ismail Kasoo to Reshma D/o Taj Ahmed Yusuf Shaikh on 27th Dec. 1990 in Bombay.
* Shahid S/o Amiruddin Ankolkar to Shehnaz D/o Tayebali S. Kapadia on 28th Dec. 1990 in Bombay.
* Sikandar S/o Abdulla Kazi and brother of the editor of "Akash Ganga" Al-Nasir, to Farzana D/o Akbar Sayed Noor on 29th Dec. 1990 at Alibag.
* Asgari D/o Razia and Mohammed Aziz Hamdare of Pawas to Sajjad S/o Habiba and Hussain Mapari on 30th Dec. 1990 in Bombay.
* Ishrat D/o M.H.K. Warekar to Faiz Mohammed S/o Ebrahim A.R. Ghazali on 30th Dec. 1990 in Bombay

OBITUARIES

● **Shaikh Abul lais Islahi Nadvi**, the seniormost leader of the Jamaat-e-Islami, India, and its Ameer since 1947, when the Jamaat was reorganized after the partition of the country, died on 5th Dec. 1990, in a hospital in his home-town, Azamgarh in North India. Well past 80 when he died, Shaikh Abul lais was not keeping good health for the last serval years.

Initially, from its headquarters at Malihabad near Lucknow, then from Rampur and, finally from Delhi, the capital of India, Shaikh Abul lais Islahi supervised and guided the development of the Jamaats Dawaah and humanitarian work. It was mainly due to his pioneering spirit that the Jamaat set up a model school to teach modern subjets along with the study of Islam to young boys at Rampur on whose pattern hundreds of schools later sprang up throughout the length & breadth of India. A great scholar and a persuasive writer, Shaikh Abul lais also authored several original works on Islamic topics.

With the death of Shaikh Abul lais Islahi the first phase of the Jamaat-e-Islami movement which spans almost half a century comes to an end. The new leadership of Janab Sirajul Hasan, it is hoped, will carry further the works of Shaikh Abul lais Islahi.

We pray to Allah to shower His mercy and favour on the late Shaikh's Soul, to accept his great service to Islam & grant him a place of honou in His Paradise. *Ameen.*

● **Dr. Latif Patel** (M.D.), aged 74, the famous Cardiologist and Physician died of an heart attack on 1st Jan. 1991 in Bombay. He retired from Nair Hospital as the Head of the Department of Medicine where he was a very popular teacher of medicine. He was the Honorary Physician to the President of India. He was also the Superintendent and Honorary Physician and Trustee of Habib Hospital and attached to Jaslok Hospital, Prince Aly Khan Hospital and Noor Hospital. He was a great friend, guide and a philanthropist to the students and the community.

● **Sakina Abdulla Parkar,** mother of Bahauddin Abdulla Parkar of London, passed away on 4th Dec. 1990 due to old age debility. Bahauddin Parkar the ex-President of Kokani Muslim World Foundation, London, came to look after his ailing mother two months before her death and will leave for London after 15th January 1991.

● **Amanullah Chougule,** Socio-Political leader from Mhasla, Raigad, died suddenly of an heart attack in Bombay on 4th Dec. 1990.

● **Mirza Umar Baig** retired superintendant from Charity Commissioners office died in Jamnagar (Gujarat) on 24th Nov. 1990. He belonged to village Pangari. He was interested in religio - social work of the community and adviser to many trusts, including Naqshe Kokan.

● **Abdul Rehman Fakir Kapdi** died of old age on 6th Dec. 1990 in his village Kondivara, Ratnagiri. He was the uncle of Iqbal Kapdi, Dubai representative of Naqshe Kokan and Mubarak Kapdi of Creative Advertisement.

The Muslims and other thinking persons have commended the 28th Nov. 1990 decision of the Delhi Administration to **ban Ram Swarup's** mischievous **book on Islam "Hadis Ke Madhyam Se Islam Ka Adhyan"** (A study of Islam through the traditions of the Prophet). It is hoped that such steps would be taken in time and promptly in the future too, avoiding unnecessary mischief and communalization.

Prof. Mohamed Naseem Faruqui, the new Vice Chancellor of Aligarh University, is an Eminent Electronics and Telecommu-nication Scientist and an outstanding Educationist from IIT Karaghpur.

DR. SATHIKH is the **First Muslim** to be appointed as **Vice Chancellor of Madras University** in its 130 year History

Dr. Sathikh studied Engineering at Annamalai University and completed his Masters Degree in Machine Design from Indian Institute of Science, Bangalore. He secured his Ph.D. in Mechanical Engineering from Carlton University in Ottawa, Canada. Later on he served as a Professor of the College of Engineering, Guindy, and then as Director of Madras Institute of Technology (MIT), Chrompet, in 1980. He represented India at many national and international conferences. He is held in high esteem by most people he has been associated with and noted educationalists. Dr. Sathikh is an elegant speaker. He has also published many articles in Research Journals, Magazines, etc. Inspite of his various official commitments, notably he has always extended support to the MUSLIM SOCIAL WELFARE INSTITUTIONS.

Dr. D. K. Shankaran has been appointed as the **Commissioner of the Thane Municipal Corporation** from 27th Dec,1990. The T.M.C. was without a Commissioner for the past 4 months.

Kudos to Kokni In New YOrk

Mohammed Ashraf, a Supervisor I in IM's Court Liaison Unit in the Housing Court in Queens, U.S.A., has been cited for his extraordinary work in the Brooklyn Civil Court by Supervising Judge Michael Feinberg, Assemblywoman Rhoda Jacobs and eight housing court judges.

Ashraf belongs to the Betkar family of KOKAN (Ratnagiri - Mazgaon). The Family shifted to Pakistan after partition. He spent his childhood in Pakistan and then in Africa. After going to U S A. he started with HRA five years ago "My job is to prevent evictions, and try to help people with social services so that they are not evicted," he says. He interviews clients who are in court for non- payment of rent, and refers them to IM centers, or in the cases of immediate need, he expedites the matter by requesting more time from the judges.

"He has consistently acted in courteous, efficient and professional manner in dealing with both court personnel and clients," wrote Judge Feinberg. "It is a pleasure to work with him Ashraf also received an award for distinguished service from Administrative Judge Israel Rubin at a ceremony last year.

Ashraf previously worked in error accountability in IM and in CIS's HERO (Homeless Emergency Referral Operation) unit, where he excelled and received high praise from directors Larry Schatt and William Burgess.

Ashraf says simply : "I am very happy I can be helpful to needy people "

MARRIAGES

* Sayed Azhar Hussain S/o Sayed Hassan Kadri to Zaibunnisa D/o Sayed Ebrahim Hussaini and Eshrat Jehan D/o Sayed Hassan Kadri to Sayed Moezzam Kadri S/o Mrs. Fatima W/o the late Sayed Abdulla Kadri of Bombay at Daressalaam on 24-11-90.

* Sayed Aslam S/o Sayed Abdul Razak Kadri of Nairobi to Musarat Begum D/o Sayed Yusuf Ahmed Nazir of Mombasa at Nairobi on 1-12-90.

* Afshan D/o Haji Yusuf Shamasdin to Haider Ali S/o the late Ibrahim Kaskar of London at Kisumu on 8-12-90.

* Altaf Ahmed S/o Mushtaq Ahmed to Kaiser Jahan D/o Mahmood Khan at Nairobi on 15-12-90.

NEWS AND HAPPENINGS

A Saudi Arabian Goodwill & Friendship Delegation visited India in 2nd and 3rd week of Dec. 1990. Receptions were held in their honour by the Bombay *Hospitality Committee, Indo-Arab Society, Islamic Culture Centre, Maharashtra United* Nations Associations and other organisations and V.I.P.'s of Bombay on 21st, 22nd & 23rd Dec. 1990.

Dr. Zaid Bin Abdul Mohsin Al-Husain, General Secretary, King Faisal Centre for Islamic Research & Studies in Riyadh, was the leader of the delegation. The other members were : **Dr. Ahmed Bin Hamad Al-Sinani,** of the Prof. Imam Mohamed Bin Saud Islamic University; **Dr. Ahmed Bin A. Lateef Al-Abdul Lateef**, Assistant Pofessor in Ummul Qura University;

Mr. Ghalib Hamza Abul Faraj, Chief Editor, Al-Madeenah Daily and well known writer and businessman, and **Dr. Nasir Bin Abdullah Al-Mohawwas**, Dean Faculty of Engineering, King Saud University, Riyadh.

His Excellency **Abdullah Al-Obaid,** Consul General, the Royal Consulate General of Saudi Arabia in Bombay, welcomed the delegation warmly and was very instrumental in creating goodwill between India and Saudi Arabia by introducing the Saudi delegates to important organisations and citizens of Bombay.

The Saudi Delegates praised the cordial and beautiful atomosphere of Bombay City, as well as the warm response and friendliness of the people of India they encountered.

Salman Rushdie has apologised to Muslims, saying he did not intend to hurt their religious sentiments, dissociated himself with the utterances of fictional characters in his best-selling novel, declared his faith in Islam and has undertaken not to publish a paperback edition.

Mr. Rushide met several senior Muslim leaders, including the Egyptian minister for WAQFs Mr. Muhammad Ali Mahgoub in Britain recently and said in a stalement : "(I) declare that I do not agree with any statement in my novel 'The Satanic Verses' uttered by any of the characters who insult the Prophet Muhammad or who cast aspirations on Islam or upon the authenticity of the Holy Koran or who reject the divinity of Allah.

I undertake not to publish the paperback edition of 'The Satanic Verses' or to permit any further agreements for translation into our languages, while any risk of further offences exists. I will continue to work for a better understanding of Islam in the world, as I have always attempted to in the past".

On behalf of the Custodian of the Two Holy Mosques King Fahd Bin Abdul Aziz, the Governor of Makkah Prince Majed bin Abdul Aziz laid the **foundation stone for the head-quarters** of the **Islamic Development Bank** in Jeddah, on 9th Dec. 1990.

Dr. Abdullah Omar Nasseef, Secretary - General of the Muslim World League, has called on Education Ministries all over the Islamic World to **introduce History of Palestine and the Aqsa Mosque in Al-Quds** as subject in their History and Geography Curriculum.

In **Yugoslavia, Bosnia - Herzegovina's Muslim and Nationalist parties** swept the first free general elections in the Republic winning **201** of the **238** parliamentary seats.

The reformed communist Party was the big loser in 2nd Dec. 1990 poll gaining only 19 parliamentary seats.

Egypt and **India** signed an agreement **recently** for **co-operation** in the peaceful use of atomic energy in several fields, including solving of food problem in Egypt and the use of the radiation technology in medicine, industry and sterilization.

SEASON'S GREETINGS FOR A HAPPY AND PROSPEROUS NEW YEAR

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	**Dr. Abdul-Karim Naik**
Associate Editor	**Capt. F. M. Mistry**
Consultant Editor	**A. Kaye**

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	I BAGDADI · U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	I. WANGDE · A.W. PARKER
BAHRAIN	A. R. SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI
PAKISTAN	H Y. BOMBAYWALA · QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED · A. R. OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE · ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs 500/-
Pakistan "	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	"
Other countries	Rs. 200/-	"

EDITORIAL

Dear Readers, Subscribers and Well Wishers,

Assalam u Alaikum and greetings to on the advent of this new year of 1991. year also marks another milestone for us. the 29th year of publication of NAQS KOKAN. With your Du'aas we will continu serve to reach you wherever you may with our message and as long as A permits.The past year **seemed** a very one, especially for us muslims as strife, struggle, bloodshed and butchery reported daily but "HOLD FAST TO ROPE OF ALLAH" and grasp hold of hand that never slackens and of promises that will never be broken. Let h once again kindle the flames of Love in hearts and remember that Allah ne places a burden on any soul more than it bear —and Allah speaks the Truth :

But let not evil overpower us that we bring about our ruin with our own ha IQRA : Read, and let not the sicknes Dissension, the burden of yesterc cultural defects, our lack of education, our allergy to new information and ideas barriers to the strength of the Ummah. Le cultivate the habit of reading so that our s and our daughters and generations to c may defend their Deen and their Duniya reason, sweet words and beau exhortations. Let us learn languages f language is also one of the miracles of Allal

For India as a whole in general and Kokan in particular the Nineties will eithe a decade of Despair or days of Good th to come However for us the Holy Quran the Sunnah of the last prophet will be v they will always be for all humanity till the Hour - a Healing and Mercy to all Mankind.

Yours Editor

اشاعت کا ۲۹ واں سال

بمبئی

ماہنامہ

نقش کوکن

اردو انگلش

رکن انڈین لنگویجز نیوز پیپرس اسوسی ایشن

جلد	شمارہ	فروری
۲۹	۲	۱۹۹۱ء

مدیر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر: فقیر محمد مستری

مشیر: ابراہیم خان طالب

ملکیت: نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ نمبر E ۳۰۰۶

فون: ۸۶۴۹۶۸

عکسِ نقش

تزئین و کتابت: محمد رمضان اشرفی

رابطہ مراسلت اور ترسیل زر کا پتہ۔ نقش کوکن، ۱۴۵ ٹانڈیل اسٹریٹ نارتھ ڈونگری بمبئی ۴۰۰۰۰۹

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ کیلئے یکم فروری ۱۹۹۱ء کو شائع کیا۔ مطبع برہانی پرنٹرس بائیکلہ بمبئی ۲۷

ذکروفکر

مولانا وحید الدین خان

جہاد

اسلام شروع سے آخر تک جہاد ہے۔ آدمی جب اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ ایک مجاہدانہ زندگی میں داخل ہوتا ہے جو برابر جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ اس راہ میں آدمی کی موت آجائے۔

اس جہاد کا پہلا محاذ آدمی کی خود اپنی ذات ہے۔ جب آدمی اپنے آپ کو مومن ومسلم کہتا ہے تو وہ گویا یہ عہد کرتا ہے کہ وہ نفسیاتی محرکات کو دبائے گا اور شیطانی ترغیبوں سے لڑ کر خدا کی بتائی ہوئی صراط مستقیم پر قائم رہے گا۔ اس کو حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کے لئے اپنی نفس سے جہاد کرے ___ جہاد کا دوسرا محاذ دعوت ہے۔ یعنی اللہ کے پیغام کو اللہ کے بندوں تک پہونچانے کے لیے اپنی ساری ممکن کوشش صرف کرنا۔ یہ اتنا بڑا عمل ہے کہ قرآن میں اس کو جہاد کبیر کہا گیا ہے۔ اللہ کے دین کا خطاب تمام انسانوں اور تمام قوموں سے ہے۔ اس کو اس کے تمام آداب اور تقاضوں کے ساتھ سارے اہل عالم تک پہونچانا ہے۔ اس لحاظ سے بلاشبہ دعوت کا عمل عظیم ترین جہاد ہے، اس سے بڑا جہاد اور کوئی نہیں۔ جہاد کا تیسرا محاذ دفاع ہے۔ یعنی اسلام کے دشمن اگر یکطرفہ طور پر اہل اسلام کے اوپر جارحانہ حملہ کردیں، اور ان کو حملہ سے باز رکھنے کی تمام ممکن تدبیریں غیر موثر ثابت ہوئی ہوں تو ایسی صورت میں بشرط استطاعت ان سے مقابلہ کرکے انھیں پسپا کرنا اور ان کے حملہ کو ناکام بنا دینا۔ جہاد کی یہی تیسری قسم ہے جس کو شریعت میں قتال فی سبیل اللہ کہا گیا ہے۔ جہاد نفس اور جہاد دعوت ایک مستقل عمل ہے، وہ مومن کی زندگی میں ہر روز اور ہر لمحہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہاد اعدا، ایک اتفاقی اور استثنائی عمل ہے۔ اس کا مقصد دفاع ہے اور دفاع اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی کی طرف سے جارحیت کا آغاز کردیا جائے۔

مقصد

ایک عرب ملک کی ٹیم بمبئی آئی اور ایک ہوٹل میں ٹھہری۔ ان کو اپنے ملک کے لئے کچھ کارکنوں کی ضرورت تھی۔ انھوں نے انگریزی اخبارات میں اشتہار چھپوایا۔ اس کو دیکھ کر دہلی کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے بھی اپنے کاغذات انھیں بھیجے۔ اس کے جواب میں اس کے پاس بمبئی سے انٹرویو کارڈ آگیا ___ مذکورہ نوجوان رکشہ پر بیٹھ کر اپنے گھر سے ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک ساتھی بھی تھا جو اس کو چھوڑنے کے لئے اسٹیشن تک جارہا تھا۔ سڑک پر ایک جگہ کچھ جاہل قسم کے لڑکے کھیل رہے تھے۔ رکشہ ان کے پاس سے گزرا تو ایک لڑکے نے ان کے خلاف برے الفاظ کہے۔ دوسرے نے کنکر پھینک دیا۔ اب نوجوان کے ساتھی کو غصہ آگیا۔ اس نے چاہا کہ رکشہ روک کر اترے اور لڑکوں کو مارے۔ نوجوان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور کہا۔ چھوڑو ہمارے پاس اس کا وقت کہاں ہے۔

مذکورہ نوجوان کے سامنے ایک منزل تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وقت پر اسٹیشن پہونچ کر ٹرین پکڑے۔ بمبئی جاکر انٹرویو دے اور پھر عرب پہونچ کر دس ہزار روپیہ مہینہ کمائے۔ اس مقصد نے اس کی نظر میں لڑکوں کی گالی یا ان کی کنکری کو حقیر بنادیا۔ وہ ان کو نظر انداز کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہی معاملہ زیادہ بڑے پیمانہ پر اہل اسلام کا ہے

اہل اسلام وہ لوگ ہیں جو دعوت حق کو اپنا مقصد بنائے ہوئے ہوں دعوت کا اعلیٰ تصور ان کی نظر میں بقیہ تمام چیزوں کو ہیچ کردیتا ہے۔ وہ لوگوں کی طرف سے برے الفاظ سنتے ہیں، ان کی طرف سے برے الفاظ سنتے ہیں، ان کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ مگر وہ ان چیزوں کی پروا نہیں کرتے۔ وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کا وقت کہاں ہے کہ ہم اس قسم کی چیزوں میں الجھیں۔ اعراض میں دنیا کی کامیابی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی۔

اداریہ

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

اِس شعر سے ہم اپنے جمہوری نظام کے نقائص کا اظہار تو کر سکتے ہیں اس کی تبدیلی نہیں۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کو اپنے معاشرہ کے ہم آہنگ نظام سے جُڑا رہنا ضروری ہے۔ اور ہم یہاں ایک جمہوری ملک میں سانس لے رہے ہیں۔ اِس وجہ سے ہمیں اِس جمہوری نظام کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ کرنا ہے۔

انھیں میں سے ایک وقتی مگر اہم چیز مردم شماری بھی ہے جو ہر دس سال بعد ہوا کرتی ہے۔ مردم شماری کی پہلی کڑی مکانات کا شمار ہے جس کے آغاز کا اعلان اگست ۱۹۹۰ء سے ہو چکا ہے۔ باقی چیزوں کا دار و مدار بھی اسی پر ہے۔ کیونکہ جن جن گھروں پر نمبر پڑ جائیں گے بعد میں انھیں کے مکینوں کا بھی شمار کیا جائے گا۔ اس وجہ سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمارا ہر گھر شمار میں آجائے۔ پھر جب مکینوں کا وقت آئے گا تو اس میں نام۔ مذہب۔ اور زبان کے خانے بہت ہی اہمیت کے حامل ہوں گے۔ زبان کے خانے میں اپنی علاقائی زبان کے ساتھ اردو بھی درج کرائیں۔ کیونکہ اس کا اثر تعلیمی نظام پر تو پڑے گا ہی۔ ساتھ ہی ساتھ ریاستی اور ملکی سطح پر مسلمانوں کے تعلیمی بورڈ کی تشکیل پر بھی پڑیگا۔

یاد رہے کہ ۱۹۸۱ء میں جو مردم شماری ہوئی اس میں مسلمانوں کی تعداد ۹ کروڑ دکھائی گئی تھی جو نہایت کم تھی اور اس میں زبان وغیرہ کی معلومات بھی ناقص درج تھیں۔ کیونکہ سرکاری عملہ جس کا ذہن مسلمانوں کے تئیں صاف نہیں وہ تو چاہتا ہی ہے کہ مسلمانوں کو کم دکھایا جائے تاکہ ان کی جمہوری طاقت گھٹی رہے۔ کیونکہ اس جمہوری نظام میں کوئی منصوبہ معاش سے متعلق ہو یا تعلیم سے۔ انتخاب سے متعلق ہو یا بر طرفی سے سب کا رشتہ کیفیت کے بجائے کمیت سے اور کوالیٹی کے بجائے کوانٹیٹی سے جڑا ہے۔ اسلئے مردم شماری میں کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اِس جمہوری نظام میں ہم کمزور ہیں۔ کیونکہ وزارت ہو یا پولیس میں بھرتی۔ ملازمت میں تناسب کا مسئلہ ہو یا ووٹر لسٹ میں آپ کی شمولیت کا۔ آپ کی زبان کو اس کا حق دینے کا معاملہ ہو یا خارجہ پالیسی کا۔ ہر جگہ ووٹ اور تعداد کی کثرت ہی کا دخل ہوتا ہے اور ان تمام شعبوں پر مردم شماری کا اثر پڑتا ہے۔

ہمارے اپنے مسلم برادرانِ وطن کی صحیح تعداد کیا ہے۔ کن کن میدانوں میں ہم پیچھے رہ گئے۔ اور کہاں کہاں ہمیں کتنی محنت درکار ہے ان سب کے لئے صحیح مردم شماری بہت ضروری ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کو قومی، جمہوری اور دینی کام سمجھتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور دوسروں کو بھی اِس کی طرف متوجہ کریں۔

کتب خانے اور ان کی اہمیت

محمد علی ایچ مقدم (جدہ)

"کتب خانہ بھی ایک تعلیمی ادارہ ہے جو کہ نہ صرف ہماری انفرادی ترقی کا ضامن ہے بلکہ قوم، سماج اور تہذیب کو ایک سانچے میں ڈھالتا ہے۔ تعلیم ایک خیال کا دوسرے تک پہنچانے کا نام ہے چاہے وہ زبانی ہو یا تحریر۔ کتابیں انسانی خیالات، تجربات اور مشاہدات کو دوسرے تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ یہ "ذریعہ" وقتی نہیں ہوتا بلکہ دائمی ہوتا ہے۔ کتب خانہ وہ جگہ ہے جہاں اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور دوسروں تک پہنچائی جاتی ہیں۔

انسان سماج کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قدرت نے اسے عقل سے نوازا ہے۔ زندگی کی بنیادی سہولت کے لئے سماج کا قیام ہوا۔ اگر انسان صرف قدرت پر قناعت کئے بیٹھا رہتا اپنی عقل اور تجربے کو استعمال نہ کرتا تو وحشی رہتا۔ عقل کی استعمال نہ کرتا تو وحشی کا وحشی رہتا۔ عقل کی استعمال نے "زبان کو شرف بخشا اور پھر وہ اس قابل ہوا کہ اپنے تجربات کو محفوظ کر سکے اور اپنے بعد والی نسل تک ان تجربات کو پہنچا سکے۔ انسانی سماج کے بنیادی عناصر ہیں۔ تجربات اور مشاہدات کی انجمن سے انسان تک خبر رسانی کا کام بھی ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے۔ انسان نے کبھی اشاروں میں کبھی زبانی اور کبھی تحریر میں اپنے تجربات مشاہدات تحقیق اور ترقی کو محفوظ کیا۔ ان تمام مواد کو جمع رکھنے کے لئے ایک ایسی جگہ ضروری تھی جہاں ان کی حفاظت بھی ہو سکے اور دوسروں تک رسائی بھی ممکن ہو کتب خانہ کا وجود ہوا کتب خانہ کی ضرورت اور اہمیت یہیں سے شروع ہوتی ہے

جذبۂ تحقیق انسانی فطرت ہے۔ ہر انسان میں کھوج کی پیاس قدرت نے رکھی ہے۔ کیوں؟ اور کیسے؟ یہ جذبہ چھوٹے سے بچے سے لیکر ضعیف العمر تک میں پایا جاتا ہے۔ مادی ترقی میں اس جذبے نے بہت ہی اہم رول ادا کیا ہے۔

نقش کوکن

اگر یہ جذبہ نہ ہوتا تو شاید یہ ترقی جو ہم آج دیکھ رہے ہیں وہ ممکن نہ ہوتی۔ قدرت کی جانب سے تحقیق کی آزادی بھی حاصل ہے جس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آسان بھی میسر ہوئی۔ تحقیق کسی خاص نظریئے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ہو یا کسی مخصوص مسلے پر ہو۔ محقق کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے پاس معلومات کے بیش بہا خزانے موجود رہوں۔ یہ وہ موڑ ہے جہاں پر تحقیق "کتب خانوں کا سہارا مانگتی ہے۔ محقق کو معلومات اور موجودہ علم کتب خانے ہی فراہم کرتے ہیں۔

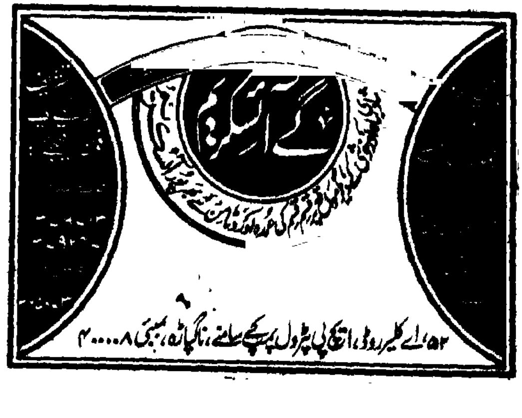
تحقیق سائنسی ہو یا سیاسی، دینی ہو یا سماجی۔ جب الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر کتاب کی شکل اختیار کرتی ہے۔ تب نہ صرف اس وقت کی موجودہ نسلِ انسانی کو فائدہ پہنچاتی ہے بلکہ آنے والی نسل بھی اس سے مستفید ہوتی ہے۔ کتب خانے میں رکھی ہوئی کتاب نہ صرف اپنے وقت کی تہذیب کو پیش کرتی ہے بلکہ آنے والی نسل اس سے مستفید ہو کر زندگی کی راہ میں ایک قدم آگے بڑھاتی ہے اور اس طرح بنیادی نقاط پر وقت ضائع کرنے سے بچ جاتی ہے۔ کتب خانے کے بغیر ٹیکنیکل سائنسی، طبی، سماجی اور سیاسی ترقی ناممکن ہے۔ کتب خانے معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہیں اور عوام الناس کا عکس اس میں دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً اِن کا دماغ کیسا ہے؟ سوچ کیسی ہے؟ سوچ قوم کو فائدہ پہنچا رہی ہے یا کہ نقصان؟ ان تمام باتوں کا معیار ان کتابوں ہی سے ناپا جا سکتا ہے۔ رسم ورواج، امیدیں، احساسات، مشینی یا سائنسی ترقی، خیالات سیاسی سوچ، اخلاقی معیار ان سب کی عکاسی اس قوم کے محفوظ خزانے سے ہو سکتی ہے وہ خزانے ہیں کتب خانے"۔

کینن کا کہنا ہے۔ جب تک ہم عوام کو کتب خانے استعمال کرنے کی تربیت نہ دیں ہم ان میں تعلیم عام نہیں کر سکتے بغیر کتاب کے بغیر کتب خانے کے اور بغیر تعلیم و تعلم کے ہم تہذیب میں انقلاب کا تصور ہی نہیں کر سکے۔

کتب خانے کے فوائد کا سب سے آخری درجہ" اطلاعا

"اطلاعات" ہے۔ اطلاعات کا تعلق بچوں کے مستقبل سے ہے کتب خانے میں وہ مواد موجود ہوتا ہے جو بچوں کی رہنمائی کرسکے۔ سب سے پہلے بچے کا شوق کیا ہے۔ اس کا رجحان کس طرف ہے۔ مزاج کس طرف مائل ہے۔ اس کے مزاج کو سیدھی راہ پر ڈالنے والے اسکول، کالج یا ادارے کون کون سے ہیں۔ ان میں داخلے کے شرائط کیا ہیں نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بیرون ملک میں کسی ادارے یا کالج میں اس کے شوق کی تسکین ہوسکتی ہے ایک بار مزاج کے مطابقت سے ادارہ مل گیا پھر ترقی ہی ترقی ہے۔ داخلہ کیسے ہو۔ درخواست کس طرح اور کہاں دینی چاہیئے ان تمام باتوں کا تعلق اطلاعات سے ہے۔ اطلاعات کا تعلق کتب خانے سے ہے۔ قومی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام اطلاعات تک عام انسان کی رسائی ہو ترقی یافتہ ملکوں میں اطلاعات نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے مغرب میں اطلاعات نے ترقی کی نئی نئی راہیں کھول دی ہیں اور دن بہ دن اس کی بنیاد مضبوط ہوتی جارہی ہیں اس کے برعکس ہماری اطلاعات تک رسائی مشکل ہے جس کا سبب کتب خانوں کا فقدان ہے۔ کتب خانے صرف ذخیرۂ کتب ہی نہیں بلکہ وہ ایک ایسا نایاب سرمایہ ہے جس سے ہماری نسل استفادہ کرکے دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بشانہ زندگی کی دوڑ میں حصہ لے سکتی ہے۔





ں انڈیا اردو لائبریرز فیڈریشن

حمید اشرف خان ملکاپور

آج کل ہر میدان کی چھوٹی بڑی تنظیمیں موجود ہیں۔ لائبریریز کی
ل ہند فیڈریشن ہے لیکن اردو کی کم و بیش ۵ ہزار لائبریریز ہونے کے باوجود
ں کوئی کل ہند تنظیم نہیں اسلئے اس ادارے کو حکومت کی سہولتوں سے
ادہ نہیں مل رہا ہے۔ نا ہی کل ہند پیمانے پر یہ اپنے مطالبات منوا پا
ہے۔ مرکزی اور ریاستی سطح پر حکومت کی ایک لائبریری کونسل
ہے جو ہندوستان بھر کی کتابوں سے ایک سرکاری فہرست ترتیب
ا ہے جو سرکار سے تسلیم شدہ لائبریریز کیلئے لازمی طور پر اسی فہرست
کتب خریدنی پڑتی ہے۔

راجہ رام موہن رائے فاؤنڈیشن کلکتہ کی بھی ہر ریاست میں
ں سلیکشن کمیٹی ہوتی ہے۔ اس فاؤنڈیشن کو سرکار اور ریاستی
رکار لاکھوں سے امداد دیتی ہے اور اس کے توسط سے ریاستی زبان
کتب خرید کر بطور تسلیم شدہ لائبریریز کو مفت دی جاتی ہے۔
لن کل ہند پیمانے پر اردو لائبریریز کی تنظیم نہ ہونے سے ان
ہرستوں میں ایک بھی کتاب اردو کی تجویز نہیں کی جاتی ہر ضلع میں
یک گورنمنٹ ڈسٹرکٹ لائبریری ہے مگر اردو زبان کی آپ کو
یک بھی کتاب کو چھوڑیئے کوئی اردو رسالہ یا اردو اخبار نہیں ملے گا
جانچ کرنے پر یہ عذر لنگ ہوتا ہے کہ اردو پڑھنے والے قاری
لائبریری میں آتے ہی نہیں۔ اگر اس کونسل میں نمائندگی ہو تو
ہزاروں اردو کتب ان لائبریریز میں پہنچ سکتی ہے۔

ایک بات اور محسوس کی گئی ہے کہ خصوصاً مہاراشٹر میں آپ کو
لائبریری محکمے میں سند یافتہ لائبریرین سائنس ڈپلومہ ہولڈرس
(ویسے بھی اردو داں طبقہ کی توجہ اسطرف نہیں ہے) نہیں ملے گے
اور تو اور لائبریری انسپکٹر یا کلرک تک آپ کو اردو داں ایک نہیں
ملے گا۔ یہ محض ہماری غیر ذمہ داری اور غیر منتظمی صورت حال کا
نتیجہ ہے۔ آج کل سرکار نے ہر کالج اور جونیئر کالج میں لائبریری
کا صد فیصد گرانٹ کے ساتھ قیام لازمی کر دیا ہے۔ مگر اردو داں
بچے لائبریری سائنس کورس کی طرف توجہ نہیں دیتے ہماری لائبریری
مالی پسماندگی کی وجہ سے کسی ریٹائرڈ بزرگ سے یا کسی بے روزگار
ضرورت مند سے ۱۰۰ اسو دو سو روپیئے ماہوار سے لگا کر اپنا کام
چلاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے بچے اس پوشیدہ خزانے سے
محروم ہیں۔ جس کی طرف عام لوگوں کی توجہ نہیں۔ نہ ہی ہمارے
قومی رہنماؤں نے اس کورس کے قیام میں خصوصی دلچسپی دکھائی
ہے۔ ان تمام کے پیش نظر ہم لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ کل ہند
بنیاد پر اردو لائبریریز فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا جائے ہمارے
پاس جن لائبریریز کے پتے موجود تھے انکو ہم نے اس سلسلے میں
خطوط لکھے ہیں۔ اور جن تک ہمارے خطوط نہیں پہنچ پائے یا انکے
پتے ہمارے پاس نہیں ہیں ان تمام سے گذارش ہے کہ اس فیڈریشن
کے قیام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی لائبریری کی مکمل
تفصیل اور کیفیت و تعاون کے لئے عنایت نامہ ارسال فرمائیں
تاکہ ہم اس عظیم مقصد تک بفضل تعالیٰ پہنچ سکیں — اور ہماری
کوششوں کو آپ تمام کا تعاون حاصل ہو سکے۔ امید کہ متعلقین
ہماری دعوت پر غور فرمائیں گے ہمیں محض تنظیم کے قیام میں دلچسپی
ہے۔ اسے کسی سیاسی پیش قدمی سے تصور نہ کیا جائے۔

ہمارا پتہ — حمید اشرف خان کنوینر آل انڈیا اردو لائبریرز فیڈریشن
بحوالہ۔ صدر مولانا آزاد پبلک لائبریری ملکاپور ضلع بلڈانہ (۴۴۳۱۰۱)

ماہنامہ نقش کوکن کی شرح خریداری

اندرونِ ہند	بیرونِ ہند
سالانہ ۵۰ روپے	سالانہ ۲۰۰ روپے
تاحیات ۵۰۰ روپے	تاحیات ۱۵۰۰ روپے

موٹاپا

کیا عذاب ہے

ڈاکٹر ابراہیم سرکھوت

موٹاپا بھی عام وباء کی طرح بڑھتی پھیلتا جارہا ہے لوگ اس سے کافی پریشان ہیں۔ اس مقولہ کی مانند کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، یہ کوئی نیا یا لاعلاج مرض نہیں ہے ایک ذراسی بے خیالی کی وجہ سے پیدہ شدہ جسمانی تبدیلی "موٹاپا" ہے۔

موٹاپے کی وجہ

"لندن ہاسپٹل میڈیکل کالج" کے ریسرچ کے مطابق جسم دو طرح کے مسل فائبرس سے بنتا ہے۔ سلو فائبرس اور دوسرا فاسٹ فائبرس ان کا تناسب مختلف ہوتا ہے۔ عموماً سلو فائبرس کم سے کم تینتیس فیصد اور زیادہ سے زیادہ (۹۶٪) چھیانوے فیصد ہوتا ہے۔ سلو فائبرس کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی آدمی اتنا ہی دبلا ہوگا۔ اور سلو فائبرس کی مقدار کم ہو تو آدمی موٹا ہوگا۔ سلو فائبرس طاقت حاصل کرنے کے لئے چربی جلاتے ہیں، اس کے برعکس فاسٹ فائبرس، گلوکوز استعمال کرتے ہیں۔ جس سے آدمی زیادہ تھکا ہوا محسوس کرتا ہے اور چربی کی مقدار جسم میں وافر حد تک جمع ہو جاتی ہے۔ اور وزن بڑھ جاتا ہے۔ گلوکوز کے جلنے سے انسان اپنے آپ کو تھکا ہوا محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو زیادہ محنت سے بچاتا ہے حالانکہ چاہئے کہ وہ محنت کرے اور باقاعدگی سے کرتا رہے تو موٹاپا کم ہوسکتا ہے۔

موٹاپا

جب وزن ایک خاص مقدار سے بڑھ جائے تو اسے موٹاپا کہتے ہیں۔ جسم کی ساخت اونچائی کے مطابق وزن ہوتا ہے آسانی کے لئے اسے تین حصوں میں بانٹا گیا ہے (الف) چھوٹا باندھا (ب) درمیانی باندھا (ج) لارج فریم متوازن وزن مختلف باندھے کے لئے مختلف ہوگا۔ اس کے آسان فارمولا وزن کیلوگرام انچ/ سینٹی میٹر اس میں سے گر چھوٹا باندھا ہو تو پچیس درمیانہ باندھے کے لئے بیس اور بڑے باندھے کے لئے ۱۵ نفی کرے عورتوں کے لئے اس میں تین اور بڑھا دے۔ یعنی ۲۸، ۲۳ اور ۱۸ بالترتیب نفی کرے۔ تو حاصل متوازن وزن ہوگا۔ جب وزن اس سے زیادہ ہو تو موٹاپا کہلائے گا۔ موٹاپا خود کوئی بیماری نہیں مگر دعوت بیماری ضرور ہے۔

موٹاپے کی وجہ سے تکالیف

موٹاپا تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ موٹاپے کے ساتھ، دھڑکن، بے چینی، بدہضمی، گیس کی تکالیف سانس پھولنا، بلڈ پریشر بڑھنا وغیرہ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ ڈائی بیٹیس موٹے لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ معاشرتی مسئلہ بھی ہے کہ لوگ "موٹاپے" کو معیوب سمجھتے ہیں۔ جو دوشیزاؤں کے لئے مسئلہ بھی ہے کہ لوگ "موٹاپے" کو معیوب سمجھتے ہیں جو دوشیزاؤں کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے۔ کبھی کبھی جنسی پیچیدگیوں کا بھی باعث بن جاتا ہے۔

موٹاپا کم کرنے کے طریقے

اگر غذا کی مقدار کے مطابق ورزش کی جائے تو اس مصیبت کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ گر روزانہ بیس منٹ چلے جو فاصلہ تقریباً ایک میل ہو جاتا ہے جس سے دس گرام چربی خرچ ہوگی۔ گر دو لقمے کم کھائیں اور روزانہ بیس منٹ چلے تو ہر روز تقریباً پندرہ گرام وزن میں کٹوتی ہوگی۔

عبدالاحد ساز

آرزو

ری ایک خواہش ہے

دی ایک نقطہ ہو
ر وجود کی ساری
سرحدوں کے باہر ہو
بس پہ جا کے میں اپنا
یک جائزہ لے لوں
پنے آپ سے ہٹ کر
اپنے آپ کو دیکھوں

یری ایک خواہش ہے

گوشے

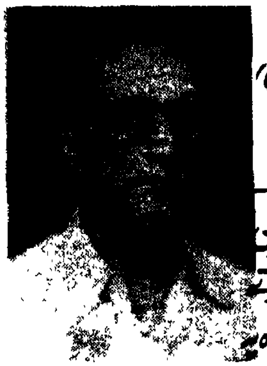
چلو نہ اس کہنگی کو تج کر
حیات کے اس وسیع جنگل میں
یسے گوشے تلاش کر لیں
جو سالہا سال تک بشر کی عمیق نظروں سے بچ رہے ہیں۔
گزرتے لمحوں کی گرد کی تہہ میں دب گئے ہیں۔
ہے جن میں امکان روشنی کا
ہے جن میں امکان زندگی کا
قدیم گوشے جو جدتوں کے امین بھی ہیں۔
نقش کوکن

کہاں جانا ہے؟

آہ! یہ یاس، اُداسی، یہ خلا کا احساس
آشنا راہوں پہ انجان سے رستوں کا گماں
اور اس شہر کے لوگوں کا یہ بیگانہ پن
کوئی بھی ہم سخن و ہم دم و ہم راز نہیں

اس طرح چھوٹ گیا حلقۂ یاراں مجھ سے
جیسے اک خواب سا آنکھوں میں سما کر کھو جائے
یا کوئی پیار میں ڈوبا ہوا رنگین منظر
دیکھتے دیکھتے نظروں سے بصارت چھین جائے
کوئی احساس کی سطحوں پہ مچلتا بہتا
گیت سنتے ہوئے یک لخت سماعت چھین جائے

اس طرح دیکھ رہا ہوں میں خود اپنا ماحول
جس طرح حلقۂ زنداں سے پرانا قیدی
سالہا سال کی میعاد مکمل کر کے
باہر آئے تو در و بام گزشتہ کی طرف
دیر تک تکتے ہوئے وقت کی ویرانی میں
بس یہی سوچتا رہ جائے۔ کہاں جانا ہے!



مولانا عبدالحکیم صاحب نرویلیؒ

عبدالرزاق پٹیل، پنویل

تقسیم ملک سے قبل اور اسکے کئی سال بعد تک — " شرف الدین الکتبی واولادہٗ " عربی کتب کی طابع، ناشر اور تاجر کمپنی ہی نہ تھی بلکہ ایک ایسی تنظیم جو ملک بھر میں اپنی مثال آپ تھی یہاں سے دعوت و تبلیغ اور احیائے دین کے لئے ٹھوس کوششیں ہوئی تھیں۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی اسکے ہفتہ واری اجتماعات یا مذاکرات ہوتے تھے جن کا اہتمام عبدالحکیم صاحب نردیل فرمایا کرتے تھے یہ دوکان اور پریس انکی خاندانی میراث تھی۔

مولانا عبدالحکیم صاحب نردیل بھروچ کے ایک قدیم نوائط خاندان کے چشم و چراغ تھے، پچھلے سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے انکے خاندان کے بزرگ علم دین، اسلامی تمدن اور عرب ثقافت کے علمبردار ہیں۔ مولانا عبدالحکیم صاحب عجیب وغریب باکمال بزرگ تھے، وہ عربی فارسی اردو اور انگریزی میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔ کوکنی انکی مادری بولی تھی۔ مگر وہ گجراتی، مراٹھی، کچھی اور ملیالی زبانیں سمجھتے اور بولتے تھے وہ بے حد خوش نویس تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے یکساں طور پر خوبصورت خوشخط لکھا کرتے تھے۔ بولتے وقت لکھنا اور لکھتے وقت بولنا ایک زبان میں پڑھکر دوسری زبان میں سنانا ایک ایسا عجوبہ تھا جس کے سحر سے میں آج تک نہیں نکل سکا وہ عربی پڑھتے جاتے تھے اور اردو میں اس طرح سناتے تھے جیسے کوئی اردو عبارت پڑھ رہے ہوں۔ قرآن حدیث تجوید اور تاریخ میں انہیں کمال حاصل تھا، جدید علوم پر قدرت رکھتے تھے، اسی وجہ سے ہفتہ واری مذاکرات میں انکی موجودگی انسائیکلو پیڈیا اسلامیکا یا اسلامک کمپیوٹر کے مترادف رہا کرتی تھی، وہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر بھی تھے، اپنے ٹیلیفون کی طرف اشارہ کرکے کہا کرتے تھے، ڈاکٹری کا ایک فائدہ ہے باقی اللہ اللہ!

ہفتہ واری اجتماع ہر ہفتہ اتوار کے دن صبح دس بجے شروع ہوا کرتے تھے (یہ سلسلہ غالباً ۱۹۳۸ء سے شروع ہوا اور ۱۹۶۲ء تک چلتا رہا) یہ بیحد سادہ مگر نہایت سنج[ـیدہ] ہر قسم کے تصنع اور تکلف سے پاک، دراصل مولانا کے طبیعت کی لطافت، انکی شستگی، شائستگی، انکا گاندھی وادا[نہ] کھدر پوشی یہاں ہر جگہ جھلکتی تھی، عام طور پر ایک چھوٹا سا تکلف برتا جاتا تھا جب علامہ شبیلیؒ (حجازی نجدی) صا[حب] مملکت عربیہ سعودیہ تشریف لاتے، اسوقت عربی قہوہ، بغیر دودھ کی چائے جس میں ہری پتی ڈالی گئی ہو، اس کو یا کوئی چائے کا طویل دور چلتا تھا جسکے لئے نہایت قیمتی خوبصورت بلوری فنجان استعمال ہوتے تھے، دوکان کی سا[منے] بڑی میز کے ایک طرف تین چار بھاری بھرکم آبنوسی کرسیا[ں] اور میز کی دوسری طرف پندرہ بیس چھوٹی بڑی کرسیاں تھیں ایک چھوٹا سا مائک ہوتا تھا جسکا منہ سڑک کی طرف مڑا [ہوتا]

مولانا عبدالحکیم میرے والد مرحوم کے شاگردوں میں تھے، والد صاحب کی تاکید اور مولانا عبدالسمیع خان نکہت شاہجہان پوری (موازنہ صلیب ہلال) کی وجہ سے ان اجتماعات میں میرا جانا ناگزیر تھا ہائی اسکول کی تعلیم کے دوران میں سوبان ہوسٹل میں رہتا تھا، اتوار کے دن ہوسٹل سے باہر جانے کی اجازت تھی مگر میرے لئے تو بھاگ دوڑ کا دن رہا کرتا تھا۔ بھلا ہو ان مرحوموں کا

دنوں چلتی تھیں اور دو پیسے کے آدھی ٹکٹ میں ایک سرے سے
دوسرے سرے تک کہیں بھی لے جاتی تھیں، اور آجکل
ں بھیڑ بھی نہ ہوتی تھی۔
نکہت صاحب ان دنوں انجمن اسلام میں فارسی پڑھاتے
، ہر سنیچر کو وہ کوئی ایسی ذمہ داری سونپتے تھے کہ اتوار کے
صبح پہلے انکے مکان پر جانا ضرور ہوتا تھا پھر انکے پیچھے پیچھے
شرف الدین" یا " اولادہٗ" پہنچنا، یہ حضرات صرف "شرف الدین"
رف " اولادہٗ " ہی کہا کرتے تھے۔
میں جب بھی نکہت صاحب کے مکان پر گیا، علامہ
بیلیؒ (نجدی حجازی) کو وہیں پایا۔ شبیلی مرحوم ان دنوں
ودی عرب کے کونسل جنرل تھے وہ ایک جید عالم مدیر اور
بر، خوش پوش انسان تھے ساتھ ہی ساتھ اردو میں شعر
تے تھے، عربی کی مشہور قطعات اور کہاوتوں کا اردو منظوم
جمہ کرکے بہت خوش ہوتے تھے، نکہت صاحب کا ملنا
ب دعجم کا سنگم یا دجلہ دفرات کے انتصال سے کم نہ تھا۔ یہ
نوں حضرات بلاناغہ "شرف الدین" تک پیدل ہی چلتے
۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب عرب خصوصاً سعودی دولتمند
ادر محترم، محبوب اور معزز زیادہ تھے۔ "شرف الدین"
نے کے بعد علامہ شبیلی کے انداز میں قدرے فرق آتا تھا
بے اختیار عربی بولتے اور عرب تکلفات برتتے تھے،
میں اپنے بچپن کے باوجود بھی محسوس کرتا تھا، علامہ
بیلی صاحب مولانا عبدالحکیم صاحب کے بہنوئی تھے، اور ان
وں میں بیحد محبت و انسیت تھی۔
ان نشستوں کی بدولت اکابرین امت، علمائے
م، شاعر، ادیب مصنف اور محقق یکجا آجایا کرتے تھے
ان علم وادب کے درخشندہ چاند ستارے تھے جو کبھی
ں چمکتے تھے کیسے کیسے لوگ نہ تھے جو یہاں نہ آئے ۔
حافظ علی بہادر خان جو بخاری صاحب سے ترکی بولتے
، علامہ شبیلی (حجازی نجدی) ڈاکٹر عبداللطیف
شش کوکن

(اساس تہذیب اسلامی) ڈاکٹر یوسف کوکن (امام ابن تیمیہ)
ڈاکٹر محمود جھگڑے علامہ امین الدولہ، احمد یار جنگ (المبسوط)
مولانا غلام محمد خطیب (جامع مسجد) معین الدین حارث
مولانا عبدالصمد، قاضی ہمہ فقیہ، عبدالرزاق سعید بن عمر،
قاضی اطہر مبارکپوری، مصطفےٰ فقیہ، مولانا اسلمی (بھٹکل)
اور میرے والد مولانا عبداللطیف (کوکن) کے لئے یہ
جگہ ایک (INTELECTUAL CLUB) محققین کی
بارہ دری تھی - INTELECTUAL
ایک زمانہ تک اہلحدیث حضرات کے لئے یہ مقام مرکزی
حیثیت رکھتا تھا ایک مرتبہ مجھے مولانا عبدالحکیم صاحب نے
چپ کے سے کہا، یہ جو غیر مقلد ہیں نا ؟ یہ جو غیر مقلد ہونے
کا دعویٰ کرتے ہیں نا ؟ ...... میں نے کہا، جی ہاں، انہوں
نے کہا یہ بہت زندہ مقلد ہیں، یہ امام بخاری کے مقلد ہیں۔
تم امام محمد بن ادریس الشافعی (نوراللہ مرقدہٗ) کے مسلک
پر جمے رہو، وہ ناصر الحدیث، الحسنی والحسینی قریشی و ہاشمی
ہیں۔ خوب پڑھو اور جم جاؤ۔ انکا مجھے بولنے کا انداز ایسا
تھا، جیسے حکم دے رہے ہوں، اہلحدیث، کے علاوہ احرار
خاکسار جمعیۃ العلماء کے اکابرین کے لئے شرف الدین الکتبی
و اولادہٗ دفتر رابطہ بنا ہوا تھا، فلسطین، سریا (شام) کے
مجاہدین مصر سعودی عربیہ کے اخوان کے لئے شرف الدین
باب الہند تھا یہ کوکن اور بھٹکل کے شوافع کے لئے دارالافتیٰ
اور سلطنت آصفیہ کے عروج کے لئے دریچہ تھا اس جگہ کی بڑی
قدر و منزلت تھی شاہِ حجاز و نجد سلطان عبدالعزیز بن
سعود کا جلوس جب محمد علی روڈ سے گذرا تو دوکان کے
سامنے رکا اور سلطانِ مملکت سعودیہ کی گلپوشی یہیں کی گئی تھی
قرآن، حدیث فقیہ، ادب اسلامیات تاریخ سیاست
معاشرت معاشیات عمرانی کی تدریس، تبلیغ، طباعت واشاعت
کا ایسا مرکز تھا جہاں ماضی حال اور مستقبل جمع ہو جاتے تھے
جہاں صرف للّٰہیت تھی، خلق اللہ کی خدمت اور آخرت کی

فکر یہاں مذاکرات کے لئے کوئی موضوع پہلے سے مقرر نہیں ہوتا تھا
کوئی سوال کرتا ما قال اللہ تعالیٰ فیہا ؟ یا ما قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ؟ اور کوئی بزرگ مائک کے سامنے
بیٹھ جاتے اور ابر فیاں برس جاتا اور قلوب کے صدف
در ہائے شہوار سے بھر جاتے طاق علم سے نور کی ضیا
باری ہوتی اور اذہان کو منور کرتی۔
(غفر اللہ عنہم ونور اللہ نور السموات
والارض مرقدھم)

دوست

دوست کی ناکامی پر غمگین ہونا مشکل نہیں۔
مشکل تو اس کی کامیابی پر مسرور ہونا ہے۔

چھترپتی شیواجی اور مسلمان

ساغر ملک : تولی، پڈگھا۔ تھانے

کہتے ہیں کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس کا فائدہ اٹھاتے وتے سیاست داں اپنی کرسی کی حفاظت کیلئے ایسا جھوٹ جو پنے مفاد میں ہو بار بار دہراتے ہیں۔ یہ ایک عام بات ہے کہ جھوٹ ربار کہنے سے وہ سچ بن جاتا ہے یا کم از کم عوام اس کو سچ سمجھنے لتے ہیں۔ اسی وجہ سے چھترپتی شیواجی کے مخالف اکثر کہتے ہیں کہ ہ مسلمانوں کے خلاف تھا۔ مسلمانوں کا دشمن تھا۔ اپنی بات ابت کرنے کیلئے وہ افضل خان کا قتل، شائستہ خان پر حملہ ور بیجاپور کے حکمراں اور مغل بادشاہوں سے لڑائی بطور مثال یش کرتے ہیں۔

دوسری طرف شیواجی کے نام نہاد پیرو بتاتے ہیں کہ مسلم حکمرانوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا۔ ان کے دھرم کو بھرشٹ کیا۔ اس لئے شیواجی نے اپنے دھرم کی حفاظت کیلئے ان مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی۔ اگر دونوں طرف کے انتہا پسند لوگ عقل کے ناخن لیں تو اپنی بات کی خود ہی تردید کرسکتے ہیں۔ چونکہ تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین پر (بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصّے پر) جتنی لڑائیاں لڑی گئیں ان کا مقصد حصول اقتدار تھا۔

تعصب کی عینک ہٹا کر اگر ہم دیکھیں تو مسلمان بادشاہوں کے دربار میں اور فوج میں بھی بڑے عہدے پر غیر مسلم نظر آتے ہیں اسی طرح چھترپتی شیواجی کے دربار میں اور فوج میں اہم جگہوں پر ہمیں مسلمان ملتے ہیں۔ اگر واقعی مسلمان ہندو دھرم کے دشمن ہوتے یا شیواجی مسلمانوں کے خلاف ہوتا تو کسی بھی حالت میں شیواجی کے یہاں مسلمانوں کے خلاف ہوتا تو کسی بھی حالت میں شیواجی کے یہاں مسلمانوں کو کوئی جگہ نہیں ملتی۔ لیکن ذرا ادھر نظر ڈالتے۔ شیواجی کی بحری فوج جو کاروار کے کنارے پر تعینات تھی اس کا سربراہ دولت خان تھا۔ دولت خان کے معاون کئی بھنڈاری اور مسلمان ملّاح تھے۔ برّی فوج میں نور خان سرنوبت (سرسیناپتی) جیسے اہم عہدے پر فائز تھا، راستوں کی مشکلات، پہاڑی قلعوں کی اہمیت اور آمد و رفت کے ذرائعوں کی قلّت کی وجہ سے اس زمانے میں لڑائیوں میں گھوڑ سواروں کو ایک اہم مقام حاصل تھا، شیواجی کی گھوڑ سوار فوج میں مسلمانوں کو ترجیح دی جاتی تھی سیدّی بلال شیواجی کی فوج میں ایک اعلیٰ عہدے پر قائم تھا۔ ابراہیم خان 'قونڈا' کا قلعہ دار تھا۔ قاضی حیدر شیواجی کا خاص سیکریٹری تھا (بعض جگہ اس کا نام ملّا حیدر بھی آیا ہے۔)

شیواجی کی پوری زندگی میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ اس نے کسی کو مسلمان ہونے کی وجہ سے تکلیف دی ہو۔ گرچہ سیکولرزم جدید دور کا لفظ ہے لیکن شیواجی کے زمانے میں ہمیں عملی سیکولرزم کے دل خوش کن نظارے دکھائی دیتے ہیں چونکہ شیواجی میں رواداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کی حکومت میں ہر مذہب اور ہر عقیدے والے کو پوری آزادی حاصل تھی۔ کسی عقیدے سے شیواجی کو نفرت نہیں تھی شیواجی مندروں کے ساتھ ساتھ مسجدوں اور درگاہوں کو بھی دل کھول کر امداد دیتا تھا، کوئی نیا علاقہ جب قبضے میں آتا تو وہاں کے مساجد و مزاروں کو اس وقت کے حکمرانوں سے ملنے والی مدد جاری رکھی جاتی۔ شیواجی کے زمانے میں بھی قاضیوں کو شرعی اور قانونی حیثیت حاصل تھی۔ شیواجی نے اپنے محل کے سامنے رائے گڈھ پر اپنے خرچ سے ایک مسجد تعمیر کرائی یہ تو بہت مشہور بات ہے کہ شیواجی کے روحانی اتالیق رامداس اور بابا یاقوت تھے تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ مسلمانوں نے بھی شیواجی کے ساتھ وفاداری کا قدم قدم پر ثبوت دیا حب الوطنی من الایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیواجی اور اس کی آن و شان کو چار چاند لگانے میں اپنی جان کی بازی لگائی ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ شیواجی کے ذاتی محافظ میں مسلمان شامل تھے۔ آگرے میں اورنگ زیب کی قید سے شیواجی کو چھڑانے میں کس کا ہاتھ تھا۔ کیا کوئی سچا اور ایماندار مورّخ مداری مہتر کو بھول سکتا ہے ؟

ان سب باتوں سے عیاں ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ہندوی سوراج کو قائم کرنے میں ہندو اور مسلمان دونوں نے برابر کا ساتھ دیا۔

ںھی ہے زندگی دلوازین میں
د والوں سے کہدو انجمن میں
ق کو کر دیا رنگین جس نے
ں ہے صبح کی پہلی کرن میں
سر ڈالو دلوں کے میل پر بھی
سال آلودگی گنگ وجمن میں
اعِ مسجد و مندر میں سب ہیں
ئی ہے بھی عبادت ہیں بھجن میں؟
اردل سر بکف آتے ہیں کھنچ کر
شش ہوتی ہے جب دار ورسن میں
رف کو شاعری نے بعد مدت
شرف بخشا سخنور انجمن میں

٥



شرف الدین شرف ایم اے بی ایڈ
پرنسپل، فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول
جوگیشوری بمبئی۔
متوطن:۔ ریڈی ساونت واڑی (سندھو درگ)

ہم نے بڑھایا ہاتھ تو تھا دوستی کے ساتھ
اس نے نظر ملائی مگر بے رخی کے ساتھ
گھن گھور بادلوں میں نہ کٹ جائے تنہا رات
اے چاند پھر سے آ نا نظر چاندنی کے ساتھ
جینے کی بات چھوڑئیے مرنا ہے لازمی
اچھا مذاق ہے یہ ہر اک آدمی کے ساتھ
اتنا تو سب کے بس میں ہے جیسے گذار دے
حسنِ نظر کے ساتھ یا پھر کجروی کے ساتھ
سن کر میرے کلام کو کہتے ہیں سامعین
تم نے شرف تباہ کیا شاعری کے ساتھ

٥

غزلیں

ہیں سے آیا کوئی اور خواب دیکھے گیا
یلنے کون تھا، مجھ کو عذاب دیکھے گیا
یں رہا تھا میں آبِ رواں کی ٹھنڈک کو
ہ میری آنکھوں میں چمکا سراب دیکھے گیا
ری وہ بوند گگن سے کہ جل اٹھی ہے زمین
لنے کب کی سزائیں سحاب دیکھے گیا
م ظریف سے کیجے شکایتیں کیسی
سی کو خار، کسی کو گلاب دیکھے گیا
ہ عزیز تھی اشجار کی یہ سبز قطار
سی نے پھینک دی بیت جھڑ عتاب دیکھے گیا
ےلیکے برسا ہے موسم تو لے بہا سب کو
زورِ تشنہ لبی کا جواب دے کے گیا
ہ بٹ گیا ہے تو پہچان کیسے ممکن ہو
ر ایک چہرے کو اپنی نقاب دیکھے گیا



عبد الرحیم نشتر
ستاونزی مادھیا مک ودیا مندر
انبیت ضلع رائے گڈھ
۴۰۲۱۰۱ — ایم، ایس

سو جاؤ کہ پھر نیند کی راحت نہ ملیگی
پلکوں کو جھپکنے کی اجازت نہ ملیگی
لہرائے گا آنکھوں میں کوئی عکس گزشتہ
ڈھونڈو گے تو کھوئی ہوئی دولت نہ ملیگی
گرتی ہوئی دیوار بھلا کون سنبھالے
مجھ کو مری تعمیر کی حسرت نہ ملے گی
پھر کوئی شبِ ماہ میں ہمراہ نہ ہوگا
پھر بھاگتے لمحوں کی رفاقت نہ ملے گی
اچھا ہے کہ محفوظ رہے نقشِ محبت
مٹ جائے تو احساس کی قیمت نہ ملیگی
ہو جاؤ اسی شہر، اسی خاک کا حصہ
ایسی تو کہیں کوئے ملامت نہ ملے گی
کرتے ہو کہاں عرضِ سخن جاؤ بھی نشتر
اس شہر میں دستارِ فضیلت نہ ملے گی

مراسلات

ایڈیٹر کے نام موصولہ خطوط ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

○ گذشتہ خط میں کچھ کورسیس کے بارے میں ذکر کیا تھا۔ اور نمائش EXBITION کے بارے میں بھی ہمارے بچوں کو ہنر مند ہونا چاہیئے۔ اسٹڈی ٹور سے EXIBITION بہت زیادہ فائدہ مند ہیں۔ کیونکہ وہاں لٹریچر سے بہت سارے معلومات حاصل ہوتی ہے۔

گلف سے جو لوگ واپس آئے ہیں ان کو اگر کوئی انڈسٹری کے بارے میں۔ . M.I.D.C. میں پلاٹ کے بارے میں یا N.S.FC. میں لون کے بارے میں معلومات درکار ہو تو وہ مجھے لکھ سکتے ہیں۔ رتناگری ایم آئی ڈی سی، چپلون لوٹے ایم آئی ڈی سی یا کڈال ایم آئی ڈی سی میں کوئی چھوٹی موٹی اسمال اسکیل یونٹ شروع کرنی ہو یا کوئی UNITSICK لے کر کام چلانا ہو تو مجھ سے رائے لے سکتے ہیں۔ کچھ دکان خرید کر ٹریڈنگ کا بھی کام کرسکتے ہیں۔ کنزومر آئیٹم کا بہت ڈیمانڈ ہے۔ شیئر بازار میں انویسٹ کرنا ہو تو مجھ سے خط و کتابت کریں یا برج Miraj میں آکر مجھ سے ملاقات کریں ——

آئی ایچ جامی ۷ اگورنمنٹ کالونی کیواڑ روڈ۔ میرج ——

○ قائداعظم محمد علی جناح

جولائی کے شمارے سے اب تک باقاعدگی سے وصول پا رہا ہوں — اہالیان کوکن کے بارے میں اچھی اور بروقت معلومات حاصل ہو جاتی ہے۔ تاہم ماہ دسمبر کا شمارہ دیکھکر ازحد افسوس ہوا — آخری صفحے عنوان سے جو تحریر نظر سے گذری تو ماہنامہ کی جو ساکھ میری نگاہ میں قائم تھی اسے بڑا دھچکا لگا۔ قائداعظم محمد علی جناح برصغیر کے مسلمانوں کے واحد نمائندہ لیڈر تھے۔ شمال سے لیکر جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک کوئی خطہ ایسا نہ تھا جہاں کے مسلمانوں کی دل کی دھڑکن جناح نہ بنا ہو۔ اس کے علاوہ ہر خطے سے کئی نامور ہستیاں ان کی رفیق کار رہیں۔ اور پاکستان کا مطالبہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ تھا۔ تفصیل میں جانے کی اس وقت گنجائش نہیں۔ ایسے عظیم رہنما کی شان میں مبارک کاپڑی صاحب کے اپنے ذاتی خیالات ایسے ہیں جو اہل کوکن کی نمائندہ سوچ نہیں کہلا سکتے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے بحیثیت مدیر ایسے متنازع مواد کو ماہنامہ میں شائع کرنے کی اجازت دیدی۔ اگر کاپڑی صاحب کو جناح صاحب کے خلاف ایسا ہی بغض ہے تو اپنے خیالات کو کتابی شکل دیکر شائع کردیں اس سے "نقش کوکن" تو بدنام نہ ہوگا۔ اور ماہنامہ کے خلاف انگشت نمائی کرنے کا کسی کو موقع نہیں ملیگا۔ ثانیاً آپ نے یہ بھی نہیں سونچا کہ رسالہ پاکستان بھی جاتا ہے جہاں جناح صاحب کے خلاف کوئی بات کرنا یا پسند نہیں کیا جا سکتا اور ایسے مواد کی وجہ سے ماہنامہ کا پاکستان کی حدود میں داخلہ ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں میری ناچیز رائے میں کاپڑی صاحب ماہنامہ کی رسوائی کا باعث بن سکتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد جناح صاحب سے سیاسی اختلاف رکھنے کے باوجود کاپڑی صاحب کی طرح کا کوئی فتویٰ نہیں کرسکے۔ اگر کوئی آپ کے پاس موجود ہے تو ضرور پیش کریں کے لئے مشکور ہونگا ——

—— **محمد حسین نورنگے کراچی** ——

منظہر قیصری ٹیچر

آپ کا شک بالکل بجا ہے آپ نے میرے نام سے ایک اور غلط خبر کو شائع کرنے سے پہلے ہی احتیاطی قدم اٹھایا اور نقش کوکن کو بھی بدنامی سے بچالیا جس کیلئے میں ادارہ نقش کا بہت ہی ممنون و مشکور رہوں۔

آشٹی اردو پرائمری اسکول میں کل سات ٹیچر کام کررہے ہیں فی الحال ان میں منظہر قیصری نام کا کوئی ٹیچر اس اسکول میں ہے اور نہ ہی اس سے پہلے کسی ٹیچر کی طرف سے کوئی بے جا

پیش آئی ہے۔ کسی گاؤں کے ذمہ دار شخص کی، کسی اسکول کی بدنامی کرنا یا کسی کی ذات پر بے گناہ کیچڑ اچھالنا، ایسی شیطانی حرکتیں تو بدمعاشوں کے سوا اور کون کرسکتا ہے؟

عبداللہ یونس بجلے سرپنچ گرام پنچایت آشٹی۔ تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری ــــ

٥ نقش کوکن میں اکثر پہلے اور آخری صفحہ کے نام سے جناب مبارک کاپڑی صاحب کا کالم پڑھنے کے مواقع ملا ہے۔ جہاں تک انکی طنز سے سماجی برائیوں کو اجاگر کرکے لوگوں کو بیداری پیدا کرنے کی کاوش ہے۔ یقیناً مبارک باد کی حق دار ہے۔ پر ڈسمبر کے رسالے کا آخری صفحہ پڑھکر دل افسوس ہوا۔

جہاں تک یزید کی یزیدی کا سوال ہے۔ اسمیں دنیا کے کسی بھی مسلمان کو کسی قسم کے شک ہونے کی گنجائش نہیں، پر محمد علی جناح صاحب کو یزید کی صف میں کھڑا کرنا۔ کسی بھی صورت میں زیب نہیں دیتا۔ گر یزید نے اسلامی اصلوں کے خلاف بغاوت کی تو محمد علی جناح نے اسلامی اصلوں کے لیۓ۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جناح کی پہلی مانگ پاکستان نہیں بلکہ ریاستی آزادی تھی جب یہ بات مان نہیں گئی تو پاکستان کی مانگ کی گئی تاکہ کم از کم اس طرح سے ہی سہی مسلمانوں کو انکے طور پر زندگی بتانے ملے۔ یہ سچ ہے کہ ہندوستان میں تقسیم ہند کے بعد اپنے والے مسلمانوں پہ غیر مسلم اکثریت کا دباؤ بڑھتا گیا پر یہ اس وقت بھی ہوا تھا جب محمد بن قاسم نے سندھ تک کا ہندوستان اسلام کے نام پہ فتح کیا تھا۔ اس وقت بھی ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی تھی ظاہر ہے انسے بھی غیر مسلم اکثریت نے اچھا سلوک اس وقت نہیں کیا ہوگا۔ اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم محمد علی جناح کی طرح محمد بن قاسم کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہم نے اپنی ہی کسی مسلم حکومت کو توڑ کے الگ سے کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بنالی ہو جس کی سب سے بڑی مثال خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور عرب کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کا وجود ہے۔ گو کہ اس میں بھی انگریزوں نے نمایاں رول ادا کیا تھا، گر کسی غیر مسلم اکثریت سے اسلام کے نام پہ مسلمانوں کے لیۓ الگ سے ملک حاصل کیا تو وہ صرف پاکستان ہے۔ اگر کوئی غازی نہیں بن پایا تو

نقش کوکن

اس میں مسجد بنانے والے کو قصوروار ٹھہرانا انصاف کی تو بات نہیں۔

بالغرض ہندوستان تقسیم نہیں ہوتا تو ہندوستان میں مسلمانوں کے ایک بڑی طاقت بننے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا کیونکہ ڈنڈا تو انکے ہاتھ میں ہوتا جنکے آج ہے اور پولس کے بندق کی گولی صرف انکے ہی سینے کو نشانہ بناتی جنکے آج بنا رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا کہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے آج ہم محمد علی جناح کو کوستے ہیں اور غیر تقسیم شدہ ہندوستان میں ہم اپنے آپ کو کوستے۔

ــــ **عبدالغنی جحوانے**۔ الفورڈ۔ انگلینڈ ــــ

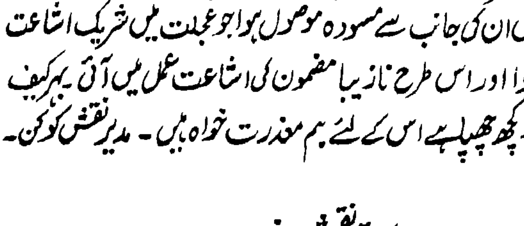
معذرت

جناب مبارک کاپڑی کا پہلا و آخری صفحہ قارئین میں بے حد مقبول رہا ہے۔ اسی بنا پر ان کا دوبارہ تعاون حاصل کیا گیا۔ دسمبر ۹۵ء کے شمارہ کی کاپی پریس جارہی تھی اور آخری وقت میں ان کی جانب سے مسودہ موصول ہوا جو عجلت میں شریک اشاعت ہوا اور اس طرح نازیبا مضمون کی اشاعت عمل میں آئی۔ بہرکیف جو کچھ چھپا ہے اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ مدیر نقش کوکن۔

صفحہ ۴ کا بقیہ نقش نواز

بیرونِ ہند سالانہ خریدار

(۱) عبداللہ مقادم (لندن) (۲) محمد علی پرکار (انگلینڈ) (۳) بہاؤالدین جحولنے (بحرین) (۴) سعید علی نظیر لندن (۵) مسز زید جلگاؤنکر کیپ ساؤتھ افریقہ (۶) ای ایس محمد کیپ ٹاؤن (۷) ایم اے برے کیپ ٹاؤن



جواب دیجئے

مسٹر تابڑ توڑ کی رخصت کے بعد نقش کوکن میں سوال و جواب کا کالم بند ہو گیا ہے۔ تاہم کچھ کرمفرما اب بھی سوالات بھیجتے رہتے ہیں۔ نقش کوکن کے ساتھ ان کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کی خاطر ہم اب ایسے سوالات براہِ راست قارئین کے سامنے پیش کرتے رہینگے۔ تاکہ آپ ان کے صحیح جوابات بتائیں اور اس طرح سوال کرنے والے کو جواب مل جائیگا اور دیگر قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

آپ اپنا جواب ہمارے پاس بھیجدیں۔ ہم انہیں بخوشی نقش کوکن کے آئندہ شمارہ میں شائع کرینگے۔

سوال کرنے والے اپنے سوالات پوسٹ کارڈ، انلینڈ لیٹر، ایرو گرام یا پھر اپنے لیٹر ہیڈ پر لکھکر بھیجیں۔ سادہ کاغذ پر لکھے گئے اور معیار و اخلاق سے گرے ہوئے سوال شائع نہیں کئے جائینگے۔

ادارہ

سوالات

۱۔ س:۔ انگریزی زبان کا وہ لفظ بتایئے جس میں پانچوں واول ALPHABE(VOWELS) TICAL-ORDER-میں آتے ہیں؟

۲۔ س:۔ بتایئے جرمن اور برما کے لوگ مٹر کی جگہ کونسا لفظ استعمال کرتے ہیں؟

۳۔ س:۔ ترکی زبان پہلے عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لیکن ۱۹۲۸ء میں اس کی جگہ لاطینی حروف ابجد رائج کر دیئے گئے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ تبدیلی کس کے عہد میں ہوئی؟

۴۔ س:۔ نجاشی حبشہ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا کیا آپ نجاشی کے معنی بتا سکتے ہیں؟

۵ س:۔ بتایئے انٹرنیشنل لینگو تیج کسے کہا جاتا ہے؟

۶۔ س:۔ اردو، فارسی، عربی حروف تہجی کا پہلا حرف کیا ہے؟

۷۔ س:۔ جرمن لفظ نازی NAZI کے لفظی معنی بتایئے؟

۸۔ س:۔ فوٹو گرافی کس زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے کیا معنی ہیں؟

۹۔ س:۔ حروف تہجی کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی زبان ردو کاس ہے بتایئے — یہ کس ملک میں بولی جاتی ہے؟

۱۰۔ س:۔ بتایئے لفظ موسیٰ کے کیا معنی ہیں؟

چونکہ مندرجہ سوالات کے صحیح معنی تابڑ توڑ نہیں بتا سکیں اسلئے قارئین سے بتانے کی درخواست ہے!

از:۔ احمد میاں یونس سردیے۔
الریاض سعودی عربیہ۔

کھیل کے میدان سے

از - احمد باجنے (ٹرامبے)

ایشیا کپ :- چوتھا ایشیا کپ کرکٹ ٹورنامنٹ ہندوستان میں ۲۲، دسمبر ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ اس مرتبہ ہندوستان میں فساد کی وجہ سے پاکستان نے ٹورنامنٹ میں شرکت کرنے سے معذرت کی۔ اور ٹورنامنٹ آخر کار میزبان ہندوستان، سری لنکا اور بنگلا دیش کے درمیان کھیلا گیا۔ فائنل مقابلہ ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان کلکتہ میں ہوا۔ جسے ہندوستان نے ۷ وکٹ سے جیت لیا۔ آخری مقابلے میں ہندوستان کے کپتان محمد اظہرالدین نے جارحانہ بیٹنگ کا مظاہرہ کیا اور مین آف دی میچ قرار پائے۔ مین آف سیریز سری لنکا کے ارجنا راننگے کو دیا گیا۔ ہندوستان نے یہ تیسری مرتبہ ایشیا کپ جیتا ہے۔

شارجہ کپ :- کرکٹرز بینفٹ فنڈ سیریز کے زیر اہتمام شارجہ میں کھیلا جانے والا یہ ٹورنامنٹ اس بار دو ملکوں پاکستان اور سری لنکا پر مشتمل تھا۔ کیونکہ ہندوستان نے خلیج کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے ٹورنامنٹ میں شامل ہونے سے انکار کیا —
اس مرتبہ پاکستان اور سری لنکا کے درمیان دو میچ ہوئے جسے پاکستان نے ایک اور سری لنکا نے ایک میں جیت حاصل کی لیکن بہترین اوسط کی بنیاد پر پاکستان کو ٹرافی دی گئی۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان کی طرف سے اعجاز احمد اور عمران نے اچھی کارکردگی پیش کی۔ سری لنکا کی جانب سے راناتنگا اور اروندڈ سلوا نے اچھا کھیل پیش کیا —
مین آف سیریز کا ایوارڈ پاکستان کے اعجاز احمد کو ملا۔

ورلڈ سیریز کپ :- (بینسن ہیجس کپ) ہر سال کی طرح آسٹریلیا میں منعقدہ تین ملکی کرکٹ ٹورنامنٹ میزبان آسٹریلیا نیوزی لینڈ اور انگلستان کے مابین کھیلا گیا۔ انگلستان نے ٹورنامنٹ صرف ایک جیت حاصل کی جبکہ نیوزی لینڈ دو جیت کے ساتھ فائنل میں پہنچی۔ فائنل کے شروع کے دونوں مقابلے آسٹریلیا نے بڑی آسانی سے ساتھ جیت کر کپ پر اپنا قبضہ جمالیا۔ ایک روزہ نقش کوکن

اس مقابلے میں آسٹریلیا پورے ٹورنامنٹ میں وہی رہی۔ آسٹریلیا کے ڈین جونس، ڈیوڈ بون ٹیلر اور کپتان بورڈر نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔

ایشیز سیریز :- آسٹریلیا اور انگلستان کے درمیان آسٹریلیا میں جاری سیریز کے پہلے تین ٹسٹ میں سے ابتدا کے دونوں ٹسٹ آسٹریلیا جیت چکی ہے۔ تیسرا ٹسٹ برابر پر ختم ہوگیا ہے آخری دو ٹسٹ باقی ہیں۔ ٹسٹ سیریز میں ڈیوڈ بون اور مارک ٹیلر کا کھیل شاندار رہا۔ انگلستان کی جانب سے ڈیوڈ گاور نے دو سنچری کے ساتھ اپنے آٹھ ہزار مکمل کرلئے ہیں۔

یاددہانی

آپ کی ارسال کی ہوئی کوئی خبر اگر اشاعت سے محروم ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ ادارہ تک نہیں پہنچی ہے۔ فوراً یاددہانی کروائیے۔

اخبار و اذکار
فی بن صاد

جنجیرہ مروڈ میں سیرت النبی ﷺ پر تقریری و نعتیہ مقابلہ

بزمِ ملت مروڈ جنجیرہ کے زیرِ اہتمام ضلع رائے گڈھ کے اردو اسکولوں کے طلبہ کے درمیان سیرت النبی ﷺ کا ساتواں تقریری اور نعت خوانی کا مقابلہ ۶ جنوری سنہ ۹۱ء کو مروڈ جنجیرہ میں جماعت المسلمین محلہ بازار کے نائب صدر جناب اسماعیل علی ڈاورے کی صدارت میں منعقد ہوا۔ عالیجناب علی ایم شمسی چیئرمین کوکن بینک بمبئی اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ دیگر معزز مہمانوں میں جناب شرف کمالی، ڈاکٹر عبدالشکور قادری جناب عبدالسمیع بوبیرے، جناب عبدالغنی پاوسکر، جناب عبداللہ گھرلکر، ڈاکٹر محسن منشی جناب ابراہیم احمد سندیلکر، جناب عبداللہ شیخانی، جناب سید علی قادری (لندن) اور جناب نذیر احمد فہیم شامل تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ تقریری و نعتیہ مقابلہ کے لیے ججوں کے فرائض ڈاکٹر عبدالشکور قادری، جناب عبدالسمیع بوبیرے اور جناب عبدالغنی پاوسکر نے انجام دیئے۔

بزم کے صدر جناب یوسف میاں خان نادہ نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔ جناب شبیر شیخ نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔ جبکہ جناب نقش کوکن ابراہیم سندیلکر نے بزمِ ملت کے نوجوان اراکین کی قابلِ ستائش کارگزاریوں کو سراہا اور مہمانوں کے تعلق سے تعارفی کلمات کے ساتھ اپنے جذباتِ تشکر کا اظہار کیا۔

تقریری و نعتیہ مقابلہ کے بعد مہمان خصوصی و دیگر مہمانوں کے ہاتھوں ہر گروپ میں اول، دوم اور سوم قرار دیئے گئے طلباء اور طالبات کو نقد انعامات اور اسناد پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ اول آنے والے طلباء کے اسکولوں کو گشتی شیلڈ بھی دیئے گئے۔ جناب عبدالسمیع بوبیرے نے تقریری اور نعتیہ مقابلہ کے تعلق سے اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے طلباء اور اساتذہ کو مفید مشورے دیئے۔

جناب شرف کمالی نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر وضاحت سے روشنی ڈالتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ جب تک مسلمان اپنے آپسی اختلافات کو ختم کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چلیں انہیں باعزت زندگی نصیب نہیں ہوگی۔ شمسی صاحب نے اپنے دلنشین انداز میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام نے تحمل اور رواداری کا سبق دیا ہے۔ اور اس پر عمل کرنا مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے۔ آپ نے کہا کہ مسلمان سنت پر عمل کرکے اپنی ہر عادت کو عبادت بنائیں۔ صدرِ جلسہ جناب اسمٰعیل ڈاورے نے بزمِ ملت کے اراکین کو سیرت پر تقریری اور نعتیہ مقابلوں کے انعقاد پر مبارکباد دی اور ان میں شریک ہونے والے طلبا کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بزم کے سکریٹری جناب راشد فہیم نے مہمانوں، حاضرین اور اپنے نوجوان ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس تقریب کے نظامت کے فرائض جناب نعیم الدین شیخ نے بحسن و خوبی انجام دیئے۔

نعتیہ مقابلہ: اول: شاہنواز ڈاورے۔ دوم: ناظم صادق کردیکر۔
سوم: شاہین حمدولکر۔

تقریری مقابلہ: اول گروپ:
اول: فہمیدہ ریاض انصاری۔
دوم: عنبرین راشد فہیم۔
سوم: انصاری ذاکر حسین ساجد حسین۔

دوم گروپ:
اول: زینت عبدالستار دھنشے
دوم: شگفتہ محمود کاروینکر۔
سوم: شگفتہ شہاب الدین پٹیل۔

سوم گروپ:
اول: شیما عبدالشکور کالوکھے۔
دوم: خالد عبداللطیف مقدم۔
سوم: آصف اقبال حسن کلاب۔

مسی صاحب کا مستحسن اعلان



اگلے تعلیمی سال یعنی ۹۲-۱۹۹۱ء کے
دران ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے آل
ین تعاریر ادر جنرل نالج کے مقابلوں کی
ضلع رائے گڈھ میں کفالت ایف ایم ستری
رسٹ کریگا۔ یہ دل خوش کن اعلان
ار جنوری ۱۹۹۱ء کو نقش کوکن ٹیلینٹ فورم
، زیر اہتمام منعقدہ جلسۂ اعزاز ادر تقسیم
عامات میں جناب علی ایم تمسی نے کیا۔
سی صاحب ستری ٹرسٹ کے منیجنگ
سٹی ہیں آپ نے بتایا کہ اس کارِ خیر کے
، ٹرسٹ کی جانب سے پانچ ہزار روپئے
ئے جائینگے تاکہ فورم کے اراکین رائے
ڈھ ضلع میں ایسے مقام پر سینٹر منعقد
یں جہاں بچوں کے لیئے آمد ورفت
ساری سہولتیں میسر آئیں۔

کوکن ریلوے

کوکن ریلوے پروجیکٹ کے لئے
ری سال کے دوران ۷۰ کروڑ روپئے
ہ جائیں گے۔ جب کہ اس پروجیکٹ
شن کوکن

یں شامل ریاستوں کی جانب سے ۹۴۰
کروڑ روپئے منظور ہوئے ہیں۔
اس بات کا اعلان مرکزی وزیر ریلوے
جنشور مشرا نے جمعرات کو لوک سبھا میں
کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس پروجیکٹ
کے لئے ایک ہزار ۳۴ کروڑ روپے کا
تخمینہ بتایا گیا ہے۔ اکتوبر ۹۴ء میں یہ کام مکمل
ہو گا۔

مہاراشٹر ہائی اسکول کامیاب

یوتھ منڈل بہادر شیخ کے زیر اہتمام
چپلون میں ۱۳ جنوری کو مضمون نویسی کے
مقابلوں کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جن میں اوّل
گروپ میں مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون
کے عنایت عباس کھڑس نے دوّم انعام
حاصل کیا۔ دوم گروپ میں نضل عبداللطیف
فقیر نے اوّل اور زرینہ جعفر بلد سے نے دوم
انعام حاصل کیا۔ نامہ نگار۔ جمال یوسفی

Ameer Dalvi

اعجاز کھمکر کی کامیابی

جناب اعجاز سعدالدین کھمکر جن
کا آبائی وطن شریوردھن ضلع رائے گڈھ
ہے حال مقیم بلیک برن انگلینڈ کی ابتدائی
تعلیم مقامی اسکول سے اور شاڈور تھ
ہائی اسکول سے ۸۵-۱۹۸۰ء پورے سات
"O" لیول پاس کرکے برن کالج میں
داخلہ لیا وہاں چار A لیول حاصل کر
کے کینٹ لندن یونیورسیٹی سے صرف
۲۱ سال کی عمر میں کمیونیکیشن انجینرنگ
میں بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ اس
شعبۂ انجینیرنگ میں ریڈیو اینڈ ٹیلویژن
مائیکرو ویو سیٹلائٹ سسٹم، ٹیلفون
اینڈ ریڈار وغیرہ شامل ہیں۔
تعلیمی قابلیت کے علاوہ موصوف
کو مصوری سے بھی گہرا شغف ہے ہم ان
کی کامیابی پر مبارکباد اور مستقبل کی
تابناکی کے لیئے دعا کرتے ہیں۔
(مرسلہ - ابراہیم بغدادی۔ انگلینڈ)

ڈاکٹر شبیر کا دواخانہ

ڈاکٹر شبیر لوکھنڈوالا جو جیب
ہسپتال بمبئی میں آر ایم او اور ڈڈگری
کلنک میں ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے
اسٹنٹ رہ چکے ہیں اب انہوں نے
اپنا دواخانہ زینب کلنک کے نام سے
نشان پاڑہ روڈ پر شروع کیا ہے۔
۴ جنوری ۹۱ کو ڈاکٹر الطاف پٹیل اور
ڈاکٹر حسنین پٹیل صاحبان بطور مہمانان

آڑہ تعلقہ داپولی میں اعزازی جلسہ

۲۳ ڈسمبر ۹۰ء کو بال واڑی میں اور اردو کے۔جی کی طرف سے کوکن مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن کے ڈائرکٹر جناب عثمان حسین میاں حجوانے اور ان کی بیگم خدیجہ حجوانے کے اعزاز میں ایک جلسہ زیر صدارت جماعت المسلمین آڑہ کے متولی جناب عثمان قطب الدین سرے منعقد ہوا۔ اردو اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب ابراہیم ساونت نے استقبالیہ تقریر کی۔ جناب زین الدین اسمٰعیل دھنسے صاحب نے اغراض و مقاصد پیش کیے۔ جناب اسحاق ملا صاحب نے بھی تقریر کی۔ جناب عثمان حجوانے صاحب نے کوکن مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد تعلیمی اہمیت مادری زبان میں ہائی اسکول کی تعلیم پر زور دیا۔ گاؤں کی تعلیمی و سماجی فلاح وبہبودی کے لیے اپنے تعاون کا وعدہ فرمایا۔

ساوتری سالانہ اسپورٹس

ساوتری مادھیامک ودیا مندر امبیت ضلع رائے گڑھ میں شری سدھاکر جوشی نے سالانہ اسپورٹس کا افتتاح کرتے ہوئے کھیل کود کو یک جہتی کے فروغ کا ایک وسیلہ قرار دیا۔ متعدد کھیلوں میں ہندوستانی کھیلوں میں کھو کھو، کبڈی، اور میوزیکل چیرس کے مقابلے بڑے دلچسپ رہے جناب بشیر مقادم نے مقابلوں کا انعقاد فرمایا متین خان، اعجاز خان، نیاز فیروی، صوفیہ

نقشِ کوکن

دی، یوائی ملا، عبدالرزاق ھطے، حامد میرن اور نشتر سرنے مختلف مقابلوں کی ریفری شپ کی۔ زاہدہ قاضی، اخلاق ہسوارے، اجمل چپلون، فرزانہ وہاب چرفرے، فریدہ گھراڑے، خدیجہ دیشمکھ، نظیر گھراڑے، جاوید راٹھولکر، صادق جھٹام، نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اختتام پر دانش غنی نے غزلیں سُنا کر محظوظ کیا۔

مہاراشٹر اُردو ہائی اسکول کرڈوئی میں سالانہ اسپورٹس

حسبِ سابق امسال بھی مہاراشٹر اُردو ہائی اسکول کرڈوئی میں سالانہ کھیل کود مقابلوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ اسکول کمیٹی کے سکریٹری جناب نظیر بھونبل نے افتتاح فرمایا۔ سائنس ٹیچر جناب شمس القمر نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔ اس موقعہ پر طالب علم نظیر شیخ اور ٹیبل ٹینس کے نمایاں کھلاڑیوں کو انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ شری نظیر بھونبل نے بہترین کھلاڑی کے لیے ۵۱ روپے اور اسکول کے سالانہ اسپورٹس کے لیے ایک سو ایک روپیہ کا عطیہ دیا گیا۔

انور عباس شیخ ڈرائنگ امتحان میں اوّل

• آپڑی تھاپڑی، سالانہ ڈرائنگ امتحان میں ۱۲۸ طالبعلموں نے حصہ لیا تھا۔ این ایم شیخ اور نشونت پاٹلنکر کے زیر نگرانی لیے جانے والے اس امتحان میں بیل گاؤں (رتناگیری) کا طالب علم اوّل درجے میں کامیاب ہوا۔

نامہ نگار: عبدالرحیم نشتر۔

ہائی اسکول کے لیے امدادی پروگرام

دلی پُرار تعلقہ مہسلہ ضلع رائے گڑھ کے اردو ہائی اسکول کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں امسال بھی ایک دلچسپ تفریحی امدادی پروگرام ۵ جنوری ۹۱ء کی شب میں کامیاب طور پر منعقد ہوا۔ شری رویندر راؤت نمائندہ مہاراشٹر اسٹیٹ اسمبلی نے خصوصی شرکت کی جلسہ میں مقامی معزز ہستیوں کے علاوہ خطۂ کوکن کی اہم شخصیات بھی شریک تھیں۔ متعدد محبانِ زبان و تعلیم نے مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے جذبے کے تحت گرانقدر رقوم و عطیات سے نوازا۔

دو بجے شب تک پرنس بابریا اینڈ آرکسٹرا کے ذریعہ نغمہ و موسیقی سے فضا گونجتی رہی۔ کلچرل پروگرام سے لطف اندوز ہونے والوں کی تعداد لگ بھگ ڈھائی تین ہزار تھی

بزم فروزاں کی اردو خدمات

"بزم فروزاں" بیوے منڈن گڑھ، رتناگیری) کی ایک ادبی انجمن کا نام ہے۔ جو اطراف واکناف میں ادبی فضا اور اردو ماحول بنانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ "بزم فروزاں" کے جواں سال صدر سرتاج الدین عبدالعزیز پرکار ایک اچھے مدرس کہانی کار اور شاعر ہیں۔ ان کی کوششوں سے بچوں میں ادبی شعور بیدار ہو رہا ہے۔ اور نوجواں طبقہ اردو سرگرمیوں میں حصہ لینے لگا ہے۔ "بزم فروزاں" کے زیر اہتمام ۵ جنوری ۹۱ء کی شب میں ایک محفل مشاعرہ منعقد ہوئی جس

۱۰

میں اطراف کے معروف شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ جناب عارف بالکوٹی نے صدارت فرمائی اور جناب راہی نے نظامت کا فرض ادا کیا۔

مہاڈ میں امن کمیٹی کا اجلاس

"مہاڈ پولادپور تعلقہ مسلم امن کمیٹی" کا تین سالہ انتخابی اجلاس اپنی تمام تر رونقوں کے ساتھ ۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو اردو پرائمری اسکول مہاڈ کے ضمن میں کمیٹی ہذا کے صدر جناب عبدالرشید احسانے کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں دونوں تعلقوں کے تقریباً سوا دو سو (225) مندوبین نے شرکت کی۔ اجلاس کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی کہ اس میں بطورِ خاص کمیٹی کی اپیل پر ساڑھے تین سو (350) کویت سے واپس ہوئے حضرات شریک رہے۔

تلاوت کے بعد کمیٹی کے جنرل سکریٹری غلام محمد پٹیل جناب نے سابقہ اجلاس کی روئداد اور چار سال کی کارکردگی کی مفصل جائزہ رپورٹ پیش کی اور آئندہ تین سالوں کے لیے عہدیداران واراکین کے منتخب کرنے کے بابت تجویز پیش کی۔ حاضرین نے اس بات پر زور دیا کہ کمیٹی تمام سابقہ عہدیداران کو اراکین کو اپنے اپنے عہدوں پر جوں کا توں رکھا جائے۔ انہوں نے آمادگی ظاہر کی تو جناب اے، ڈی دلشیکھ مرحوم کی جگہ متفقہ رائے سے اپر تورٹیل کے سرپنچ جناب فیروز خان دلشیکھ کو لیا گیا۔ بعد ازاں سیکریٹری صاحب ہی نے سالانہ اخراجات کا تخمینہ پیش کیا جسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔

بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے کی پیش کردہ تجاویز پر عمل کرتے ہوئے کویت سے واپس ہوئے تمام حضرات کا ایک رجسٹر مع تفاصیل تیار کیا گیا اور آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ دوسری جانب دونوں تعلقوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے "الامین کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی" کے قیام کی نسبت دعوتِ غور و فکر دی گئی۔ اسی ضمن میں مہاڈ سہکار مہرشی ونوفک ودیا پیٹھ ٹرسٹ کے بانی ایڈوکیٹ وجے سنگھ جادھو صاحب کو خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ موصوف تشریف لائے اور حاضرین کو زریں مشوروں سے نوازا۔ کمیٹی کے جنرل سکریٹری غلام محمد پٹیل نے ان کی گلپوشی فرمائی۔ اس اجلاس میں کمیٹی کے سرپرست محسن جناب ایچ بی مقدم صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ آنجناب نے اپنے مخصوص انداز میں مشوروں و نیک خواہشات سے نوازا۔ کمیٹی کے قانونی مشیر ایڈوکیٹ خطیب صاحب، ایڈوکیٹ اکبر احسانے صاحب و ایڈوکیٹ اصغر احسانے صاحب بھی اجلاس کی رونق کو دوبالا کئے ہوئے تھے۔ صدرِ جلسہ جناب عبدالرشید احسانے نے اپنے خطبۂ صدارت میں مسلمانوں میں اتحاد کی اہمیت اور ٹیکنیکل اسکول کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔ نظامت کے فرائض بیگ نے جوائنٹ سکریٹری آصف پلوکر صاحب نے بحسن و خوبی انجام دیئے۔

نوجوانانِ آرڈہ تعلیمی معیار سے مایوس

جماعت المسلمین آرڈہ تعلقہ داپولی کے نوجوان اردو ذریعۂ تعلیم کے گرتے معیار سے کافی فکرمند ہیں۔ اور اس تعلق سے اردو پرائمری اسکول کے صدر مدرس اور معاون اساتذہ کو اعتماد میں لے کر انہوں نے چار تا چھ سال عمر کے بچوں اور بچیوں کے لیے اردو نرسری کا انتظام کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو ساتویں میں کامیاب ہونے پر بجائے مراٹھی اردو ہائی اسکولوں میں داخل کروائے پڑھیاں دے رہے ہیں۔ اگر قریبی اردو ہائی اسکول ان طلباء وطالبات کے لیے رہائش کا بندوبست کریں تو سال دس بارہ طلبا ایس ایس سی تک تعلیم با آسانی مکمل کر سکتے ہیں جماعت المسلمین آرڈہ اور گلف میں مقیم آرڈہ کے نوجوانوں کی سوسائٹی اس سلسلے میں مالی تعاون بھی دے رہی ہے گاؤں کے متولی جناب عثمان قطب الدین سروے، نوجوانوں کی گلف سوسائٹی کے عہدیدار مقبول ایوب کالاوے و دیگر اراکین اس سلسلہ میں اور خصوصاً لڑکیوں کو تعلیم دینے کے حق میں ممکنہ قدم اٹھانے کو تیار ہیں۔ علم دوست حضرات اربابِ

ہم داہریں تعلیم اس طرف اور کوکن کے
ئی قصبات و گاؤں اپنا تعاون و مشورات
ذریعہ نقش کوکن پیش کرسکتے ہیں۔

نیرل میں سیرۃ النبیؐ تقریری مقابلہ

۱۲ر جنوری سنہ ۹۱ء اینگلو اردو ہائی اسکول نیرل ضلع رائے گڑھ کے زیر اہتمام چوتھا کل کوکن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقریری مقابلہ زیر صدارت بھیونڈی کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالشکور اعظمی نیرالا ہسپتال میں منعقد ہوا۔ ہیڈ مسٹریس مسز شمشاد صاحبہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور غلام نبی مومن صاحب نے تعارف دیا۔ مسعود پیش امام صاحب، اکبر خان صاحب، اور مبارز خان صاحب نے بحیثیت مہمان شرکت فرمائی۔ مولانا منتظم الاسلام ندوی پروفیسر معین الدین جینا بڑے (شعبۂ اردو جامعہ بمبئی) اور پروفیسر الاز ظہیر (شعبۂ اردو مہاراشٹر کالج، بمبئی) صاحبان نے جج کے فرائض انجام دیئے۔

مقابلے کے نتائج حسب ذیل تھے۔

پہلا انعام:

افضل لیئق احمد (انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول کرلا)

دوسرا انعام:

نسرین محمد اسلم انصاری (رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول، بھیونڈی)

تیسرا انعام: اقراء فردوس (انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول، کرلا)

چوتھا انعام: ہما عبدالسمیع انصاری (رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول۔ بھیونڈی)

نقش کوکن

پانچواں انعام: مشیر محمد یوسف مومن (رئیس ہائی اسکول، بھیونڈی)

گشتی شیلڈ: انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول کرلا

جناب سلیم کھوت صاحب کی جانب سے ہر امیدوار کو قرآن شریف کا نسخہ دیا گیا اور یوسف مقری صاحب کی جانب سے پہلے انعام یافتگان کو پچاس پچاس روپے نقد دیئے گئے۔ فیض احمد اعظمی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

مالدیپ میں اردو زبان کے اثرات

مالدیپ کے باشندے نسلاً آریائی ہیں لیکن "مالے" male دارالحکومت میں مختلف النسل لوگ آباد ہیں۔ افریقہ، عرب، ایران اور مشرق بعید سے تاجر اور جہاز ران آتے رہے۔ اور آباد ہوتے رہے۔ لوگ مہمان نواز، پُرامن، ذہین، منکسر المزاج اور سادہ ہیں۔

مالدیپ کی زبان دویہی کہلاتی ہے۔ اس زبان میں ۸۴ر فی صد الفاظ یا تو قدیم سنگھالی سے مشتق ہیں یا ان سے مماثل ہیں۔ گیارہ فی صد الفاظ عربی و فارسی سے ماخوذ ہیں پانچ فیصد الفاظ غیر معین حیثیت رکھتے ہیں

سترہویں صدی عیسوی تک دویہی زبان کا رسم الخط سنگھالی رسم الخط کی مانند تھا۔ سترہویں صدی میں ہی عربی، فارسی کی طرح (تانا) کے نام سے نیا رسم الخط متداول ہوا۔ مالدیپ میں شرح خواندگی ۸۲ر فیصد سے زیادہ ہے۔

مالدیپ کی زبان پر اسلام کے نظریات مسلمان صوفیوں، سیاحوں اور عالموں کے اثر و نفوذ کی وجہ سے کافی الفاظ عربی اور فارسی اس زبان میں شامل ہو گئے ہیں۔

ہندوستان مالدیپ کا قریب ترین ملک ہے اور اسکی وجہ سے مالدیپ پر اردو زبان کا کافی اثر ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے بھی اردو زبان میں اسباق نشر ہوتے تھے کچھ پاکستانی تاجر اور حبیب بنک پاکستان اور مختلف اسکولوں میں پاکستانی اساتذہ مالدیپ میں موجود ہیں۔ اس کی وجہ سے بھی مالدیپ کے لوگوں میں اردو کے ساتھ دلچسپی بڑھ رہی ہے۔

مالدیپ میں کوئی یونیورسٹی نہیں ہے بلکہ گورنمنٹ مالدیپ کے دو بڑے اسکول امجدیہ لڑکوں کا اور امینیہ لڑکیوں کے ہیں۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ طور پر بہت اسکول ہیں۔

مالدیپ میں اردو زبان بولنے والوں کی تعداد تقریباً ۲۵ر فیصد ہوگی لیکن سمجھنے والوں کی تعداد ۷۵ر فی صد کے لگ بھگ موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر دویہی ابجد پیش کیے جاتے ہیں جن سے اردو سے اس زبان کی قرابت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

دویہی	اردو	دویہی	اردو
ہویتی	ہ	مویتی	م
رہویتی	رھ	فویتی	ف
نویتی	ن رنگ	ڈویتی	ڈ
رویتی	ر	ٹویتا	ٹ
بویتی	ب	لاموو	ل
لھویتی	لھ	گویتی	گ
کویتی	ک	نویتی	ن
اویتی	ا	سویتی	س
دویتی	د	دھویتی	دھ

ل کوکن تقریری و جنرل نالج کا
ئنل مقابلہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء

ار کی صبح داؤد فاضل بھائی ہال سے
ٹرک بمبئی ۹ میں ضلعی سطح پر کامیاب
لع تھانہ، رائے گڈھ اور رتنا گری
مقرر حاضر ہوئے تو بمبئی کے علم دوست
ضرات کی کثیر تعداد نے ان کا استقبال
یا۔ ٹھیک سوا نو بجے پروگرام شروع
اقاری مسرت صاحب کی تلاوتِ
آن مجید کے بعد مہمان خصوصی جناب شمسی
احب نے پرچی اٹھائی اور آئیڈیل
ہائی اسکول تھانہ کی غوثیہ صدیقی مائیک
آئی اسکے بعد باری باری مقررین آئے
ر اپنے فن خطابت کے جوہر چمکانے لگے۔
ہوں کے محبوب ادیب، صحافی اور استاد
اب غنی غازی جو ہر سینٹر پر بطور جج
ہ داری نبھاتے آئے ہیں یہاں بھی
جود تھے آپ کے ساتھ تھے جناب
یاض آفندی اور جناب قاسم رضا صاحب
تینوں ججوں کے فیصلہ کے مطابق
اجی داؤد امین ہائی اسکول کاستہ ضلع
تنا گری کا طالب العلم آصف عبدالحمید پرکار



کو اوّل انعام کا حقدار قرار دیا گیا اس طرح آصف پرکار آل کوکن بہترین مقرر مانا گیا۔ اسے N.K.T.F. کی جانب سے دیئے گئے میڈل طغرہ سند اور نقد رقم کے علاوہ ناگوٹھنہ ضلع رائے گڈھ کے دفعدار صاحب کی جانب سے ایکادن روپئے اور جناب شیخ اسماعیل (مشرق افریقہ نقش کوکن کے نمائندہ و کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے بانیان میں سے ایک رکن) جو جلسہ میں بطورِ مہمان شریک تھے آپ نے سو روپئے انعام میں دیئے۔ عالیجناب پروفیسر احمد بہاؤالدین دادرکر کے فرزند محسن دادرکر نے اپنے والد کے نام سے اول آنے والے (BOY) مقرر کو پچاس انعام رکھا تھا وہ بھی آصف پرکار کے حصہ میں آیا۔

دوسرے نمبر پر کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی پڈگھا بوریولی ضلع تھانہ کا طالب العلم سیف عتیق ناچن آیا اسے ناگوٹھنہ کے دفعدار صاحب کی طرف سے پیش کردہ تیس روپئے انعام میں دیئے گئے سیف ناچن پچھلے سال بھی تقریری مقابلہ میں دوم آیا تھا سیف امسال دسویں جماعت میں زیر تعلیم ہے۔ یعنی اگلے سال اسے تقریری مقابلہ میں شریک ہو کر ہیٹ ٹرک کرنے کا موقعہ نہیں ہے اسلئے کہ آل کوکن تقریری مقابلہ میں جماعت ہشتم تا دہم کے طلبہ کو ہی شریک کیا جاتا ہے۔ جب سیف عتیق ناچن سے یہ بات کہی گئی تو اس نے مصمم ارادہ کے ساتھ جواب دیا کہ "تقریری مقابلہ میں نہ سہی میں سب سے زیادہ نمبر لیکر آپ کے سامنے پھر انعام لینے حاضر ہو جاؤنگا انشاءاللہ" جسمانی طور پر نحیف مگر عزم وارادہ کے مضبوط اس طالب العلم کا جواب سنکر حاضرین بہت خوش ہوئے۔

ناچن کو تھانہ ضلع میں سالِ رواں کے کفیل جناب صغیر ڈانگے (متوطن سوپارہ) نے پچاس روپئے بطور انعام نذر کئے
مجمندار ہائی اسکول دہور ضلع رائے گڈھ کی طالبہ فرزانہ عبدالوہاب واڈیکر تیسرے نمبر پر آئی اسے بھی ناگوٹھنہ کے



دفعدار صاحب کی طرف سے پیش کردہ ۲۰ روپئے انعام میں دیئے گئے نیز پروفیسر دادرکر صاحب مرحوم کی مرحومہ بیگم فاطمہ کی یاد میں اوّل آنے والی (Girl) مقررہ کا انعام پچاس روپئے بھی فرزانہ واڈیکر کو دیئے گئے چوتھے نمبر پر آئیڈیل ہائی اسکول راہوڑی تھانہ کی طالبہ غوثیہ صدیقی آئی۔ مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کُرڈی کا طالب العلم مسلم دیشمکھ علی الترتیب پانچویں اور چھٹے نمبر پر تھے۔ حاضرین میں ضلع رائے گڈھ کی نامور ہستی ایڈوکیٹ ادریس تلک تشریف فرما تھے آپ نے ہمت افزائی کے طور پر سلیم دیشمکھ کو ۵۰ روپئے نذر کئے۔ N.K.T.F. نے بھی ہمت افزائی کا انعام دونوں طلبہ کو ادا کیا۔

جنرل نالج مقابلے

تقاریر کے فوراً بعد جنرل نالج کا مقابلہ ہوا جسے جناب مبارک کاپڑی نے کنڈکٹ کیا اور جناب ایچ بی مقدم اسکورر تھے۔ ضلعی سطح پر کامیاب چھ ہائی اسکولوں کو مقابلہ میں شریک ہونا تھا مگر انیگلو اردو ہائی اسکول بابا پارہ پنویل کے طلبہ حاضر نہیں ہوئے اسلئے پانچ ہائی اسکول ہی مقابلہ میں شریک تھے۔

اول انعام نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان ضلع تھانہ کے حصہ میں آیا اور خوبصورت ٹرافی پر اس ہائی اسکول نے قبضہ جمالیا۔ مقابلہ میں اسکے طلبہ تھے سید تنویر نور محمد اور محمد صدیق عبدالرحیم۔

دوسرے نمبر پر مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کٹروئی ضلع رتناگری آیا۔ اس کے تنہا طالب العلم عرفان اقبال سید نے مقابلہ کیا اور اپنے ہائی اسکول جیت سے ہمکنار کیا۔

یہ طالب العلم تقریری مقابلہ میں بھی شامل تھے۔



عرفان اقبال سید

تیسرا نمبر نیشنل ہائی اسکول ہرنئی ضلع رتناگری نے حاصل کیا اسکی دو طالبات شکیلہ اقبال کوروے اور حسینہ شمس الدین ملاجی مقابلہ میں تھیں۔ ضلع سطح پر شکیلہ نے ساتھ تنویر شمس نے اپنے ہائی اسکول کو کامیاب دلائی تھی مگر علالت طبع کی بنا پر فائنل مقابلہ میں وہ شریک نہیں ہوسکی۔



شکیلہ اقبال کوروے

چوتھا نمبر انجمن اسلام اردو ہائی اسکول دبرار کو ملا۔ شریک مقابلہ اسکے دو طلبہ تھے شیخ امجد چاند اور افتخار انصاری۔



شیخ امجد چاند



افتخار انصاری

ساونتری مادھیمک ودیامندر امبیت کا طالب العلم دانش غنی پانچویں نمبر پر تھا۔

تمام طلبہ کو نقد رقم اور اسناد اور کامیاب طلبہ کو تمغات بھی پیش کئے گئے

نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری کو اعزاز

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم بمبئی نے امسال جن اساتذہ کو بیسٹ ٹیچرز کے اعزاز سے نوازا اور جن طلبہ کو بیسٹ اسٹوڈنٹ تسلیم کیا ان میں بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری کی دو معلمائیں اور ایک اسٹوڈنٹ ساجد احمد سائی بھی دوہرے انعام کا حقدار قرار پایا اور اسطرح نائیک گرلز ہائی اسکول کے حصہ میں چار انعامات آئے۔

محترمہ یاسمین دلاور سولکر کو



علم ریاضی MATHS کی بہترین ٹیچر اور مس رشیدہ مومن جواب مسز رشیدہ یاسمین ٹھریکر ہیں انہیں مراٹھی زبان کے بہترین ٹیچر ہونے کا اعزاز دیا گیا



ڈاکٹر عبدالستار دلوی کو ساہیتہ اکادمی کا انعام



ماہر لسانیات اور محقق پروفیسر عبدالستار دلوی (صدر شعبۂ اردو بمبئی یونیورسٹی) کو ساہیتہ اکادمی، نئی دہلی ۔۔ ۱۹۹۰ء کے لئے اپنے گرانقدر قومی انعام سے نوازا ہے۔ پروفیسر دلوی کو یہ انعام مشہور مراٹھی ناول لٹ "رن آنگن" کے اردو ترجمے کے لئے دیا گیا، جو جدید مراٹھی ادب میں ایک ادبی شہکار کا درجہ رکھتا ہے "رن آنگن" کے علاوہ پروفیسر دلوی نے متعدد مراٹھی کہانیوں اور نظموں کے علاوہ پرشوتم شیورام ریگے کے دو اور مختصر شہکار ناول ۔ "سادِتری" اور "اولوکیتا" کا بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے ۔

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) کا ہفت روزہ ترجمان "ہماری زبان" ادبی تحقیقی اخبار ہے جو اردو کے مسائل پر ہمہ جہت روشنی ڈالتا ہے اور اردو کی ترقی کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے "ہماری زبان" کے لئے اردو کے مسائل پر مضامین لکھ کر ارسال فرمائیں ۔

راؤز ایونیو ۲۰۰۱۱ نئی دہلی

قرآن مجید کا مراٹھی ترجمہ

جماعت اسلامی ہند مہاراشٹر نے قرآن مجید کے مراٹھی ترجمہ کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے ۔ اسکے علاوہ اسلامی تعلیمات کو آسان وعام فہم مراٹھی زبان میں کتابوں اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹ کے ذریعے پیش کیا گیا ہے ۔

نیروبی میں کھیل کود کے مقابلے

۲۲ر تا ۲۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو نیروبی ـ مشرقی افریقہ میں کوکنی مسلم کلب کے زیر اہتمام کھیل کود کے مقابلے منعقد ہوئے تفصیلات انگریزی سیکشن میں ملاحظہ فرمائیے ۔

جمعیت المسلمین ماہم کی جانب سے پرنسپل رشیدہ قاضی کو سرسید ایوارڈ



جمعیت المسلمین ماہم کے زیر اہتمام ہر سال ایک عظیم الشان جلسۂ تقسیم انعامات منعقد کیا جاتا ہے جسمیں نہ صرف طلبہ وطالبات کو ان کی تعلیمی کارکردگی اور دیگر سرگرمیوں پر انعامات سے نوازا جاتا ہے بلکہ شعبۂ تدریس سے متعلقہ افراد اور دیگر شخصیتوں کو کہ جنہوں نے کوئی امتیازی کارنامہ انجام دیا ہے ایوارڈ سے سرفراز کیا جاتا ہے امسال جمعیت المسلمین کے بیسویں سالانہ جلسہ میں پرنسپل رشیدہ قاضی صاحبہ انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول و جونیر کالج آف سائنس و کامرس باندرہ کو ان کی تعلیمی خدمات پر گراں قدر سر سید ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ادارہ نقش کوکن انھیں دلی مبارکباد دیتے ہوئے دعاگو ہے کہ ؎

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

ہرنئی مرڈ ڈیمیں ہالیڈے کیمپ

مہاراشٹرا ٹورزم ڈولپمینٹ کارپوریشن نے ہرنئی تعلقہ داپولی کے ساحل سمندر کے ایک خوشگوار گاؤں مرڈ ڈیمیں ہالیڈے کیمپ کا افتتاح کیا ہے۔ عالیشان واٹر پروف خیمے نصب کئے گئے ہیں۔ پانی وبجلی کی سہولیت حاصل ہے ساحل سے قریب تیرنے کا انتظام ہے گھاس پھوس کے چھوٹے چھوٹے شامیانے بنائے گئے ہیں۔ ناشتہ۔ لنچ اور ڈنر کے علاوہ سارا دن کینٹن کا اہتمام کیا گیا ہے ۲ر فروری سے تقریباً دو ماہ کیلئے امریکہ کے سیاح کے لئے کیمپ مکمل طور پر بک کیا گیا ہے۔ اس کیمپ کو "ہرنئی مرڈ ہالیڈے کیمپ" نام دیا گیا ہے جس کی بکنگ براہ راست بمبئی آفس سے ہوتی ہے کوشش کیجارہی ہے کہ ہرنئی کے پاس سمندر کے درمیان واقع قلعہ میں کیمپ قائم کیا جائے ۔

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کی عمارت کا افتتاح



۸ر ڈسمبر ۱۹۹۰ء کی صبح نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کی عمارت کے افتتاح کی تقریب کوکن بینک کے کامیاب وہر دلعزیز چیرمین جناب علی ایم شمسی صاحب کی صدارت میں انجام پائی ضلع پریشد رتناگری کے ایجوکیشن آفیسر شری سدانند آتمارام کو پیرکر بطور خصوصی مہمان شریک تھے۔ نقش کوکن کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اور نقش کوکن ٹیلینٹ فورم کے اراکین وایجوکیشن سوسائٹی داپولی کے عہدیدار وانگریزی ومراٹھی تصنیفات کے خالق جناب شرف مقادم نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے خیر خواہ جناب عثمان حجوانے جنہوں نے ہائی اسکول کے ابتدائی ایام میں انگلینڈ میں ذاتی طور پر فنڈ جمع کرنے میں تعاون بخشا اور فی الوقت کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن لندن کے عہدیداروں میں اپنی ساری ساری معروفیات اور گھریلوی تقریبات سے وقت نکالکر مع اپنی بیگم خدیجہ حجوانے کے خصوصاً اس تقریب میں شرکت کیلئے لندن سے ہرنئی پہنچے تھے، سارنگ گاؤں کے متولی اور مخیر علم دوست ہستی الحاج عبدالرحمان علی صاحب بھاردے، مونیکا فیشریز کے ڈائرکٹر شری کے۔ ایم۔ راؤ، مجمدار جوتیر کالج کے ریٹائرڈ پرنسپل جناب این۔ اے واحد، مسلم ایجوکیشن سوسائٹی داپولی کے ٹرسٹی ڈاکٹر اکبر سرگروہ وغیرہ حضرات کے علاوہ پاج۔ انجرلہ اور ادرمروڈ کے حضرات کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔

ہائی اسکول کے طالبعلم صغیر یوسف کی تلاوت قرآن پاک سے آغاز ہوا، طالبات نعیمہ سنبھل، مہرنگار بھاردے اور شکیلہ کردلے نے استقبالیہ نظم پڑھی ہرنئی ایجوکیشن ویلفیر سوسائٹی کے علم دوست صدر نوجوان تاجر جناب داؤد علی میاں شیور دھنکر نے صدر مہمانان وحاضرین کی پرجوش استقبال کیا، سوسائٹی کے بانی سکریٹری اور اسکول کے چیرمین عبدالغنی عثمان پادسکر نے مختصراً رپورٹ پیش کی بعدازاں عالی جناب الحاج عبدالرحمان بھاردے صاحب کے ہاتھوں عمارت کا افتتاح عمل میں آیا۔ جناب صادق پادسکر نے گاؤں کے ایک خاموش لیکن باعمل بزرگ سوشل ورکر شرعہ انا صاحب کرمڑے کا تعارف پیش کیا۔ اور اس تقریب میں سوسائٹی نے انا صاحب کو اعزاز عطا فرمایا صدر جلسہ شمسی صاحب کے ہاتھوں انہیں شال پیش کی گئی۔

دی ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے اراکین نے مہمانان کے گلپوشی کی اور گاؤں کے درج ذیل گریجوئٹ طلباء وطالبات کو انعامات نوازہ گیا۔ جناب صادق یونس پادسکر بی۔ کام۔ (چارٹرڈ اکاونٹنٹ وایل۔ ایل۔ بی) جناب بشیر گونڈی (فورین گوئینگ میٹ) جناب جاوید بانکوٹکر (بی۔ ایے۔ بی۔ ایڈ) عائلہ تجمل پادسکر، محسنہ عبدالغنی پادسکر ممتاز عبدالغنی پادسکر غفور میاں عبداللہ کوروبکر، امتیاز اسحاق کربیلکر (تمام بی کام) عزیزہ شبیر گونڈی نعیمہ حسن میاں گونڈی، شاہین محمد گولنواز اور حسنہ احمد چوگلے (تمام بی۔ ایے) عظیم اللہ مجگاؤنکر (ڈی فارم) اور جناب محی الدین مانڈنکر (ہندی بی۔ ایے) اس موقعہ پر ایک خوبصورت مجلہ شائع کیا گیا تھا جسکا اجراء مونیکا فیشریز کے ڈائرکٹر جناب کے۔ ایم۔ راؤ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ مہمان خصوصی جناب کو پیرکر صاحب نے اپنی جامعہ تقریر میں ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کی خدمات کو سراہا اور ہر ممکنہ امداد وسہولتوں کا وعدہ فرمایا۔ صدر جلسہ جناب علی۔ ایم شمسی نے اپنی تقریر میں اجتماعی فلاح وبہودی اور حصول تعلیم پر زور دیا۔ نظامت کے فرائض جناب شرف کمالی نے بحسن وخوبی انجام دئے۔ ہائی اسکول کے پرنسپل سید جاوید ظفر عابدی صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ صبح کی تقریب کے بعد ظہرانہ دیا گیا اور دوپہر میں

اردو پرائمری اساتذہ کے لئے تربیتی کورس

مہاراشٹر کے اردو پرائمری اساتذہ کے لیے دسمبر ۱۹۹۰ء میں اٹھائیس روز کا ایک تربیتی کورس گورنمنٹ کالج پونہ میں رکھا گیا تھا جس کا مقصد انگریزی طریقۂ تدریس سے اساتذہ کو واقف کرانا اور تیار کرنا تھا۔ اس کیمپ میں مہاراشٹر کے ضلع رائے گڑھ، رتناگیری، سولاپور اور پونہ کے اساتذہ شریک تھے دورانِ تربیت پرنسپل خطیب نے نئے طریقۂ تدریس کو اپنانے کے لیے اساتذہ کی بھر پور رہنمائی کی۔ اس کیمپ کے کامیاب اختتام پر ایک الوداعی جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں جناب رفیق فراش نے موقعہ کی مناسبت سے ایک الوداعی نظم پڑھی اور جناب سیف اللہ فرفرے، جناب عبداللہ دسیکھا اور جناب راشد نہیم نے اس نئے طریقۂ تدریس کی افادیت اور ضرورت پر اپنے خیالات پیش کئے۔ جلسہ کے نظامت کے فرائض جناب قاسم دلوی نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔

ٹریننگ کے دوران پرنسپل خطیب صاحب اور لیکچرار حسینی صاحب نے اساتذہ (IN SERVICE) سے جو ہمدردانہ ومشفقانہ سلوک کیا وہ خصوصاً رائیگڑھ اور رتناگیری ضلع کے اساتذہ کے لیے ناقابلِ فراموش رہے گا۔

(نامہ نگار)

نقشِ کوکن

آئی وائی کالج کے سابق طلبہ توجہ فرمائیں

ممبئی کا مشہور علمی و تدریسی ادارہ "اسماعیل یوسف کالج جوگیشوری آف مہاراشٹر گورنمنٹ اس سال اپنے قیام کے ساٹھ سال مکمل کر رہا ہے چنانچہ کالج کی ڈائمنڈ جوبلی تقریبات کی ابتداء ہو چکی ہے اس سلسلے میں حسبِ سابق کالج اپنا میگزین "پامز" "PALMS" نکال رہا ہے۔

لہٰذا کالج کے سابق طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے خیالات (مختصراً) مع اپنے سوانحی خاکے (Bio-data) کے ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

چوں کہ وقت کی قلت کے باعث ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم اپنے سابق طلبہ سے فرداً فرداً رابطہ قائم کرسکیں۔ لہٰذا اس گزارش (اپیل) کو ہی انفرادی خط تصور فرمائیں۔

پتہ: دی چیف ایڈیٹر یا پرنسپل!
"پامز میگزین"
اسمٰعیل یوسف کالج آف آرٹس،
سائنس اینڈ کامرس۔
جوگیشوری (ایسٹ) ممبئی ۶۰

پرنس علی خان اسپتال میں ڈائلاسیس سروس شروع

ممبئی شہر کے ... بستروں پر مشتمل اس اسپتال میں پیتھالوجی، ریڈیولوجی الٹرا ساؤنڈ اور ایکو کارڈیو لوجی کی جدید ترین مشینیں موجود ہیں اور اب ان میں ۲ ڈائلاسیس مشینوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

فجندار ہائی اسکول واڈے میں تقریری مقابلہ

فجندار ایجوکیشن ٹرسٹ کے منیجنگ ٹرسٹی عالی جناب عبدالرزاق فجندار صاحب کی زیر صدارت پہلی مرتبہ فجندار ہائی اسکول واڈے و ضلع پریشد اردو اسکول واڈے کے طلبہ و طالبات کا مشترکہ تقریری مقابلہ لوکل کمیٹی کے چیرمین جناب اسماعیل باباکر بیلکر کی رہنمائی میں ۱۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوا۔ بطور مہمان خصوصی محترم عبدالرفیق باٹی شریک تھے۔

نعت شریف اور استقبالیہ نظم کے بعد فجندار ہائی اسکول و جونیئر کالج دابھور کے پرنسپل جناب اقبال مستری صاحب نے تعارف ادا کرتے ہوئے صدر و مہمان خصوصی کی گلپوشی کی۔ اور پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پرائمری و ہائی اسکول کے طلبہ و طالبات نے (۱) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) تعلیم بشر کی زینت ہے۔ (۳) دُور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے۔ ان عنوانات پر بہت ہی موثر انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقاریر کے بعد مہمانِ خصوصی نے اپنی جامع تقریر میں پروگرام کی نسبت سے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور آئندہ بھی جاری رکھا جائے ایسی التماس کی۔ پروگرام میں شریک دابھور کی ایک مشہور شخصیت ظہیر الدین فرفرے بھی مختصراً اپنے خیالات تاثرات پیش کئے۔

فروری ۱۹۹۱ء

تقریری مقابلے کے لیے دو جج جناب غلام محمد پٹیل اور جناب سید اظہر حسین مقرر کئے گئے تھے۔ ججوں کی جانب سے محترم پٹیل جناب نے انتہائی متاثر کن جامع نافع تبصرہ فرمایا۔ جناب ابراہیم کریلکر صاحب نے ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب اسحٰق چافیکر صاحب و پرائمری ٹیچر محمد علی ہیویکر صاحب کو پارکر پین بطور ہمت افزائی تحفہ کے طور پر دیئے۔ پروگرام کی نظامت کے فرائض جناب عبداللہ شیخناگ نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔ اور جناب چافیکر صاحب نے اظہارِ تشکر فرمایا۔ راشٹریہ گیت پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

موربہ میں "سیرت النبیؐ" کا جلسہ

سوشل سوسائیٹیز ہائی اسکول موربہ ضلع رائے گڑھ میں سیرت النبیؐ نعتیہ و تقریری مقابلہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ اس مقابلہ میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد نے حصہ لیا۔

جلسہ کی صدارت عالی جناب ڈاکٹر عثمان علی بڑے (ساکن افریقہ) نے فرمائی۔ الحاج شیخ احمد کرجیکر (امام صاحب افریقہ) اور جناب شیخ احمد علی بڑے صاحب (ساکن افریقہ) نے بطورِ مہمانِ خصوصی شرکت فرماکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔ مذکورہ صاحبان نے طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے اور اسکول گیدرنگ فنڈ کے لیے مبلغ دو ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ بھی مرحمت فرمایا۔

ڈاکٹر قاسم راؤت اور ڈاکٹر محمد صالح راؤت بھی پروگرام میں شریک تھے آپ نے تقاریر میں اول آنے والے ہر طالبِ علم کو انعامات سے نوازا۔ جناب حسین میاں داؤد ہرنیکر (مانجرونہ) نے بھی مقررین کو انعامات عطا کیئے۔

گوولکوٹ میں سبکدوش پرائمری اساتذہ کو اعزاز

گوولکوٹ تعلقہ چپلون ضلع رتناگیری کے باشندے جناب عبدالرزاق عباس پربھولکر نہ صرف ایک سرگرم سماجی کارکن ہیں بلکہ ایک مخیر اور علم دوست انسان بھی ہیں۔ انھوں نے اپنے دولتکدہ پر گوولکوٹ کے سبکدوش پرائمری (اساتذہ، جناب اسمٰعیل میئر (۲)، جناب علی میاں مقادم اور (۳) جناب عبدالرزاق گوبھٹے کے اعزاز میں ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء کی شب جلسہ منعقد کیا۔ اسی محفل میں گوولکوٹ کے ایک باشندہ جناب احمد سروے کی کتاب "سیرتِ رسولِ اعظم" کا اجراء مہمانِ خصوصی کے ہاتھوں ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت حاجی داؤد دائین ہائی اسکول کالستہ کے صدر مدرس جناب یوسف احمد پرکار صاحب نے فرمائی۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے مشہور سماجی کارکن، صنعت کار اور کوکن مرکنٹائل کوآپریٹو بینک برانچ چپلون کے ڈائرکٹر محترم جناب ابو سیٹھ دلوائی تشریف فرما تھے۔ سبکدوش اساتذہ حضرات کو تحفوں سے نوازا گیا۔

جلسہ کی نظامت گوولکوٹ کے ایک ابھرتے نوجوان لیاقت چوگلے نے انجام دی۔

مہاراشٹر ہائی اسکول اساتذہ کو مبارکباد

گذشتہ مہینہ اندرا گاندھی سانسکرتک کیندر چپلون کے وسیع ہال میں مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون اور پرائمری سیکشن کے طلباء وطالبات کا سالانہ پروگرام (گیدرنگ) دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اساتذہ نے سوسائٹی کے بلڈنگ فنڈ کے لیے ۔/۶۶۰۰۰ روپے بطور ڈونیشن جمع کیا۔ یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ پرائمری اسکول اور ہائی اسکول کے تمام طلبہ وطالبات نے مختلف ثقافتی پروگرام سے ناظرین کے دل جیتے۔ جس میں ڈانس، مزاحیہ ڈرامے ادبی ڈرامے اور ثقافتی وغیرہ آئیٹم شامل تھے۔ مراٹھی یک بابی ڈرامے "پر ورتن" میں اسکول کے اساتذہ جناب بندرکر محمد داؤد کر اور ساتھ ساتھ سرفراز مقادم جیسے طلباء نے بھی بہترین اداکاری کا نمونہ پیش کیا۔ اس پروگرام کو دیکھنے تقریباً ڈیڑھ ہزار لوگ آخر تک جمے ہوئے تھے پروگرام کی کامیابی پر مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون کے تمام اساتذہ کو مبارکباد۔

نامہ نگار حسین داؤد چوگلے۔

نئی بمبئی میں انجمن اسلام کے اسکول کا سنگ بنیاد



ملک کے مشہور تعلیمی وسماجی ادارہ انجمن اسلام بمبئی کے صدر ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا نے واشی، بمبئی میں، ۴ جنوری ۱۹۹۱ء سیکٹر (۲۱) سڈکو سے حاصل کی گئی قطعۂ زمین پر ایک پرشکوہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مجوزہ عمارت میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ یہاں کے بچے پرائمری اور سیکنڈری تعلیم اردو کے ذریعہ حاصل کریں۔

اس تقریب میں مقامی عمائدین کے ساتھ ساتھ انجمن اسلام کے نائب صدر محترم مصطفےٰ فقیہہ، محترم عزیز احمد بھائی محترمہ ہوماتی پیر بھائی نیز عبدالمجید پاٹکا (ناظم اعلیٰ) محترمہ زلیخا مرچنٹ، ڈاکٹر کے حسین اور جناب سعید رضوانی شریک تھے

سنگ بنیاد رکھنے کی رسم

نور محمد واشی کے حافظ امیر صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب فقیر محمد مستری (مدیر نقش کوکن) نے جو واشی میں قیام پذیر ہیں استقبالیہ کمیٹی ایک رکن کی حیثیت سے انجمن اسلام کے صدر اور دیگر اکابرین کا خیر مقدم کیا۔ ان کی تعارفی تقریر کے بعد ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا نے مجوزہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھکر نئی بمبئی کے مسلمانوں کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کی طرف قدم بڑھایا۔

صدر انجمن اسلام نے اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کی کہ ہم اپنا پہلا منصوبہ یعنی ابتدائی تعلیم کے لئے یہ عمارت بنا رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے قطعۂ اراضی میں بی، ایڈ کالج تعمیر کیا جارہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ سال کالج آف فارمیسی اور کالج آف کیٹرینگ کی ابتدا کرنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ اس طرح انجمن اسلام بمبئی بڑے پیمانے "نئی بمبئی" میں اپنی تعلیمی سرگرمیاں شروع کر رہی ہے۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر جناب سید عبدالغفور نے مہمانوں کی گلپوشی فرمائی۔ انتظام و انصرام میں جناب اقبال کولاے، اشرف کاپڑی، گلزار بھاردے، عمر جمعدار، جاوید اختر خان یکپوار و استقبالیہ کمیٹی کے دیگر اراکین پیش پیش تھے۔

اس موقعہ پر بزرگ رہنما اور انجمن کے نائب صدر جناب مصطفیٰ فقیہہ اور واشی کی معروف شخصیت شری ہربن سنگھ نے بھی اظہار خیال فرمایا اور واشی میں اردو والوں کی ضرورت پوری کرنے پر انجمن اسلام بمبئی کو مبارک باد دی۔

انجمن قریش ہائی اسکول تربھے کے پرنسپل جناب عبدالحفیظ قریشی نے ولولہ انگیز تقریر میں کہا کہ گرچہ کہ ہم یہاں بڑی مشکلوں سے اردو ہائی اسکول چلا رہے ہیں مگر انجمن کا ہائی اسکول شروع ہو تو ہم ہر ممکن تعاون دینگے اسلئے کہ انجمن ایک معروف و مقبول ادارہ ہے اور اس کی زیر نگرانی قائم ہونے والا ہائی اسکول بھی نہایت آسانی کے ساتھ معیاری تعلیم بہم پہنچا ئیگا۔

انجمن کے ناظم اعلیٰ مجید پاٹکا کے اظہار تشکر کے بعد قومی ترانہ کے ساتھ یہ مبارک ومسعود تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس موقعہ پر انجمن اسلام نے ایک مقامی تعلیمی کمیٹی تشکیل دی ہے اور جناب سید عبدالغفور صاحب کو اس کا چیرمین نامزد کیا گیا ہے۔

نقد ر ر ر

...میں اردو ہائی اسکول کا اجراء

...پور ضلع رائیگڈھ میں جون ۱۹۹۰ء
...و میڈیم ہائی اسکول کا اجراء ہو
...۔ سیٹھ طاہر جلگاؤنکر صاحب
...ت خاص اور جماعت المسلمین
...کے اشتراک سے یہ اردو میڈیم
...ل قائم ہو رہا ہے۔ نظام پور
...، و جوار کے مسلمانوں کی تعلیمی و
...ترقی کے لئے اس علاقہ میں ایک
...ر دو ہائی اسکول کی سخت ضرورت
تھی امید ہے عوام اس سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

عمر قاضی مہاراشٹر جنتادل کے جنرل سکریٹری

مہاراشٹر جنتادل پارٹی کی صدر شریمتی مرنیال گورے نے نئے عہدیداران کی از سر نو تشکیل کی ہے جس کے مطابق دو نائب صدر میں بابو راؤ بھاپسے اور بابو راؤ ادوی کے علاوہ جنرل سکریٹری کی حیثیت سے عمر قاضی کا تقرر کیا ہے۔ عمر قاضی نے ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء سال تک مہاراشٹر اسمبلی میں ناگپاڑہ کی نمائندگی کی ہے اس کے علاوہ وہ بینک کے بھی چیئرمین رہے۔

"آمنترن" دوسرے سال میں

جناب شفیق مولوی کی ادارت میں بیلگام سے نکلنے والا مراٹھی ہفتہ روزہ آمنترن دوسرے سال میں داخل ہوگیا ہے۔

مراٹھی کے ذریعہ ملک و ملت کی خدمت انجام دینے والا ۱۶ صفحات پر مشتمل ہفت روزہ قوم کا بیباک نقیب ہے۔

دو کتابوں کی رسم اجراء ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے ہاتھوں

نقش کوکن ٹیلینٹ فورم کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں ۲۰ جنوری ۹۱ء کو کوکن سے متعلق دو کتابوں کے رسم اجراء ہوئی اس میں ڈاکٹر حامد اللہ ندوی کی تصنیف کتب خانہ جامع مسجد کے اردو مخطوطات نقش کوکن کے سابق مدیر ڈاکٹر یونس اگاسکر کی تصنیف "تلاش" فن شامل ہے یہ دونوں تصانیف اردو رائٹرز گلڈ شاخ نیروبی کینیا نے شائع کی ہیں جلسہ میں گلڈ کے سرپرست جناب اسماعیل شیخ اور بمبئی شاخ کے سیکریٹری جناب انجم عباسی موجود تھے۔

نقش کوکن قوم کا آرگن ہے اور اسے خرید کر پڑھنا بلکہ کوکن کے ہر گاؤں ہر گھر میں اسکے خریدار ہونا قومی شان ہے



...لاج

پرکار کمپلیکس چپلون میں ماہ ستمبر ۹۰ء میں کوکن لاج کا افتتاح عمل میں آیا اس تعلق سے موصولہ رپورٹ پچھلے شمارہ میں شائع
...ہے۔ چونکہ ہمارے کرمفرما اور نقش کوکن کے سرپرست میسرز پرکار ایجنسی کے
...ں موقع کی تصویر بڑی تاخیر سے موصول ہوئی پھر بھی شریک اشاعت ہے۔
...یں داہنی طرف سے جناب محمود علی امین صاحب (سیاہ عینک لگائے ہوئے)
...ن میں پروگرام کے مہمان خصوصی شری باپو صاحب کھیڈیکر ایم ایل اے
...یں سرے پر پرکار کمپلیکس کے ڈائریکٹر اور بلدیہ کے رکن جناب عبدالرزاق
...ر نظر آرہے ہیں۔ مائک پر صدر جلسہ جناب ابو سیٹھ دلوائی۔

داشی میں کینسر ڈیٹکشن کا کامیاب کیمپ



کینسر جیسی بھیانک بیماری (مرض سرطان) کا اوسط ہمارے ملک میں دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے اور ایک عام شخص کے بس نہیں رہا کہ قبل از وقت اس موذی مرض کے علامات کو محسوس کرے اور اس سے نجات حاصل کرے ویسے بھی اس بیماری کا پتہ بہت دیر بعد چلتا ہے اور تب تک کافی تاخیر ہوچکی ہوتی ہے اس لئے جب کینسر ڈیٹکشن کیمپ منعقد کئے جاتے ہیں تب کئی ایسے مریض سامنے آتے ہیں جو اس مرض کا شکار ہوچکے ہیں۔ وقت پر پتہ لگنے سے علاج ممکن ہوتا ہے اور کسی حد تک آسان بھی۔ داشی میں ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء کو ایک ڈیٹکشن کیمپ لگایا گیا تھا۔ نئی بمبئی جیسی نئی آبادی والے علاقہ میں یہ کیمپ لگا کر مقامی لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا کام لائنس اور لائنیس کلب نئی بمبئی داشی اور ادسا (انڈین ومن سائنٹسٹ ایسوسی ایشن) کے زیر اہتمام انجام پایا۔ اور صد فیصد یہ کیمپ کامیاب رہا۔ اس کامیابی کا سہرا خاص طور پر نئی بمبئی داشی کی مشہور ڈاکٹر شریمتی لیلا کھوپکر اور ڈاکٹر ناڈکرنی کے سر جاتا ہے لائنس کلب اس قسم کے کیمپ ہر چھ مہینہ بعد داشی میں لگوانے کا ارادہ کئے ہوئے ہے داشی میں رہنے والوں کو اس سہولیت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ زیر نظر تصویر میں ڈاکٹر مریضوں کی جانچ کرتے نظر آرہے ہیں جبکہ کچھ خواتین قطاریں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہی ہیں۔

کوکن بنک ترقی کی راہ پر

۱۴ جنوری ۱۹۹۱ء کو کوکن مرکنٹائیل
کواپریٹیو بنک لیمیٹڈ کا سالانہ جلسہ عا
نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پذ
ہوا۔ علاقہ کوکن خود اپنے طور پر ریا
مہاراشٹر کا پسماندہ حصہ ہے پھر اقلیتو
کا جہاں تک تعلق معاشی اور اقتصاد
طور پر بے حد کمزور ہیں کوکن بنک کے حصہ
داروں میں بھی لوگ زیادہ ہیں مگر کو
بنک اسی سمت میں کار مسیحائی انجام د
رہا ہے۔ ۲۱ ویں سال میں بھی بنک
اتنی ترقی کی ہے جو دوسری کواپریٹیو بنکو
کو جوبلی بنانے کے بعد بھی نصیب نہیں۔
۱۹۸۹ء سے بالترتیب خالص منافع بر
اضافہ ہوا ہے۔ ورکنگ کیپٹل بڑھا۔
حصص داروں کی تعداد بڑھی ہے۔
شاخیں قائم ہوئی ہیں اور اس طرح مت
طبقہ کے کاروباری لوگ اس سے استف
حاصل کر رہے ہیں اگر ایسا ہی تعاو
تو وہ دن دور نہیں کہ سلور جوبلی کی
میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہ بنک
بنک بن جائیگی۔ بنک کے چیرمین ڈ
جنرل منیجر و دیگر افسران قابل مبارکباد

ن فن اور اردو مخطوطات کا اجراء

کوکن اردو رائٹرز گلڈ کی تازہ مطبوعات
ن فن مصنف ڈاکٹر یونس اگاسکر اور
ب خانہ جامع مسجد (بمبئی) کے اردو
وطات مصنف ڈاکٹر حامد اللہ ندوی
رسم اجراء ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو نقش کوکن
نٹ فورم کے سالانہ جلسے میں فورم
چیرمین ماہر نفسیات ڈاکٹر عبدالکریم
یک کے ہاتھوں انجام پائی۔ اس موقع
جناب شرف کمالی نے مذکورہ کتابوں
تعلق سے ایک مختصر مگر بلیغ مقالہ پڑھا
ہمان خصوصی جناب علی ایم شمسی (چیرمین
وکن بنک) نے ڈاکٹر یونس اگاسکر
در ڈاکٹر حامد اللہ ندوی کی خدمات کو
راہتے ہوئے انھیں مبارکباد دی۔
اس تقریب میں کوکن اردو
رائٹرز گلڈ کے سکریٹری جناب اسماعیل
شیخ (مقیم نیروبی مشرقی افریقہ) کے
علاوہ تعلیمی، سماجی اور ادبی دنیا کی
معتبر ہستیاں شامل تھیں۔

کمرشیل بینک آف کویت کے ملازمین متوجہ ہوں

کمرشیل بینک آف کویت اپنے عملہ
کو باقاعدگی کیساتھ ہر ماہ نصف تنخواہ بذریعہ
ڈاک لندن سے ارسال کر رہی ہے۔
جنھیں یہ تنخواہ نہیں مل پا رہی ہے وہ براہِ
راست لندن کے پتہ پر اپنا مکمل نام،
فائیل نمبر، گریڈ، مکمل رہائشی پتہ
اور بینک اکاؤنٹ نمبر دیں یا رابطہ قائم کریں ... ں جناب ...



ڈاکٹر مس نسرین کاپڑی نے (پونہ یونیورسٹی
سے M.B.B.S. امتحان میں کامیابی حاصل
کی آپ کھیڈ (رتناگری) کی مشہور ڈاکٹر نورجہاں
پالیکرش کی بھانجی ہیں۔

اردو کے ریٹائرڈ ٹیچرز

ہم بار بار اس امر کا اعلان کرتے رہے کہ
اردو کے ٹیچرز جو کوکن کے کسی اسکول سے
سبکدوش ہو کر اب عمر کے ستر پچھتر
سال پورے کر چکے ہیں ہم سے رابطہ قائم
کریں تاکہ ہم ان کے اعزاز میں شاندار
جلسہ منعقد کر کے ان کا شایان شان استقبال
کریں۔ بڑے انتظار کے بعد بھی صرف
تین اساتذہ نے اپنی معلومات بہم پہنچائی
جبکہ ہماری معلومات کے مطابق کوکن میں ہی
اور کئی اساتذہ موجود ہیں۔ ہمارے
خیرسگال جذبہ کی اس طرح پامالی کے بعد
ہم کوئی جلسہ منعقد نہ کر سکے اور امسال سردی
کی شدت شہر میں ناموافق حالات اور
ان حضرات کی ضعیف العمری کے پیش نظر
ہم نے ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کے منعقدہ جلسہ میں
شریک ہونے کی انھیں زحمت نہ دی البتہ
ہدیۂ تبریک کے طور پر ایک رقم بذریعۂ
منی آرڈر ان کے نام ارسال کی اس ضمن
میں جانب سے اعزاز پائے ان کے نام ہیں

① جناب عبداللہ ابراہیم قاضی — ۹۷۶
ادھم نگر رتناگری (پیدائش - ۱۵ جولائی
۱۹۱۲ء)۔ آپ بعمر ۵۸ سال ۱۴ جولائی ۱۹۷۰ء
کو اردو اسکول، کرلا، ضلع رتناگری سے
سبکدوش ہوئے۔ دوران ملازمت تعلقہ
شکشک سنگھ کے صدر رہ چکے ہیں۔ جن
مقامات پر سروس کی وہاں اسٹرلائبریریوں
کا اجرا کیا اور ہاکی بال، فٹ بال وغیرہ کھیل
شروع کئے

② جناب حسین عبدالرحمن قاضی کڈوئی، تعلقہ
سنگمیشور ضلع رتناگری (پیدائش ۱۵-جولائی ۱۹۱۲ء)
۴۵ سال ملازمت کرنے کے بعد ۱۴ جولائی
۱۹۷۱ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۶۱ء تک کڈوئی
میں صدر مدرس کے بعد بیسک ٹریننگ کالج
میں بحیثیت کرافٹ ٹیچر خدمات انجام
دیں اور وہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔۔۔

③ جناب حسین یوسف پالوجی — مروڈ
جنجیرہ ضلع رائیگڈھ (پیدائش - ۱ جولائی
۱۹۱۶ء)۔ ۴۰ سال کی سروس میں سے
اٹھائیس سال بحیثیت صدر مدرس
کام کیا اور ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو مروڈ جنجیرہ
کی فل پرائمری اسکول سے ریٹائرڈ ہوئے
پی۔ ایس۔ سی کے ممتحن۔۔ نو سال کام
کیا۔ جنجیرہ کی ریاستی حکومت میں تعلیمی
اور سماجی خدمات بھی انجام دیتے رہے



شریوردھن ہائی اسکول کی نمایاں کامیابی

" بزم ملت " جنجیرہ مروڈ کے زیر اہتمام ضلع رائے گڈھ کے تمام اردو اسکولوں کے طلبہ و طالبات کے درمیان " تقریری اور نعت گوئی " مقابلہ ۱۶ جنوری ۹۱ء کو بمقام انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول مروڈ جنجیرہ میں منعقد کیا گیا جس میں ادارۂ ہٰذا کی طالبات نے تین انعام حاصل کئے۔ سینئر گروپ میں جماعت دہم کی طالبہ شیما عبدالشکور کالوکھے کی بہ عنوان لایمکن الثناء کما کان حقہٗ تقریر کو اوّل انعام دیا گیا اسی طرح گذشتہ سال کا ریکارڈ برقرار رہا۔ ایک رولنگ شیلڈ، سٹیل کے برتن اور نقد ۲۰۰ روپئے کے انعامات دیئے گئے۔ ضلعی سطح پر رائے گڈھ میں نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم کے آل کوکن تقریری مقابلہ میں یہ طالبہ تیسرا انعام پا چکی تھی۔

جونیر گروپ میں ششم جماعت کی طالبہ شگفتہ شہاب الدین پٹیل کو سوم انعام سے اور نعت گوئی مقابلہ میں نہم جماعت کی طالبہ شاہین عبدالعزیز ہرولکر کو بھی سوم انعام سے نوازا گیا۔ زیر نظر تصویر میں تینوں طالبات حاصل کردہ انعامات کے ساتھ۔ درمیان میں شیما کالوکھے نظر آرہی ہے۔ اسکی داہنی طرف شگفتہ پٹیل اور بائیں طرف شاہین ہرولکر۔ اس کامیابی میں اسکول ہٰذا کے ٹیچرز فردوس دھنسے اور شگفتہ مہاڈکی صاحبہ نے خاص محنت کی۔

(نامہ نگار :- شبیر خطیب)

نیرل میں غزل سرائی مقابلہ اور مشاعرہ

۱۹ جنوری ۹۱ء کو اینگلو اردو ہائی اسکول۔ نیرل ضلع رائے گڑھ میں بین الجماعتی غزل سرائی مقابلہ منعقد کیا گیا۔ جناب قیصر الجعفری صاحب نے صدارت فرمائی۔ جناب قاسم امام، عذرا امام اور معصوم انصاری صاحبان نے جج کے فرائض انجام دیئے۔

ہیڈ مسٹریس مسز شمشاد صاحبہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور غلام نبی مومن صاحب نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔ قاسم امام صاحب نے طلبہ و طالبات کو مبارکباد اور تلفظ پر خاص طور پر دھیان دینے پر زور دیا۔

مقابلہ کے فوری بعد مشاعرے کا آغاز ہوا۔ جس میں قیصر الجعفری، ندیم صدیقی، ناصر شکیب، قاسم امام، معصوم انصاری، راشد الہ آبادی، افسر دکنی اور سلام تنور صاحبان نے اپنا کلام پیش کیا۔ جناب قاسم امام نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

> کتنے افراد اُن کے عزیز و اقارب اور دوسروں کے اس کرب کا احساس کرتے ہیں جو ٹیلیفون نمبر اور پتے کی تبدیلی کے بارے میں پیشگی مطلع نہ کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے جیسے رسائل اس کرب کا زیادہ شکار بنتے ہیں۔ سابقہ پتے سے رسالہ جب " واپس " آتا ہے تو اس کے نتیجے میں ٹرسٹ پر ضائع شدہ ڈاک خرچ کا بوجھ پڑ چکا ہوتا ہے۔ کسی کو بھی کرب میں مبتلا نہ کیجئے۔ پتے اور ٹیلیفون نمبر کی تبدیلی سے از راہِ کرم پیشگی مطلع کیجئے۔

شادی خانہ آبادی

انجمن اردو مدرسین رتناگری کے نائب صدر اپ گریڈ ہیڈ ماسٹر جناب عبدالمجید مجگاؤنکر متوطن کرلا دختر نجمہ کی شادی موضع بھامبیڑے کے جناب عثمان بھاٹکر کے فرزند عبدالرشید کے ساتھ ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو انجام پائی ۔

کھیڈ کے ڈاکٹر اکبر کی دختر ثمیرہ کی شادی ریگاؤں ممبئی کے جناب حسن شریف دلوائی کے فرزند الطاف ساتھ ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو ممبئی میں انجام پائی ۔

شہر رتناگری کے جناب شیخ محمد ناگلیکر کی دختر نسرین شادی جاوید ابن عبدالرحمن شیخ کے ساتھ ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء ممبئی میں انجام پائی ۔

جناب عبداللطیف گیرکر کے فرزند فضل احمد کی شادی قمر بنت یوسف پاٹنکر کے ساتھ ۱۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو ممبئی میں جام پائی ۔

جناب عبدالرحمن سرنگ کے فرزند تنویر کی شادی ین بنت سید اکبر نور کے ساتھ ۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو یں انجام پائی ۔

جناب عبدالرزاق عمر سروے متوطن سوس تعلقہ کھیڈ ین ٹرانسپورٹ) کے فرزند محمد اسحاق کی شادی حسینہ قاسم ٹھاکور کے ساتھ ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو ممبئی میں م پائی ۔

جناب عثمان حسین میاں مجگاؤنکر کوکن مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کے برادران بستی جناب غلام محی الدین تانبے کی شادی عثمان محمد پسوارے کی دختر نور جہاں کے ساتھ اور جناب محمد تانبے کی شادی جناب حسن میاں انوارے کی دختر کے ساتھ ۱۳ ڈسمبر ۱۹۹۰ء کو بمقام آڑے ضلع رتناگری ام پائی ۔

★ جناب محمد اسماعیل داؤد چکیلے راشننگ انسپکٹر حکومت مہاراشٹر بمبئی فرزند اسلم کی شادی شکیلہ بنت زین الدین حسین چکیلے متوطن داد گھر تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے ساتھ مورخہ ۲۳ ڈسمبر ۱۹۹۰ء کو انجام پائی ۔

★ تیلنگ گرام پنچایت کے سرپنچ جناب عبدالرحمن جھمام (عرف عبدو سیٹھ) کی دختر یاسمین کی شادی میاں احمد ادکے کے فرزند عبدالکریم کے ساتھ ۱۴ ڈسمبر ۱۹۹۰ء کو انجام پائی ۔

★ الحاج عبدالغنی فجندار کی نواسی اور صمدانی کنسٹرکشن کے مالک عبدالصمد مقری (ادرن) کی دختر نظمون کی شادی عطاءاللہ تنگیکر کے فرزند حسن کے ساتھ ۳۰ ڈسمبر ۱۹۹۰ء کو ادرن ضلع رائیگڑھ میں انجام پائی ۔

★ جناب اقبال ہسپاٹیل کے فرزند خالد کی شادی المرحوم عبدالرزاق مٹھاگرے (شریوردھن) کی دختر زاہدہ کے ساتھ اور نازنین کی شادی المرحوم عبدالصمد جلال (ٹول) کے فرزند مجاہد کے ساتھ ۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو والوٹ تعلقہ شریوردھن ضلع رائیگڑھ میں ہوئی ۔ نامہ نگار ۔ (محمد سعید کنکے وہوڑ)

★ کوکن معروف ریٹائرڈ پرنسپل جناب ایم اے پرکار (متوطن فردس تعلقہ کھیڈ) کے فرزند سعید کی شادی ممتاز بنت بی ڈی پرکار کے ساتھ ۱۲ جنوری ۱۹۹۱ء کو انکے وطن میں انجام پائی ۔

مبارک کاپڑی ایڈیٹوریل بورڈ میں

پہلا صفحہ اور آخری صفحہ کے خالق جناب مبارک کاپڑی مارچ ۱۹۹۱ء سے ماہنامہ نقش کوکن کے معاون مدیر کی ذمہ داری سنبھالینگے ۔

★ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست ویسٹرن انڈیا ویلڈنگ ورکس کے مالکان (متوطن گھاٹیملا ۔ رتناگری) جناب حاجی رحیم حبیب شرگاؤنکر کے فرزند محبوب کا عقد مسعود شمیم بانو بنتِ شیخ ابراہیم مدینہ والا کے ساتھ اور دخترِ نفیسہ کا عقد مسعود رفیق ابن محمد اسحاق مغل کے ساتھ اور جناب حاجی ظہیرالدین حبیب شرگاؤنکر کے فرزند اسلم کا عقد مسعود افروزہ بنتِ حاجی رحیم حبیب شرگاؤنکر ساتھ ۶ جنوری ۹۱ء کو جامع مسجد بمبئی میں انجام پایا۔

★ کولتھرا کے جناب اسماعیل شیخ محمد مقدم کے فرزند ناظم کی شادی گل افروز بنتِ ایس ایم حجوانے کے ساتھ ۲۷ جنوری ۹۱ء کو کالینہ بمبئی میں انجام پائی۔

★ بمبئی کے معروف وکیل عبدالعظیم کھتکھیے کی دختر سعدیہ کا عقد مسعود انور انصاری کے ساتھ ۶ جنوری ۹۱ء کو واشی نئی بمبئی میں انجام پایا۔

★ ۳۰ دسمبر ۹۰ء کو محترمہ حوابی سونڈے کے فرزند خلیل احمد بن عبداللہ سونڈے کی شادی نفیسہ بنتِ مرحوم محمد قاسم گنڈگے کے ساتھ کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں بتزک و احتشام انجام پائی

★ تاڑواڑی مجگاؤں کے جناب اکبر خان کے فرزندان محمود احمد کی شادی ردبینہ بنتِ اجمل خان کے ساتھ اور مقصود احمد کی شادی عائشہ بنتِ مولانا احمد میاں قادری ۲۷ جنوری ۹۱ء کو انجام پائی۔

★ عقیقہ :۔ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست جناب غلام دستگیر پرکار کی دختر نہالہ کا عقیقہ ۲۶ جنوری ۹۱ء کے روز ان کے دولتکدہ (واقع اندھیری) پر بتزک و احتشام انجام پایا۔

★ جناب داؤد ایوب خان بھاردے (متوطن سارنگ تعلقہ داپولی) کی دختر ریحانہ کی شادی ابراہیم حسام الدین گولنداز متوطن ہرنئی کے ساتھ ۲۷ جنوری ۹۱ء کو ٹرامبے بمبئی میں انجام پائی۔

انتقال پر ملال

کردیکر کو صدمہ

کوکن بنک کے جنرل منیجر جناب امیر الدین کردیکر کی چچازاد
...نا خیر النساء یونس کردیکر (متوطن لونشی تعلقہ مانگاؤں)
...۴۴ سال ۱۸ر جنوری ۹۱ء کو ناگہانی طور پر انتقال کر گئیں۔

ڈاکٹر سراج پرکار صدمہ

نوجوان ڈاکٹر سراج پرکار جن کا ترجمے نئی بمبئی میں دواخانہ
...متوطن بانکوٹ کی پھوپی جمیلہ احمد پرکار کا ۱۸ر دسمبر ۹۰ء کو بانکوٹ
...قلیل علالت میں انتقال ہوا۔

زینب بی چاندلے کا انتقال

الحاج یوسف چرفرے متوطن دیبور کی بہن اور غلام غوث
...ندلے متوطن چماؤں تعلقہ مہاڈ کی اہلیہ زینب کی ۱۸ر دسمبر ۹۰ء
انتقال ہوا۔ مرسلہ محمد سعید کنکے۔

یعقوب چوگلے کو صدمہ

نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست (حالی فشریز کے ڈائرکٹر)
...ب یعقوب چوگلے کے خسر بالا میاں دیپر کا ۵ر جنوری ۹۱ء کو انکے
...ن دلوئی ضلع رتناگری میں انتقال ہوا۔

عبدالحمید دادرکر مرحوم

مالدار کمپنی کے سرنگ جناب عبدالحمید احمد دادرکر متوطن سے
...وٹ کا ۸ر نومبر ۹۰ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

فقیر صاحب پٹھان کا انتقال

کوکنی مسلم ایسوسی ایشن (نیروبی) مشرقی افریقہ کے سابق صدر
...خان صاحب کے پدر بزرگوار فقیر صاحب پٹھان کا ۲۷ر دسمبر ۹۰ء
...پنے وطن بیگڑی تعلقہ مہلہ ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہوا۔

ڈاکٹر لطیف پٹیل چل بسے

امراض قلب کے ماہر معالج ڈاکٹر لطیف پٹیل کا یکم جنوری ۹۱ء
...لوک ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ وہ ۷۴ سال کے تھے۔

مرحوم صدر جمہوریہ ہند کے معالج تھے۔ نائر ہسپتال میں آپ میڈیسن ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ تھے۔ حبیب ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ اور ٹرسٹی تھے۔ جسلوک ہسپتال اور پرنس علیخان ہسپتال کے بھی آپ اعزازی فزیشن تھے۔ میڈیکل کالج میں آپ مقبول استاد مانے جاتے تھے آپ کے والد ڈاکٹر رجب علی پٹیل بھی ایک جانے مانے مجاہد آزادی اور مہاتما گاندھی کے خصوصی معالج تھے۔ ڈاکٹر لطیف پٹیل نے ایسے ماحول میں نشو نما پائی جہاں گھر کے سبھی افراد مہاتما گاندھی جواہر لعل بلکہ موتی لعل نہرو مولانا آزاد جیسے مجاہدین آزادی اور رہنماؤں کی میٹنگیں ہوا کرتی تھیں۔ ڈاکٹر الطاف پٹیل اور حسنین پٹیل آپ کے فرزندان ہیں۔

• تابے برادران کو صدمہ

کھیڈ ضلع رتناگری کے تابے خاندان کے رکن جناب علی ابراہیم تابے کی والدہ عائشہ بی کا ۳۰ ڈسمبر ۱۹۹۰ء کو انتقال ہو گیا۔ انکی عمر ۸۲ سال کی تھی۔

مرحوم جناب شیخ اسماعیل سکریٹری کوکن اردو رائٹرز گلڈ نیروبی اور جناب عبدالقادر ابراہیم تابے، راشننگ انسپکٹر حکومت مہاراشٹر بمبئی۔

• احمد باملے کو صدمہ

نقش کوکن میں اسپورٹس کے نامہ نگار جناب احمد ابراہیم باملے متوطن آنشی تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری کے ماموں زاد بھائی انور علی یونس راول عمر ۱۳ر سال کا ۲۹ر دسمبر ۹۰ء کو سینٹ جارج اسپتال میں دل کا آپریشن ہونے کے بعد اچانک انتقال ہو گیا۔ تدفین نڑلے (بمبئی) میں انجام پائی۔

• جاسمین اپارٹمنٹ مجگاؤں بمبئی میں خیر النساء زوجہ حسین پیٹکر کا ۹ر جنوری ۹۱ء کو انتقال ہوا۔

• ایڈوکیٹ بھورے کو صدمہ

ایڈوکیٹ عبداللہ (کمال) بھورے کی بیگم کا ۳ر جنوری ۹۱ء کو انکے وطن پھنسونہ ضلع رتناگری میں انتقال ہو گیا۔

• ڈاکٹر کھٹکھٹے کو صدمہ

بمبئی کے معروف ڈاکٹر زاہد کھٹکھٹے (فیزیو تھیراپسٹ) کے بھائی عارف ۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو راہی عدم ہو گئے۔

• قاضی معراج الدین مرحوم

۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو باندار اردو ہائی اسکول کے قابل معلم جناب قاضی معراج الدین امین الدین رحلت فرما گئے۔ مرحوم مراٹھی اور تاریخ کے بہترین استاد تھے۔

لندن سے موت کی خبر

• جناب حاجی ابراہیم محمود دایاجی، آبائی وطن بورل پنچیتن تعلقہ شروردھن ضلع رائے گڑھ، حال مقیم بلیک برن انگلینڈ ۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے پر ۷۶ سالہ عمر میں رحلت فرما گئے۔

— مرسلہ۔ ابراہیم بغدادی —

• نادیہ دلوی کا ہارٹ فیل

۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کو مہسلہ کے جناب بشیر دلوی کی سترہ سالہ دختر نادیہ جو انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول مہسلہ میں زیر تعلیم تھی حرکتِ قلب بند ہو جانے سے رحلت کر گئی۔

• چھوٹے نواب کو صدمہ

نقش کوکن کے لائف ممبر چھوٹے نواب کی والدہ حنیفہ بی کا ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو بعمر ۷۸ سال بمبئی میں انتقال ہوا۔

• دلوی خاندان کو صدمہ

علی کھوت قمرالدین دلوی متوطن بردیت تعلقہ شریوردھن ضلع رائے گڈھ ۷ نومبر ۱۹۹۰ء کو رحلت فرما گئے۔ مرحوم نے ایک لمبی عمر پائی تھی ۱۰۹ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

مرسلہ یوسف عبدالغفور دلوی
کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ

• کراچی سے موت کی خبر

جناب محمد ہانگی جن کا آبائی وطن سارنگ تعلقہ داپولی تھا۔ ۲۵ جنوری گذرگزشب میں طویل علالت کے بعد راہی عدم ہو گئے۔

نقش کوکن

نقشِ نواز

ماہِ جنوری ۱۹۹۱ء کے دورانِ نقش کوکن خریداری قبول فرمانے والے ہمارے کرم فرماؤں کا ادارہ بے حد مشکور ہے — ادارہ

اندرون ہند سالانہ خریدار

(۱) سعید محمد شیخان (کوڑکی رائیگڈھ) (۲) علی میاں جنجرکر (کیلشی رتناگری) (۳) گلاب اے رحمن قاضی (اندھیری) (۴) مس پردین محمود دجوانے واشی (۵) یعقوب بیگ ہائی اسکول پنویل (۶) حاجی اے سمد حاجی لال محمد مومن گرلز ہائی اسکول (بھیونڈی) (۷) چودھری ضرار احمد نقی (ریوپی) (۸) بہاؤالدین علی میاں جمولنے (برزی) (۹) شہناز رشید پربھولکر (ڈونگری) (۱۰) اے آر ایم ایس سرگورہ (بمبئی ۹) (۱۱) شیخ ہارون ایم برق (نھانہ) (۱۲) ابراہیم جمال الدین پرکار (کھڈک) (۱۳) انجمن حمایت السلام (مہاڈ) (۱۴) ایم حسین عمر مجگاؤں (۱۵) ایم ایچ پرکار (ساکردل) (۱۶) شرف الدین شیخ (جوگیشوری) (۱۷) پروفیسر جے۔ اے جلال اندھیری (۱۸) اسماعیل احمد مُیادے (۱۹) اشفاق اسماعیل بیٹکر لاٹھون (۲۰) موسیٰ جوگلے لاٹھون (۲۱) نیشنل ہائی اسکول لاٹھون (۲۲) شکیل بالا چافیکر دابھٹ (۲۳) عبدالوہاب محمد سادنت لاٹھون (۲۴) اسحاق محمد سادنت لاٹھون (۲۵) اگیر واچنالیہ مرادپور (۲۶) حسین محمد مالگونڈکر مرادپور (۲۷) عثمان فقیر محمد خلفے لاٹھون (۲۸) ابراہیم بالا خلفے لاٹھون (۲۹) یا حق نونہال واچنالیہ لاٹھون (۳۰) عرفان علی خلفے پمپولی (۳۱) عبدالحمید دائی مجگاؤں کرا (۳۲) اردو لائبریری چپلون، سکندر یوسف کاپڑی۔ کوٹا

اندرون ہند لائف ممبر

(۱) محمد فاروق ابراہیم حاجی حبیب بمبئی (۲) ڈاکٹر الیاس قاسم ٹیمکر (ڈونگری)

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

اسلامی معلومات کا مقابلہ

آپ کی اسلامی معلومات کتنی اور کیسی ہیں ، اس کا اندازہ کرنے
یل میں سوالات دیئے جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے ان سوالات
، بالکل صحیح جواب دیئے تو آپ کو ہماری جانب سے بطور انعام کوئی
ب اچھی سی کتاب ارسال کی جائیگی۔ ان سوالات کے جوابات ، ہمیں
ندہ ماہ کی ۲۰ تاریخ تک مل جانے چاہیں۔ صحیح جوابات آئندہ
مارے میں شائع ہوں گے ـــــــــ

:- آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟
۱ :- آنحضرتؐ کے سب سے پہلے سریہ کا نام بتایئے
۲ :- فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ مکہ میں کتنا عرصہ ٹھہرے ؟
۴ :- سفر معراج میں حضورؐ کی ملاقات کتنے پیغمبروں سے ہوئی ؟
۵ :- کیا آپ کو معلوم ہے حضورؐ کو وضو اور نماز کا طریقہ کس نے سکھایا ؟
۶ :- آنحضرت نے تمام انبیاء کو کہاں نماز پڑھائی ؟
۷ :- سفر طائف سے واپس آتے ہوئے آپؐ کون سی سورہ تلاوت کر رہے تھے
۸ :- بتایئے آنحضرتؐ کے شاعر خاص کن کو کہا جاتا ہے ؟
۹ :- حضورؐ کے گھوڑے المرتجز کا رنگ بتایئے ؟
۱۰ :- حضورؐ کے خچروں کی تعداد بتایئے ؟
۱۱ :- آنحضرتؐ کے کس جانور کا نام لشوق تھا ؟

گذشتہ ماہ کے مقابلے کے جوابات

(۱) ایک لاکھ چوالیس ہزار (۲) ۵۱ برس ۸ مہینے ، بیس دن
(۳) نماز (۴) سراقہ بن جعشم (۵) حضرت ابو طالب
حضرت حمزہؓ (۶) خانہ کعبہ میں (۷) حضرت حمزہ رضؓ
(۸) تین سو ساٹھ (۹) آٹھ (۱۰) بارہ سال کی عمر میں
(۱۱) حضرت خدیجہ رضؓ

کوکن ہال

پچھلے پچیس تیس سال تک کوکنی قوم احساس کمتری
کا اسقدر شکار تھی کہ لوگ اپنے آپ کو کوکنی ظاہر کرتے ہوئے
شرماتے تھے۔ کوکن مسلم ڈیفنس ایسوسی ایشن نے اس احساس
کو اس قدر دور کیا کہ نہ صرف کوکن برادری بیدار ہوئی بلکہ
بمبئی میں اپنا تو اپنا اپنے کاروباری ادارہ کو بھی
لفظ کوکن سے موسوم کرنے کی اس میں ہمت آگئی ——
کوکن بسکٹ مارٹ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ ڈاکٹر
عبدالقادر لامبے نے (جو ناک کان اور گلے کے ماہر معالج
ہیں) اپنے چند رفقاء کے ساتھ پالی کلنک قائم کیا تو
اس کا نام کوکن پالی کلنک رکھا۔

ایسا نہیں ہے کہ کوکن بنک، کوکن ایمبولنس کوکن
یونیٹی سینٹر یا کوکن پالی کلنک صرف کوکنی حضرات کو فائدہ
پہنچا رہا ہے۔ ان کا فیض عام تو عوام الناس کے لئے ہے
ہر ضرورتمند کیلئے ہے۔ مگر ان ناموں سے کوکنی حضرات
کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ سینہ خوشی سے پھول جاتا ہے
قومی اعتبار سے یہ دلخوش کن امر ہے لہٰذا کوآپریٹیو
بنیادوں پر ہی سہی چند سرمایہ دار کوکن ہال کی تعمیر کریں
تو ہماری سماجی زندگی میں ایک نئے بات کا اضافہ ہوگا۔

ماہنامہ نقش کوکن کی شرح خریداری

اندرون ہند		بیرون ہند	
سالانہ	۵۰ روپے	سالانہ	۲۰۰ روپے
تاحیات	۵۰۰ روپے	تاحیات	۱۵۰۰ روپے

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم بمبئی

کے زیر اہتمام

آل کوکن اردو تقاریر اور جنرل نالج کا فائنل مقابلہ

اور

سالانہ جلسۂ اعزاز و تقسیم انعامات

بروز اتوار بتاریخ [illegible]۰ جنوری ۱۹۹۱ء

[illegible] بجے

بمقام: داؤد فاضل بھائی آڈی ٹوریم ۔ بمبئی ۹

صدارت :- **شری موہن آوٹے**

چیئرمین مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن ۔ بمبئی ڈیویژن

مہمان خصوصی :- **جناب علی ایم شمسی**

چیئرمین کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بنک لمیٹڈ بمبئی

NAQSHE-KOKAN (BOMBAY)

تعارف و استقبال

نقش کوکن جو پچھلے اٹھائیس سال سے اردو زبان وادب کی خدمت کر رہا ہے اب صرف ایک ماہنامہ نہیں رہا بلکہ تحریک بن گیا ہے بالخصوص نقش کوکن ٹیلنٹ فورم اس کی روشن مثال ہے اور کوئی بھی تحریک اس وقت تک جاندار اور شاندار نہیں بن سکتی جب تک اسے محنت، دولت اور ذہانت کا ساتھ نہ ملے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ فورم کے کارکنان کی ذہنی عرق ریزی اور خون پسینہ ایک کرنے والی محنت کو علم دوست حضرات نے مالی تعاون بخشا اور اس طرح یہ پروگرام SPONSORED پروگرام بن گئے۔

امسال ۱۹۹۰ء-۹۱ء کے پروگرام کے کفیل ہیں جناب غلام محی الدین داؤد خطیب اور ثناء اللہ گھر ٹکر خطیب صاحب نے پچھلے سال بھی اس پروگرام کی کفالت فرمائی تھی۔ ہم ان دونوں حضرات کے شکر گذار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

اس جشن نور وسرور میں مہمان خصوصی ہیں جناب علی ایم شمسی جن کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے تمام پروگرام (ضلع تھانہ، ضلع رتناگری اور ضلع رائے گڈھ) میں بانیان مجلس نے شمسی صاحب کو ہی بہ اصرار بطور چیف گیسٹ مدعو کیا تھا۔ ہم شمسی صاحب کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہماری دعوت کو بھی شرف قبولیت بخشا۔

نقش کوکن



پروگرام کے کفیل عالیجناب محی الدین خطیب سکریٹری ٹیلینٹ فورم جناب ابراہیم سند ملکر کی رہنمائی میں ایک طالبہ کو انعام اور سند دیتے ہوئے۔

اس جلسہ کی جس میں کوکن کے طلباء اور اساتذہ کی S.S.C. میں اعلیٰ کارکردگی کو بنظر استحسان دیکھا جا رہا ہے۔ ریاست مہاراشٹر (بمبئی ڈیویژن) کے ایس ایس سی بورڈ کے چیئرمین صدارت کر رہے ہیں۔ شری موہن آڈٹے کا یہ کرم ہے کہ رونق افروزئ محفل ہوئے ذیل میں ان سبھوں کا مختصر تعارف درج ہے۔

ثناءاللہ عبدالرحمٰن گھر ٹکر

دراصل کھارا بنولی کے باشندہ ہیں جنہوں نے جنجیرہ مروڈ میں مستقل سکونت اختیار کی ہے اور اب دوحہ قطر کے ایک معروف الیکٹریکل کنٹراکٹر ہیں ۔۔۔ دوحہ قطر کے کوکنی حلقۂ احباب میں ایک فعال شخصیت ہیں۔ قطر میں کھیل کود اور سماجی و تہذیبی سرگرمیوں کے (ہندوستانیوں کی بالعموم اور کوکنی حضرات کی بالخصوص) آپ ہمیشہ محرک رہے ہیں۔ کھارا بنولی جماعت کے آپ بانی صدر اور جنجیرہ مروڈ جماعت المسلمین دوحہ قطر کے آپ نائب صدر ہیں ۔۔۔ انجمن اسلام جنجیرہ اور اسکی تعلیمی سرگرمیوں کے آپ ہمیشہ معاون و مددگار رہے ہیں۔

جی ایم ڈی خطیب: جناب غلام محی الدین

داؤد خطیب موضع گوونلکوٹ تعلقہ چپلون ضلع رتناگری کے باشندہ ہیں۔ بمبئی میں حصول تعلیم کے بعد آپ قطر پہنچے اور کچھ ہی عرصہ میں اعتماد الیکٹریکلز کے نام سے ایک تجارتی ادارہ قائم کیا جس کے آپ منیجنگ پارٹنر ہیں۔ ایک اچھے بزنس مین، باذوق، نفاست پسند و خوش مزاج

نسان اور مخیر علم دوست ہیں۔

نجمن فلاح المسلمین گوونلکوٹ کے آپ بانی صدر ہیں۔اسی طرح مدرسہ دارالقرآن جس میں حفظِ قرآن کیلئے ۲۴ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔آپ ہی کی سرپرستی میں جاری ہے۔

یہ آپ کی علم دوستی اور ادب نوازی کا جذبہ کا فیض ہے کہ امسال بھی N. K. T. F. کے فائنل پروگرام کی آپ نے دوبارہ کفالت فرمائی ہے۔

ابھی تعطیل ختم ہوکر آپ ہندوستان سے لوٹ جانے والے تھے مگر ہماری درخواست پر آپ رکے رہے اور تقسیم انعامات کے جلسہ میں شریکِ محفل ہیں۔



علی ایم شمسی

کوکن کے جواں فکر شاعر جناب شرف کمالی نے اپنی ایک نظم میں شمسی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

انگوٹھی میں نگینہ جس طریقہ سے مزین ہو۔
علی شمسی اسی مانند زینت بخش کوکن ہے۔

اور یہ بات صادق آتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ کوکن کا باوقار اور باعثِ صد افتخار ادارہ کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بنک، باشندگانِ کوکن کی رجسٹرڈ سوسائیٹیوں کا وفاقی ادارہ کوکن انٹرنیشنل، مریضوں اور ناداروں کی خدمت خلق کرنے والا رفاہی ادارہ کوکن ایمبولنس سوسائٹی، سائی (ضلع رائے گڈھ) کمیونیٹی سینٹر جیسے اداروں کی صدارت کا بار آپ سنبھالے ہوئے ہیں۔ آئیڈئیل ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری، امدادیہ کمیٹی پانوس ضلع رتناگری اور کوکن داش منڈل کی مجلس انتظامیہ میں آپ شامل رہے

اور پھر کوکن پر ہی کیا موقوف ہے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی، مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف ویزیٹرز جے جے ہسپتال، اسٹیٹ حج کمیٹی مہاراشٹر جیسی عظیم المرتبت تنظیموں میں آپ کو رکنیت کا شرف حاصل ہے۔

دراصل موضع سائی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کے باشندہ ہیں مگر پورے کوکن میں آپ کو ہردلعزیزی حاصل ہے

آدٹے صاحب کا تعارف
انگریزی میں شامل اشاعت ہے

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کا جلسۂ اعزاز و تقسیم انعامات

گذارش احوال

حسب سابق
امسال ۹۱-۱۹۹۰ء
بھی نقش کوکن
[ٹیل]نٹ فورم نے کوکن کے اردو ہائی اسکولوں سے ایس ایس
[سی] میں ہر مضمون کے سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے
[طا]لبہ، مجموعی اعتبار سے (Aggregatte) کثیر
[نم]بر پانے والا طالب العلم
[او]ر طالبہ، اپنے اپنے مضمون
[می]ں بہتر کارکردگی کی بنا پر
[م]ثالی مدرس قرار دئے
[ج]انے والے اساتذہ،
[د]رس و تدریس میں ۲۵
[س]ال یا اس سے زیادہ
[ع]رصہ تک گرانما یہ خدمت
[ا]نجام دینے والے پرنسپل حضرات
[ض]لعی سطح پر پریشد کی جانب
[س]ے ایوارڈ پانے والے
[آ]درش شکشک یعنی کامیڑ
ایوارڈی ٹیچر، اس کے ساتھ
ہی ساتھ .S.S.C اور
.H.S.C کے امتحانات
میں امتیازی کامیابی اور
بورڈ کا انعام پانے والے
طلباء کے لئے اس تقریب
کا اہتمام کیا ہے۔
اس تقریب کا پہلا
[د]ور ضلعی سطح پر کامیاب ہونے
[و]الے نقش رکہ کر

والے طلباء کا آل کوکن تقریری مقابلہ اور جنرل نالج کنٹسٹ
کا فائنل راؤنڈ ہوگا اس کے بعد تقسیم انعامات و اعزازات دئے جائینگے
لہٰذا پابندی وقت کے ساتھ اختصار آج کی اہم ضرورت ہے
اس خیال کے پیش نظر ہم نے نہ سیکریٹری کو موقعہ دیا کہ وہ رپورٹ
پیش کریں نہ فورم کے صدر کو کہ وہ تعارف دیں۔ منجملہ سارے
تکلفات کو مختصر کرکے ہم یہ مجلہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے
ہیں تاکہ آپ اتنی تو جانکاری
لیکر جائیں کہ کون کیا ہے۔؟
کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر
وقت نہیں ہے۔
اپنی تو یہ عادت ہے کہ ہم
کچھ نہیں کہتے ـــ

پیش رفت

۱۹۸۳ء میں مضمون
نویسی کے مقابلہ سے نقش کوکن
ٹیلنٹ فورم نے اپنی سرگرمی
کا آغاز کیا تھا علم دوست
حضرات نے نقش کوکن ٹیلنٹ
فورم کے اغراض و مقاصد
کو اتنا پسند کیا کہ یہ پروگرام
SPONSORED-
پروگرام بن کر رہ گئے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کا
شکر و احسان اور کرم فرماؤں
کی نوازش کہ اگلے پروگرام
کی کفالت کا پیشگی اعلان



دسمبر ۸۹ء کو آل کوکن تقریری مقابلہ میں ضلعی سطح پر تھانہ ضلع
میں اول آنے والی طالبہ (مقرر) شاذلی محمد شفیع پوتریک
پروگرام کے مہمان خصوصی جناب عبدالستار شیخ صاحب سے
انعام و سند حاصل کر رہی ہے

فروری ۱۹۹۱ء

رہتے لگا اور عوام کی دلچسپی کو ملحوظِ خاطر رکھکر ہم نے بھی ہر سال اس میں ایک نئی سرگرمی کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح پچھلے آٹھ سالوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

مضمون نویسی کے بعد بہترین طلبہ اور مثالی اساتذہ کا انتخاب اس کے بعد ۲۵ سال تک درس و تدریس میں عرق ریزی کرنے والے صدر مدرسین کا اعزاز پھر مجموعی نمبرات کی بناء پر بیسٹ بوائے اور بیسٹ گرل کا اعزاز اس کے بعد تقریری مقابلے اور امسال جنرل نالج کے مقابلے سلسلہ کی متعدد کڑیاں ہیں۔ جو عوام الناس سے بالعموم اور علم دوست حضرات سے بالخصوص دادِ تحسین حاصل کر رہی ہیں ـــــ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اگلے سال (آج کی طرح) منعقد ہوتے والے جلسۂ تقسیم انعامات کی کفالت جناب محسن چوگلے متوطن بہرولی حال مقیم قطر نے ظاہر کی ہے اسی طرح ضلعی سطح پر ہونے والے مقابلوں میں رتناگری ضلع میں جناب عبدالرزاق سردار (نمائندۂ نقش کوکن در بحرین) کی وساطت سے جناب فیض انور احمد برڈے نے قبول فرمائی ہے۔

بات بالکل صحیح ہے اور وجہ بھی اتنی ہی صاف ہے کہ آج ہر ضلع میں (سوائے ضلع سندھودرگ کے) ۲۴ کے لگ بھگ ہائی اسکول جاری ہیں۔ اب ان ہائی اسکولوں سے تقریری مقابلہ اور جنرل نالج میں حصہ لینے والے طلبہ اور ان کے نگراں اساتذہ کی متوقع تعداد ستر پچھتر ہو جاتی ہے اسکے علاوہ N.K.T.F. کی ٹیم اور منتظمین، مقامی والینٹیئرز اتنے سارے لوگوں کے خورد و نوش کا انتظام کرنے پر جو گاؤں (بالخصوص گاؤں کی علم دوست ہستی یا ادارہ) راضی ہو اس گاؤں میں سینٹر قائم کرنا پڑتا ہے ہمارا تو جی چاہتا ہے کہ ایسی جگہ پر سینٹر قائم کیا جائے جہاں لوگوں کو آمد و رفت کی ساری سہولتیں میسر آئیں واپسی کے لئے کوئی پرابلم نہ ہو مگر وائے حسرتا ـــ

اب جناب فیض انور احمد برڈے نے پیشگی اعلان کیا ہے کہ رتناگری کے ضلعی سطح کے مقابلہ کفالت وہ فرمائیں گے۔ تھانہ اور رائے گڈھ ضلع کے مخلص حضرات بھی آگے آئیں تو انشاءاللہ ہمارے لئے یہ سہولیت ہوگی کہ ہم ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں بچے آسانی سے پہنچ سکیں۔



پچھلے سال دسمبر ۱۹۸۹ء میں تھانہ ضلع سے آل کوکن تقریری مقابلہ کے کامیاب مقررین کا صدر جلسہ مہمان خصوصی اور مقابلہ کے ججوں کے ساتھ لیا ہوا گروپ فوٹو۔

سینٹرز کا انتخاب

ممکن ہے کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ خیال بھی آتا ہو کہ ضلع کے مرکزی مقام کی بجائے انتہائی سرے پر مقابلے منعقد کرکے بچوں کو دور دراز کا سفر کرنے پر مجبور کیوں کیا جاتا ہے ضلع تھانہ میں سوپارہ اور ضلع رتناگری میں ہرنئی کے مراکز اس کی تازہ مثالیں ہیں۔

رہروانِ شوق

فورم نے اپنی سرگرمیوں کے آٹھ سال مکمل کر لیئے ہیں۔ تعریف و تنقید سے بے نیاز ایک رفاہی جذبہ کے ساتھ خوب سے خوب تر کی تلاش میں " بچوں کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھکر

ہم یہاں تک آ پہنچے ہیں اور آپ کا تعاون، بزرگوں کی دعائیں اور علم دوست صاحبانِ کی سرپرستی حاصل رہی تو انشاء اللہ یہ قافلہ یونہی چلتا رہیگا۔ بڑھتا رہیگا۔
منزل اپنی سوچی سمجھی۔ راستے اپنے دیکھے بھالے۔

تقاریب

۲۰ جنوری ۹۱ء بروز اتوار صبح نو بجے منعقد ہونے والی اس تقریب کی صدارت کر رہے ہیں مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن بمبئی ڈویژن کے چیرمن شری موہن آدٹے صاحب اور مہمان خصوصی ہیں کوکن مرکنٹائیل کواپریٹیو بنک لیمٹیڈ کے چیرمن اور کوکن کی معروف و مقبول شخصیت جناب علی ایم شمسی۔ جناب محی الدین خطیب اور جناب ثناء اللہ گھر لکر اس پروگرام کے کفیل ہیں۔ اور شہر کی مقتدر، معزز، معتبر علم دوست ہستیاں شریک محفل ہیں۔

اس سے قبل یکم دسمبر ۹۰ء آٹھ دسمبر ۹۰ء، اور پندرا دسمبر ۹۰ء کو علی الترتیب سوپارہ، ہرنئی اور ناگوٹھنہ میں اضلاع تھانہ رتناگری اور رائے گڈھ کے ضلعی سطح پر مقابلے ہوئے۔ جہاں شریک ہونے والے بچوں نے اپنے فن خطابت کے جوہر چمکائے اور فہم و ادراک کا ثبوت دیا۔ تقریری مقابلے کے عنوانات تھے۔

(۱) تعلیم لڑکیوں کو ضروری تو ہے مگر۔ خاتون خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو (۲) جد وجہد آزادی میں مسلمانوں کا حصہ (۳) ناخدا جن کا نہ ہو ان کا خدا ہوتا ہے (۴) کرکٹ کمنٹری۔

ضلعی سطح پر منعقدہ مقابلوں میں کامیاب ہونے والے دو مقرر اور ہائی اسکولوں کے طلبہ آج کے فائنل مقابلے میں حاضر ہیں۔ ضلعی سطح پر منعقدہ پروگرام کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

تھانہ ضلع

یکم دسمبر ۹۰ء کو زیڈ بی زکریا انگلش ہائی اسکول سوپارہ کے سامنے ایک عظیم الشان شامیانہ میں تھانہ ضلع کے طلبہ جمع ہوئے صدارت حلقہ کے سیاسی اور سماجی رہنما جناب رضوان حارث صاحب نے فرمائی۔ عالی جناب علی ایم شمسی مہمان خصوصی تھے۔ رکن اسمبلی ہیتندر ٹھاکور اور جناب احمد زکریا جناب صغیر احمد ڈانگے اور رفقاء نے میزبانی کا حق ادا کیا۔

تقریری مقابلہ

کے فائنل کے لئے یہاں سے کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائیٹز ہائی اسکول پڈگھا بوریولی کا طالب العلم سیف عتیق نایہ جن اور آئیڈیل ہائی اسکول سیکنڈرا بورڈی تھانہ کی طالبہ غوثیہ صدیقی منتخب ہوئے۔

جنرل نالج مقابلہ کے لئے۔ نیشنل ہائی اسکول کلیان اور انجمن اسلام اردو ہائی اسکول وسبرار کے طلبہ منتخب ہوئے ہیں۔

ضلع رتناگری

۸ دسمبر ۹۰ء کو نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے صحن میں آراستہ شامیانے میں رتناگری ضلع کے طلبہ حاضر ہوئے۔

صدارت ضلع پریشد رتناگری کے ایجوکیشن افسر شری سدانند کو پیر کرنے فرمائی اور جناب علی ایم شمسی صاحب بطور مہمان خصوصی تھے۔ دیگر مہمانوں میں شری پون کمار صراف، عثمان حجوانے، شرف مقدم، حاجی عبدالرحمٰن بھاردے، وغیرہ شامل تھے۔ جناب داؤد علی شیور دھنکر اور اقبال میمن نے کفالت فرمائی۔ اور میزبانی کا حق ادا کیا۔

تقریری مقابلہ کے فائنل کے لئے یہاں حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کا طالب العلم آصف عبدالحمید پرکار اور مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈوئی کا طالب العلم عرفان اقبال سید منتخب ہوئے۔

جنرل نالج مقابلہ کے لئے نیشنل ہائی اسکول ہرنئی اور مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈوئی کے طلبہ منتخب ہوئے ہیں۔

ضلع رائے گڈھ: ۱۵ دسمبر ۹۰ء کو ناگوٹھنہ میں ضلع رائے گڈھ کے بچے مقابلہ میں شریک ہوئے۔ صدارت بھابھا اٹیمک ریسرچ سینٹر کے سائنٹفک افسر جناب ڈاکٹر عبدالرب صاحب نے فرمائی اور جناب علی ایم شمسی صاحب بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔

جناب عبدالصمد ادھیکاری اور جناب عبدالسلام ادھیکاری نے میزبانی فرمائی۔

تقریری مقابلہ کے فائنل کے لئے فیجندا ہائی اسکول دھوپر کی طالبہ فرزانہ عبدالوہاب واڈکیر اور ای۔ایس ہائی اسکول توریل کا طالب العلم سلیم عبدالرشید دیشمکھ منتخب ہوئے جنرل نالج مقابلہ کے لئے ساوتری مادھیمک ودیا مندر اور انیگلو اردو ہائی اسکول بارا پارہ کے طلبہ منتخب ہوئے ہیں۔

صدر مدرسین غور فرمائیں

پچھلے چند سالوں سے ہم دیکھتے آئے ہیں کہ جب کسی ہائی اسکول کا رزلٹ کم لگتا ہے تو وہ اپنی تفصیلات پیش نہیں کرتے۔ ممکن ہے اسکول کا رزلٹ مقابلہ میں شریک کرنے کے قابل نہ ہو مگر اسکول کے کسی بچّہ نے کسی مضمون میں اتنے نمبر حاصل کئے ہوں کہ وہ انعام کا حقدار قرار پائے ہائی اسکول کی عدم شرکت کی وجہ سے وہ حقدار طالب العلم یا طالبہ انعام پانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا رزلٹ کیسا بھی ہو اسے مقابلہ میں ضرور شریک فرمائیں۔

سلور جوبلی

ھیڈ ماسٹر صاحبان جنہوں نے درس و تدریس ۲۵ سال پورے کئے

(۱) جناب سید نظام علی زیدی۔ایم اے بی ایڈ ـــــ ہیڈ ماسٹر انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول، مہاگیری تھانہ ۳۲۔سال درس تدریسی خدمات انجام دیں۔ ممبر ایس ایس سی بورڈ کورسس کمیٹی، پونہ ـــ ممبر۔ پینل آف انسپکشن آف ہائیر سیکنڈری اسکولس، حکومت مہاراشٹر ۱۹۷۹ء میں بیسٹ ٹیچر کا اوارڈ، ناسک ضلع سے حاصل کیا ـــــ

(۲) جناب سید سردار احمد سجّادی۔ایم، اے، بی ایڈ۔ ہیڈ ماسٹر، نیشنل اردو ہائی اسکول، کلیان، تھانے۔ ۲۵ سال درس و تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۹۰ء میں تعلقہ سطح پر آدرش شکشک کا اوارڈ ملا۔ ڈی ایڈ کالج اور پرائمری اسکولوں کے لئے سولہ کتابیں لکھیں۔

اردو کے ریٹائرڈ ٹیچرز

جو اپنی عمر عزیز کے پچھتر سال پورے کر چکے ہیں۔

(۱) ضعیف العمری کے باعث ہم نے جلسہ میں حاضر ہونے کی ان کو زحمت نہ دی گئی مگر ان کا اعزاز ضرور کیا ہے۔

(۱) جناب عبداللہ ابراھیم قاضی
ادھیم نگر۔ رتنا گری

(۲) جناب حسین عبدالرحمٰن قاضی
کرڈوئی تعلقہ سنگمیشور ضلع رتناگری

(۳) جناب حسین یوسف پالوجی
مروڈ جنجیرہ ضلع رائے گڈھ

بیسٹ ٹیچر کا انتخاب

کوکن کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے مارچ ۹۰ء کے ایس ایس سی کے موصولہ نتائج کی جانچ کرنے کے بعد جج حضرات نے جن اساتذہ کو اپنے مضمون کا بہترین معلم قرار دیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔ پینل آف ججز میں ڈاکٹر نظام الدین گوریکر ڈائریکٹر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی، جناب قاسم رضا ریٹائرڈ پرنسپل اور جناب عبدالغنی خان سرگروہ شامل تھے۔ مگر کسی وجہ سے جناب قاسم رضا صاحب شریک نہیں ہو سکے ججوں کے فیصلے کے مطابق جو اساتذہ بیسٹ ٹیچر قرار دیے گئے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

انگلش :- جناب اے ڈی بھاگتے۔ مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈی۔ اردو ــــ جناب آر اے پٹیل۔ مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈی ــــ مراٹھی ــــ محترمہ رقیہ ایم مومن بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری ــــ ہندی مراٹھی کمپوزٹ جناب اے آئی۔ انعامدار۔ یعقوب بیگ ہائی اسکول پنویل۔ میتھمیٹکس ــــ محترمہ دائی ڈی سولکر بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری۔ سائنس جناب ممتاز احمد اور جناب غفران احمد۔ ابراہیم بابا صاحب ٹھاکور ہائی اسکول ترلوٹ۔

سوشل سائنس ــ جناب خورشید احمد۔ نیشنل ہائی اسکول تلوجہ۔

اِنعام

اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ طلباء اور اساتذہ کو دیا جانے والا تحفہ، شال، سند یا نقد رقم مقابلہ کا انعام نہیں ہے بلکہ ان کی بہتر کارکردگی، قابل ستائش خدمت اور حصول اعزاز پر نقش کوکن کی طرف سے ہدیۂ تبریک اور قدر افزائی کی علامت ہے جو جلسہ میں حاضری پر موقوف ہے۔ غیر حاضری کی صورت میں وہ گھر تک نہیں پہنچائی جا سکتی۔ ہاں بیسٹ اسٹوڈنٹ کے لئے جاری کردہ وظیفہ کی رقم بہرحال ان تک پہنچائی جائے گی۔ اسلئے کہ وہ علم دوست حضرات کی جانب سے ان کیلئے مختص ہے۔ اسی طرح مضمون نویسی کے مقابلہ میں کامیابی کا انعام بھی پہنچا دیا جائیگا۔ اسلئے کہ وہ مقابلے ہم نے منعقد کئے ہوئے ہیں۔



پچھلے سال آئیڈیل ہائی اسکول دوسری رابوڑی تھانہ میں منعقدہ آل کوکن تقریری مقابلہ کے صدر جناب سید صاحب کی خدمت میں .N.K.T.F کے چیرمن ڈاکٹر عبدالکریم نائیک ہدیۂ تبریک پیش کر رہے ہیں .NKP.T کے سیکریٹری کیپٹن فقیر محمد میستری بھی ساتھ ہیں۔

نقش کوکن آپ کا پرچہ ہے
اس کے خریدار بنئے

بیسٹ بوائے اینڈ گرل

موصولہ نتائج کو جانچنے کے بعد مجموعی اعتبار سے (جس طالب العلم کے) نمبر سب سے زیادہ ہوں اسے سال رواں کا بیسٹ بوائے آف کوکن اور جس طالبہ کے نمبر سب سے زیادہ ہوں اسے سال رواں کی بیسٹ گرل آف کوکن مانا جاتا ہے اس طرح جو خوش نصیب ہماری نظر میں آئے ان کے نام ہیں

بیسٹ بوائے

ساجد احمد سعی



حاصل کردہ نمبر ۴۰۴
بیگم عزیزہ داؤد نائیک
گرلز ہائی اسکول رتناگری

بیسٹ گرل

زرین فاطمہ زین العابدین

حاصل کردہ نمبر ۴۰۵

نیشنل ہائی اسکول کلیان



حضرات نے اپنی پسند کے مضامین میں نمبر پانے والے طالب علم یا طالبہ کو دو سالوں تک (اگر وہ سلسلۂ تعلیم جاری رکھے ہوئے ہوں) یعنی بارھویں کے امتحان تک ہر ماہ ایک خاص رقم دینا طے کیا ہے۔ اس طرح تعلیمی سال ۹۱-۱۹۹۰ کے چھ ماہ کی رقم اس جلسہ میں ادا کی جائیگی اور بقیہ چھ ماہ کی سال کے اختتام پر دی جائیگی۔ ذیل میں ان کرم فرماؤں کے نام۔ پسندیدہ مضامین اور اسکالرشپ کی رقم کا اعداد درج ہے۔

برائے اردو :- ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب ایچ بی مقادم اور محترمہ بلقیس فرمان علی پاٹنکر۔ برائے مراٹھی :- ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب حسن علی ایم مقدم اور رحمانی فاؤنڈیشن برائے انگلش :- ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب ابراہیم احمد دانگڑے۔ برائے ہندی مراٹھی کمپوزٹ ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب منشی عبدالطیف خال برائے سائنس ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب الحاج عبدالکریم علی چوگلے اور فقیر محمد میستری ٹرسٹ —— برائے میتھمیٹکس :- ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب مبارک کاپڑی۔ برائے سوشل سائنس :- ماہانہ پچیس ۲۵ روپے منجانب جناب عباس حسین سردے اور محترمہ حجانی عزیزہ حاجی عبدالکریم چوگلے۔ بیسٹ بوائے آف کوکن :- ماہانہ پچاس روپے۔ منجانب جناب محمد علی ایچ مقدم۔ بیسٹ گرل آف کوکن :- ماہانہ پچاس روپے منجانب حوا بائی میموریل۔

اسکالرشپ

پچھلے چند سالوں سے بیسٹ اسٹوڈنٹ کو جلسۂ اعزاز و انعام میں ایک سند امتیاز، یادگاری تحفہ MOMENTO اور کچھ نقد رقم دی جاتی تھی۔ مگر اب کچھ علم دوست

نقش کوکن

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

بیسٹ اسٹوڈنٹ

کوکن کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے
مارچ ۱۹۹۰ء کے ایس ایس سی کے موصولہ نتائج کی جانچ
کرنے کے بعد جن طلبہ کو کسی مضمون میں کثیر ترین نمبر حاصل
ہوا پایا اسے اس مضمون کا بہترین طالب العلم مانا گیا۔
اس طرح جو خوش نصیب طلبہ ہمارے سامنے آئے ان
کے نام درج ذیل ہیں۔



انگلش

سلیم نظام سرکھوت

حاصل کردہ نمبر ۹۰
انجمن اسلام ہائی اسکول
ونی پرا ضلع رائیگڈھ

اردو



خلیل احمد اسحاق واڈکر

حاصل کردہ نمبر ۸۹
مستری ہائی اسکول
رتنا گری

مراٹھی



حنیف محمد شفیع پورکر

حاصل کردہ نمبر ۷۳
مجمدار ھائی اسکول
ڈھپور ضلع رائیگڈھ

نقش کوکن



ہندی، مراٹھی، کمپوزیٹ

تزئین عبدالوہاب چیوٹکر

حاصل کردہ نمبر ۸۷
انجمن خیر الاسلام گرلز ہائی اسکول
مہاگری تھانہ۔

میتھمیٹکس

ساجد احمد سعی

حاصل کردہ نمبر ۱۴۳
بیگم عزیزہ داؤد نائیک
گرلز ہائی اسکول رتنا گری

سائنس

قسمت محمد مالپیکر

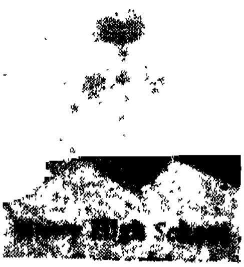
حاصل کردہ نمبر ۱۴۶
مستری ہائی اسکول
رتنا گری۔

سوشل سائنس

ریحان عبدالرشید دیشمکھ

حاصل کردہ نمبر ۹۷
نیشنل ہائی اسکول
داپولی ضلع رتنا گری

تصویر بیسٹ
بوائے کی حیثیت سے
شامل اشاعت ہے۔



...ند کرے جوش جنوں اور زیادہ

...ناگری کی ریحانہ قریشی ...یٹ لسٹ میں



ایس ایس سی مارچ ۱۹۹۰ء ... امتحان میں کامیاب ہونے ...ے طلبہ کے میریٹ لسٹ میں شہر رتناگری کے سیکنڈری پارٹ ... اسکول کی طالبہ ریحانہ قریشی نے ۱۸ واں مقام حاصل کیا۔ ...یحانہ رتناگری شہر کے معروف ڈاکٹر ساجد حسن قریشی کی ...تی ہے۔ انگلش میڈیم کی اس طالبہ کو مجبوراً سنسکرت ...مضمون لینا پڑا تھا مگر اس ہونہار طالبہ کی بے مثال محنت ...کا ثمر ہے کہ اسے سنسکرت میں ۹۸ نمبر ملے۔

...لیل واڈکر اردو میں اوّل



ایس ایس سی مارچ ۱۹۹۰ء ...ے امتحان میں اردو میں ۸۹ نمبر حاصل کرکے مستری ہائی اسکول رتناگری کا طالب العلم خلیل اسحاق واڈکر بورڈ میں اوّل انعام کا مستحق قرار پایا۔

واڈکر کی اس نمایاں کامیابی نے ضلع کو پہلی بار یہ اعزاز بخشا کہ اس کا طالب العلم بورڈ میں اردو کا میریٹ انعام حاصل کریں۔

ریشماں لعل محمد فارسی میں اول

رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول

بھیونڈی ضلع تھانہ کی طالبہ ریشماں لعل محمد انصاری نے ایس ایس سی مارچ ۱۹۹۰ء کے امتحان میں مضمون فارسی نقش کوکن

سب سے زیادہ نمبر حاصل کرکے بورڈ کا اوّل انعام حاصل کیا ہے۔

فارسی میں امتیازی کامیابی پر جناب ای اے ملّا (ریٹائرڈ آرٹ ماسٹر انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی) اپنی رفیقۂ حیات مرحومہ طاہرہ ملّا میموریل کے طور پر نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کی وساطت سے یہ اعزاز عطا کرتے ہیں

انور سولکر میریٹ لسٹ میں

ای ایس ہائی اسکول سائی

تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کا طالب العلم انور عبدالکریم سولکر نے ایس ایس سی اکتوبر ۱۹۹۰ء کے امتحان میں کامیاب طلبہ کے میریٹ لسٹ میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اس نے ۸۴٫۱۴ فیصد نمبر حاصل کئے۔

آصف پرکار



نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے انعام و اعزاز کا سلسلہ S.S.C. تک محدود رکھا ہے مگر یا سیکنڈری H.S.C. میں بھی جب اپنا بچہ قابل قدر اور گرانمایہ پوزیشن حاصل کرتا ہے تو ہدیۂ تبریک پیش کرنا ہمارا فرض بن جاتا ہے

امسال H.S.C. بارہویں سائنس کے امتحان میں فجندار ہائی اسکول و بور کا طالب العلم آصف ابراہیم پرکار متوطن بیوہ تعلقہ منڈنگڑھ ضلع رتناگری نے اردو میں ۸۷ نمبر حاصل کرکے بورڈ میں اول مقام پایا۔

اسے کوکن بینک اور نقش کوکن کی جانب سے بھی بورڈ میں انعام عطا کیا گیا ہے

آدرش شکشک

درس و تدریس میں گرانمایہ خدمات انجام دینے پر ہر ضلع پریشد اور بمبئی میونسپل کارپوریشن اپنے حلقہ کار میں واقع اسکولوں کے اساتذہ کو آدرش شکشک کے اعزاز سے نوازتی ہے۔ یہاں صرف ان اساتذہ (آدرش شکشک) کو مدعو کیا ہے جن کے اسمائے گرامی ان کے حلقۂ احباب یا بذریعۂ اخبار ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر کسی صاحب یا صاحبہ کا نام رہ گیا ہو تو اس کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

N.K.T.F. کی جانب سے مدعو مثالی مدرسین کی خدمت میں ایک شال، مومنٹو اور سرٹیفکیٹ بطور ہدیۂ تبریک پیش کیا گیا ہے۔

ایم ایم مُلّا



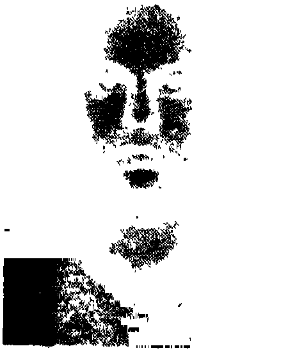
مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈوئی کے پرنسپل جناب ایم ایم ملا کو ضلع پریشد رتناگری نے مثالی معلم (آدرش شکشک) کا اعزاز عطا کیا۔ ہائی اسکول کی تاریخ میں یہ ایک نیا سنگ میل ہے۔

ملا صاحب ضلع شولاپور کے باشندہ ہیں ۱۹۶۷ء میں آپ نے پیشۂ معلمی اختیار کیا ۱۹۸۲ء میں آپ کو صدر معلم کی ذمہ داری سونپی گئی آپ اپنے معاون اساتذہ کو اپنا بنائے رکھنے کا گر جانتے ہیں جو ہائی اسکول کا ماحول سازگار بنائے رکھنے میں معاون رہا ہر مرتبہ صد فیصد اور دو بار ۹۶ فیصد اور ۹۵ فیصد نتیجہ حاصل کرنے میں کامیاب رہے

یہ آپ ہی کی رہنمائی اور سربراہی کا فیض ہے کہ ہر سال اس ادارہ کا استاد نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کی جانب سے بیسٹ ٹیچر چن لیا گیا۔

نقش [illegible]

ظہیر یوسف پٹیل



منور کے باشندہ اور اردو اسکول منور ضلع پریشد تھانہ نے مثالی مدرس (آدرش شکشک) چن کر ان کی بےمثال تعلیمی خدمات کی صحیح طور پر قدر افزائی ہے۔

پٹیل جناب نے ۲۲ سالوں تک تدریس خدمات انجام دی ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے ڈی ایڈ کی سند حاصل کی۔ راشٹر بھاشا پربودھ، ڈرائنگ کا انٹر میجیئیٹ امتحان آپ کی اضافی کامیابیاں ہیں۔

تعلیم و تدریس کے علاوہ سماجی، قومی اور تہذیبی سرگرمیوں میں بھی آپ پیش پیش رہتے ہیں۔

حسین اسحاق صحیح بولے



امسال بمبئی میونسپل کارپوریشن نے جن اساتذہ کو میئر ایوارڈ عطا کیا ان میں جناب حسین اسحاق صحیح بولے بھی شامل ہیں۔ جو حسنا باد اردو اسکول میں صدر مدرس ہیں۔ ایم اے بی ایڈ اور ڈپلوما ان ایجوکیشن سند یافتہ استاد جناب صحیح بولے نے کرلا میں پالیسی میں کورس ڈائریکٹر کے طور پر بھی کام کیا ہے۔

فائنل مقابلہ میں شریک ہونے والے طلبہ وطالبات

مقرر

ضلع تھانہ (۱) سیف عتیق ناچن ۔ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹیز ہائی اسکول پڈگھا بوریولی
(۲) غوثیہ صدیقی :۔ آئیڈیل ہائی اسکول سیکنڈری ٹھاکرولی تھانہ

ضلع رتناگری :۔ (۱) آصف عبدالحمید پرکار ۔ حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستر
(۲) عرفان اقبال سید :۔ مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈوی

ضلع رائے گڈھ :۔ (۱) فرزانہ عبدالوہاب واڈیکر :۔ فجندار ہائی اسکول دہور
(۲) سلیم عبدالرشید دیشمکھ :۔ ای ایس انگلش اسکول توڑیل

جنرل نالج

ضلع تھانہ : (۱) نیشنل ہائی اسکول کلیان ۔ (۱) عبدالرزاق بشیر خان (۲) محمد صادق عبدالرحیم شیخ
(۲) انجمن اسلام اردو ہائی اسکول ویرار ۔ (۱) شیخ امجد چاند (۲) افتخار انصاری

ضلع رتناگری : (۱) نیشنل ہائی اسکول ہرنئی (۱) شکیلہ اقبال کرڈے (۲) نعیمہ احمد سنبل
(۲) مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کرڈوئی (۱) عرفان اقبال سید

ضلع رائے گڈھ :۔ (۱) سادتری مادھیمکر دیا مندر امبیت ۔ (۱) دانش غنی ۔
(۲) انیگلو اردو ہائی اسکول بارا پاڑہ (۱) شعیب محمد دلوی (۲) صبیحہ زبیر دلوی ۔

کھڑی تھی دھوپ ہی سر پہ ہمارے
کچھ ایسا وقت ہم پر آ پڑا

تلاشِ فن :۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر

کوکن کے فن کاروں کی ادبی خدمات اور شناخت کے سلسلے میں ایک قابل ذکر کتاب۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر نے ادبی لسانی سماجی تاریخی تعلیمی اور سائنسی موضوعا[ت] پر کثرت سے لکھا ہے مراٹھی ادب کا تعارف اور ترجمہ پیش[کیا] کیا ہے افسانے لکھے ہیں رسالے ایڈیٹ کیے ہیں او[ر] درسی کتابیں ترتیب دی ہیں۔ لیکن ان کے خاص میدا[ن] تحقیق و تنقید اور مراٹھی ادب ہیں "اردو کہاوتیں او[ر] ان کے سماجی و لسانی پہلو"، "مراٹھی ادب کا مطالعہ"، "[بے] چہرہ شام (مراٹھی افسانوں کے تراجم) کے بعد تلاش فن ان کی نئی تصنیف ہے۔

اظہارِ تشکر



نقش کوکن ٹیلنٹ فورم اپنے تمام ہی خواہوں، سرپرستوں علم دوستوں اور اردو مدارس کے اساتذہ اور انتظامیہ کا شکر گذار ہے کہ وقتاً فوقتاً آپ نے ہماری سرگرمی کو تعاون بخشا اور ہر پروگرام کامیاب کرانے میں معاون ثابت ہوئے۔

• فورم کے اراکین شری موہن آوٹے MOHAN-AWATE اور جناب علی ایم شمسی صاح[ب] کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے (علی الترتیب) صدار[ت] کا بار سنبھالا اور مہمانِ خصوصی بنکر آئے اور اس د[...]

رسمِ اجراء

کوکنی مسلمانوں کی خدمتِ اردو کا سلسلہ گذشتہ صدی کے آغاز سے اب تک خاصا روشن اور اٹوٹ رہا ہے۔ انیسویں صدی کے آغاز میں بمبئی اور اطرافِ بمبئی کے کوکنی مسلمانوں نے اردو کو تہذیبی و علمی میدان میں وسیلۂ اظہار کے طور پر اپنا لیا اور اس میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ* کی کڑی کے طور پر کوکن ٹیلنٹ فورم کے صدر عالیجناب ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب فرمائینگے یہ کتابیں ہیں۔

کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات

مصنف :۔ ڈاکٹر حامداللہ ندوی

ڈاکٹر حامداللہ ندوی کی یہ تصنیف اردو زبان و ادب کی تحقیق و تدوین کی تاریخ میں ایک نیا سنگِ میل ہے۔ 'لکھنؤ کی لسانی خدمات' اور ہندوستان اور مشرقِ وسطیٰ کے تجارتی تعلقات کا مصنّف تیس سال تک کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات کی تلاش میں صحرانوردی کرتا رہا تب کہیں یہ گراں مایہ تحقیقی شاہ کار عالمِ وجود میں آیا ہے۔ کوکن اردو رائٹرز گلڈ کی یہ یہ ایک فخریہ پیشکش ہے۔

"سلسلہ منتشر خیالوں کا"

کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے روحِ رواں صحرائے افریقا میں اردو کے نقیب اور جدید لب و لہجے کے مشہور شاعر جناب ساحر شیوی کا یہ چوتھا شعری مجموعہ ہے اردو والوں سے ہزاروں میل دور رہ کر بھی اپنے جذبات و احساسات کا خوبصورت شاعرانہ اظہار ساحر شیوی کے کلام کا خاصہ ہے۔

* شروع کر دیا تھا۔ یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور اس سلسلہ

محفل کو رونق بخشی بچوں اور اساتذہ کی ہمت بڑھائی اور فورم کی عزت افزائی ہے۔

• ہم شکر گذار ہیں جناب حسن عبدالکریم چوگلے (متوطن بہردلی تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری حال مقیم دوحہ۔ قطر) کے کہ پچھلے سال آپ نے کفیل بننے کا خیال ظاہر کیا تھا مگر جب انہیں جناب غلام محی الدین داؤد خطیب اور جناب شبیر احمد پالوجی کا تعاون ملا تو کفالت ان کے ذمہ کر دی اور خود Reserve میں رہے پھر امسال بھی جناب غلام محی الدین داؤد خطیب نے دست تعاون بڑھایا اور ان کے ساتھ جناب ثناءاللہ گھر ٹکر نے بھی علم دوستی کا ثبوت دیا تو چوگلے صاحب نے اپنے کو "ریزرو" میں رکھا ہے۔ مگر اس کرمفرمائی کیلئے ہم جناب خطیب اور گھر ٹکر صاحبان کے بھی شکر گذار ہیں۔

• ضلع سطح پر پروگرام کرنا سب سے مشکل مرحلہ ہے جب تک مقامی طور پر کوئی ہستی تعاون کا ہاتھ نہیں بڑھاتی ضلعی سینٹر قائم ہی نہیں ہو سکتا ہم جناب صغیر احمد ڈانگے جناب داؤد علی شریور دھنکر اور اقبال میمن نیز جناب عبدالصمد ادھیکاری اور عبدالسلام ادھیکاری صاحبان کے شکر گذار ہیں کہ آپ کی سرپرستی اور علم دوستی کے نتیجہ میں علی الترتیب سوپارہ ضلع تھانہ، ہرنئی ضلع رتناگری اور ناگوٹھنہ ضلع رائے گڑھ میں پروگرام ہوئے اور نہایت کامیاب اور باوقار ثابت ہوئے اس سلسلہ میں ہرنئی سینٹر کے لئے جناب عبدالغنی پاؤسکر صاحب کی خدمات کو بھلایا نہیں جا سکتا ہم ان سبھی حضرات کے شکر گذار ہیں۔

• امسال ایک نئی سرگرمی کے طور پر فورم نے جنرل نالج کے مقابلے منعقد کئے اس کی بھی خاطر خواہ بلکہ توقع سے زیادہ پذیرائی ہوئی۔ اور اس پذیرائی کے نتیجہ میں جناب آدم نور صاحب دی میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری نے خوشی ہو کر جنرل نالج کے فائنل مقابلہ میں فتح پانے والے ہائی اسکول کے لئے ایک گشتی ٹرافی عطا کی ہے۔ ہم (اراکین فورم) ان کے بھی حد درجہ شکر گذار ہیں۔

• ہم جناب غنی غازی صاحب کے بھی شکر گذار ہیں کہ آپ نے نہ صرف ہر سینٹر پر جج کی خدمات انجام دی ہیں بلکہ فورم کے ایک مشیر اور خیر خواہ کی حیثیت سے ہمیشہ ہماری رہنمائی کرتے

نقش کوکن



President of the function

Mr. MOHAN M. AWATE

Divisional Chairman, Maharashtra State Board of Secondary and Higher Secondary Education, Bombay Divisional Board, is a young energetic administrator and enthusiastic educationist. He is a man of high principles and pleasant personality. As an educationist, his contribution to the cause of education is noteworthy indeed.

As an experienced Science graduate, he served in last fifteen years in various capacities — as an Education Officer in Sangli and Kolhapur Zilla Parishad and Deputy Director of Education in Pune, Nasik and Greater Bombay Divisions.

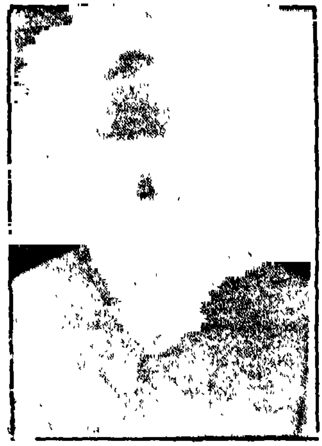
Shri Awate is actively associated with the Secondary, Higher Secondary and Training Colleges Joint Council as its member. He is a member of the Examination Committee, M.S. Board of Secondary and Higher Secondary Education, Pune.

Many Regional Science Exhibitions are organised under his guidance and dynamic Leadership.

Shri Awate is conscious and willing to guide in solving the problems of Urdu medium schools also.

He is a keen bird watcher, a horacious reader and is interested in snake study, photography and sports.

We wish him all success in his endeavour for educational enhancement in Maharashtra in particular and the whole of India in general.



MESSAGE

I am very much grateful to both of you (Dr. A. I Naik, Capt. F. M. Mistry) and the other office-beare of the Naqshe Kokan Talent Forum, for inviting me the Guest of Honour, at the Felicitation and Pri Distribution Function to be held on 20th Janua 1991, but I regret that owing to my previo engagement elsewhere I will not be able to attend tl said Function.

I heartily congratulate you for having organis various competitions for the students of Ur medium Schools in the Kokan region. It is really a ve useful work and it is helpful in promoting the intere of the Urdu language.

I am very happy that you have invited an emine educationist Shri Mohan Awate, the Divisior Chairman of the Maharashtra State Board Secondary and Higher Secondary Education, Bomb Divisional Board, to preside over the function. I Awate is like my brother. He is a man of wid sympathies and large heartedness with an ever smili face, he is ever ready and willing to lend a helping ha in solving the problems of Urdu medium Schools.

I am sure that the function under the presidents of Mr. Awate will be a grand success.

Please convey my congratulations and best wish to the winners in the various competitions, and to tl best teachers and the best students in differe subjects of the S.S.C. Examination, March, 1990.

I assure the office-bearers of the Talent Forum my full co-operation and help in their future activiti and projects.

With best regards.

***ADAM NOOR** (S.E.M.)*

Hon. Gen.Secretary

The Memon Educational & Welfare Society, Bombay.

were little while liabilities multiplied." Like everyone, he had hoped that growth would bring success, but soon realised that there was no guarantee even to survive. Last decade's recession in demand for trucks had affected SSIs as the automobile industry around Pune were one of the main buyers for its products.

After acquiring a BSc, LLB, DBN and MMS degree, Mr. Poonawala had set up an enterprise with a bank loan of Rs. 60,000 which went up to Rs. 15 lakh, forcing him to pay Rs. 3 lakh a year on interest alone, Says he : "Though the bank claimed that it charged an interest of 16 per cent, in effect it was 21 per cent."

In other sheds in the estate, 10 per cent units had changed hands, five per cent of them had gone into liquidation, and the remaining are surviving in spite of sickness. Elsewhere, one-third of the companies has stopped payment of dividends.

Such was the secenario when Mr. Poonawala decided to change track and bring in a new culture beginning with the concept of "interestlessness in an industry" : The new culture meant there would be no excess raw material on the shop floor. It also meant bringing reducing the gestation period—from the raw material to finished goods stage—to the minimum, making supplies to buyers, and discounting the entire payments and bills.

The second approach was on the minimum working capital, and help came from buyers as they supplied the raw material, instead of the usual practice of a SSI unit buying the raw material, and waiting for the payment of the finished goods for what seemed to be an endless period.

The new culture also meant doing work on labour charges basis as it solved many problems at one go — the cost of raw material, involvement of working capital and payment of sales tax. Within 19 months, buyers began to cooperate because of reliability, credibility, quality and delivery schedules, maintained by USI.

There were other industries which were willing to provide advances up to 60-75 per cent towards development and raw material. It helped USI reduce another one-third of liabilities in a few months, leading to a interest saving of Rs. 1 lakh. " I stopped producing 35-40 times for an industrial gaint when I realised they were unprofitable," says Mr. Poonawala adding, "We sold unnecessary cars, diposed off scrap, and machinery which was unutilised or under utilised for quite some time."

Meanwhile, the staff had intensified collection, while the company gradually increased prices. In a few months, the liability was wiped out. Payment of interest had reduced to nil by then. Profits began to flow.

Mr. Poonawala reminisces, "We have now become more productive, organised, independent and innovative, since we do not have to spend time and energy in financial and administrative matters—reports, statements and bank commitments, which had suppressed our creativity. Our growth rate jumped to 30-35 per cent per annum."

For the enterprise, the working strength increased by 25 per cent, machinery doubled, and turnover went up by four times, "Workers, on the other hand, responded positively to bring in the new culture. None of them left the unit. We reciprocated by offering them financial interest-free help to better their living standard", says Mr. Poonawala.

The concept and culture have helped the state exchequer also. The sickness would have ultimately led to closure of the unit, rendering employees jobless. The bank might have found it difficult to recover the dues and the state was to loose sales tax, octroi and excise duty.

Is it possible to repeat the experiment in other sick units? "At least three similar units have been successfully trying to stay away from banks, though others are still cynical," he admits. But the success of his experiment has enthused Mr. Poonawala to persuade others to try it.

He had been devoting time to spread the word around, addressing seminars, or sending memoranda to all those who matters—the Union finance and industries minister, chambers, professional bodies, institutes, banks, etc.

Free from administrative and financial hassles, the 48-year-old entrepreneur is at present writing a doctroal thesis on "Turnaround management— holistic approach for SSI units". While the thesis will take two years to complete, Mr. Poonawala is busy mobilising opinion in favour of equity participation and profit sharing with SSI and tiny units to eliminate bank credit.

He feels financial institutions and development corporations should provide sheds and machines on leasing till entrepreneurs were in a position to buy them.

(Courtesy : Observer Dec. 20, 1990.)

and artifical happiness as exists between a real child and a plastic doll. The source of true happiness exists within the man : whatever is external is artifical. A man can be truly happy only with that which he receives from within. Things received from without can be never bestow on man the gift of real happiness.

Don't give it the name of religion

Dr. K. Hussain

In the history of the world, attainment and establishment of peace has always been the most cherished dream of all Homeo-Sapiens. All religions have invariably preached peace, and exhorted their followers to strive ceaselessly, for attaining peace on earth, through establishment of universal brotherhood of man.

In Islamic religion, the very word "Islam" connotes "Peace". Islam exhorts all its followers, as humble servants of God and members of the Universal Brotherhood of Man, to establish rights to all men and women, irrespective of their differences of race, caste, creed or community. In his last historic Sermon, delivered from the Mount Arafat, during his "pilgrimage of Farewell", in 632 A.D. prophet Muhammad (P.B.U.H.) had enunciated the most cardinal principles of peace, based on the eternal values of human equity, social justice, equality and fraternity. The sermon was, in fact, a noble Testament and a charter for ensuring the establishment of Peace through Submission to the Will of Almighty God (Al-Qadir), Who is Merciful (Rahim) and Benevolent (Rehman) to all His Creations.

Islam strictly adjures violence, bloodshed and agression. In the Holy Qur'an, time and again it is asserted that God does not love the aggressors and those who transgress the lawful limits. The Holy Qur'an affirms "Whosoever killeth a human-being (for other than man-slaughter or corruption in the earth), it shall be as if he had killed all mankind; and who saveth the life of one, it shall be as if he had saved the life of all mankind..." (Surah V, Verse 32).

Obviously, Non-religion or irreligion is being mistaken for Religion, and Immortality for Mortality, and Inhumanity for Humanity, so as to degrade and disgrace the great religions and spiritual heritage of India. It has been aptly said that if we desire peace, we must be first prepared for war. For those committed to the ideals of Peace, "War" can only mean waging a relentless struggle to eradicate ignorance, poverty and disease, which could undoubtedly facilitate the establishment of Peace on Earth...

Since it is an universal belief that "more things are wrought by prayers than this world dreams of", it is high time that people of all religious faiths, in true and strict conformity, with the noble teachings of the great religions, come together to pray and to help store good sense and sanity, and revive love and compassion among all people to facilitate establishment of peace on earth, with goodwill for all human beings.

Refuse a bank loan, revive a unit

Kiran Thakur

WANT to turn your sick Small-Scale industry (SSI) into a healthy one? Here is a prescription; stop taking bank loans, Strange as it may seem, the prescription comes from a small enterpreneur owning a sick 10-year-old unit, which has just been revived.

He is Phiroz A Poonawala, the managing partner of Union Steel Industries (USI) at the Hadaspar industrial estate in Pune. He was a nervous wreck 14 years ago when he was unable to get out of the loan trap.

Mr. Ponnawala did not visit the bank for any loan thereafter. And he is not repenting for severing ties with financial institutions without which others in the industrial estate cannot operate even for a day.

Set up in 1967, Mr. Poonawala's unit now has a turnover of Rs. 1 crore, and has reputed customers such as defence undertakings Vulcan, Elpro and Thermex. It employes about 50 skilled workers and other staff who do not have to worry about the sickness, and imminent closure of the unit as they had to a decade ago.

"The terms and conditions of banks attracted us, the debt-equity ratio for lending was tempting." Mr. Poonawala re-calls "the returns

I was also pleased to meet Capt. F.M. Mistry, the associate editor of Naqshe Kokan. We were together at Dapoli High School in our school days and its note worthy to say how happy I am to see him actively involved in social work. A man of literary taste and serving the cause of upliftment of our community I wish I had the opportunity to stay longer in Bombay to learn the pearls of wisdom from him. Wishing him good luck in his good deeds.

—Gulzar Khan
Cape Town , South Africa.

REFLECT IONS

Maulana Wahiduddin Khan

Bill Cosby, a black American, was born into a poor family in 1937. At the outset of his career, he was barely able to earn a thousand dollars a year. Today his annual income has reached several million dollars. With so much competition from American Whites, how has a black man been able to achieve such extraordinary success? The answer is through education, and wisely directed effort. While he was in the fifth grade in Philadelphia, he used to take part in various shows at school, with the result that he neglected his studies. One day his teacher, a Miss Nagle, told him that, even if he wanted to be joker, he should recieve higher education, for there was no field in which he could make progress without education. (Span, January, 1987)

Bill Cosby listened to this advice and decided to learn a lesson from it. He started working hard at his studies, did well enough to go to college, and finally recieved a doctorate in education. Later, he began working as an entertainer, ultimately making regular appearances on telivision. Today, with his own telivision programme - the costliest on American TV - he is the most famous comedian in the U.S.A. . Unlike many other black comedians, he avoids racial nuances and draws his stories from the kind of universal occurences that everyone can understand.

Americians usually do not like blacks, but they watch the Bill Cosby show on television with great interest. When Bill Cosby made concessions to Whites, Whites too began making concessions to Bill Cosby. If you want others to take interest in you, you should also start taking an interest in others. Then you will have no cause for complaint against others.

Real Happiness

By the age of 28, Elizabeth Taylor, one of the most dazzling stars of the siilver screen, was already being treated in the USA. as if she were a princess. She was followed everywhere she went by photographers, and every single word that fell from her lips was given a prominent place in the newspapers. She got married - for the fourth time—to Eddie Fisher, in May 1959. But, somehow, happiness always seemed to elude her. Her ill-luck was most apparent during the production of her most famous film "Cleopatra'—for which she was paid one million dollars-for right in the middle of the shooting, she fainted and had to be admitted to hospital.

Today, the maximum publicity is given to those who appear on the stage of politics, or in films. But the private lives of these heroes and heroines are far from happy. They appear, smiling radiantly, on the pages of newspapers, or on the television screen. But their real lives are so sad that they are often unable to have a good night's sleep Most of them have to take sleeping pills. And when even sleeping pills fail, they try to find solace in alcohol and drugs.

It has been observed that "the most radiant faces are the faces of the grief-stricken". One who smiles from the heart gives a real smile. But political leaders and film heroes, who live and speak only to impress others, put on a smile which at best can be described as artifical.

Real happiness for one who knows how to live in his own self, who finds the very secret of life within himself. Those who live to impress others can never find true happiness.

The same difference exists between real

Digvijay Khanvilkar : Agriculture, horticulture, social welfare and ex-servicemen's welfare

Prakash Dhere : Revenue and employment guarantee scheme

Bhaskarrao Patil-Khatgaonkar : Rural development and rehabilation.

Home Coming from Abroad in Dec. Jan. 1991

Gulzar Khan from Cape Town, Akbar Sirguroh from London, Imam Ahmed Karjikar from Cape Town, Sheikh Ismail from Nairobi, Mohamed Ali Dhanse from Nairobi and Mehoob Khan from California.

MARRIAGES

* Mr. Gulam Mohiuddin Tambe brother - in-law of Usman Hajwaney of Kokni Muslim World Foundation, London to Noorjahan D/o Usman Pasware in village Ada, Ratnagiri on 13th Dec 1990.

* Ridhwan S/o Alimiya M. Thakur to Farzana D/o A. Gafoor Umer Karnekar, in Rajapur, Ratnagiri on 23rd Dec 1990.

* Mehboob Khan S/o Dawood Khan of Karibu Timber Industries Ltd. to Farzana D/o Gulam Mohamed K. Osman at Mombasa Women's Association Hall, Mombasa, Kenya on 28th Dec 1990.

* Khaleel Ahmed S/o Late Abdullah Ebrahim Sonday, to Nafeesa D/o Mohamed Cassiem Guzgay, in Cape Town, South Africa on 30th Dec 1990.

* Fazal Ahmed S/o A. Lateef Abdullah Girkar, to Nilofar D/o Late Yusuf Patankar in Bombay on 6th Jan 1991.

* Sadiya D/o Abdul Azim Khatkhatey to Anwar S/o Z. Ansari in Bombay on 6-1-91.

* Mehboob S/o Md. Gafoor Mulla to Shahina D/o Late Alimiya Khambiye in Mombasa, Kenya on 8th Jan. 1991.

* Arshad and Ayesha son and daughter of Maulana Mukhtar Ahmed Nadvi to Husna D/o Moh'd Haji A. Rahman Atlaswale and Jamil S/o Sher Khan Adoni, respectively in Bombay on 13th Jan. 1991.

* Nazim S/o Ismail Shaikh Moh'd Mukadam to Gulfroze D/o S. M. Hajwaney in Bombay on 27th Jan 1991.

OBITUARIES

* Badruddin the 11 years old son of Kazi Amiruddin died in Nairobi recently.

* Smt. Aisha Bi Ibrahim Tambe, aged 82, mother-in-law of Mr. Sheikh Ismail representative of Naqshe Kokan in East Africa, passed away in her hometown Khed (Ratnagiri) on 30th Dec. 1990.

* Aziza W/o Advocate Abdullah (Kamal) Bhore expired in Pansthe, Ratnagiri on 3rd Jan. 1991.

* Khairunnisa W/o Hussein Petkar expired in Bombay on 19th Jan 1991

* Dr. Zoe Ansari, renowned Urdu writer and critic died on 31st Jan 1991. He was 65.

A celebrity of Urdu Literature, Dr. Ansari has over a dozen books to his credit. His first book "Warak, Warak: and "Ghalib Shenasi" published in two volumes won him national acclaim. He was retired head of the Dept. of foreign languages of Bombay University.

* Hanifa Begum M/o A. Hafiz Quraishi (Chote Nawab), a Rotarian and life member of Naqshe Kokan died in Bombay on 13th Jan 1991.

* Yunus Moh'd Saleh Sardar B/o Naqshe Kokan representative Mr. A. Razak Sardar died in Kondivli, Ratnagiri on 23th Jan 1991.

* Salman S/o Dr. A. A. Munshi Principal of Maharastra College (Bombay), aged 24 years expired on 6th Dec. 1991.

VISITORS FROM ABROAD

While I was in Bombay on a short visit it was note worthy that as usual I found Dr. A. M. Naik as busy as I always found him on my regular previous visits. His services to humanity, His selfless zest for good deeds towards all are note worthy. I found that both of his sons Dr. Mohammed and Dr. Zakir are following in father's foot steps doing Islamic work towards upliftment of humanity. May Allah bless them all with health and happy long life.

the function including Mr. B. B. Ghosalkar, Mr. D. H. Parkar, Mr. Bahauddin A. Parkar (from London) and other dignitaries from East and South Africa.

An **All India Conference and Seminar on Unani Medical Education** was held in Pune, on 23rd. Jan. 1991. The conference was inaugurated by Shri D. G. Khilare, Mayor of Pune, with Shri Vasant Chawan, M.L.C. and Chairman of Mahatma Phule Vikas Maha Mandal, presiding. The National Seminar on Unani Medical Education was presided by Padamshri Hakim Abdul Hameed, Chancellor, Hamdard University, Delhi and inaugurated by Dr. Shakeel-ur-Rahman, Union Minister of Health and Family Welfare, on 24th Jan. 1991.

The **National Peoples Co-operative Society** has been registered under the Chairmanship of Mr. Manzur Latif Baghdadi and the hard work and support of its fellow members. The National Peoples Co-op. Society appeals to all its well wishers to contact Mr. Baghdadi for memberships of the bank on phone 8510542 (Bombay).

Maulana Yunus, Amir of Maharashtra Tablighi Jamat has announced that the All Maharashtra Ijtimah of Tablighi Jamat will be held in Ratnagiri city on 3rd, 4th and 5th March 1991.

Ministers of the Govt. of Maharastra revised list with their portfolios :-

CHIEF MINISTER :

Sharad Pawar : General administration including protocol, information and public relation, home, urban land department.

CABINET MINISTERS :

Ram Rao Adik : Finance and planning

N. M. Kamble : Labour, employment and tourism

Sushilkumar Shinde : Urban development and Law

Sudhakarrao Naik : Revenue, parliamentary affairs and cultural affairs.

Jawaharlal Darda : Food and civil supplies

Surupsingh Naik : Adivasi development and transport.

Dr. Padamsingh Patil : Irrigation and development

Vilasrao Deshmukh : Industries.

Shivajirao Deshmukh : Co-operation and ex-servicemen welfare

Vijaysingh Mohite-Patil : Public works and excise.

Abhaysingh Raje-Bhosale : Rural development.

Anantrao Thopte : Husbandry, diary and fisheries.

Datta Meghe : Forest and energy

Javed Khan : Housing, slum improvement, repairing and reconstruction, special assistance and awakf.

Ms. Puspatai Hire : Public health and family welfare, and medical education.

Shankarrao Kolhe : Agriculture and horticulture.

Bharat Rajabhau Bondre : Education.

Ramdas Athwale : Social welfare, prohibition and employment guarantee scheme.

MINISTERS of STATE :

Laxuman Hatankar : Public works, fisheries, harbours and khar land.

Ranjeet Deshmukh : Irrigation, public health, family welfare, medical education.

Shyam Asthekar : Industries, tourism and youth welfare.

Madan Bafna : Finance, planning, law and transport.

Sayyed Ahmed : Environment, wakf, textile, energy and prohibition.

Arunlal Gujarati : General administration, protocol, urban development, information and public relations and urban land ceiling.

Arun Mehta : Home, labour, parliamentary affairs, employment and cultural affairs.

Shyam Wankhede : Forest, social forestry, tribal welfare and food and civil supply.

Shivajirao Shendge : Animal husbandry and dairy development.

Dr. Anil Varhade : Education, technical education and co-operation.

Ramesh Dube : Housing, slum improvement, repairing and reconstruction, special assistance and excise.

NEWS AND HAPPENINGS

The Custodian of the **Two Holy Mosques King Fahd** bin **Abdul Aziz** laid the foundation stone for a multi-million Riyal Islamic Project, in Madinah, on 21 December 1990 and stated that the government considers the development activities in Makkah and Madinah as its duty.

The ongoing expansion project at the Prophet's Mosque in Madinah, will alone cost about SR. 60 billion. King Fahd laid the foundation stone for the expansion project, considered the largest in history, towards the end of 1984. The new project is a 10-storey building to preserve the relics found at al-Hujra al-Nabawiya (the Prophet's room), which will also accomodate the Madinah Haram Library. When Madinah Mosque expansion project is completed it will accomodate over 250,000 worshippers on an area of 165,000 square metres. The project includes construction of an underground floor to house the air-conditioning system, 59 doors, 10 Minarets, 27 domes, electronic light and sound systems as well as advanced security arrangements.

The **Secretary-General** of the **Muslim World League, Dr. Abdullah Omar Nasseef**, has praised the wise decision taken by Gambian President, Dawda Jawara to make the teaching of Islamic religion and Arabic language compulsory in all Gambian Schools, including Christian Missionary schools.

A **Multi Diagnostic Free Medical** camp is being conducted by Kokan Medico - Social Forum on 10-2-91 from 9 a.m. to 2 p.m. at Sir Elly Kadoorie High School, Mazgaon, Bombay - 400 010. Dr. Husein Thakur, (Bombay), Chairman of the K. M. S.F., Phone No. 45 13 55 / 287 03 66 may be contacted for further details.

The **government** has **appointed Mr. G. Ramaswamy** as the new attorney general of India for a period of three years. He succeeds Mr. Soli J. Sorabjee. Mr. Arvind Dev Giri has been appointed as the new solicitor-general of India and Mr. M. Chandrashekran, Mr. K. T. S. Tulsi and Mr. Altaf Ahmed as the new additional solicitor generals.

The 6th Kokni Muslim Sports Festival was held from 22nd to 24th Dec. 1990, at Jamhuri High School, Nairobi.

Kokni Muslim Club, Nairobi; Tawakal Sports Club, Dar-es-salam (Tanzania); Kokni Muslim Club, Zanzibar (Tanzania) and Kokni Jamat Sports Club, Mombasa competed in this festival.

The Nairobians won the laurels in Volley-ball, Table-tennis, Badminton and Cricket where as Mombasa claimed the Football title. In Volley-ball, Dar-es-Salam lost their five year hold on the crown by being beaten by Nairobi, 2-21 and 11-21. Nairobi beat Dar-es-salam in both table-tennis and Badminton with 3-0 wins. In Cricket, Ashfaq Kazi led Nairobi to an emphatic 150 runs win over Mombasa. In Foot-ball, Arif Abdulaziz scored a goal in each half to guide Kokni Muslim Jamat, Mombasa, to a 2-0 win over Tawakal Sports Club, Dar-es-salam.

The best players in each category were : Syed Zahoor (Volley-ball), Hanif Parkar (Table-tennis), Shahid Samnakay (Badminton), Ashfaq Kazi (Cricket) and Arif Abdulaziz (Foot-ball).

Ashfaq Kazi was chosen the most outstanding player of the tourney and Kokni Jamat Sports Club, Mombasa, were named the most disciplined team of the festival for their excellent sportsmanship.

The **Golden Jubilee** of **Siraj-ul-Islam Secondary School** and **Junior College of Science**, Furus (Ratnagiri), of **Furus Educational Society** was held at Furus from 4th Jan. to 6th Jan. 1991. Dr. V. G. Khanvilkar, Professor of Konkan Krishi Vidyapeeth, Dapoli, president over the function and Alhaj Mastan Mirza, President of All India Dalit Muslims, was the Chief Guest. Many ex-students and well-wishers from all parts of the world attended

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	: **Dr. Abdul-Karim Naik**
Associate Editor	: **Capt. F. M. Mistry**
Consultant Editor	: **A. Kaye**

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	: I. BAGDADI * U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	: I. WANGDE * A.W. PARKER
BAHRAIN	: A. R. SARDAR
DUBAI	: IQBAL KAPDI
PAKISTAN	: H.Y. BOMBAYWALA, * QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	: HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	: SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	: HASSAN SAYED * A. R. OSMAN
BOMBAY	: I. CHAUGULE * ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	: DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	*
Other countries	Rs. 200/-	*

EDITORIAL

The dogs of war are barking - All around muslims. The Enemies of Dar-Al-Islam ha even more to gloat about.

Smug Satisfaction at the obliteration Muslim men, women and children percieved by the alert muslim mind. Deals a done, strings are pulled, missions of me fail one by one and still it goes on and on.

But this is not new — not new to us, not n to Al Islam, not new at all. This battle h never stopped — Just, individual wars — t battle had begun at Uhud.

When will we percieve, things and events True muslims ? The struggle is against K and not between ourselves. The Fight against SHIRK and not against Individual The war is against Evil and its inherent intentions — The JIHAD is in the way of Al and not for nationalism — sectarianism materialism.

It is said that "WHEN ELEPHANTS BATTLE — THE ANTS ARE KILLED".

Look how events that happen thousands miles away effect the innocent — And beautiful Harmony between ISLAM and environment and ecology is splintered a shattered.

Weapons of Destruction, that inf unspeakable misery, without discriminat of its intended victims are now being us Every Rule of the "Just War" is being brok It is time that we pray to Allah to make ev fight of the Muslimeen, just and rightec and in reality a "TRUE JIHAD".

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ

نقش کوکن

بمبئی

اردو / انگلش

رکن انڈین لنگویجز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد	شمارہ	مارچ
۲۹	۳	۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر :- فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

مشیر :- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید محسن (ساؤتھ افریقہ)
اقبال کاپڑی (دبئی)
قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (بحرین)
شیخ اسماعیل (ایسٹ افریقہ)
ابراہیم وانکھڑے (سعودی عربیہ)
حسن عبدالکریم چوگلے (دوحہ قطر)
فرمان علی پاٹنکر (ابوظہبی)

بمبئی :- ابراہیم چوگلے (اندھیری) علی صالح (ڈونگری)

کھیڈ (ضلع رتناگری) :- ڈاکٹر فیض احمد بڑے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹریشن نمبر E 3006)

زرِ سالانہ :- پچاس روپے | تاحیات :- پانچ سو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ۵ / ۷ ٹنڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری، بمبئی ۴۰۰۰۰۹ - فون :- ۸۶ ۴۹ ۶۸ -

مقامِ طباعت :- برہانی پرنٹرس ، بائیکلہ ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر پبلشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

تاریخ اشاعت :- یکم مارچ ۱۹۹۱ء

کتابت :- محمد رمضان علی اشرفی

اس ماہ کے

نقوش

پہلا صفحہ

مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ میں سیاست کے موضوع پر کچھ نہ لکھوں
مذہب پر کچھ نہ لکھوں
سماجیات یا سماج پر کچھ لکھوں تو کسی شخص کا نام نہ لوں
لہٰذا پیش ہے اس ماہ کا پہلا صفحہ اور آخری صفحہ
—— ملک نے —— ملک پر حملہ کر دیا
مگر اس سے کسی کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ کوئی فرد نہیں مرا۔ نہ کچھ تباہ ہوا
نہ ماحولیات پر اثر ہوا ہر طرف راحت ہی راحت کی ایک لہر دوڑ گئی
—— ملک کا —— ملک پر قبضہ جائز تھا —— کا۔ ملک کو آگ میں جھونکنے کا پلان فائل ہو کر بیا تھا
اس ہولناک جھڑپ سے کیا حاصل ہوا یہ نہ پوچھئے۔ ملک نے۔ ملک کو جھکا تو دیا
"سبق" تو سکھایا "جہاد" تو کیا —— نعرۂ تکبیر اللہ اکبر!"
میں "سیاست" پر کچھ نہیں لکھوں گا اس لیے مجھ سے یہ نہ پوچھئے کہ کیا ہوا اور اب کیا ہوگا
کیونکہ جو کچھ بھی ہوا وہ "سیاست" تھی اور وہ میری زندگی پر اثر انداز نہیں ہوئی
جب سے یہ معرکہ شروع ہوا تھا، میں نے صرف اپنے کان کھلے رکھے تھے
اور میری آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔۔ لہٰذا میں نے کچھ نہیں دیکھا
میں نے نہیں دیکھا کہ ہمارے اردو اخبارات نے کس طرح مسلمانوں کو بے وقوف بنایا۔ ان کے جذبات سے کھیلا
میں نے نہیں دیکھا کہ کس طرح مسلمانوں کے ہفت روزے، روزنامے اور ماہنامے
—— کی رنگین تصویروں اور پوسٹروں کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں بک رہے تھے
میں نے نہیں دیکھا کہ کس طرح مسلمان اپنے سارے مسائل بھول کر فل ٹائم جنگ کے مورچے پر لگے ہوئے تھے
میں نے نہیں دیکھا کہ جو اس ملک میں گاجر مولی کی طرح کٹتے رہے ہیں وہ۔۔۔۔ ملک کیلئے رضا کاروں کی بھرتی کر رہے تھے
میں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں
میں نے CNN کی نشریات میں ہزاروں ٹن بارود بے گناہ انسانوں اور عمارتوں پر گرتے نہیں دیکھا
میں نے لاکھوں پیپے تیل سمندر میں بہتے اور جلتے نہیں دیکھا

(باقی: آخری صفحہ)

اداریہ

باشعور بننا

تعلیم صرف روزگار کا سرٹیفکٹ نہیں۔ اس کا اصل مقصد قوم کے افراد کو باشعور بنانا ہے۔ افراد کو باشعور بنانا ملت کی تعمیر کی راہ کا پہلا قدم ہے۔ ملت کا سفر جب بھی شروع ہوگا یہیں سے شروع ہوگا۔ اس کے سوا کسی اور مقام سے ملت کا سفر شروع نہیں ہو سکتا۔

باشعور بنانا کیا ہے۔ باشعور بنانا یہ ہے کہ ملت کے افراد ماضی اور حال کو ایک دوسرے سے جوڑ سکیں۔ وہ جانیں کہ وہ کیا ہیں۔ اور کیا نہیں ہیں۔ وہ اس راز سے واقف ہوں کہ وہ اپنے ارادہ کو خدا کے ارادہ سے ہم آہنگ کرکے ہی خدا کی اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ باشعور انسان ہی حقیقی معنوں میں انسان ہے۔ جو باشعور نہیں وہ انسان بھی نہیں۔

باشعور آدمی اپنے اور دوسرے کے بارہ میں صحیح رائے قائم کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ جان لیتا ہے کہ اس کی کون سی رائے جانب دارانہ رائے ہے اور کون سی غیر جانب دارانہ۔ جب بھی کوئی موقع آتا ہے تو وہ پہچان لیتا ہے کہ یہاں کون سی کارروائی ردعمل کی کارروائی ہے اور کون سی مثبت کارروائی۔ وہ شر کو خیر سے جدا کرتا ہے اور باطل کو الگ کرکے حق کو پہچانتا ہے۔ ایک آنکھ وہ ہے جو ہر آدمی کی پیشانی پر ہوتی ہے۔ تعلیم آدمی کو ذہنی آنکھ عطا کرتی ہے۔ عام آنکھ آدمی کو ظاہری چیزیں دکھاتی ہے، تعلیم کی آنکھ آدمی کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ معنوی چیزوں کو دیکھ سکے۔

جس طرح ایک کسان بیج کو درخت بناتا ہے، اسی طرح تعلیم گاہ کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو فکری حیثیت سے اس قابل بنائے کہ وہ ارتقائے حیات کے سفر کو مکمل کر سکے۔ تعلیم آدمی کو ملازمت بھی دیتی ہے۔ مگر یہ تعلیم کا ثانوی فائدہ ہے۔ تعلیم کا اصل پہلو یہ ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کی سائنس بتائے وہ آدمی کو حقیقی معنوں میں آدمی بنا دے۔

ذکر و فکر

— مولانا وحید الدین خان —

اتحاد کی اہمیت

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو درست کرو اور خلل کو اچھی طرح پُر کر لو۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جس شخص نے صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے اور جس شخص نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹ دے۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں اپنی صفوں کو اچھی طرح پر کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو۔ گردنوں کو برابر رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے خلل سے بکری کے بچہ کی طرح داخل ہو رہا ہے

اس طرح کی بہت سی روایتیں حدیث کی کتابوں میں آئی ہیں جن میں یہ تاکید ہے کہ جب نماز با جماعت کیلئے کھڑے ہو تو خوب مل کر صف بندی کرو۔ کچھ روایتوں میں یہ بھی ہے کہ دو نمازیوں کے بیچ میں اگر خلل رہے گا تو وہاں سے شیطان داخل ہو جائے گا۔

ان روایتوں میں ایک حقیقت پر زور دینا مقصود ہے نہ کہ محض ایک ظاہر شکل پر۔ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی پوری زندگی میں متحد ہو کر رہنا چاہیے۔ انھیں چاہیے کہ وہ اپنی تمام سرگرمیوں کو اتحاد کے ساتھ انجام دیں۔ ان کے ہر عمل میں اتحاد کے جذبہ کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔

انھیں چاہیے کہ وہ اپنی تمام سرگرمیوں کو اتحاد کے ساتھ انجام دیں۔ ان کے ہر عمل میں اتحاد کے جذبہ کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔ حتی کہ چند مسلمان اگر سفر کریں تو وہ بھی اپنا ایک امیر بنالیں اور متحدہ صورت میں سفر کریں۔

مسلمان جہاں بھی باہمی اتحاد میں کمی کریں گے وہیں شیطان ان کی صفوں کے اندر گھس جائے گا اور ان کے تمام مقاصد کو برباد کر دے گا۔ آپس کے تعلقات میں اگر دوری پیدا ہو جائے تو نہ مسجد کے اندر کی دنیا فتنہ سے خالی رہے گی اور نہ مسجد کے باہر کی دنیا۔

احتساب غیر

ڈاکٹر ذاکر حسین (۱۸۹۷ - ۱۹۶۹) نے ایک بار بتایا کہ جب وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں وائس چانسلر بن کر آئے تو یونیورسٹی کے کچھ لوگ ان سے ملے اور کہا کہ یونیورسٹی میں کئی اسٹاف ممبر رجعت پسند اور فرقہ پرست ہیں۔ ان کی وجہ سے یونیورسٹی بد نام اور تباہ ہو رہی ہے۔ اگر ان سب لوگوں کو نکال دیا جائے تو اس کے بعد یونیورسٹی کی فضا بالکل درست ہو جائے گی۔ ذاکر صاحب نے کہا کہ آپ ایسے لوگوں کی فہرست بنا کر مجھے دیدیجئے۔

پھر کچھ دوسرے لوگ ذاکر صاحب سے ملے۔ انھوں نے دوبارہ کہا کہ یونیورسٹی کے کئی استاد کمیونسٹ اور دہریہ ہیں۔ ان کو آپ یہاں سے نکال دیں تو اس کے بعد یونیورسٹی کی فضا بالکل صحیح ہو جائے گی۔ ذاکر صاحب نے ان سے بھی کہا کہ آپ مذکورہ افراد کی فہرست بنا کر مجھے دیدیں۔

دونوں صاحبان کی طرف سے فہرستیں بن کر آگئیں۔ اس زمانہ میں مسلم یونیورسٹی میں تقریباً تین سو آدمیوں کا ٹیچنگ اسٹاف تھا۔ جب کہ دونوں فہرستوں میں دو دو سو نام درج تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے کہا: "میں حیران ہوں کہ آخر تین سو آدمیوں سے چار سو آدمیوں کو کیسے نکال دوں"۔ اگر میں ان سب کو نکال دوں تو پھر یونیورسٹی میں کون رہ جائے گا جو یہاں بچوں کو پڑھائے (الجمعیۃ، دہلی، ۲۸ جون ۱۹۸۰)۔

یہ واقعہ قوم کی اخلاقی حالت کو بتا رہا ہے۔ آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہر ایک دوسروں کے بارہ میں سوچنے کا بادشاہ ہے۔ کوئی شخص اپنے بارہ میں سوچنے کیلئے تیار نہیں۔

جس قوم کے افراد میں احتساب غیر کا مزاج پیدا ہو جائے، اس کے تمام معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ احتساب خویش کے مزاج سے دنیا بھی درست ہوتی ہے اور آخرت بھی۔

ادب ، شاعری ، کونی شاعری

نام دیومالی

مولوی عبدالحق

گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو یا سایہ وہ دِن رات برابر کام کرتا رہا۔ لیکن اسے کبھی یہ خیال آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں، یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے، اسی لئے اُسے اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا وہ یہ باتیں جانتا ہی نہ تھا، اُسے کسی سے بیر تھا نہ جلایا۔ وہ سب سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا، وقت پر کام آتا، آدمیوں، جانوروں پودوں کی خدمت کرتا، لیکن اسے کبھی یہ احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے نیکی اسی وقت تک نیکی ہے جب تک آدمی کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ جہاں اس نے یہ سمجھنا شروع کیا، نیکی نیکی نہیں رہتی۔ جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے۔ بڑا آدمی کسے کہتے ہیں۔ ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے حساب کے دِن جب اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی خدا یہ نہ پوچھے گا کہ تو نے کتنی اور کس کی پوجا پاٹ یا عبادت کی وہ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں — وہ پوچھے گا تو یہ پوچھے گا کہ میں نے جو استعداد تجھ میں ودلعت کی تھی، اسے کمال تک پہنچانے اور اس سے کام لینے میں تو نے کیا کیا اور خلق اللہ کو اس سے کیا فیض پہنچایا۔ اگر نیکی اور بڑائی کا یہ معیار ہے تو نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا تھا

مفلسی

نظیر اکبر آبادی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اس کو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی
بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی
یہ دکھ وہ جانے، جس پہ کہ آتی ہے مفلسی

جو اہلِ فضل، عالم و فاضل کہاتے ہیں
مفلس ہوئے تو، کلمہ تلک بھول جاتے ہیں
پوچھے کوئی الف، تو اسے بے بتاتے ہیں۔
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
اُن کی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جس طرح کتے لڑتے ہیں استخوان پر
ویسا ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی

مفلس کا درد، دِل میں کوئی ٹھانتا نہیں
مفلس کی بات کو، تو کوئی مانتا نہیں
ذات اور حسب نسب کو کوئی جانتا نہیں
صورت بھی اس کی پھر کوئی پہچانتا نہیں
یاں تک، نظر سے اس کو گراتی ہے مفلسی

غزل

ساحر شیوی

آنسوا ٹا کھ سبثل انی رہثل
جی پن کیلاس ایک دِس بھرثل
کھت پرنت ماز دہاتھ تو دھرثل
مادا یدو دے ماجا ساتھ مرثل
ماجی دنیات آبرو گھیت لِس
ماجا قبرت پن تو نزثل
ہے بھرو سو منا خدا چادر
تو ایک مانوس مازا کائی کرثل
کاں تو پی تاس رکت غریباں چا
سامن تیاں چا ایک دِس ہرثل
اپلیا ہاتھ پایاں ور بھرد سو کر
لوکاں چا پانی کھت پرنت بھرثل
ہائی لاگل تو لا کو ان ساحر
شکھلے لیا زہار سر کو تو زہرثل

انتخاب

"......بڑے بڑوں کا یہ عذر رہتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور اسباب کار فراہم نہیں۔ لیکن وقت کا عازم و فاتح اٹھتا ہے اور کہتا ہے اگر وقت ساتھ نہیں دیتا تو میں اس کا ساتھ لوں گا، اگر سرو سامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے تیار کر لوں گا، اگر زمین موافق نہیں تو آسمان سے اترنا چاہیے، اگر آدمی نہیں ملتے تو فرشتوں کو ساتھ دینا چاہیے۔ اگر دشمن بے شمار ہیں تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے۔ وہ زمانے کے حکموں پر نہیں چلتا بلکہ زمانہ آتا ہے تاکہ اس کے جنبشِ لب کا انتظار کرے وہ دنیا پر اس لئے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے جس سے دامن بھرے۔ وہ یہ دیکھنے کے لئے آتا کہ کیا کیا نہیں ہے جس کو پورا کر دے۔"

مولانا ابوالکلام آزاد

روشنی

☆ وہ علم بیکار ہے جس پر عمل نہ کیا جائے (حضرت عثمانؓ)

☆ عقل مند سوچ کر بولتا ہے اور بیوقوف بول کر سوچتا ہے۔ (حضرت حسن بصریؒ)

☆ جو شخص تحصیلِ علم کی مشکلات برداشت نہیں کر سکتا۔ اسے جہل کی سختیاں عمر بھر جھیلنی پڑتی ہیں (مولانا محمد علی جوہر)

☆ انسان وہی بن جاتا ہے، جو وہ دن رات غور و فکر کرتا ہے (ایمرسن)

☆ ایمان کا تہائی حصہ علم، دوسری تہائی حیا اور تیسری تہائی قیام ہے (حضرت علیؓ)

☆ اعلیٰ ظرف انسان کی شناخت یہ ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی اس کا سلوک اچھا ہو۔

☆ امانت سے احترام بڑھتا ہے۔

☆ خیانت سے افلاس لازم ہے۔

☆ حسد ایک آگ ہے جو انسان کو گھاس کی طرح جلا دیتی ہے۔

☆ افسوس اس دن پر کرنا چاہیے جو بغیر نیکی کے گذر جائے

ایک خط

صفیہ کا خط۔

اپنے شوہر جان نثار اختر کے نام

"...... مجھے تمہاری محبت، تمہاری سرپرستی تمہارا اعتماد سبھی کچھ حاصل ہے اور تمہیں میری پوری ہستی، میری پوری زندگی۔ پھر ہم اپنے کو ہارے ہوئے انسانوں میں کیوں سمجھیں؟ تھک مت جاؤ ساتھی یہ خود فریبی نہیں حقیقت ہے کہ آج نہیں تو کل ایک روشن سویرا بھی جھلکے گا...... اگر تمہیں میرے لئے یا مجھے تمہارے لئے کوئی قربانی دینی پڑی ہوگی تو اس کی ذمہ داری تو ان حالات پر ہے جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں .... زندگی کے حالات الجھے ہوئے ہیں دوست! آؤ ایک دوسرے پر اعتماد بڑھائیں ...... میں ہر مشکل کو راحت میں تبدیل کروں گی اور ہر دشواری کو تمہارے لئے آسان بناؤں گی مجھ پر بھروسہ کرو اور خود پر بھی پھر شکست کا احساس تم میں نہ ابھرے گا ساتھی...... ۱۱

نفسیات

بچوں کا ناخن کاٹنا

دانتوں سے ناخن کترنے کی عادت، گہرے اضطراب اور اعصابی تناؤ کی علامت ہے۔ اور عام طور پر ان بچوں میں پائی جاتی ہے جن کے ذہنوں میں والدین، بھائی بہن، دوست احباب اور اساتذہ وغیرہ کے خلاف غم و غصہ، نفرت یا کینے کے دبے ہوئے جذبات پائے جاتے ہیں مشکل یہ ہے کہ ان منفی جذبات کا اظہار بچے کسی اور طریقے سے نہیں کر سکتے۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ اس عادت کا شکار بچے عموماً اس وقت بنتے ہیں جب انہیں عدم تحفظ کا شدید احساس ہوتا ہے یا کسی وجہ سے وہ ناخوش و بیزار ہوتے ہیں۔

بچوں کے اس ناپسندیدہ رجحان کا علاج تو وعظ و نصیحت ہے نہ مار پٹائی سب سے موثر طریق علاج یہ ہے کہ بچوں کو موردِ الزام ٹھہرانے یا انہیں تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے والدین اپنے طور طریق اور طرز عمل کا دیانتدارانہ محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ بچے کی ان ناپسندیدہ عادات کے محرک وہ خود تو نہیں۔ ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ لونے فی صد [illegible] میں عادت کی خرابیاں پائی جاتی ہیں ان کے حقیقی خالق والدین ہوتے ہیں

کون کا شاعر

اس ماہ کا

بدیع الزماں خاور

غزل

سکوتِ دل میں نہاں اضطراب ہیں کتنے
بتاؤں کیا مری آنکھوں میں خواب ہیں کتنے

ہزار دشتِ طلب کا سفر حسین سہی
نہ جانے راہ میں آگے سراب ہیں کتنے

قدم قدم پہ ہے سوء حادثوں کا خوف یہاں
تمہارے شہر کے رستے خراب ہیں کتنے

سنا ہے باڑھ کا پانی اتر چکا ہے، مگر
نہ جانے گاؤں ابھی زیرِ آب ہیں کتنے

کسی کی زلف میں جن کو سجا کے جی خوش ہو
چمن کے پھولوں میں ایسے گلاب ہیں کتنے

کہاں ہے دیکھنے والوں کی آگہی اسکی
ہمارے یہ حجاب در نقاب ہیں کتنے

اس ماہ کیلئے ایک خیال

THOUGHT FOR THE MONTH

"ہر انسان قدرت ک[illegible]
ایک چھپا ہوا خزانہ [illegible]
یہ صرف مشکلات کی ٹھوکر[illegible]
جو اس خزانے کو اندر [illegible]
باہر لے آتی ہیں

جنرل نالج - ۱

ندیاں اور شہر

شہر	ندیاں
اسکندریہ	نیل
بغداد	ٹگریز
بنکاک	میںام
قاہرہ	نیل
کراچی	سندھ
لاہور	راوی
لندن	تھیمز
نیویارک	ہڈسن
آگرہ	جمنا
احمدآباد	سابرمتی
کلکتہ	ہگلی
کٹک	مہاندی
دہلی	جمنا
گوہاٹی	برہمپتر
حیدرآباد	موسی
لکھنؤ	گومتی
ناسک	گوداوری
پٹنہ	گنگا
واشنگٹن	پوٹامیک
ٹوکیو	سمیڈا
برلن	اسپری
سورت	تاپتی
وجے واڑہ	کرشنا

جنرل نالج - ۲

ہندوستان کی اعلیٰ تعمیرات

۱ :۔ قطب مینار (دہلی) ۲۸۸ فٹ
۲ :۔ راجہ بائی ٹاور (بمبئی) ۲۶۰ "
۳ :۔ بودیشور مندر (تنجور ۲۱۰ "
۴ :۔ چارمینار (حیدرآباد ۱۸۷ "
۵ :۔ وکٹوریہ میموریل (کلکتہ ۱۸۲ "
۶ :۔ کلکتہ ہائی کورٹ (کلکتہ ۱۸۰ "
۷ :۔ تاج محل . (آگرہ ۱۷۸ "
۸ :۔ لنگ راج مندر (بھونیشور ۱۲۷ "
۹ :۔ وجے مینار (چتوڑ) ۱۲۲ "
۱۰ :۔ بلند دروازہ (فتح پور سیکری ۱۱۶ "

کرکٹ کا پہلا کپتان

★ بھارت	سی کے نائیڈو
★ پاکستان	اے ایچ کاردار
★ انگلینڈ	جیمس للی
★ آسٹریلیا	جی۔ ڈبلیو۔ گرگاری
★ نیوزی لینڈ	ٹی۔ سی۔ لاری
★ سری لنکا	دلیپ مینڈس
★ ویسٹ انڈیز	او۔ کے۔ نن
★ جنوبی افریقہ	او۔ آر۔ ڈینل

جنرل نالج - ۳

کرنسی

مُلک	کرنسی سکّہ
افغانستان	افغانی
آسٹریلیا	ڈالر
چین	ڈالر
کیوبا	پیسو
فرانس	فرینک
بھارت	روپیہ
جاپان	ین
کویت	دینار
سوڈان	پونڈ
جنوبی افریقہ	رین
تنزانیہ	شلنگ
ترکی	لیرا
روس	روبل
امریکہ	ڈالر
سویڈن	کرونا
سوڈان	پونڈ
اردن	دینار
میکسیکو	پیسو
نائجیریا	نائیرا
ملیشیا	رنگٹ
پیرو	سول
زامبیا	کواچہ
یوگانڈا	شلنگ

جنرل نالج ۔۴

پلاننگ کمیشن

ایک تعارف

یہ کمیشن پورے ملک کے منصوبوں کا خاکہ
تیار کرتی ہے غرض کہ ملک کی تقدیر یہ
کمیشن طے کرتا ہے۔ اس کمیشن کی ابتدا
مارچ ۱۹۵۰ء میں پنڈت نہرو کی ایما پر
حکومت ہند نے کی۔ اس کمیشن کے ذریعہ
ملک کے ماہرین اور دانشوروں کی مدد سے
یہ طے کیا جاتا ہے کہ ملک کی ترقی کیلئے
کن کن ذرائع کو استعمال کیا جائے
اور اس کی منصوبہ بندی کس طرح ہو۔
اس کمیشن کے ذریعہ ہر پانچ سال کے
لئے ایک منصوبہ بنایا جاتا ہے اور ملک
کے سارے ذرائع سارے طبقے اور
سامیدانوں میں کیا کیا جائے اس کا فیصلہ
کیا جاتا ہے۔

پلاننگ کمیشن کا چیرمن ہمیشہ ملک کا وزیر
اعظم ہوتا ہے اور وائس چیرمن عموماً کوئی
ماہر اقتصادیات یا آئی اے ایس افسر ہوتا ہے
البتہ عموماً سیاسی مداخلت کی بنا پر یہ کمیشن اپنا
نشانہ پورا نہیں کر پاتا مثلاً ۹۰-۱۹۸۵ء کے پنج
سالہ منصوبے میں یہ نشانہ بنایا گیا تھا کہ ملک میں
جو ۲۸ کروڑ انسان غریبی سے نچلی سطح پر جیتے ہیں
ان کی تعداد گھٹا کر ۱۲ کروڑ تک لائے جائینگے۔ جبکہ
پانچ سالوں کے بعد یہ تعداد ۲۷ کروڑ تھی۔

جنرل نالج ۔۵

سوال جواب

س ہیراکڈ بندھ کس ریاست میں ہے

ج اڑیسہ۔

س رسائنی (رینویل) میں کیا بنایا جاتا ہے۔

ج دوائیں۔

س دنیا میں سب سے زیادہ گرم پانی کے جھرنے کہاں ہیں۔

ج نیوزی لینڈ۔

س محمود غزنوی کے دربار کا شاعر۔

ج فردوسی۔

س گرین ویچ یہ شہر کس ملک میں ہے

ج برطانیہ میں۔

س ڈاند یاترا کس سال ہوئی۔

ج ۱۹۳۰ء میں۔

س گیتانجلی کو نوبل انعام کب ملا۔

ج ۱۹۱۳ء میں

س "آریہ بھٹ" بھارت کا پہلا خلائی سیارہ کس ملک کی مدد سے خلاء میں چھوڑا گیا۔

ج روس کی۔

س دنیا میں سب سے پہلے پولس کہاں قائم ہوئی۔

ج برطانیہ میں۔

جنرل نا[لج] ۔

ریڈ کراس

ایک تعارف

جب کبھی جنگ ہوتی ہے کوئی ناگہا
آفت آتی ہے آپ سب سے زیادہ جس
ادارے کا نام سنتے ہیں وہ ہے ریڈ کرا
سو سال پہلے کی بات ہے کہ اٹلی کے
شہر سلفرنیہ پر آسٹریلیا کی طاقتور فو
کا قبضہ تھا۔ فرانس نے دوست مما
کی مدد سے آسٹریلیا کی فوج پر حملہ کیا
صرف ۱۵ گھنٹے کی خونریز جنگ میں ۰
ہزار سپاہی زخمی ہو چکے تھے اور پورا م
لاشوں سے بھر چکا تھا۔ انہی دنوں سا
میں فرانس کی کسی بنک کا عہدیدار جین ہن
ڈونان بھی موجود تھا۔ جو جنگ کا یہ ہولا
منظر دیکھ کر سکتے میں آگیا۔ اس نے ایک
چھوٹا سا گروہ تیار کیا اور زخمیوں کی
پٹی کی اور انھیں طبی امداد پہنچائی۔
ڈونان نے اس گروہ کی جینوا میں
اکتوبر ۱۸۶۳ء میں کانفرنس بلائی جس
ملکوں کے نمائندوں نے اس میں شرکت
کی۔ اس طرح ریڈ کراس سوسائٹی
میں آئی۔ جو آج بھی دنیا بھر میں انسا
کی بے مثال خدمت انجام دے رہی

روزہ کا ثواب

رمضان میں ایک مہینہ کا روزہ رکھنا اسلام کی ایک خصوصی عبادت ہے اور حدیث میں مختلف طریقوں سے اس کے خصوصی ثواب کو بتایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں یہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کے ہر عمل کی نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر روزہ کا معاملہ جدا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش کو اور اپنے کھانے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ افطار کے وقت، اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت۔

روزہ کا یہ غیر معمولی فائدہ اس لیے ہے کہ روزہ کی مشقت آدمی کی نفسیات کے اندر غیر معمولی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ اس کی زبان سے غیر معمولی انداز کی دعائیں نکلنے لگتی ہے۔

روزہ میں جب بھوک پیاس ستاتی ہے تو آدمی کو اپنی بے چارگی یاد آتی ہے۔ وہ مزید اضافہ کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے۔ وہ کہہ اٹھتا ہے کہ خدایا، میں نے تیرے ایک حکم کی تعمیل کی، مگر میں تیرے بہت سے حکموں کی تعمیل نہ کر سکا۔ میں نے ایک دن کا روزہ رکھا مگر میں دوسرے بہت سے مواقع پر "روزہ" نہ رکھ سکا۔ تو اپنی رحمتِ خاص سے مجھے بخش دے۔

جب بندہ کی زبان سے اس قسم کی دعائیں نکلتی ہیں تو خدا کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد "دس گنا" اور "سات سو گنا" کی حد کو توڑ کر اس کے ثواب کو بے حساب گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

عبادت کا عمل دنیا میں کیا جاتا ہے اور اس کا اجر آخرت میں ملتا ہے۔ مگر روزہ استثنائی طور پر ایک ایسی عبادت ہے جس کے اجر کا تجربہ اسی دنیا میں کرا دیا جاتا ہے۔ افطار گویا روزہ کے اجر کا ابتدائی تجربہ ہے اور آخرت کا بے اندازہ ثواب اس کا انتہائی تجربہ۔

اوقات سحر و افطار ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

روزہ رکھنے کی نیت

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ

افطار کے بعد کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّی لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّی

ایام	رمضان	مارچ اپریل	اوقات ختم سحری	اوقات افطار
پیر	۱	۱۸	۵-۲۰	۶-۵۳
منگل	۲	۱۹	۵-۱۹	۶-۵۴
بدھ	۳	۲۰	۵-۱۸	۶-۵۴
جمعرات	۴	۲۱	۵-۱۷	۶-۵۴
جمعہ	۵	۲۲	۵-۱۶	۶-۵۴
سنیچر	۶	۲۳	۵-۱۵	۶-۵۵
اتوار	۷	۲۴	۵-۱۵	۶-۵۵
پیر	۸	۲۵	۵-۱۴	۶-۵۵
منگل	۹	۲۶	۵-۱۳	۶-۵۵
بدھ	۱۰	۲۷	۵-۱۲	۶-۵۵
جمعرات	۱۱	۲۸	۵-۱۱	۶-۵۶
جمعہ	۱۲	۲۹	۵-۱۱	۶-۵۶
سنیچر	۱۳	۳۰	۵-۱۰	۶-۵۶
اتوار	۱۴	۳۱	۵-۱۰	۶-۵۶
پیر	۱۵	۱	۵-۰۹	۶-۵۷
منگل	۱۶	۲	۵-۰۸	۶-۵۷
بدھ	۱۷	۳	۵-۰۷	۶-۵۷
جمعرات	۱۸	۴	۵-۰۶	۶-۵۷
جمعہ	۱۹	۵	۵-۰۵	۶-۵۸
سنیچر	۲۰	۶	۵-۰۴	۶-۵۸
اتوار	۲۱	۷	۵-۰۴	۶-۵۸
پیر	۲۲	۸	۵-۰۳	۶-۵۸
منگل	۲۳	۹	۵-۰۲	۶-۵۹
بدھ	۲۴	۱۰	۵-۰۱	۶-۵۹
جمعرات	۲۵	۱۱	۵-۰۰	۶-۵۹
جمعہ	۲۶	۱۲	۵-۰۰	۶-۵۹
سنیچر	۲۷	۱۳	۴-۵۹	۷-۰۰
اتوار	۲۸	۱۴	۴-۵۹	۷-۰۰
پیر	۲۹	۱۵	۴-۵۸	۷-۰۰
منگل	۳۰	۱۶	۴-۵۷	۷-۰۰

تین منی کہانیاں

(خلیجی جنگ کے پس منظر میں)

مبارک کاپڑی

فیصلہ

وہ جہاں رہتا تھا اس کے قریب ہی فوجی چھاؤنیاں تھیں ان سے لگ بھگ ایک کلومیٹر دور ایک اسکڈ میزائل داغا گیا تھا اور اب ہر طرف اس خدشے کا اظہار رہا تھا کہ اگلا نشانہ وہ فوجی چھاؤنیاں ہوں گی۔ اور اس حملے کی زد میں وہ عمارت بھی یقینی طور پر آجائے گی جس میں وہ رہتا تھا۔

عمان کے راستے بس سے اور اس کے بعد وہاں سے ہوائی جہاز سے بھارت لوٹنے کا ابھی بھی اسے موقع حاصل تھا۔ دیگر ملکوں کے اس کے ساتھی تو کب کے اپنے اپنے وطن جا چکے تھے اس نے بھی انڈیا واپس آنے کی تیاری شروع کر دی اور سارا سامان پیک کرنے لگا۔

اچانک اسے خیال آیا۔ اسے اپنی بوڑھی ماں کو سنبھالنا ہے۔ دو بھائیوں کو پڑھانا ہے، انہیں اعلیٰ تعلیم دلانی ہے۔ دو بہنوں کی شادی کی ذمہ داری بھی اس کے سر ہے۔ ماں کے زیورات ابھی بنک سے چھڑانے ہیں اس کے باپ دادا کا بنایا ہوا گھر جواب بالکل خستہ ہو چکا ہے اس کی مرمت کرنی ہے۔

اس نے اپنی پیکنگ ادھوری چھوڑی اور فوراً ٹیکسی لے کر انڈین ایمبیسی کی طرف بھاگا۔ وہاں جا کر اس نے ایک ذمہ دار افسر سے پوچھا۔ اس جنگ میں کسی غیر ملکی شہری کے ہلاک ہونے کی صورت میں اس کے متعلقین کو کیا معاوضہ ملے گا؟ افسر نے جواب دیا۔ ہر کمپنی کو لازمی طور پر پچاس ہزار ریال دینے ہوں گے۔ اس نے حساب جوڑا۔ پچاس ہزار ریال یعنی ہندوستانی ڈھائی لاکھ روپے ہوئے جو اس کی بہنوں کی شادی، بھائیوں کی تعلیم اور ماں کے زیورات چھڑانے کیلئے کافی ہیں۔ اس نے فوراً بیگ سے ماں کا پتہ، فوٹو اور اپنی پاسپورٹ تفصیلاً ایک کاغذ پر لکھ دیں اور ایمبیسی کے نام ایک عرضی لکھ دی کہ اس کی موت کی صورت میں معاوضہ اس کی ماں کو فلاں پتے پر روانہ کر دیا جائے۔

وہ واپس اپنے کمرے کی جانب لوٹا۔ اس نے انڈیا واپس جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

رفیوجی

اپنا سب کچھ کھو کر میں کویت سے نکلا۔ میری ساری کمائی جو ہندوستانی ۱۸ لاکھ روپے کے برابر ہوتی ہے، بنک میں تھی۔ بنک بند ہو چکے تھے۔ میرے گھر کا ساز و سامان فوجی لوٹ چکے تھے۔ حتیٰ کہ میرے سارے کپڑے، میری گھڑی اور میرے جوتے تک فوجیوں نے چھین لئے تھے۔ میری گاڑی البتہ بیسمنٹ کے گیریج میں تھی جس پر فوجیوں کی نظر نہیں پڑی تھی۔ میں وہ گاڑی لے کر عمان کی سرحد پر روانہ ہوا۔ مگر اس سے آگے سفر کے لئے میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ نہ کھانے کی کوئی چیز، نہ پینے کیلئے پانی۔ آخر کار میں نے اپنی چار لاکھ روپے کی گاڑی صرف ۵۰ ڈالر میں بیچ دی اور اس سے بریڈ، بسکٹ اور پینے کا پانی خریدا۔

سہار ایئرپورٹ پر جب میں اُترا تو میری جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں تھی۔ بھوک کی شدت سے حال بُرا تھا۔ اتنے میں مجھے میری بہن یاد آئی۔ جو ایئرپورٹ کے قریب ہی مرول ناکہ پر جھونپڑا میں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتی تھی۔

اچانک مجھے یاد آیا کہ چند سال قبل میری بہن نے مجھے خط لکھا تھا کہ اس کے جھونپڑے میں بارش کے دنوں میں کافی پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اس کی مرمت کے لئے ڈیڑھ ہزار روپے کی ضرورت ہے وہ بطور قرض اسے روانہ کردوں۔ میں نے اس خط کا جواب ہی نہیں دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی پر ایک ہزار روپے قرض مانگا۔ میں نے جواب ہی نہیں دیا۔ بہن کے خطوط سے نجات پانے کیلئے میں نے ایک بار دو سطروں کا ایک خط اسے بھیجا کہ میرا پتہ بدل گیا ہے اب وہ فلاں فلاں نئے پتے پر خط روانہ کرے۔ وہ ایک غلط پتہ تھا۔ وہ میرا پتہ تھا ہی نہیں۔ غلط پتہ روانہ کرنے کے بعد آج کئی سال ہوئے بہن کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔

میں ماضی کی انہی یادوں میں غرق تھا کہ اسپیکر پر اعلان ہوا کہ ہمارے لئے قریب ہی ایک دھرم شالہ میں رہنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہمیں وہیں لے جایا گیا۔ ہمیں قطار میں فرش پر بیٹھنے کہا گیا کسی فلاحی ادارے کی جانب سے ہمیں کھانا دیا گیا۔ دال اور چاول۔ کھانے کے بعد میں نے باہر جھانک کر دیکھا۔ سامنے ہی میری بہن کا جھونپڑا تھا۔ باہر صحن میں میری بہن بیٹھی چاول صاف کر رہی تھی اور میرے بھانجے بھانجیاں کھیل رہے تھے وہ سبھی خوش تھے۔ اور میں ایک رفیوجی۔ میرا پتہ اب کی بار واقعی بدل گیا تھا۔

ایک روپیہ بارہ آنہ

کویت سے ہزار صعوبتیں جھیل کر میں بمبئی پہنچا۔ وہاں ہمیں ایئر لائنز کی خصوصی بسوں سے بمبئی سینٹرل ایس ٹی اسٹینڈ لاکر چھوڑا گیا۔ ایس ٹی والوں نے از راہِ ہمدردی ہمیں بلا معاوضہ اپنی اپنی منزل تک پہنچانے کا انتظام کیا تھا اور دیگر اخراجات کے لئے فی کس ۲۵۔۲۵، روپے بھی دیئے تھے۔

ہماری بس میں میرے سامنے والی سیٹ پر ایک بڑھیا ایک بچی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ میلے کچیلے کپڑے پہنی اور ایک پھٹی پرانی پوٹلی لئے ہوئے۔

بس جب مہاڑ میں رکی تو دوپہر کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں ہوٹل میں گیا اور ایک رائس پلیٹ کا آرڈر دیا۔ وہ بڑھیا بھی بچی کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوئی۔ اس نے پہلے ویٹر سے پوچھا کہ ایک رائس پلیٹ اور ایک پلیٹ بٹاٹا وڑے کی کیا قیمت ہے ؟ جب وہ مطمئن ہوگئی کہ اس کے پاس اتنے پیسے ہیں تو اس نے کھانے کا آرڈر دیا۔ بڑھیا کے کپڑے اور حلیہ دیکھ کر ویٹر سمجھا کہ شاید بڑھیا کے پاس پیسے پورے نہ ہوں اس لئے اس نے کھانا لاکر تو دیا البتہ اس کے ساتھ اس نے بڑھیا کو بل تھما دیا اور پیسے فوراً دینے کو کہا۔ بڑھیا نے اپنی پوٹلی کھولی۔ مگر یہ کیا ؟ اس کی پوٹلی کے سوراخ سے غالباً ریزگاری گر گئی تھی۔ اس کے پاس چھ روپے تھے۔ اب بھی اس کے پاس ایک روپیہ بارہ آنے کم تھے۔ ویٹر نے کاؤنٹر پر موجود کیشئر سے کہا۔ اس بڑھیا کے پاس ایک روپیہ بارہ آنے کم ہیں۔ کیشئر نے کہا۔ اس کے پاس سے کھانا فوراً واپس لے لو۔ بڑھیا ایک نوالہ کھا چکی تھی۔ اس لئے بٹاٹا وڑا واپس لے جانے کی گنجائش نہیں تھی۔ البتہ بچی نے ابھی تک رائس پلیٹ کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ ویٹر لپکا اور رائس پلیٹ واپس لے جانے لگا۔

اتنے میں میں نے ویٹر کو آواز دی اس کا بل میں دیتا ہوں رائس پلیٹ بچی کو واپس کردو۔

کویت میں برسوں میں نے لاکھوں کمائے اور اڑائے۔ پہلی مرتبہ مجھے لگا کہ میرے ہاتھوں سے کوئی نیک کام ہوا ہے وہ کیفیت ہی کچھ اور تھی۔ خوشی کا وہ لمحہ جو کویت میں لاکھوں روپے اڑانے کے بعد بھی نصیب نہیں ہوا تھا، آج بے سروسامانی کے عالم میں صرف ایک روپیہ بارہ آنے میں مجھے حاصل ہوا۔

غزلیں

قاضی فراز احمد

ہمارے عہد کے لوگوں میں بانکپن کی جھلک
نظر نہ آئی کہیں قیس و کوہکن کی جھلک

اداسیوں کا یہ درپن دکھا رہا ہے ہمیں
ہمارے چہرے پہ لکھی ہوئی گھٹن کی جھلک

کہیں تو رکھیے بچا کر متاع اہل ہنر
چمک نگار سخن کی کمال فن کی جھلک

صدا تو سنتے ہیں تیشوں کی غم کے پربت پر
مگر نہ نہر خوشی کی نہ کوہکن کی جھلک

ہے خون گرم بدن میں شراب آنکھوں میں
مگر ذرا نہیں اس میں مرے چلن کی جھلک

فراز تیز نگاہوں سے بارہا سب نے
ردا کو چیر کے دیکھی ہے اس بدن کی جھلک

انجم عباسی

اخبار میں جب میرا مضمون پڑھا ہوگا
اخبار کے ٹکڑوں سے گھر اس کا بھرا ہوگا

جب دھوپ اگی ہوگی وہ گھر سے چلا ہوگا
شب بھیگ چکی ہوگی وہ جاگ رہا ہوگا

دیوار کے سائے میں جب میز پڑا ہوگا
افلاس کے شعلوں سے گھر اس کا اجلا ہوگا

خط اس نے لکھا ہوگا پھر اس کو پڑھا ہوگا
کچھ سوچ لیا ہوگا اور پھاڑ دیا ہوگا

سرخاب کے پر اپنے کاندھے پہ نہیں لیکن
جب کوئی ملا ہم سے سو بار ملا ہوگا

جو شخص مرے اندر برسوں سے رہا ہوگا
اس کو میرے مرنے پہ افسوس ہوا ہوگا

پرویز باغی

آنسوؤں کے سمندر میں سوکھے ہوئے
ایک مدت ہوئی ہم کو روتے ہوئے

ان سے کوئی قریبی تعلق نہیں
بس سلام و دعا راہ چلتے ہوئے

تیری بستی میں آ ہی گئے ہیں تو ہم
سوچتے ہیں چلیں تجھ سے ملتے ہوئے

دورِ دہشت کا رخصت ہوا ہے مگر
اب بھی رہتے ہیں کچھ لوگ سہمے ہوئے

کیا توجہ زمانے پہ ہم دیتے
اپنے خیالات میں ہم ہیں الجھے ہوئے

مغل اقبال اختر

ایک انداز اپنا سوا چاہیے
مسکرانے کی غم میں ادا چاہیے

جان دے کر دیا ہے ترا امتحاں
زندگی اب بتا اور کیا چاہیے

پر سکوں بیت جائے تو کچھ بھی نہیں
زیست کے ساتھ کرب و بلا چاہیے

آج کے عہد میں آدمی کے لئے
زندگی سے بڑی کیا سزا چاہیے

جذبہ خود اعتمادی کا ہم کو ملا
زندگی میں ہمیں اور کیا چاہیے

منزلیں ایک دن چوم لیں گی قدم
دل میں اختر مگر حوصلہ چاہیے

گرتی دیوار

مراٹھی مصنف تریش شاستر بودھے
ترجمہ ابراہیم بغدادی انگلینڈ

دنیا میں صرف دو ہی دیواریں مشہور ہیں۔ ایک دیوار چین ور دوسری دیوار برلن، چونکہ دیوار چین کا وجود دو سو اکیس ۲۲۱ ل قبل مسیح میں ملکی تحفظ اور سلامتی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ جس کی لمبائی ہزار چار سو کیلو میٹر (۱۵۰۰ میل) ہے۔ اور بلندی بیس ۲۰ تا تیس ۳۰ ے اور چوڑائی چھبیس ۲۶ فٹ بتائی جاتی ہے۔ لیکن برلن دیوار کا تعلق ص سامراجی منافرت اور زورِ طاقت پر مبنی ملکی ہوس گیری اور سی تنگ نظری کہا جاسکتا ہے۔ جس کے پس پردہ اس آہنی ار کے ذریعہ وہاں کی سرکش عوام کو اپنے زیر تسلط جکڑ رکھنے کی ناکام کوشش تھی۔ جس طرح غلبۂ سامراجیت میں ان ملکی ہوس وں نے تقریباً پوری دنیا کو پنجۂ نو آبادیات میں جکڑ کر بعد ازاں ازاں اسکی غیر منصفانہ تقسیم سے ساری دنیا آج سرحدی اور قائی تنازعوں میں ایک دوسرے کے دست گریباں ہیں۔

جب سوئیت روس کو اپنے اتحادی حواریوں برطانیہ، فرانس امریکہ کی بے اتنائی کے سبب پورے برلن شہر پر قبضہ حاصل نہیں ا تو انہوں نے اپنے داخل شدہ مشرقی حصہ پر دیوار تعمیر کرنے کا وبہ تشکیل دیا۔ تاکہ مغربی طاقتوں سے یہ علاقہ ہمیشہ محفوظ رہے کی ابتدا ٹھیک ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کی درمیانی شب کو عمل میں تھی۔ ان دنوں سے ایک ہی شہر اور ایک زبان و تہذیب میں والے لوگ ان بے رحم سامراجی ہاتھوں سے اپنے ہی ملک میں سیم ہو کر رہ گئے تھے۔

دیوار برلن خالص کنکریٹ سے تعمیر ہو کر اسکی لمبائی اکیسو سرسٹھ میٹر، اور بلندی ساڑھے تیرہ فٹ تھی۔ مزید تحفظ کے لئے دوسو نوے واچ ٹاور تعمیر کرکے تر چالیس خندقیں بھی کھودی گئی تھیں۔ اس پر جو شکاری کتوں کے ساتھ گشتی فوج تعینات پر رکھی گئی شہ رکھی

تھی وہ دو سو تر چالیس چوکیوں پر چوبیس گھنٹے بلا ناغہ پہرہ دیتی تھی۔ کئی حصہ چھ فٹ سے زائد چوڑا ہو کر اسکی بلندی کو نہایت کمال صفائی سے بلکل گولائی نما بنا کر اسے خصوصی طور سے چکنا بھی رکھا گیا تھا۔ تاکہ لوگ اسے رسی وغیرہ کے ذریعہ پھاند کر مغربی علاقہ میں جانے میں ناکام رہیں، یہ تمام تر جد و جہد پورے اٹھائیس سال تک جاری رہی آخر ایک روز اس نفرت کی دیوار کو مسمار ہونا تھا۔ چنانچہ یہ دیوار بھی ٹھیک ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو ہمیشہ کیلئے مسمار ہو چکی ہے

تقسیم سے پہلے مشرقی اور مغربی جرمنی کے مابین لوگوں کی آمد و رفت کے لئے چھوٹے بڑے ایک سو تر نوے راستے تھے۔ جن کا ابتدائی دنوں یعنی ۱۹۴۹-۶۱ء تک لوگوں نے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر ستائیس ہزار لوگ کمیونسٹ پالسی سے تنگ آکر مغربی جرمنی میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔

اقتصادی لحاظ سے مشرقی جرمنی کی خستہ حالی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جسے مغربی جرمنی کی طرز معاشرت پر لانے کے لئے مغربی حکومت کو کافی مالی تعاون سے گزرنا پڑا ہے۔ جو تمام سرکاری اور خانگی کمپنیوں کے علاوہ لوگوں کے معیار زندگی کو بھی بحال کرنا مقصود تھا۔ جو بین الاقوامی معیار کے مطابق مشرقی جرمنی کی موجودہ کرنسی کی اہمیت مغربی جرمنی کے مارک کے مقابلے میں دو ایک کا امتیاز رکھتی تھی۔ جسے ہموار کرنے کے لئے مشرقی جرمنی کے فی شخص کو چار ہزار مغربی مارک یعنی بیالیس ہزار روپے ادا کرنا پڑے ہیں۔ اس تحریک کو عملی شکل دینے کے لئے ایکم جولائی ۱۹۹۰ء کو دس ہزار منی ایکسچینج MONEY EXCHANGE مراکز پورے مشرقی جرمنی میں کھولے لئے تھے جس کا فائدہ ملک کی ایک کروڑ ستر لاکھ عوام کو حاصل ہوا۔ اندازہ ہے پورے مشرقی جرمنی کے معاشرے کو مغربی جرمنی کے معیار پر ڈھالنے کے لئے تقریباً دو سو پچاس بلین BILLION ڈالر کا خرچہ ہوگا۔ مختصراً ان تمام مشکلات کے باوجود دونوں طرفہ عوام کا جذبۂ ایکجہتی، عزم استقلال بھائی چارہ اور حب الوطنی کے آگے یہ عارضی مسائل کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ متذکرہ دیوار ہمیشہ کے لئے مسمار ہو کر اب

تاریخی شخصیت

(اس عنوان کے تحت ہر ماہ مسلمانوں کی کسی ایک تاریخی شخصیت کے حالاتِ زندگی کا جائزہ لیا جائے گا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اِن صفحات کو کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے پاس مسلمانوں کی کم و بیش ۷۰۔ شخصیات کے حالاتِ زندگی کا ذخیرہ جمع ہو جائے گا ———— م۔ک

شبلی نعمانی

شبلی نعمانی کا اصل نام محمد شبلی تھا۔ مگر امام اعظم سے عقیدت کی وجہ سے شبلی نعمانی لکھنے لگے تھے۔ ان کی ولادت بندول سے (اعظم گڑھ) ۱۸۵۷ھ میں ہوئی۔ والد کا نام شیخ حبیب اللہ تھا۔ جو ایک خوش حال زمیندار اور کامیاب وکیل تھے۔ شبلی کا سلسلۂ نسب ایک نو مسلم راجپوت شیخ سراج الدین (سابق شوراج سنگھ) تک پہنچتا ہے۔ شبلی اپنے سب بھائیوں (مہدی حسن، محمد اسحاق اور جنید) سے بڑے تھے۔ ان کی تعلیم قدیم طرز پر ہوئی۔ اساتذہ میں سب سے زیادہ مولانا محمد فاروق چریا کوٹی (منطق اور معقولات کے استاد) اور مولانا فیض الحسن سہارن پوری (ادب عربی کے استاد سے متاثر ہوئے۔

علمی و ادبی مشغلہ اختیار کرنے سے پہلے شبلی نعمانی نے یکے بعد دیگرے نقل نویسی، فرق امینی، نیل سازی کی تجارت اور وکالت کی طرف توجہ کی مگر طبعی مناسبت نہ ہونے کے سبب ان کاموں میں ان کا دل نہیں لگا، تا آنکہ ۱۸۸۲ء میں (یکم فروری) علی گڑھ کالج میں عربی کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہو گئے اور اس حیثیت سے سرسید کے سلسلۂ رفقا میں شامل ہو کر انہیں ایک ایسا مشغلہ نصیب ہوا جو ان کی طبیعت اور صلاحیتوں کے عین مطابق تھا۔

شبلی کی زندگی کے باقی اہم واقعات یہ ہیں۔

اعظم گڑھ میں ایک نیشنل اسکول کا قیام (۱۸۸۳ء) ندوۃ العلما کی تحریک اور ترقی، حیدر آباد میں قیام (۱۹۰۱ء تا ۰۵... اور سررشتہ علوم و فنون اور انجمن ترقی اردو کی نظامت (جنوری ۱۹۰۳ء) الندوہ یعنی ندوۃ العلما کے رسالے کی ادارت (۱۹... تا ۱۹۱۲ء)، تمغہ مجیدی کا حاصل ہونا، پاؤں کے زخمی ہونے حادثہ (۱۹۰۷ء)، قانون وقف علی الاولاد کی تجویز و ترکیب دوسرے بہت سے تعلیمی اور سیاسی کاموں کے علاوہ دار المصنفین تجویز جس کے اکثر مراحل طے ہو چکے تھے کہ بتاریخ ۱۸ نومبر... کو ان کا انتقال ہو گیا۔

شبلی کی بیشتر تصانیف علم کلام، تاریخ ادب اور تا... سے متعلق ہیں۔ مدرستہ العلوم علیگڑھ میں آنے سے پہلے ا... تصنیفی رجحان بحث و مناظر کی طرف تھا۔ مگر بعد میں سرسید خاں کے زیر اثر انہوں نے ٹھوس علمی تصانیف کی طرف تو... کی وہ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۸ء تک مدرستہ العلوم کے استاد ر... اس زمانے کی یادگار ایک مثنوی صبح امید (۱۸۸۴ء)، ایک... کی گزشتہ تعلیم (۱۸۸۷ء) المامون مامون الرشید کی زندگی ا... کارنامے (۱۸۸۷ء) جس کی اشاعت دوم پر سرسید نے دیباچہ لک... تھا۔ اس کتاب کی آمدنی کالج کے خزانے میں جمع ہوتی تھی) الج... اور کتب خانہ اسکندریہ (جو رسائل شبلی مطبوعہ ۱۸۹۸... اور الگ بھی شائع ہوئے) ۱۸۹۲ء میں شبلی نے شام مصر اور ترکی کی سیاحت کی اور سفر نامہ شام و روم کے نام

اپنے مشاہدات سفر شائع کئے۔ ۱۸۹۲ء میں سیرت النعمان کے نام سے امام ابوحنیفہ کی سیرت لکھی۔ اس کے بعد ان کا اہم علمی کارنامہ الفاروق یعنی حضرت عمرؓ کی سیرت ہے۔ اس کی تکمیل ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔

شبلی کے زمانہ حیدرآباد (۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء) تصنیفی لحاظ سے یہ امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں انہوں نے علم کلام میں تشکیل جدید کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ الغزالی (۱۹۰۲ء) علم الکلام (۱۹۰۳ء) الکلام (۱۹۰۴ء) اور سوانح مولانا روم اسی زمانے کی تصانیف ہیں۔ ان کے علاوہ ایک ادبی تنقیدی کتاب موازنہ انیس و دبیر بھی حیدرآباد ہی میں لکھی گئی۔

۱۹۰۴ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان کا زمانہ شبلی کے لئے ذہنی پریشانیوں کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں سیاسی نظریات کے انتشار اور تعلیمی اور مجلسی منصوبوں کی تجویز و تشکیل کے سبب (جن میں ندوے کو اہمیت حاصل ہے) انھیں بہت کم اطمینان نصیب ہوا۔ مگر تصنیفی لحاظ سے یہ زمانہ بھی دوسرے ادوار کے مقابلے میں کچھ کم نتیجہ خیز نہ تھا۔ چنانچہ متعدد مقالات و مضامین کے علاوہ اسی زمانے میں انہوں نے فارسی شاعری کی ایک مبسوط تاریخ شعرالعجم کے نام سے پانچ جلدوں میں مرتب کی (جلد اول ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی، چار جلدیں ان کی زندگی میں اور جلد پنجم ان کے انتقال کے بعد شائع ہوئی۔ رسائل میں اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر بھی اسی زمانے (۱۹۰۸ء) کی یادگار ہے۔ ندوۃ العلماء سے علیحدگی کے بعد انہوں نے (۱۹۱۳ء) اپنی زندگی کی اہم ترین تصنیف سیرۃ النبیؐ کی تالیف و تدوین کی طرف توجہ کی لیکن ابھی پہلی جلد ہی لکھ پائے تھے کہ انتقال ہو گیا (سیرۃ النبیؐ اپنی مکمل صورت میں چھ جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد کے علاوہ باقی سارا کام ان کے لائق جانشین سید سلیمان ندوی نے انجام دیا۔ جس کی تکمیل میں کسی قدر مولانا عبدالباری ندوی اور مولانا حمید الدین نے بھی ہاتھ بٹایا۔

شبلی ایک حساس اور اثر پذیر شخص تھے۔ اس کے سبب ان کے ذہنی رجحانات میں عہد بہ عہد عجب تغیرات رونما ہوتے رہے۔ (ابتدا میں وہابی حنفی نزاع جس کا نتیجہ ایک رسالہ اسکات المعتدی تھا۔ شاعری میں طرز داغ کی پیروی اور رسالہ پیام یار میں تسنیم تخلص سے شعر و شاعری کرنا۔ پھر ڈاکٹر لائٹر کی کتاب سنین اسلام دیکھ کر جدید تاریخ نویسی کی طرف مائل ہونا، اس کے بعد سرسید سے متاثر ہونا، پھر دوسرے وجوہ سے ان کے اثر سے بیزاری کا اظہار کرنا۔ غرض ان کی زندگی میں طرح طرح کے اثرات اور تغیرات نظر آتے ہیں) مگر ان پر سب سے زیادہ اور نسبتاً پائیدار اثر مولانا محمد فاروق چریاکوٹی کے علاوہ سرسید احمد خان ہی کا ہوا جن کی رفاقت شبلی کے لئے بہت مفید رہی۔ شبلی نے سرسید کے کتاب خانے سے بھی فائدہ اٹھایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کالج کے لائق انگریز استاد ڈی ڈبلو آرنلڈ سے (جن سے انہوں نے فرانسیسی پڑھی) تحقیق اور تجزیے کا مغربی طریق سیکھا۔ غرض شبلی پر علیگڑھ اور سرسید کا اثر اتنا واضح ہے کہ اس کا انکار تاریخی واقعات کا انکار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعد میں شبلی اور سرسید کے نقطہ نظر میں کچھ اختلاف رونما ہو گیا۔ مگر یہ اختلاف ذاتی نہ تھا اصولی قسم کا تھا۔ درحقیقت ان کا اور سرسید کا اختلاف دو مختلف نظریوں کا اختلاف تھا۔ دو اشخاص کی مخاصمت نہ تھی۔

شبلی بہرحال علی گڑھ تحریک کے اہم رہنما تھے۔ علمی لحاظ سے انہوں نے سرسید اور علی گڑھ تحریک سے بڑا فائدہ یہ حاصل کیا کہ انہیں سرسید کے زیر اثر (مولانا محمد فاروق چریاکوٹی سے حاصل کی ہوئی) معقولات پسندی کو معتدل بنانے کا اچھا موقع مل گیا۔ سرسید کے زیر اثر شبلی بھی "سائنٹیفک" انداز نظر کے دلدادہ ہو گئے۔ اسی سبب سے ان کے اور سرسید کے نظریات میں بہت سی باتوں میں اتحاد نظر آتا ہے اگرچہ بعد میں شبلی سرسید کے نقطہ نظر سے پیچھے ہٹتے گئے۔ مگر یہ انحراف دراصل سرسید کی حد سے بڑھی ہوئی سیاست مصالحت پسندی اور غیر معتدل "نیچریت" کی وجہ سے تھا، ورنہ بنیادی طور پر شبلی اور سرسید ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں ہوئے۔ دونوں میں فرق یہ تھا کہ شبلی جذ

ند ہونے کے باوجود ماضی کی روایات سے منقطع نہ ہونا چاہتے تھے۔
سرسید بڑی حد تک روایات سے باغی تھے۔ ان کا یہ نظریہ اجتہاد
خاصا انتہا پسندانہ تھا۔ شبلی اور سرسید کے تعلیمی اور سیاسی
یالات میں بھی اسی نوع کا اختلاف تھا۔ جو سرسید کی زندگی میں تو دبا
ا مگر بعد میں بہت نمایاں ہو گیا۔ یہاں تک کہ شبلی کے رفقاء مولانا
والکلام آزاد، سید سلیمان ندوی وغیرہ کے ذریعے اس نے ایک مستقل
ریک کی صورت اختیار کر لی۔

شبلی کی مصنفانہ حیثیتوں میں سب سے اہم ان کی مورخانہ
یثیت ہے۔ المامون الفاروق، تاریخی مقالات و مضامین اور
سی حد تک سیرۃ النبیؐ ان کی تاریخی کاوشوں کے شاہکار ہیں۔
ن کی تاریخ نگاری کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تاریخ کو فلسفۂ
جتماعی کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور تاریخ کو تہذیب انسانی
ی سرگزشت بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ کارلائل کی طرح
ا موران وابطال (Buckle) کی طرح انسانی تاریخ
پر طبیعی اور جغرافیائی اثرات کا سراغ لگاتے ہیں۔ اگرچہ وہ اس
معاملے میں ابن خلدون سے بھی ضرور فیض یاب ہوں گے۔ اس
کے علاوہ تان ( ) کامت ( ) ہیگل
( ) جن کی تصانیف سے وہ شاید عربی ترجموں کے
ذریعے یا اپنے انگریزی داں رفقا کی وساطت سے روشناس
ہوئے ہوں گے) کا بھی پرتو ان کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ شبلی نے
تنقید تاریخ میں اصول درایت اور جرح و تعدیل کے فن کا احیا کیا۔
انہوں نے جہاں مسلمانوں کی تاریخ نگاری کے بعض عیوب واضح
کیے ہیں وہاں یورپ کے مورخین خصوصاً اسلام پر لکھنے والے مورخوں
کی خامیاں بھی ظاہر کی ہیں مگر وہ یورپ کی علمی فیاضیوں اور مغربی
علما و فضلا کے علمی طریقے کے بھی معترف تھے جس کا اظہار انہوں
نے جابجا اپنی تصنیف میں کیا ہے۔

یہ حیثیت مورخ شبلی کی تصانیف کو جوابی اور معذرت
آمیز کہا گیا ہے
بعض مصنفین کے نزدیک ان کی تاریخ صرف دین و مذہب کی خدمت
کے لئے وقف تھی۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے مخاطب
صرف جدید تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ مگر ان میں سے اکثر اعتراضات
وزنی معلوم نہیں ہوتے۔ کیونکہ رفقائے سرسید میں شبلی ہی ایک ایسا
مصنف تھا جس کا نقطۂ نظر اوروں سے زیادہ اثباتی تھا۔ با ایں
ہمہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شبلی تاریخ نگاری میں بعض اوقات
مبالغہ اور خیال آرائی سے کام لیتے ہیں اور ایسا طرز بیان اختیار
کرتے ہیں جس کے سبب واقعات و حقائق کی اصل شکلیں اور
نسبتیں بگڑ جاتی ہیں۔ شبلی کی تاریخ نگاری کو ان کی ذاتی حاشیہ
نگاری کے سبب بھی نقصان پہنچا ہے جو ان کی عبارتوں میں جابجا
دخیل ہو جاتی ہے۔ اور بیان کے تسلسل کو رد کرنے کے علاوہ ذاتی
نقطۂ نظر کی غیر متعلق یا پرجوش وکالت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔
شبلی کے اصول تاریخ کے سلسلہ میں المامون اور الفاروق کا مقدمہ
اور تاریخی مقالات کے بعض حصے نہایت کارآمد مواد پیش کرتے
ہیں۔ اس کے علاوہ سیرۃ النبیؐ کا مقدمہ، تاریخ اور سیرت رسولؐ
کے متعلق ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتا ہے۔

اردو میں شبلی کی سوانح نگارانہ حیثیت بھی تسلیم شدہ
ہے مگر ان کی سوانح نگاری مستقل اور مقصود بالذات نہیں۔
ان کی لکھی ہوئی ہر سوانحعمری سوانح نگاری کے مقصد سے نہیں
بلکہ کسی دوسرے مقصد سے مرتب ہوئی ہے۔ چنانچہ المامون اور
الفاروق سوانح عمریوں سے زیادہ تاریخیں ہیں سیرۃ النعمان،
الغزالی، سوانح مولانا روم میں امام اعظم، امام غزالیؒ اور مولانا
روم کی سوانح عمری سے زیادہ ان علوم و فنون کی تاریخ پیش کی
گئی جن کے یہ اکابر و علما بجا طور پر نمائندے تھے۔

شبلی اردو کے بلند پایہ نقاد بھی تھے۔ ان کے تنقیدی
اصول ان کے ادبی مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔
ان سے ان کا ناقدانہ ذہن اور اصول بندی کی عادت کا پتہ چلتا
ہے۔ وہ مضامین کے تجزیے کے ذریعے فنی مطالعے کے بڑے

مارچ ۱۹۹۱ء

نقش کوکنی

بڑے اصول وضع کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مضامین میں تاریخ، سوانح نگاری، خود نوشت سوانح عمری ادب بلاغت وغیرہ کے مطالعے کے اہم اصول ملتے ہیں۔

شبلی کے مقالات (جن کی آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں) جو سنجیدہ علمی مباحث پر مشتمل ہیں اپنے اختصار اور لطافت بیان کے سبب بہت مقبول ہیں مگر ان میں (   ) یا مضمون کا سا تفریحی انداز نہیں پایا جاتا۔ ان کا ہر مقالہ کسی نہ کسی علمی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ کسی کتاب کا تبصرہ کسی تاریخی غلط فہمی کا ازالہ یا کسی علمی سوال کا جواب۔

غرض شبلی ایک دینی مفکر اردو اور فارسی کے اچھے شاعر سیاست دان، ماہر تعلیم صحافی مقالہ نگار اور سب سے زیادہ ایک بلند پایہ سوانح نگار اور مورخ تھے۔ سر سید کی طرح ان کا امتیاز خاص یہ ہے کہ انہوں نے کتابیں بھی لکھیں (جن میں سے بیشتر مستقل قدر و قیمت کی مالک ہیں) مگر رفقا کی ایک ایسی جماعت بھی پیدا کی جو شبلی اکاڈمی یا دار المصنفین (اعظم گڑھ) کے نام سے آج تک تصنیف و تالیف میں مصروف ہے اور ایک علمی مجلہ معارف کی اشاعت کے علاوہ ہر سال معیاری کتابیں لکھ کر اردو ادب کے ذخیرے کو مالا مال کر رہی ہے۔

صفحہ ۱۴ سے آگے

بقول شاعرِ مشرق ؏

" جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہے زنجیریں"

ٹھیک ۳، اکتوبر ۱۹۹۰ء کو دو جرمنی اکھٹا ہو کر اس وقت "متحدہ جرمنی" کے نام سے دنیا کے صفحۂ تاریخ پر نمودار ہوا ہے۔

دوستی

دوست خوش خلق ہونا چاہیے کیونکہ بد اخلاق کے ساتھ دوستی نبھ نہیں سکتی

یہ صفحہ آپ کے لئے خالی ہے

آپ سوچیئے اور اس صفحے پر لکھئے کہ آپ نے اپنی بکھری ہوئی اور پچھڑی ہوئی قوم کے لئے کیا کیا اور اس کے تعلیمی اور سماجی مسائل کو حل کرنے میں کیا کردار ادا کیا۔ اور آئندہ آپ اس کے لئے کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ کے یہ منصوبے کل تکمیل پا جائیں اور ملتِ اسلامیہ کی تقدیر بدل جائے ـــ

بچوں کا حافظہ

ذہنی مشق سے تیز کیا جا سکتا ہے

رابعہ رحمن

بچے کا ذہن کیا ہے؟ وہ کس طرح سے ہر بات کو سیکھ لیتا ہے؟ اس کے سیکھنے کی مدت میں یا اس کی جسمانی نشوونما میں کمی بیشی کیوں ہوتی ہے؟ یہ سوال بہت طویل جواب کا تقاضہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس کے تسلی بخش جائزے لے کر مقالہ لکھا جائے تو شاید یہ مضمون کئی اقساط میں شائع کرنا پڑے گا۔ مگر میں بچوں کی نشوونما کے بہت سے مسائل پر چونکہ پہلے کئی مضامین لکھ چکی ہوں اس لیے اب ان کو دہرانا کچھ بجا نہیں۔ اس مضمون میں بچے کی ذہنی مشق کا ذکر نمایاں ہوگا۔

بچے کا ذہن بالکل ایک سادہ ورق ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بچہ نشوونما کے تمام مراحل سے گزرتا ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کی رفتار مشق کی بنا پر تیز یا سست کی جا سکتی ہے لیکن جبلی طور پر معذور یا ذہنی عارضہ میں مبتلا بچوں کا طریقۂ کار اور نتیجہ اس مشق میں مختلف ہوتا ہے' بچہ جب اس دنیا میں پہلا سانس لیتا ہے، تو اس کے جسمانی نظام کا عمل شروع ہو جاتا ہے پہلے وہ بے ڈھنگ طریقے سے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے' اس میں نہ اس کی سوچ کا دخل ہوتا ہے نہ احساس کا' وہ ہر چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ کچھ دن تو اس کی آنکھیں باہر کی روشنی کو سہار ہی نہیں سکتیں۔ اس کے اپنے ہاتھ یا انگلیوں کے ناخن اچانک اس کے اپنے ہی چہرے پر جا لگتے ہیں۔

بچے کے اعضا میں جو عضو سب سے پہلے اور تیزی سے پختگی کی طرف جاتا ہے وہ اس کا منہ ہے جس سے وہ چوسنے [illegible] لیتا ہے۔ جب بچہ نشوونما کے ابتدائی مراحل طے کر لیتا ہے جس میں آوازوں کا تعین' اپنے لوگوں کی محبت کی پہچان، مسکراہٹ کی ادائیگی، احساسات کا آنکھوں میں چمک پیدا کرنا، کچھ گرفت میں لے لینا، بغیر سہارے کے بیٹھ جانا، تھوڑا گھٹنوں کے بل چلنا وغیرہ مراحل شامل ہیں۔ آغاز کے ۹ ماہ سے ۱۲ ماہ تک بچے کے سیکھے جانے کے لیے مشق کی طرف توجہ نہیں جاتی' کیوں کہ ان دنوں ایک گود سے دوسری گود میں آنے سے، بغلوں کے نیچے سے تھام کے ہلکے ہلکے اچھالنے سے، نہلاتے وقت پانی میں ہاتھ پاؤں ٹانگیں چلانے سے بستر میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک پیٹ کے بل بڑھنے سے پختگی اور مشق ہوتی رہتی ہے' لیکن تقریباً دو سال کے بعد اگر یہ مشق کا امادی استعمال کیا جائے تو نتیجہ خاطر خواہ نکل سکتا ہے۔

اگر آپ کے ہاں دو ہم عمر بچے ہوں تو آپ ایک بچے کو انگلی پکڑ کر ہفتہ بھر اپنی مقررہ عمر کے پہنچنے سے پہلے چلائیں اور دوسرے بچے کو چلنے کا کوئی موقع فراہم نہ کریں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ جس بچے کو روزانہ مشق کراتے ہیں وہ اپنی عمر سے پہلے چلنا سیکھ لے گا کیونکہ مشق کے ذریعے اس کے چلنے کے اعضا مضبوطی کے مراحل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ دوسرا بچہ اپنی عمر اور مناسب وقت پر ہی قدم قدم چلنا شروع کرے گا وہ گھر جن میں معذور بچہ ایک صحت مند بچے کے ساتھ پرورش پا رہا ہوتا ہے وہاں بہت سے مسئلے بھی جنم لے سکتے ہیں۔ مشق یا آموزش کے ذریعے بچہ سیکھتا ہے مگر ہم بچے کی حرکات کو آموزش کا نتیجہ نہیں بلکہ پختگی کا نتیجہ کہیں گے۔ نفسیات کی اصطلاح میں پختگی سے مراد بچے کی جسمانی نشوونما اور تغیر کا مکمل ہونا ہے۔ پختگی کی ایک خاص سطح سے پہلے جتنی بھی مشق کی جائے وہ جوابی فعل کی نشوونما میں زیادہ سود مند ثابت نہیں ہوگی۔ بچے کی پختگی سے پہلے اور بعد میں اور آموزش سے متعلق بہت سے تجربات HIL GARD اور KELLOG AND KELLOG نے کیے ہیں۔ ان کا موضوع انسانی بچہ سے انسانی بچہ کا مقابلہ نہیں تھا، بلکہ ایک جانور اور انسانی بچہ تھا۔ انھوں نے سات ماہ کے ایک مادہ چمپینزی بچے کو اپنے

ساتھ لوناہ کے بچے کے ساتھ پالا، دونوں کو ایک طرح کھلایا جاتا، کپڑے پہنائے جاتے، ان سے باتیں کی جاتیں، پیار کیا جاتا اور سزا دی جاتی۔

ابتدا میں چمپینزی احکامات بجالانے میں، اچھلنے کودنے، دروازہ کھولنے میں انسان کے بچے پر بازی لے گیا کیوں کہ عضویاتی طور پر اس کی پختگی حاصل کرنے کی رفتار تیز تھی۔ لیکن لوناہ کے تجربے کے بعد انسان کا بچہ مختلف مہارتوں میں چمپینزی سے بازی لے گیا کیوں کہ انسانی بچے کی پختگی کی رفتار سست ہوتی ہے لیکن وہ پختگی کا اعلیٰ درجہ حاصل کر سکتا ہے جب کہ چمپینزی نسبتاً پختگی کا کم تر درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس میں نشو ونما کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سیکھنے یا مشق کے لیے عضویاتی پختگی کی خاص منزل تک پہنچنا ضروری ہے اور یہ بھی کہ بچہ حیوان ناطق ہے۔ جہاں جانور اشیاء کے ساتھ MANI PULATION یعنی دست درازی کے ساتھ سیکھتے ہیں۔ وہیں انسانی بچہ لفظی آموزش کے ساتھ MANI PULATION کر کے علم حاصل کرتا ہے اس لیے لفظی مشق کے وقت الٹے سیدھے لفظ بولنے سے ماں یا کسی بھی فرد کو گریز کرنا چاہیئے۔ بچہ چاہے بولنا سیکھے، چلنا سیکھے یا پڑھنا سیکھے، اس میں اس کے حافظے کا عمل دخل ہوتا ہے اور حافظہ پرچۂ امتحان میں کامیابی یا ناکامی کی بنیاد ہوتا ہے۔ چوں کہ حافظہ کو بہتر اور بہترین بنایا جا سکتا ہے اس لیے اس کے متعلق وضاحت سے جاننا والدین کے لیے بے حد ضروری ہے۔ ذہن کا حافظہ اور حافظہ کا مشق یا آموزش سے بہت گہرا تعلق ہے۔

حافظے کے متعلق ہلگرڈ، ڈوریتھ سٹاڈٹ اور پروفیسر لیوس آر ایکس جونیر جیسے ماہرینِ نفسیات نے مختلف تعریفیں کیں، حافظہ یا یاد سے مراد اس بات یا چیز کو یاد رکھنا ہے جسے ماضی میں سیکھا گیا ہو۔

بچہ جب کوئی بات ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے تو اس کے سامنے شناخت کرنا یا پوچھنے پر زبانی یا تحریری طور پر بتا لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ مگر عمر کے ساتھ ساتھ حافظے درجہ ایک سے نہیں رہتے۔ اس کی وجہ طریقۂ مشق و تعلیم اور بچے کے موروثی ماحولی رجحان میں فرق ہے۔ ایک ہی گھر کے بچوں کی یاد کی قوت تک میں بھی فرق ہوتا ہے۔

کئی بچے حساب میں بہت ذہین ہوتے ہیں، کئی بچے کھیلوں میں اول آتے ہیں مگر پڑھائی میں صفر نکلتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کا بچہ کند ذہن ہے بلکہ وہ ساری ذہنی صلاحیت جو اس کا بجائے پڑھائی میں لگاتا ہے، کسی کھیل میں لگا دیتا ہے۔ حساب تو برابر ہوا۔ مگر آخر والدین یہ بات نہ سمجھتے ہوئے بچے کو نالائق، الو، احمق، جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ اس سے بچے کی یاد رکھنے کی شرح میں کمی ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ سوجھ بوجھ والے ہوں تو بچے کی ذہنی مشق کے ذریعہ حافظے کو ہر میدان میں تیز کیا جا سکتا ہے بچے کی تعلیم کا آغاز رنگ دار تصویروں، کھلونوں اور رنگوں سے کریں۔ اسی بات کے پیش نظر محکمۂ تعلیم نے بچوں کے قاعدے کے لیے رنگین تصویروں اور رنگ دار قاعدوں کو منظور کیا ہے۔ اس سے بچہ اکثر پہلے تصویر کا نام یاد کرتا ہے پھر اسے A یا B وغیرہ۔ اس طرح بچے کی ذہنی آموزش کا لفظی آموزش سے ایک رابطہ بندھ جاتا ہے۔ جو ذہن کی شفاف تختی پر رقم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بچہ جب بھی وہ چیز کہیں دیکھتا ہے کہ یہ ت سے تتلی ہے یا E سے ELEPHANT ہے۔ یہ حافظے کی مثال ہے۔

حافظے کو کند یا کم کرنے والی باتوں میں:

(۱)۔ جبر۔ زبردستی،
(۲) بغیر سمجھے سمجھائے پڑھنا۔
(۳) کسی لالچ کے تحت پڑھانے کا طریقہ اور
(۴) رٹنے کی مشق شامل ہے۔

ان باتوں کی بنا پر بچے کی یادداشت ناقص رہتی ہے اور اگر فوری طور پر اچھی بھی ہو تو بھی ناپائیدار رہے گی۔

کسی بھی چیز کو سکھانے کے لیے بچے کے من پسند انداز کو سمجھنا اور اس کے مطابق سکھانا ضروری ہے۔ بچے کا حافظہ دنیا میں کامیابی کی کنجی ہوتا ہے۔ اس کی حفاظت اور تیاری میں سمجھداری بہت اہم ہے۔ کئی گھرانوں میں تعلیمی ماحول ہوتا ہے، کئی گھرانوں میں بالکل نہیں ہوتا۔ تعلیمی ماحول میں تو بچے کے لیے کچھ بھی سیکھنا اور یاد رکھنا مشکل نہیں ہوتا۔ مگر غیر تعلیمی ماحول میں تو بچے کے لیے چونکہ تعلیمی اہمیت یا اس کے مطالبات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا تو بچہ ایک بوجھ تلے دبنے لگتا ہے۔ پڑھائی کے وقت کام کے لیے اٹھایا جاتا ہے بچہ خوف سے پڑھتا ہے اس لیے تو تعلیم کے منصوبے سے خاص ربط ہے۔

تین چیزوں کے واسطے لڑو :
عزت ، مذہب ، وطن
تین چیزوں سے ڈرو :
قہر الٰہی ، مظلوم کی آہ ، دوزخ

مایوسی گناہ ہے
خدا کے حضور جھک جائیے!

اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے
اہی کی صورت میں صراط مستقیم کی طرف رجوع کا طریقہ خود ہی بتا دیا
، جس طرح کوئی حاکم کسی فریادی سے کہے کہ تم اس مضمون کی درخواست
د کر لاؤ تو میں اس پر صاد کروں گا بالکل اسی طرح اللہ تعالےٰ
نے بندوں کو توبہ کا طریق کار حتیٰ کہ الفاظ تک بتا دیئے ہیں ـــ
انچہ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوّا نے ممنوعہ پھل چکھنے کے
د جب ان الفاظ میں اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ جو قرآن حکیم کی سورہ اعراف
ں مذکور ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف درگذر فرمایا بلکہ حضرت آدم
لیہ السلام کو نیابت الٰہی جیسے مرتبہ جلیلہ پر بھی فائز فرمایا۔ ان الفاظ
ا ترجمہ یہ ہے۔

" اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اگر تو نے
ہیں معاف نہ فرمایا تو ہم خسارہ پانیوالوں میں ہوں گے۔"

تو گویا یہ تھے عرق انفعال کے وہ قطرے جنہیں اللہ تعالیٰ نے
دتی سمجھ کر چن لیا اور انہیں شرف قبولیت بخشا۔ اس واقعہ سے
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ نے اس طرح اپنی اولاد کے لئے
یک روایت قائم کر دی ہے کہ لغزش کی صورت میں اللہ تعالےٰ
ی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیئے
دوسری طرف ابلیس کی ہٹ دھرمی اور سرکشی پر مُصر رہنے کی مثال
ہے۔ پہلی صورت میں اپنے کیۓ پر ندامت اور خجالت قربت
ہی کا موجب ہی ہے جب کہ دوسری صورت میں بغاوت اور
بغاوت پر اصرار قعر مذلت اور خراج لعنت و لاحول کا مستحق ٹھہرا ہے

لغزش پر ندامت خدا کے ہاں کس قدر پسندیدہ اور مقبول
ہے اس کی ایک بڑی دلچسپ روایت بعض تذکروں میں ملتی ہے۔
کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بلند مرتبہ بزرگ اپنی خوابگاہ میں
محو استراحت تھے کہ اچانک انہیں کسی غیر مرئی چیز نے خواب گراں
سے بیدار کیا۔ آپ نے ادھر ادھر دیکھا کسی کو اندر آنے کی اجازت بھی
نہ تھی۔ بڑے پریشان ہوئے اتنے میں آواز آئی۔ حضرت اپنے بستر
سے اٹھیں اور نماز کی تیاری کریں۔ جماعت کا وقت ہوا ہی چاہتا
ہے بزرگوں نے پوچھا تم کون ہو آواز آئی۔ "میں ابلیس ہوں"
آپ نے فرمایا کمبخت تیرا کام تو نماز کے وقت تھپکی دے کر سلانا ہے
یہ عجیب بات ہے کہ شیطان بندے کو عبادت کے لئے جگا رہا ہے اور
الٹا بندگی کی ترغیب دے رہا ہے ــ

اس پر شیطان نے جواب دیا۔ حضرت بات دراصل یہ ہے
کہ کل آپ کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آپ اس پر اس قدر روئے
اتنا پچھتائے، اس حد تک ندامت محسوس کی کہ اللہ تعالیٰ نے نہ
صرف آپ کو معاف فرمایا بلکہ نماز ادا کرنے کی صورت میں صورت میں
جس قدر ثواب ملنا تھا۔ اس سے بڑھ کر ثواب دیا چنانچہ مجھے تشویش
ہوئی کہ اگر آج بھی آپ سوئے رہے اور نماز قضا ہو گئی تو ایسا نہ ہو
کہ آج بھی آپ کو استحقاق سے زیادہ ثواب مل جائے یہ مجھے گوارہ نہیں
تھا کیونکہ میرا مقصد تو بہرصورت انسان کو خسارے میں رکھنا ہے خواہ
وہ فرض کے عدم ادا سے ہو یا ادا کرنے سے۔"

اس دلچسپ واقعہ کے ذکر سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کوتاہی پر اصرار
کرنے کے بجائے نادم ہو کر فوراً رجوع الی اللہ کس قدر مستحسن اور
مقبول عمل ہے۔ خود احتسابی ایک ایسا عمل ہے جو فرد کو اور قوم
کو صراط مستقیم سے بھٹکنے سے باز رکھ سکتا ہے۔ ہمیں بھی اس
موقع پر اپنی بیلنس شیٹ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لینی چاہیئے
گزشتہ ۴۴ برسوں میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس سلسلے
میں زیادہ تجسس کی ضرورت نہیں۔

واقعات یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں کہ ہماری بیلنس شیٹ
میں "کیا کھویا" کا کالم بھرا بھرا سا ہے اور "کیا پایا" والا کالم اجاڑ
اجاڑ سا ہے۔ احساس محرومی بہت زیادہ ہے۔ جان و مال عزت
نفس محفوظ نہیں۔ اگر بالفرض گذشتہ ۴۴ برسوں میں ہم سے
کوئی کوتاہیاں ہوئی ہیں اور یقیناً ہوئی ہیں تو آئیں کیوں نہ اب

متوسط طبقے کی پڑھی لکھی

لڑکیوں کے روزگار مسائل

عورتوں کے سماجی، قانونی اور سیاسی ایسے بہت سے مسائل ہیں جن پر دنیا بھر میں بحث و مباحثہ ہو رہا ہے لیکن میں آج اپنے ملک کے متوسط طبقے کی مسلم عورتوں کی تعلیم کے مسئلے کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ انھیں تعلیم حاصل کرنے کی سماجی اجازت ہو یا نہ ہو، یہ اجازت انھیں اب ضرورتاً اور مجبوراً مل چکی ہے۔ لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور ہر پیشے میں وہ آگے بڑھ رہی ہیں۔ کسی بھی امتحان کے نتیجہ پر نظر ڈال لیے۔ اولین دس کامیاب امیدواروں میں اکثریت یقیناً لڑکیوں کی ہوگی۔ لیکن میں یہاں ان خوش قسمت لڑکیوں کے متعلق بات نہیں کرنا چاہتی، میرے سامنے تو اس وقت وہ بچیاں ہیں، جو جدّ و جہد کر رہی ہیں۔ افلاس سے، سماجی بندھنوں سے اور حالات سے مردانہ وار مقابلہ کر رہی ہیں۔ لیکن تعلیم پوری کر لینے کے بعد بھی انھیں اپنی منزل نہیں مل پاتی، سندیں لیکر بھی وہ بے سہارا اور بے روزگار رہتی ہیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

مہم مفروضے قائم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ کسی ٹھوس حقیقت کا تجزیہ کر کے صحیح نتیجہ اخذ کیا جائے اور مرض کی تشخیص کر کے علاج کیا جائے۔ ابھی حال میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مڈل اسکول کے لیے پرائمری ٹیچروں کی درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ اشتہار کے جواب میں ساڑھے چھ سو درخواستیں موصول ہوئیں۔ لیکن جگہیں صرف آٹھ تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے ساری بھیڑ کو انتخابی کمیٹی کے سامنے پیش کیا جانا ناممکن تھا۔ اس کے لئے ایک اسکریننگ کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس نے انٹرویو کے لیے بلائے جانے والے امیدواروں کی فہرست مرتب کرنے کی تمام کوششیں کیں اور اس لیے سلسلہ عمل میں کافی عرصہ لگ گیا۔ اس کمیٹی نے ساڑھے چھ سو میں سے سوا دو سو خوش قسمت امیدواروں کو انٹرویو کے لیے بلایا۔ یہ تبھی ممکن ہو سکا جب مطلوبہ تعلیمی استعداد میں بہت اضافہ کر دیا گیا اور ان کو ہی بلایا گیا جو اعلیٰ معیار حاصل کئے ہوئے تھے۔ لیکن باقی امیدوار بھی اس تعلیمی استعداد کو یقیناً پورا کرتے تھے۔ اسلئے یہ مان لینا چاہیئے کہ آٹھ جگہوں کے لیے امیدواروں کی بھیڑ جمع تھی۔

ملک میں بے روزگاری ہے اور تعلیم یافتہ بیروزگاروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ پھر اس مسئلہ کو عورتوں سے جوڑنا کہاں تک مناسب اور صحیح ہے کیوں کہ یہ تو سبھی کا مسئلہ ہے، لیکن اس کا تعلق عورتوں سے اس لیے ہے کیونکہ ساڑھے چھ سو درخواستوں میں ۹۵ فی صد لڑکیوں کی درخواستیں تھیں اور انٹرویو میں بلائے جانے والے امیدواروں میں بھی ان کی تعداد ۹۰ فی صدی تھی۔ اس لیے لڑکیوں کی بے روزگاری کو سمجھنے میں اس کے تجزیہ سے مدد ملے گی۔

ان جگہوں کے لیے سینئر سکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ اور معلمی کا ڈپلومہ مطلوبہ استعداد تھی، جن کی تعداد درخواست دینے والوں میں کافی زیادہ تھی۔ لیکن بی اے پاس اور معلمی کی ڈگری حاصل کیے ہوئے امیدواروں کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ کافی تعداد میں ایم اے پاس امیدوار اس فہرست میں شامل تھے۔ انٹرویو میں ظاہر ہے وہ امیدوار بلائے نہیں گئے جو صرف سینئر اسکول سرٹیفکٹ اور معلمی کا ڈپلومہ رکھتے تھے۔ ان میں سے وہی چند بلائے گئے تھے جنھوں نے ادیب کامل اور ادیب ماہر کی ڈگری حاصل کر لی تھی۔ جو لڑکیاں اس زمرے میں آتی تھیں انھوں نے کسی اسکول میں باضابطہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بے ضابطہ طالب علم کی حیثیت سے انھوں نے اپنی تعلیمی استعداد بڑھائی۔ ان میں سے زیادہ تر اسکول اس لیے نہ جا سکیں کیوں کہ ان کے گھر والوں کی مالی حیثیت اس قابل نہ تھی کہ وہ تعلیمی اخراجات برداشت کر سکیں۔ یہ بے چاریاں گھر کا کام کرتی تھیں اور اکثر بے سہارا تھیں کہ کڑھائی بنائی کر کے خاندان کے افراد کی کفالت

کرتی تھیں۔ ان لڑکیوں کی تعداد بھی اچھی خاصی تھیں۔ جن کے گھروں میں تعلیم کا کوئی رواج ہی نہیں ہے یہ ان خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں جن میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف سے بے اعتنائی برتی جاتی تھی پھر لڑکیوں کی ہمت افزائی کیسے ہوتی؟ حالاں کہ ان کے پاس مالی وسائل کی کمی نہ تھی۔ پھر بھی یہ لڑکیاں قابلِ ستائش ہیں کہ انھوں نے ہمت نہیں ہاری جد و جہد کرتی رہیں اور خود کو قابل بنانے میں کامیاب ہوئیں۔ لیکن ان کا المیہ یہ ہے کہ امتحانوں میں یہ اچھے نمبر حاصل نہ کر سکیں۔ انھیں سندیں تو مل گئیں لیکن بازار میں ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس لیے یہ تعلیم یافتہ تو ہیں لیکن بے روزگاروں کی فہرست میں داخل ہیں نوکریوں کی دنیا میں مقابلہ بہت بڑھ گیا ہے لیکن اس مقابلہ کے لیے اُن کے پاس قابلِ اعتماد ہتھیار نہیں ہیں۔ ایسا ان کے ساتھ کیوں ہوا؟ یہ لڑکیاں نہ تو کند ذہن ہیں اور نہ ہی ان میں لگن کی کمی ہے۔ اصل میں ہوا یہ ہے کہ ان کو کسی طرح کی راہ نمائی نہیں ملی۔ انھیں کسی نے نہیں بتایا کہ کون سے مضامین پڑھیں اور کیسے پڑھیں۔ نصابی کتابوں سے آگے بڑھنے کا انھیں موقع ہی نہیں ملا۔ یہ اپنے گھروں پر روزانہ اخبار بھی نہیں منگا سکتیں کیوں کہ مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتی پھر یہ ان لوگوں سے مقابلہ کیسے کر سکتی ہیں جنھیں یقیناً بہتر وسائل حاصل ہیں۔

جو لڑکیاں انٹرویو کے لیے بلائی گئی تھیں ان میں سے زیادہ ترکی داستان اپنی ان بہنوں سے مختلف نہیں تھی جنھیں نہیں بلایا گیا تھا۔ ان کے نمبر اچھے نہیں تھے۔ صرف یہ ایک قدم آگے بڑھ گئی تھیں۔ اور انتخاب کمیٹی کے سامنے قسمت آزمائی کا انھیں موقع مل گیا تھا۔ ان کی بھی تعلیم ناقص تھی اور علم نے ان میں جستجو کا مادہ پیدا نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے تخیل کو مہمیز کیا تھا۔ کتاب حد تک ان کی تعلیم محدود تھی۔ کیا یہ ان کا قصور ہے یا ان کے والدین اور کفالت کرنے والوں کا یا پورے مسلم معاشرے کا جو مسلمانوں کی بہبود اور بہتری کی بات تو بوقتِ ضرورت کرتا ہے لیکن اس کے لیے کوئی ٹھوس لائحۂ عمل اپنانے سے گریز کرتا ہے؟

نقش کوکن

کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ یہ لڑکیاں تعلیم حاصل کر کے گھر بیٹھیں اور اپنے بچوں کی تربیت بہتر ڈھنگ سے کر کے مسلم سماج کی زبوں حالی کو درست کریں۔ انٹرویو میں ان ساری لڑکیوں سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ نوکری کیوں کرنا چاہتی ہیں۔؟ ان کے جواب انتہائی المناک اور دلسوز تھے۔ ان میں سے کچھ نو عمری میں ہی بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس لیے اپنی کفالت کے لیے اپنے پیروں پر کھڑی ہونا چاہتی ہیں۔ کچھ کو طلاق دے دی گئی ہے اور یہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا چاہتی ہیں۔ چند ایسی ہیں جن کی شوہروں سے علاحدگی ہو چکی ہے اور وہ اپنے گھروں پر پڑی ہیں۔ ستم یہ ہے کہ طلاق نہ ہونے کی وجہ سے یہ دوسری شادی بھی نہیں کر سکتی ہیں۔ اس لیے اپنی کفالت کے لیے انھیں نوکری کی ضرورت ہے۔ کچھ ایسی بھی قسمت کی ماری ہیں جن کی شادی غربت کی وجہ سے نہیں ہو پاتی اور وہ زندگی کے حوادث سے لڑنے کے لیے میدان میں اترنا چاہتی ہیں۔ بعض کو اپنے بوڑھے ماں باپ کا سہارا بننا ہے کیوں کہ بھائی صاحبان شادیاں کر کے الگ ہو چکے ہیں۔ اور معذور اور بوڑھے ماں باپ بے سہارا ہیں۔ بیٹوں کو سہارا سمجھنے والوں کا اصل سہارا اب بیٹیاں بن رہی ہیں۔ یہ بچیاں نہ تو آزادیٔ نسواں کی علمبردار ہیں اور نہ ہی باہر نکل کر مردوں سے مقابلہ کرنے کا انھیں شوق ہے۔ انھیں تو بس پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے نوکری کی تلاش ہے۔

ان بچیوں کو جو راستہ دکھائی پڑا، یہ اُدھر چل پڑیں۔ مُدرّسی کو انھوں نے ایک مناسب پیشہ سمجھا اور اس کے لیے خود کو تیار کرنے لگیں لیکن ہر پیشے میں انسانی وسائل کی کھپت کی حد ہوتی ہے۔ اتنی بڑی تعداد کو معلمی کا ایک پیشہ سمو نہیں سکتا۔ اس لیے سارے جتن کر لینے کے بعد بھی یہ باہمت لڑکیاں بے روزگار رہیں گی۔ اس کا حل صرف ایک ہے کہ پیشوں کی نشاندہی کی جائے جو ان کے لئے مناسب اور موزوں ہوں۔ اور ہو سکے تو ان کے ذریعہ

یہ گھر بیٹھے اپنی روزی کما سکیں۔ کیوں کہ دُور دراز علاقوں میں یہ بھی جاکر یہ کام نہیں کر سکتیں۔ اس کی جملہ وجوہات کے علاوہ بڑی وجہ یہ ہے کہ انھیں اپنے گھر اور بچوں کو بھی دیکھنا ہے اوران کی بھی خدمت کرنا ہے، جن کے لیے انھیں نوکری کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب کوئی پولی تکنیک ان بچیوں کے لیے خاص طور پر کھولے جائیں اور جن کے ذریعہ مختلف قسم کے پیشوں کی مہارت انھیں فراہم کی جائے۔ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے؟ کیا مسلم سماج کے عمائدین میں وقت کی اس چنوتی کو قبول کرنے کی ہمت ہے؟

صفحہ ۲۳ سے آگے

بھی ہم اصلاح احوال کی کوشش کریں اور اپنے کئے پر عرقِ ندامت بہائیں۔ کیونکہ جیساکہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں۔ ندامت، رحمتِ الٰہی کو جوش میں لانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مایوسی گناہ ہے۔

خوف خدا سے چشم پوشی جہالت ہے گناہ پر اصرار بغاوت ہے۔ توبہ میں فلاح ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں جب تیر چلانے والا ہر طرف سے تیر برسا رہا ہو تو حفاظت اسی میں ہے کہ تیر چلانے والے کے دامن میں ہی پناہ لی جائے۔ ایک دفعہ "احساس زیاں" ہوجائے تو مراجعت مشکل نہیں رہتی۔

- اس دنیا میں کامیابی کا راز کانٹوں سے بچنا ہے نہ کہ کانٹوں سے الجھنا

مولانا ابواللیثؒ: دلوں میں زندہ رہنے والی شخصیت

انیس احمد صفدر

دُنیا میں علم رکھنے والوں کی تعداد ہر دَور میں رہی ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ دنیا سے یکسر ناپید ہو گئے ہوں لیکن علم کے ساتھ ساتھ مخصوص نظریہ رکھنے والوں اور پھر اس نظریہ کے مطابق اپنی زندگی کو موڑنے اور پوری عمر اسی کے مطابق عمل کر کے دکھانے والوں کی تعداد ہمیشہ خال خال رہی۔ ایسی شخصیتیں جن میں یہ تینوں چیزیں بدرجہ اتم موجود ہوں وہ تاریخ ساز شخصیتیں رہی ہیں مولانا ابواللیث ندوی اصلاحی مرحوم کی شخصیت میں یہ تینوں عناصر علم، نظریہ اور عمل اس خوبی سے یکجا تھے کہ ہر ملنے والے کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوتا۔

تقسیم ہند: بھارت کے مسلمانوں کے لیے انتہائی کٹھن صبر طلب دَور کا آغاز تھا۔ تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں پر مغربی تہذیب و افکار کی گہری چھاپ تھی۔ اسلام کا نام لینا سب سے بڑی Orthodoxy تصور کی جاتی۔ ایسے عالم میں لٹے پٹوں کے بیچ سے باشعور اور صاحب علم افراد کو جمع کرنا پھر اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کے لیے انھیں آمادہ کرنا۔ انتہائی مشکل کام تھا۔ اس طرح اللہ کی زمین پر اسی کا کلمہ بلند ہو اس عظیم مقصد کی خاطر کام کرنے والی جماعت، جماعتِ اسلامی ہند وجود میں آئی۔ تو آپ اس کے امیر منتخب ہوئے اور ۴۲ برسوں تک اذمہ داری اس خوبی سے انجام دی کہ ملت کو در پیش مسائل میں تعاون واشتراک کا ماحول پیدا ہوا۔ اسلام کی بنیاد پر کام کرنے والوں کے درمیان خود اعتمادی، خلوص و یگانگت کا رنگ نکھرتا چلا گیا۔

دہلی کی ایک تاثراتی میٹنگ میں حکیم ظل الرحمٰن صاحب نے جو خراجِ عقیدت مولانا مرحوم کو پیش کیا۔ انھوں نے گویا حق ادا کر دیا یہ کہہ کر کہ "مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اس الزام کو غلط ثابت کر دکھایا کہ جماعتِ اسلامی صرف مولانا مودودی کی جماعت ہے۔ یہ درست ہے کہ اس جماعت نے مولانا مودودی مرحوم سے بہت کچھ استفادہ کیا لیکن اپنی فکر، پالیسی و پروگرام میں جماعتِ اسلامی ہند ایک علاحدہ اور مکمل جماعت ہے۔ مولانا ابواللیث نے اسے درست کر دکھایا۔"

مولانا کی بامقصد زندگی میں اعلیٰ انسانی قدروں کو نکھار ہی آیا۔ انتہائی سادہ لباس میں ہلکی پھلکی زندگی گذارنے والا یہ شخص اس قدر اعلیٰ ظرف تھا کہ پوری عمر اپنے آپ کو چھوٹا اور دوسروں کو بڑا بناتا رہا۔ آج ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کی سادگی اور دُنیا سے بے رغبتی کے چرچے ہیں۔ تاریخِ انسانی اس کے بڑپن کو کیسے بُھلا سکے گی۔

ایک انٹرویو میں کہا تھا: "الیکشن کا مسئلہ واقعی ہے دلچسپ میں خود اس کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں نہ یہ عجیب ہے نہ غیر مفید اس زمانے میں جو بھی نظام رائج ہیں خصوصًا اشتراکیت آمریت یا ڈکٹیٹر شپ ان کے مقابلہ میں ملک کا جمہوری نظام قابلِ ترجیح ہے گو اسلامی جمہوریت کا طرز اس سے بالکل مختلف ہے میں اسے ملک کی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ دُور اندیش معماروں نے اسے پسند کیا۔"

"ملک و ملت کے مفاد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس میں حصہ لیا جائے بلکہ ہر باشعور ہندوستانی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ اس سے غفلت برتنا صحیح نہیں ہے۔ اس سے صرفِ نظر کرنا نامناسب ہے۔ اس میں دلچسپی لینا جائز اور ضروری ہے لیکن دلچسپی کس حد تک اسی کو حقیقی موضوعِ بحث سمجھنا۔ سیاست زدہ ہو کر رہ جانا میرے نزدیک ہندوستان کی یہ بدقسمتی ہے کہ عام طور پر لوگ اس مسئلہ پر

سب سے زیادہ توجہ دیتے ہیں۔"

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں: "امیدواروں کی طویل فہرست آپ دیکھ لیجئے ہزاروں کی تعداد ـــ آپ خود اندازہ لگائیں کیا واقعی ملک کا مفاد ان میں سے ہر ایک کو عزیز ہے! کیا وہ واقعی مخلص ہیں۔ یا کرسی کے بھوکے ہیں۔ اپنی اولاد کا مستقبل سنوارنا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ ہر الکشن میں کتنی نئی پارٹیاں وجود میں آتی ہیں۔ دَل بَدل کرنا یا پارٹی کو چھوڑ دینا کیا واقعی ضمیر کی آواز پر لوگ ایسا کرتے ہیں۔ یا بس آیا رام ـــ گیا رام ـــ سیاست میں دلچسپی کس حد تک کیا تعمیری کاموں کو بالائے طاق رکھ کر!"

ـــ مولانا اب ہمارے بیچ سے اٹھ چکے۔ اب ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔ بلکہ حق کی سربلندی میں انھوں نے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا ـــ جس کا سب کچھ اللہ کی خاطر ہو موت اس کا کیا بگاڑے گی۔ موت کی گرفت میں کب آنے والے تھے وہ...! اب برسوں ان کی یاد دلوں میں زندہ رہے گی۔ ان کے ارشادات ملت کو درپیش مسائل میں رہنما اصول بنکر کام آتے رہیں گے۔

زکوٰۃ

★ جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ان کا مال ان کے لئے مفید ہے۔ مفید نہیں وہ ان کیلئے بہت بُرا ثابت ہوگا۔ عنقریب قیامت کے دن اس طرح کا مال ان کو طوق کی صورت میں پہنایا جائے گا ـــ (قرآن)

★ خدا کی قسم! جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرکے ایک کو مانا اور دوسرے سے روگردانی کی میں اس سے جہاد کروں گا۔

(حضرت ابوبکر رضؓ)

تبصرہ

ام کتاب :۔ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات
رتب :۔ ڈاکٹر حامد اللہ ندوی
نخامت :۔ ڈیمائی سائز کے ۲۹۶ صفحات
بت :۔ ۱۰۰ روپے
اشر :۔ کوکن اردو رائٹرس گلڈ۔
طبوعہ :۔ ماڈرن پبلشنگ ہاؤز نئی دہلی ۲
بصرہ گذار :۔ یوسف ناظم

کتاب کا نام جتنا بڑا ہے کتاب بھی اتنی بڑی ہے۔ وسیع
بی ہے اور مختلف زاویوں سے جانچی جائے تو یادگار بھی ہے
ب کتاب ہاتھ آئی تو سب سے پہلے میں نے اپنے (نا قابل ذکر)
خیرے میں سے لغتیں نکالیں اور مخطوطے کے ملنے ڈھونڈے۔
لفظ لغت میں نہیں پایا گیا۔ اتنے بھاری بھرکم الفاظ لغت میں
دتے بھی نہیں ہیں اس مخطوطے کا مطلب تو میرے ذہن میں تھا۔
طوط اس کتاب، کتابچہ اور تحریر کو کہتے ہیں جسے صرف گنتے
نے شرفا پڑھتے ہیں۔ وہ بھی ایسے شرفا جنھیں کارِ خیر کا شوق
دتا ہے ایسے "کارِ خیر" کا ثواب دارین سے شاید ہی تعلق ہوتا
ہے یہ کارِ خیر۔

ندوی صاحب کی تالیف ہے تو ایک ہی کتاب لیکن اپنی
عیت کے لحاظ سے کتاب الکتب ہے۔ جامع مسجد بمبئی کی لائبریری
ن ہی قدیم ہوگی جتنی کہ یہ مسجد۔ عمر میں تھوڑا بہت فرق بھی ہوتا تو
ں سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس کتب خانے سے عاشقانِ تحقیق اور
ائقین ادب نے کچھ کم فیض نہیں اٹھایا ہے۔ ملک کے کونے کونے
سے لوگ یہاں آتے اور اس شجرِ سایہ دار کی چھاؤں میں اپنے
وقِ تجسس کی تسکین کا سامان حاصل کرتے رہے ہیں اور جناب
دوی تو اس کوچے کی گرد کو اپنے لباس کا حصہ بنا چکے ہیں۔ سم
نقش کوکن

من تو شدی اور تو من شدی کا معاملہ ہے۔ حامد اللہ ندوی،
محنت شاقہ کا دوسرا نام ہے۔ ندوۃ العلما کے بارے میں مشہور ہے
کہ وہاں ذریعۂ تعلیم بید تھا۔ بید کا استعمال شاید نہ ہوتا ہے
لیکن نہ پڑھنے پر طالب علموں کو فاقے کی سزا تو ملتی ہی تھی۔
(علامہ شبلی، مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ اسی قسم کی سختی
برتتے تھے)۔ یہ حامد اللہ ندوی اسی ماحول کی پیداوار ہیں اور
اگر کسی دن محنت شاقہ نہ کریں تو ان کی صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے
یہ صرف تعلیم یافتہ نہیں تربیت یافتہ بھی ہیں۔ اسی تربیت نے
ان سے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں موجود مخطوطات کا
عطر مجموعہ کشید کروایا۔ یہ عطر ہمیشہ مہکتا رہے گا۔

زیرِ نظر کتاب میں ۱۸۸ مخطوطات کا خلاصہ ہے۔ (اسے
آپ تعارف بھی کہہ سکتے ہیں) ڈاکٹر یونس اگاسکر کا تعارف اور
"تمہید" کا مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ انھی کی مدد سے آپ کتاب
کی نوعیت اور جامع مسجد کے کتب خانے کی وقعت سے واقف
ہو سکتے ہیں۔ جامع کی لائبریری میں عربی اور فارسی مخطوطات
اور کتابوں کا بھی نادر ذخیرہ ہے لیکن اکثر بیشتر کتابیں لوگوں
کی بے نیازی اور سرد مہری کا شاکی ہیں۔ ان کتابوں کو پڑھنا
تو مشکل ہے ہی لیکن انہیں سنبھالنا اس سے زیادہ مشکل ہے
ندوی صاحب نے صرف اردو مخطوطات پر کام کیا ہے۔ ہندوستان
میں مخطوطات پر کام کرنے والے اہل علم لوگوں کی تعداد شاید ہی
قابل ذکر ہو ان میں حامد اللہ ندوی ممتاز ہیں پاکستان
میں مشفق خواجہ نے مخطوطات کی فہرست کرنے کا کام شروع کیا تو
اس کی ۱۱۔ جلدیں مرتب کر ڈالیں۔ ہمارے یہاں علم و ادب
کا ایسا بیش بہا خزانہ موجود ہے لیکن علم نے اب جو رنگ اختیار
کیا ہے وہ اتنا ملگجا بلکہ بے رنگ ہے کہ اہل علم لوگ کہنے لگے ہیں
یہاں توجہات کرنے کو ترستی ہے زباں میری۔ اس عالم میں مخطوطات
کو نیا لباس عطا کرنا ان لوگوں پر کرم ہے جو براہِ راست ان کا مطالعہ
نہیں کر سکتے۔ اس کتاب کے مطالعے سے فائدہ یہ ہوگا کہ مخطوطات
کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی رہنمائی ہو سکے گی۔

مارچ ۱۹۹۱ء

اس کتاب کی مدد سے پی ایچ ڈی ہونا بھی آسان ہے۔

حامد اللہ ندوی صرف معلم اور ریسرچ اسکالر نہیں ہیں کتب خانوں کی تربیت و تہذیب کی سند بھی ان کے قبضے میں ہیں۔ اسی سند نے انہیں اس کام کی طرف راغب کیا لیکن جو کام انھوں نے کیا ہے وہ اہلکارانہ نوعیت کا نہیں ہے اس ان کے ذوق شوق علم کی چھاپ ہے۔ ۱۸۸ مخطوطات کو انھوں نے صرف چھوا اور سونگھا نہیں ہے۔ پڑھا اور سمجھایا ہے اور اس راہِ پرخار کو گلگشت سمجھ کر طے کیا ہے۔ اس منزلِ عشق پر پہنچنے میں انہیں کئی سال لگے ہوں گے اور اس مرحلے پر اگر کوئی تمنا ان کے ساتھ تھی تو بس۔ یہی ہوگی کہ اس 'نسخہ حامدیہ' کو کوئی اچھا ناشر ملے۔ ان کی یہ تمنا بھی (چونکہ شرعی تھی) پوری ہوگئی۔ کوکن اردو رائٹرس گلڈ نے جس نے خوبصورت کتابیں شایع کرنے کا غالباً تحریری عہد کر رکھا ہے، یہ کتاب شایع کی ہے اور اپنے دائرکار کو خلیج بنگال کی طرح محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اسے بحرۂ عرب میں منتقل کرنے کے منصوبے کا اعلان و ظہار کیا ہے۔ اس گلڈ کی وجہ سے نیروبی اور دہلی کا فاصلہ ایک مخطوطے کی طرح مختصر ہوگیا ہے۔

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیرِ اہتمام جس دن اس کتاب کی رسم اجراء انجام پائی اس دن حامد اللہ ندوی بے حد خوش و خرم نظر آئے لیکن انہیں شاید علم نہیں ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کارنامے پر ان سے بھی زیادہ مسرور ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ تبصرہ ایسی مسرت کا اظہار ہے۔

"آدمی کا ہر عمل خدا کے یہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے۔ ایک نیکی دس گنی سے سات سو گنی تک پھلتی پھولتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے وہ خاص میرے لئے ہے اور میں اس کا جتنا چاہتا ہوں صلہ دیتا ہوں"

ایک حدیث

اسلامی معلومات کا مقابلہ

آپ کی اسلامی معلومات کتنی اور کیسی ہیں اس کا اندازہ کرنے ذیل میں سوالات دیئے جارہے ہیں۔ اگر آپ نے ان سوالات کے بالکل صحیح جواب دیئے تو آپ کو ہماری جانب سے بطور انعام کوئی ایک اچھی سی کتاب ارسال کی جائیگی۔ ان سوالات کے جوابات ہمیں آئندہ ماہ کی ۲۰ تاریخ تک مل جانے چاہیں۔ صحیح جوابات آئندہ شمارہ میں شائع ہوں گے

ادارہ

۱ :۔ اس پہلی تلوار کا نام بتایئے جو آنحضرتؐ کے قبضے میں آئی ؟

۲ :۔ کیا آپ کو معلوم ہے حضورؐ انگوٹھی کون سے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ ؟

۳ :۔ آنحضرتؐ کھانا شروع کرتے وقت کیا پڑھتے ؟

۴ :۔ آنحضرتؐ کو کون سا گوشت زیادہ مرغوب تھا ؟

۵ :۔ جس جنگ میں آنحضرتؐ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے ؟

۶ :۔ گھاٹی شعب ابی طالب میں آنحضرتؐ کتنے عرصے تک رہے۔ ؟

۷ :۔ کس سورۃ کے نزول پر آپؐ کو اپنے انتقال کا حال منکشف ہوا۔ ؟

۸ :۔ آنحضرتؐ کی مہر مبارک کے محافظ کا نام بتایئے ؟

۹ :۔ آنحضرتؐ نے دزہ غزوۂ حنین میں پہنی تھی اس کا نام بتائیے۔ ؟

۱۰ :۔ حضورؐ کی اس کمان کا نام بتایئے جو ایک پہاڑی درخت کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی۔ ؟

۱۱ :۔ معراج میں حضورؐ کی ملاقات سب سے پہلے کس پیغمبر سے ہوئی ؟

گذشتہ ماہ کے مقابلے کے جوابات

(۱) تیس سال (۲) سریۂ حمزہ بن عبدالمطلب

(۳) پندرہ دن (۴) آٹھ (۵) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے

(۶) مسجد اقصیٰ (۷) سورۃ جن (۸) حسان بن ثابتؓ

(۹) سفید (۱۰) چھ (۱۱) اونٹنی کا نام

نقش نواز

اندرونِ ہند سالانہ خریدار

(۱) جنرل لائبریری مالیگاؤں ۔(۲) محمدیہ طبیہ ہاسپٹل مالیگاؤں
(۳) رضیہ پولٹری فارم سانگلی ۔ (۴) معین الدین عمر نیلکو کرلا
(۵) ڈاکٹر ذاکر حسین جونیر کالج ناگپور ۔

بیرونِ ہند سالانہ خریدار

(۱) جناب عبدالرحیم اسماعیل پرکار ۔(سلطنت عمان)

بیرونِ ہند لائف ممبر

(۱) منیرہ حسین ۔(آسٹریلیہ)

بیان بابت ملکیت و دیگر تفصیلات

فارم ۴ رول نمبر ۸

① مقامِ اشاعت :۔ جیل روڈ (ایسٹ) ڈونگری بمبئی ۹
② وقفۂ اشاعت :۔ ماہانہ
③④⑤ طابع / ناشر / ایڈیٹر کا نام
ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
قومیت :۔ ہندوستانی
پتہ :۔ ۴۴ جیل روڈ (ایسٹ) ڈونگری، بمبئی ۹
⑥ ملکیت :۔ نقشِ کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ ۔
(رجسٹرڈ نمبر E ۲۰۰۶ بمبئی)
میں ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں ۔

دستخط
مورخہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء
ڈاکٹر عبدالکریم نائیک پرنٹر و پبلشر

مراسلات

○ دسمبر ۹۰ء کا شمارہ ملا۔ بہت پسند آیا۔ تمام قلمکاروں کو میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کچھ تجاویز پیش ہیں اگر اس طرف توجہ دیں تو انشاءاللہ رسالہ کی مانگ بہت ہو گئی ہے۔ (۱) اس میں اضلاع کوکن یا گاؤں دیہاتوں کی خبریں ہونی چاہیئے۔ (۲) اشعار کا کالم ہونا چاہیئے۔

دسمبر کے شمارہ میں نقش نواز کے کالم میں بیرونِ ہند سالانہ خریداروں میں میرا نام ڈانگے چھپا ہے وہ غلط ہے اصل نام ڈھانگو ہے برائے کرم نوٹ فرمائیں ـــ اقبال احمد حسن ڈھانگو۔ دوحہ قطر ـــ

لہ آپ کی پہلی تجویز کے لئے ہمیں نامہ نگار مقرر کرنا ہوگا جو گاؤں گاؤں جاکر خبریں وصول کرے اور فی الوقت ادارہ اس پوزیشن میں نہیں آیا ہے ـ البتہ گاؤں دیہات اور ضلع سطح سے جو خبریں موصول ہوتی ہیں وہ برابر شریک اشاعت ہیں۔

دوسری تجویز کے مطابق اگر شعروں کو جگہ دینا شروع کریں تو ہمارے کرم فرما اتنے ہیں کہ اشعار سے صفحات بھر جائینگے خبروں کے لئے گنجائش نہیں رہیگی ـ آپ کا نام غلط چھپا اسکے لئے معذرت خواہ ہیں۔ تصحیح کردی گئی ہے ـ

○ ماہ دسمبر کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ بھائی مبارک کابڑی صاحب کو دوبارہ پہلے اور آخری صفحے پر دیکھ کر یہاں اکثر قارئین نقش کوکن داد دے رہے ہیں اور دونوں صفحے قابلِ ستائش ہیں۔ بھائی نور پرکار صاحب، محترم شرف صاحب، ریشماں دردے صاحبہ نے نقش کوکن کی زینت کو دوبالا کردیا ہے ـ

امید ہے بھائی نور اب بدستور لکھتے رہینگے۔ بھائی مبارک دلوز دونوں سے ذاتی مشورہ یوں ہے کہ اعتدل سے لکھیے میانہ روی اختیار کریں تو بہتر ہے۔ حقائق کڑوے ہوتے ہیں ـ

میرے برادران ـــ

ابوظہبی عباس سردے

○ آٹھ دسمبر ۱۹۹۰ء برنی نیشنل ہائی اسکول کے بلڈنگ کے افتتاح اور نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے مقابلہ تقاریر جنرل ہال میں ہماری شریکت بذات باعث مسرت ہے آپ کی دعوت کیلئے ہم ممنون اور مشکور ہے۔ جہاں انہیں بڑی تعداد میں کوکنی برادری کو ایک جگہ دیکھکر اور ان کی مختلف زاویوں سے خدامت احساس فخر ہے۔ برنی نیشنل اردو ہائی اسکول کو غالباً پانچ سال ہو رہے ہیں اتنے مختصر عرصہ میں ہم نے اس ہائی اسکول کے طلباء کی قابلیت دیکھی جس سے بے حد خوشی ہوئی اس کیلئے دی برنی ایجوکیشن و یلفیر سوسائٹی کے تمام اراکین اور تمام اساتذہ مبارک بادی کے مستحق ہیں۔ اس میں بالخصوص عالی جناب داؤد علی میاں شیور دھنکر صاحب عالی بھائی عبدالغنی پاڈسکر صاحب اسکول کے ہیڈ ماسٹر جاوید عابدی صاحب اور جناب اقبال اللہ رکھا میمن صاحب کی بے مثال جد وجہد اور ذاتی انتھک محنت ہے۔ ہم نے محسوس کیا ہے۔ آپ میں قوم اور اردو زبان کی ایک لگن ہے ایک تڑپ ہے۔ ایک بے چینی ہے۔ ایک جنون ہے۔ اور اسی کام میں آپ قدم قدم پر خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ اردو زبان نے اگر ترقی کی اور دنیا میں اردو زبان کا کوئی مقام ہے تو وہ آپ جیسے اردو داں طبقہ کا سب سے زیادہ با اثر اور معیاری کوششوں کا نتیجہ ہے ـــ عثمان حسین مجوانے۔ لندن

ھ آپ کے رسالے اور دیگر رسالوں سے اچھے اور دلچسپ اقتباسات اور مضامین کاٹ کر مجموعی طور پر اُن کی زیروکس کاپیاں دوستوں اور آس پاس کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں۔ کوئی سال پرانی کتابیں اور رسالوں کو ہم پہلے چُنتے ہیں۔ ہر مضمون میں اصل مصنف کا نام بھی موجود ہوتا ہے۔

نادر سرگروہ، بھانڈوپ۔

اخبار و اذکار

ف بن صاد

حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کی شاندار کامیابی

بزم اردو چپلون کے زیر اہتمام تحریری، تقریری اور غزل خوانی کے مقابلے مہاراشٹر ہائی اسکول اور پرکار کامپلکس میں مورخہ ۔ افروری کو انعقاد پزیر ہوئے۔ ان تحریری دوم گروپ مقابلوں میں حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کا طالب العلم ظفر عباس خان دلوائی اوّل۔ توفیق عبدالغفار پرکار نے تیسرا نمبر پایا۔ سوم گروپ کے تقریری مقابلہ میں ہائی اسکول کی دسویں جماعت کے دو طلباء نے دوم و سوم نمبر پایا۔ یہ طلباء (۱) نواز علی پرکار اور (۲) امتیاز احمد حمزہ کوپے ہیں۔ انھیں گروپ سیلڈ کے لئے مستحق قرار دیا گیا۔ غزل خوانی کے مقابلوں میں، دوم گروپ میں چھٹی جماعت کے طلباء (۱) مہ جبین یوسف پرکار و (۲) اسلم عبداللہ اتولے بالترتیب پہلے اور تیسرے نمبر سے کامیاب رہے اور یہ دونوں گروپ شیلڈ کے مستحق رہے — سوم گروپ میں شبانہ محمد علی پرکار و آصف عبدالحمید پرکار بالترتیب اول و دوم نمبر سے کامیاب رہے۔ اور انھیں اس گروپ کی شیلڈ عطا کی گئی بزم کی جانب سے عبداللہ محمد صالح سروے کو ایس۔ ایس۔ سی امتحان مارچ ۱۹۹۱ء میں چپلون تعلقہ میں اول

نقشہ رکوکر۔

نمبر پانے کی خاطر نقد انعام سے نوازا گیا۔ سابقہ طالبہ شاہین علی پرکار کو اردو مضمون میں اول آنے کی خاطر نقد انعام دیا گیا۔

(صدر مدرس حاجی داؤد امین۔ ہائی اسکول کالستہ)

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول کی شاندار کامیابی

رتناگری

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول سے ستمبر ۱۹۹۰ء میں ایلمنٹری ڈرائنگ گریڈ امتحان ۷ طالب علموں نے شرکت کی۔ جن میں سے پانچ کامیابی حاصل کی۔

کامیاب ہونے والے طلباء

(۱) شبیر مجگاؤنکر (۲) شبیر قاضی (۳) ناصر مستان (۴) توفیق نہسکر (۵) عبدالرحیم دردے۔ کامیاب شدہ طلباء کی رہنمائی جناب مصطفٰے مانک پیٹھے اور محترمہ رشیدہ ٹیمکرنے کی۔

لیڈی شریفہ امین جونیئر کالج آف ایجوکیشن کالستہ کا شاندار ثقافتی پروگرام

لیڈی شریفہ امین جونیئر کالج آف ایجوکیشن کالستہ، تعلقہ چپلون کا ایک شاندار ثقافتی پروگرام مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۹۱ء کی سب کو حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کے میدان میں انعقاد پزیر ہوا۔ اس تقریب کی صدارت عالی جناب مدلیار، پرنسپل ڈی۔ بی جے۔ کالج چپلون نے کی۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے روزنامہ "ساگر" کے ایڈیٹر اور چپلون حلقہ کے سابق ایم۔ ایل۔ اے شری نشی کانت جوشی جلوہ افروز رہے — بمبئی کے نامور سرجن اور عظیم سوشیل ورکر ڈاکٹر انڈرے ان کی اہلیہ محترمہ ریحانہ انڈرے سمیت حاضر رہے اور اس تقریب کو زینت بخشی۔ ثقافتی پروگرام کی نظامت کی ذمہ داری جناب محمد متا بیک معاون مدرس حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کے سپرد کی تھی۔ انھوں نے مہمانوں کا استقبال کیا اور گلپوشی کی۔ بعد ازاں مہمانِ خصوصی کے ہاتھوں حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ کے پانچویں سے لے کر دسویں اور ڈی۔ ایڈ کالج کے سال دوم میں امتیازی نمبر حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو نقد اسکالرشپ سے نوازا گیا۔ یہ اسکالرشپ سوشیل ایجوکیشن سوسائٹی کی جانب سے ادا کی گئی۔ اسکے اسپانسرس محمد عبدالقادر پرکار، شری رام سیٹھ ریڈیز۔ ڈاکٹر گھانیکر اور دیگر سوسائٹی کے بہی خواہ ہیں۔ ڈی۔ ایڈ کالج کے لیکچرر جناب رفیق دستا نے شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد ثقافتی پروگرام کا آغاز ہوا جو غزلوں، ترانوں، مراٹھی اور اردو ڈراموں میمکری سے مزین تھا۔

پرنسپل لیڈی شریفہ امین جونیئر کالج آف ایجوکیشن کالستہ

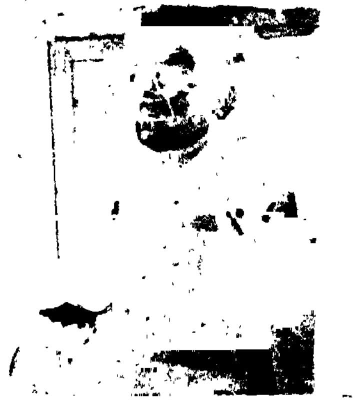
انجمنِ اتحاد المسلمین کوکن، ابوظہبی

اس انجمن کی طرف سے جناب فرمان علی پاٹنکر نے نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے جنرل سکریٹری جناب عبدالغنی پاوسکر کو اطلاع دی ہے کہ انجمن ہذا ہرنئی ہائی اسکول میں عربی (کمپوزٹ) مضمون شروع کرنے کے لئے تین سال تک جملہ اخراجات کا نصف حصہ دی گئی انجمن کے سکریٹری جناب عبدالرحیم قاضی صاحب ہیں۔

نقشِ کوکن کے اسسٹنٹ ایڈیٹر

فقیر محمد مستری

اردو اکاڈمی کے رکن منتخب



نقشِ کوکن کے قارئین میں یہ خبر بڑی مسرت سے سنی جائے گی کہ نقشِ کوکن کے اسسٹنٹ ایڈیٹر اور نقشِ کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ کے سیکریٹری جناب فقیر محمد مستری صاحب کو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کا رکن چن لیا گیا ہے۔

پروفیسر جاوید خان کے زیر صدارت تشکیل کردہ اکاڈمی کے نئے بورڈ میں جناب علی سردار جعفری اور جناب سید احمد (ریاستی وزیر) نائب صدور ہیں جبکہ جناب یوسف ناظم صاحب سکریٹری ہیں۔

پہلی مرتبہ کوکن کی نمائندگی بجا طور پر کی گئی ہے۔ رتنا گری ضلع سے جناب فقیر محمد مستری کو چنا گیا ہے جبکہ رائے گڑھ ضلع سے کوکن بنک کے چیرمن اور اردو کے ایک نمایاں خادم اور کئی ادبی تہذیبی انجمنوں کے سرپرست جناب علی ایم شمسی صاحب نمائندگی کر رہے ہیں۔

فقیر محمد مستری صاحب نقشِ کوکن کے قارئین کے لئے محتاج تعارف نہیں ہیں۔ کوکن انٹرنیشنل، کوکن ایمبولنس بزم شعرو ادب کوکن، کوکن مسلم ویلفیر ایسوسیشن اور کوکن کی الگ بھگ ہر سماجی تنظیم سے آپ وابستہ رہے ہیں۔ البتہ جن خدمات کے اعتراف میں آپ کو اس اعزاز سے نوازا گیا ہے وہ ہے ۲۹ سالوں تک ایک غیر اردو علاقے سے ایک اردو پرچے کا جاری رکھنا۔ نقشِ کوکن کی ابتدا ہی سے آپ نے اس پرچے کو اپنے خونِ جگر سے آبیاری کی ہے۔

ڈاکٹر نایک صاحب اور مستری صاحب ہی کی کوششوں کی بنا پر آج نقشِ کوکن مہاراشٹر کا واحد اردو رسالہ بن گیا ہے جو ہر ماہ بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے۔

ادارہ نقشِ کوکن فقیر محمد مستری صاحب اور علی ایم شمسی صاحب کو ان اعزازات پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے آپ دونوں کی کوششوں سے کوکن میں اردو کی ترقی و ترویج کے امکانات مزید روشن ہوں گے۔

نقشِ کوکن

ھارون رشید (علیگ) کا استقبالیہ

۱۹ر جنوری سنہ ۹۱ء کی شام ۵ بجے انجمن اسلام ہائی اسکول کے ایڈیٹوریل ہال میں اردو بلٹز کے مدیر جناب ہارون رشید کے اعزاز میں ایک جشنِ استقبالیہ سنہ ۱۹۹۰ء کا صحافت کا مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ پانے کی خوشی میں ماھمہ آرٹس انٹرنیشنل کے جانب سے رکھا گیا تھا۔ اس جشن کی صدارت کوکن بینک کے چیرمین جناب علی ایم شمسی صاحب نے فرمائی۔ افتتاحی تقریر جناب خلیل زاہد (مدیر اخبارِ عالم) نے کی۔ جناب سرفراز آرزو (مدیر ہندوستان) قاضی مہتاب، لائن مصطفےٰ پنجابی، عبدالرشید صاحب (اردو رپورٹر) نصیر احمد قریشی (آوازِ قریش) علاؤالدین صدیقی (تنظیم) اور جناب عبدالقیوم نشتر نے بھی ہارون رشید صاحب کو مبارکباد دی پیش کی۔ اپنے خطبۂ صدارت میں جناب علی ایم شمسی صاحب نے ہارون رشید صاحب کے اردو ادب میں کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ اردو صحافت کے صحیح صحافی کو دیا گیا ہے یہی سب سے بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ نے ماھمہ آرٹس کی سرپرست محترمہ تسنیم مستری صاحبہ اور پروگرام سکریٹری محمد حنیف پرکار (ایس، ای، ایم) کے ساتھ تمام اراکین کی بھی تعریف کی کہ انھوں نے چھوٹے پیمانے پر ہی سہی لیکن ایک اچھے جشن کا انعقاد کیا ہے۔

نظامت کے فرائض جناب غلام محمد سوداگر نے انجام دیئے۔ آخر میں جناب مرتضیٰ عظیم صاحب (بھائی جان) نے سبھی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون کی نمایاں کامیابی

بزم اردو چپلون کے زیر اہتمام بروز اتوار مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۹۱ء کو تحریری تقریری اور غزلخوانی کے مقابلے کیے گئے۔ جس میں حسب ذیل طلبا، وطالبات نے نمایاں کامیابی حاصل کی،

تحریری مقابلہ:

۱) عنایت عباس کھڑس دوم گروپ دوم نمبر
۲) محسن ابراہیم راجپوتے سوم گروپ دوم نمبر

تقریری مقابلہ:

۱) الطاف خلیل خان دوم گروپ دوم نمبر
۲) سجاد عبداللطیف فقیر سوم گروپ اول نمبر

غزل خوانی:

۱) فردوس محسن چوگلے دوم گروپ دوم نمبر
۲) کوثر جعفر دلیسائی سوم گروپ سوم نمبر

کامیاب طلبا، وطالبات نیز اُن کے رہنمائی کرنے والے اساتذہ جناب غلام حسین خان۔ ابراہیم علی انڈرے، ابراہیم دادرکر، حسین محمد دلے، جمال الدین مذرکر، ایم اے خان کو اس کامیابی پر اسکول کے صدر مدرس اقبال عبدالرحیم مغل اور سپروائزر الطاف حسین نے اور دیگر اساتذہ نے مبارکباد پیش کی۔

مدرسۂ دارالقرآن

علاقۂ کوکن میں علما، وحفاظ کی شدید قلت ہے! مدرسہ حسینیہ شریوردھن کی بنیاد کو پختگی و پائیداری کے لئے بھی چھوٹے مدارس کی ضرورت ہے؟ تاکہ حفاظ فارغ ہوکر اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے اپنی مرکزی درسگاہ کا رُخ کر سکیں۔ اسی سلسلہ میں مدرسہ دارالقرآن کے نام سے بستی گولکوٹ میں بنیاد رکھی گئی تھی۔ محنت کے بعد ایک طالب علم کا قرآن پاک حفظ مکمل ہوا ہے۔ لہٰذا اُس طالب علم کی ہمت افزائی کے لیے ایک جلسے کا ۲۳ر فروری کو انعقاد ہوا جس میں متعدد علما، کرام، ومعزز مہمان نے شرکت فرمائی۔!

(صدر مدرس، مدرسہ دارالقرآن)

فری میڈیکل کیمپ

کوکن میڈیکو سوشل فورم کیجانب سے ۱۰ر فروری سنہ ۹۱ء بمقام سراولی کدوری ہائی اسکول مجگاؤں میں ڈاکٹر حسین بھاٹکر کی چیرمین شپ میں مفت میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس اعلیٰ پیمانے پر منعقد کیمپ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں مختلف امراض کی تشخیص کے ماہرین ۲۵ر ڈاکٹرس حضرات موجود تھے۔ ان کے ساتھ ہی ۳۰ر فیملی ڈاکٹرس حضرات بھی کام کر رہے تھے۔ اس فری کیمپ میں عام بیماریوں کے امراض، بچوں کے امراض، عورتوں کے امراض، جلد کے امراض، آنکھوں کے امراض اور ہارٹ کے امراض کی تشخیص کی گئی۔

آنکھوں کے امراض میں مبتلا مریضوں کو کم داموں میں چشمے بھی دیئے گئے۔ پولیو خسرہ کے ٹیکے بھی بچوں کو لگائے گئے۔ اس کیمپ میں تقریباً ۱۶۰۰ر مریضوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور ۲۵ر ہزار روپے کی دوائیاں تقسیم کی گئیں۔

اس کیمپ کو کامیاب بنانے میں مجگاؤں کے نوجوان سوشل ورکرس کی ٹیم نے بڑھ چڑھکر حصہ لیا۔ خاص طور سے ڈاکٹر مشتاق قاضی ڈاکٹر اشفاق ٹھاکور ڈاکٹر شگفتہ پٹھان عبداللہ بھاٹکور یوسف چوگلے، سمیع نیورکر، شعیب فقیہ اور کنوینر ڈاکٹر امتیاز کونڈلی کی محنت اور لگن سے یہ کیمپ کامیابی کی منزل کو پہونچا۔ اس کیمپ میں ڈاکٹر نذیر جوالے، ڈاکٹر مشتاق، ڈاکٹر شکیل موڈک، ڈاکٹر مسز ممتاز مقادم ڈاکٹر بوبٹ مرچنٹ، ڈاکٹر عارف شیخ، ڈاکٹر پی آر شاہ، ڈاکٹر وقار شیخ، ڈاکٹر انیس آدم، ڈاکٹر بی بی سلیلے، ڈاکٹر ایم حسین، ڈاکٹر ورڈی، ڈاکٹر کھیرڈی، ڈاکٹر ایل پی کھونڈ، ڈاکٹر اشتیاق سیگھانی ڈاکٹر زاہد بیگ، ڈاکٹر مسز مونیشا، ڈاکٹر اے جی ٹلک نے اپنی خدمات پیش کیں۔ ڈاکٹر حسین بھاٹکور چیرمین فورم نے سبھی شریک حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

بزم شعروادب کوکن (بمبئی)

بزم ہٰذا کی ۹۸ ویں طرحی نشست انجمنِ اسلام جنجیرہ حلقہ بمبئی کے دفتر واقع گورڈن اپارٹمنٹ، ناگپاڑہ میں بتاریخ ۱۴ر فروری سنہ ۱۹۹۱ء بروز سنیچر شب میں دس بجے زیر صدارت جناب اکرام نائیک صاحب منعقد ہوئی نشست کا آغاز جناب انیس لوکھنڈے صاحب کی تلاوت

کلام پاک سے ہوا۔ نشست میں موجود تمام سامعین کرام نے شعراء کرام کے کلام کو سراہا۔ نظامت کے فرائض جناب سعید کنول صاحب نے سرانجام دیئے۔ نشست شب میں بارہ بجے بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ جن شعراء کرام نے اس نشست میں شرکت فرمائی ان کے کلام کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

مصرعۂ طرح:

"میں بے ہنر ہوں کوئی بھی ہنر نہیں رکھتا"

جناب شاداںؔ کلیانوی صاحب:

ذرا بھی اس کے اجڑنے کا ڈر نہیں رکھتا
فلک کے سامنے میں رہتا ہوں گھر نہیں رکھتا

جناب محمود الحسن ماہرؔ صاحب:

نگاہِ عیب پہ اپنے بشر نہیں رکھتا
بہت ضروری ہے لیکن، مگر نہیں رکھتا

جناب شادؔ آب رتناگیردی صاحب:

اُسے اکھاڑ کے پھینکو، زمیں پہ بوجھ ہے
شجر جو سایہ نہ رکھتا، ثمر نہیں رکھتا

جناب واحدؔ محسن صاحب:

وہ جان کر بھی ہنر، کچھ ہنر نہیں رکھتا
جو اپنے عیب پہ اپنی نظر نہیں رکھتا

جناب سعیدؔ کنول صاحب:

ہے پتھروں کا نگر اور لوگ دیوانے
یہ جان کر ہی میں شیشے کا گھر نہیں رکھتا

جناب انیسؔ لوکھنڈے صاحب:

جلیں دیوں پہ دیئے، تم سے یہ کہا کس نے ہے
ستارہ وجہِ نمودِ سحر نہیں رکھتا ؟

جناب حاتمؔ بیوائی صاحب:

وہ میرا دل ہے جو بجلی کا ڈر نہیں رکھتا
یہ وہ مکاں ہے جو دیوار و در نہیں رکھتا

جناب قیسؔ برہانپوری صاحب:

ہے پلنے کا بہت شوق، پر نہیں رکھتا
میں اپنے ساتھ کوئی جانور نہیں رکھتا

مرسلہ از:
جوائنٹ سیکریٹری انیسؔ لوکھنڈے۔

ابراہیم بابا ٹھاکور ہائی اسکول ترلوٹ میں یومِ جمہوریہ اور تقسیم انعامات کا جلسہ

مندرجہ بالا اسکول میں ۲۶ر جنوری بڑے تزک واحتشام سے منائی گئی۔ طلبہ نے گیت، نظم اور تقاریر کے پروگرام پیش کئے، انعامات دیئے گئے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی مقامی شاخ کے زیر اہتمام ۷ر جنوری سنہ ۹۱ء کو یوم جمہوریہ اور اس کے موضوع پر ایک تحریری انعامی مقابلہ ہوا تھا جس میں اول، دوم اور سوم نمبر آنے والے طلبہ خیر النساء نور محمد ٹھاکور (دہم) نثار حسین بھاٹکر (دہم) اور مظفر عبداللطیف بھاٹکر (نہم) کو بالترتیب 25/-، 15/- اور -/11 روپے کے چیک اس موقع پر دیئے گئے۔ اس سال للتّقن کوکن ٹیلنٹ فورم نے اسکول کے دو سائنس ٹیچر جناب عفران احمد صاحب اور جناب ممتاز احمد صاحب کو سائنس کے بہترین رزلٹ پر انعامات سے نوازا۔

اسکول کی انتظامیہ نے اپنی مسلم بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے دونوں اساتذہ کو ان کی بہترین کارکردگی پر 300-300 روپے کے نقد انعامات پیش کئے۔

رپورٹر: رشید احمد

سٹی زنس ایجوکیشن سوسائٹی کی نئی مینجنگ کمیٹی کا انتخاب

بتاریخ ۲۷ر نومبر ۱۹۹۰ء کو سٹی زنس ایجوکیشن سوسائٹی کی جنرل میٹنگ ہوئی۔ جس میں اتفاق رائے سے حسب ذیل اشخاص کو مینجنگ کمیٹی کا ممبر چنا گیا۔

(۱) محمد انور تنگیکر صاحب۔ صدر (۲) جناب عبدالملک بھائیجی صاحب خازن (۳) جناب شفیع تورنگے صاحب۔ اعزازی سکریٹری۔ (۴) جناب محمد نذیر بخشی صاحب (۵) جناب محمد نور ملا صاحب (۶) نثار احمد سلوتری صاحب (۷) مطلب دیشمکھ صاحب (۸) محمد اصغر بھائیجی صاحب (۹) محمد نور نیر یکر صاحب (۱۰) محمد علی تنگیکر صاحب

جنرل میٹنگ میں ایک قرارداد پاس ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ جناب معین الدین ٹھاکر صاحب جنھوں نے صدر کی حیثیت سے اور جناب محمد انور صاحب تنگیکر جنھوں نے اعزازی سکریٹری کی حیثیت سے ۲۵ بیس سال خدمات انجام دیئے اسلئے انھیں تہنیت نامہ پیش کیا جائے۔

شخصیات

جنوبی افریقہ میں ایک کوکنی سماجی خدمات

۱۹۵۹ء میں بمبئی کے اخبارات نے اسلامی پبلیکیشن بیورو ساؤتھ افریقہ کے سرگرم سیکریٹری جناب گلزار خاں مصری خاں سرگروہ متوطن پیوہ پنہالہ ضلع رتناگری کے دورۂ لندن و مشرق وسطیٰ کے تفصیلی حالات شائع کیے تھے گذشتہ مہینہ ہمارے نامہ نگار کی ملاقات ان سے بمبئی میں ہوئی۔ استفسار پر معلوم ہو کہ ۱۹۵۶ء کے بعد انھوں نے جنوبی افریقہ میں جاکر وہاں سے پندرہ روزہ انگریزی اخبار "مسلم نیوز" نکالا جو آج تک جاری ہے اور جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں میں علمی و دینی بیداری کی لہر برقرار ہے۔

جنوبی افریقہ۔ جہاں پر کالے اور گوروں کا فرق آج بھی اسی طرح باقی ہے جسے گاندھی جی نے کبھی شدت سے محسوس کیا اور اس کے خلاف آواز بلند کی اسی ملک کے شہر کیپ ٹاؤن میں گلزار صاحب ۱۹۶۲ء میں سٹی کاؤنسلر کے پہلے ہندوستانی ممتاز اور اہم نمائندے منتخب ہوئے اور دو مرتبہ بلامقابلہ منتخب ہو چکے ہیں ان کی لگن اور عوامی خدمت کا جذبہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے کاؤنسل کی تمام میٹنگوں میں حاضری دی حتیٰ کہ عید کے دن بھی نماز کے فوراً بعد اپنے اعزا سے ملنے کی بجائے کونسل کی میٹنگوں میں شرکت کرنے تشریف لے گئے۔ آپ کو مختلف کمیٹیوں میں لیا گیا اور ہر جگہ نمایاں خدمات سرانجام دیں۔



سماجی خدمات کے میدان میں آگے رہنے کے ساتھ ساتھ گلزار خان صاحب نے کاروباری میدان میں بھی بہتر کارکردگی کی عالمگیر مثال قائم کی۔ وہ اس وقت دنیا کی عظیم ترین انشورنس کمپنیوں میں سے ایک "سن لائف آف کناڈا" کے ڈسٹرکٹ منیجر ہیں۔ اس کمپنی سے منسلک ہونے کے بعد صرف تین سال میں انھوں نے انٹرنیشنل کوالٹی ایوارڈ حاصل کیا جو انشورنس بزنس میں بہت بڑا اعزاز ہے اور جس کی کمپنی کی طرف سے تشہیر تمام دنیا میں کی جاتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ یہ اعزاز ہمارے ایک ہندوستانی سپوت بلکہ کوکنی برادری کے ایک رکن نے حاصل کیا۔ جو بمبئی کی انجمن اسلام ہائی اسکول تین سرواں چڑھا۔ موصوف فٹبال کے اچھے کھلاڑی رہے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں آپ نے اپنی زندگی ایک ٹیچر کی حیثیت سے شروع کی اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے قابل رشک عروج حاصل کیا۔

ہمیں ان سے توقع ہے کہ وہ جنوبی افریقہ میں رہ کر ہندوستان کے بالعموم اور کوکن کے بالخصوص ضرورت مند تعلیمی اداروں کی مالی بہتری کے لئے مزید کچھ نہ کچھ کریں گے





شخصیات

احمد عبداللہ پالیکر

— عباس حسینی بکروڑے —

دوبئی میں بنک آف امارات میں فیلڈ آفیسر جناب احمد صاحب پالیکر نے ۱۹۲۴ء میں ضلع رائے گڑھ کے تیم پالہ گاؤں میں آنکھ کھولی اور شیوں تعلقہ کھیڈ (رتناگری) میں پروان چڑھے تاوھاشیوا آئیلنڈ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیگ محمد ہائی اسکول بمبئی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

سرزمین کوکن کی یہ ہستی چراغ سے چراغ جلانے والوں میں سرفہرست ہے۔ جب ابتداء میں گلف میں آئے تو اکیلے تھے مگر یکے بعد دیگرے سیکڑوں کوکنیوں کو بلا کسی اجرت یا صلے کے یہاں لے آئے۔ صرف گاؤں والوں یا رشتہ داروں کو نہیں لایا ایسے لوگوں کو بھی لے آئے جنکا انسے دور کا بھی تعلق نہ تھا بلکہ جنہیں غیر بھی تھے۔ کرکیٹ جیسے انگریزی کھیل کو کوکن کی پہاڑی اور پتھریلی میدانوں میں روشناس کرانا احمد چاچا کا حصہ ہے صرف کھیڈ تعلقہ ہی نہیں داپولی چپلون اور رتناگری تعلقے میں احمد چچا پالیکر نے کرکیٹ کے اعلیٰ صلاحتوں کا صرف لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ نوجوانوں کو تربیت بھی دی۔ یہاں دوبئی میں اپنی عمر کے ۶۴ ویں سال تک وہ لگاتار جمعہ کے دن کھیلے جانے والوں میچوں میں حصہ لیتے رہے جب تک فیملی ڈاکٹر نے کھیلنے سے منع نہیں کیا۔ اپنے برٹش دوستوں کے ساتھ آج بھی بڑے میاں ٹینس کورٹ پر کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انکی پھرتی اور تیزی کا اس عمر میں بھی راز شاید انکی یہ روز زانہ کی ورزش رہی ہو۔

موصوف کی کرکیٹ کی زندگی کا آغاز بھی گلف ہی میں بحرین کی BAPCO کمپنی سے ہوا جہاں وہ چھ سال اپنی انڈین ٹیم میں اچھے اور کامیاب آل راؤنڈر ثابت ہوئے۔ وہاں وہ کار گو پروائزر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اپنی انڈین ٹیم کے نقش کوکن مایہ ناز کپتان محترم تاج الدین وارکر صاحب کی صلاحیتوں اور رہنمائی کو وہ ابتک یاد کرتے ہیں اور وہ انکے ممنون بھی ہیں۔

بحرین سے واپسی کے بعد بمبئی میں چند سال مرحوم خواجہ احمد عباس صاحب کے ساتھ فلمی دنیا میں بھی قسمت آزمائی کی مگر ناکام رہے مالی خسارہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ موصوف کو کئی لوگوں نے انکی خوش گلو آواز میں گاؤں کی میلاد کی محفلوں میں گاتے ہوئے اور شادیوں کے مواقع پر نئی دھنوں میں سہرے گا کر داد حاصل کرتے ہوئے سنا ہے۔ گاؤں کے سکول کے بچوں کے ثقافتی پروگراموں میں انہوں نے بچوں کی تربیت بھی کی ہے۔

۱۹۵۷ء میں احمد چاچا نے پھر سے گلف کا رخ کیا اور قطر میں شیخ خلیفہ بن مسعود ثانی کے ساتھ ۵ سال کام کیا۔ یہاں بھی انھوں نے درجنوں کوکنیوں کو برسر روزگار ہونے میں مدد کی۔ کئی لوگوں کی بیکاری کی حالت میں کفالت بھی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ انھوں نے یہاں دوبئی میں ۱۹۶۲ء جب عبدالوہاب گلدھاری صاحب کے ساتھ اس وقت کی برٹش بنک میں کام کیا تب بھی جاری رکھا۔

۱۹۷۵ء تک کام کرنے کے بعد حیدرآباد دکن میں کاروبار کے سلسلہ میں سکونت اختیار کرنا چاہی مگر پھر سال دو سال ہی میں گلف کی یہ زمین انھیں واپس کھینچ لائی۔ کچھ دنوں موصوف نے اپنی زندگی کے سیاہ بختی کے دن ہی دیکھے لیکن اللہ رکھے اُسے کون چکھے پھر حالات نے پلٹا کھایا۔ امارات بنک میں اپنی عمر کی ۶۵ ویں سال میں بھی بطور فیلڈ آفیسر کے کام کر رہے ہیں صوم صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ اللہ نے داعیانہ صفات سے بھی نوازا ہے۔

جماعت المسلمین ہرنئی کے نئے عہدیداران

۲۲ر جنوری ۱۹۹۰ کو مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب جماعت المسلمین آٹھ محلہ ہرنئی کے انتظامیہ کی خالی جگہوں پر کیا گیا۔

صدر: جناب قاسم میسرکر (تواگر محلہ)
نائب صدر: جناب یونس یعقوب با دسکر (بازار محلہ) خازن: جناب ابو ٹھاکرکر (بندر محلہ)

ساوتری میں جشن جمہوریت کی رنگارنگ تقریب

امسال بھی امبیت کی پرائمری اور ہائی اسکولوں نے ۲۶ر جنوری کی صبح گرام پنچایت گراؤنڈ پر جھنڈا لہرانے کے بعد مشترکہ پربھات پھیری نکالی۔ پرچم کشائی کی تقریب میں گاؤں کے سبھی اہم شعبوں کی نمایاں ہستیوں نے شرکت کی۔

امسال ساوتری مادھیامک وِدیا مندر میں سابق جنرل سکریٹری جناب فاروق اوبارے نے جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد شری آنند حلے، شری لبشیر مقدم اور شریمتی دیپا والاسے کی قیادت میں اسکولی بچوں نے دلکش تہذیبی پروگرام اور ڈرل شو پیش کیے جن میں حصارِ آتش میں چھلانگ، ملکھم کمالات، یوگا آسن، لیزم شو، گجرالی اور کولی ڈانس کو ناظرین نے بے حد پسند کیا۔

ساوتری اسکاوٹ کو امتیاز

۲۸، ۲۹، ۳۰ر جنوری سنہ ۹۱ء کو ضلع رائے گڑھ کے ہائی اسکولوں کا ایک اسکاوٹ اینڈ گائیڈ کیمپ کا انعقاد تعلقہ پین میں ہوا جس میں شریک اسکولوں نے اپنی کارکردگی اور کمالات کے مظاہرے کیے۔ ان میں ساوتری مادھیامک ودیا مندر، امبیت کو امتیازی مقام درجہ اوّل حاصل ہوا۔ اسی طرح گائیڈ مظاہروں میں بھی اسکول نے نمایاں حصہ لیا۔

اسکول طالب علم سندیپ داموور امبیکر کو "بیسٹ اسکاؤٹ" کا اعزاز بھی ملا۔ اسکول کی نمایاں کامیابی کے لیے اسکاوٹر شری فیاض خان، اور گائیڈز مسز دالوے دیپا پردیپ قابلِ مبارکباد ہیں۔

تعلیمی اجتماع

(برائے سنگمیشور تعلقہ اردو اساتذہ)

کڑوئی ضلع رتناگیری۔ مورخہ ۲۲ر جنوری سنہ ۹۱ء کو سنگمیشور تعلقہ اردو مدرسین کی جانب سے ڈپٹی ایجوکیشن انسپکٹر جناب فاروق پٹیل صاحب کی زیر قیادت ایک تعلیمی اجتماع محترم المقام داؤد شمس الدین قاضی سابق چیرمین ایجوکیشن سوسائٹی کڑوئی کی زیر صدارت ابتدائی اردو مدرسہ کڑوئی میں منعقد کیا گیا۔ جناب نظیر منجیکر نے اس کی روداد و نوعیت پیش کی۔ جناب فاروق عبدالرزاق پٹیل صاحب نے شرکاء و رفقاء کا تعارف کرایا۔ مندرجہ ذیل ماہرینِ تعلیم نے جماعت اول و دوم کے نئے نصاب پر روشنی ڈالتے ہوئے تمام اردو اساتذہ کی رہنمائی و رہبری فرمائی۔

۱: جناب ذاکر عثمانی راویری (جلگاؤں) اردو زباندانی۔
۲: جناب باغبان (کولہاپور) ماحولیاتی مطالعہ۔
۳: جناب انعامدار (بیجاپور) فن۔
۴: جناب عبدالکریم (کالوستے) ریاضی۔

اس تعلیمی اجتماع کی کفالت جماعت المسلمین کڑوئی نے کی۔ نظامت کے فرائض ابتدائی اردو مدرسہ کڑوئی کی صدر معلمہ محترمہ نجمہ موسیٰ ملّا نے انجام دیئے۔

"موت رحمت ہے یا زحمت"

ساوتری میں دلچسپ مباحثہ

امبیت، ۱۹ر جنوری۔ شری لکشمن یادو کی صدارت میں ساوتری مادھیامک ودیا مندر امبیت ضلع رائے گڑھ کے اردو اور مراٹھی میڈیم طلبا کے مابین ایک دلچسپ تقریری مقابلہ بعنوان "موت رحمت ہے یا زحمت" منعقد ہوا۔ مباحثے میں حصہ لینے والے ۲۵ میں سے بیس مقررین نے کثرتِ آبادی کے سبب درپیش مسائل و مشکلات کے تحت موت کو رحمت کہا۔ صرف پانچ مقرر ایسے تھے جنھوں نے جنگ، فسادات اور بیماریوں کی بنیاد پر موت کو زحمت سے تعبیر کیا۔

شری عبدالبشیر مقدم اور فیاض خان

حبان کے فیصلے کے مطابق کاری دانوے
لتا پردیپ، مسٹر حسام عبدالرحمان
لت اور دانش علی عبدالرحیم شستر تینوں کو
سلا انعام دیا گیا۔ جبکہ دوم اور سوم انعامات
ترتیب آنبیکر سندیپ دامودر ۔ اور
ی یادو سریکھا لکشمن نے پائے ۔

مدن گڈھ مادھیمک شکشک سنگھ کا سالانہ اجلاس

مورخہ ۹ار جنوری سنہ ۹۱ء کو بمقام
ٹی ہائی اسکول، لالوطن میں" مندن تعلقہ
میک و اُچ مادھیمک شکشک سنگھ کا
ر سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ کا
فتتاح کوکن علاقہ انتخاب کے نمائندہ جناب
منت راؤ بیٹوردھن کے دستِ مبارک سے
۔ مہمانان کا تعارف و استقبال نیشنل
ئی اسکول لالوطن کے صدر مدرس جناب
ر علی قاضی صاحب نے کیا۔ جلسہ میں
ان خصوصی جناب شکیم کا سار مہاراشٹر
رس فیڈریشن کے صدر، رتناگیری ضلع
ٹ ماسٹر سنگھ کے صدر جناب گرجر صاحب
اگیری، شکشک سنگھ کے صدر جناب
ے جی وید، غیر تدریسی عملہ کے صدر جناب
نکھے، جناب آپا صاحب گوساوی، جناب
یش دلوی، مندن گڑھ لائنس کلب کے
ر جناب ڈاکٹر مانڈرکر، جناب ابراہیم
جھولے، و دیگر معزز مقامی سماجی ورکرس
شرکت فرمائی۔
سنگھ کے دو سالہ وقفہ کے لیے
عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ جن کے نام
اور عہدے ذیل کے مطابق ہیں۔
(۱) صدر: جناب پوار شواجی پانڈورنگ
لال بہادر شاستری ہائی اسکول 'دہاگاؤں۔
(۲) نائب صدر: جناب قریشی قمر اعظم
نیشنل ہائی اسکول، لالوطن۔
(۳) سکریٹری: جناب کھوچرے گنگارام
رام چندر۔ لال بہادر شاستری ہائی
اسکول، دہاگاؤں۔
(۴) صلاح کار: (۵) جناب قریشی ابوبکر
بابا صاحب امبیڈکر ہائی اسکول، مندن گڑھ
(۶) جناب اھنگ ٹی ڈی: لال بہادر
شاستری ہائی اسکول، دہاگاؤں۔
مذکورہ بالا عہدیداران کے علاوہ تعلقہ
کے ۱۲ ہائی اسکول میں سے ہر ایک ہائی
اسکول سے ایک اسکول نمائندہ بھی منتخب
کیا گیا۔

بقیہ ...

گوولکوٹ چپلون تعلیمی سمینار

مورخہ ۱۲ر جنوری سنہ ۹۱ء زیر اہتمام
اردو اسکول، گوولکوٹ چپلون" زیر سرپرستی
تعلیمی افسر سٹول فاروق پٹیل صاحب اور
زیر صدارت محترم یوسف سر صدر مدرس
اردو ہائی اسکول کالستہ، جماعت اول
و دوم کے نئے نصاب اور کتاب پر نقد و
نظر اور لائحہ عمل کے سلسلے میں یک روزہ تعلیمی
سمینار قومی خیر خواہ محترم محی الدین خطیب صاحب
کے دو ہزار گراں نقد عطیہ سے منعقد کیا گیا
جس میں اردو نصاب و کتاب پر ماہر لسانیات
ڈاکٹر عثمانی صاحب نے بھرپور روشنی ڈالی
اور بڑا دلچسپ لائحہ عمل پیش کیا۔ ریاضی
نصاب و کتاب پر جناب عبدالکریم سر
لیکچرر ڈی ایڈ کالج کالستہ نے بڑا اہم
آہنگ لیکچر دیا۔ محترم العامدار سر، ٹیچر نہرو
ہائی اسکول کولہاپور نے فن و آرٹ کے نشیب
و فراز کیے۔ اسی طرح محترم باغبان صاحب
(ڈاکٹر ذاکر حسین اسکول کولہاپور) نے ماحولیاتی
مطالعہ پر بڑے دلچسپ انداز میں معلومات
و لائحہ عمل پیش کیا۔
اس سمینار کے لیے اہالیانِ گوولکوٹ
نے محترم عبدالرزاق محمد علی گوٹھے (وظیفہ
خوار مدرس) صاحب کی سربراہی میں تناولِ
طعام کا بہترین انتظام سرانجام دیا۔ اس
سمینار میں نظامت اور اظہارِ تشکر کے
فرائض عبدالرشید شیخ نے سرانجام دیئے۔

ایک مثالی خدمت گذار
شیخ احمد اسماعیل دانگڑے

بہت کم ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو جوانی
کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی سماجی خدمات کا
بیڑہ اٹھاتی ہیں۔ چپلون کی مشہور و معروف
ہستی شیخ احمد اسماعیل دانگڑے نے اپنی
بے لوث خدمات اور کارگزاری کے ذریعہ اپنے
آپ کو چپلون اور مضافات میں ایک
مخلص خدمت گار کے روپ میں متعارف
کرایا ہے
چپلون ہی کے ایک گاؤں بہادر شیخ
کے باشندہ جناب شیخ احمد دانگڑے نے
اپنی خدمات کا آغاز ۱۹۶۹ء میں کیا جب
وہ چپلون گروپ گرام پنچایت کے

اتفاقِ رائے سے سرپنچ چُن لیے گئے۔ اپنی بہترین کارکردگی کے بل بوتے پر آج تک وہ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔

۱۹۷۲ء میں چپلون تعلقہ پنچایت سمیتی کے رکن بنے۔ گزشتہ دس سالوں سے چپلون تعلقہ مسلم سماج کی مجلس عاملہ کے رکن چُن لیے گئے۔ چپلون ایجوکیشن سوسائٹی کی مجلس عاملہ کے ۱۵ سالوں تک رکن اور اب وہ گزشتہ تین سالوں سے اسکول کمیٹی کے چیرمین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ۸۳-۸۴ء میں چپلون اربن کوآپریٹیو بینک کے ڈائرکٹر چن لیے گئے اور ۱۹۸۷ء میں بحیثیت چیرمین بھی ایک سال تک اپنی ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ مختلف سماجی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومتِ مہاراشٹر نے انہیں S.E.M. کے اعزاز سے نوازا۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۵ء سے لیکر ۱۹۸۹ء تک چپلون گراہک بھنڈار کے ڈائرکٹر بھی رہے ہیں۔

؎ اللہ کرے زورِ بازو اور زیادہ

اظہارِ تشکر

کوکن یونیٹی سینٹر کے لیے جنوبی افریقہ سے عالی جناب اے قیس صاحب نے ایک ہزار روپے کی جو گرانقدر رقم عطا فرمائی ہے اس کے لئے میں اپنی جانب سے اور کوکن یونیٹی سینٹر کے جملہ اراکین کی جانب سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ایچ۔ بی۔ مقدم
صدر۔ کوکن یونیٹی سینٹر
نوتشہ رکوکر

رئیس ہائی اسکول اولڈ بوائز ٹرافی پر انجمنِ اسلام باندرہ کا قبضہ

رئیس ہائی اسکول بھیونڈی کا چونتیسواں کل مہاراشٹر سکنڈری اسکول اردو تقریری مقابلہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۱ء سہ پہر تین ۳ بجے رئیس ہائی اسکول بھیونڈی میں منعقد ہوا۔ اس مقابلے میں انجمن اسلام گرلز ہائی ہائی اسکول باندرہ کی نمائندگی صبا انجم نور محمد نے کی مقابلے میں تقریباً ۲۰ اسکولوں نے شرکت شرکت کی۔ ہماری طالبہ صبا انجم نور محمد نے اس مقابلے میں دوسرا انعام حاصل کیا۔ اور اولڈ بوائز ٹرافی کی حقدار قرار پائی۔ معلمہ مسز زینب شادنے اس بچی کو تیار کیا تھا۔

شعبۂ نشر و اشاعت
انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول و جونیئر کالج آف سائنس و کامرس، باندرہ

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول میں

سالانہ جلسۂ تقسیمِ انعامات و اسناد

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طلبہ و فاروق ہائی اسکول برائے طالبات، پرائمری اور نرسری کلاس کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات و اسناد ۲۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو عیسیٰ عزیزہ ہال میں منعقد ہوا۔ عالیجناب آدم نور صاحب (اعزازی سیکریٹری بمبئی میمنس ایجوکیشن سوسائٹی) نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اسکول ہٰذا کے سرپرست جناب امتیاز ستار عمر بھائی ریل والا صاحب نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ دیگر معزز مہمانوں میں سلیم داؤد آگبوٹ والا، ایڈوکیٹ ابراہیم سلیمان مجاملہ عبداللطیف پٹیل، ہارون بھائی جوزیری والا محمد علی مومن، محمد اقبال میمن ریٹائرڈ پرنسپل ابراہیم خان طالب کے علاوہ والدین اور سرپرستوں نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ پرنسپل شرف الدین شیخ صاحب نے معزز مہمانان کا پرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے تعارف پیش کیا۔ جناب امتیاز ستار عمر بھائی، جناب سلیم داؤد آگبوٹ والا اور جناب عبد الکریم، حاجی اسمٰعیل مالکانی کی جانب سے ایس ایس سی امتحان اور سالانہ امتحان میں اوّل، دوم اور سوم نمبر پر کامیاب ہونے اور سال بھر اسکول میں حاضر رہنے والے طلبہ و طالبات کو نقد انعامات و اسناد اور پرنسپل، ٹیچرز اور اسٹاف کو بھی تعطیلات نہ لینے پر بونس سے نوازا گیا۔ اسی طرح ہر مضمون میں ستر فیصد اور اس سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات نیز ان مضامین کو پڑھانے والے اساتذہ و معلمات کو بھی نقد انعامات محترم امتیاز ستار عمر بھائی ریل والا صاحب اور محترم سلیم داؤد آگبوٹ والا صاحب کے دست مبارک سے دیئے گئے۔ بیوٹی ہوم الیکٹرانکس کے مالک جناب لائق قاضی صاحب کی جانب سے پہلا انعام ایک ہزار روپئے بطور پرنسپل ابراہیم خان طالب میرٹ اسکالرشپ ایس ایس سی امتحان میں کامیاب طلبہ تسکین لالہ کو دیئے گئے۔ جناب عثمان عمر اینڈ سنس کی جانب سے دوسرا اور تیسرا انعام ۵۰۰ اور ۲۵۰ روپیے دیئے

گئے۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالکریم کی خوشدامن صاحبہ خدیجہ بائی اور احمد بھائی ریڈیو والے ایس ای ایم کی جانب سے طلبہ و طالبات کو نقد انعامات سے نوازا گیا۔

آئندہ سال انتظامیہ کے تحت کوسہ میں احمد غریب ٹیکنیکل ہائی اسکول قائم کرنے کا اس موقع پر اعلان کیا گیا۔ آفیسر شوروم کے مالک اور رولساڈ میمن جماعت کے صدر جناب محمد اقبال میمن کی جانب سے پرنسپل صاحبان کو تحائف سے نوازا گیا۔ پرنسپل مسز زیب النساء یعقوب بیکری والا صاحبہ نے معزز مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ نظامت کے فرائض جناب حسن علی دھنسے نے انجام دیئے۔ اسکول کے روحِ رواں عالیجناب محمد یوسف پٹیل صاحب (بابائے قوم) کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کی عدم موجودگی کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ انتظامیہ کے فعال رکن جناب ہارون بھائی ہوزیری والا نے موصوف کی صحت یابی اور تمام مسلمانانِ عالم کے لیے دعائے خیر و برکت کی۔

ثقافتی پروگرام

تربیتی طالبات ڈی ایڈ کالج کالسنہ نے نظامِ مدرسہ کے تحت تربیتی معلمات کی حیثیت سے زیرِ نگرانی اسٹاف اردو اسکول گوولکوٹ اور لیکچرار عبدالکریم سر طلبہ اور طالبات اردو اسکول گول کوٹ کے ذریعے مورخہ ۲۵ رجنوری ۱۹۹۱ء کو ایک ثقافتی پروگرام ڈاکٹر عثمانی صاحب کی صدارت میں منعقد کیا۔ غزلیں، ڈرامے، قوالیاں گیت اور دلچسپ لطیفوں سے سامعین کو اتنا محظوظ کیا کہ انعامات کی بوچھار ہوگئی۔

تقسیم انعامات کے بعد جناب علی میاں مقادم، گوکھلے صاحب لیکچرار عبدالکریم سر، صدر مدرس نیور بکر اور معاون مدرس عبدالرشید شیخ نے اس پروگرام پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرما کر تربیتی معلمات کی حوصلہ افزائی کی۔ اس پروگرام میں نظامت کے فرائض تربیتی معلمہ شاہین غیبی، اظہارِ تشکر تربیتی نائب صدر معلمہ نسرین شیخ اور تربیتی صدر معلمہ سائرہ سوداگر نے رسم گلپوشی ادا کی۔

پیوے میں
عظیم الشان جلسہ و مشاعرہ

پیوے (منڈن گڑھ) پچھلے ہفتے "بزمِ فروزاں" پیوے" کے زیرِ اہتمام جلسہ و مشاعرہ منعقد ہوا۔ مہمانِ خصوصی عالیجناب محمد عبدالعزیز تحویلدار صاحب تھے جلسہ کی رسم افتتاح گاؤں کے مخلص سماجی کارکن جناب اسماعیل بھائی پرکار نے فرمائی۔ جلسہ کی صدارت عالیجناب اسماعیل علی انتولے صاحب نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض صدرِ بزم تاج الدین پرکار نے ادا کئے۔ صدر کے افتتاحیہ کلمات کے بعد کوکن کے مشہور و معروف شاعر الرحوم حناور بانکوٹی، سید احتشام الدین قادری، اور مرحوم کے بی حسوارے صاحب کے حق میں حافظ محمد نور عالم صاحب نے خراج عقیدت پیش کی۔ بعد ازاں ۱۹۹۰ء میں اردو سے لیے گئے۔ کالج و ہائی اسکول کے امتحان میں کامیابی شدہ طلباء بالترتیب ذاکر یوسف میاں پرکار (بی کام)، آصف ابراہیم پرکار (بارھویں) ریاض عبدالحمید انتولے اور پرویز عبدالغفور پرکار (دہم) کا مہمان خصوصی تحویلدار صاحب کے ہاتھوں انعام و اکرام دے کر اعزاز کیا گیا۔

جناب بدرالدین پرکار صاحب نے مہمانان و شعراء حضرات کی گلپوشی کی۔ صدرِ بزم پرکار تاج الدین نے "بزم فروزاں پیوے" کا تعارف و تین سالہ کارکردگی کا مختصر اجمالی خاکہ پیش کیا۔

مندرجہ ذیل شعراء نے اپنا کلام پیش کیا
(۱) عارف بہیانی بانکوٹی (۲) راہی لکھنوی (۳) ساحر لکھنوری (۴) نقوی عبداللہ پوری (۵) محمود منظر باغمانڈوی (۶) عبدالکریم صابر (۷) بدرالدین بدر (۸) قاسم انجم (۹) پرکار تاج الدین محسن (۱۰) کامل دھوروی (۱۱) انجم بدایونی (۱۲) فیض افسر (۱۳) عبد اللطیف مالیگانوی (۱۴) پرکار فاروق راسخ (۱۵) ساحل نوڑلوی (۱۶) ایوب اشرف۔

ہذا پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے جناب علی میاں مقدم صاحب نے ایک ہزار پچاس روپیے کا بیش بہا عطیہ عطا کیا۔ نیز بزم کے تمام اراکین نے بہت محنت اٹھائی نیز مالی تعاون دیا۔

(بذریعہ:
تاج الدین پرکار محسن)

نیرل میں سالانہ جلسہ

اینگلو اردو ہائی اسکول۔ نیرل (رائے گڈھ) کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات ۹ فروری ۱۹۹۱ء کو محترم ڈاکٹر نظام الدین گوریکر صاحب (ڈائرکٹر، انجمنِ اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ بمبئی) کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ انچارج ہیڈ مسٹریس مسز شمشاد شیخ صاحبہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسکول کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ مس خدیجہ دیشمکھ صاحبہ نے مہمانوں کا تعارف کروایا اور ان کی خدمت میں گل پیش کئے۔ جماعت دہم کی طالبات نے ترانۂ استقبالیہ پیش کیا۔

مہمانِ خصوصی محترم آر۔ ایس۔ عمر صاحب (مینیجنگ ٹرسٹی، جعفر سلیمان مسافر خانہ ٹرسٹ۔ بمبئی) نے انعامات تقسیم کئے اور اسکول کی نئی عمارت کیلئے قطعۂ اراضی کی خریداری کیلئے رقم دینے کا وعدہ کیا۔ عارف ملّا صاحب نے اپنی تقریر میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ مولانا محمد عصمت بوبیرے صاحب (صدر) نے سوسائٹی کی جد و جہد کا احوال بیان کرتے ہوئے آئندہ کے پروگرام بیان کئے۔ صدرِ اجلاس نے اپنے پُر مغز خطبۂ صدارت میں طلبہ کو علم کی اہمیت اور ضرورت سمجھائی۔ غلام نبی مومن صاحب کے اظہارِ تشکر پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ فیض احمد اعظمی صاحب نے نظامت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔

(مسز شمشاد شیخ)

خموشی بول اٹھی ہے کی اجرائی نشست

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء کو انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بمبئی کے کانفرنس ہال میں اردو، رائٹرز گلڈ، بمبئی کے زیر اہتمام نئی نسل کے اہم شاعر عبد الاحد سازؔ کے اولین شعری مجموعے "خموشی بول اٹھی ہے" کی اجرائی نشست جناب علی سردار جعفری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس نشست میں بمبئی کے تقریباً سبھی مشاہیر ادبا و شعرا شریک ہوئے جس کی وجہ سے یہ ایک بہت ہی مؤقر اور یادگار نشست ثابت ہوئی، بمبئی کے نئی نسل کے تمام افسانہ نگار و شاعر بھی شریک ہوئے جس کی وجہ سے یہ ایک بزم تھے۔

سردار جعفری، مجروح سلطانپوری عزیز قیسی اور ندا فاضلی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور سارے کلام کی سراہنا کی۔ مشہور مزاح نگار یوسف ناظم نے اپنے مخصوص انداز میں لکھا ہوا مضمون "سکوت شکن شاعر" سنایا۔ الیاس شوقی جاوید ناصر اور مدیرِ شاعر افتخار امام صدیقی نے سازؔ کے تخلیقی رویے پر اظہار خیال کیا اور مضامین پڑھے۔

کتاب کا اجرا اردو کے ممتاز اور بزرگ معلم جالبؔ مظاہری صاحب کے ہاتھوں ہوا۔ اس یادگار نشست میں جناب حسن کمال محمود ایوبی (ایڈیٹر اردو بلٹز) اور ڈاکٹر عبد الستار دلوی بطور مہمانانِ خصوصی شریک تھے۔ نظامت کے فرائض معروف جدید شاعر نظام الدین نظامؔ نے انجام دیئے جبکہ اس محفل کا انتظام نوجوان شاعر قاسم امام اور جاوید ندیمؔ کے ذمّے تھا۔

ہرنئی میں سلائی کورس کا اجراء

ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے زیر اہتمام "رحمانی سلائی کلاسیس" کا اجراء مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۱ء کے دن گاؤں کے سرپنچ جناب ایکناتھ چوپڑے کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

رحمانی فاؤنڈیشن اور کوکن انٹرنیشنل بمبئی نے مشین عطا کی جبکہ جناب مبارک کاپڑی صاحب نے ایک معقول عطیہ دیگر اخراجات کے لئے دیا۔ حکومت کے دس چھ ماہ کے سلائی کورس۔ ہرنئی کے علاوہ پاج۔ انجرلہ اور مرُوڈ کی بچیاں و خود دیشن تربیت پا سکتی ہیں۔ معلمہ کے لئے شہناز محمد صالح سین کی تقرر ہوا ہے۔

سوسائٹی کے سکریٹری جناب عبد الغنی عثمان پادسکر نے بتایا کہ سلائی کلاسس

نقشِ کوکن کو ضرورت ہے

★ کوکن کے ہر تعلقے اور بستی میں ماہنامہ نقش کوکن کی فروخت کے لئے دیانتدار ایجنٹ کی ضرورت ہے

★ واقعات کی رپورٹنگ کے لئے اعزازی نمائندوں کی ضرورت ہے لکھیں یا رابطہ قائم کریں۔

کی کامیابی کے بعد خواتین کے لئے دوسرے متعلقہ کورسس اور بچوں کے لئے وائرنگ کی کورسس بھی جاری کیا جاتا ہے۔

حاضرین نے معزز حضرات کے علاوہ سوسائٹی کے صدر جناب داؤد علی شہردار دھنکر اور کثیر تعداد میں خواتین حاضر تھیں۔ نیشنل ہائی اسکول ہرنئی گذشتہ چھ سال سے اسی سوسائٹی کے ماتحت نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

جماعت المسلمین بازار محلہ ہرنئی انتظامیہ

مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۹۱ء کے دن جماعت المسلمین بازار محلہ ہرنئی کی انتظامیہ کی نوتشکیل عمل میں آئی۔

جناب ابراہیم داؤد سارنگ صدر جناب حسن عبداللہ ٹیلے نائب صدر جناب یونس میاں معقوب پادسکر سکریٹری جناب رکن الدین محمد پادسکر خازن۔ ممبران — جناب امان اللہ غفور میاں مہالدار جناب محمود جمعدار۔ جناب قمرالدین شیخ حسن مشتوارے — مشیر۔ جناب عبدالغنی عثمان پاڈسکر۔ جناب عبدالقادر زین الدین ڈھینکر

رتناگیری میں تبلیغی اجتماع

رتناگری میں ایک تاریخی عالمی تبلیغی اجتماع کا انعقاد ۲، مارچ تا ۴ مارچ منعقد ہوا تھا۔ جس میں کم وبیش پانچ لاکھ فرزندانِ توحید نے حصّہ لیا۔ رتناگری ایرپورٹ کے پاس تقریباً ۱۳۰ ایکڑ زمین مسلمانوں کے اس اجتماع کے لئے ناکافی ہوئی۔ پورے ہندوستان کے کونے کونے سے اور بیرونی ممالک سے بھی مسلمانوں نے اس روح پرور اجتماع میں شرکت کی۔

تبلیغی جماعت کے امیر جناب حضرت جی بھی اس اجتماع میں شریک تھے۔ آپ نے اجتماع کے آخر میں دُعا فرمائی جس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی اور ۶۰۰ر فٹ چوڑا اور ۱۲۰۰ر فٹ لمبا شامیانہ ناکافی ہو گیا تھا۔

مولانا محمد عمر پالن پوری اور مولانا محمد یونس صاحب نے بھی اس اجتماع سے خطاب کیا۔ ۲ر مارچ کو مستری ہائی اسکول میں خواتین کے کم وبیش بارہ ہزار کے اجتماع کو بھی حضرت جی نے خطاب فرمایا۔

مہینوں اس اجتماع کے انتظام میں مقامی اور بیرونی افراد نے محنت کی۔ جس کے نتیجے میں پانی ٹرانسپورٹ وغیرہ کا انتظام اتنا اعلیٰ تھا کہ سبھی انگشت بدنداں تھے۔

جشنِ افتتاح

ساکن نظام پور تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ کے مخیر سخی صاحب دل علم دوست حاجی محمد طاہر جلگاؤں کر صاحب المعروف بابائے نظام پور اپنے وطن تشریف فرما ہوئے تو حسب معمول اب کے بھی بار اپنے گاؤں میں اُردو ابتدائی وثانوی مدارس کے لیے ۶-۶ر کمروں پر مشتمل دو عظیم الشان ارفع واعلیٰ عمارتیں تعمیر کر کے اپنی اہلیہ محترمہ محبّ حلیمہ صاحبہ کے نام سے موسوم کر کے جماعت المسلمین نظام پور کو وقف کیں۔

ان تعمیر شدہ عمارتوں کا مورخہ ۳۰ر جنوری ۱۹۹۱ء کے روز نظام پور میں حسن آدم جلگاؤنکر صاحب کے زیر صدارت حاجی عبدالرحمٰن بڑے صاحب کے دستِ مبارک سے افتتاح عمل میں آیا۔

نامہ نگار: نوگل بھارتی
بورلی روڈ جنجیرہ ضلع رائے گڑھ

جوہر لائبریری کا افتتاح

مورخہ ۵ر فروری ۱۹۹۱ء کے روز فل پرائمری اردو اسکول بورلی تعلقہ مروڈ جنجیرہ ضلع رائے گڑھ میں مکشن وستار ادھیکاری اردو جناب عبداللہ حسین میاں کردیکر صاحب کے دستِ مبارک سے جوہر لائبریری کا افتتاح عمل میں آتے ہی اپرگریڈ صدر مدرس جناب نوگل بھارتی نے لائبریری کی اہمیت سے متعلق مختصر مگر جامع معلومات دی۔ بعدازاں امام الدین دلوی، جناب جانی دروندلے جناب لسین دلوی اور جماعت المسلمین بورلی نے عطیات عنایت کیے۔ جناب حشمت سلطانہ محمد شفیع مقادم کے شکریہ کے بعد پروگرام مع حسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

ناظم پروگرام: نوگل بھارتی
بورلی۔ مروڈ۔ جنجیرہ۔ ضلع رائیگڑھ۔

شادی خانہ آبادی

★ محترمہ خاتون بی حسین سارنگ کی پوتی خالدہ بنت ابراہیم کی شادی ابراہیم ارکیئے کے صاحبزادے عبدالحمید اور دوسری پوتی الماس کی شادی غلام احمد دلوی کے صاحبزادے شمس الدین کے ساتھ ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو بازار محلہ داپولی میں انجام پائی۔

★ حاجی عبدالقادر علی ٹھاکور کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد حسین کی شادی عباس محمد ٹھاکور کی صاحبزادی فرزانہ کے ساتھ اور محترمہ فاطمہ حاجی محمد ٹھاکور کی پوتی رخسانہ بنت عباس ٹھاکور کے ساتھ ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء کو انجام پائی۔

★ نقش کوکن کے دیرینہ کرم فرما جناب عبدالرزاق داؤد ٹانکے کے بھتیجہ عبدالرشید ابراہیم ٹانکے مقیم بحرین کی شادی سعیدہ خاتون دختر تاج الدین عبدالرحمٰن مقادم کے ساتھ اور بھتیجی جبین کوثر ابراہیم ٹانکے کی شادی جناب حسن ضیاءالدین جوگلے کے فرزند عبدالستار کے ساتھ ۳ فروری بروز اتوار کو قیصر باغ ڈونگری میں انجام پائی۔

★ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کی صاحبزادی نائلہ کی شادی مرحوم نور محمد نورانی کے صاحبزادے نوشاد کے ساتھ ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء کو انجام پائی۔

★ والیس بندر مجگاؤں کی معروف شخصیت بادشاہ بھائی کی پوتی زلیخا بنت عبداللہ حاجی کا عقد ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے بھائی عبدالمجید نائیک کے فرزند مسعود کے ساتھ ۹ فروری ۱۹۹۱ء کو انجام پایا۔

★ محمد اسماعیل کونڈکری کے صاحبزادے نظام الدین کی شادی میاں احمد درجی کی صاحبزادی کوثر کے ساتھ ۱۰ فروری کو انجام پائی۔

★ عبدالعزیز عبدالغفور احسانے کے صاحبزادے زاہد کی شادی عبدالوہاب عبدالغفور احسانے کی صاحبزادی شکیلہ کے ساتھ ۱۰ فروری کو دبھول (مہاڑ) میں منعقد ہوئی۔

عازمین حج کیلئے حج کمیٹی کی اطلاع

بمبئی میں سعودی عربیہ کے قونصل جنرل کی جانب سے اطلاع دی گئی ہے کہ تمام حاجی، حج تشریف لائیں تاکہ مطوفین کی متحدہ ایجنسیوں کو عازمین حج کی رہائشی خدمات کی انجام دہی میں آسانی ہو۔

اس لئے حج برائے سال ۱۹۹۱ء کے تمام حجاج کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ان کے رہائشی انتظامات مطوفین کی متحدہ ایجنسیوں کے مطابق حج کمیٹی کو رہائشی اخراجات کے سلسلے میں عازمین حج کو دیئے جانے والے غیر ملکی زر مبادلہ میں سے فردی دفعات جاری رکھنا اور جدہ میں ہندوستانی قونصل جنرل کی تحویل میں دے دینا ہے تاکہ مطوفین کے متحدہ ایجنسیوں کی ادائیگی کی جا سکے

انتقال پر ملال

• جناب عبداللہ ناخوا کو صدمہ

جناب عبداللہ ناخوا (ایکسائز سپرنٹنڈنٹ) کی ساس مرحومہ خاتون عبدالغفور قاضی کا ۱۲ فروری کو انتقال ہوگیا۔

• لندن میں حسن دردگے کو صدمہ

پنجتن پورلی ضلع رائے گڈھ کے جناب حسن دردگے مقیم لندن ان کی اہلیہ محترمہ حبیبہ دردگے کا ۲۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو لندن میں انتقال ہوا۔ محترمہ لندن کوکنی مسلم ویلفیر اسوسی ایشن کے سابق صدر جناب محمد س صاحب کی بہن تھی۔

(مراسلہ :۔ عثمان تجوانے لندن۔)

انگلینڈ سے موت کی خبریں

(۱) نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست جناب حسن میاں دردگے کی اہلیہ محترمہ حبیبہ بی بی آبائی وطن پورلی پنجتن تعلقہ سرور دھن ۲۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو ۶۴ سال کی عمر میں لندن میں رحلت فرماگئی۔ مرحوم صوم وصلواۃ کی نہایت پابند تھیں۔ اور انہوں نے پردیس میں اپنے دوران قیام میں نیروبی اور لندن میں تقریباً اکتیس ۳۱ سال بچوں کی مذہبی تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔

(۲) جناب عبدالوہاب چوگلے کی والدہ آماں خیرالنساء آبائی وطن موضع کھرسئی تعلقہ مہسلہ ضلع رائے گڈھ بہ نوے ۹۰ سال کی ضعیف العمری ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء میں ساؤتھ ہال لندن میں انتقال فرماگئی۔

(۳) جناب سید عبدالقادر سید حسین قادری آبائی وطن راجپوری جنجیرہ مروڈ ضلع رائے گڈھ طویل علالت کے بعد بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ۷۵ سال کی عمر میں لندن رحلت فرماگئے مرحوم سماجی کاموں میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔

(مرسلہ :۔ ابراہیم بغدادی)

• مدرسہ عالیہ کے سابق پرنسپل مولانا قاضی سجاد حسین صاحب کا ۲۴ دسمبر ۱۹۹۰ء کو انتقال ہوا۔

• حج کمیٹی کے ایگزی کیٹیوں آفیسر جناب محی الدین سرگروکے بھائی جناب گلزار خان فتح خان کا انتقال ۱۷ فروری کو ہوا۔

• عبداللہ ناخوا کو صدمہ

جناب عبداللہ ناخواہ (ایکسائز آفیسر) کے برادرِ نسبتی جناب قطب الدین عغفور قاضی کی ۲۸ فروری کو رتناگری میں حادثاتی موت واقع ہوئی۔ مرحوم کافی مقبول شخصیت تھے۔

• رتناگری کی نایک فیملی کو صدمہ

کوکن مرکنٹائل بنک کے وائس چیرمن اور کوکن کے مشہور صنعت کار جناب ایم۔ ڈی نایک صاحب کے بڑے بھائی جناب شیخ حسن نایک عرف بھائی سیٹھ کا ۲۸ مارچ ۱۹۹۱ء کو بمبئی میں انتقال ہوا۔ مرحوم کافی ملنسار اور مخلص انسان تھے اور رتناگری کی صنعت کار اور تاجر برداری میں کافی مقبول تھے۔ آپ کے جسدِ خاکی رتناگری لے جاکر وہیں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی پسماندگان میں آپ کی بیوہ کے علاوہ پانچ صنعت کار بیٹے نذیر، محمد صدیق، نثار، اشرف، خلیل کے علاوہ ایک بیٹی نسیم بھی ہیں۔



آخری صفحہ

میں نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا کہ کس طرح ۔ ملک نے ۔ ملک سے آٹھ سال تک جنگ لڑ کر
سب کچھ آٹھ گھنٹے میں واپس کر دیا تھا
اب بھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ پورے عالم اسلام کو جوش دلا کر ایک ملک پر قبضہ کرکے اسے تباہ کر کے
اور پھر اِس معرکے کو "اسلام اور کافروں کا معرکہ" بتا کر اب سبھی دعووں سے دستبردار ہو کر
پورے عالم اسلام کو تباہ اور ذلیل و رسوا کیا
اے (جذباتی) مسلمانو! گھبراؤ نہیں.... دل بہلاوے کا ساماں ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپ بے شغل نہیں ہوئے
چند مہینوں یا سالوں بعد ۔۔ پھر کوئی تنازعہ کھڑا کرے گا اور پھر آپ کام پر لگ جائیں گے
ایک بے مقصد معرکے میں پھر آپ الجھ جائیں گے ۔ پھر رضاکاروں کی بھرتی ہوگی، پھر مسجدوں میں خصوصی دعائیں ہوں گی
میں نے کچھ نہیں دیکھا ، میری آنکھیں بند تھیں
مگر اے مسلمانو! وقت کا پہرے دار آنکھیں کھلی رکھے ہوئے تھا، تاریخ نے اپنی آنکھیں بند نہیں کی تھیں
لہٰذا کل کی تاریخ آپ کو یہ بتائے گی کہ یہ معرکہ جہاد تھا یا خود کشی !

پچھلے چند ماہ سے میری تحریروں پر کافی شور ہو رہا ہے
کسی بھی تنقید یا نکتہ چینی پر ردّ عمل ظاہر کرنے سے میں ہمیشہ پرہیز کرتا ہوں
نقشِ کوکن کے ساتھ پچھلے گیارہ سالوں میں، میں نے صرف دو خطوط کے جواب دئے ہیں
باقی ساری نکتہ چینی کے جواب میرے ان قارئین نے دئے جو ذی فہم، روشن خیال پڑھے لکھے بالغ نظر اور دور اندیش ہیں
ان ساری نکتہ چینی سے بھرے جذباتی خطوط کے میں مدلل اور مفصل جواب دے سکتا ہوں
البتہ اس کیلئے صفحات درکار ہیں
میں یہاں صرف چند سوالات اپنے قارئین کے سامنے رکھتا ہوں
کیا ہم ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے مستقبل کے لئے راہِ عمل متعین کرنا جرم ہے؟
کیا انہیں حقیقی حالات سے متعارف کرانا، بیدار کرنا اور بیدار کئے رکھنا گناہ ہے ؟
کیا کوئی قوم ماضی کو بھول کر اس کی غلطیوں کا جائزہ لئے بغیر مستقبل کے لئے راہ متعین کر سکتی ہے؟
میری اب تک کی تحریروں سے کوئی صرف ایک جملہ پیش کر سکتا ہے جس سے ظاہر ہو کہ میں نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا ہے ؟
کیا مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا "حماقت" ہے۔ اور کڑوے حقائق سے آگاہ کرنا سیاست ؟

مبارک کاپڑی

that he would be from amongst you. If it was possible for me to present myself before him, despite difficulties, I would have met him and humbly presented myself before him and would have availed myself the honour of washing his feet."

After this incident, Abu Sufyaan was convinced that the Holy Prophet (S) will soon be a victor, and he was guided by Allah to embrace Islam which he did after the conquest of Makkah.

Islam stipulates no mourning period

*There is no official or unofficial mourning period in Islamic traditions established by Prophet Mohammed (P.B.U.H.) who is the final authority.

*Prophet himself adhered to it even on the occasion of the death of both his sons.

*He did not stop the kith and kin of the deceased from lamenting on such occasions, but discouraged loud weeping, wailing and mourning.

* The Prophet also taught his followers to say *Innalillahi-wa-inna-ilaihi rajeun,* meaning " From God we come, and to Him we return " when one sees or listens about somebody's death.

*This makes a Muslim realise the reality of life and death and it helps lighten mental shock and to check the frustration of near and dear ones.

* Of course, the widow of the deceased has to remain in her house for four months and 10 days, which is called *Iddah*—a period in which her remarriage is prohibited, but not negotiation for it.

TIME FOR WORK

There is a time for quarrelling and there is a time for co-operative endeavour. There is a time for work and there is a time for play. Today, there is no time for quarreling or overmuch play, unless we prove false to our country and our people. Today, we must co-operate with one another and work together, and work with right good-will.

Jawaharlal Nehru
15th August, 1947. Red Fort, New Delhi.

COMMITMENT

When you have CONVICTION
your heart is with you
the heart beats faster
at the very thought of something new...
When you have DETERMINATION
your head is with you
the path seems clear
when emotions are not there...
When you have COMMITMENT
your feet take you to your destination
hands help to live upto your expectations
head and heart ensure you have no
exasperation!
So have commitment to something, some
one
some where in the world ! ! !

(Mridula Seth, Courtesy IAEA news letter)

---

* Dr. Moh'd-Hanif s/o Haji A. Qader Ali Thakur to Farzana D/o Abbas Moh'd Thakur in Bombay on 24th Feb. 1991.

OBITUARIES

- Maulana Quazi Sajjad Hussain, Ex-principal Madrasa-e-Aalia Arabia, expired on 24th Dec.1990.
- Khairunnisa, M/o of A. Wahab Choughle, of taluka Mahala, expired at the age of 90, in London on 18th Jan. 1991.
- Habiba Bibi, W/o Hasan Miya Daroge, of taluka Shriwardhan expired at the age of 64, in London on 28th Jan. 1991.
- Gulzar Khan Fateh Khan B/o Mohiuddin Sirguroh, Executive Officer of Hajj Committee, expired at the age of 65, on 17th Feb. 1991.
- Khatoon A. Gafoor Kazi, mother-in-law of Abdullah Nakhwa (of Central Excise) expired at the age of 60, on 21st. Feb. 1991.

□

REFLECTIONS

TRUTH-EVEN FROM AN ENEMY'S LIPS

by A. KAYS

After the Holy Prophet (S) was honoured with Divine Messengership, he sent brief letters to some world rulers inviting them to Islam. Heraclius, the Emperor of Rome, was impressed by this letter which contained only about a dozen short but cogent sentences. He investigated the Prophet's background from Abu Sufyaan, a Quraish chieftain of Makkah, who was visiting Iraq on a business trip. This region was under the domain of Rome. The Emperor was on a state visit to Iliya, near the capital Basrah.

Heraclius was a Christian and believed that according to Biblical prophecies, a new Prophet was expected. He wanted to test whether the man who claimed prophethood possessed the qualities of a true prophet.

At that time Abu Sufyaan hated Islam and its Prophet and had led fierce battles against the Muslims. But this did not prevent him from answering the Emperor's questions truthfully like a true noble.

The questioning of Abu Sufyaan by the Emperor in an open court is a classic example of incisive inquiry, with pointed questions. Abu Sufyaan's answers were equally precise.

The discussion is fully reported in Sahih Bukhari. This is a contracted version.

<u>Hazrat IBN ABBAAS NARRATES</u> : what Abu Sufyaan told him about this inquiry concerning the Prophet (S):

His lineage?- VERY NOBLE.

Has anyone among you claimed prophethood before?-NO.

Was there ever a king among his ancestors?-NO.

Those that follow him: are they influential elites or the weak?- THE WEAK.

Is his following on the increase or declining?- ON THE INCREASE.

Is there anyone among his followers who, being disappointed with his religion, reverted? - NO.

Before he claimed prophethood, did you accuse him of telling lies? - NO.

Does he go against his word?-NO, THOUGH ONE HAS TO SEE WHETHER HE WILL STICK TO OR GO AGAINST THE PEACE TREATY RECENTLY ENTERED WITH HIM.(Abu Sufyaan told Hazrat Ibn Abbaas that besides this comment, he could not include anything of his own about the Prophet (S).)

Have you ever engaged in battles with him?-YES.

What was the outcome of the battles?- SOMETIMES HIS SIDE WEIGHED HEAVILY, SOMETIMES OURS.

What does he preach?- WORSHIP OF ONE GOD AND NOT TO ASCRIBE ANY PARTNER TO GOD, LEAVE ASIDE THE PRACTICES OF OUR FOREFATHER; PERFORM PRAYERS; TELL THE TRUTH; EMBRACE NOBLE THOUGHTS AND DEEDS AND TO BE PEACEFUL AND FORGIVING.

The Emperor then said that one day the Prophet's influence will hold sway over his domain if what Abu Sufyaan told him was the truth. He also added; " I was aware that a Prophet was to come, but I did not believe

(News and Happenings Contd. ...)

supporters (Ansar).

It was from Madina that emissaries were sent out and the new religion was spread to other regions as the divine faith that was to save mankind from all ills and disruption, and restore calm, peace and harmony to individuals, groups and society.

It is an indisputable fact that the Prophet's emigration from Makkah to Madina was the dividing line between two eras: the era of falsehood that dehumanised people, abused their rights and relegated them to the darkness of polytheism, infidelity and error: and the era of truth which honoured man, protected his rights and led him to the path of light, good sense and righteousness. All biographers of the Prophet, historians and Muslim scholars agree that the emigration was a point of departure characterised by great effects and results seldom come across in the Islamic history. It baffled the Quraish infidels but reassured and strengthened the Muslims in the divine faith on earth.

In a statement the Muslim World League urged the Muslim Ummah to remember the epoch-making event of the **Noble Prophet's Hijra** and **derive useful lessons from it.** The Hijra was a turning point in the Islamic history, which provides the Muslim Ummah an opportunity to ponder over its present state of disarray and degeneration, and chart out a course to regain its lost glory and honour in the light of the illustrious example set by the Noble Prophet fourteen centuries ago.

It is estimated that about 3 percent of the total number of individuals belonging to scheduled tribes in India are Muslims. The percentage of the Muslims in the aboriginal tribal communities will be much higher if we take into consideration the non-scheduled tribal communities. Muslim tribal communities are settled in Jammu and Kashmir, Himachal Pradesh, Rajasthan, Haryana, Nagaland, Manipur and several other parts of North Eastern part of the country. The population of Muslim tribal communities are quite substantial in Maharashtra.

In Maharashtra there are such Muslim tribal communities as Tadvi, Nilde or Nile and Nahal. The Tadvi inhabit some 75 villages in the Satpuda hills, in the district of Jalgaon or East Khandesh. Their villages are dotted in the Hill Taluqas of Chopda, Yaval and Raver in Maharashtra which extends towards further east in the districts of Nimar and Khargore in the state of Madhya Pradesh. The Nilde are another tribal community who inhabit the Satmala range only at a short distance southward from Satpuda Hills not very far from the famous Ajanta and Ellora Hills.The Nahal Muslims are a comparatively smaller community who were found inhabiting close to Tadvi villages.

In Maharashtra the population of the Tadvi Pathans may be estimated to be around 40,000. It will be much higher if we include the areas inhabited by them in Madhya Pradesh. The population of the Nilde may also be around 30,000.

But Tadvi and Nilde, though identified as separate communities, have a lot in common. Both have a well knit clan organisation with elaborate organisation at the village level in which the elders play a very vital role in social control. Both are very brave and hard working people. Only a few among them are well-to-do and a large majority lives a life of poverty. Some are on the verge of starvation.

There is a tremendous urge among them for progress. The community is eager to acquire education and educate their children. They need the attention of the God fearing philanthropists who must come to their aid.

— Dr.M.K.A. Siddiqui

MARRIAGES

* Shakeel, nephew of Haji A. Razzak Ismail Kalsekar to Hajra D/o Yusuf A. Rahiman Waghu in Bombay on 17th Feb.1991.

* Nizamuddin Mohammad Kondkari, of Nishat Engineering Works, to Kausar D/o Miyan Ahmed I. Darji in Bombay on 17th Feb.1991.

* Shums S/o Late Aziz Sherali Merchant (Chevalwala) to Talat Zehra D/o Yasin Moosabhai Dhanji in Bombay on 22nd Feb. 1991.

* Yasmin D/o Mahmood Husain Lambe to Hanif S/o Moh'd Alauddin Shaikh in Bombay on 22nd Feb. 1991.

(**News and Happenings** Contd. ...)

National Forum for Peace and Integration organised a seminar on "Role of Media in Promoting Communal Harmony" on 16th February 1991 at K.C. College, Bombay. Maulana Syed Moh'd Musawi, President of the forum, presided over the seminar. The seminar was a great success.

The Islamic Research Foundation held a talk on **"TURNAROUND MANAGEMENT — a Holistic Approach"** (based on **Riba / Interest Free principles of the Qur'an** and Zero based Industry) by Mr. **Phiroz Poonawala** which was followed by a Questions and Answers Interaction with the distinguished audience of leading Muslim Industrialists, Businessmen, Bankers, Islamic Scholars, Educationists and others present, on Tuesday, 26th Feb. 1991 at Indian Merchants Chamber (Babubhai Chinai Committee Room), Bombay, between 7 and 9 p.m.

This IRF lecture was an endeavour in promoting the practical relevance and advantage of the Qur'anic injunction against Riba, if grasped in the right context of appropriately managing your economic affairs.

After his ups and downs in business, and a low of being unable to get out of the loan trap 14 years back, Mr. Poonawala has gradually turned around to high success since 1981 after adopting the Qur'anic principle, which speaks against interest, in practice.

His experience in interestless management were elucidated by Mr. Poonawala at this lecture, showing its practical compatibility with Sura Baqarah verse 275-282 of the Holy Qur'an.

(For details of his experience refer to the article "Refuse a bank loan, revive a unit" in our February issue.)

The Islamic Research Foundation and its activities were also introduced to the distinguished audience present.

The **Khoja Khanmahomed Habibbhai High School** organised the 9th All Maharastra Inter - school Qirat competition on 16th February 1991 in Bombay.

Dr. Abdul Karim M. Naik was the Chief Guest. Principal Z.H.Khan welcomed the guests and the Managing Trustee Prof. Dr. S.A. Dhala, introduced the scheme of Qirat Competition and thanked the students who came to participate from all over Maharashtra.

First, Second and Third prizes were given to the winners and also their teachers who guided them.

The **Department of Urdu, University of Bombay,** organised a National Seminar on "Women and Urdu Literature" on 18th and 19th February,1991 at Vidyanagari, Bombay.

Akhtar-ul-Iman, noted Urdu poet, presided and Majrooh Sultanpuri, noted Urdu poet, inaugurated the seminar,

---

An Egyptian Islamic group plans to translate Islamic Books into Russian and send them to Muslims in the Soviet Union in its eagerness to take advantage of the new-found religious freedom, officials said recently.

Egyptian Islamic Affairs Minister Muhammed Ali Mahgoub, head of the Higher Council of Islamic Affairs, said 20,000 books will be sent to the Egyptian Embassy in Moscow to be distributed to Muslims in the Soviet Union free of charge. An estimated 11 percent of the Soviet Union's 270 million people are Muslims.

The **Islamic Educational Scientific and Cultural Organisation (ISESCO)** will present the final work-plan for the implementation of the Islamic illiteracy combat and basic training programme for all Muslim countries and groups, at the organisation's coming general meeting in 1991 for ratification.

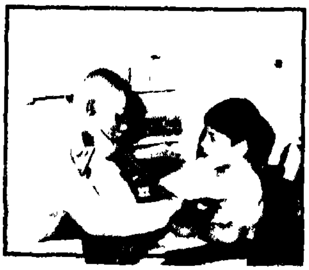
The **Hijra year 1411,** marks a phase in an era of supreme historical significance as it is associated with the emigration of *Prophet Muhammad (peace be on him) from Makkah to Madina* and the subsequent establishment of the Islamic state there through the coalition and brotherhood between emigrants (Muhajirs) and

NEWS AND HAPPENINGS

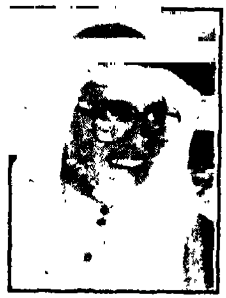
The **Kokan Medico-Social Forum** organised a Multi-Diagnostic free Medical camp for the benefit of the poor and the needy patients on 10th February 1991 at Mazgaon from 9.00 a.m. to 2.00 p.m.

Referred patients were examined by prominent consultants in their respective fields. T.B. patients were directed for free treatment, spectacles were given at a nominal cost of Rs.15/- only and Diabetic check up were done.

Among the prominent consultants present were Dr.Nazir Juvale, Dr. Khalil Mukadam, Dr.(Mrs) Mumtaz K. Mukadam, Dr.(Mrs) Anis Adam Farooque and Dr. Zahid Baig. The doctors, paramedical staff and social workers deserve appreciation for this endeavour.



A medical check up camp for the students of the School of the Society for the Education of the Crippled was held on 13th January 1991 by the Rotary Club of Bombay Down-town R.I.Dist. 314. A total of 16 doctors including Dr A. M. Naik were present on the occasion, offering their expertise in various branches of medicine. Seen in the picture is Rotarian Dr. A. M. Naik (Psychiatrist) examining a handicapped child.



Dr. Nasseef

The **ISLAMIC RESEARCH FOUNDATION** Office was inaugurated by **DR. ABDULLAH OMAR NASSEEF**, the dynamic Secretary-General of the Muslim World League in Bombay on Friday **15th Feb. 1991** at 2.00 p.m.

Stressing the need for worldwide Islamic Solidarity in his encouraging speech at the inaugural function, Dr. Nasseef lauded the activities and objectives of the Islamic Research Foundation which he said were very much needed in India and hoped for more such work and efforts by others too in India. Dr. Noorwali, Associate Prof.of Medicine (King Abdul-Aziz University Hospital, Jeddah) of the World Muslim Relief Organisation, and H. E. Faleh Al-Ruhaily, Vice Consul General of Saudi Arabia in Bombay, were the Guests of Honour.

The Islamic Research Foundation is a Non-Profit organisation, having one of the best and largest collection of Video and Audio tapes on Islam and comparative religion in India (for Free Hire only in Bombay). Among its many other activities for Islamic Dawah is the Free distribution of Literature on Islam and comparative religion all over India, on request.

The Foundation will initially work for **bringing home the message of Islam** to the educated Muslim youth who seem to be apologetic about Islam and also to **strengthen the Iman** of those that are on the fringe, through stressing the complete compatibility of Islam and its humanitarian values with logic, reason and science as well as providing pertinent Islamic knowledge through the medium of Audio/Video tapes and Literature.

Those interested may kindly phone, call or write directly to : **Islamic Research Foundation**, Masalawala Building, 2nd Floor, 56, Tandel Street (N), Dongri, Bombay-400 009; **Ph: 864968.**

(**Editorial** Contd. ... from page 54)

should behave, not just on special occasions, but on every day of the year. For one month, certain habits are enforced as part of definite discipline, so that for the rest of the year, he will have no difficulty in exercising the same control over all of his actions.

One thoroughly imbued with the qualities of patience and piety during the month of Ramadhan, even the most ordinary and weak-willed of individuals, is able to maintain the same high standard of conduct throughout the rest of the year. □

Naqshe Kokan

English Supplement

44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor : Dr. Abdul-Karim Naik
Associate Editor : Capt. F. M. Mistry
Consultant Editor : A. Kays

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	I. BAGDADI • U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	I. WANGDE • A.W. PARKER
BAHRAIN	A. R. SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI
PAKISTAN	H.Y. BOMBAYWALA • QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED • A. R. OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE • ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	-
Other countries	Rs. 200/-	-

EDITORIAL

A month of training ...

The Prophet Mohammad (P.B.U.H.) called the month of Ramadhan a month of patience. And the Quran states that fasting during this month has been prescribed so that man may become God-fearing. These being two qualities which are required of us every month of the year, why is it that they have been so particularly mentioned in connection with the month of Ramadhan?

The reason for this is that Ramadhan is the special period of the year during which these qualities are to be cultivated. Of course, patience and piety are required of every Muslim every day of the year and every year of his entire life. They are part of a code to which he must at all times adhere. But in this one particular month, special stress has been laid upon them so that they become an intergral part of the human character. This is done by laying down a certain discipline, so that as much as people may want to do something, they will then refrain from doing it, if it is an action displeasing to God. If they wish to eat or drink something, no matter how strong their desires, they will not do so if divine law prohibits it. They will follow the will of God irrespective of the circumstances and regardless of any difficulties they encounter in the process. Even if it means leaving behind, or abstaining from that which they hold most dear, they will not abandon the way of God.

Ramadhan is a kind of "Crash Course" aimed at filling people with a truly religious spirit and making them conscious of their responsibilities of God. For one month in the year, people spend all of their time in divine worship, all of their days and nights being spent in prayer and fasting. In this way, people are trained to perform every action in the divinely appointed way. Their walking and sleeping, their eating and their abstinence, their action and inaction —all must be in accordance with the commands of God. This is how a true servant of God

(Contd. on page 53)

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ **نقش کوکن** بمبئی

اردو / انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹ شمار نمبر ۴ / ۵ اپریل / مئی ۱۹۹۱

مدیر : ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر : فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

مشیر : ابراہیم خان طالب

ملکیت :— نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹریشن نمبر ۳۰۰۶ ای)

زرسالانہ :— پچاس روپے / تاحیات : پانچ سو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ :— نقش کوکن ۵۶ ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری، بمبئی ۴۰۰۰۰۹ — فون :— ۸۶۳۹۶۸

مقام طباعت :— برہانی پرنٹرس، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر پبلشر :— ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

تمام متنازعہ امور حق سماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

تاریخ اشاعت یکم اپریل ۱۹۹۱

اس ماہ کے نقوش

پہلا صفحہ

ایک بار پھر الیکشن کا موسم ہے
ایک بار پھر ساری پارٹیاں اور سارے سیاست داں مسلمانوں کو للچانے میدان میں کود پڑینگے۔
وہ لیڈران جو مسلمانوں کو ہر ممکن نرک پہونچاتے رہے ہیں اب مسلمانوں کی منت
وسماجت کریں گے۔ ان سے اپنی بقا کی بھیک مانگیں گے۔
ہر الیکشن میں مسلمانوں کے ووٹ فیصلہ کن ہوتے ہیں
البتہ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اپنی طاقت کو نہیں سمجھا
ان کے نام نہاد لیڈران سیاسی بازی گروں کے ہاتھوں بکتے رہے اور بیچارے مسلمان کٹتے رہے، مرتے رہے
اور آج جب کہ الیکشن کا موسم ہے
مسلمانوں کے نام نہاد لیڈران اور مذہبی ,,رہنما،، اپنے گلے میں اپنی قیمت لکھی تختی لٹکائے گھوم رہے ہوں گے
سیاست دانوں کو پتہ چلا ہے کہ سب سے آسان کام ہے مسلمانوں کو بے وقوف بنانا
اور سب سے کم قیمت ہے: مسلمانوں کا ووٹ!
اس کی وجہ یہ ہے کہ آزادی کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی لیڈرشپ پیدا نہیں ہوئی
چند روپوں یا صرف تعریف وتوصیف کے صلے میں یہ نام نہاد لیڈر اپنی قوم کا سودا کرتے رہے۔
نہ جانے کتنے فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہے، کتنے معصوم مسلمانوں کے گھر لٹتے رہے
مگر جب بھی الیکشن آیا ہے، یہ قوم کھلونوں سے بہلی ہے
کسی فرقہ پرست پارٹی نے کبھی اگر اردو میں پوسٹر شائع کئے تو اس پارٹی کو مسلمانوں نے ووٹ دیئے ہیں
کسی فرقہ پرست پارٹی نے بھی اگر مسلم محلے میں اردو میں تقریر کی تو مسلمانوں نے اسے ووٹ دیا ہے۔
کسی امیدوار نے اپنی تقریر میں اردو اشعار استعمال کئے تو مسلمانوں نے اس پر جان نچھاور کی
کسی امیدوار نے اگر یہ بھی کہا کہ اسلام سب سے اچھا مذہب ہے تو مسلمان پھولے نہ سمائے
اور اسے جتا کر دم لیا۔
کسی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یا مسلم پرسنل لا، کی حمایت میں بات کی، تو خوش ہوئے
اور ان ہی حماقتوں کی بنا پر آج مسلمانوں کا ووٹ سب سے کم قیمت یا بے قیمت ہے۔

(بقیہ: آخری صفحہ پر)

ذکر و فکر

—مولانا وحید الدین خان—

اختلاف کے باوجود

حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ راشد تھے - آخر عمر میں بعض جھوٹی خبروں کی بنا پر مصر کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی مدینہ آئے -انہوں نے مدینہ پہونچ کر کافی شور وغل کیا اور آخر کار حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا - اگر چہ حضرت عثمان کے خلاف ان کا الزام سراسر بے بنیاد تھا - مگر یہ مسلمان آپسے اتنا برہم ہوئے کہ آپ کا گھر سے نکلنا اور گھر میں پانی جانا بند کر دیا - یہاں تک کہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا - بوقت وفات آپ کی عمر ۸۲ سال تھی -

حضرت عثمان کا محاصرہ تقریباً ۴۰ دن جاری رہا تھا - بلوائیوں نے جب حضرت عثمان کو گھیر لیا اور مکان سے نکلنے پر پابندی لگا دی تو آپ کے لئے مسجد جانا نہ رہا- خلیفہ کی حیثیت سے نمازوں کی امامت آپ ہی فرماتے تھے - جب آپ کا مسجد جانا بند ہوگیا تو بلوائیوں کا سردار غافقی بن حرب تکی امام بن گیا - اس نے مدینہ کی مسجد میں نمازوں کی امامت شروع کر دی -

یہ مدینہ کے مسلمانوں کے لئے بڑی سخت آزمائش کی بات تھی -، ایکطرف وہ اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے کہ مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز اداکریں - دوسری طرف وہ دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص جو کھلا ہوا مفسد اور غلط کار ہے - وہی مسجد کا امام بنا ہوا ہے - اس نازک حالت میں ایک شخص حضرت عثمان سے ملا اور ان سے پوچھا کہ ایسی حالت میں ہم کیا کریں - حضرت عثمانؓ نے انہیں یہ ہدایت فرمائی کہ تم لوگ اس کے پیچھے نماز اداکروں -آپ نے فرمایا :

" جب وہ لوگ کوئی نیک کام کریں تو اس میں ان کا ساتھ دو اور جب وہ لوگ کوئی براکام کریں تو ان کی برائی سے دور رہو -

خلیفہ راشد کے اس واقعہ میں عظیم الشان نمونہ ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص سے ہمیں خواہ کتنی ہی زیادہ شکایت ہو ، اس کے بارے میں اظہار رائے کرتے رہئے ہمیں ہمیشہ انصاف پر قائم رہنا چاہئے - ہمیں اپنے اختلاف کو حد کے اندر رکھنا چاہئے نہ یہ کہ اختلاف پیدا ہونے کے بعد ہم حد کے باہر نکل جائیں -

ابو طالب

مکہ میں جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغمبر ہونے کا اعلان کیا تو مردوں میں سب سے پہلے جو شخص ایمان لایا وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے ، جن کی عمر اسوقت تقریباً ۱۰ سال تھی -اسوقت مکہ کے حالات اتنے سخت تھے کہ نماز بھی آپ کو چھپ کر پڑھنی پڑتی تھی - چنانچہ آپ حضرت علی کے ساتھ مکہ کے باہر پہاڑوں کی طرف چلے جاتے اور وہاں لوگوں کی نظروں سے دور ہوکر نماز اداکرتے - ایک روز مکہ کی گھاٹی میں آپ حضرت علی کے ساتھ نمازاداکر رہے تھے کہ اتفاقاً ابوطالب وہاں آگئے - نماز کا طریقہ انہیں بالکل اجنبی معلوم ہوا -انہوں نے کہاکہ اے میرے بھتیجے ، یہ کون سا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے -

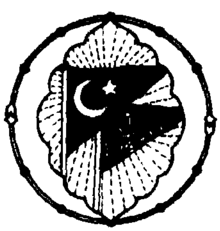
رسول اللہؐ نے اپنے چچا ابو طالب کو بتایا کہ اللہ نے مجھے اپنا پیغمبر بنایاہے اور مجھے عبادت کا وہ طریقہ بتایاہے جو اس کو پسند ہے -آپ بھی اس دین کو قبول کرلیں - ابو طالب نے جواب دیاکہ اے میرے بھتیجے ، میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو اور جس پر وہ تھے اسے چھوڑ دوں -

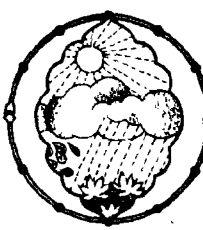
ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی کو انہوں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان سے اس کی بابت دریافت کیاکہ یہ کون سادین ہے جس پر میں تم کو دیکھ رہا ہوں - حضرت علی نے کہاکہ اے میرے باپ ، میں اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس کی تصدیق کرتا ہوں -ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی ہے اور ان کی پیروی کی ہے -اس کے جواب میں ابو طالب نے اپنے بیٹے سے کہا : انہوں نے تم کو بھلائی کے سوا کسی اور چیز کی دعوت نہیں دی ہے - تم اس پر جمے رہو-

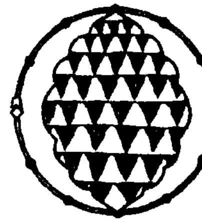
سیرۃ ابن ہشام ، الجزء الاول ، صفحہ ۲۶۵

اپنے آبائی بزرگوں کو ماننے کے لئے ابوطالب کو کوئی نیا فیصلہ نہیں کرنا تھا-مگر اپنے معاصر پیغمبر کو ماننے کے لئے ضروری تھاکہ وہ سچائی کو از سر نو دریافت کریں - اور بلاشبہ اس دنیا میں پہلا کام سب سے زیادہ آسان کام ہے اور دوسراکام سب سے زیادہ مشکل کام - ابو طالب ، ایک اعتبار سےایک شخص کا نام ہے ، اور دوسرے اعتبار سے وہ ایک کردار کا نام ہے-یہ کردار کسی نہ کسی شکل میں ، ہر زمانہ میں موجود رہتاہے-

مسز حاجی احمد فقیہ مرحوم کی یاد میں جگہ کا عطیہ









انسان کی زندگی میں ہر
طرح کے دور آتے ہیں۔ خوشی
کے بھی، رنج کے بھی۔ خوشی کے
موقع پر تقریبات ہوتی ہیں۔
شادی بیاہ، عقیقہ، ختنہ،
بسم اللہ، ختم قرآن، امتحان
میں کامیابی، بیرون ملک
روانگی، وطن میں آمد،
حج و زیارت ... ان سب سے
یادیں جُڑی ہوتی ہیں۔
اور ہر یاد کے ساتھ کسی
مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی
ہے۔ رنج کے موقع پر سوگ
ہوتا ہے، وفات، چہلم، فاتحہ،
قرآن خوانی ... ان سب سے
یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور
ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی
کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

ایک موسم آتا ہے، دوسرا
جاتا ہے، باراں، گرما، خزاں،
سرما، بہار۔ ان سب سے یادیں
جُڑی ہوتی ہیں اور یاد کے
ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ
ہوتی ہے۔ تہواروں کا دور
مدام چلتا ہے، عید، بقرعید
محرم، شب برات، میلاد النبی،
ماہِ رمضان ... ان سب سے
یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور
ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی
کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

بھائی کی شادی میں تو
تمام طرح کی مٹھائیاں تھیں۔
دوست کے ہنی مون پر
افلاطون۔ قرآن خوانی میں
نان خطائی۔ باراں میں برفی،
سرما میں گاجر کا حلوہ۔
رمضان میں مالپوہ۔ عید
میں شیر خُرما۔

اور ہر مٹھائی سے لُطف اندوز
ہونے کے بعد سوال پُوچھا
جاتا ہے کہ "بھئی مٹھائی
کہاں سے خریدی؟" تو

سلیمان مٹھائی والے کا نام
بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے۔
یعنی ہر مٹھائی کے ساتھ سلیمان
مٹھائی والے کی یاد جُڑی ہوتی
ہے اسی لئے جب کبھی مٹھائی
کا ذکر چھڑتا ہے، سلیمان
مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے
سلیمان مٹھائی والے ہمہ اقسام،
ہمہ اصناف، ہمہ رنگ، ہمہ
اشکال، ہمہ اجناس اور ہمہ
مواقع مٹھائیاں بناتے ہیں۔

آیئے، اپنی یادوں کی یاد میں
کوئی مٹھائی نوشِ جان
فرمایئے۔

جب کبھی
مٹھائی کا ذِکر چھڑتا ہے
سلیمان مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے

سُلیمان مِٹھائی والے

شاہوں کے شایانِ شان مٹھائیاں بنانے والے
مینارہ مسجد
۳۶ ایف/جی محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳
فون: ۸۵۵۵۸۵۸/۸۵۵۳۲۳۳

ادب - شاعری - کوکنی شاعری

دیہات کی زندگی

عبدالحلیم شریر

اے شہروں کی عالیشان محلوں میں رہنے والو! تمہیں نہیں معلوم کہ دیہات والے دنیا سے کیا لطف اٹھاتے ہیں، تم ایک منزل عشرت میں ہو۔ عالم کی نیرنگیاں تمہاری نظر سے بہت کم گزرتی ہیں۔ جس مقام پر تم ہو وہاں صبح و شام مختلف کیفیتیں بھی اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھا سکتیں۔ خبر بھی نہیں ہوتی کہ آفتاب کب نکلا اور غروب ہوا۔ ہوا کس طرف کی چلی اور بہار کیا دکھا گئی۔ مگر غریب دیہات والے جنہیں تم نے اکثر ذلت کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ ان امور کا ہر وقت اندازہ کرتے رہتے ہیں۔ ہر صبح انہیں ایک نیا لطف دکھاتی ہے اور ہر شام سے انہیں ایک نئی راحت نصیب ہوتی ہے۔

گاؤں عموماً قدرت کا سچا جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ وہاں کے سین اپنی سادگی اور اپنی دلفریب کیفیتوں کے ساتھ انتہا سے زیادہ دلچسپ ہوتے ہیں۔ گاؤں کے لوگوں کی خوشی کا پیمانہ بہت چھوٹا اور تنگ ہے۔ وہ بہت تھوڑے میں خوش ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ مسرت ان کو دلفریبی کے لئے کافی ہوتی ہے۔ وہ لہلہاتے ہوئے سبزہ زار جنہیں روز صبح و شام کو آتے جاتے وقت دیکھا کرتے ہیں، ان کے مسرور کر دینے کے لئے بہت ہیں۔

آوارہ

اسرار الحق مجاز

شہر کی رات اور میں ناشاد و ناکارہ پھروں
جگمگاتی جاگتی سڑکوں پہ آوارہ پھروں
غیر کی بستی میں کب تک دربدر مارا پھروں
اے غم دل کیا کروں؟ اے وحشت دل کیا کروں؟

یہ روپہلی چھاؤں یہ آکاش پہ تاروں کا جال
جیسے صوفی کا تصور جیسے عاشق کا خیال
آہ لیکن کون جانے کون سمجھے دل کا حال
اے غم دل کیا کروں؟ اے وحشت دل کیا کروں؟

راستے میں رک کے دم لوں یہ مری عادت نہیں
لوٹ کر واپس چلا جاؤں میری فطرت نہیں
اور کوئی ہمنوا مل جائے یہ قسمت نہیں
اے غم دل کیا کروں؟ اے وحشت دل کیا کروں؟

اک محل کی آڑ سے نکلا وہ پیلا ماہتاب
جیسے ملا کا عمامہ، جیسے بنیے کی کتاب
جیسے مفلس کی جوانی، جیسے بیوہ کا شباب
اے غم دل کیا کروں؟ اے وحشت دل کیا کروں؟

لے کے اک چنگیز کے ہاتھوں سے خنجر توڑ دوں
تاج پر اس کے دمکتا ہے وہ پتھر توڑ دوں
کوئی توڑے یہ نہ توڑے، میں ہی بڑھ کر توڑ دوں
اے غم دل کیا کروں؟ اے وحشت دل کیا کروں؟

غزل

ساحر تھیوی

نشیلاتو کال ررتانسْ
جی تو کیلاس تی بھرتانس
توزامی سانگ کائی کھل لائی
تو ماجی پاٹھ کال دھرتانس
تولاہیم ناند فلا چو
تو پھنس واٹ سدھی
گھرات لین ہائت آز پاون
کھوگو آز تو پلنانس
پخازر باپانس پھلان
توجاور دھوپٹو اورل
چورول چورول تیاپوریشی
کائے رے بات تو کرتانس
تو جاما تھیار ڈونگر ہے
دکھا چومان لاساحر
قیامت تک خدا شی روز
بغیر موتانی کال مرتانس

انتخاب

''عوام اپنے وزیروں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے صوبوں کے انتظام میں سادگی پیدا کریں گے اور اس سادگی پر وہ شرمندگی محسوس نہ کریں گے۔ ہم سطح زندگی میں سب سے زیادہ غریب قوم ہیں۔ لاکھوں باشندے یتیم فاقہ کشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے نمائندوں کے لئے نامناسب ہوگا کہ ایسا طرز زندگی اختیار کریں جو عوام سے میل نہ کھاتا ہو۔

رام اور کرشن تو زمانۂ قبل از تاریخ کے نام ہیں۔ ان ناموں کو بطور مثال پیش نہ کروں گا۔ مجھے (حضرت) ابوبکرؓ اور (حضرت) عمرؓ کی مثال پیش کرنے دیجئے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ شیوا جی اور رانا پرتاپ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کرتی۔ مگر زمانۂ اقتدار میں انہوں نے جو کچھ کیا اس میں رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے معاملے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ دنیا جہاں کی دولت ان کے قدم چومتی تھی۔ مگر انہوں نے مشقت آمیز زندگی بسر کی۔ تاریخ اس کی مثال نہیں پیش کرسکتی۔۔۔ ۔۔۔''

مہاتما گاندھی

(ہریجن ۱۷ر جولائی ۱۹۳۷ء)

روشنی

★ کسی قصور وار سے بدلہ لینے سے پہلے یہ ضرور خیال کرلیا کرو کہ تم اللہ کے نزدیک کتنے قصور وار ہو (الفرقان)

★ کسی غمزدہ اور دکھی انسان کا ایک آنسو پونچھنا ہزاروں خون کے آنسو بہانے سے بہتر ہے (امام غزالیؒ)

★ انسان کو دریا کی طرف سخی، سورج کی طرح شفیق اور زمین کی طرح نرم ہونا چاہئے۔

(خواجہ معین الدینؒ)

★ علم وہ موتی ہے جس کی چوری نہیں کی جاسکتی۔ (حضرت علیؓ)

★ حاسد ہمیشہ غم میں مبتلا رہتا ہے۔

(حضرت علیؓ)

★ آہستہ بولنا نیچی نگاہ رکھنا اور میانہ روی سے چلنا ایمان کی نشانی ہے۔

(حضرت عثمان غنیؓ)

★ کاہلی، تباہی و بربادی کا راستہ کھولتی ہے۔

★ وقت کی قدر کرو، وقت بڑی نعمت ہے۔

★ عقلمند وہ ہے جو دوسروں کو بے وقوف نہیں سمجھتا۔

★ بہادر وہ ہے جو غصہ کو پی جاتا ہے۔

ایک خط

مرزا غالب کا خط ———
یوسف مرزا کے نام

''یوسف مرزا!

کیوں کر تجھ کو لکھوں کی تیرا باپ مر گیا! اور اگر لکھوں تو پھر آگے کیا لکھوں کہ اب صبر کیا کرو۔ مگر صبر؟ یہ ایک شیوہ فرسودہ ابنائے روزگار کا ہے۔ تعزیت یوں ہی کیا کرتے ہیں اور یہی کہا کرتے ہیں کہ صبر کرو۔ ہائے ایک کا کلیجہ کٹ گیا ہے اور لوگ اسے کہتے ہیں تو نہ تڑپ۔ بھلا کیوں کر نہ تڑپے گا؟ صلاح اس امر میں نہیں بتائی جاتی۔ دعا کو دخل نہیں، دوا کا لگاؤ نہیں، پہلے بیٹا مرا، پھر باپ مرا، مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ بے سر و پا کس کو کہتے ہیں؟ تو میں کہوں گا یوسف مرزا کو''۔

نفسیات

بچے بور کیوں ہوتے ہیں؟

بچے اکثر بیٹھے بیٹھے یہ شکایت کرنے لگتے ہیں کہ ہم بور ہو رہے ہیں اسی سے بار بار پوچھتے ہیں اب ہم کیا کریں؟ ہم بور ہو رہے ہیں۔ بچے بور کیوں ہوتے ہیں؟ اس بوریت کا علاج ڈاکٹر غزالہ ملک بتاتی ہیں۔ بوریت بچوں کا سب سے بڑا دشمن ہے جس کی تمام تر ذمہ داری ان والدین پر عائد ہوتی ہے جو بچوں کو مصروف نہیں رکھتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر بوریت پر قابو نہ پایا جائے تو بچوں میں جارحیت کے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے والدین پر زور دیا کہ بچے آرکسٹرا کی طرح ہوتے ہیں جن میں سے والدین جس طرح کی موسیقی چاہیں برآمد ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر غزالہ ملک نے مزید کہا ہے کہ جب بچے یہ کہیں کہ ہم کیا کریں تو والدین کو سمجھ جانا چاہئے کہ بچے بوریت کا شکار ہو رہے ہیں جس سے نکلنے کے لئے وہ والدین کی رہنمائی چاہتے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ بچوں کو بوریت کے مرض سے بچانے کے لئے کھلونے اور کتابیں مہیا کرنا ضروری ہیں اور حتی الوسع کوشش کی جائے تو بچے کھیلیں کودیں اور پینٹنگ وغیرہ خود کریں۔ بچوں کو اس بات کی اجازت دینی چاہئے کہ وہ اپنے دن بھر کے پروگرام خود ہی مرتب کریں اور جب وہ اس بارے میں والدین سے رہنمائی کے طلب گار ہوں تو انہیں مایوس نہیں کرنا چاہئے اگر آپ کسی ایسی جگہ رہتے ہوں جہاں نزدیک ہی کوئی باغ یا پارک ہو تو بچوں کو وہاں لے جا کر خود بھی جائیں اور بچوں کو کھیلتے کودتے دیکھ کر خود بھی خوش ہوں اور بچوں کو بھی خوشی کے مواقع فراہم کریں۔ بعض بچے اسکول اس وجہ سے بوریت کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اسکول ٹیچر ان پر توجہ نہیں دیتے اور انہیں تخلیقی مواقع مہیا نہیں کرتے۔ بعض اوقات بوریت کے ماتحت بچے دن کے وقت بھی خواب دیکھنا شروع کر دیتے ہیں جو ان کی شخصیت کو بری طرح سے متاثر کرتا ہے۔ بوریت کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بچہ کو ان کی عمروں کے مطابق گروپوں میں شمولیت کی اجازت ہونی چاہئے۔

کوکن کا شاعر

مہر مہسلائی

غزل

منزلیں حسن کی آسان بھی دشوار بھی ہیں
چاہ کنعاں بھی ہے اور مصر کا دربار بھی ہیں
وہ محبت میں دل آرا بھی دل آزار بھی ہیں
وادیٔ عشق میں شعلے بھی ہیں گلزار بھی ہیں
راستے زیست کے پُرپیچ بھی ہموار بھی ہیں
وقت اور بخت بہم برسرِپیکار بھی ہیں
ہم گنہ گار، گناہوں کے روادار بھی ہیں
پھر بھی اچھے ہیں کہ بخشش کے طلبگار بھی ہیں
دل کی باتیں تو ہوا کرتی ہیں دل ہی دل میں
یعنی دل والے دل افگار بھی دلدار بھی ہیں
دیکھتے ہی انہیں ہم اپنا مرض بھول گئے
وہ بھی تو سوچتے ہوں گے کہ یہ بیمار بھی ہیں
مہر گفتار کے غازی تو ہیں ماشاء اللہ
ہم بھی مانیں گے اگر صاحبِ کردار بھی ہیں

اس ماہ کیلئے ایک خیال

کانٹے سے بچنے کی واحد تدبیر یہ ہے کہ آدمی کانٹے سے نہ الجھے وہ کانٹے کے مقام سے کترا کر آگے نکل جائے۔

جنرل نالج-۱

ہندستانی ریاستیں اور صدر مقام

آندھرا پردیش	حیدرآباد
اروناچل پردیش	ایٹانگر
آسام	دیسپور
بہار	پٹنہ
ہریانہ	چندی گڑھ
ہماچل پردیش	شملہ
گجرات	گاندھی نگر
جموں کشمیر	سری نگر
کرناٹک	بنگلور
کیرالا	تریوندرم
مدھیہ پردیش	بھوپال
مہاراشٹر	بمبئی
منی پور	امپھال
میگھالیہ	شیلانگ
میزورم	ایزوال
ناگالینڈ	کوہیما
اڑیسہ	بھوبنیشور
پنجاب	چندی گڑھ
راجستھان	جے پور
سکم	گنگٹوک
تامل ناڈو	مدراس
تری پورا	اگرتلہ
اتر پردیش	لکھنؤ
مغربی بنگال	کلکتہ
گوا	پنجی

جنرل نالج-۲

ایٹیومک انرجی کمیشن

(ایک تعارف)

ایٹمی طاقت سے زیادہ سے فائدہ اٹھانے، اس میں تحقیق کرنے کی غرض سے بھارت سرکار نے اگست ۱۹۴۸ میں اس کمیشن کی بنیاد ڈالی۔ ایٹمی طاقت کے بارے میں سارے تحقیقات ٹرامبے (بمبئی) کے بھابھا اٹومک ریسرچ سینٹر (بی اے آر سی) میں ہوتی ہیں۔ یہ مرکز بھارت میں سائنس تحقیقات کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ فی الحال اس مرکز میں پانچ ریسرچ ریکٹر ہیں۔

اپسرا، سائرس، زرلینا، پورنیما اور دھرووا۔

بھابھا سینٹر میں لگ بھگ ۲۰۰ ریڈیو ایکٹیو عناصر کے مرکبات تیار کئے جاتے ہیں۔ اور پورے ملک میں مہیا کئے جاتے ہیں۔

ایٹمی قوت کا سب سے بڑا پرامن مقصد ہے توانائی پیدا کرنا۔ اس مقصد کے لئے ۱۹۶۹ میں تارا پور (بمبئی سے ۱۰۰ کلو میٹر دور) میں ایک پاور اسٹیشن قائم کیا گیا۔

ایٹمی طاقت میں بھارت نے اس وقت زبردست کامیابی حاصل کی جب ۱۸ مئی ۱۹۷۴ کو پوکھران (راجستھان) کے مقام پر ایک ایٹمی دھماکے کا تجربہ کیا اس طرح ایٹمی طاقت رکھنے والا بھارت دنیا کا چھٹا ملک بن گیا۔

جنرل نالج-۳

سمندر

زمین کے کل رقبے کا ۷۱ فیصد حصہ پانی ہے۔ پوری دنیا میں کل ۳۶۱،۷۴۰،۰۰۰ مربع کلو میٹر پانی ہے۔ دنیا کے تین بڑے سمندر مندرجہ ذیل ہیں۔

بحرالکاہل: اس سمندر کا رقبہ ۱۸۱٫۷۰ ملین کلو میٹر ہے۔ یہ دنیا کے رقبے کا ۳۵٫۳۰ فیصد حصہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ گہرائی مرینا ٹرینچ کے مقام پر ۱۱،۷۷۶ میٹر ہے۔

بحراوقیانوس: اس سمندر کا رقبہ ۱۰۶٫۵۰ ملین کلو میٹر ہے۔ یہ دنیا کے رقبے کے ۲۱ فیصد حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ گہرائی (۹۳۶۰ میٹر) پورٹوریکو ٹرینچ کے مقام پر ہے۔

بحر ہند: اس سمندر کا رقبہ ۷۴ ملین کلو میٹر ہے۔ یہ دنیا کے رقبے کے ۲۰٫۳۰ فیصد حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی (۷۵۴۲ میٹر) جاوا ٹرینچ کے مقام پر ہے۔

جنرل نالج-۴ جنرل نالج-۵

بنک

★ ہندستان میں ۱۹ جولائی ۱۹۶۹ کو پہلی مرتبہ (۱۴ بڑے) بنک قومیائے گئے (حکومت نے اپنے ماتحت کرلئے)

★ اس وقت ملک میں تمام بنکوں کی ۵۶،۲۸۴ شاخیں ہیں۔ جس میں ہر سال لگ بھگ ۲۲۸۰ شاخوں کا اضافہ ہورہا ہے۔

★ ریزرو بنک آف انڈیا یکم اپریل ۱۹۳۵ کو قائم ہوئی۔

★ دنیا کے دس سب سے بڑے بنکوں میں سارے کے سارے جاپانی بنک ہیں۔

★ دنیا کے سو سب سے بڑی بنکوں میں اسٹیٹ بنک آف انڈیا بھی شامل ہے اس کا نمبر ۹۵ واں ہے۔

★ اسٹیٹ بنک آف انڈیا میں ۲،۸۴،۸۵۱ ملازمین کام کرتے ہیں اور یہ ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

★ پنجاب نیشنل بنک جس کا قیام ۱۸۹۴ میں ہوا، بھارت کا پہلی مکمل طور پر بھارتی بنک تھا۔

★ بنکنگ سسٹم کا ۹۰ فیصد بزنس نیشنلائز (قومیائے ہوئے) بنکوں سے ہوتا ہے۔

★ بھارت میں فی الحال ۲۱ بیرونی ملک کے بنک ہیں جن کی ۱۳۶ شاخیں ہیں۔

سوال جواب

(س) دنیا میں سب سے پہلے قرآن شریف کہاں شائع ہوا؟

ج - مصر کے ایک چھاپہ خانے میں۔

(س) دنیا کا سب سے ٹھنڈا ملک۔

ج - روس۔

(س) دنیا کا سب سے گھنی آبادی والا شہر۔

ج - شنگھائی (چین)

(س) دنیا کا سب سے بڑا عجائب گھر۔

ج - لندن میں ہے۔

(س) دنیا کا سب سے لمبا پل۔

ج - سان فرانسسکو میں ہے۔

(س) سڑکوں کا سب سے بڑا جال اس ملک میں بچھا ہوا ہے۔

ج - امریکہ میں۔

(س) دنیا میں سب سے زیادہ ملازم کس کمپنی میں ہیں۔

ج - بھارتی ریلوے میں۔

(س) دنیا کا سب سے بڑا بجٹ کس ملک کا ہوتا ہے۔

ج - امریکہ کا۔

(س) دنیا میں سب سے کم بے روزگاری کس ملک میں ہے؟

ج - سوئزرلینڈ میں

(س) دنیا کا سب سے معروف سائنسی اخبار

ج - امریکہ سے شائع ہوتا ہے۔

آرمی (بری فوج)

(رتبے کے لحاظ سے ترتیب)

فیلڈ مارشل
جنرل
لیفٹننٹ جنرل
میجر جنرل
برگیڈیر
کرنل
لیفٹننٹ کرنل
میجر
کیپٹن
لیفٹننٹ
سیکنڈ لیفٹننٹ

★

منظور شدہ

زبانیں

ہندستان میں آئین نے مندرجہ ذیل پندرہ زبانوں کو تسلیم کیا ہے۔

(۱) آسامی (۲) بنگالی (۳) گجراتی (۴) ہندی (۵) کنڑ (۶) کشمیری (۷) ملیالم (۸) مراٹھی (۹) اڑیہ (۱۰) پنجابی (۱۱) سنسکرت (۱۲) سندھی (۱۳) تامل (۱۴) تیلگو (۱۵) اردو۔

عید

کس چیز کی خوشی اور کس بات کا شکر ہے

عید خوشی اور شکر کا نام ہے۔ یہ دوسرے مذاہب کی تقریبات سے بہت جدا ، بہت لطیف اور بہت متوازن اور جاندار ہے۔ اس میں دولت اور شوکت دونوں کی بہار خوب نظر آتی ہے۔ لیکن غور سے دیکھئے کہ یہ کس چیز کی خوشی اور کس بات کا شکر ہے؟

کیا یہ اس بات کی خوشی ہے کہ ہ منے اچھے سے اچھے کپڑے زیب تن کئے ہیں اور اس بات کا شکر ہے کہ ہم نے خوب کھایا اور خوب اڑایا ہے۔ یا اس بات کی خوشی ہے کہ ہماری قوم میں اتنے افراد اتنی جائداد رکھتے اور بیک وقت متعدد کاروبار کرتے ہیں ، کئی کئی کارخانے کے مالک ہیں۔ اور دو چار نئی ملیں کھولنے کی فکر میں ہیں۔

یا اس بات کی خوشی ہے کہ اتنا زمانہ کسی نہ کسی طرح بلافساد کے گزر گیا۔ اور اس بات کا شکر ہے کہ اتنے مسلمان وزارت میں لے لئے گئے۔

خوشی اور شکر کی یہ روح پرور نشاط آور تقریب میں ہم ہر سال اسی طرح مناتے ہیں کہ اکثر میں اس کی صحیح اسپرٹ اور اس کے اصل پیغام کی خبر نہیں ہوتی۔

اگر ہمارے شکر اور مسرت کے پیچھے یہی خیالات اور احساسات ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ، تو یہ ہرگز عید کی اسپرٹ نہیں اگر یہ خوشی و مسرت اور اطمینان و شکر اس بات پر ہے کہ عربی مدارس ترقی کر رہے ہیں ان کا بجٹ ہر سال پہلے سے زیادہ ہوتا ہے ، نئی نئی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں ، سیاسی جماعتیں بنا رہی ہیں مسلمان الیکشن بھی لڑنے لگے ہیں ، اور لڑ کر جیتنے بھی لگے ہیں۔ بہت کچھ سمجھنے لگے ہیں اور کھانے والے پیدا ہوگئے ہیں۔ اگر یہ اس بات کی خوشی ہے تب بھی زیادہ معتبر نہیں - - - - - - - اسلئے کہ

ملت اسلامی کی جھولی اب بھی خالی ہے۔ وہ طویل برسوں سے عید کے رنگا رنگ مناظر اور مظاہر دیکھ رہی ہے۔ لیکن خوشی اور شکر کی حقیقی لذت سے اب بھی محروم ہے۔ اب بھی پیاسی ہے۔ منتظر ہے۔ چشم براہ ہے ، صورت سوال ہے۔

یہ وہ حقیقی خوشی اور سچا شکر ہے جس کی تکمیل نہ ایوانوں میں ہے نہ سیمیں اور طلائی جشنوں میں ، نہ کانفرنسوں میں نہ عالی شان عمارتوں اور کارخانوں میں ، نہ خالی اعداد و شمار اور نعروں میں۔

اس کی تکمیل صرف ان مخلص اور بیدار پسند کارکنوں سے ہو سکتی ہے جو تھوڑا سا خدا اور آخرت کے لئے بھی کام کرتا

چاہتے ہوں - راہ کی صعوبتیں بھی جھیلنا جانتے ہوں ، اتحاد واطاعت ، محبت اوخوت اور اصلاح ودعوت کے معانی ومطالب اور تقاضوں سے کسی نہ کسی درجہ میں آگاہ ہوں۔

ملت کا اصل سرمایہ اور اس کی اصلی قوت وہ لوگ ہیں جو اس راستہ کو محض معاملت اور کاربار ، لین دین اور تجارت کا سودا نہ سمجھیں بلکہ یہ محسوس کریں کہ ہماری کوششیں محض ظاہری اور مادی پہلو ہی نہیں رکھتیں ان کے اندر ایک بالاتر قوت ہے جو معمولی نفع نقصان ، بدلی اور ناراضگی - اغراض ومصالح کے تصادم اور خواہشات وعادات کی قربانی ، حالات کے اتار چڑھاو اور امید ومایوسی کے نشیب وفراز سے کمزور نہیں پڑتی - بلکہ طاقت پکڑتی ہے - قربانیاں اور راستہ کی صعوبتیں اور دشواریاں اس شجرا میں کی کھاد اور پانی ہیں - یہ وہ خوش نصیب افراد ہیں جن کو قرآن مجید میں ومابدلواتبدایلا کا تمغۂ امتیاز عطا کیاگیا ہے۔

ایسے افراد کا تناسب وہ حقیقی پیمانہ ہے جس سے ملت کا مقام متعین ہوتا ہے اور اس کے شکر و مسرت کی تکمیل ہوتی ہے جس کاسب سے حسین مظہر اور پیکر عید ہے - دولت پر خوشی اور عافیت پر شکر بالکل فطری اور اسلام میں مطلوب ہے اور ہم کو تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ہر ایک نعمت پر جہاں تک ہوسکے خدا کا شکر بجالائیں - اسی طرح کارخانوں اور جائیدادوں کے ذکر سے یہ نہ سمجھا جائےکہ مسلمانوں کے لئے ان کی ضرورت نہیں - اصل بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے تناسب کو دیکھتے ہوئے یہ چیزیں نہ ہونے کے برابر ہیں اور موجودہ دور میں ان کی ضرورت واہمیت کا انکار حد درجہ کی سادہ لوحی ہوگی لیکن ادیکھنے کے بات یہ ہے کہ یہ چیزیں اگر ہیں بھی تو کس کے کام آرہی ہیں ؟ کون سا جذبہ ان کے پیچھے کارفرما ہے ؟ اس کے علاوہ اگر یہ عنوان قائم کیا جائے گاکہ ملت کے لئے اس وقت سب سے زیادہ ضرورت کس بات کی ہے تو اس وقت یہ چیزیں نمبر دو پر آئیں گی - اس وقت سوال صرف یہ ہوگاکہ ان افراد کا تناسب کیا ہے جو ملت کے کام آرہے ہیں۔ جو کسی غرض و منفعت یا محض آسائشی وعافیت کو پورا اطمینان کرلینے کے بعد اس راہ پر نہیں آئے بلکہ یہ سمجھ کر آئے ہیں کہ تنگیاں اور ناکامیاں اس راہ کا خاصہ اور اس کا پہلا امتحان ہیں۔

افسوس کہ اب خوشیوں کے معیار بدل گئے ہیں - شکر پیمانے اور مواقع تبدیل ہوگئے ہیں - پہلے خوشی اور شکر کا معیار یہ ہوا کرتا تھاکہ ملت میں نظم وطاعت کا جذبہ اس قدر ہے کہ ایک آواز پر سب مجتمع ہوجاتے ہیں کارکنوں ، مخلص اور باصلاحیت افراد کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ جس شعبہ کے لئے ضرورت ہوتی ہے کام کے آدمی بآسانی فراہم ہوجاتے ہیں۔ ایڈمنسٹریشن ہو یا سیاسی معاملات ، خدمت خلق کا شعبہ ہو یا تعلیم وتربیت کا ، ملت کا کوئی خانہ خالی نہیں رہتا -

آج یہ شکایت رہتی ہے کہ ایک معمولی ذمہ داری کے لئے آدمی نہیں ملتے - اور اگر ملتے بھی ہیں تو مادی آسائش اور مخصوص معیار زندگی کی ایک فہرست ہمہ وقت ان کی جیب میں ہوتی ہے - اس فہرست کا ایک آئٹم بھی پورا نہ ہو تو ان کی بددلی ، مایوسی اور بے اطمینانی اور انتشار خاطر میں اضافہ ہونے لگتا ہے اور قوت برداشت امتحان میں پڑ جاتی ہے۔ ضرورت سب کے ساتھ لگی ہوئی ہیں - زندگی کے تقاضے کس کے ساتھ نہیں ، لیکن مسئلہ دلچسپی اور لگن ہے - اگر کسی کو مسئلہ سے قلبی تعلق ہوتا ہے تو وہ اس کو اخلاص کے ساتھ اجروثواب کی نیت سے کرتا ہے۔ ملت کی فکر اس کو دامن گیر ہوتی ہے تو اس کے اندرایثار وقناعت پسندی کے جذبات بیدار ہونے لگتے ہیں - اگر یہ بت نہیں ہوتی تو قدرتی طور پر ایک ایک بات پہاڑ ہوجاتی ہے - یہ انسان کی فطرت ہے - یہ وہ خلا ہے جو بڑی سے بڑی آمدنی سے پر نہیں ہوسکتا اس جوع البقر کی تلافی اگر ہوسکتی ہے تو وہ ایمان ویقین رضائے الٰہی کے حصول اخلاص اور اسلام اور مسلمانوں سے محبت ہے۔

عید خوشی ہونے کی چیز ہے شکر ومسرت کا موقع ہے۔

انعام خداوندی کے مظاہرہ اور تحدیث نعمت کا دن ہے - سب کچھ ہے - لیکن یہ بات ہماری نظروں سے کبھی اوجھل نہ ہونے پائے کہ عید کی حقیقی مسرت کا اصل دن وہ ہوگا جب ہمارے پاس ایسے نوجوان ہوں گے جن کو کسی مشن، مہم اور خدمت سے دریغ نہ ہوگا، ایسے عالم ہوں گے جو ملت کی عملی رہنمائی اپنی ذمہ داری تصور کریں گے اور اس راہ کی صعوبتیں اور ناہمواریاں خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے - ایسے صحافی اور ادیب ہوں گے جو اپنے فرض کو قلم کا مقدس جہاد تصور کریں گے - ایسے سیاسی کارکن اور لیڈر ہوں گے جن کے دلوں میں نئی چیزیں دریافت کرنے اور ایجادات کرنے والوں کا سا شوق و انہماک، امتحان دینے والے طالب علموں کی سی محنت اور پاس ہونے والوں کی سی مسرت ہوگی - کرسی ممبر اسمبلی ہیشہ ان کے لئے ثانوی حیثیت پر رہے گی- ایسے منتظم، تجربہ کار اور ایڈمنسٹریٹر ہوں گے جو اپنے کام کو اس اہم مشن اور مہم کا جز تصور کریں گے - جس میں ملت کا ہر طبقہ شریک ہے - اور جو سب کا مشترکہ اور اجتماعی مقصد ہے - ایسے غریب ہوں گے جو چند پیسے دے کر اپنا حق ادا کریں گے - اور اپنے ہاتھ پیر اور زبان سے حتی المقدور اس ذمہ داری کو پورا کرینگے۔

ایسے امیر ہوں گے جو ملت کی ضروریات اور مسائل کے لئے زیادہ سے زیادہ دینا اپنا فرض اور اپنی سعادت سمجھیں گے۔ اور جب تک ایسا نہ کریں گے ان کے ضمیر کو چین نہ آئے گا۔

یہ اسلامی معاشرہ کی وہ دلکش تصویر ہے جس کے لئے عید کی مسرت ابدی اور لازوال ہے۔ جس کا ہر روز عید اور ہر شب شب برات ہے۔

یہ ان ہدایت یافتہ انسانوں کی عید ہے جن کا قرآن مجید میں اس طرح تذکرہ کیا گیا ہے۔

التکملو العدۃ لتکبروالله علی مہ ھداکم ولعلکم تشکرون -

زکوٰۃ — اور مسلم قوم کی تعمیر و ترقی

اسلام نے جو انفرادی واجتماعی نظام ترتیب دیا ہے اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ امرأ و غربأ کے مابین شفقت وتعاون - اس تعاون کی متعدد صورتیں ہیں ؟ جو لوگ کسی کام کی بحالی کسی صنعت کی ترقی اور کسی کاروبار کے فروغ کا ذریعہ ہیں - ان کی حفاظت ونگہداشت اس انداز سے کی جائے کہ ان کی جسمانی قوتیں اور ذہنی صلاحتیں نشوونما حاصل کرتی رہیں۔

سیدالرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے -
کفابالمرٔ اثما ان یضیع من یقوت (مسلم) انسان کی ہلاکت کے لئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو ضائع کردے جن کی نگہداشت میں اس کے ذمہ ہے " (مفہوم)

اس ارشاد اقدس کی رو سے تمام کارخانہ داروں اور صنعت کاروں بڑے تاجروں اور ان سب لوگوں پر جو دوسروں سے کام لیتے ہیں یہ ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ وہ ان کی جسمانی قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں - اور جوں ہی وہ محسوس کریں کہ ان کے ماتحت کارکن اجرت کی کمی اور معیشت کی تنگی کے باعث ضائع ہورہے ہیں اور ان کے کاروبار میں اتنی گنجائش موجود ہے کہ ان کے شاہروں اور اجرتوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے ان پر واجب ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنے کارکنوں کی امداد کریں۔

دوسری قانونی صورت اسلام جانے کم سرمایہ اور بے سہارا لوگوں کی امداد کی یہ مقرر فرمائی ہے کہ ہر سال امرأ کے مال (اصل سرمایہ مع نفع) کا چوتھائی حصہ غریب و مستحق اور دینی کاموں میں تقسیم کردیا جائے - اگر ایک کارخانہ دار ، زمیندار اور تاجر نے اپنے کارندوں کو تنخواہیں ادا کرنے کے بعد ایک لاکھ روپیہ کمایا ہے اور انتالیس لاکھ روپئے سے اس کا کاروبار چل رہا ہے تو اسلام اس پر یہ واجب کرتا ہے کہ وہ اس چالیس لاکھ میں سے ایک لاکھ روپیہ (بالفاظ دیگر جو نفع اس نے پورے سال میں کمایا ہے وہ سارا) غربأ میں تقسیم کردے - اسلام کی اصطلاح میں اسی صدقہ کا نام زکوٰۃ ہے زکوٰۃ کے بارہ میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیع اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال (انتہائی زہریلے) سانپ کی صورت بناکر اس کے گرد لپیٹ دیا جائے گا جو اسے اپنے جبڑوں میں پکڑ لے گا اور کہے گا " میں تیرا خزانہ اور تیرا مال ہوں۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتا ھم اللہ فضلہ ھو خیراً لھم بل ھوشر لھم سیطوقون

(اور وہ لوگ جو بخل روا رکھتے ہیں یہ گمان نہ کریں کہ ان کا مال ان کے لئے مفید ہے ، وہ ان کے لئے شرانگیز ہے ، عنقریب قیامت کے دن بخل سے جمع کیا ہوا مال ان کو طوق کی صورت میں پہنایا جائے گا۔)

زکوٰۃ جہاں ایک ایسی عبادت ہے جس کی ادائگی سے انکار کرنے والا کافر اور اسلام کے دائرہ سے خارج قرار دیا جاسکتا ہے اور اگر لکوئی ایسی حکومت قائم کرہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اساسی دستور تسلیم کرتی ہو اور احکام شریعت کو نافذ کئے ہوئے ہو تو وہ اس امر کی مجاز ہے کہ زکوٰۃ

کی ادائیگی کو روک لینے والوں کے خلاف علم جہاد کرے۔
وہاں زکوٰۃ کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی معاشرہ میں معاشی اعتبار سے ایسا طبقاتی امتیاز باقی نہ رہے جس کے نتیجہ میں کچھ لوگ تو عیش پرستی اور فضول خرچی کررہے ہوں اور کچھ لوگ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم زندگی گذار رہے ہوں۔ اسلام جس معاشرہ کا تصور دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ معاشی عدل کے علاوہ باہمی اخوت پر بھی مبنی ہے۔ اسلامی اخوت کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ پیٹ بھر کے کھانے والوں کے پڑوس میں کوئی شخص بھوکا رات نہ گزارے۔ اگر کوئی شخص خود شکم سیر ہوکر سوتا ہے اور اس کے علم میں یہ بات بھی آچکی ہے کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے مگر اس نے اس کی بھوک مٹانے کی کوشش نہیں کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "خدا کی قسم! یہ شخص مومن نہیں ہے" (مفہوم)

زکوٰۃ کے بارے میں داعی اسلام (فداہ ارواحنا والنفس) صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے: تؤخذ من اغنیاءھم وتُرد علیٰ فقراءھم (اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر ان ہی کے قرب وجوار میں رہنے والے مستحقین میں تقسیم کردی جائے) (مفہوم)

خلافت راشدہ میں زکوٰۃ کا نظام اسی طرح قائم تھا کہ حکومت کی جانب سے مقرر کردہ تحصیلدار اپنے اپنے علاقوں میں جاتے تھے۔ وہ اغنیاء اور متمول لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے تھے اور حتی الامکان ہر شہر اور ہر بستی کی زکوٰۃ اسی جگہ غربا میں تقسیم کردیتے تھے۔ اور چونکہ اس عہد میں تمام دینی ورفاہی کاموں کی ذمہ داری حکومت پر تھی اس لئے بالعموم مقامی زکوٰۃ تو غرباء میں بقدر ضرورت صرف ہوتی تھی اور مرکزی بیت المال میں جو رقم بمد زکوٰۃ، خراج، غنیمت وغیرہ) جمع ہوتی تھیں ان میں سے مجاہدین (فوج) کے مصارف ادا ہوتے تھے، دینی اشاعت کا کام ہوتا تھا اور رفاہی امور سرانجام دیئے جاتے تھے۔

زکوٰۃ کا یہ نظام کس قدر مفید اور نتیجہ خیز ہے ذرا حساب لگائیے! ایک شہر جس کا کارخانے، صنعت کار، تاجر اور بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں۔ فرض کیجئے اس ایک شہر میں ۴۰ کروڑ روپیہ صنعت و تجارت میں گردش کررہا ہے۔ شرعی ضابطہ کے تحت یہاں ہر سال ایک کروڑ روپیہ بمد زکوٰۃ وصول ہونا چاہئے۔ سوچئے۔ اگر ایک کروڑ اور اوپر کسی بڑے شہر میں ایک ہی وقت میں جمع ہوا اور آپ اسے تعلیم تبلیغ، اعانت فقراء، امداد مساکین اور مسافروں کی خبرگیری کی مدوں میں تقسیم کردیں۔ اور مثلاً آپ اس ایک کروڑ روپے کو یوں تقسیم کریں۔ تعلیم پچیس لاکھ، تبلیغ پچیس لاکھ، مساکین و فقراء چالیس لاکھ مسافر ودیگر رفاہی امور دس لاکھ۔

پچیس لاکھ کے سرمایہ سے کیا آپ ایک عظیم الشان قومی یونیورسٹی یا متعدد دینی کالج یا بیسوں مکاتیب ومدارس قائم نہیں کرسکتے۔ پچیس لاکھ کی رقم اگر مبلغین کے لئے وقف کردی جائے اور اشاعتی ادارے اس رقم کے قائم کئے جائیں تو کیا ہمارے دس شہر بھی ایسے نہ ہوں گے جن میں ایسے تبلیغی واشاعتی ادارے قائم ہوں اور پھر سوچئے کیا یہ ادارے اپنی قوت مجتمع کرکے پورے یورپ اور ایشیا میں یہاں سے مبلغین نہیں بھجوا سکتے۔ اس ہر بڑے شہر میں ۵۰ روپئے فی مستحق کنبہ تقسیم کئے جائیں تو کیا چالیس لاکھ روپے میں ۸۰۰۰ کنبوں کو اس قابل نہیں بنایا جاسکتا کہ وہ اپنی معاشی سرمایہ سے کمائیں؟

اگر دس لاکھ روپئے رفاہی کاموں کے لئے وقف کردیئے جائیں تو اندازہ کیجئے کہ کیا یہ صورت حال موجود رہے گی کہ مسافر اور دوسرے فوری امداد کے مستحق افراد بھوکے راتیں گذاریں اور سڑکوں پر بھیک مانگتے دکھائیں دیں؟

اور یہ تو صرف ایک سال کا کام ہوا۔ اور یہ ہوگا ہر سال دس سال کا منصوبہ کوئی دیانتدار، خداترس، دین سے محبت رکھنے والا ادارہ بنائے پھر دس سال میں زکوٰۃ کے فنڈ سے یہاں کوئی بھیک مانگنے والا روٹی کے لئے عزت نفس

• نامہ نقش کوکن بمبئی

آہیں بھر کر اور سسکیاں لے کر راتیں گزارنے والا فرد آپ کس اپنی قوم میں کہیں دکھائی نہ دے گا۔

ہم انتہائی درد مندی کے ساتھ اس اظہار پر مجبور ہیں کہ اسلام بے پناہ قوت اپنے قوانین وضوابط میں رکھی ہے اس کا اندازہ کسی جماعت نے نہیں کیا اور نہ کوئی ایسا ادارہ اس ملک میں قائم ہوا جو سیاست وقت کی الفریبیوں سے آزاد ہو کر مسلمانوں کو اسلامی احکام پر عمل کرنے پر آمادہ و متوجہ کرتا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ قوم تو مذلت میں ہر لمحے نیچے گرتی چلی گئی اور جاری ہے۔ اور بسا اوقات یہ محسوس ہوتا ہے کہ جس قوم کو لعل وجواہر کے خزانے دیئے گئے تھے وہ کوئلوں کی دلالی ہی سنت دارین سمجھے ہوئے ہے اور جس بدنصیب معاشرہ کو مملکتوں کی امانت سپرد کرنے کے لئے امین بنایا گیا تھا اس کے ذی شعور عناصر کی فکری اور عملی تگ و دو صرف اس حد تک محدود ہے کہ وزارت و ممبری اس کے ہاتھوں میں کب آئے گی؟ ذی شعور طبقات کی اس پست ذہنیت کے باعث ہماری ہر قوت ضائع ہو رہی ہے۔ اور اس کا ہر ضابطہ بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ان حالات میں اگرچہ ان گزارشات کا ظاہری حاصل اس کے سوا کچھ برآمد نہیں ہو سکتا کہ فرض ادا ہو جائے۔ لیکن اس ادائیگی فرض ہی کی خاطر یہ اپیل لوک رنی ہی پڑے گی کہ خدا کے جن بندوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ زکوٰۃ کو ملت کی تعمیر نو کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے وہ بجائے اس کے کہ دس دس، پانچ پانچ دینی مدارس کو کچھ چندہ دیدیں وہ اپنے اپنے ہم خیال مالداروں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنی زکوٰۃ ایک جگہ جمع کریں اور پھر جتنی رقم جمع ہوا اسے اس طرح خرچ کریں کہ وہ جس مستحق کو دیں وہ اس لائق ہو جائے کہ اس سرمایہ سے وہ روٹی کما سکے۔ جس دینی درس گاہ کو وہ زکوٰۃ ادا کریں وہ سال بھر کے مصارف سے بے نیاز ہو جائے۔ جو دینی یا رفاہی ادارہ وہ اس زکوٰۃ سے قائم کریں وہ سفیروں کو دیدی بھیجنے کی ذلت سے بچ جائے اور اطمینان کے ساتھ اپنے تبلیغی، اشاعتی اور رفاہی کاموں کو انجام دے سکے۔

آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

احمد رشید شیرازی

مسلمانوں میں "پدرم سلطان بود" کی رٹ لگانے
لے بہت ہیں آئے دن ہم کو یہ پڑھنے کو ملتا ہے کہ ہمارے
اجداد نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اس حقیقت بھی کافی ہوتی ہے۔
ی ایک زمانہ تھا جب مسلمان اپنے عہدہ کے سب سے زیادہ
ں یافتہ لوگ تھے۔ مسلمانوں نے یونان اور روم سے ان
، تمام قدیم علوم حاصل کرلئے۔ علم طب علم کیمیا،
ِات، حیوانیات، نباتیات، راضی، فلسفہ اور دوسری طرف
انوں نے ہند سے بھی بہت کچھ سیکھا، چین سے بہت سے
م حاصل کئے۔ اس زمانے میں یہی علوم کے مراکز تھے
سلمانوں نے ان سے علوم حاصل کرکے یکجا کیا اور پھر خود
بے، مشاہدے کئے، سوچا سمجھا اور اس زمانے کی دنیا میں
، سے زیادہ ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ہوگئے۔

نہ صرف خود تعلیم یافتہ ہوگئے بلکہ مسلمانوں نے دنیا کو
ے لے جانے میں زبردست رول ادا کیا۔ بھارت سے ہندسہ
ہر (نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھارت سے لیا گیا)
ں نے جدید علم ریاضی کی بنیاد ڈالی تب تک بھارت کے
، باقی دنیا کو صفر یا "شونیہ" یا زیرو کا علم نہ تھا۔ دس
ن میں (×) کی طرح اور عربی میں عصر لکھا جاتا تھا۔
ومن میں ان کی طرح یا عربی میں یا کی طرح لکھا جاتا تھا۔
، ضرب دیتے ہوں گے؟ کیسے تقسیم کرتے ہوں گے؟
ے بھارت سے صفر لے کر ۱، ۲، ۳، ۴ سے لے کر ۱۰، ۱۱
اور پھر ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲ وغیرہ اس طرح ہندسے لکھنے کے
ضرب اور تقسیم آسان ہوا۔ جدید میتھمیٹکس کی بنیاد پڑی جس
، تمام سائنسی علوم کی ترقی میں بہت مدد ملی۔ الجبرا سے تو

اور بھی انقلابات جیومیٹری سے تعمیرات کی نئی راہیں سوجھیں۔
مسلمانوں نے عالیشان عمارتیں بنائیں۔ سڑکیں بنائیں اور ان پر
پلے پل بنائے، ان سے دریا عبور کئے۔ ریاضی اور جیومیٹری کی
مدد سے علم نجوم کی نت نئی دریافتیں دنیا کے سامنے آئیں
ستاروں کی دوری، ان کا سائز اور ان کی رفتار کی پیمائش آسان
ہوئی۔ علم نجوم کی مدد سے سمندر پر سفر کرتے وقت یہ
معلوم رہتا تھا کہ ہم کہاں ہیں۔ سائنس کی مدد سے بہتر جہاز
بنے۔ سمندروں پر مسلمانوں کے جہازوں کا بول بالا ہوا بین
الاقوامی تجارت انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ دنیا ان کے قدموں
میں تھی واقعی ہمارے آباد واجداد اپنے زمانے کے بادشاہ تھے
تجارت وصنعت وحرفت کے بادشاہ، سائنس اور میتھمیٹکس کے بادشاہ
- علم کے بادشاہ، کیونکہ ان میں سے کافی اسلام کے ان
احکام پر عمل کرتے تھے کہ علم حاصل کرنا فرض ہے ہر ایک
مسلم مرد عورت پر۔ علم حاصل کرو گہوارہ سے قبر تک، اور علم
حاصل کرو چاہے چین جاکر اور وہ دعا کرتے تھے کہ اے میرے
رب میرے علم کو زیادہ کر۔

لیکن آج مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ
ساری دنیا اسلام کے مندرجہ بالا احکام پر عمل کررہی ہے
سوائے خود مسلمانوں کے آج اگر ہم کہیں بھی اس دنیا میں ان
تمام علوم کی جدید شکل کا آغاز کرنے والے ہمارے آباد واجداد
تھے۔ ہمارے ہی پیش رو تھے تو جو نہیں جانتا ہے وہ ہم پر
ہنسے گا یہ سوچ کر کہ شاید ہم پاگل ہوگئے ہیں اور جو جانتا ہے
وہ ہم پر ہنستے گا یہ کہہ کر کہ واہ میاں شہزادے تم کہاں سے
کہاں آن گرے"!

کچھ نام نہاد مولوی حضرات کہتے ہیں کہ اب مسلمان لہو لعب میں پڑ گئے ہیں۔ کچھ مسلمان پڑ گئے ہوں گے لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ مسلمان تقریباً ہمیشہ لہو لعب میں پڑے رہتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور (جو بمشکل ۵۰ سال چلا) کے بعد وہ کون سا دور گزرا جو کچھ مسلمان لہو لعب میں نہ تھے؟

اور آج بھارت کے نوے فیصد مسلمان، بچارے کون سے لہو لعب میں پڑے ہیں؟ پھر پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی تن ڈھکنے کو نہ ہی بچاروں کے پاس کپڑا ہے اور الزام یہ ہے کہ آج کل کا مسلمان لہو لعب میں پڑ گیا ہے۔ اور عیش میں خدا کو بھول گیا ہے۔

اصل وجہ یہ ہے کہ کہ مسلمان زمانے سے پیچھے رہ گئے جن لوگوں نے اس قدیم دین کو اس جدید دور میں داخل کیا ان کی اولاد رفتہ رفتہ کاہل، غافل اور آرام طلب ہوتی گئی۔ ان کے پس ماندگان واقعی پس ماندہ ہو گئے۔ وہ علم کے متعلق اسلام کی ان زریں تعلیمات کو فراموش کر بیٹھے۔ دوسرے آگے بڑھتے گئے یورپ نے یہ تمام جدید تعلیم مسلمانوں سے لئے مگر ظاہر ہے پھر ان کو اور ترقی دی، آگے بڑھایا اور ایک دن وہ آیا جب مسلمان یورپ والوں کے قدموں میں پڑے تھے۔ ان کی ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ یورپین سامراجیوں کی جنبش ابرو سے مسلم ملکوں میں وزیراعظم ہو جاتے تھے۔ بادشاہ تخت سے اتار دیئے جاتے تھے۔

کاروان ہستی نہ میرے لئے رکتا ہے نہ تیرے لئے وہ تیزگام آگے بڑھتا جاتا ہے۔ جو سست رفتار اس کے ساتھ نہیں چل پاتے وہ نہ صرف پیچھے رہ جاتے ہیں بلکہ اس دوڑتے ہوئے کارواں کے پیروں تلے روند ڈالے جاتے ہیں اور پھر داستانوں میں ان کی داستان بھی مشکل ہی سے ملتی ہے۔

یہ کہہ دینا آسان ہے کہ مسلمان خراب ہیں تو کیا ہوا اسلام تو بہت اچھا ہے۔ لیکن دنیا نے تو اسلام کو مسلمانوں ہی سے جاننے لگی۔ اگر ہم پارسیوں کو سدا اونگھتا ہوا دیکھیں گے تو ہم تو یہی سمجھیں گے کہ شاید ان کے مذہب میں ہی تلقین ہوگی۔ آج جب ہم ان کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران دیکھتے ہیں۔ ان کو صنعتوں کا مالک، ہر فن کا استاد دیکھتے ہیں اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نہ صرف خود اچھا کھاتے پہنتے بلکہ لاکھوں کروڑوں روپیہ فلاح عام کے لئے دیتے ہیں تو ہم ان کے مذاہب کی بابت بھی اچھی باتیں سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

میں نے جب علم کے متعلق اسلام کی تعلیمات کچھ غیر مسلم بھائیوں کو بتائیں تو کچھ بولے، کیا سچ مچ اسلام میں یہ بتایا گیا ہے؟ کہیں تم نے اپنے دل سے تو نہیں گھڑ لیا؟ یقین نہیں آتا کہ اسلام نے علم کو اتنی اہمیت دی تھی۔ کیونکہ مسلمانوں کو دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ شاید ان کے مذہب میں پڑھنا لکھنا گناہ ہو"۔

غور فرمائیے کہ مسلمان اپنی جہالت، اپنی حماقت سے دنیا کے مقدس ترین، عظیم ترین مذہب کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔ کچھ نام نہاد مولویوں نے اسلام کو ایسا بنا کر پیش کیا کہ دوسروں کے اوپر بلکہ خود مسلمانوں کے اوپر یہ اثر پڑا کہ اسلام میں جدید تعلیم کی ممانعت ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے برابر تو کیا کسی اور مذہب نے تعلیم کی طرف اسلام سے آدھی بھی توجہ نہیں دی۔ لیکن اسلام کو بدنام کرنے والے، اسلام کو مسخ کرنے والے، مسلمانوں کو تباہی کے غار میں ڈھکیلنے والے کچھ اپنی چکنی چپڑی کے لئے مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہے کہ جدید علوم نہ حاصل کرو ورنہ دین سے ہاتھ بیٹھو گے۔

آج دنیا کہاں سے کہاں پہنچی ہے؟ آج جو کسان زراعت کے جدید طریقے نہیں اپنائے گا اس کے کھیت میں چار کوئنٹل فی ایکڑ پیدا وار ہوگی۔ جو کسان علم زراعت سے واقف ہوگا اس کے کھیت میں فی ایکڑ بیس کوئنٹل پیدا ہوگا جاہل کسان

کہیں کا نہ رہے گا۔ کچھ دنوں میں اس کی زمین بھی بک جائے گی اور وہ بھیک مانگے گا۔ کیونکہ یہ دنیا کی ہے یہ رعایت نہیں کرتی۔

آج انسانوں نے بہت سی بیماریوں پر قابو پالیا ہے پہلے ہر ایک کے دس دس بچے پیدا ہوتے تھے مشکل سے چار جی پاتے تھے تپ دق سے ہزاروں لوگ مرجاتے تھے۔ ہر چند سال کے بعد طاعون، ہیضہ، چیچک کی وبا پھیلتی اور لاکھوں لوگ مرجاتے تھے آج ان میں سے بیشتر بیماریوں پر کافی حد تک کنٹرول کرلیا گیا ہے۔ اس لئے آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اب ہمیں وہیں سے پوگنا اگانا ہے نہیں تو بھوکے مرجائیں گے اس لئے ہمیں کھیتی کے جدید ترین علوم پر عبور حاصل کرنا ہے اور نئے قسم کے بیج نئی کھادیں نکلیں گی۔ یہ پتہ چلانا ہوگا کہ کون سی بین، کون سے کھاد کون سے بیج کے لئے موزوں ہے تب ہی پوری پیداوار کرکے بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرسکیں گے ورنہ اس ملک میں کھانا ملنا مشکل ہوجائے گا۔ ملاصاحبان بھوکے مرجائیں گے۔

اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو واضح ہدایات دی ہیں کہ علم حاصل کرو۔ اللہ کی کائنات کے بارے میں اللہ کی بنائی ہوئی زمین کے بارے میں، اس پر اللہ کی تمام مخلوقات کے بارے میں، علم حاصل کرو سمندر کے بارے میں ان کی گہرائیوں میں اللہ نے تمہارے لئے نعمتیں چھپا رکھی ہیں۔ ان تک کیسے پہونچو گے اگر علوم بحریات نہیں پڑھو گے؟ سمندروں میں انواع اقسام کی غذائیں ہیں۔ جڑی بوٹیاں ہیں۔ جن سے ضرورت کی بہت سی چیزیں بن سکتی ہیں۔ جتنی نعمتیں پر ہیں ان کے دس گنی سمندروں میں ہیں مگر ہم کو معلوم کیسے ہوگا۔ جب تک میرین بایولوجی اور میرین یونٹی نہیں پڑھو گے؟

جب تک تم علوم معدنیات نہ پڑھو گے تب تک تمہیں خبر کیا ہوگی کہ اللہ نے تمہارے لئے اس زمین کے نیچے کیا خزانے جمع کر رکھے ہیں؟ اگر تم جاہل رہو گے تو تم اللہ کی نعمتوں سے محروم رہو گے۔ دوسرے تعلیم یافتہ ہوں گے تو وہ ان نعمتوں کو حاصل کریں گے، تم جاہل محروم رہو گے۔ یاد رکھو۔ اسلام کی ضد ہے جاہلیت اسلام جاہلیت کا خاتمہ کرنے آیا ہے۔ اللہ کو پہچاننے کے لئے بھی اللہ کی تمام تخلیقات کی بابت علم مفید اور ضروری ہے۔

اللہ نے ہمیں اتنی بڑی نعمت عطا کی کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہم کو بار بار بتایا کہ علم حاصل کرو۔ اس سبق سے تمام دیگر نعمتیں حاصل کرنے کے دروازے ہم پر کھل گئے۔ کیا ہم اس نعمت عظیم کو ٹھکراتے رہیں گے کیا ہم اتنا بڑا کفران نعمت کرتے رہیں گے؟

ذہانت، جبلّت، عادت

انسان اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہتا ہے، کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے ہاتھ اشیاء کو تھام سکتے ہیں، وہ بول سکتا ہے، لکھ اور پڑھ سکتا ہے، اس کا دماغ دوسرے تمام جانداروں سے بڑا ہے اور وہ سب سے زیادہ ذہین ہے۔ ان خصوصیات نے انسان کو غاروں اور جنگلوں سے نکال کر اس قابل بنادیا کہ وہ ستاروں پر کمند ڈالنے کی باتیں کرسکے۔

ذہانت صرف انسانوں ہی کے حصے میں نہیں آئی بلکہ حیوانات بھی ذہین ہوتے ہیں بعض حیوانات میں کئی خصوصیات انسان سے مشترک ہیں۔ مثلاً انسان نمابندروں کی روزمرہ زندگی انسانی زندگی سے بہت مشابہ ہے، طوطا بڑا اچھا نقال ہے، کبوتر ماہر ڈاکیہ ہے۔ کئی جانور خود بول تو نہیں سکتے لیکن انسان کے اشارے سمجھ سکتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں کسی سونڈی کو مخصوص غذا دے کر اس میں ایسی خصوصیات پیدا کردیتی ہیں کہ وہ ملکہ بن جاتی ہے جس کا کام صرف انڈے دینا ہوتا ہے اس طرح یہ مکھیاں موسم سرما کے لئے غذا جمع کرتی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ایک خاص قسم کی چیونٹی اپنے لئے فنگس کی فصل بھی کاشت کرتی ہے۔

یہ درست ہے۔ لیکن پھر بھی انسان اور حیوانات کے درمیان ایسا وسیع خلیج پایا جاتا ہے جسے کبھی نہ پاٹا جاسکے گا۔ اور جو وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ حیوانات میں بے شمار خامیاں ہیں۔ جو انہیں انسان کی طرح ترقی سے روکتی ہیں۔ اس کے برعکس انسان کم از کم مادی زندگی میں خامیوں سے مبرا ہے۔

قوت گویائی، قوت برداشت، تدبیر، علم، استدلال اور ضمیر ایسی نعمتیں ہیں جو صرف انسان کے حصے میں آئی ہیں۔ انسان کے ذہن میں ماضی، حال اور مستقبل کا پورا احساس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حیوانات کو کیا ملا؟ تھوڑی سی ذہانت اور جبلتیں، جن کے ذریعے انہیں گرد وپیش کا کچھ احساس ہوتا ہے۔

ہم احساس اور قوت تدبیر کو ذہانت کہہ سکتے ہیں۔ ایک ذہین آدمی ذہنی طور پر چوکس ہوتا ہے غیر متوقع صورت حال میں وہ ہتھیار ڈالنے کے بجائے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن ایک کم ذہین یا غبی آدمی اگرچہ ایک مسئلے کو بار بار دہرانے کے بعد حل کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ لیکن ایک ذہین آدمی کے برعکس وہ نئے مسائل سے نہیں نپٹ سکتا۔ کسی شخص کی ذہانت کا معیار جانچنے کے لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کتنی مدت میں کسی مسئلے کا حل تلاش کرسکتا ہے۔ ذہین آدمی کند ذہن آدمی کی بہ نسبت کم وقت میں کوئی تدبیر سوچ لیتا ہے لیکن کند ذہن آدمی غیر متعلق باتوں میں وقت ضائع کردیتا ہے۔

ایک دماغی اسپتال میں چند دماغی مریضوں کو پانی کا ایک حوض خالی کرنے کے لئے کہا گیا اسی دوران پانی کی ایک ٹونٹی کے ذریعہ حوض میں مزید پانی چھوڑ دیا گیا۔ جب پانی کی مقدار میں اضافہ ہونے لگا تو ان مریضوں نے ٹونٹی پر توجہ دینے کے بجائے تیزی سے پانی نکالنا شروع کردیا۔ ایک صحیح الدماغ آدمی یقیناً سب سے پہلے پانی زیادہ ہوجانے کی وجوہات پر غور کرتا۔ اس سے ملتے جلتے اصولوں سے ذہانت کا

ایک مخصوص حد تک ذہانت موروثی ہوتی ہے۔ لیکن ذہین یا غبی ہونے کا انحصار والدین کے ذہین یا غبی ہونے پر نہیں ذہانت کا ایک بڑا حصہ ہم اپنی زندگی میں حاصل کرتے ہیں۔ اس کا تعلق براہ راست اس بات سے ہے کہ ہم نے موروثی ذہانت کو کس طور سے استعمال کیا۔ موروثی ذہانت بہت لچکدار ہوتی ہے۔ اسے کسی بھی اچھے یا برے کام کے لئے کام کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ والدین اور اولاد ذہانت کے معاملے میں عموماً بالکل مختلف ہوتے ہیں کسی فن یا زبان میں مہارت اسی حاصل کردہ ذہانت یا قابلیت پر منحصر ہوتی ہے اس کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالب اگر شاعری کے بجائے سائنسدان ہوتا تو اتنا ہی نام پیدا کرتا۔ لیکن یہ بیان مشکوک ہے۔ مذکورہ بالا اصول کو ہم اتنی آزادی سے استعمال نہیں کرسکتے، کیونکہ موروثی ذہانت اور حاصل کردہ ذہانت میں ایک خاص رشتہ ہوتا ہے شاعر میں سائنسدان بننے کے جراثیم موجود ہونے چاہئیں۔ فنون لطیفہ میں مہارت کا زیادہ تر انحصار موروثی ذہانت پر ہوتا ہے۔ سولہ سال تک کی عمر میں ذہانت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بعد زیادہ تر بچوں میں ذہانت کی نشوونما رک جاتی ہے۔

پہلے پہل یہ نظریہ عام تھا کہ انسان ذہانت سے کام لیتا ہے، لیکن حیوانات جبلت کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں، تجربات نے اس نظریے کو غلط ثابت کردیا ہے۔ چمپنزی دنیائے حیوانات کا ذہین ترین رکن ہے۔ اس کی ذہانت کا امتحان لینے کے لئے کیلے کا ایک گچھا کوئی دس فٹ بلندی پر باندھ دیا گیا، اور دو تین چھڑیاں چمپنزی کے سامنے پھینک دی گئیں کیلے دیکھ کر چمپنزی کے منہ میں پانی بھر آیا بیچارہ بہت اچھلا لیکن کیلوں تک نہ پہونچ سکا۔ اس کی نظر چھڑی پر پڑی تو اس نے چھڑی اٹھائی اور پھر کوشش کی لیکن چھڑی خوراک سے ایک فٹ ادھر ہی رہ جاتی بالآخر وہ تھک کر بیٹھ گیا اور کیلو سے بے پرواہ ہوکر چھڑیوں سے کھیلنے لگا۔ شرارتاً اس نے دونوں چھڑیا جوڑ دیں۔ ان کی لمبائی دیکھ کر وہ معاً اٹھا اور کیلے توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ چھڑیاں کئی دفعہ علیحدہ ہوئیں لیک وہ انھیں پھر جوڑ لیا۔ بالآخر وہ کیلے گرانے میں کامیاب ہوگیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ محض جبلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ذہانت کا کرشمہ تھا۔

اسی طرح بلیوں اور کتوں کو مخصوص قسم کے پنجروں میں بند کرکے ان کی ذہانت کا امتحان لیاگیا۔ ان پنجروں کس کھولنے کے لئے تھوڑی سی ذہانت درکار تھی۔ جبلت کے تحت انہوں نے آزاد ہونے کی کوشش کی۔ عموماً انھیں ناکامی ہوئی۔ اکثر تجربات میں کسی فوری خیال سے وہ مسئلے کو حل کرنے کے قابل ہوئے دراصل حیوانات میں مشاہدہ کرنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے قوت بہت کم ہے۔ اسی بات کو ہم دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرسکتے ہیں کہ وہ انسان کی بہ نسبت بہت کم ذہین ہیں۔ حیوانات عموماً جبلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ مظاہرے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔

ہم ایل مچھلی کی مثال لیتے ہیں۔ ایل دس سال میں بالغ ہوتی ہے۔ اس وقفے کے بعد وہ تالابوں اور جوہڑوں سے نکل کسی قریبی ندی کا رخ کرتی ہے اور اسی تلاش میں وہ میلوں گھاس اور جھاڑیوں میں راستہ بناتی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ندی کے ذریعے وہ سمندر میں پہونچتی ہے۔ اور سمندر کی گہرائیوں میں انڈے دیتی ہے بعض اوقات وہ انڈے دینے کے لئے آبائی وطن سے ہزاروں میل دور جاپہونچتی ہے۔ انڈے دینے کے بعد یہ مچھلیاں مر جاتی ہیں۔ انڈوں سے ننھی مچھلیاں برآمد ہوتی ہیں۔ ان کی موروثی جبلت انھیں اسی راستے واپس اپنے جوہڑوں میں لے جاتی ہے جہاں سے ان کے والدین آئے تھے اور دس سال بعد پھر یہ مچھلیاں انھی راستوں سے گزرتی ہوئی گہرے سمندر میں پہونچ جاتی ہیں۔ اس معاملے میں ارادے کا نہیں بلکہ جبلت کا کرشمہ ہوتا ہے۔

آنکھ

قدرت کا قیمتی عطیہ
اس کی حفاظت کیجئے

آنکھیں قدرت کا بہت قیمتی تحفہ ہیں - اس جہان
یو سے ہم انہیں دو آنکھوں کی بدولت فیض اٹھاتے ہیں
) اردو شاعری میں بھی آنکھوں کو اہم مقام حاصل ہے -
اعر

لب کچھ بھی کہیں ان سے حقیقت نہیں کھلتی
انسان کے سچ جھوٹ کی پہچان ہیں آنکھیں

لیکن ذرا سی بداحتیاطی اور لاپرواہی آنکھوں اور بینائی
ن پہونچا دیتی ہے- آج کل تو بہت کم عمر کے بچے بھی
اتے ہوئے نظر آتے ہیں - آنکھوں کو کون سی بیماریاں
رتی ہیں اور بینائی پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کے لئے
ریں کی جاتی ہیں ؟ اس بارے میں ہم ڈاکٹر بریڈے آر
ا کی بعض اہم احتیاطی تدابیر تحریر کررہے ہیں- ڈاکٹر
ا امریکہ کی کیلی فورنیا یونیورسٹی میں امراض چشم کے ماہر

اکٹر بریڈلے کے مطابق آنکھوں کی بیماریوں میں مکمل
ن موتیا بند ، بھینگا پن اور گلاکوما (سبز موتیا) شامل ہیں-
ے علاوہ بعض اوقات دوسری بیماریاں بھی بینائی پر اثر
رتی ہیں - مثلاً اگر کوئی دس سال سے زیادہ ذیابیطس کے
میں مبتلا ہے فوراً آپریشن کرکے موتیا کو نکال دیا جاتا
ہے - کیونکہ دیر ہونے کی صورت میں آنکھ کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے - عام طور پر اس قسم کے آپریشن کے مریض اک روز بعد اسپتال سے گھر چلے جاتے ہیں لیکن زیادہ عمر کے لوگوں کو ہفتہ سے لے کر دس دن تک اسپتال میں رکھا جاتا ہے-

اکثر اوقات آنکھوں کے ڈاکٹروں کی طرف سے گلاکوما سے بچنے کی تلقین کی جاتی ہے - اس میں بہت سی بیماریاں شامل ہیں اس بیماری میں آنکھ کے اندر موجود مائع کی سطح بڑھنے لگتی ہے - اور اس کے نتیجے میں آنکھ کی ساخت پر اثر پڑتا ہے اور دیکھنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے - ایک صحت مند آنکھ میں مائعات پر ایک مخصوص دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے جس میں بنا پر چیزیں نظر آتی ہیں - گلاکوما میں یہ دباؤ میں اپنی مقررہ حد سے تجاوز کرجاتا ہے جس کی وجہ سے آنکھ کے اندر کے نازک حصے تباہ ہوجاتے ہیں - اس بیماری کی تشخیص مختلف آلات کو آنکھ پر لگاکر کی جاتی ہے - اور جب مرض کی تشخیص ہوجاتی ہے تو پھر دوسرے ٹیسٹ لئے جاتے ہیں لیکن اس کی پہلے سے کوئی علامات نہیں ہوتی ہیں - عام طور پر جب گلاکوما بڑھ جاتا ہے تب ہی اس کا علم ہوتا ہے لیکن اس وقت تک مریض کی بینائی متاثر ہوچکی ہوتی ہے کبھی کبھار آنکھوں کے سامنے دھند



اس بیماری کی علامت ہے - اس بیماری کی ایک قسم اور بھی ہوتی ہے - جو چند گھنٹوں میں لاحق ہوجاتی ہے - اس میں آنکھ کا سرخ ہونا زور ہونا اور آنکھو سے پانی بہنا وغیرہ شامل ہیں۔

اس مرض کے شناخت کے فوراً بعد دواوں سے ، اور اگر زیادہ شدید ہوتو جراحی (سرجری) کے ذریعہ بینائی کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے - یہ مرض عام طور پر بال مرغ ہونے پر ہوتا ہے - اس لئے ڈاکٹر عام لوگوں کو ہمیشہ یہ تلقین کرتے ہیں آنکھ میں معمولی سی بھی تکلیف ہو تو اس کا فوراً کسی ماہر امراض چشم سے معائنہ کرانا چاہئے - ویسے بھی ہر دو سال بعد آنکھوں کا معائنہ کرانا ضروری ہے۔

اکثر اوقات مختلف قسم کے حادثات آنکھوں کی بینائی کو زائل کردیتے ہیں ان میں ٹریفک کے حادثات اور گھریلو تنازعات وغیرہ ہیں جس میں معمولی ضربات بھی شامل ہیں - اس کے علاوہ کاروں میں لگائی جانے والی بیٹری میں استعمال ہونے والا تیزاب بھی آنکھ کو نقصان پہونچاتا ہے۔ عام طور پر لوگ کاروں کا بوٹ کھول کر اندر کی طرف جھانکتے ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض اوقات یہ اچانک کھل کر چاروں طرف تیزاب پھیلادیتے ہیں اس قسم کے حادثات میں آنکھ کا شفاف پردہ متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے بینائی زائل ہوجاتی ہے یا کم ہوجاتی ہے۔

بھینگا پن بھی آنکھ کا ایک مرض ہے اس کا علاج بچپن ہی میں کروالینا چاہئے - کیونکہ اس وقت ڈاکٹر چشمے کے ذریعہ یا سرجری کے ذریعہ بچپن کے بصارت کے رخ کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر اس کی بروقت علاج نہ کیا جائے تو عمر کے ایک حصے میں جاکر قریب نظری کی شکایت ہوجاتی ہے جس میں بینائی میں مستقل طور پر کمی آجاتی ہے - ویسے بھی بچے کی آنکھوں کا تین چار سال کی عمر سے معائنہ کروانا چاہئے - کیونکہ جیسے جیسے بچہ بڑھتا جاتا ہے اس کی بینائی اور دیکھنے کی صلاحیت بھی متاثر ہوتی جاتی ہے۔

فضا اور پانی کی آلودگی بھی ہر گھر میں عام ہے۔ لیکن اگر ڈاکٹر کی بتائی ہوئی احتیاط کے مطابق ٹی وی پروگرام مناسب فاصلے سے دیکھا جائے تو آنکھیں نقصان سے محفوظ رہ سکتی ہیں ورنہ بصورت دیگر بینائی میں کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے۔

تمباکو — خودکشی کا مہذب طریقہ

آج کے انسان کا المیہ یہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جدید تہذیب نے بھی انسانی معاشرے کو لاتعداد اذیت ناک مسائل سے دو چار کیا ہے۔ انہی مسائل میں سے سب بڑا مسئلہ ، جس سے انسانی صحت کو خطرہ لاحق ہے ، وہ منشیات کے استعمال کا فروغ ہے۔ یوں تو منشیات میں بہت سی چیزیں شامل ہیں جو انسان کو اخلاقی ، معاشرتی اور جسمانی تباہی کی طرف لے جارہی ہیں۔ لیکن ان میں سب سے خطرناک اور حصول میں آسان سگریٹ نوشی کی بڑھتی ہوئی وبا ہے جس نے آج ہمارے معاشرے کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

دنیا بھر کے ماہر نفسیات ، جسمانی معالجین اور سگریٹ نوشی پر تحقیقاتی رپورٹیں تیار کرنے والے اداروں نے مشترکہ اور متفقہ طور پر سگریٹ کو انسانی صحت کا بدترین دشمن قرار دیا ہے۔ اسے خودکشی کا مہذب طریقہ بتایا ہے۔ اور نئی تہذیب کے لئے میٹھا زہر تصور کیا ہے۔ مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر املیٹس آشز کا کہنا ہے کہ "میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے اگر وہ کافی دیر تلک زندہ رہے تو ضرور اس میں سرطان پیدا ہوجائے گا۔ لیکن اگر کوئی چیز اسے سرطان سے بچاسکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ سرطان سے پہلے وہ کسی دوسری بیماری سے مرجائے"۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سگریٹ نوشی سے شرح اموات دیگر بیماریوں کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اس بات کا ثبوت برطانیہ میں سالانہ چالیس ہزار اموات سے بھی ملتا ہے۔ جن میں دس ہزار اموات کا تعلق براہ راست سگریٹ نوشی کے باعث ہے۔

اس تلخ حقیقت کے باوجود سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم سگریٹ کیوں پیتے ہیں؟ جب کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سگریٹ نوشی نہ صرف صحت کی بربادی کا پیغام ہے بلکہ اس پر ہم اپنے خون پسینے کی کمائی بھی خرچ کرتے ہیں۔ ایک تفصیلی جائزے اور مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ لوگ گھریلو پریشانیوں ، الجھنوں اور دیگر مایوسیوں اور ناکامیوں کی صورت میں سگریٹ نوشی کی طرف راغب ہوتے ہیں - اور سگریٹ نوشی کو ذہنی سکون کی علامت تصور کرتے ہیں - لیکن امریکہ کے ایک معروف ماہر نفسیات نے اپنے ایک مضمون میں سگریٹ نوشی کے اس جواز کی صحت سے انکار کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خوش فہمی اور خود فریبی کے علاوہ کچھ نہیں اور یہ محض حقیقتوں کا سامنا نہ کرنے کا ایک خوش کن بہانہ ہے۔ قدرت نے انسان کو ایسی عظیم صلاحیتیں عطا کی ہیں جنہیں بروئے کار لاکر انسان ہر غم کو مسرت و خوشی میں بدل سکتا ہے۔

مذکورہ ماہر نفسیات نے اپنے مضمون میں تحریر کیا ہے کہ "کاغذ کے ایک ٹکڑے (سگریٹ) کا مطیع ہوجانا انسانیت کی توہین ہے - بلاشبہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ انسان وقتی اور لمحاتی سہاروں کے بجائے اگر اپنی فطری صلاحیتوں سے کام لے تو مایوسی اور افسردگی کا قلع قمع ہوسکتا ہے۔ بہرطول سگریٹ نوشی کی طرف رجحان کے محرکات کچھ بھی ہوں - یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سگریٹ کا استعمال صحت عامہ کے لئے ایک خطرہ اور اس رجحان کو تقویت اور فروغ فکر صحت کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

دنیا بھر کی حکومتوں نے سگریٹ نوشی کو خطرناک قرار دیتے ہوئے ایک کی روک تھام کے لئے موثر اقدامات کئے ہیں - یہ ایسے ممالک ہیں جہاں علاج معالجہ کی بہتر سہولتیں ہیں - روپے پیسے کی ریل پیل ہے ، سرطان اور کینسر پر قابو پانے کے لئے جدید تحقیق ہورہی ہے - لیکن ہندستان کے ایک ترقی پذیر ملک ہے ، ترقی یافتہ ممالک کی بہ نسبت یہاں علاج معالجہ کی سہولیات کم ہیں - ان حالات میں ہم اہل خوش فہمی کے بل بوتے پر سگریٹ نوشی کا شکار ہوکر نہ صرف یہ کہ کروڑوں روپے سالانہ برباد کریں بلکہ بیماریوں کا بھی شکار ہوں اور انفرادی صحت کی بربادی کے ساتھ ساتھ اجتماعی صحت کو بھی لے ڈوبیں۔ہم سگریٹ نوشی کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز محکمۂ صحت کی نذر کررہے ہیں۔

معاشرے میں سگریٹ نوشی کی حوصلہ شکنی کی جائے - سگریٹ کے ہر پیکٹ پر یہ تحریر کیا جائے کہ سگریٹ انسانی صحت کا دشمن ہے۔ریل گاڑیوں ، بسوں اور سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔سگریٹ پر ٹیکس کی شرح میں اضافہ کردیا جائے۔

سگریٹ ساز کمپنیوں کے پروپگنڈے کو سختی سے روکا جائے اور سینما گھروں ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سگریٹ کے اشتہارات پر پابندی لگائی جائے۔

نابالغ بچوں کے ہاتھ سگریٹ فروخت کرنے کی ممانعت کی جائے - اشتہارات میں مضامین اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سگریٹ نوشی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

دو نمبر موت

ایک ناگہانی موت ہوتی ہے - اور دوسری موت ہے کینسر کے ذریعے - دنیا میں ہر سال پچاس لاکھ آدمی کینسر کے باعث موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

تاریخی شخصیت

سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی، صوبہ بہار کے ایک مردم خیز گاؤں دیسنہ (ضلع پٹنہ) میں ۲۳ صفر ۱۳۰۲ھ / ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۸۴ کو پیدا ہوئے۔ وہ زیدی سادات کے خاندان سے تھے جس میں قابل قدر علماء اور اطباء گذرے ہیں گھر پر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ دنوں پھلواری شریف (پٹنہ) اور دربھنگہ میں بھی تحصیل علم کے لئے رہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم ندوہ لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ ان کا سب سے پہلا مضمون ۱۹۰۳ میں "وقت" کے عنوان سے رسالہ مخزن لاہور میں چھپا۔ جس کے ایڈیٹر اس وقت اردو کے مشہور اہل قلم شیخ عبدالقادر تھے۔ اسی سال ان کا دوسرا مضمون "علم اور اسلام" کے عنوان سے علی گڑھ منتھلی میگزین میں تعریفی نوٹ کے ساتھ شائع ہوا۔ ۱۹۰۴ میں مولانا شبلی ندوی کے معتمد ہوکر لکھنؤ آئے تو سید سلیمان نے اپنی خوشی کا اظہار ایک فارسی قصیدے میں کیا مولانا شبلی میں، جوہر شناسی کا ایک خاص مادہ تھا۔ چنانچہ سید صاحب کو اپنے دامن تربیت میں لے لیا۔ مولانا شبلی کے پاس مصر و شام کے عربی رسائل بکثرت آتے تھے۔ سید صاحب ان کا برابر مطالعہ کرتے رہے جس سے ان میں جدید عربی ادب کا ذوق پیدا ہوا اور یہ ذوق رفتہ رفتہ اتنا بڑھا کہ وہ جدید عربی کے بھی اچھے ادیب شمار کئے جانے لگے۔ جمادی الآخر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ میں مولانا شبلی نے ندوۃ العلماء کی طرف سے ایک ماہانہ رسالہ الندوہ نکالنا شروع کیا جس نے اردو زبان میں سنجیدہ مضمون نگاروں کی ایک قابل قدر جماعت پیدا کی۔ سید صاحب نے طالب علمی ہی کے زمانے میں علمی ومذہبی مضمون لکھنے شروع کئے۔

انکی علمی صلاحیت دیکھ کر مولانا شبلی نے الندوہ کی دیکھ بھال ان کے سپرد کر دی۔ ۱۹۰۶ میں دستاربندی کے موقع پر عربی زبان میں ایسی برجستہ فصیح وصحیح تقریر کی کہ تمام جلسہ محو حیرت ہوگیا۔ ۱۹۰۷ میں الندوہ کے نائب مدیر مقرر ہوئے اور مختلف موضوعات پر مضامین لکھتے رہے۔ ان مضامین کے اسلوب بیان اور طرز نگارش میں استاد ہی کے تحقیقی اور ادبی رنگ کی جھلک تھی، جو رفتہ رفتہ اور بھی نمایا ہوتی گئی۔ ۱۹۰۸ میں دارالعلوم ندوہ میں علم کلام اور جدید عربی ادب کے استاد بھی مقرر ہوئے اور اسی درس وتدریس کے زمانے میں دروس الادب کے نام سے دو عربی ریڈریں لکھیں جو اب تک مقبول ہیں۔ ۱۹۱۳ تک معلمی کے ساتھ الندوہ کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے، ۱۹۱۲ میں عربی زبان کے جدید الفاظ کی ایک لغت جدیدہ کے نام سے لکھی جو اب بھی کار آمد ہے۔ اسی سال مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے الہلال نکالنا شروع کیا۔

جس نے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا ذہنی شعور اور سیاسی ذوق پیدا کیا۔ مولانا ابوالکلام کی دعوت پر سید صاحب الہلال کی ادارت میں شامل ہوگئے۔ اگست ۱۹۱۳ میں کانپور کی مسجد کے انہدام کا واقعہ پیش آیا تو اس میں نہتے مسلمانوں اور ان کے معصوم بچوں پر بے دردی سے گولیاں چلائی گئیں۔ اس خونی سانحے سے متاثر ہوکر سید صاحب نے الہلال میں "مشہد اکبر" کے عنوان سے ایک دردانگیز مضمون لکھا جسکی ایک ایک سطر میں ان کی مذہبی حمیت، ملی غم خواری اور قومی درد کا سمندر موجزن تھا طوفان تھا۔ یہ مضمون حکومت کی طرف سے ضبط کر لیا گیا۔ ۱۹۱۳ کے آخر میں بمبئی یونیورسٹی کے ماتحت دکن کالج پونا میں السنۂ مشرقیہ کی پروفیسری قبول کر لی۔ جہاں تعلیمی مشاغل کے ساتھ ایک اہم تصنیف میں ہاتھ لگایا۔ جس کا نام بعد میں ارض القرآن رکھا۔ اس میں ارض قرآن کا جغرافیہ اقوام عرب کے سیاسی تمدنی، نسلی، قومی دینی، تجارتی اور تمدنی حالات پر بحث کی گئی ہے۔ اور قرآن مجید کے بیانات سے اس کی مطابقت دکھائی گئی ہے۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے پونا میں ابھی ڈیڑھ سال بھی نہ رہے ہوں گے کہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۱۴ میں مولانا شبلی کا انتقال ہوگیا۔ اور ان کی وصیت کے مطابق پونا چھوڑ کر اعظم گڑھ چلے آئے۔ جہاں انہوں نے دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی۔ گویا بغداد کے دارالحکومت کا محل ہندوستان کے ایک شہر اعظم گڑھ کی سرزمین پر عملی صورت میں نمودار ہوا اس ادارے میں اہل علم کو بھی علمی کاموں کے لئے مدعو کیا اور ایک ماہانہ رسالہ معارف بھی جاری کیا۔ یہ ادارہ کچھ ایسی مبارک ساعت میں قائم ہوا کہ اس کی ضیا پاریوں سے علمی دنیا ابھی تک منور ہے۔ وہ ۱۹۱۵ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات بھی مقرر ہوئے اور یہ خدمت ۱۹۵۰ تک انجام دیتے رہے۔ ۱۹۱۸ میں اپنے استاد مرحوم کی سیرۃ النبی کی جلد اول کو مرتب کر کے شائع کیا۔ اسی سال ارض القرآن کی دوسری جلد بھی شائع ہوئی۔ اسکے ساتھ سیاسی دلچسپی بھی جاری رہی چنانچہ ۱۹۱۷ میں مجلس علمائے بنگال کلکتہ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی اور جب ۱۹۱۹ میں تحریک خلافت زور وشور سے چلی تو اس میں بھی آگے آگے تھے فروری ۱۹۲۰ میں مولانا محمد علی کی سرکردگی میں ترکیہ کے معاملات میں انصاف طلبی اور مسلمانان ہند کے جذبات کی ترجمانی کے لئے جو وفد خلافت یورپ گیا ان کے تین ارکان میں ایک رکن وہ بھی تھے۔ اس وفد کے ساتھ وہ اٹلی، فرانس اور انگلستان میں ترکیہ کے حقوق کے لئے زبان و قلم اور دعوت واشاعت کے ذریعے لڑتے رہے یورپ کے سفر پر

جانے سے پہلے اپنے استد مرحوم کی سیرۃ النبیؐ کی دوسری جلد شائع کی - پہلی جلد نبوت کے پر آشوب عہد غزوات پر مشتمل ہے - دوسری جلد نبوت کی رسالہ امن کی زندگی کی تاریخ ہے - وہ یورپ ہی میں تھے کہ ان کی کتاب سیرت عائشہؓ بھی شائع ہوئی - یورپ سے واپسی کے بعد ہندوستان کی مشہور تحریک ترک موالات میں دوسرے علمأ اور زعمأ کے ساتھ ملک کا دورہ کیا - ۱۹۲۱ میں خلافت کا سالانہ اجلاس میرٹھ میں منعقد ہوا تو اس کی صدارت کی اور سال کے دوران میں تحریک خلافت کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں کانگرس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے - ۱۹۲۳ میں بہار کی خلافت کانفرنس کی صدارت کی۔

۱۹۲۴ میں ان کی تصنیف سیرۃ النبی کی تیسری جلد شائع ہوئی اس میں معجزے کی حقیقت اور اسکے امکان ووقوع ، فلسفہ ، قدیم وجدید اور قرآن مجید کے نقطۂ ہائے نظر پر مبسوط تبصرہ ہے - ۱۹۲۴ میں ابن سعود اور شریف حسین کے درمیان جنگ کا آغاز ہوا تو دونوں میں سمجھوتے کے لئے مسلمانان ہند نے سید صاحب کی صدارت میں ایک وفد حجاز بھیجا جہاں دو ماہ رہ کر مفوضہ فرائض انجام دیئے - ۱۹۲۵ کے اکتوبر اور نومبر میں جنوبی ہند کی "مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن" کی دعوت پر سیرۃ النبیؐ پر آٹھ خطبے دیئے - جو خطبات مدراس کے نام سے شائع ہوئے - ان خطبات میں سیرۃ النبیؐ ایسے اچھوتے اور دل نشیں انداز میں پیش کی گئی ہے - کہاس سے بہتر طریقے پر اب تک پیش نہیں کی گئی - یہ خطبات اپنے ادب وانشأ اور زور خطابت کے لحاظ سے اردو ادب کے شاہکار سمجھے جاتے ہیں - مارچ ۱۹۲۶ میں جمیعۃ العلمأ کے سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ کی صدارت کی - اسی سال دوسرے وفد حجاز کے صدر منتخب ہوئے جس کے دیگر اراکین مولانا شوکت علی مولانا محمد علی جوہر اور شعیب قریشی تھے - حجاز میں سلطان ابن سعود نے عالم اسلام کی ایک موتمر مکہ معظمہ میں طلب کی تھی - سید صاحب اس موتمر کے نائب الرئیس منتخب ہوئے اور متعدد دفعہ انہوں نے صدر موتمر کی غیر حاضری میں صدارت بھی کی - واپسی کے بعد زیدہ تر علمی کاموں میں لگے رہے اس وقت تک دار المصنفین کی شہرت ہندوستان سے باہر نکل کر بیرونی دنیا میں پھیل چکی تھی اور یہ اسلامی علوم وفنون کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔

۱۹۲۹ کے مارچ میں ہندوستانی اکاڈیمی "الہ آباد" میں عرب وہندوستان کے تعلقات پر لیکچر دیئے جن میں ہندو مسلمان دونوں قوموں کو ان کا وہ زریں عہد یاد دلایا - جب دونوں گوناگوں اتحاد کے رابطوں اور سلسلوں میں جکڑے ہوئے تھے - لیکچر بصورت کتاب طبع ہو چکے ہیں - یہ کتاب اپنی تحقیق وتدقیق محنت وکاوش کے لحاظ سے بے مثل سمجھی جاتی ہے - مارچ ۱۹۳۱ میں عربوں کی جہاز رانی پر بمبئی گورنمنٹ کے شعبۂ تعلیم کی سرپرستی میں چار خطبے دیئے - جن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ موجودہ جہاز رانی کی ترقی میں عربوں کا کتنا حصہ ہے -

۱۹۳۲ میں ان کی معرکۃ الآرأ تصنیف سیرۃ النبیؐ کی چوتھی جلد شائع ہوئی جسمیں منصب نبوت اور نبوت محمدیؐ کے لوازم وخصائص پر بحث ہے - اپریل ۱۹۳۳ میں ادارہ معارف اسلامیہ لاہور میں لاہور کا ایک مہندس خاندان ، جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا ، کے عنوان سے مضمون پڑھا - جس میں پہلی دفعہ یہ بتایا گیا کہ تاج محل کا معمار در اصل استاد احمد تھا - جو ہندسہ ہیئت اور ریاضیات کا بھی بہت بڑا عالم تھا -

۱۹۳۳ میں سید صاحب کی مشہور ومعروف محققانہ تصنیف ، خیام ، شائع ہوئی اور علمی دنیا کو پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ اسکی شراب بھٹی کی شراب نہ تھی - بلکہ شراب معرفت اور بادۂ حقیقت تھی اور وہ نہ صرف ایک شاعر تھا بلکہ فلسفی ، منجم ، ریاضی داں بھی تھا - اسی سال نادر خاں شاہ افغانستان کی دعوت پر علامہ اقبالؒ اور سر راس مسعود وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی کے ساتھ کابل تشریف لے گئے - جہاں حکومت افغانستان کو کابل یونیورسٹی کی تنظیم اور نصاب تعلیم کے بارے میں مفید تعلیمی مشورے دیئے - ۱۹۳۵ میں سیرۃ النبیؐ کی پانچویں جلد شائع ہوئی جس کا موضوع عبادات ہے - نومبر ۱۹۳۶ میں آل انڈیا فلسطین کانفرنس دہلی کی صدارت کی اپنے خطبے میں جو خیالات ظاہر کئے اس کا شکریہ مجلس اعلیٰ فلسطین کے صدر سید امین الحسینی نے تار سے ادا کیا تھا - جنوری ۱۹۳۷ میں ہندوستانی اکاڈمی کے شعبہ اردو کانفرنس کی صدارت کی - مارچ ۱۹۳۷ میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی طلائی جوبلی کے موقع پر اس کے شعبۂ علوم وفنون اسلامی کے صدر ہوئے - ۱۹۳۹ میں سیرۃ النبیؐ کی چھٹی جلد شائع ہوئی - جس میں اسلام کے اخلاقی تعلیمات پر مباحث ہیں - اسی سال ان کی کتاب نقوش سلیمانی بھی شائع ہوئی ، ان سب تقریروں اور تحریروں کا مجموعہ ہے جو اردو ادب وزبان کے متعلق ان کے قلم اور زبان سے نکلیں - ۱۹۴۰ میں بچوں کے لئے رحمت عالم ، لکھی جو سلیس اور آسان زبان میں رسول اللہؐ کی سیرت ہے -

۱۹۴۰ کے نومبر میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ان کو ڈاکٹری ٹ کی ڈگری دی - اسی سال وہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے - مولانا اشرف علی تھانوی کو اس سے بڑی مسرت ہوئی۔

۱۹۴۳ میں حیاۃ شبلی لکھ کر اپنے استاد مرحوم کو خراج عقیدت پیش کی - دسمبر ۱۹۴۴ میں انڈین ہسٹاریکل کانگرس منعقدہ مدراس کے شعبۂ تاریخ ہند ازمنۂ وسطیٰ کی صدارت کی -

جولائی ۱۹۴۶ میں نواب بھوپال کے اصرار پر ان کی ریاست کے قاضی القضاۃ اور جامعہ مشرقیہ کے امیر کے عہدے پر مامور ہوئے - یہاں اکتوبر ۱۹۴۹ تک ان کا قیام رہا - اسی سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے - وہاں سے واپسی کے بعد جو ۱۹۵۰ میں پاکستان ہجرت کر گئے - یہاں وہ مذہبی ، قومی ، علمی اور تعلیمی خدمات انجام دینے کے سلسلے میں جمیعۃ العلمأ اسلام کے صدر اور پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ اور پاکستان ہسٹاریکل کانفرنس کے رکن رہے دستور ساز اسمبلی نے ادارۂ تعلیمات اسلام کا جو بورڈ قائم کیا تھا اس کے باضابطہ صدر مقرر ہوئے - انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان کے تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہوں - ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ کو وہ عالم جاودانی کو سدھارے - انا للہ

زکوٰۃ

★ جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ان کا مال ان کے لئے مفید ہے۔ مفید ہے وہ ان کیلئے بہت برا ثابت ہوگا۔ عنقریب قیامت کے دن اس طرح کا مال ان کو طوق کی صورت میں پہنا یا جائے گا ـــــــ (قرآن)

★ خدا کی قسم! جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرکے ایک کو مانا اور دوسرے سے روگردانی کی میں اس سے جہاد کروں گا۔

(حضرت ابوبکر رض)

اخبار و افکار

ف بن صاد

برصغیر کی تیسری خاتون وزیراعظم

بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کی سربراہ بیگم خالدہ ضیاء نے وزیراعظم کے عہدے کا حلف اٹھایا تو انہوں نے برصغیر کی تیسری خاتون وزیراعظم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اول نمبر ہندستان کی اندرا گاندھی کو اور دوسرا نمبر پاکستان کی بے نظیر بھٹو کو حاصل ہوا تھا۔ بنگلہ دیش کو البتہ یہ امتیاز حاصل ہے کہ وزارت عظمیٰ کے لئے جن امیدواروں میں اصل مقابلہ تھا وہ دونوں خواتین تھیں اور بنگلہ دیش کو اب بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہاں وزیراعظم بھی خاتون ہیں اور حزب اختلاف یعنی اپوزیشن کی لیڈر بھی خاتون ہی رہیں (حسینہ واجد)---

سمیع خطیب کو وجئے رتن ایوارڈ

بمبئی کے مشہور صنعت کار اور مڈلے فارماسیٹیکل پروڈکٹ لمیٹیڈ کے مینیجنگ ڈائرکٹر جناب سمیع خطیب کو ۶ مارچ ۹۱ کو وزیراعظم شری چندر شیکھر کے ہاتھوں سال رواں کے وجے رتن ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

جناب سمیع خطیب ایک کامیاب صنعت کار ہونے کے علاوہ تعلیمی، ادبی، سماجی وفلاح وبہبود کے کاموں سے بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ موصوف انجمن ترقی اردو (مہاراشٹرا) کے نائب صدر ہونے کے علاوہ انجمن اسلام بمبئی کی مجلس انتظامیہ کے ممبر نیز انجمن اسلام کے دارالعلوم ٹرسٹ (کوکنی) کے چیئرمین بھی ہیں۔ سال رواں میں جناب سمیع خطیب کے علاوہ محترمہ جسٹس فاطمہ بی بی سابق کمانڈر انچیف جنرل شرما اور مشہور سائنس داں ڈاکٹر سید ظہور القاسم وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو بھی وجے رتن ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

نعیم خان تھانے کے ڈپٹی میئر منتخب

یہ خبر اہلیان ممبرا و کوسہ کے لئے باعث صد افتخار ہے کہ کانگریس آئی کے ہر دلعزیز کونسلر جناب نعیم خان صاحب تھانہ میونسپل کارپوریشن میں بلا مقابلہ ڈپٹی میئر منتخب ہوئے ہیں۔

نعیم خان صاحب نے ہمیشہ ہی سے فلاح وبہبودی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ آپ یوتھ کانگریس کے صدر ہونے کے علاوہ ممبرا گرام پنچایت میں اپنی بہترین کارکردگی کے ساتھ ساتھ تعلیمی کمیٹی پی ڈبلیو ڈی اور واٹر کمیٹی کے بھی چیرمین ہیں۔

عمر کھاڑی ویلفیئر ایسوسی ایشن

بمبئی شہر کے گنجان آباد علاقے ڈونگری۔ عمر کھاڑی محلے میں رفاہ عامہ، اسپورٹس، تعلیم، سماجی خدمات کا جذبہ لے کر عمر کھاڑی ویلفیئر ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس ادارہ کے تحت بہت جلد کم مدت میں سیکھے جانے والے کئی کورس کا ایک ساتھ اجرا ہو رہا ہے۔ جس میں (۱) نرسٹ گورس (۲) نرسنگ کورس (۳) ہومیوپیتھک کورس (۴) اردو کتابت کورس (۵) مہندی اور بیوٹی پارلر کورس (۶) سلائی کلاس (روزآنہ) (۷) اسکرین پرنٹنگ کورس (۸) واچ ریپئرنگ کورس (۹) کوچنگ کلاس اور دیگر کورس شروع کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام کورس کی فیس بہت معمولی برائے نام رکھی گئی ہے۔ تمام کلاسیس صرف اتوار کو صبح سے شام تک ہوں گی۔ تمام برادران ملت خواتین و حضرات ونونہالوں سے بہ زور اپیل ہے کہ اتفاق واتحاد کے ساتھ ملکر ادارہ کو فروزاں رکھنے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

شکریہ: علی صالح جنرل سیکریٹری عمر کھاڑی ویلفیئر ایسوسی ایشن۔

تفصیلات کے لئے بروز اتوار صبح ۱۰ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک ادارہ تربیت نسواں۔ (مدرسہ اصلاح البنات) مانکیہ مینشن، پہلی منزلہ، چمکل روڈ (ایسٹ) نزد حبیب اسپتال، ڈونگری بمبئی ۴۰۰۰۰۹ پر جناب علی صالح صاحب ملاقات کریں۔

ممبرا برانچ: ڈاکٹر اقبال احمد شیخ، انجم کلینک، سائی پرساد چال، امرت نگر ممبرا ضلع تھانے (روزانہ صبح ۸ سے ایک بجے تک)

★★★★★

اسماعیل شیخ ناگ منصوری کو اول انعام



جناب اسماعیل شیخ ناگ منصوری کی شخصیت تعلیمی و ادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ پرنسپل مثالی مدرس، ادیب، ڈرامہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مترجم بھی ہیں اردو فارسی انگریزی اور مراٹھی زبان پر انہیں قدرت حاصل ہے۔ حال ہی میں انہیں ایکتا کمیٹی مہاراشٹر کی جانب سے منعقد کئے گئے چوتھے آل مہاراشٹر مراٹھی مضمون نویسی مقابلے میں اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ انہوں نے قومی یک جہتی، مذہبی رواداری، مفاہمت اور مساوات موضوع پر تقریباً پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل مضمون لکھ کر مراٹھی مضمون نگاروں پر اپنی انفرادیت اور کامیابی کا سکہ جمع لیا ہے۔ یاد رہے کہ ایکتا کمیٹی جس کے صدر ایڈوکیٹ اودسے تلک صاحب ہیں جو ایک سچے محب وطن اور قوم پرست انسان ہیں۔ جو سال کمیٹی کی جانب سے مضمون نویسی کے مقابلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔

ہندستانی حج وفد

اسال حجاج کرام کے حج کے دوران مناسب انتظام اور دیگر امور پر گفتگو کے لئے ایک ہندستانی وفد پچھلے دنوں سعودی عرب گیا تھا۔ یہ وفد جناب سلیم ذکریا، پروفیسر اے اے قاضی اور جناب احمد ذکریا پر مشتمل تھا۔

وفد نے سعودی عرب کے حج اور اوقاف وزیر عالی جناب عبدالوہاب الوصی صاحب سے ملاقات کی اور تفصیلی گفتگو کے بعد دونوں وفود نے ایک حجاج کرام کے قیام کے انتظام کے تعلق سے ایک آپسی معاہدے پر دستخط کئے۔

ہندستانی وفد کو قرآن شریف کے ایک نسخہ اسلامی آڈیو کیسیٹ اور غلاف کعبہ کا ایک کپڑا پیش کیا گیا۔

وفد نے مکہ مکرمہ مدینہ اور ریاض کا بھی دورہ کیا جہاں اس کی سرکاری مہمان کی حیثیت سے عزت افزائی ہوئی۔ ہندستان واپس لوٹنے سے قبل وفد نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب بھی کیا۔

تھانہ ضلع اردو پترکار سنگھ کا قیام

مراسلہ نگاروں اور مضمون نگاروں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی غرض سے مورخہ ۴ مارچ جلگاوں نگر کالونی ممبرا میں حکیم عبدالعزیز شیخ صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ منعقد کی گئی۔ جس میں بھیونڈی کلیان، امبرناتھ، تھانہ اور ممبرا کے نمائندوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

ہفتہ روزہ نوزان کے مدیر جناب سلمان ماہی صاحب نے تنظیم کے اغراض مقاصد پیش کئے جبکہ کلیان پترکار سنگھ کے جنرل سکریٹری جب مسعود پیش امام صاحب نے تنظیم کی اہمیت اور افادیت سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

مسز مہرالنسأ خان کو فارسی میں ڈاکٹریٹ

بمبئی: انجمن اسلام کرلا گرلز ہائی اسکول کی معلمہ مہرالنسأ خان کو ان کے فارسی مقالے "اسلام اور تصوف کا فارسی زبان اور ادبیات پر اثر" پر بمبئی یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی ہے۔ یہ مقالہ یونیورسٹی کی غیر ملکی زبانوں کے شعبہ کے سابق صدر ڈاکٹر مومن محی الدین کی نگرانی میں تیار کیا گیا تھا۔

مسز مہرالنسأ خان فارسی میں ایم اے کے امتحان میں گولڈ میڈل حاصل کرچکی ہیں۔ اور ساتھ ہی یونیورسٹی میں اول نمبر سے کامیاب ہونے پر انہیں چانسلر گولڈ میڈل اور چانسلر پرائز بھی دیا جاچکا ہے۔ آپ بمبئی میں فارسی ڈاکٹریٹ کرنے والی پہلی مسلم خاتون ہیں۔

کلمبولی (نئی بمبئی) میں مسجد قبرستان اور اردو اسکول کے لئے پلاٹ کی منظوری

بمبئی: پچھلے کئی برسوں سے کلمبولی نئی بمبئی کے مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر کوشش کررہے تھے کہ نئی بمبئی کی دوسری بستیوں کی طرح کلمبولی میں بھی ایک عظیم الشان مسجد ایک وسیع وعریض قبرستان اور ایک اعلیٰ پیمانے کا اردو میڈیم اسکول قائم ہوجائے۔

آخر خیرالاسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کلمبولی نئی بمبئی کے فعال عہدہ داران نے ان مسائل کو حل کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور چند ماہ پیشتر اپنے مسائل وزیر ہاؤسنگ واوقاف پروفیسر جاوید خان کو تحریری طور پر پیش کئے۔

وزیر موصوف کی کوششوں سے سڈکو نے مسجد کی تعمیر کے لئے ڈیڑھ ہزار اسکوائر میٹر کا قطعۂ اراضی الاٹ کردیا اسی کے ساتھ ساتھ سڈکو نے خیرالاسلام ٹرسٹ کو قبرستان کے لئے دو ہزار اسکوائر میٹر کا قطعہ آراضی اور اسکول کی تعمیر کے لئے ایک تیسرا قطعۂ آراضی جس کا رقبہ گیارہ سو چالیس اسکوائر میٹر ہے مزید الاٹ کردیا۔ ان تینوں قطعات آراضی کی قیمت بازاری نرخ کے مقابلے میں انتہائی کم رکھی گئی ہے۔ خیرالاسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کلمبولی نئی بمبئی کے صدر جناب عمر ٹالاسے نے اپنے خط مورخہ ۲۳ فروری ۹۱ کے ذریعہ پروفیسر جاوید خان وزیر ہاؤسنگ واوقاف نیز سڈکو کے مینیجنگ ڈائرکٹر اور دوسرے ذمہ دار عہدے داروں کا اس تعاون کے لئے شکریہ ادا

بزم شعروادب کوکن (ممبئی)

بزم ہذا کی ماہانہ طرحی نشست ۹ مارچ بروز سنیچر شب میں گورڈن ہال اپارٹمنٹ ناگپاڑہ پر بزم کے ابھرتے ہوئے شاعر جناب انیس کوکھنڈے صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سعید کنول نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ مولانا امین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے نشست کا آغاز کیا۔ انتخاب حسب ذیل ہے۔

جناب انیس کوکھنڈے

خودی سے تم کو آگاہی نہیں ہے
فقط کہلانے کو خود دار کیوں ہو

جناب شرف الدین شیخ

خیال حق کو سانسوں میں بسا کر
اسیر حلقۂ ذوالنار کیوں ہو

جناب محمد الحسن ماہر

ہر اک چہرے پہ ہے اک اور چہرہ
تو پھر سچائی کا اظہار کیوں ہو

جناب شاداب رتناگروی

کبھی کام آئے مشکل میں کسی کے؟
کوئی پھر آپ کا غمخوار کیوں ہو؟

جناب واحد محسن صاحب

تردد میں پس دیوار کیوں ہو
تم اپنی بزم سے بے زار کیوں ہو

جناب شاداں کلیانوی

غلط فہمی کو آؤ دور کریں
خفا شعر وادب سے یار کیوں ہو

جناب سعید کنول

جو ہے ملاح کی مرضی ڈبونا
تو پھر کشتی سمندر پار کیوں ہو

جناب عزیز آزور

صحیفے سے نہیں کم زندگانی
نہ جانے اس سے تم بے زار کیوں ہو

جناب مبین ساحل

غموں کی دھوپ میں جھلسا ہے یہ تن
ہمارا حوصلہ بے کار کیوں ہو

جناب عبدالمنان بجنوری

اگر کہتے ہو سب ہیں بھائی بھائی
لئے پھر ہاتھ میں تلوار کیوں ہو

آئندہ نشست مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۹۱ بروز سنیچر کی شب گورڈن ہال اپارٹمنٹ میں شاداب رتناگروی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوگی۔ شعرأ کرام اور اہل ذوق حضرات سے شرکت کی درخواست ہے۔

مصرعہ طرح: پیام عید لیکر اپنی محفل میں چلے تو

الملتمس
سعید کنول
جنرل سکریٹری

اعزازی جلسہ

مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کٹوئی میں ۲ فروری ۱۹۹۱ کو دی ایجوکیشن سوسائٹی کٹوئی، کی انتظامیہ نے ، اساتذہ وطلبہ کے اعزاز میں ایک شاندار جلسے کا اہتمام کیا۔

اس تقریب کی صدارت جناب کوپیر کر صاحب (ایجوکیشن آفیسر ضلع رتناگیری) نے سنبھالی - معزز مہمانوں میں ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر جناب پوار صاحب، بلاک ایجوکیشن آفیسر جناب جوشیلکر صاحب، ریڈی، اے جناب فاروق پٹیل وجناب بھارے صاحب، پیسہ فنڈ جونیر کالج کے پرنسپل، سماجی کارکن جناب شیکاسن صاحب، سابق چیرمین ڈی ایس قاضی صاحب، نیز مقامی بینکوں کے سینئر حضرات و ڈاکٹر صاحبان شامل تھے۔

سی سی ای آر ٹی کی جانب سے اور نائب صدر ہند شری شنکر دیال شرما کے ہاتھوں اپنی ثقافتی سرگرمیوں کی بنا پر انعام واکرام پانے والے جناب اقبال احمد موسن صاحب ہیڈ ماسٹر اردو ہائی اسکول اسلام پور ضلع سانگلی اور کٹوری مراٹھی ہائی اسکول کے ہونہار نونہال طالب سہاش گول جنہیں ۲۶ جنوری ۹۱ کو صدر ہندشری ، وینکٹ رامن کے ہاتھوں، بہادری کا انعام ملا ہے۔ خاص مدعوین میں تھے۔

ایجوکیشن سوسائٹی کے نائب چیرمین ڈاکٹر نظیر جوگلے نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔ چیرمین جناب عبدالرحمان موڑک صاحب نے ہائی اسکول کے تعلیمی دور کی تفصیلی روداد پیش کی۔

انہوں نے اپنے خطاب میں یہ خوشگوار اعلان کیا کہ ہماری ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب ایم ایم ملا صاحب کو رتناگیری ضلع پریشد کی جانب سے اسپل، مثالی مدرس، کا انعام ملا ہے۔

اس سال نقش کوکن ٹیلنٹ فورم، کی جانب سے منعقد کردہ تقریری اور عام معلومات کے مقابلے میں ضلعی سطح پر تقریری مقابلے میں دوم اور کل کوکن سطح پر عام معلومات کے مقابلے میں دوم آنے والے ہونہار طالب علم عرفان اقبال سید اور کھیل کے میدان میں علاقائی سطح تک ۸۰۰ میٹر کی دوڑ میں حصہ لینے والے طالبعلم نظیر یوسف شیخ کی انہوں نے خوب تعریف کی۔

سابق چیرمین جناب ڈی ایس قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں اساتذہ وطلبہ کی ہمت افزائی کے ساتھ روشن مستقبل کے سلسلے میں رہنمائی کی۔

اس موقع پر تعلیمی ادارے کے خیرخواہ جناب ابراہیم بھونبل صاحب نے طلبہ کو للکارتے ہوئے اعلان کیا کہ سال رواں کے بورڈ امتحان میں جو بھی طالب علم میرٹ لیسٹ، میں آئے گا اسے ان کی طرف سے ۵۰۰۰ (پانچ ہزار) روپئے کا انعام دیا جائے گا۔

ایجوکیشن سوسائٹی کے سرگرم رکن سیکریٹری جناب نظیر احمد بھونبل صاحب نے معزز مہمانوں اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا - انتظامیہ کی جانب سے معاون مدرس سراج احمد مومن نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

قطب الدین قاضی
(مرحوم)



ہاؤس (ضلع رتناگری) کی مشہور و معروف ہستی جناب قطب الدین غفور قاضی کا ۲۸ فروری کو ۹۱ کو رتناگری میں حادثاتی طور پر انتقال ہوا۔

مرحوم آم اور مچھلی کے ایک نامور تاجر تھے۔ اور خدمت خلق میں ہمیشہ پیش پیش رہے تھے۔ رتناگری کے حالیہ عالمی تبلیغی اجتماع کی تیاریوں میں مرحوم نے کافی محنت کی تھی۔ رتناگری کی مشہور ایکسپورٹ فرم رتناسی فوڈ کے پارٹنرز جناب رزاق سیٹھ قاضی اور جناب شفیع سیٹھ قاضی کے مرحوم قریبی رشتہ دار تھے۔

مرحوم کے متعلقین میں بیوہ اور تین چھوٹے بچے شامل ہیں۔

شیخ حسن نائیک
عرف بھائی سیٹھ



رتناگری کے مشہور صنعت کار، ایک مقبول سماجی شخصیت نقش کوکن کے ہمدرد و سرپرست اور کوکن بنک کے وائس چرمین اور صنعت کار ایم ڈی نائیک کے بڑے بھائی جناب شیخ حسن نائیک عرف بھائی سیٹھ کا ۸ مارچ کو بعمر ۷۱ سال بمبئی میں انتقال ہوا۔

مرحوم بھائی سیٹھ کا جنم ۹ ستمبر ۱۹۲۰ کو رتناگری میں ہوا تھا آپ کی تعلیم بھی رتناگری میں ہوئی۔ آپ کا کچھ عرصہ بمبئی میں ملازمت میں گذرا۔ البتہ بزنس شروع کرنے کی غرض سے آپ کے چھوٹے بھائی محمود نائیک نے آپ کو واپس رتناگری بلالیا۔ جہاں ابتداً میں آپ نے سرکاری اسپتال میں ضروریات زندگی کی اشیأ فراہم کرنے کی تجارت شروع کی۔ اس کے بعد آپ نے ڈاکٹر راناڈے کی رہنمائی میں مچھلی کا کاروبار شروع کیا۔ اس کے بعد ان نائیک برادران نے مچھلی ایکسپورٹ اور امپورٹ کا کاروبار شروع کیا۔ دونوں نائیک بھائیوں نے پیچھے مڑکر نہیں دیکھا اور آج لاتعداد کمپنیاں اس گروپ کے تحت جاری ہیں۔

تجارت ہی کے دوران مرحوم بھائی سیٹھ سماجی خدمات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بیگم جزیرہ داود نائیک گرلز ہائی اسکول آپ دونوں بھائیوں کی عرق ریزی کی مثال ہے۔

مرحوم کا جسد خاکی رتناگری لے جاکر وہیں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے جلوس جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جن میں سابق ایم پی شیام راو پیجے، بابو صاحب پرلیکر، کے علاوہ کافی تعداد میں تاجر ڈاکٹر، وکیل، صحافی اور اعلیٰ درجے کے افسران بھی شامل تھے۔

مرحوم کے پسماندگان میں آپ کے بڑے ہی خوش اخلاق، ملنسار دین دار، روشن خیال اور تعلیم یافتہ پانچ صنعت کار بیٹے نذیر، محمد صدیق، نثار اشرف اور خلیل کے علاوہ ایک بیٹی بھی شامل ہیں۔

ادارہ نقش کوکن اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ وہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

آخری صفحہ

یوں تو مسلمان ہر سیاسی پارٹی میں شامل ہیں۔
وہ نڈر بن کر رہنے کے بجائے بزدل بن کر ہی رہے ہیں۔
عام آدمیوں کی بات دور رہی اس فرقے کے ممبران پارلیمنٹ " مذہبی رہنما " اور صحافی تک انتہائی بے اثر ہیں۔
مثلاً مسلمانوں کے کسی ممبر پارلیمنٹ ،مذہبی رہنما یا صحافی کو اگر کسی پارٹی کا لیڈر چائے پر بلاتا ہے۔
تو وہ اس لیڈر کا طرفدار بن جائے۔
انہیں ڈنر پر بلاتے ہیں، ان کی قیمت ادا کی جائے اور کچھ اور "کرم فرمائیاں" عنایت ہو جائیں۔
تو وہ مسلمانوں کو آئندہ الیکشن میں اس لیڈر کو ووٹ دینے کی اپیل کریں۔
اگر ان میں سے کسی کو برسر اقتدار پارٹی یا وزیر اعظم اپنا خصوصی ایلچی بنا کر بیرونی ملک میں بھیجے
تو وہ اپنی آئندہ سات نسلوں کی وفاداری کا عہد نامہ اس کا نام لکھ دے۔
یہاں مسلمانوں کو بے اقتدار ہوئے صدیاں گزر گئیں اس لئے وہ صدیوں کے ندیدے رہے ہیں۔
جوائنٹ سکریٹری بھی بنایا جاتا ہے — تو وہ پھولے نہیں سماتا
غرض کہ مسلمان آج بھی سبھی پارٹیوں میں موجود ہیں
جنہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہنے کا شرف حاصل ہوتا ہے " باادب با ملاحظہ ہوشیار "
اور سبھی اس حال میں خوش بھی ہیں
اور اب چونکہ مسلم لیڈر شپ گونگی، لنگڑی اور لولی ہے اور مطلب پرست بھی۔
اور اس میں " میر جعفروں " کی کمی بھی نہیں ہے
اس لئے عام مسلمانوں کو اس ملک میں اپنی بقا کا جہاد تنہا ہی لڑنا ہے۔
اس لئے انہیں یہ سمجھانا چاہیئے کہ ووٹ میں کتنی طاقت ہے
مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ پارٹیوں کے چکر میں نہ پڑتے ہوئے امیدواروں کو دیکھیں
جو انہیں جواب دہ ہو سکتے ہیں، ذمہ دار ہیں اور سیکولر ہیں۔
اور ہمیشہ یاد رکھیں
کہ " ووٹ " ہی وہ واحد ہتھیار ہے جس سے وہ اپنی قوم کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

مبارک کاپڑی

Committee: Mr. Dawwod Khan, Mr. Sharifuddin A. Parkar, Mr. Abdul Rashid Parkar, Mr. Mushtaq Ahmed Kazi, Mr. Abdulla Mukadam, Mr. Mahmood Khan and Mr. Yusuf Dawre.

*** DOCTOR MOHAMMED UMER CHAPRA**

Dr. Mohammed Umer Chapra received the prestigiours international KING FAISAL AWARD for the year 1990, for his book.

"Towards A JUST MONETARY SYSTEM"

Mohammed Umer Chapra was born in the enterprising Memon family of the Chapras of Mombay in 1933, A bright brilliant boy he received his Secondary education in Bombay, However in the wake of the partition of the country he had to migrate to Karachi, where he took his Master's Degree in Economics with flying colours from the Karachi University. Later he proceeded to America and did his doctorate in economics from Minnesota University with laurels.

Dr. Umer is a gigantic figure in the field of Islamic economics, and finance. He is an expert adviser on the just monetary system based on the Holy Quran, the Hadith and figh-Presently he is adviser to the Saudi Arahian Monetary Agency which post he holds for more than two decades now, He is philosopher to the fortunate, guide to the governments of Muslim states, and now a winner of the much coveted, prestigious, international KING FAAISAL AWARD.

(by A. R. Patel, Panvel)

*** Mr. Ali Patel.**

Mr. Ali Patel has been promoted to the prestigious post of Passport Officer, Bombay region by the Govt. of India.

Mr. Patel belongs to village Harkil, Tal : Kankavvli, Dist : Sindhudurg. He has been a hard-working, pain-taking, sincere and honest officer, and his qualities made him rise step by step to this responsible post. He is very practical & pragmatic in solving the difficult problems with human touch, he prey for his more progress, prosperity and peace.

NEWS AND HAPPENINGS

***Emir of Kuwait Returns Home**

After a seven month exile in such Arabia, Kuwait ruler Sheikh Jaber Al-Ahmed Al-Sabah returned home, on march 14.

***Khaleda Zia Bangla P M**

Begum Khaleda Zia was appointed on March 19, the Prime Minister of Bangladesh.

***Lok Sabha Dissolved**

On March 13, the President dissloved Lok Sabha, making way for the election to be held before June. Mr Chandrashekhar will be the caretaker PM. The dissolved 9th Lok Sabha had the shortest tenures of 18 months.

***Cassettes on Islam**

The Secretary General of the Islamic Awareness Department of the Islamic Research and Ifta organization Shaikh Jaber Muhammad al-Madkhali, has said his department produced 23,000 audio cassettes containing various aspects of Islamic religion and culture.

***Indian Haj delegation**

An Indian delegation comprising of Mr. Salim Zakaria, Prof. A.A.Kazi & Mr. Ahmed Zakaria visited recently to Saudi Arabia to discuss the acccommodation and other problems of IndianHajis may face during the Haj. The delegation met His Excellency Mr. Abdul Wahab Al-Wasi, the minister far Haj & Aukaf and signed a mutul agreement . Their talks were satisfactary and fruitful. The delegation were presented with a copy of Holy Quran, a set of Islamic audio cassettes and a piece of Gilafe - Kaaba.

***Mr. Sami Khatib honoured.**

Mr. Sami Khatib, the noted industrialist and the Managing Director of Medley Pharmaceuticals Pvt. Ltd. has been awarded the "Vijay Ratna" award for 1991 by the hands of Mr. Chandrashekhar, the Prime Minister of India.

Besides being a successful industrialist, Mr. Khatib is also a well-known figure in the field of education & social-welfare. He is the vice-chairman of Anjumane-Tarraqie Urdu (Maharashtra unit) and a member of the executive committee of Anjumane Islam.

Others who were awarded the Vijay Ratna award for 1991 include Justice (Mrs) Fatima bibi, Commander-in-chief (Retd) Sharma & the noted scientist Syed Zahoor Qasim.

*** Ph.D. Awarded.**

Mrs. Mehrunnisa Khan, a teacher of Anjumane-Islam Girls High School, Kurla, has been awarded with a Ph.D. degree by the university of Bombay for her thes is in persian language.

Her guide was Dr. Momin Mohiuddin, the farmer head of the dept of Foreign Languages.

Mrs. Mehrunnisa Khan was awarded Gold Medal & Chancellor's medal as she stood firstin M.A. (Persian) in Bombay University. She is the first Muslim women to do Ph.D. in Persian in the history of Bombay university.

*** "IRF" lecture**

Mr. Goolan Hoosen Agjee (secretary General, Islamic Propogation Centre International, Durban) will speak on, "The struggle and status of Muslim Women in Islam" and Mr. Mohammed Sayyed will speek on "Christ in Islam" on Sun, 21 st April 1991 at 10.30 a.m. at Patkar Hakk, Marine Lines, Bombay. These lectures are organized by Islamic Research Fandation (Bombay).

*** Kokni Muslim Assocation, Nairobi**

The 65th Annual General Meeting of the Kokni Muslim Association, Nairobi, was held under the chairmanship pf Mr. Abdulla Mukadam alias Sahir Shelwee at the Association Hall on 9th March, 1991.

The meeting commenced with reciation from the Holy Quran by Master Atif Haspatil. Following the chairman's welcome address, the Secretary, Mr. Bhaudin Khares, presented his annaual report giving highlights of the activities. The following office bearers and members of the Managing Committee were elected for the years 1991-1993 :-

Chairman : Mr. Sheikh Ismail, Vice Chairman : Mr. Bhaudin Khares... Secretary :Mr. M. Shaffi Baghdadi; Asst. Secretary : Mr. Kassim Mhatay; Treasurer : Mr. Sayed Zahoor Ahmed; Asst. Treasurer : Mr. Asif Khan, Members of the Managing

REFLECTIONS

Our Failure to Perform Da'wah

When Islam came to the world, the greatest empire of the time was the Christian empire, which was divided into two major parts, the western and the eastern.The western wing, Europe, was called the Roman empire, its capital being Rome in Italy, while the eastern wing, Asia and Africa, was known as the Byzantine empire, its capital being Constantinople (Istambul) in Turkey.

During the last days of the Prophet of Islam, the Muslims had military encounters with the Romans at the border of Syria, from which the Muslims emerged victorious. With in the span of a century, they managed to conquer almost the whole of the eastern wing of the Christian empire, the including their religious places like Syria and Palestine. Later the Muslims advanced Vienna in Austia. In this way, they captured almost the whole of the eastern wing of the Christian, or Roman empire, and even took possession of a part of the western wing.

The crusades were in reaction to this defeat inflicted on the western Christians at the hands of the Muslims. The Christian world could not bear such a defeat and humiliation at the hands of a foreign nation. All the Christian countries of Europe, therefore, united to attack the Muslim world.

The Crusades continued at intervals for about two hundred years (1095-1271). During this period the Christians had partial and temporary successes, but finally, under the leadership of Sultan Salahuddin, the Muslims emerged victorious, inflicting a crushing defeat on the Christians. *The Pears Cyclopaedia* meaningfully comments : "Millions of lives and an enormous amount of treasure were sacrificed in these enterprises, and when all was done, Jerusalem remainded in the possession of the 'infidels'."

This event, which had such a devastating outcome for the Christians, took place eight hundred year ago. Exactly the same thing has taken place in modern times, with the only difference that now it is the Muslims who are sufffering. In present times, once again, inspite of 200 years of sacrifice on the part of the Muslims, Jeruslem remains in the possession of whose whom Muslims consider the least deserving of it.

The Christian nations might not have been able to win the crusades, but they did fullysuceed in their latter-day colonial wars. Over the centuries, they managed to gain political and cultural domination all over the world.

As a reaction to this, Muslims all over the world waged war against these western nations. However, after a period of two hundred years of (thirteenth and fourteenth century hijrah) war confrontation, the domination of the Christian nations is still a reality. "Jerusalem" still remains in the possession of the "infidels".

The reason for this failure, despite enormous efforts is that the task of communicating God's word - the real mission of the Muslims should never lose sight of the fact that it is the performance of this should never lose sight of the fact that it is the performance of this very duty which will entitle them to receive the succour of God. Unless Muslims rise up to this task of communicating the divine message, all their efforts will continue to be wasted. As the *Qur'an* says about them : 'Vain are their works.' (16:105). Their state will be like that of the Israelites as recorded in the Bible:

Ye have shown much, and bring in little; ye eat, but ye have not enough; ye drink, but ye are not filled with drink; ye cloth you, but there is none warm; and he that earneth wages earneth wages to put it into a bag with holes. Thus saith the Lord of hasts; consider your ways. (Haggai, 1:6-7)

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	: Dr. Abdul-Karim Naik
Associate Editor	: Capt. F. M. Mistry
Consultant Editor	: A. Kaya

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	: I. BAGDADI * U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	: I. WANGDE * A.W. PARKER
BAHRAIN	: A. R. SARDAR
DUBAI	: IQBAL KAPDI
PAKISTAN	: H.Y. BOMBAYWALA. * QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	: HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	: SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	: HASSAN SAYED * A. R. OSMAN
BOMBAY	: I. CHAUGULE * ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	: DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	-
Other countries	Rs. 200/-	-

EDITORIAL

The Message of Nature

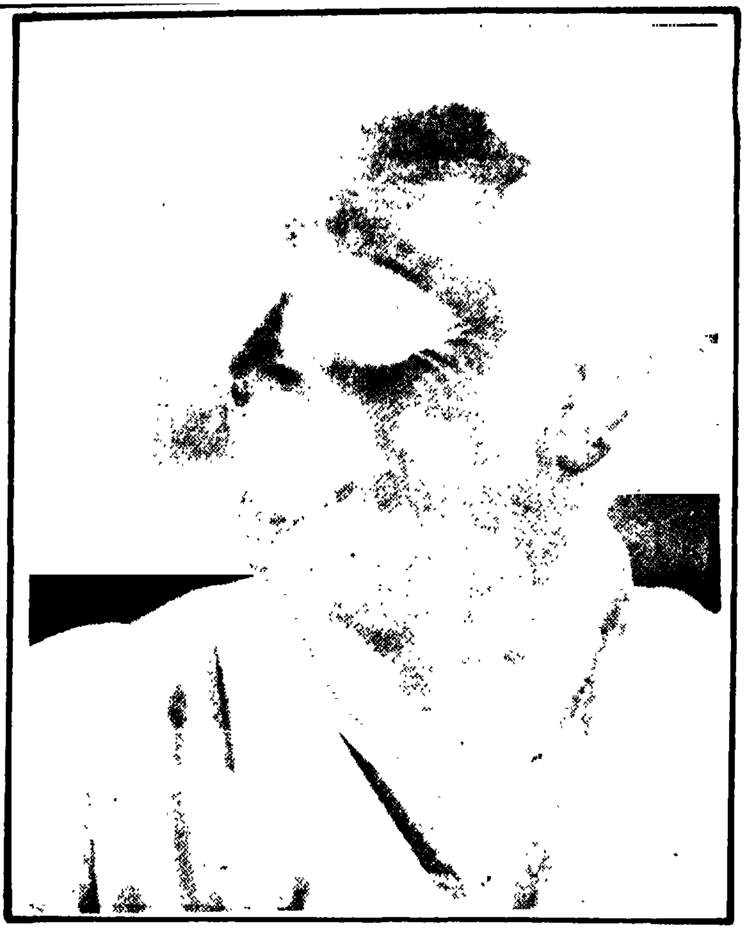
It is very dear wish of mine that Muslims should try to understand nature's signals and hear the message it relays at very moment throughout the entire universe. It would be a very great thing if they could appreciate that nature's constant message is one of hope.

Remember that the approaching night means not just darkness, but also the brightness of morning, which will appear just a few hours later. Just as night is always a prelude to morning, so is the winter the harbinger of spring.This is an eternal law of nature. Just as this law applies to the material world, so does it apply to the human world - and it certainly does not leave out Muslims!

Muslims at the moment are apparently facing highly adverse circumstances. But these circumstances are a blessing in disguise. They are part of a divine scheme to turn base metals into gold, i.e. to turn the weak and the inept into the strong and the successful.

The Hadith states that 'patience is the weapon of the believer." It is a 'weapon' in the sense of being a kind of training course which awakens and perfects man's hidden potential. Patience brings maturity of capability. Patience makes man the possessor of a high moral character. It gives man the strength to come up to the high standard set by Islamic ethics. In short patience turns the ordinary into the extraordinary. Patience, indeed, is the greatest treasure an individual or a group may possess.

Patience is in no way synonymous with pessimism. It is the harbinger of good tidings, and a sign that God's succour has come nigh. The Qur'an clearly states that God is with those who are patient. Those who prove themselves to be so will, by God's grace, become the leaders of the world. □



اجل کے دام میں آتا ہے یوں تو عالم کو — وطن کو تو نے سنوارا کس آب و تاب کیساتھ
مگر یہ دل نہیں تیار تیرے ماتم کو — سحر کا نور بڑھے جیسے آفتاب کیساتھ

پہاڑ کٹتے ہیں دنیا میں ایسے ہی غم کو — چنے رفاہ کے گل حسن انتخاب کیساتھ
مٹا کے تجھ کو اجل نے مٹا دیا ہم کو — شباب قوم کا چمکا ترے شباب کیساتھ

جنازہ ہند کا در سے ترے نکلتا ہے — تجھی کو ملک میں روشن دماغ سمجھے تھے
سہاگ قوم کا تیری چتا میں جلتا ہے — تجھے غریب کے گھر کا چراغ سمجھے تھے

"وہ ایک عجیب سیاستداں ہے
وہ مسائل پیدا کرنے کے بجائے مسائل حل کرتا ہے
بڑی سنجیدگی سے، ہمت و حوصلے سے، صبر و تحمل سے اور دور اندیشی سے
نہ مسائل کو سلگتے رکھتا ہے، نہ اس سے سیاسی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے
نہ وہ اپنی ساری انرجی اور سارا وقت اپوزیشن کی ریاستی حکومتیں پلٹنے کے منصوبوں میں صرف کرتا ہے
اس لیڈر کا نام ہے : **راجیو گاندھی**

راجیو گاندھی کا ہر قدم مثبت ہے، اور ملک کی ترقی کا ضامن ہے
اکالیوں کو بات چیت پر آمادہ کرانا آسام کا مسئلہ (انتہائی اطمینان بخش نہ سہی) حل کرنا
یہ سب ان کے خلوص اور نیک نیتی کا اظہار ہے
وہ ایک کامیاب رہنما ہیں مگر سیاستداں نہیں، کیونکہ سیاستداں کبھی مسئلہ حل نہیں کرتا ہے
وہ مسائل کو سلگتے رکھنا پسند کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نئے مسائل پیدا کرتا رہتا ہے
البتہ راجیو گاندھی فل ٹائم بطور وزیر اعظم کام کر رہے ہیں
شاید اس لئے کہ وہ پیشہ ور سیاستداں نہیں ہیں
اور اس سے قبل سیاست میں نہیں رہے ہیں
خدا کرے کہ راجیو گاندھی کبھی سیاستداں نہ بنیں!"

مبارک کاپڑی

(ماخوذ از:۔ "پہلا صفحہ" ماہنامہ نقش کوکن" اکتوبر ۱۹۸۵ء)

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ **نقش کوکن** بمبئے

اردو/انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹	شمارہ ٦	جون ۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر :- فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

مشیر :- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید حسن (ساؤتھ افریقہ)
اقبال کاپڑی (دوبئی)
قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (بکموں)

شیخ اسماعیل (الماس افریقہ)
ابراہیم دانگڑے (سعودی عربیہ)
حسن عبدالکریم چوگلے (دوحہ قطر)
زمان علی پاٹنکر (ابوظہبی)

بمبئی :- ابراہیم چوگلے (اندھیری) علی صالح (ڈونگری)
گھیڈ (ضلع رتناگری) :- ڈاکٹر فیض احمد رڈے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹریشن نمبر E 3056)

زر سالانہ : پچاس روپے | تاحیات :- پانچ سو روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ٥٦ ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری - بمبئی ۴۰۰۰۰۹ - فون: ۸۶۴۹۶۸

مقام طباعت :- برہانی پرنٹرس - بھائیکلہ - بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر پبلیشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا۔

تاریخ اشاعت :- یکم جون ۱۹۹۱ء

کتابت :- اشرف علی خان

اس ماہ کے

نقوش

پہلا نوحہ

۲۱ مئی ۱۹۹۱ء ۔ ایک سیاہ دن جب ہندوستان اور اس کے سیکولرزم کے ماتھے پر ایک اور کلنک لگا
۳۰ جنوری ۴۸ء کو مہاتما گاندھی اور ۳۱ اکتوبر ۸۴ء کو اندرا گاندھی کے قتل کے بعد یہ تیسرا سیاسی قتل تھا
دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں انقلابات اب " خونیں " ہو گئے ہیں

۸۴ء میں بڑے ہی مشکل حالات میں راجیو گاندھی نے عنان حکومت سنبھالی تھی
اور بڑے ہی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ملک کے مسائل حل کرنے شروع کئے تھے
راجیو گاندھی ایک بے غرض اور نیک نیت رہنما تھے . وہ سیاست داں ہرگز نہیں تھے
مگر افسوس یہ ہوا کہ ان کے گرد جو جی حضوری کی ایک ٹیم تیار ہوئی تھی اس نے انہیں سیاستداں بنا دیا
راجیو گاندھی نے دیکھا کہ سیاست ایسی نچلی سطح تک پہنچی ہے کہ یہاں الیکشن جیتنے کے لئے
کروڑوں روپیہ چاہئے جو صنعت کاروں سے مل سکتا ہے یا دفاعی سودوں میں
لہٰذا بوفورس سودے میں کروڑوں روپیہ کمیشن کانگریس کے الیکشن فنڈ میں جمع ہوا نہ کہ راجیو گاندھی کی جیب میں
راجیو گاندھی کے اطراف جو لابی تھی اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں سیاستداں بنا کر ہی چھوڑیں گے
لہٰذا جب راجیو گاندھی نے آر ایس ایس ، بی جے پی ، وشو ہندو پریشد اور ساری فرقہ پرست پارٹیوں
کے طوفان کا تنہا مقابلہ کرتے ہوئے مسلم پرسنل لا بل پاس کر دیا
اس راجیو گاندھی کو ارون نہرو جیسے مہاسنگھی ذہن کی ایما پر بابری مسجد کا تالا کھولنے کی اجازت دینی پڑی

آج راجیو گاندھی کی چتا ہی میں نہرو خاندان کا روایتی سیکولرزم بھی جل کر راکھ ہو گیا ہے
ان کی موت پر ایک فرقہ پرست لیڈر نے یہ کہا . " اب مسلمانوں کو خوش کرنے کی پالیسی ختم ہو گئی
۴۴ سالوں تک نہرو خاندان نے مسلمانوں کو کافی سر پر بٹھا لیا . اب فیصلہ کی گھڑی آ چکی ہے
اب بہرحال اس ملک کو ہندو راشٹر بنانا ہے "
اندرا جی نے کچھ فرقہ وارانہ فسادات میں یا راجیو جی نے شیلا نیاس میں جانبداری برتی بھی
البتہ انہیں ہمیشہ نہرو خاندان کا سیکولرزم یاد آتا تھا
ان کے پیچھے ایک روشن تاریخ تھی جو ان کی رہنمائی کرتی تھی

(باقی آخری صفحہ)

نقش کوکن

وقفۂ تعمیر

مولانا وحید الدین خان

کائنات خدا کی خاموش کتاب ہے۔ وہ ربانی حقیقتوں کو تمثیل کے روپ میں بیان کرتی ہے۔ آدمی اگر کائنات کی خاموش زبان کو سن سکے تو وہ اس کے لئے معرفت کا عظیم ترین کتب خانہ بن جائے

درخت کو دیکھئے۔ درخت زمین سے نکلتا ہے تو وہ کمزور پودے کی مانند ہوتا ہے۔ اس کے تنہ میں ابھی طوفان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس وقت درخت کیا کرتا ہے۔ وہ سراپا نرمی بن جاتا ہے۔ ہواؤں کے جھونکے آتے ہیں تو وہ ان کے مقابلے میں اکڑتا نہیں۔ بلکہ ہوا کا جھونکا اس کو جس طرف لے جانا چاہتا ہے وہ اسی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ حالی کی زبان میں، "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کو"۔ کی تصویر بن جاتا ہے

مگر اسی پودے کو ۲۵ سال بعد دیکھئے تو وہ بالکل دوسری تصویر پیش کر رہا ہو گا اب وہ اپنے موٹے تنہ پر مضبوطی کیساتھ قائم ہوتا ہے، اب جھکنے کا لفظ اس کی ڈکشنری سے خارج ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ ہواؤں کے جھونکوں سے غیر متاثر رہ کر سیدھا اپنی جڑوں پر کھڑا رہتا ہے۔ اب وہ زمین پر درخت بن کر رہتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ پودا بن کر رہ رہا تھا

درخت اس طرح تمثیل کی زبان میں بتا رہا ہے کہ ہر آدمی پر ابتدا وہ وقت آتا ہے جبکہ اس کو ایک وقفۂ تعمیر درکار ہوتا ہے جب ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنی جڑیں زمین میں داخل کرے وہ اپنے تنہ کو مضبوط کرے وہ اپنے آپ کو ایک طاقت ور وجود کی حیثیت سے نشو و نما دے اس وقفہ کے دوران اس کو اس طرح نہیں رہنا چاہئے جس طرح کوئی شخص مضبوط اور مستحکم ہونے کے بعد رہتا ہے۔

اس ابتدائی مرحلہ میں اس کو نرمی اور موافقت (Adjustment) کا مجسمہ بن جانا چاہئے۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کو تعمیر کا وقفہ نہیں ملے گا۔ اور جو کوئی وقفۂ تعمیر سے محروم ہو جائے وہ کبھی مرحلۂ تعمیر تک بھی نہیں پہنچے گا۔ ایسا شخص ہمیشہ کمزور پودا بنا رہے گا۔ وہ کبھی تناور درخت کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

نقش، کوکن بمبئی

دو کردار

بنو عباس نے بنو امیہ سے اقتدار چھینا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اموی خاندان کے ایک ایک فرد کو قتل کرنا شروع کیا تاکہ کوئی تخت کا دعویدار باقی نہ رہے۔ تاہم ان کا ایک نوجوان (عبد الرحمٰن الداخل) ان کی پکڑ سے بچ گیا۔ وہ دمشق سے بھاگ کر اسپین پہونچا۔ وہاں اس نے بنو امیہ کی مشہور سلطنت قائم کی۔

بنو عباس کا دار السلطنت بغداد تھا اور اسپین کی اموی حکومت کا دار السلطنت قرطبہ۔ مذکورہ تاریخی پس منظر کی وجہ سے دونوں میں مسلسل رقابت رہتی تھی۔ فرانس اس سمندر پار اموی سلطنت کا پڑوسی تھا۔ بغداد نے یہ کیا کہ اس نے فرانس کے عیسائی حکمراں کی خدمت میں قیمتی تحفے روانہ کئے اور اس کی حوصلہ افزائی کی تاکہ وہ اسپین کی اموی حکومت کے خلاف کارروائی کرکے بغداد کے انتقامی جذبات کی تسکین کرے۔

دوسری طرف بغداد کی عباسی سلطنت کا پڑوسی قسطنطنیہ تھا سابق رومی شہنشاہیت کا وارث قیصر اپنی سلطنت کا بڑا حصہ کھو کر اس وقت قسطنطنیہ میں اپنا مرکز قائم کئے ہوئے تھا۔ قیصر نے سوچا کہ بغداد جس طرح اسپین پر حملہ کرنے کے لئے فرانس کے عیسائی حکمراں کی مدد کر رہا ہے اسی طرح اگر میں بغداد کے خلاف مہم شروع کردوں تو قرطبہ کی طرف سے مجھے مدد حاصل ہوگی۔

اس امید کے تحت قیصر قسطنطنیہ نے ۲۰۹ھ میں اپنا ایک سفیر قرطبہ کے اموی حکمراں عبد الرحمٰن الثانی کے پاس بھیجا۔ بظاہر عبد الرحمٰن الثانی کو قیصر کے سفیر کا زبردست خیر مقدم کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اس کے دشمن کے خلاف چڑھائی کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ اس طرح وہ بغداد کے خلاف اپنے انتقامی جذبات کی تسکین حاصل کر سکتا تھا۔ مگر عبد الرحمٰن نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ قیصر کے سفیر نے عبد الرحمٰن الثانی سے کہا کہ اگر آپ قیصر سے دوستی کریں تو اس کے تعاون سے آپ اپنی آبائی سلطنت (شام، عراق، عرب، وغیرہ) عباسیوں سے واپس لے سکتے ہیں لیکن عبد الرحمٰن الثانی نے قسطنطنیہ کے سفیر کو رسمی باتیں کر کے لوٹا دیا۔

انتقامی جذبات کی تسکین کے لئے دشمن کے دشمن کو دوست بنانا ایک سطحی فعل ہے۔ اعلیٰ انسان وہ ہے جو اس قسم کے جذبات سے اوپر اٹھ جائے، جو اصول کی بنا پر لوگوں سے معاملہ کرے نہ کہ دوستی اور دشمنی کی بنا پر۔

نثر   شاعری   ادب

گدڑی کا لال

[redacted]

خان صاحب بہت زندہ دل تھے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی جسے دیکھ کر خوشی ہوتی تھی، وہ بچوں میں بچے، جوانوں میں جوان اور بوڑھوں میں بوڑھے تھے۔ غم و فکر کو پاس نہ آنے دیتے تھے اور ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی خوش رکھتے تھے۔ ان سے ملنے اور باتیں کرنے سے غم غلط ہوتا تھا۔ آخری دم تک ان کی زندہ دلی ویسی ہی رہی۔

وہ حساب کے کھرے، بات کے کھرے اور دل کے کھرے تھے۔ وہ مہر و وفا کے پتلے اور زندہ دلی کی تصویر تھے۔ ایسے نیک نفس، ہمدرد، مرنجاں مرنج اور وضع دار لوگ کہاں ملتے ہیں۔ ان کے بڑھاپے پر لوگوں کو رشک آتا تھا اور ان کی مستعدی دیکھ کر دل میں امنگ پیدا ہوتی تھی ان کی زندگی بے لوث تھی، اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ کسی نہ کسی کام میں صرف ہوتا تھا۔ مجھے وہ اکثر یاد آتے ہیں اور یہی حال ان کے دوسرے جاننے والوں اور دوستوں کا ہے اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ کیسا اچھا آدمی تھا۔ قومیں ایسے ہی لوگوں سے بنتی ہیں۔ کاش! ہم میں بہت سے نور خان ہوتے۔!!

غزل

میر تقی میر

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اک اضطراب کی سی ہے

میں جو بولا، کہا کہ یہ آواز
اسی خانہ خراب کی سی ہے

میر! ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

"غزل اگر ایسی ہو کہ مطلع سے مقطع تک ایک ہی مضمون ہو تو بھی غنیمت ہے۔ ستم کی بات تو یہ ہے کہ شاعر غزل گو کسی مضمون کے کہنے کا قصد ہی نہیں کرتا جس قافیے میں جو مضمون اچھی طرح بندھتے دیکھا اس کو باندھ لیا، ایک شعر میں بت پرستی ہے، دوسرے میں توحید و عرفان۔ ابھی ناقوس پھونک رہے تھے، اس کے بعد ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ یا تو میخانے میں مست و سرشار تھے، یا وعظ و پند کرنے لگے۔ ابھی شب وصل کے مزے لوٹ رہے تھے۔ ابھی شب ہجر میں مرنے لگے۔ ایک شعر میں معشوق کی پردہ نشینی و شرم و حیا کا دعویٰ کیا۔ دوسرے میں اس کے ہرجائی پن کا شکوہ کیا ابھی جوش شباب و شوق شراب تھا۔ ابھی پیری آگئی اور خضاب لگا رہے ہیں۔ یا تو حشر و نشر کا ارتقا تھا۔ یا محشر میں کھڑے فریاد بھی کر رہے ہیں"

نظم طباطبائی

جدید شاعری

غزل

—— عبدالاحد ساز

بے مصرف . بے حاصل دکھ
جینے کے ناقابل دکھ!

خواب ستارے پلکوں پر
جھلمل جھلمل جھلمل دکھ

سکھ ہے اک گمنام افق سے
ناؤ، سمندر، ساحل دکھ

راہ کے سب دکھ جھیل کے جب
منزل آئے تو منزل دکھ

بوجھ سا میری راتوں پر
شعر کی صورت نازل دکھ

مکتی بن کا برگد کرب
بھوگ نگر کا ساحل دکھ

سُر، سَم دکھ، جیون ساز
دل میں دکھ ہے یا دلِ دکھ

(عبدالاحد ساز کی شعری تصنیف "خموشی بول اٹھی ہے" سے ماخوذ)

روشنی

* * * *

* آنکھیں کھلی اور روشن ہوں تو ہر روز روزِ محشر ہے۔
حضرت عثمان غنیؓ
* کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ
* زندگی میں تین چیزیں بہت سخت ہیں (۱) خوفِ مرگ (۲) شدتِ مرض (۳) ذلتِ قرض
بوعلی سینا
* جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا۔ سقراط
* جاہل کی زندگی اور عاقل کی موت پر دنیا ہمیشہ آنسو بہاتی ہے۔
افلاطون
* دنیا سے منہ پھیر لو دنیا تمہاری غلام بن جائے گی۔
* کردار انسان کا آئینہ ہے۔ ۔ ٹالسٹائی
* کامیابی کا سب سے بڑا راز خود اعتمادی ہے۔ ایمرسن
* کسی کو دینے میں جو بات ہے وہ کسی سے لینے میں نہیں۔
حافظ شیرازیؒ

ایک خط

مرزا غالبؔ کا خط

—— میر مہدی کے نام

میر مہدی!

صبح کا وقت ہے۔ جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے، دو حرف لکھتا ہوں، آگ تاپتا جاتا ہوں، آگ میں گرمی سہی مگر ہائے وہ آتشِ سیال کہاں؟ کہ جب دو جرعے پی لئے، فوراً رگ و پے میں دوڑ گئی دل توانا ہوگیا، دماغ روشن ہوگیا، نفسِ ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا، ساقیِ کوثر کا بندہ اور تشنہ لب، ہائے غضب! ہائے غضب!

اجی! وہ یوسفِ ہند نہ سہی، یوسفِ دہر سہی، یوسفِ عصر سہی، یوسفِ ہفت کشور سہی، ان کی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے۔

* * * *

نفسیات　　کوکن کا شاعر　　اس ماہ کیلئے ایک خیال

کھیل میں نفسیات

کھیل میں بچے بہت خوش ہوتے ہیں کھیل کے میدان میں تو ان کو فطرت کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ کھیل میں لطف کے علاوہ بچوں کو ارادی توجہ کی محنت سے نجات مل جاتی ہے، اس لئے وہ کھیل کی طرف فطرتاً کھنچتے ہیں ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ اگر تعلیم کو بھی کھیل کی طرح خوشگوار اور دلچسپ بنا دیا جائے تو اس طرح بچے ہنسی خوشی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ماہرین تعلیم نے پڑھانے کے کئی طریقے بنائے ہیں جن کی مدد سے جماعت کی پڑھائی کو کھیل کی طرح دلچسپ مشغلہ میں تبدیل کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، ڈالٹن کا طریقہ، مانٹ سوری کا طریقہ، انکشافی طریقہ منصوبائی طریقہ۔ معاشرتی طریقہ وغیرہ تعلیم کے ایسے نفسیاتی طریقے ہیں جن سے بچوں کی پڑھائی عمل بڑا خوشگوار ہو جاتا ہے اور تعلیم ان پر بھاری بوجھ بننے کے بجائے تفریح کا سامان بن جاتی ہے۔ نفسیات کے استادوں کا کہنا ہے کہ شیر خوار بچے اپنے گرد و پیش میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے، دو ماہ کا بچہ اپنے ارد گرد کے نفوس سے بے رخی برتتا ہے لیکن گھر کے ان بڑوں میں دلچسپی لیتا ہے جو اس کی پرورش اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ تیسرے مہینے میں وہ کھانے پینے کی چھوٹی موٹی چیزوں کی طرف دھیان دینا شروع کرتا ہے۔ چوتھے مہینے میں اپنے والدین کے اظہار ناراضگی کچھ کچھ سمجھنے لگتا ہے عمر کا پانچواں مہینہ پورا کرنے کے بعد وہ جھڑکی اور دھمکی کے جواب میں رونا اور مسکراہٹ کے جواب میں مسکرانا سیکھ جاتا ہے۔ اس کے لگ بھگ دو ماہ بعد وہ بچوں کے آسان اور سادہ کھیلوں کی طرف دھیان دینے لگتا ہے۔ آٹھویں ماہ میں بچہ کچھ ایسی آوازیں نکالنی شروع کرتا ہے جو الفاظ سے کافی ملتی جلتی ہیں اور بڑوں کو بولتا دیکھ کر ایک آدھ لفظ کی نقل بھی اتار لیتا ہے۔ دسویں ماہ تک اس میں اپنے قریبی ماحول کے دوسرے مضامین میں تھوڑی سی دلچسپی کی سوجھ بوجھ آ جاتی ہے ۔۔

قیصر رتناگیروی

غزل

ماضی کی یاد حال کا نقشہ نظر میں تھا
مستقبلِ حیات کا غم چشم تر کا تھا

دشمن متاعِ ہوش کا ہر رہگزر میں تھا
لٹتا تھا کاروانِ سکوں میں سفر میں تھا

ہنگامہ چاروں سمت تھا دیوار و در میں تھا
بربادیوں کا جشن میرے سارے گھر میں تھا

نفرت سی ہو گئی مجھے اونچی اڑان سے
دم خم بلا کا اب بھی مگر بال و پر میں تھا

قیصر نے کیا ستم نہ سہے کچھ نہ پوچھیے
اب تک سنبھل نہ پایا سا قفقر میں تھا

" رات چاہے کتنی ہی
کالی ہو ——
کتنی ہی ڈراؤنی ہو ——
اس کی بہر حال
صبح ہوگی "

جنرل نالج-۱

بھارت کے صدور

۱۔ راجندر پرساد — ۱۹۵۰ء - ۱۹۶۲
۲۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن — ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۷
۳۔ ڈاکٹر ذاکر حسین — ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۹
۴۔ وی وی گری — ۱۹۶۹ء - ۱۹۷۴
۵۔ فخرالدین علی احمد — ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۷
۶۔ سنجیوا ریڈی — ۱۹۷۷ء - ۱۹۸۲
۷۔ گیانی ذیل سنگھ — ۱۹۸۲ء - ۱۹۸۷
۸۔ وینکٹ رمن — ۱۹۸۷ء

بھارت کے نائب صدور

۱۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن — ۱۹۵۲ء - ۱۹۶۲
۲۔ ڈاکٹر ذاکر حسین — ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۷
۳۔ وی وی گری — ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۹
۴۔ جی ایس پاٹھک — ۱۹۶۹ء - ۱۹۷۴
۵۔ بی ڈی جتی — ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۹
۶۔ ہدایت اللہ — ۱۹۷۹ء - ۱۹۸۴
۷۔ وینکٹ رمن — ۱۹۸۴ء - ۱۹۸۷
۸۔ ڈاکٹر شنکر دیال شرما — ۱۹۸۷ء -

جنرل نالج-۲

الیکشن کمیشن

ایک تعارف

ہندوستان کا آئین مرتب ہونے کے ساتھ ہی اس کی دفعہ ۳۲۴ کے تحت الیکشن کمیشن تشکیل دیا گیا۔

الیکشن کمیشن کابینہ کی تجویز پر الیکشن منعقد کراتا ہے چاہے وہ صدر جمہوریہ کا الیکشن ہو یا نائب صدر کا لوک سبھا کا الیکشن ہو یا اسمبلیوں کا الیکشن۔ یہ سب الیکشن کمیشن کے زیر اہتمام ہی ہوتے ہیں۔

الیکشن کی ساری تاریخیں طے کرنا۔ اس کا اہتمام کرنا اور ووٹروں کی لسٹ تیار کرنا۔ ووٹ کی پرچیاں تیار کرنا۔ الیکشن کے لئے قوانین و ضوابط مرتب کرنا۔ نئی سیاسی پارٹیوں کو تسلیم کرنا یا رد کرنا۔ انہیں الیکشن کے نشان الاٹ کرنا۔ اور کسی الیکشن میں بدعنوانی وغیرہ کے الزامات پر غور کرنا۔ ان کی بنیاد پر الیکشن کو رد کرنا۔ یا دوبارہ الیکشن کا انعقاد کرنا۔ یہ سب الیکشن کمیشن کے مقاصد اور اس کے فرائض ہیں۔

الیکشن کمیشن کے سربراہ کو چیف الیکشن کمشنر کہا جاتا ہے۔

جنرل نالج-۳

ملک ——— پارلیمنٹ کا نام

افغانستان ——— شوریٰ
البانیہ ——— پیپلز اسمبلی
ارجنٹینا ——— نیشنل کانگریس
آسٹریلیا ——— فیڈرل پارلیمنٹ
برطانیہ ——— ہاؤس آف کامنس
ہاؤس آف لارڈس
چین ——— نیشنل پیپلز کانگریس
مصر ——— پیپلز اسمبلی
ہنگری ——— نیشنل اسمبلی
بھارت ——— لوک سبھا/راجیہ سبھا
ایران ——— مجلس
اسرائیل ——— نیسیٹ
امریکہ ——— کانگریس
روس ——— سپریم سوویت
نیپال ——— نیشنل پنچایت
جاپان ——— نیشنل اسمبلی
لیبیا ——— دیوان راکیت
لبنان ——— جنرل پیپلز کانگریس
سوڈان ——— پیپلز اسمبلی

جنرل نالج ۔۴ جنرل نالج ۔۵ جنرل نالج ۔۶

اچھا اور برا

کھانے پینے پر خرچ

• دنیا میں سب سے زیادہ کھانے پینے پر خرچ ہوچی منہ میں کیا جاتا ہے۔
• سب سے کم خرچ واشنگٹن میں کیا جاتا ہے۔

ٹیلی فون:۔ دنیا میں سب سے زیادہ ٹیلیفون رکھنے کا تناسب سان فرانسسکو میں ہے۔
• سب سے کم ٹیلیفون لاگوس (نائیجریا) میں ہے۔

ٹریفک:۔ ٹریفک کا سب سے اچھا انتظام اٹلانٹا میں
• سب سے خراب نظام لیما شہر (پیرو) میں ہے۔

قتل:۔ سب سے کم قتل میڈ یڈ شہر (اسپین) میں ہوتے ہیں۔
• سب سے زیادہ قتل کیپ ٹاؤن شہر (جنوبی افریقہ) میں ہوتے ہیں۔

شوروغل:۔ سب سے زیادہ شوروغل نیو یارک، لندن، کراچی اور مدراس میں ہوتا ہے۔
• سب سے کم شوروغل سنگا پور اور مانچسٹر میں ہوتا ہے۔

بچوں کی اموات:۔ سب سے کم اموات تیوان میں ہوتی ہے۔
• شیر خوار بچوں کی سب سے زیادہ اموات ہندوستان میں ہوتی ہے۔

سوال جواب

س:۔ رقبے کے لحاظ سے دنیا میں بھارت کا مقام۔
ج:۔ ساتواں۔

س:۔ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑی بھارتی ریاست۔
ج:۔ مدھیہ پردیش۔

س:۔ رقبے کے لحاظ سے سب سے چھوٹی بھارتی ریاست
ج:۔ گوا۔

س:۔ بھارتی سرحد کا احاطہ۔
ج:۔ ۱۵٫۲۰۰ کلومیٹر۔

س:۔ انڈمان نکوبار کل کتنے جزائر ہیں
ج:۔ ۲۲۳

س:۔ دنیا کے کل جنگلات میں بھارت کا حصہ۔
ج:۔ دو فیصد

س:۔ کوئلے کی پیداوار میں بھارت کا مقام
ج:۔ چوتھا۔

س:۔ بھارت میں پٹرولیم کی پیداوار کا کتنا حصہ محفوظ کیا جاتا ہے۔
ج:۔ ۳۰ فیصد

س:۔ بھارت کا سب سے لمبا دریا
ج:۔ گنگا

س:۔ بھارت میں سب سے زیادہ بارش کہاں ہوتی ہے۔
ج:۔ چراپونجی

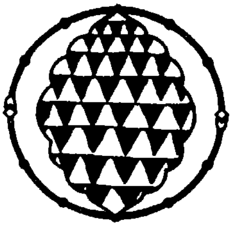
ایئر فورس

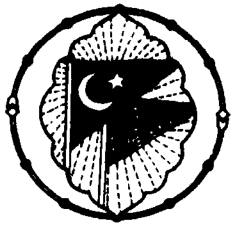
(رتبے کے اعتبار سے)

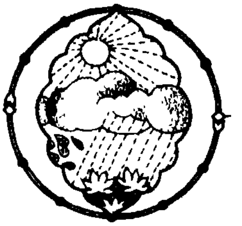
مارشل آف دی ایئر فورس
ایئر چیف مارشل
ایئر مارشل
ایئر وائس مارشل
ایئر کمانڈر۔
گروپ کیپٹن
ونگ کمانڈر
اسکواڈرون لیڈر
فلائٹ لفٹیننٹ
فلائنگ آفیسر
پائیلٹ آفیسر

ریلوے

ریلوے	صدر دفتر
سینٹرل	وی ٹی۔ بمبئی
مشرقی	کلکتہ
شمالی	نئی دہلی
شمال مشرقی	گورکھپور
شمال مشرق زونٹر	گوہاٹی
جنوبی	مدراس
جنوب مرکزی	سکندر آباد
جنوب مشرقی	کلکتہ
مغربی	چرچ گیٹ (بمبئی)









انسان کي زندگي ميں هر طرح کے دور آتے هيں۔ خوشي کے بهي، رنج کے بهي۔ خوشي کے موقع پر تقريبات هوتي هيں۔ شادي بياه، عقيقه، ختنه، بسم الله، ختم قرآن، امتحان ميں کاميابي، بيرون ملک روانگي، وطن ميں آمد، حج و زيارت ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں۔ اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹهائي کي ياد وابسته هوتي هے۔ رنج کے موقع پر سوگ هوتا هے، وفات، چهلم، فاتحه، قرآن خواني ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹهائي کي ياد وابسته هوتي هے۔

ايک موسم آتا هے، دوسرا جاتا هے: باران، گرما، خزاں، سرما، بهار۔ ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور ياد کے ساتھ کسي مٹهائي کي ياد وابسته هوتي هے۔ تهواروں کا دور مدام چلتا هے: عيد، بقرعيد، محرم، شب برات، ميلاد النبي، ماهِ رمضان ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹهائي کي ياد وابسته هوتي هے۔

بهائي کي شادي ميں تو تمام طرح کي مٹهائياں تهيں۔ دوست کے هني موون پر افلاطون۔ قرآن خواني ميں نان خطائي۔ باران ميں برفي سرما ميں گاجر کا حلوه۔ رمضان ميں مالپوه۔ عيد ميں شير خُرما۔

اور هر مٹهائي سے لُطف اندوز هونے کے بعد سوال پُوچها جاتا هے که "بهئي مٹهائي کهاں سے خريدي؟" تو

سليمان مٹهائي والے کا نام بے ساخته زبان پر آجاتا هے۔ يعني هر مٹهائي کے ساتھ سليمان مٹهائي والے کي ياد جُڑي هوتي هے اسي لئے جب کبهی مٹهائي کا ذکر چهڑتا هے، سليمان مٹهائي والے کي بات هوتي هے سليمان مٹهائي والے همه اقسام، همه اصناف، همه رنگ، همه اشکال، همه اجناس اور همه مواقع مٹهائياں بناتے هيں۔

آئيے، اپني يادوں کي ياد ميں کوئي مٹهائي نوشِ جان فرمائيے۔

جب کبهی مٹهائی کا ذکر چهڑتا هے سلیمان مٹهائی والے کی بات هوتی هے

سُلیمان مِٹھائی والے

شاهوں کے شایانِ شان مِٹھائیاں بنانے والے

مینارہ مسجد

۳۱ ایف/جی محمد علي روڈ، بمبئ ۴۰۰۰۰۳

فون: ۸۵۵۵۸۵۸۰/۸۵۵۳۳۳۳

عورتوں کا حج

حج کی فرضیت :- حج اسلام کا پانچواں رکن اور فرض عین ہے جس طرح ہر مالدار بالغ مسلمان پر فرض ہے اسی طرح ہر عاقلہ بالغہ مسلمان عورت پر ساری عمر میں ایک بار حج بیت اللہ فرض ہے جب اس کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کے سارے اخراجات اور واپسی تک کے ضروری مصارف برداشت کرسکتی ہو اور مندرجہ ذیل شرائط بھی پائے جائیں۔

شوہر کیساتھ عورت کا فرض حج ادا ہو جانا

جب کہ عورت کو اس کا شوہر اپنے ساتھ اپنی خوشی تو محبت، رضا و رغبت سے حج کیلئے لے جارہا ہے تو ظاہر ہے کہ اپنی دولت میں بھی اسے حقیقی شریک اور حقدار سمجھ کر اس کا بھی فریضۂ حج ادا کرنے کی غرض سے لے جارہا ہے، لہذا عورت کا فرض حج بلاکسی تردد کے صحیح طور پر ادا ہو جائیگا تاہم کسی کو اگر یہ شبہ ہو کہ عورت چونکہ اپنے ذاتی مال سے نہیں جارہی ہے لہذا اس کا حج نفل ہوگا تو ایسی حالت میں اطمینان قلب کی یہ صورت بھی بآسانی اختیار کی جاسکتی ہے کہ حج کے ضروری مصارف کیلئے جس قدر رقم درکار ہو عورت کو اسکی مالکہ اور حقدار بنادیا جائے گویا اتنی رقم خود عورت کی ملک قرار دی گئی، اور اب شوہر اس رقم سے حسب ضرورت اس پر خرچ کرسکتا ہے۔

شرائط حج : کسی بھی عورت کا محرم کے بغیر حج کیلئے جانا درست نہیں خواہ وہ عورت شادی شدہ ہو یا بوڑھی یا بیوہ شریعت میں محرم اس مرد کو کہتے ہیں جس سے نکاح کسی صورت میں بھی درست نہیں جیسے بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں، ہمسر، داماد وغیرہ اور اسی قسم کے رضائی، یعنی دودھ کے رشتے۔

عورت بغیر حج کو چلی جائے تو حج تو ہو جائیگا لیکن گنہگار رہوگی اگر کوئی عورت عدت میں ہے تو اس کیلئے حج کو جانا درست نہیں عدت پوری کرنے کے بعد جاسکتی ہے شادی شدہ عورت ہے لیکن اگر اسکے ساتھ اسکا شوہر نہیں جاسکتا تو شوہر کی اجازت سے کسی اپنے محرم کے ساتھ جاسکتی ہے۔ اگر کوئی عورت عدت ہی میں چلی گئی تو حج تو ہو جائے گا لیکن گنہگار رہوگی۔

جب یہ ساری شرطیں پائی جائیں تو عورت حسب ذیل طریقہ پر حج کیلئے روانہ ہو:

گھر سے روانگی :- روانگی سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نماز نفل ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا بہتر ہے، سلام کے بعد مغفرت، توفیق اطاعت اور عافیت کی دعا مانگ لے اگر پاک حالت میں نہ ہو تو نماز نہ پڑھے، خویش و اقارب سے معافی مانگ کر بندرگاہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

جہاز پر سوار ہونا : جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے چڑھے تو بہتر ہے: بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖہَا وَمُرْسٰہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ: اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بیشک میرا پروردگار بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جہاز پر کیا کرنا چاہئے : جہاز پر سوار ہو جانے کے بعد اپنا اکثر و بیشتر وقت تلاوت قرآن اور درود و استغفار میں گزارے، جھگڑے فساد کی باتوں سے بالکل دور رہے۔ اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ادھر ادھر نہ گھومے، حتی الامکان پردہ کا خیال رکھے۔ سارے سفر میں نہایت صبر و شکر سے کام لے۔

نماز قصر : جہاز میں نمازیں قصر پڑھی جائیں گی اس کا بھی خیال رہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قصر صرف فرض نمازوں میں ہے۔ سنتیں اور نفلیں تو پوری پڑھی جائیں گی قصر صرف ظہر، عصر اور عشاء میں ہوتا ہے یعنی ان فرض نمازوں میں چار کے بجائے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی۔

آپ جب پاک حالت میں نہ ہوں تو نماز اور قرآن نہ پڑھیں

رف استغفار و درود میں مشغول رہیں۔

یلملم ہندستانی حاجیوں کی میقات ہے:

یلملم حج کا کوئی خاص رکن ادا کرنا نہیں ہے یلملم ہندستانی حاجیوں کی میقات ہے میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ شریف جانے والوں کیلئے احرام باندھنا واجب ہے میقات سے بغیر احرام کے اگر کوئی شخص گزر کر مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو اس پر دم واجب ہوگا یعنی قربانی دینی ہوگی۔ دیلملم نہ کوئی مقام ہے جو جہاز سے نظر آتا ہو نہ وہاں جہاز ٹھہرتا ہے محض اس کے محاذات سے جہاز گزرتا ہے،

یلملم آنے سے چھ سات گھنٹہ پہلے ہی جہاز والے ایک زور کی سیٹی کے ذریعہ حجاج کو خبردار کر دیتے ہیں اور زبانی اطلاع بھی کر دیتے ہیں کہ ہم فلاں وقت پر یلملم پہنچ رہے ہیں۔

احرام پوشی، عورتوں کا احرام: لہذا یلملم آنے سے پہلے ہی احرام کی تیاری شروع کر دی جائے۔ عورتوں کا احرام تو ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں حالت احرام میں عورتوں کو سر ڈھانکنا واجب ہے اسلئے سر پر ایک رومال باندھ لینا چاہئے تاکہ سر نہ کھلے اور بال گرنے بکھرنے نہ پائے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے ہاں بالوں کو درست کرنے کیلئے، وضو کے وقت مسح کرنا کیلئے یا ایسی ہی کسی اور ضرورت کیلئے سر کھول سکتی ہے چونکہ عورتوں کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا بھی درست نہیں لہذا پیشانی پر چھجے کے طور کوئی چیز ایسی باندھ لی جائے کہ اگر اس پر سے برقع یا نقاب ڈال بھی لیا جائے تب بھی اس کا کپڑا ناک یا منہ کے کسی حصہ پر نہ لگ سکے۔

احرام کا طریقہ: احرام باندھنے سے پہلے پاک صاف ہو کر نہا دھولیں تو بہتر ہے۔ خواہ پاک حالت میں ہوں یا حالت حیض میں۔ کیونکہ یہ غسل تو احرام کے آداب میں سے ہے البتہ اگر جہاز پر نہانے کا مناسب موقع و محل نہ ہو یا پانی نہ مل سکے یا بیماری وغیرہ جیسا کوئی عذر ہو تو غسل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں صرف وضو کر کے احرام باندھ لیں احرام کی حالت میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے

نقش کوکن ۔ بمبئی

کہ غسل یا وضو سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز سنت الاحرام کی نیت سے پڑھیں بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو، ہو سکے تو پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد واپس بیٹھے ہوئے اس طرح نیت کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھَا مِنِّیۡ

اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتی ہوں تو اسے میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے اسے قبول فرما۔

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو

——— اقبال

غزلیں

واحد محسن

نہ عندلیب نہ وہ باغباں سے ملتا ہے
پیامِ فصلِ بہاراں خزاں سے ملتا ہے

کسی نے خون سے شاداب کر دیا ہوگا
ثبوت اس کا ہمیں گلستاں سے ملتا ہے

یہ کرچیاں مرے خوابوں کے آئینے کی ہیں
تمہارا عکس بھی مجھ کو وہاں سے ملتا ہے

بھنور میں اس کا کوئی خواب رہ گیا ہوگا ؟
وہ روز لپٹا ہوا بادباں سے ملتا ہے

سمیٹ لیتا ہوں دامن میں سب دعاؤں کو
خزانہ جب یہ مجھے اپنی ماں سے ملتا ہے

حسب نسب کا مرے سلسلہ نہ پوچھو تم
کبھی زمیں سے کبھی آسماں سے ملتا ہے

ضرور یہ کوئی ناقد بنے گا اے واحدؔ
پتہ یہ آج کے شعلہ بیاں سے ملتا ہے

رفیق دوستا

لفظ الجھا ہوا نظر آیا
قافیہ بحث پر اتر آیا

معنویت وجود کھو بیٹھا
پیر آئے، نہ ہاتھ سر آیا

ہے درختوں پہ نغمگی طاری
موسم گل شجر شجر آیا

کھل گئے باب آسمانوں کے
جب دعا میں مری اثر آیا

ایک پل پھر رہی تھی ویرانی
راہ میں کب کوئی نظر آیا

اسکو دیکھا تو نم ہوئیں آنکھیں
دل بھی اپنا رفیق بھر آیا

انڈرے ابراہیم آذر

چھا گیا دہر میں ہر سوں دھواں کل رات کو
کیا پتہ کس کا جلا تھا آشیاں کل رات کو

چاند بھی بے نور تھا تارے بھی تھے مضمحل
خود سے روتا تھا لپٹ کر آسماں کل رات کو

دور تک بستی میں پھیلی ہے بلا کی خامشی
قتل شاید ہو گئے ہیں ہم زباں کل رات کو

صبح ہوتے ہی وہ سارے نقش کیسے مٹ گئے
فاصلہ اتنا کہاں تھا درمیاں کل رات کو

کس نے بخشی تھی مرے دردِ و الم کو زندگی
کس نے اشکوں کو عطا کی تھی زباں کل رات کو

یادِ رفتہ کی جلا کر شمع اپنے ہاتھ میں
مجھ سے ملنے آئی تھی عمرِ رواں کل رات کو

تعلیم بذریعۂ مادری زبان

از۔ عبدالرحمٰن کمال الدین موڈلیکر (بی۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ایڈ)
پرنسپل محمدیہ ہائی اسکول بمبئی ۳

عالم وجود میں آنے کے بعد ہی سے طفل اپنی آغوش مادر میں اپنی ماں سے تعلیم و تربیت کا سلسلہ جوڑ لیتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے اپنے لاشعور میں الفاظ کا خزانہ جمع کر جاتا ہے۔ ماں کی زبان کے نقوش اس کے ذہن پر مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ الفاظ و خیالات کو مربوط کر کے ہر بات کو سمجھنے کی سعی کرتا ہے۔ شیر خوارگی کے ایام میں ہی بچہ زبان کے ذریعے اظہار خیال کرنے شروع کرتا ہے۔ نیز دوسروں کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح روزمرہ کی زندگی میں اس کے اس عمل کا سلسلہ مادری زبان میں جاری رہتا ہے۔ زبان اور خیالات کی ہم آہنگی سے وہ اپنی تمام تر ضروریات کو پورا کرتا ہے حسن اتفاق اگر بچہ کی ماں تعلیم یافتہ ہو تو پھر یقیناً بچہ اپنے ماں کی شستہ اور شائستہ زبان کو اپنا کر دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔ چونکہ زبان کا تہذیب و تمدن سے گہرا تعلق ہے اس لئے بچہ دوران تعلیم و تربیت زندگی کے آداب سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔ اس طرح زبان گویا اسکی تہذیب و تمدن کا آئینہ بن جاتی ہے۔

تعلیمی اعتبار سے مادری زبان اُس زبان کو کہتے ہیں جس میں بچے کو رسمی (Formal) تعلیم دی جاتی ہے۔ تقریباً تمام ماہرین تعلیم اس بات سے متفق ہیں کہ بچے کی تعلیم کا بہترین ذریعہ اس کی مادری زبان ہے۔ اگر مادری زبان کے ذریعہ تعلیم دیجائے تو تعلیم موثر ہوگی اور بچے کی شخصیت (Personality) متوازن طریقے پر نشو و نما پائے گی۔ ماہرین تعلیم نے بغیر کسی اختلاف کے اپنے مختلف نظریات کے ذریعہ اس امر کو واضح کیا ہے کہ تعلیم مادری زبان کے ذریعہ ہی ہونی چاہیے تاکہ طالب علم تعلیم کی گہرائی اور گیرائی سے واقف ہو سکے

تعلیم جس میں فہم و ادراک نہ ہو وہ شجر بے ثمر کے مصداق ہے۔ فہم و ادراک تعلیم میں مادری زبان ہی کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا مشرق و مغرب کے تمام دانشوروں، ماہرین و اکابرین نے مادری زبان کے ذریعے تعلیم کو بامقصد تعلیم قرار دیا ہے۔ قرونِ وسطیٰ سے لیکر اب تک مختلف میدانوں میں جو اکابرین ملتے ہیں، غالباً ان سبھوں نے اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کی ہے۔

گاندھی جی نے تمام تعلیمی امور کا عملاً جائزہ لیا۔ آخرالامر انھوں نے ۱۹۳۷ء میں وردھا کے مقام پر ہندوستانیوں کے لئے تعلیم کا خاکہ پیش کرتے ہوئے ابتدائی تعلیم کو بذریعہ مادری زبان لازمی قرار دیا۔ بھارت کی آزادی کے بعد تعلیم کے میدان میں جو ماہرین رواں دواں نظر آتے ہیں ان میں آنجہانی صدر ڈاکٹر ذاکر حسین کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ موصوف مرحوم کی صدارت میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی جس میں ابتدائی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر زور دیا گیا ان میں ابتدائی تعلیم بذریعہ مادری زبان لازمی قرار پائی۔

اگر تعلیم کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے۔ تو آسانی سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ دور وسطیٰ کے یوروپ میں لاطینی زبان کے ذریعے اور ہندوستان میں ۱۹ ویں صدی تک سنسکرت یا فارسی زبان کے ذریعے تعلیم دی جاتی تھی۔ اس لئے ان ادوار میں تعلیم ایک مخصوص طبقے تک محدود رہی آزاد ہندوستان میں تعلیم کو عام، مفت، لازمی اور سیکولر بنانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ تو تعلیم بذریعہ مادری زبان نے ایک مطالبہ کی شکل اختیار کی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمہ گیر تعلیم کے امکانات اُسوقت

روشن ہوں گے جب تعلیم کی سہولتیں عوام کو میسر آنے لگیں عوام کو تعلیم دینے کے لئے مقامی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا ضروری ہوجاتا ہے۔

تعلیم کا خاص مقصد بچے کی ہمہ گیر نشو نما ہے اس مقصد کی تکمیل اس وقت ممکن ہے جب بچے کی تعلیم مادری زبان کے ذریعے ہو تجربات سے یہ دیکھا گیا ہے کہ سرکاری امتحانوں میں جو بچے میرٹ (MERIT) پوزیشن حاصل کرتے ہیں ان کا اگر زبان دانی کی بنیاد پر تقابلی جائزہ لیا جائے تو مادری زبان میں پڑھے ہوئے طلبہ اکثریت میں ہوتے ہیں۔ ان حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے آئی اے۔ ایس۔ (I.A.S.) جیسے امتحانوں میں مادری زبان کے ذریعے پرچے لکھنے اور ملاقات کے لئے سہولتیں اب مہیا ہیں۔

مادری زبان کے ذریعے تعلیم دینے کے حق میں جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں ان کا تعلق ذہنی، جذباتی، نفسیاتی، سیاسی اور سماجی پہلوؤں سے علیحدہ علیحدہ بھی ہے۔ اور ملا جلا بھی۔ جدید تعلیم میں نفسیات کو ایک خصوصی مرتبہ حاصل ہے۔ زبان آوازوں کا ایک نظام ہے۔ جو بچے کے دماغ کو حرکت میں لاتا ہے۔ اور اس کے وسیلے سے وہ خود بخود اظہار تفہیم کی صلاحیت پیدا کرتا ہے اس طرح اس کو جو تسکین حاصل ہوتی ہے وہ ذہنی، جذباتی اور سماجی نشو نما کی ضمانت کرتی ہے۔ یہ منصب مادری زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان ہرگز ہرگز ادا نہیں کرسکتی۔ زبان اور خیال کا تعلق جسم اور روح (BODY & SOUL) کا ہے ایک کا انحصار دوسرے پر ایک کی ترقی سے دوسرے کی ترقی ہوتی ہے اور ایک کے انحطاط سے دوسرے کا انحطاط ہوتا ہے۔

سماجی اعتبار سے مادری زبان کا مقام اور بلند ہے مادری زبان کے ذریعے ہی بچہ اپنی تہذیب و معاشرت سے مطابقت اور رابطہ پیدا کرتا ہے۔ اور ایک مشترک (COMMON) وسیلے کے ذریعے گروپ کے ساتھ تفاعلی عمل (INTER ACTION) کرتا ہے۔ اس کے بغیر سماجی رابطہ قائم ہونا تقریباً ناممکن ہے۔

تعلیمی اعتبار سے مادری زبان کی امتیازی اہمیت ہے اس سے معلومات کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ مادری زبان دیگر مضامین کی تدریس کا بھی ایک موثر ذریعہ ہے، کلاس روم ہو۔ ورک شاپ ہو۔ یا کتب خانہ (LIBRARY) ہو یا کھیل کا میدان ہر جگہ مادری زبان کارفرما نظر آتی ہے۔

مادری زبان میں تعلیم نہ دینے سے اظہار ذات کی صلاحیت کو صدمہ پہنچتا ہے۔ تحصیل علم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور شخصیت میں توازن پیدا نہیں ہوتا۔ دیگر زبانوں کے ذریعے بچہ علم حاصل کرنے میں کچھ حد تک تو کامیاب رہتا ہے۔ مگر بچے کا رجحان، فہم و ادراک اور دلچسپی جیسے عناصر پروان نہیں چڑھتے اور بچہ صرف زبان ہی پر قدرت حاصل کرتے ہوئے روکھی سوکھی معلومات حاصل کرلیتا ہے جس کے لئے اسے رٹنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی معلومات جو بغیر سمجھے حاصل کی جائے وہ کسی بھی مرحلے کے لئے بے سود ہے اس کے مقابلے میں مادری زبان کے ذریعے جو تعلیم حاصل کی جاتی ہے وہ یقیناً بچہ کی شخصیت کے فروغ کے لئے درکار تمام عناصر کی حامل ہوتی ہے جس سے بچہ صحیح سمت میں ترقی کرتا ہے وہ عملی زندگی میں بھی وہ ان بچوں کی بہ نسبت زیادہ کامیاب رہتا ہے جو دیگر زبانوں کے ذریعے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مادری زبان ہی کے ذریعے بچہ اپنی تہذیب اور کلچر کی حفاظت صحیح طور پر کرسکتا ہے۔ اور عملی زندگی میں کامران و کامیاب ہوسکتا ہے۔

آج بدقسمتی سے تعلیم بذریعہ انگریزی زبان کا رجحان بڑی تیزی سے وبائی صورت اختیار کررہا ہے۔ ان طلبا میں اکثریت ایسے طلبا کی پائی جاتی ہے جن کے والدین (ماں اور باپ) انگریزی زبان کے حرف تہجی سے بھی نابلد ہوتے ہیں۔ مگر ان کی ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی بھی طرح ان کے بچے کو انگریزی ذریعہ تعلیم کے اسکول میں داخلہ ملے۔ داخلہ ملنے پر تقسیم مٹھائی کا رواج عام نظر آتا ہے۔ اور مستقبل قریب میں یہ رواج ہمارے معاشرے کا ایک حصہ بن جائے تو کوئی تعجب نہیں!

انگریزی اسکول میں داخلہ کے بعد اسکول اور گھر کے ماحول میں تضاد نظر آتا ہے تعلیمی اعتبار سے والدین اپنے بچوں کے ہوم

ورک مکمل کرنے میں ان کی مدد نہیں کرسکتے اور گھر پران کی رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا ٹیوشن کلاس کی طرف رخ کیا جاتا ہے ٹیوٹر کو بچے کو گھر پر پڑھانے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے. اس گرانی کے زمانے میں اخراجات میں اس طرح کے اضافے والدین کی معیشت پر ایک بوجھ بن جاتے ہیں. نیز انگریزی اسکولوں کی تہذیب اور کلچر ہمارے تہذیب اور کلچر سے میل نہیں کھاتے. ان حالات کے پیش نظر طالب علم یا تو درمیان میں ہی تعلیم کا سلسلہ منقطع کرتا ہے یا پھر کسی طرح پاس ہونے کے لئے ضروری نمبر حاصل کرتا ہے اچھے نمبر حاصل کرنے والے طلبا کا فیصد بہت ہی قلیل ہوتا ہے.

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں والدین کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی تعلیمی پالیسی پر نظر ثانی کریں. تنقیدی جائزہ لیں اور اس نتیجے پر پہنچیں کہ ان کے بچوں کی بہتری کس میں ہے؟ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ جب ریوڑ کی ایک بھیڑ راستہ چلتے چلتے کھائی کی طرف رخ کرتی ہے تو ریوڑ میں موجود تمام بھیڑیں اس مثالی بھیڑ کی اندھی تقلید کرنا اپنا دھرم سمجھتی ہیں. نتیجہ سے آپ بخوبی واقف ہیں. ان خطرناک بھیڑ چال سے پرہیز ہماری قوم وملت کی بقا کی ضمانت ہے.

شراب کے بارے میں طبّی نقطۂ نظر

زمانۂ ماقبل تاریخ سے شراب مختلف شکلوں میں ایک مقبول مشروب رہی ہے۔ آج بعض امیر گھرانوں میں اُسے امیرانہ ٹھاٹ کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ آدمی اپنی پریشانیوں اور تفکرات، غم واندوہ اور حزن وملال کو غرق مے ناب کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ یہ خیال کرتا ہی نہیں کہ اپنی صحت کے لئے کن کن مسائل اور پیچیدگیوں کو دعوت دے رہا ہے۔ شدائد سے گھرا ہوا آج کا انسان بڑی آسانی سے جام کا شکار بن جاتا ہے۔ اسے وہ کیف وسرور سمجھ کر منہ لگاتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس بے فیض نشہ آور مشروب کا عادی بن جاتا ہے۔

غلط تصوّر:

شراب، خون کی ان نالیوں کو جو دِل کے عضلات کو خون پہنچاتی ہیں، پھلا دیتی ہے، بہت سے لوگوں میں یہ غلط خیال پیدا ہوگیا ہے کہ شراب دِل کے لئے ٹانک ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو دل کے دورہ سے اچھے ہو چکے ہوں۔ اس کھلی ہوئی حقیقت کے باوجود کہ شراب دِل کے لئے نقصان دہ ہے۔ کچھ ایسی محفوظ ہومیوپیتھک اور جدید گولیاں بھی ہیں جن کو فائدہ مندی کے ساتھ وہ حضرات استعمال کر سکتے ہیں جنہیں ن کی ضرورت ہے۔

ہمت افزا:

ما آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ شراب نوشی سے مقرر میں تقریر کرنے کا ولولہ وجذبہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ خیال بھی عام ہے کہ شراب سے ر ... اعتمادی اور بے خوفی کو تقویت پہنچتی ہے اور یہ آدمی کو نڈر بنا دیتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ انسان کی داخلی جسمانی بندش جو عام سماجی اور سلجھی ہوئی عادات کی ذمہ دار ہوتی ہے معطل ہوکر رہ جاتی ہے اپنی اندرونی کیفیات کے باعث مقرر اپنے طور پر کچھ بھی بکواس شروع کر دیتا ہے اور شراب کی پیدا کردہ بے باکی کی بنا پر دماغ پر قابو ختم ہو جانے کے سبب انسان کوئی بھی خطرناک کام کر سکتا ہے۔"

بھوک بڑھانیوالی شے:

شراب کے گھونٹ سے آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ بھوک لگ رہی ہے چاہے اس نے اس سے پہلے کھانا کھایا ہو یہ ایک غلط قسم کی بھوک ہے۔ معدہ میں شراب کی وجہ سے تیزابیت پیدا ہونے لگتی ہے اور اگر تیزابیت کی وجہ سے گرمی یا بھوک محسوس ہوتی ہے۔ اگر آدمی شراب نوشی کا عادی ہو تو اس سے رفتہ رفتہ گیس اور معدے میں السر کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور پھر کھانے پینے میں کئی چیزوں کے استعمال سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے تو شراب دراصل بھوک مارنے کا کام کرتی ہے۔

جنسی احساس کو بڑھانیوالی شے

بہت سے لوگ شراب صرف اس وجہ سے پیتے ہیں کہ ان کی جنسی قوت میں اضافہ ہو۔ یہ بہت ہی غلط خیال ہے۔ صحیح رکاوٹوں کے دور ہونے سے یہ غلط خیال پیدا ہوتا ہے کہ قوت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ لیکن حقیقتاً اس کا نتیجہ نامردی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ تھوڑا تھوڑا پیتے پیتے شراب کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ جسم کے بہت سے عضلات میں اس کا زہر سرایت کرتا ہے اور پھر انہیں متلی، قے، ڈکار، پیٹ کے درد بھوک نہ لگنا، کمزوری وغیرہ کی شکایت لاحق ہو جاتی ہے۔ جگر بتدریج بڑھتا جاتا ہے اور اس میں سختی آجاتی ہے جس کی وجہ سے یرقان ہو جاتا ہے۔"

جب رگوں کے پورے نظام میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو شراب کی وجہ سے تشنج، دماغی کمزوری، آنکھوں کے سامنے

دھندلاپن، بے چینی، بازوؤں میں کمزوری، ہاتھوں کا سن ہوجانا
پاؤں کی طاقت کا رفتہ رفتہ ختم ہوجانا وغیرہ قسم کے عارضے
پیدا ہو جاتے ہیں۔

جنسی اعضاء پر بھی اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

اس سے خواہش تو پیدا ہوتی ہے لیکن قوتِ عمل ختم ہو جاتی ہے۔ شراب کی زیادتی بانجھ پن بھی پیدا کرتی ہے۔

عورتوں میں اس کا اثر کہیں زیادہ خرابیاں پیدا کرتا ہے شراب پینے والی ماؤں کے بچوں کی صحت اچھی نہیں ہوا کرتی۔ ایسے بچے ہاتھ یا انگلیوں کے یا دوسری خامیوں کے ساتھ پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کی دماغی نشو ونما بری طرح متاثر ہو کر رہ جاتی ہے۔"

شراب کے نشے میں موٹر چلانے والوں کے ذریعے بہت سے مہلک حادثات پیش آجاتے ہیں۔

شراب نوشی بلاشک وشبہ ایک بہت ہی بری اور خراب سماجی بیماری ہے۔ منوسمرتی' میں بھی شراب سے بالکل منع کیا گیا ہے۔"

شراب کے عادی لوگوں کیلئے

شراب کے عادی خاندانوں میں پیدا ہونے والے، ٹوٹے ہوئے گھروں میں پیدا ہونے والے کسی بڑے خاندان کا آخری بچہ وغیرہ وغیرہ قسم کے لوگوں کو شراب سے مکمل طور سے بچے رہنا چاہئے، اس لئے کہ ایسے لوگ دوسروں کی بہ نسبت شراب کے بہت جلد عادی ہو سکتے ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شراب نوشی اور تمباکو نوشی میں باہم رشتہ رہا ہے۔ بہت لوگ شراب کو صرف منہ کا مزہ بدلنے کے لئے پیتے ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ اس چیز کے عادی ہوجاتے ہیں۔ ایک ذاتی کار کے پچھلے حصے پر مندرجۂ ذیل الفاظ بہت ہی خوشنما رنگ سے لکھے ہوئے تھے۔

- میں اب پیتا نہیں ہوں۔ میں کم پیتا نہیں ہوں

نفسی کوکن۔ ممبئی

عِلاج :

ایسے مریضوں کا علاج ایسے خاص اداروں میں کیا جاتا ہے جہاں ان کو شراب کی ہوا تک نہ لگ سکے۔ اس بات کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ ان کو شراب نوشی کے طبی اور سماجی خطرات سے آگاہ کیا جائے۔ دواؤں یا گولیوں سے علاج کچھ زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔ مریضوں کا تعاون بھی بہت کم ملتا ہے۔ ترک شراب کے لئے ANTABUSE دوا عام طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اس سے متلی اور قے پیدا ہوتی ہے
PSYSOANALYSIS / PSYCHOTHORAPY
HYPNANALYSIS / HYPOCHOTHERAPHY
پر اثر طریقۂ علاج ہیں۔ HYPNOTHERAPY میں مریضوں کا ہپناسنسر کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے اس طریقۂ علاج میں کامیابی کے امکانات زیادہ روشن ہوتے ہیں۔ اس علاج کے طریقے میں مریض کے لاشعوری دماغ کا علاج کیا جاتا ہے۔ جو کہ پورے دماغ کا ۹/۱۰ حصہ ہوتا ہے اور مریض کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ شراب نوشی بری بات ہے اور یہ کہ اسے اس بری لت کو چھوڑ دینا چاہئے۔

مختصراً یہ کہ کسی ایسے بڑے پروگرام کے ذریعے جس میں ریاست، ڈاکٹر اور شراب سے متاثر اشخاص شامل ہوں بہترین طور پر کوشش کی جانی چاہئے کہ ان لوگوں کو اس عادت سے چھٹکارا مل جائے جو بوتل کے عادی ہیں۔

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
سرِّ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

——— اقبال

دل کی بیماریاں

ان دنوں ہمارے معاشرے میں دل کی بیماری کی شرح کیوں بڑھتی جارہی ہے؟ نیز ہمارے آباؤ اجداد کیونکر لمبی اور پر مسرت زندگی بسر کرتے تھے، ہمارے آباد اجداد کو دور حاضر کی اس نام و نہاد خوشحال دنیا کے تیزی سے بڑھتے ہوئے معاشی انقلاب اور جدید ترین صنعت کاری سے نمو پذیر ذہنی و جسمانی تفکرات و دباؤ کا سامنا نہ تھا وہ نہایت ہی سادہ قسم کے لوگ تھے جو انتہائی سادہ اور خالص غذا کھاکر سادہ زندگی کی لطافتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

خون میں کولیسٹرول کی مقدار کم کرنے سے دل کی بیماری کی شرح بھی کم کی جاسکتی ہے

دل کی بیماری کی شرح بعض علاقوں میں دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ ہے۔ جیسے بعض ترقی یافتہ مغربی ممالک مثلاً اسکاٹ لینڈ، انگلستان، فن لینڈ، اور امریکہ میں دل کی بیماری، جاپان یونان۔ اسپین کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی علاقائی لحاظ سے بیماری کی شرح میں فرق ہے، بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہاتھ سے کام کرنے والے کارکنوں (سماجی درجہ سوم چہارم) میں بھی دل کی بیماریوں کا تناسب زیادہ ہے، جبکہ تیسری دنیا کے بہت سے ترقی کرتے ممالک میں پیشہ ورانہ اور اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز افراد میں بھی دل کی بیماری کا شرح زیادہ ہے پاکستان میں بھی دل کی بیماری کی شرح میں اضافہ برابر ہو رہا ہے۔ اور کوئی سماجی طبقہ بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔

دل کی شریانوں کی بیماری

مندرجہ ذیل صورتوں میں ظاہر ہوسکتی ہے

(دل کی بیماری کا اظہار)

(ا) جسمانی تھکاوٹ یا جذباتی وجوہ سے سینے میں مختصر وقت کے لئے دل کا درد۔

(ب) مہلک یا غیر مہلک طور پر دل کا دورہ (مائیوکارڈیال انفارکشن)

(پ) دل کی دھڑکن کا باقاعدگی میں بیٹھ جانا۔

(ت) اچانک موت (دل کا رک جانا یا دل کی دھڑکن میں سخت بے قاعدگی سے دل کا کپکپانا یا تیز رفتاری)۔

دل کے دورے کے بعد زیادہ تر اموات پہلے چار گھنٹے میں واقع ہوتی ہیں جبکہ مریضوں کی اکثریت کو پہلے چھ سے آٹھ گھنٹے تک مناسب طبی امداد نہیں مل پاتی، اس لئے اس ضمن میں جہاں عوام الناس کو صحت کے متعلق تعلیم کی ضرورت ہے وہاں طبی اور معاون طبی عملے کی بھی مناسب تربیت ضروری ہے، دل کی بیماری کے فوری علاج کے متعلق جدید سہولیات سے لیس خصوصی متحرک، ایمبولنس کی فراہمی دل کے دورہ کی صورت میں مریض کو بروقت اور فوری طبی امداد پہنچانے کا موثر ترین ذریعہ ہوسکتی ہے۔

دل کی بیماری کے خطراتی عوامل

مندرجہ ذیل خطراتی عوامل دل کی بیماری کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

نہایت اہم عوامل

(الف) خون میں کولیسٹرول چکناہٹ یا چربی کی زیادتی۔
(ب) انتشار خون (خون کے دباؤ میں زیادتی یعنی ہائی بلڈ پریشر)۔
(پ) تمباکو نوشی۔

دیگر عوامل

(۱) ذیابطیس یا شوگر کا مرض۔
(۲) وزن کی زیادتی یا موٹاپا۔
(۳) جسمانی حرکت، ورزش کا فقدان
(۴) ٹرائی گلسرائیڈ (چربی کی خون میں زیادتی)
(۵) موروثی و خاندانی موافقت یا اثر پذیری۔

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

برطانیہ میں اردو پریس

یہ خیال درست نہیں کہ ایشیائی تارکین وطن کی برطانیہ آمد کا سلسلہ دوسری جنگ عظیم کے بعد شروع ہوا۔ بلکہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا آغاز برصغیر میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے فوراً بعد ہو چکا تھا اور ۱۸۷۰ء کے عشرے میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے جانے والے افراد نے برطانیہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

۱۸۷۳ء میں جوزف سالٹر نے اپنی کتاب "لندن میں ایشیائی باشندے" میں لندن کے مشرقی حصے میں ایشیائی باشندوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی نشاندہی کی ہے یہ وہی دور تھا جب ۱۸۶۹ء میں سرسید احمد خاں نے برطانوی نظام تعلیم و تدریس کے مطالعے کے لیے آکسفورڈ کا دورہ کیا۔ ۱۸۷۸ء میں رابندر ناتھ ٹیگور انگریزی کالج لندن میں موجود تھے۔

برطانیہ میں اردو پریس کا آغاز

ہندوستان کے ساتھ تجارتی روابط اور یورپ میں ایشیائی تارکین وطن کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پس منظر میں برطانیہ میں اردو کا پہلا سہ ماہی پرچہ "آئینہ انگریزی سوداگری" منظر عام پر آیا۔ یورپ میں اردو صحافت کے موضوع پر اب تک لکھے جانے والے تذکرے اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ لندن کی کسی بھی لائبریری میں اس پرچے کی مکمل جلدیں دستیاب نہیں ہیں۔ برٹش لائبریری سے ملنے والے جنوری اپریل ۱۸۹۲ء کے پرچے پر نمبر شمار ۳۶ درج ہے جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اردو کا یہ اولین سہ ماہی پرچہ ۱۸۸۶-۸۷ء میں منصۂ شہود پر آیا ہوگا۔

نقش کوکن ممبئی

برطانوی فرم گلبرٹ اینڈ ریونگٹن لمیٹڈ کے زیر انتظام ایس ٹی جونز ہاؤس کلرکن ویل لندن سے شائع ہونے والا پرچہ عموماً ۵۰ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا جس میں ہندوستان کے ساتھ تجارتی روابط، تجارتی خبروں، مصنوعات کے اشتہارات اور تصویری فیچر پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ جدید اردو پریس کے برعکس "آئینہ انگریزی سوداگری" ٹائپ پر چھپتا تھا۔ اس کے ہر صفحہ کو دو برابر کالموں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ جن کے اوپر سرخیوں کے ساتھ ان کا انگریزی متبادل بھی لکھا جاتا تھا۔ انڈیا آفس لائبریری کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۸۹۸ء کے بعد شائع ہونا بند ہو گیا۔

آئینہ انگریزی سوداگری جنوری اپریل ۱۸۹۶ء کے اداریہ میں ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان تار کی قیمتوں میں کمی کو موضوع بنایا گیا ہے جس کا تجارتی برادری اور تارکین وطن نے خیرمقدم کیا ہے۔ اس شمارے میں نئی ایجادات و مصنوعات کے متعلق خبریں نہایت دلچسپ پیرائے میں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً ایک خبر کا عنوان ہے۔ گھوڑوں کے بغیر دوڑنے والی تیز رفتار گاڑی۔ ہندوستان کی زرعی و صنعتی معیشت پر مضامین کے علاوہ ایران کے ساتھ تجارتی روابط اور انڈین سول سروس کے امتحانات سے متعلق اطلاعات بھی فراہم کی گئی ہیں۔

"آئینہ انگریزی سوداگری" کے کسی شمارے میں ہندوستان کی سماجی و سیاسی صورت حال پر کوئی تبصرہ نہیں ملتا اور نہ اخبار کے مدیر کا نام اس پر درج ہے۔ البتہ جنوری/اپریل ۱۸۹۴ء کے شمارے میں اخبار کے مدیر فریڈرک پنکاٹ (FREDRK PINCOTT) کی موت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آنجہانی مدیر ہندوستان کی متعدد زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور لکھنؤ کے دورے کے دوران ساٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ نئے مدیر کی تقرری سے متعلق اخبار میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔

برٹش لائبریری کے ریکارڈ میں موجود "اینگلو اورینٹل ٹریڈ میسنجر" کے جنوری ۱۹۰۱ء کے انگریزی اڈیشن جلد دوم کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ .. ۱۹ ء میں نکلنے والا یہ اخبار انگریزی اور لاطینی کے علاوہ ہندوستانی یعنی اردو سمیت متعدد مشرقی زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ یہ پرچہ مشرقی ممالک کے اہم تجارتی مراکز، کاروباری اداروں سرکاری دفاتر اور بحیرۂ اسود، خلیج فارس اور بحیرہ اوقیانوس میں مصروف کار تجارتی اور جہاز راں کمپنیوں کو بھیجا جاتا تھا۔ نئی مصنوعات، ایجادات و اختراعات کا تعارف، تجارتی اشیاء کی قیمتیں اور دیگر کاروباری امور سے متعلق خبریں اس کے اہم موضوعات تھے۔ اندازہ ہے کہ یہ پرچہ زیادہ عرصہ نہیں چلا مگر یہ کب بند ہوا اس کے بارے میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔

ماضی، حال اور مستقبل

پہلی جنگ عظیم کا سرکاری اردو پریس

سرکاری سرپرستی میں اردو پریس کا آغاز پہلی جنگ عظیم کے تیسرے برس اس وقت ہوا جب ہندوستان سے برطانیہ تک فضا میں ہر طرف دھوئیں، بارود اور انسانی خون کی بو رچی ہوئی تھی۔ جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے پس منظر میں لندن سے پندرہ روزہ تصویری خبرنامے "الحقیقۃ" نے مارچ ۱۹۱۶ء میں اپنی اشاعت کا آغاز کیا۔ برطانوی حکومت کی زیر سرپرستی شائع ہونیوالا ۸ باتصویر صفحات پر مشتمل یہ پرچہ جس کے عنوانات اردو، فارسی، انگریزی اور ترکی میں لکھے جاتے تھے۔ زیادہ تر جنگ کے متعلق اطلاعات فراہم کرتا تھا۔ ۱ مارچ کے شمارے میں سرورق پر ایک تصویر میں برطانوی طیارے کو جرمن جہاز کا تعاقب کرتے دکھایا گیا ہے اور تصویر کے نیچے اردو، فارسی اور عربی زبانوں میں تحریر ہے "برٹش ہوائی جہاز نے جرمن ہوائی جہاز کو نیچا دکھایا ہے اور جرمن ہوائی جہاز میں آگ لگی ہے" یہ اخبار اپنے ابتدائی انداز پر جولائی ۱۹۱۷ء تک چھپتا رہا مگر اس کے بعد اخبار سے اردو متن اچانک غائب ہو گیا۔

اس دور میں ایک اور پرچے "جنگی اخبار" نے جنم لیا جو در حقیقت اپنے پیش رو "الحقیقۃ" کا ہی اردو اور ہندی اڈیشن تھا جس کا مقصد انگریزی فوج میں شامل فقط اردو اور ہندی جاننے والے فوجیوں کو اطلاعات فراہم کرنا تھا۔ اس اخبار کی اشاعت ۱۹۱۹ء میں پہلی جنگ عظیم کے خاتمے تک جاری رہی۔ "الحقیقۃ" اور "جنگی اخبار" کے علاوہ ایک اور سرکاری ترجمان پندرہ روزہ "تصویری اخبار" کا بھی سراغ ملتا ہے جو ۸ صفحات پر مشتمل تھا۔ لیکن اس میں لڑائی کے بجائے حسین قدرتی مناظر اور برطانوی کارخانوں کی تصویر کشی کی جاتی تھی۔ اخبار میں تصویر کے نیچے وضاحتی نشان اردو، ہندی، تامل اور انگریزی میں دیے جاتے تھے۔

یہ سرکاری اخبارات و رسائل مل فورڈ لین لندن کے پرنٹنگ ہاؤس سے چھپتے تھے لیکن ریکارڈ سے ان کے مدیران کے بارے میں نہ کوئی معلومات ملتی ہیں نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں نکلنے والے ان رسائل کی عام قارئین تک رسائی تھی یا نہیں

طویل وقفہ

۱۹۲۰ء ۱۹۶۰ء کے دوران شائع ہونیوالے اردو اخبار و رسائل و دیگر مطبوعات کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں چھپنے والے رسائل اپنے مختصر عرصۂ حیات کے باعث کتب خانوں تک پہنچنے سے محروم رہے ہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کا درمیانی عرصہ برصغیر کی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ سلطان محمود کی انگریزی تصنیف "برطانیہ میں اردو صحافت" میں ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء تک شائع ہونے والے ایک رسالے ہند کا ذکر ملتا ہے جو عموماً انگریزی میں چھپتا تھا لیکن کبھی کبھار اس کا اردو اڈیشن بھی شائع ہوتا

نقش کرکن بمبئی

تاہم اس اطلاع کا ماخذ ابھی تک تصدیق طلب ہے۔

جدید اردو پریس کا آغاز

دوسری جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد ۱۹۵۰ء کے عشروں میں ایشیائی تارکینِ وطن کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ اس دوران بھارت، پاکستان، نیپال اور دیگر ایشیائی ممالک سے ترکِ سکونت کرنے والے ہزاروں افراد نے برطانیہ میں روزگار، تعلیم اور ترقی کے شاندار مواقع کے پیشِ نظر مستقل سکونت اختیار کرلی اور یوں برطانیہ کے مختلف خطّوں میں ایشیائی اقوام کی آبادیوں کے متعدد جزیرے ابھر آئے۔

پاکستان سے جا کر برطانیہ میں آباد ہونے والے افراد اور گھرانوں کا ایک نفسیاتی اور معاشرتی مسئلہ اپنے وطن خاندان اور عزیز و اقارب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ یعنی وطن سے ہزاروں میل دور اہلِ وطن کی یاد بہت بڑا سرمایہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان سے برطانیہ لایا جانے والا سب سے قیمتی تحفہ اردو اخبار ہوتا تھا جس کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا اور متعدد گھرانے باری باری اس سے استفادہ کرتے۔ غرض اپنی زبان میں اخبار ایک ثقافتی ضرورت بن چکی تھی۔ اس اہم سماجی ضرورت کو سب سے پہلے روزنامہ نوائے وقت نے محسوس کیا اور سمندر پار پاکستانیوں کے لئے ہفت روزہ اڈیشن بھیجنا شروع کیا لیکن تقسیم و ترسیل کے انتظام اور بعض فنی وجوہات کے بناء پر یہ سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا۔

اردو ہفت روزے کا آغاز

برمنگھم یونیورسٹی میں علم التعلیم کے طالبِ علم محمود ہاشمی نے سب سے پہلے اس جانب توجّہ دی اور برطانیہ سے اردو پرچہ نکالنے کا عزم کیا۔ اسی دوران پاکستانی صحافیوں کا ایک وفد روزنامہ "کوہستان" کے بانی عنایت اللہ مرحوم کی قیادت میں لندن آیا۔ جو محمود ہاشمی کے دیرینہ دوست تھے۔ دونوں نے باہمی گفتگو کے بعد لندن سے مشرق کے نام سے ایک ہفت روزہ اخبار نکالنے کا فیصلہ کیا ۸ فروری ۱۹۶۱ء کو ایک اشاعتی ادارے پاکستان پبلشرز لمیٹڈ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے تحت یکم اپریل ۱۹۶۱ء کو ہفت روزہ "مشرق" لندن نے اپنی اشاعت کا آغاز کیا

مشرق نے اردو والوں کو برطانوی سماج اور اس کے قوانین و ضوابط سے متعارف کرانے، برطانیہ میں آباد افراد کے مابین روابط اور پاکستان کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی زندگی سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۰ء میں روزنامہ "جنگ" لندن کے اجراء تک "مشرق" نے خوب نام کمایا۔ ۱۹۷۱ء میں "مشرق" روزنامہ ہوا مگر ۱۹۷۲ء میں پھر ہفت روزہ ہو گیا۔

ممتاز صحافی حبیب الرحمٰن کی زیرِ ادارت یکم مئی ۱۹۶۲ء کو برمنگھم سے جاری ہونے والا ہفت روزہ "ایشیا" اس سلسلے کی دوسری کڑی تھا۔ لیکن مالی وسائل اور دیگر وجوہات کی بنا پر "ایشیا" ۱۹۶۹ء میں ہفت روزہ "مشرق" میں ضم ہو گیا

۱۵ر اگست ۱۹۶۵ء کو ایک ہندوستانی صحافی رامیش سونی نے ہفت روزہ "ملاپ" جاری کیا۔

یوں تو ۱۹۶۰ء کی دہائی میں اردو کے بیسیوں پرچے منظرِ عام پر آئے اور اپنی فکری ناپختگی، مالی عدم استحکام اور فنی رموز سے ناواقفیت کی بنا پر جلد ہی دم توڑ گئے مگر پھر بھی ۱۴ر جولائی ۱۹۶۹ء کو لندن سے عنایت اللہ مرحوم کی زیرِ نگرانی نکلنے والا ہفت روزہ "وطن" لندن کے سب سے مستحکم رسائل میں شمار ہونے لگا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ)

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

اقبال

نقش کوکن بمبئی

تاریخی شخصیت ۳

امیر خسروؒ

ہندوستان کے مشہور شاعر امیر خسرو ۶۵۱ھ/۱۲۵۳ء میں پٹیالی (مومن آباد) میں پیدا ہوئے بہ مقام اترپردیش کے ضلع ایٹہ میں واقع ہے۔ ان کے والد سیف الدین محمود ترکی قبیلے ہزارہ لاچین سے تھے۔ سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں اس برصغیر میں آئے اور سلطان مذکور کی سرپرستی میں فوجی ملازمت اختیار کی خسرو کی والدہ عارض ممالک، عماد الملک کی بیٹی تھیں. خود ان کے بیان کے مطابق امیر خسرو نے کم سنی ہی سے شعر کہنے شروع کر دیئے تھے آٹھ سال کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہوا تو ان کی نگہداشت ان کے نانا نے اپنی ذمہ لے لی۔ نانا کی وفات کے بعد انہوں نے سلطان بلبن کے بھتیجے علاؤالدین کشلو خاں کی ملازمت اختیار کی جو سامانہ کا حاکم تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد امیر خسرو شہزادہ بغرا خاں کے ساتھ بنگالہ گئے اور پھر دہلی واپس آکر سلطان کے بڑے بیٹے محمد قان ملک کی ملازمت اختیار کی اور اسی کے ساتھ ملتان چلے گئے۔ ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء میں شہزادہ محمد مغلوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوا اور امیر خسرو قید ہو گئے لیکن آخر تھوڑی مدت بعد رہائی پا کر دہلی پہنچ گئے۔ اب انھوں نے امیر علی سرجاندار ملقب بہ حاتم خاں کی ملازمت اختیار اور اسی زمانے میں جب سلطان معز الدین کیقباد ۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء میں اپنے والد بغرا خاں کی ملاقات کو بنگالے گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ گئے۔ واپسی پر حاتم خاں کو اودھ کا حاکم مقرر کیا گیا اور خسرو دو سال تک اس کے پاس رہے۔ بعد ازاں انہوں نے دہلی جانے کی اجازت طلب کی اور وہاں پہنچ کر سلطان معز الدین کیقباد کی سرپرستی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ سلطان جلال الدین خلجی کے دورِ حکومت ۶۸۹ھ تا ۶۹۵ھ/۱۲۹۰ء تا ۱۲۹۵ء میں خسرو کو خلعت امارت عطا ہوا اور بارہ سو تنکہ سالانہ وظیفہ ملتا رہا. بقول برنی سلطان ان پر بہت مہربان تھا۔ تاہم سلطان کی شہادت کے بعد انہوں نے اس کے قاتل سلطان علاؤ الدین خلجی کی ملازمت قبول کر لی جس نے ان کا وظیفہ برقرار رکھا۔ سلطان کا عہد (۶۹۵ھ تا ۷۱۵ھ/۱۲۹۵ء تا ۱۳۱۵ء) امیر خسرو کی تصنیف و تالیف کے اعتبار سے سب سے زیادہ باثروت زمانہ تھا. سلطان قطب الدین مبارک شاہ اور سلطان غیاث الدین تغلق کے دورِ حکومت میں بھی امیر خسرو کو بادشاہ کی سرپرستی اور قرب حاصل رہا.

آخر میں امیر خسرو غیاث پور کے بزرگ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید ہوئے اور جب سلطان محمد بن تغلق کی تخت نشینی کے چند ماہ بعد ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء میں ان کا انتقال ہوا تو انہیں حضرت نظام الدین کے پائنتی دفن کیا گیا۔

امیر خسرو کی حسب ذیل تصانیف موجود ہیں

۱ ـ پانچ دیوان یعنی (ا) تحفۃ الصغر (ب) وسط الحیاۃ (ج) غرۃ الکمال (د) بقیہ نقیہ (ہ) نہایۃ الکمال۔

۲ ـ خمسہ یا پنج گنج یعنی (ا) مطلع الانوار (ب) شیریں و خسرو (ج) آئینہ سکندری (د) ہشت بہشت (ہ) مجنوں و لیلیٰ

۳ ـ غزلیات۔ مختلف مجموعے۔ خصوصاً کلیات عناصر دواوین خسرو مطبوعہ نولکشور پریس و مطبوعہ ایران۔

۴ ـ نثر میں لکھی ہوئی منثور تصانیف یعنی (ا) خزائن الفتوح سلطان علاؤالدین خلجی کی فتوحات (ب) افضل الفوائد حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات (ج) اعجاز خسروی در فن انشاء۔

۵ ـ تاریخی مثنویاں یعنی (ا) قرآن السعدین۔ سلطان معز الدین کیقباد کی اپنے والد ناصر الدین بغرا خاں سے ملاقات کے متعلق (ب) مفتاح الفتوح۔ سلطان جلال الدین خلجی کی چار فتوحات سے متعلق۔ (ج) دول رانی خضر خاں یا عشیقہ۔ (د) نہ سپہر۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے عہد حکومت کا ذکر۔ (ہ) تغلق نامہ

نقوش کوکن بمبئی

خسرو خان پر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی فتح سے متعلق

امیر خسرو کی تصانیف قرون وسطیٰ کے ہندی اسلامی تمدن کا مفصل ترین یکجا مرقع پیش کرتی ہیں وہ جس طرح آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) کے شائستہ تعلیم یافتہ اور دولت مند، ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی، اخلاقی، ادبی اور جمالیاتی تصوّرات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ شاید موجودہ ہندی ایرانی ادب کا کوئی اور مجموعہ پیش نہیں کرتا۔ امیر خسرو درحقیقت مورخ نہ تھے اور اگرچہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی تصانیف میں بہت سے معاصرانہ واقعات کا نہایت معتبر اور اکثر اوقات چشم دید بیان ملتا ہے لیکن اپنے دواوین اور غزلیات میں وہ کہیں بھی گذشتہ تاریخ انسانی پر تنقیدی نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے! ان غزلیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک حساس دل رکھتے تھے اور ایک درباری اور امراء کے ہم نشیں ہوتے ہوئے بھی محتاجوں کے دکھ درد سے بے خبر نہ تھے۔

امیر خسرو احساسات اور واردات کے اظہار کے لئے نئی نئی تشبیہیں اور استعارے لاتے ہیں۔ ان سے نہ صرف کلام میں حسن پیدا ہوتا ہے بلکہ معانی میں وسعت بھی آتی ہے انہیں تشبیہات کے ذریعے انہوں نے منظر کشی بھی کی ہے جو محض حسن ظاہری کا کام نہیں دیتی بلکہ ان کے کسی تجربے کی گہرائی کا پتہ بھی دیتی ہے۔ گہرا مشاہدہ اور شدت احساس شاعرانہ تصویر کاری لازمہ ہیں۔ یہ دونوں صفات امیر خسرو کے کلام میں بدرجہ کمال نظر آتی ہیں۔"

امیر خسرو کو الفاظ کے انتخاب کا خاص ملکہ حاصل ہے ان کے الفاظ غزل کے مزاج کے موافق ہیں۔ ان کی ترکیبوں میں غنائیت پائی جاتی ہے۔ غنائیت ان کے فن کا اہم عنصر ہے۔ وہ عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر موسیقی بھی تھے موسیقی سے ان کی شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے جہاں انہوں نے خوشنوا شاعر کی حیثیت سے حسن کلام پر توجہ دی وہاں ماہر موسیقی کی حیثیت سے حسن صوت کو بھی پیش رکھا الفاظ و تراکیب کی خوش آوازی کے علاوہ مترنم حروف کی تکرار سے بھی غنائیت پیدا کی ہے۔ شعر و نغمہ کی ہم آہنگی کا انہیں احساس ہے جس پر انہیں فخر بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کی خاک کے ذرّے ذرّے میں موسیقی کے عناصر موجود رہیں گے جو نغمۂ داودی کی صورت میں سنائی دیں گے۔"

بعد من اگر گوش نہی بر سر خاکم
از خاک ہمہ نغمۂ داود برآید

فن موسیقی میں وہ اپنے زمانے میں فن کے استادوں میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے ایرانی اور ہندوستانی موسیقی کی باہمی آمیزش سے کئی راگ اور راگنیاں تخلیق کیں اور عام طور پر ستار کے موجد بھی وہی سمجھے جاتے ہیں۔

اہل یورپ کو غزل پر یہ اعتراض رہا کہ اس میں مختلف اور بعض اوقات متضاد قسم کے جذبات پیش کیے جاتے ہیں گویا اس میں وحدت تاثر نہیں ہوتی۔ اس اعتراض کا جواب ہمیں امیر خسرو کی شاعری میں ملتا ہے جن کی زیادہ تر غزلیں ایک ہی جذبے کے ہمہ گیر اثر کے تحت کہی گئی ہیں۔ امیر خسرو کا فکر زندگی کے مختلف پہلوؤں پر حاوی ہے۔ ان کے واردات سالک و عارف کے واردات ہیں۔ جو انہوں نے مجازی رنگ میں پیش کیے ہیں۔ ان کے علاوہ فلسفہ حیات ان کا خاص موضوع ہے جس کے اہم عناصر آرزو، جستجو اور امید پسندی میں حزن و ملال کے باوجود اس حسین اور پرکشش دنیا کے ساتھ وہ سمجھوتا کر لیتے ہیں اور یاس کو اپنے پاس تک آنے نہیں دیتے۔

امیر خسرو نے علاوہ فارسی نظموں کے ہندی اور عربی میں بھی متفرق اشعار کہے ہیں۔ لیکن یہ کہنا دشوار ہے کہ وہ سب ہندی اشعار جو دو سخنوں، مکرنیوں، پہیلیوں، بجھارتوں وغیرہ کی شکل میں ان سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ واقعی انکے لکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح مشہور فارسی ہندی لغت خالق باری کا ان کی تصنیف ہونا شک و شبہ سے خالی نہیں۔

مولوی سمیع اللہ قیصر

صحیفہ اور صحافت

صحیفہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و اولیاء کی تعلیمات اقوال اور ملفوظات ہوتے ہیں ۔

وہ صحابہ کرام جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قلم بند کی تھی ۔ وہ بھی اس مجموعہ احادیث کو صحیفہ ہی کہتے تھے جیسے حضرت ابو ہریرہ ، اور عبداللہ بن مسعود وغیرہا ، اسی کا جمع صحف ہے ، یہ لفظ قرآن مجید میں سات جگہ آیا ہے ۔ جیسے صحف ابراہیم ۔ و صحف موسیٰ ، (سورہ اعلیٰ) وغیرہ ۔

صحافت صحافت کا ماخذ یہی لفظ ہے ۔ یعنی صحیفہ ۔ ہماری اصطلاح میں صحافت ۔ جرنلزم یعنی اخبار نویسی کو کہتے ہیں اور صحافی اخبار نکالنے والے کو یا ان کو جو صحافت سے وابستہ ہوتے ہیں ۔

تقدس لفظ صحیفہ اور صحف سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ ایک مقدس پیشہ ہے ۔ اس کا تعلق بنی نوع انسان کی ہمہ گیر خدمت سے ہے ۔ صحافی زندگی کے تمام شعبوں میں قارئین کی رہنمائی کرتا ہے ۔ اس رہنمائی کی عوام و خواص دونوں طبقوں میں بہت اہمیت ہوتی ہے ۔

اشاعت علوم صحافت علوم کی اشاعت کا بہت آسان اور موثر ذریعہ ہے ۔ کہتے ہیں کہ اخبارات کی عمر ڈیڑھ دو گھنٹے ہوتی ہے ۔ مگر اتنی دیر میں قارئین کو جتنے واقعات کا علم ہو جاتا ہے ، موٹی موٹی کتابیں پڑھنے سے اتنا علم حاصل نہیں ہوتا ہے ۔

اخبارات میں خبریں ہوتی ہیں ، پھر قارئین کے تبصرے ہوتے ہیں خواہ وہ مراسلات کی صورت میں ہوں یا کسی اور رنگ میں ۔ اس طرح ڈیڑھ ایک گھنٹوں کے اندر عالمی خبریں معلوم ہو جاتی ہیں ۔ پھر قارئین کے تبصرے ، تقریظ ، تنقید معلوم ہو جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں ہمارے علم میں بے بہا اضافہ ہو جاتا ہے ۔ قارئین کے طرز فکر ، رجحان طبع اور عمومی و خصوصی دلچسپیوں کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے ۔ ریڈیو اور ٹی ۔ وی کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اخبار ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان کی خبروں پر ہم سنجیدگی سے غور کر سکتے ہیں ۔ اور اطمینان سے ان کے اچھے اور برے پہلوؤں کا جائزہ لے سکتے ہیں ۔ مضامین لکھنے والوں کا مبلغ علم اور رجحان طبع کا پتہ چل جاتا ہے ۔ آج کل جس طرح تہہ بہ تہہ خبریں جمع ہو جاتی ہیں اور ایک قصہ ختم نہیں ہوتا ہے کہ دوسرا قصہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟ ہر قصہ نا تمام اور ادھورا کیوں رہ جاتا ہے ؟ کیا اس طرح عوام کے خیال کو ایک طرف سے دوسری طرف موڑنے کی کوشش کی جاتی ہے ؟ ایسے ادھورے اور نا تمام واقعات اتنے ہیں کہ ہم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے ۔ ہمارا ملک تو واقعات کا ایک عجائب خانہ اور گوناگوں مسائل کا ایک گودام معلوم ہوتا ہے ، پنجاب کے بعد کشمیر ۔ ابھی یہ مسائل ختم نہیں ہوئے کہ مسئلہ آسام جھارکھنڈ اور منڈل کمیشن پیدا ہو جاتا ہے ۔ یہ طفلی رفتار سے پیدا ہوتے ہیں ، یا بے موسم اور مدت سے پہلے یہ بچے جنم لے لیتے ہیں سیاست کے ان تہہ دار پہلوؤں کا سمجھنا بہت مشکل ہے ۔ مگر اخبار کا باقاعدہ مطالعہ کرنے سے اور ایڈیٹر اور پختہ ذہن و فکر رکھنے والے مضمون نگاروں کے مضامین کا مطالعہ کرنے سے ہم ان واقعات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں ۔

دھوکہ فریب سیاست میں دھوکہ اور فریب جائز ہے جیسے ۔ میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ الحرب خدعتہ جنگ ایک دھوکہ ہے ، کب دشمن غفلت میں حملہ کر دے گا ۔ اس سے باخبر رہنے کے لئے ہمیشہ چوکس اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے ہم لوگوں کو سیاست کے دھوکہ اور فریب سے ہوشیار اور چوکس رہنا چاہیے ۔

طریق خطاب ہم مسلمانوں کو اخبار سے تعلق قائم کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید نے خطاب کے

جتنے طریقے بتائے ہیں ان سے کام لیں۔ اس طرح بات بہت جلد ذہن نشین ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں شان خطابت بھی ہے ایک کامیاب خطیب کی طرح وہ باتیں روانی و سلاست سے کہتا جاتا ہے۔ لیکن کبھی قصص و امثال سے کام لیتا ہے۔ کبھی اپنے کلام میں شعریت و غنائیت پیدا کرتا ہے۔ آخری پاروں کی آیات کہ ان میں تکدی اور زور بیان کے ساتھ غنائیت بھی پائی جاتی ہے۔ سورہ بقرہ اور اس جیسی بڑی بڑی سورتوں میں خطابت، سلاست، معانی و بلاغت پائی جاتی ہے یہ سورتیں نظم معریٰ کی طرح ہیں۔ مولانا عبدالحلیم شرر نے فلورا فلورنڈا اور ورجینا میں اسی کی پیروی کی ہے۔ وہ غلطی سے رد ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نظم معریٰ یورپ کی ادب سے سیکھی گئی ہے۔ میں زیادہ وضاحت نہیں کر سکتا آپ خود بسم اللہ اور سورہ فاتحہ کے ارکان کی تقطیع کرکے دیکھ لیں۔ صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ نظم معریٰ ہے یہ سب اصناف سخن مضامین کو موثر بنانے میں بہت مددگار ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو اپنا مافی الضمیر ہمیشہ بیانیہ ہی کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ امثال، قصص، استعارہ، کنایہ، اشارہ اور تشبیہات سے بھی کام لینا چاہئے۔ قرآن نے تو بعض مضامین بالالتزام اشارہ اور کنایہ ہی میں بیان کئے ہیں۔ جیسے میاں بیوی کے تعلقات، ہم لوگوں کو بھی ہمیشہ سپاٹ قسم کا مضمون نہیں لکھنا چاہیے۔ بلکہ تمام اصناف سخن سے کام لے کر مضمون کو دلکش موثر اور خوشگوار بنانا چاہئے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ کامیاب صحافی وہی ہے جس کے عام معلومات بہت وسیع ہوں اور جو برمحل استعمال کا طریقہ بھی جانتا ہو۔

مرنے کے بعد

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہونچاتی رہتی ہیں۔

- صدقہ
- علم۔ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔
- نیک اولاد۔

صفحہ ۲۲ سے آگے

(۶) خون میں تیزابیت، یوریا کی زیادتی۔

(۷) فضائی عوامل جیسے آب و ہوا کا معیار۔

(۸) جسمانی ساخت کی خصوصیات جیسے کان کی خاص لکیریں اور سر کے سامنے حصہ میں گنجاپن، پیٹ کا زیادہ بڑھنا۔

(۹) عمر کی زیادتی اور مردانہ جنس بھی اہم خطراتی عوامل ہیں۔

(۱۰) انسانی سیرت اور شخصیت۔

جسم میں چکنائیوں کے نظام میں بے ضابطگی سے خون میں کولیسٹرول کی زیادتی

عمر رسیدگی، مردانہ جنس، تمباکو نوشی، اور فشار خون (ہائی بلڈ پریشر یا خون کے دباؤ میں اضافہ) جیسے عوامل دل و دماغ اور جسم کے دوسرے حصوں میں خون کی نالیوں کو سخت اور تنگ کرنے (عمل سکڑاؤ) کے ساتھ دل اور دماغ کے متعلقہ حصوں میں خون کی فراہمی متاثر کرکے دل کے دورے اور دماغی عارضہ (سٹروک فالج) جیسی سنگین پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے خون میں چکناہٹ لحمیات (لائپو پروٹین) کا زیادہ کثافتی حصہ (ایچ ڈی ایل) دل کی بیماری میں حفاظتی اثرات مرتب کرتا ہے، جبکہ ایل ڈی ایل کی زیادتی دل کی بیماری کے خطرے کو زیادہ کرتی ہے۔ یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ ایک درمیانی عمر کے آدمی کے خون میں چکناہٹ (کولیسٹرول) کی کل مقدار کا اوسط مانگر یا فرد میں دل کی بیماری کے خطرے کی خاطر خواہ نشاندہی کرتا ہے۔

یاد رہے کہ اگر کولیسٹرول کی اوسط مقدار خون میں کم ہو۔ (جیسا کہ جاپان میں ہے) تو دل کی بیماری کی شرح بھی کم ہوگی، (تمباکو نوشی سے قطع نظر) اور جہاں یہ اوسط زیادہ ہو (جیسے فن لینڈ اسکاٹ لینڈ) دل کی بیماری کی شرح بھی زیادہ ہے۔ یہ ایک نہایت ہی ہوش مندانہ اقدام ہوگا۔ اگر ہم لوگ انفرادی اور معاشرتی سطح پر اپنے طرز زندگی کو مثبت انداز میں بدل دیں کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کی شرح کم کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ یہ بھی درست ہے کہ پچھلے دس سال میں طرز زندگی کی کاوشیں مثلاً کم کولیسٹرول (چکنائی) والی غذا کا استعمال، تمباکو نوشی کے خلاف مہم اور بلڈ پریشر (فشار خون)، پر کنٹرول سے امریکہ اور آسٹریلیا میں دل کی بیماری کی سطح کم کرنے

توہم پرستی معاشرے کی ایک لعنت

توہم پرستی ہمارے معاشرے کی بڑی لعنت ہے پڑھی لکھی عورتیں بھی توہم پر اتنا یقین رکھتی ہیں، جتنی ان پڑھ عورتیں۔ مگر وجہ وہی کم علمی اور ناواقفیت ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ایک کام سے گاؤں جانا پڑا۔ اتفاق سے جس دن میرا واپسی کا پروگرام بنا، وہ "منگل" کا دن تھا مگر دیہاتی عورتوں نے مجھے روک لیا اور کہا کہ "بیٹے" ہمارے علاقے کی ریت یہ ہے کہ منگل کے روز سفر کے لئے نہیں جاتے اس دن سفر کرنا منحوس ہے"۔ مجھے ان کے مجبور کرنے پر سفر ملتوی کرنا پڑا کیونکہ بزرگ عورتوں کو ناراض کرنا میرے بس سے باہر تھا۔ مگر حیران ہوں کہ اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں ہمارے عوام اور خصوصاً عورتیں کس قدر توہم پرستی کا شکار ہیں۔

جب تعلیم کی روشنی گھر گھر پھیلے گی تو ہم پرستی کا خاتمہ ہوگا

کسی خاص قسم کا لباس نہ پہننا خواہ وہ کتنا ہی دلکش کیوں نہ ہو۔ اسے منحوس خیال کرنا عورتوں کیلئے نئی بات نہیں ہے۔ منگل اور بعض دوسرے دن مختلف کاموں کے لئے منحوس تصور کئے جاتے ہیں۔ ان دنوں نہانا، سفر کرنا یا کوئی نیا کام شروع کرنا برا تصور کیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کے لئے بھی ایسے دنوں کا انتخاب نہیں کیا جاتا۔ مرجائے تو عورتیں ان دنوں یا مہینے کو اس کی موت کا ذمہ دار گردانتی ہیں۔ سورج اور چاند گرہن سے بھی بہت سے توہمات وابستہ کئے جاتے ہیں۔

کالی بلی آگے سے راستہ کاٹ لے یا سامنے سے گذر جائے تو اسے بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔ اور لوگ واپس لوٹ آتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی اہم کاموں کے لئے جارہے ہوں۔ اور اس طرح واپس آنا کتنا ہی نقصان دہ کیوں نہ ہو۔

ایک بڑے گھر کی بیگم صاحبہ کار میں اپنے کسی عزیز کا آخری دیدار کرنے جارہی تھیں کہ راستے میں کالی بلی کار کے سامنے سے راستہ کاٹتی ہوئی گذر گئی۔ بیگم صاحبہ نے کار کو موڑا اور گھر آگئی۔ اس طرح وہ اپنے عزیز سے آخری دیدار سے محروم ہوگئی۔ اور دوسرے دن ماتم کرنے تشریف لے گئیں

جب مکان نیا تعمیر کرایا جاتا ہے تو عورتیں مکان کے سامنے الٹی ہنڈیا لٹکواتی ہیں یا کوئی نقش چھوڑ دینے کی تاکید کرتی ہیں تاکہ مکان نظر بد سے بچا رہے۔ اولے پڑ رہے ہوں گھروں میں عورتیں توے کو الٹا کر صحن میں رکھ دیتی ہیں بچوں کے منہ پر کالک لگادی جاتی ہے جسم کے مختلف حصوں کی حرکت یا ان پر خارش کے بھی مختلف اچھے اور برے مطالب نکالے جاتے ہیں۔ کوے کا منڈیر پر بولنا مہمان کی آمد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

میری نظر میں ایک پڑھی لکھی فیملی ایسی بھی ہے جن کے گھر میں ایک مخصوص گانا منحوس گردانا جاتا ہے۔ جب کبھی ریڈیو پر وہ گانا لگے گھر کی عورت فوراً ریڈیو بند کردیتی ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب کبھی وہ گانا گھر میں سنا جائے تو گھر کے کسی نہ کسی فرد کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اگر کسی چیز کو اپنے ذہن پر مسلط کرلیں اور اس سے خوف کھانا شروع کردیں تو عملی زندگی میں نہ ہوتے ہوئے بھی ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر کسی وہم کو ثابت کرنے کے لئے کوئی عملی ثبوت نہ ہو تو اس کو اس لئے درست خیال کرلیا جاتا ہے کیونکہ یہ بات زبان زد عام ہے

نفیس کوکن بمبئی

عام طور پر جواز پیدا کرنے کے لئے ہماری عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جدھر مخلوق کا منہ ادھر خالق کا منہ۔ یعنی لوگوں کی اکثریت جیسے خیال کرے یا چاہے۔ خدا بھی ویسے ہی کرتا ہے۔ حالانکہ خدا اپنے کاموں میں مکمل طور پر آزاد اور با اختیار ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

توہم پرستی کے عام ہونے میں کچھ ماحول کا بھی اثر ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی ان چیزوں کا قائل ہو جاتا ہے۔ دوسرے اگر کسی کو حد سے زیادہ ڈرایا جائے تو وہ بات اس کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مائیں شروع ہی سے بچوں کو مختلف چیزوں اور آوازوں سے ڈراتی ہیں اور مختلف تاویلوں سے انہیں چپ کرایا جاتا ہے۔ یہی ڈر بچے کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ اور یوں توہم پرستی معاشرے میں بڑھ جاتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں توہم پرستی، علم کے فروغ کے باوجود ختم یا کم ہونے کے بجائے بڑھ رہی ہے۔ بے تکی باتوں پر غور کرنا، ان کو پھیلانا، اور عمل کرنا رسم بن چکا ہے، اول تو ایسی باتیں جنہیں معاشرے میں نحس خیال کیا جاتا ہے۔ بزرگ بڑا سخت رویہ اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ لکیر کے فقیر رہنا اور دوسروں کو بنانا ضروری خیال کرتے ہیں، اس طرح بزرگوں کی رائے سے ہٹ کر کوئی کام کرنا بعید از امکان ہے۔ اگر کبھی کبھار نئی نسل کا کوئی فرد روشن خیالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان فرسودہ خیالات کو ختم کرنے کی کوشش کر بیٹھے تو خواہ مخواہ باریکیاں نکالی جاتی ہیں۔ اور پھر اس کے کام کے نتائج کے تمام تاریک پہلو (ہوں یا نہ ہوں) اخذ کر کے اپنے حلقہ احباب میں پھیلائے جاتے ہیں تاکہ آئندہ کوئی بھی ان فرسودہ اور بے کار خیالات سے سر مو انحراف کی جرأت نہ کر سکے۔ اور اس طرح توہم پرستی کو اور تقویت مل جاتی ہے۔

رات کے وقت درختوں اور پھولوں کے پاس جانے سے اکثر عورتیں بچوں اور بڑوں کو منع کرتی ہیں اور خود بھی کام کے باوجود ادھر جانے کی غلطی نہیں کرتیں۔ کیونکہ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ رات کے وقت ان پر جن بھوت اور چڑیلوں کا بسیرا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رات کے وقت پودے کاربن ڈائی اکسائیڈ گیس خارج کرتے ہیں جو کسی حد تک صحت کے لئے مضر ہے۔ اسی طرح کی کئی اور دارداتیں اور باتیں ایسی ہیں جنھیں ہم اور ہماری عورتیں آسیب وغیرہ سے منسوب کرتی ہیں۔ جبکہ یہ ہماری ذہنی اختراع کے سوا کچھ نہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں بعض پودوں اور درختوں کو برا اور منحوس تصور کرتی ہیں۔ اور گھروں اور باغوں میں ان کی کاشت پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ نیز کئی عورتیں قرآن مجید کی سورۃ یوسف کو یا ترجمہ پڑھنے کو دعوت رنج والم سے تعبیر کرتی ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ جہالت کی انتہا ہے۔

اوپر توہم پرستی اور غلط قسم کے اعتقادات کی چند مثالیں پیش کی گئیں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس معاشرتی برائی سے چھٹکارا کس طرح حاصل کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تعلیم کو شہر اور دیہات ہر جگہ عام کیا جائے۔ اور اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ خصوصاً عورتوں کے ذہن میں اس یقین کو پختہ کیا جائے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم سے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ اگر لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر یقین کر لیں تو توہم پرستی کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ذرائع ابلاغ بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نفیس کوکن بمبئی

کامیابی کا راز

- اس طرح عبادت کرو جیسے سب کچھ خدا پر منحصر ہے اور اس طرح کام کرو جیسے سب کچھ آپ ہی پر منحصر ہو

ــــــ ڈاکٹر جارج واشنگٹن

- ہزار چشمے ترے سنگ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کر ضرب کلیم پیدا کر

ــــــ اقبال

خواتین کے لئے

حضرت سمیہ رض

راہ حق میں شہید ہونے والی سب سے پہلی خاتون

عشق ایک مشہور لفظ ہے ــــ اگر تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے تو عشق و محبت کے صدہا واقعات فراہم ہوجائیں گے، عشق ہی کے بارے میں اردو کے ایک مشہور شاعر نے کہا تھا ؎

عشق پہ زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

ہماری آپ کی زندگیوں میں بھی عشق و محبت کی سیکڑوں داستانیں بکھری پڑی ہیں۔ لیکن اگر فہم و بصیرت سے کام لیا جائے تو یہ بات پوری طور پر واضح ہو جائے گی کہ یہ سارے قصے یا تو فرضی اور من گھڑت ہیں یا پھر انہیں خواہشوں اور ہوسناکیوں کا پیش خیمہ کہہ لیجئے یعنی بزبان شاعر ؎

خواہش کا نام عشق نمائش کا نام حسن
اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی

آپ دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک چلے جائیے ایسا کوئی شخص شاید ہی مل سکے جس کی زندگی پر لفظ عشق کا صحیح اور پاکیزہ مفہوم صادق آئے۔ لیکن یہ خیال دنیا والوں کے عشق کا ہے ــــ دنیا والوں سے میری مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا کو پسند کرتے ہیں اور دنیا ہی کو تمام تر مسائل زندگی پر ترجیح دیتے ہیں ـ

اگر آپ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو ایک دو نہیں سیکڑوں ایسے واقعات پڑھنے کو مل جائیں گے جس سے اندازہ ہو گا کہ ــــ یہی ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگیوں میں عشق و محبت کے صحیح و پاکیزہ مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہیں.

حضرت خاتون سمیہ رضی اللہ عنہا بھی ایک بوڑھی عورت اور مدعی عشق تھیں، انہیں بھی عشق تھا، اور والہانہ عشق تھا لیکن یہ عشق کسی گوشت پوست کے محبوب و معشوق کے ساتھ نہیں تھا بلکہ یہ عشق اس لافانی ذات کے ساتھ تھا جس سے ادنیٰ تعلق بھی انسان کو زندگیٔ جاوید بخش دیتا ہے۔

جب یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی کہ محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کو اللہ کا رسول بتاتے ہیں اور دعوت الی اللہ کے مدعی ہیں تو حضرت سمیہ بھی اپنے پورے خاندان کے ساتھ حاضر خدمت ہوئیں ــــ خود بھی اللہ کا کلمہ پڑھا اور خاندان والوں کو بھی پڑھوایا۔ ــــ حضرت سمیہ رض کے اسلام لانے تک مسلمانوں کی تعداد خاصی ہو چکی تھی ــــ

حضرت خاتون سمیہ رض کے اسلام لانے کی اطلاع ابوجہل کو ملی تو وہ غم و غصہ سے کانپ اٹھا ــــ اس نے اسی وقت حضرت سمیہ رض کو طلب کیا اور پوچھا ــــ میں نے سنا ہے کہ تم نے اللہ کے بیٹے محمد کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور اس کو اللہ کا رسول مانتی ہو اور یہ بھی کہتی ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد غلط راہ پر تھے ــــ حضرت سمیہ رض نے لرزتی اور کانپتی آواز میں کہا ــــ ہاں ــــ ابوجہل اس جرأت مندی اور بے باکی کی تاب نہ لا سکا اور اور تڑپ کر بولا ــــ اگر ایسا ہے تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ یا ابھی موقعہ ہے اپنے اس عقیدے سے پھر جاؤ ــــ حضرت سمیہ رض نے پھر جواب دیا ــــ آواز اب بھی لرز رہی تھی ــــ مجھے اس بات کا پورا یقین ہو چکا ہے کہ موت و زندگی کا مالک اللہ ہے، عزت و ذلت اللہ کے ہاتھوں میں ہے وہ جو کچھ کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ بغیر اس کے حکم کے کوئی پتہ بھی نہیں ہل سکتا ــــ میں نے جس بات کو دل کی گہرائی کے ساتھ قبول کر لیا ہے اس سے پھرنا میرے لئے ممکن نہیں ــــ اس دو ٹوک اور پر اعتماد جواب سے ابوجہل کے درباریوں کا شعلۂ غضب بھڑک اٹھا انہوں نے اس بات سے اپنی توہین محسوس کی کہ ایک حقیر اور ضعیفہ ان کے سامنے اس جرأت کے ساتھ گفتگو کرے جبکہ وہ ضعیفہ لونڈی بھی ہو ــــ ــــ اس نے کہا میں اس بات کا اعلان کرا دیا کہ خاندان یاسر کیا تھ

جو اور جس قسم کا برتاؤ چاہے کرلے۔ کسی سے کسی قسم کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی ——— اس اعلان نے وہاں کے لوگوں کو نڈر بنا دیا اور حضرت سمیہ اور ان کے خاندان والوں کے ساتھ ہر قسم کا ظلم روا رکھا جانے لگا ——— حضرت سمیہ کیساتھ جب ہر طرح کے ظلم سے ان کو سیری نہ ہوئی تو پھر ان کے سامنے ہی ان کے لخت جگر عمار بن یاسرؓ کو پانی میں ڈبو ڈبو کر نکالتے اور کہتے ——— اے سمیہ دیکھ لو ——— ابھی یہ تمہارا لخت جگر موت کے منہ کا لقمہ بن جائے گا ——— حضرت سمیہ نے برجستہ کہا ——— کوئی بات نہیں اگر اللہ کو یہی منظور ہے تو میں اس پر بھی راضی ہوں ——— اس جواب نے ان ظالموں کے نفرت وغصہ کی آگ اور بھڑکا دی۔ جب انہیں اپنی شکست محسوس ہوئی تو ظلم وتعدی کا ایک انوکھا فیصلہ کرلیا ——— ایک روز حضرت سمیہ کو کافی دیر ستانے اور بری طرح گھسیٹنے کے بعد جب گھر لایا گیا تو انہیں دیکھ کر ابوجہل کا جذبہ اسلام دشمنی جوش میں آگیا ——— اس کے ساتھی تاڑ گئے کہ یہ ابوجہل کا آخری فیصلہ ہے ——— ان لوگوں نے حضرت سمیہ کی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھی، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید اب حضرت سمیہ کی زبان معافی کے لئے حرکت میں آجائے ——— لیکن ——— اچانک ان کے کانوں سے حضرت سمیہ کی یہ آواز ٹکرائی ——— مجھے تم لوگوں پر تعجب ہے ——— مظلوم سے کہتے ہو کہ معافی مانگ لو ——— خدا کی قسم ——— اگر معافی کے چند بول مجھے زندگی عطا کر سکتے ہوں تو اے کاش! ——— میری روح اس سے پہلے پرواز کر جائے ——— میں اپنے رب کے حضور اس حال میں پیش ہونا پسند کروں گی کہ میں اس سے خوش ہوں اور وہ مجھ سے خوش ——— وہ کانپ گئے ——— اس لئے کہ ان کی نگاہوں نے اب تک صبر و استقامت کی اتنی زبردست چٹان کا کبھی کبھی نظارہ نہیں کیا تھا اور نہ وہ اس طرح سوچ ہی سکتے تھے ——— ابوجہل بڑھ رہا تھا۔ بڑھتا چلا گیا ——— وہ حیرت زدہ تھا ——— حضرت سمیہؓ کی ظاہری جسمانی طاقت جواب دے رہی تھی۔ مگر ایمانی طاقت وقوت، اطمینان وصبر اور ہمت و استقلال کی توانائی نے انہیں پتھر کی چٹان میں تبدیل کر دیا ——— حضرت سمیہؓ کی آنکھیں بند تھیں وہ تو عشق کی آخری منزل میں سرور جاودانی سے لطف اندوز ہو رہی تھیں ——— ابوجہل نے برچھی اٹھاکر اس زور سے ان کی شرمگاہ میں ماری کہ ——— حضرت سمیہؓ خون کا سرخ سرخ جوڑا پہن کر اپنے مالک حقیقی کے سامنے سرخرو ہوگئیں ——— سب نے دیکھا کہ ——— حضرت سمیہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور زیر لب مسکرائیں پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے آنکھیں بند کرلیں ——— آہ ——— حضرت سمیہؓ! ——— تیرے گہرائی دل سے نکلنے والی آوازیں، دیرینہ تمنائیں اور شہادت کے لئے مدت کی دعائیں قبول ہوگئیں ——— میں کیسے کہدوں کہ تو دنیا سے اٹھ گئی اور برچھی کا زخم کھاکر دار فانی سے رخصت ہوگئی میری یہ کیا مجال ——— جبکہ رب کعبہ تیرے لئے یہ مژدہ سنا چکا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں ——— مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا ——— چنانچہ اسلام کی وہ بوڑھی اور ضعیفہ خاتون نے داعی حق کی دعوت پر لبیک کہنے والے تمام ساتھیوں سے پہلے آگے بڑھ کر ہمیشہ کی زندگی کو گلے لگایا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں ——— اور تاریخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنا نام اولین شہیدوں کی فہرست میں درج کرالیا۔

فانوسِ آگہی

صہبا کی تپش بن کے ایاغوں میں جلو
تم خونِ بصیرت ہو دماغوں میں جلو
ہے روشنی درکار زمانے کو ابھی
روغن کی طرح اپنے چراغوں میں جلو

بچوں کی ابتدائی تعلیم

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

بچوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ابتدائی عمر میں بچے جو کچھ سیکھتے ہیں اس کے اثرات زندگی بھر قائم رہتے ہیں۔ بچے کے ماحول اور ابتدائی عادتوں پر اس کے کردار کی بنیاد ہوتی ہے۔

بچے کی تربیت ماں کے آغوش سے شروع ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی معلمات اس کی تربیت کرتی ہیں، آج کل تو نرسری کلاسوں کی معلمات کا بچوں کی تربیت میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ زندگی کی تگ و دو اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یہ ضروری ہو گیا ہے کہ گھر کا ہر فرد آمدنی میں اضافہ کرے۔ بعض مائیں چھوٹے بچوں کو گھر پر چھوڑ کر ملازمت کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ان حالات میں انہیں اتنا وقت نہیں ملتا کہ وہ گھر پر اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور دیکھ بھال کر سکیں۔ ایسے حالات میں بچوں کی تربیت کے لئے نرسری اسکولوں کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں تو بالکل چھوٹے بچوں کے لئے بچوں کی نگہداشت کے مراکز بھی ہوتے ہیں۔ جہاں مائیں تمام دن کے لئے بچوں کو چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ بچوں کی پوری خدمت کی جاتی ہے ان بچوں کی جسمانی ضروریات پوری جاتی ہیں۔ صحیح اور مناسب خوراک کا انتظام کیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ بچوں کا دوسرا گھر ہوتا ہے۔

ہندوستان میں صرف محدود دے چند کارخانوں میں بچوں کی نگہداشت کے مراکز کا انتظام ہے۔ جہاں معمولی طور پر ان کی حفاظت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ نرسری کلاسوں میں بچوں کو ڈھائی سال سے تین سال کی عمر میں شریک کیا جاتا ہے۔ ان مدرسوں اور مراکز کی معلمات تربیت یافتہ ہوتی ہیں۔

جہاں تک بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصولوں اور طریقوں کا تعلق ہے ہم دیکھتے ہیں ہر زمانے میں ہر ملک کے ماہرینِ تعلیم نے اس سلسلے پر غور و فکر کیا ہے۔ اور اصول مرتب کئے ہیں۔ مثال کے طور پر روسو، جان ڈیوی، میڈم، مانٹسری کو لیجئے۔ انہوں نے بچوں کی تعلیم کے اصولوں پر غور و فکر کیا ہے۔

روسو نے فطری اور نیچرل ماحول کو ضروری قرار دیا اور بتایا کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم ایسی ہو جو اس کی فطری صلاحیتوں کو ابھار سکے سختی یا دباؤ سے یا صرف استاد کی رہبری میں تعلیم حاصل نہ کریں بلکہ اپنے حواسِ خمسہ اور اعضاء کو استعمال کر کے اپنے تجربات سے تعلیم حاصل کریں۔

امریکہ کے ماہرِ تعلیم جان ڈیوی نے بھی بچوں کی تعلیم سے متعلق گراں قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کی نظر میں اسکول ذہنی کاموں اور دماغی تربیت کا مرکز ہے۔ انہوں نے پروجیکٹ میتھیڈ پر زور دیا اور بچوں کی نشو و نما کو پیشِ نظر رکھ کر تعلیم کی اسکیم تیار کی۔

فروبل اور مانٹیسوری نے بالکل چھوٹے بچوں کی تربیت و تعلیم کے لئے نہ صرف اصول اور طریقے ضبط کئے بلکہ انہیں عملی شکل بھی دی فروبل نے کنڈرگارٹن طریقۂ تعلیم کو فروغ دیا اس طریقے میں کھیل کود کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے اچھے اطوار پیدا کئے جاتے ہیں، اچھے جذبات کے اظہار کی تربیت دی جاتی ہے، فروبل کے اصولوں میں بچوں میں سماجی زندگی کا تصور پیدا کرنا بچوں کو تخلیقی قوتوں کو جلا دینا اور انہیں خود کفیل بنانا اہم ہیں انہوں نے اپنے طریقۂ تعلیم کے تحت ایسی سرگرمیاں اہم ہو سکنے کی کوشش کی جو ان مقاصد کو پورا کر سکیں اس طریقۂ تعلیم میں بچوں کو جسم کی صفائی بالوں، دانت، اور چہرہ کو صاف کرنے کا طریقہ، جوتے صاف کرنا بٹن ٹانکنا اناج ترکاری صاف کرنا۔ کھانے پینے کے آداب وغیرہ سکھائے جاتے ہیں اس کے علاوہ مختلف کرافٹ جیسے کاغذ کا کام، لکڑی کا کام، باغبانی مٹی کا کام سکھائے جاتے ہیں۔

مانٹیسوری طریقے کی   کی بانی میڈم مانٹیسوری تھیں۔ جو ڈاکٹر تھیں اس لئے ان کے طریقے طبی اصولوں پر مبنی ہیں۔ انہوں نے بچوں کے حواس کی تربیت پر زور دیا۔ ان کا مطمحِ نظر تھا کہ حواس علم کے دروازے ہیں۔ اس اصول پر انہوں نے اسے تعلیمی طریقے کی بنیاد رکھی جو اس

نقش کوکن بمبئی

تربیت کے لئے مختلف کھیل استعمال کئے جاتے ہیں. جیسے قوت باصرہ کے لئے رنگوں کی پہچان چھوٹی اور بڑی سائز کی چیزوں کی پہچان، قوتِ شامہ کے لئے مختلف قسم کی بو سونگھنے کے کھیل، مختلف پھلوں، پھولوں اور چیزوں کی بو سونگھنا، قوت سامعہ کی تربیت کیلئے آواز کی پٹیاں آلات موسیقی کا استعمال کیا جاتا ہے. قوت ذائقہ بڑھانے کے لئے چکھنے کے کھیل، ذائقوں کی پہچان بتائی جاتی ہے. قوت لامسہ کی تربیت کے لئے نرم اور سخت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے.

یہ طریقے ۲½ سے ۳ سال کی عمر سے اختیار کئے جاتے ہیں نرسری اور کنڈرگارٹن کے طریقے (Preprimary Education) درسی تعلیم سے قبل بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ۳ سے ۵ سال تک یہ سلسلہ رہتا ہے. بچے پہلے مونٹیسری کلاس میں اس کے بعد کے۔ جی کلاس اور اس کے بعد اول جماعت میں شرکت کرتے ہیں، یہاں کھیل، موسیقی، کرافٹ، اور سرگرمیوں کے ذریعے بچوں کی ہمہ جہتی نشو و نما کی جاتی ہے. جسمانی اور ذہنی ترقی صحیح نقوش پر کی جاتی ہے، بچے کے رویے اور کردار سازی پر نظر رکھی جاتی ہے. انہیں ہمدردی، محبت اور ایک دوسرے کی مدد کے جذبات پیدا کئے جاتے ہیں. نہ صرف انفرادی بلکہ سماجی نشو و نما کا بھی خیال کیا جاتا ہے. بچوں کی زندگی کے ابتدائی ۵ سال بہت اہمیت رکھتے ہیں. ان سالوں میں بچہ جو کچھ سیکھتا ہے اس تناسب سے وہ زندگی کے کسی حصہ میں نہیں سیکھتا. اس ضمن میں مختلف سروے کئے گئے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نرسری تعلیم سے بچے کی صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں. بچوں میں تعلیم سے رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ پہلے پہل جب بچہ گھر کا تحفظ اور ماں کو چھوڑ کر اسکول جاتا ہے تو بہت خوف زدہ ہوتا ہے. نرسری کلاسوں میں چونکہ محبت کا ماحول اور دلچسپ سرگرمیاں ہوتی ہیں. اس لئے وہ جلد اس ماحول سے مانوس ہو جاتا ہے علم سے شوق اور رغبت کا دار و مدار بڑی حد تک اسکول کے ابتدائی تجربات پر ہوتا ہے. اگر ابتدائی تجربات خوشگوار ہوں تو بچہ مدرسہ جانے میں دلچسپی لے گا یہ مسئلہ پرائمری تعلیم کے متعلق بہت توجہ طلب بنا ہوا ہے کہ، Drop out بہت ہوتے ہیں بچے کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ وہ مدرسہ چھوڑ دیتے ہیں اس بے رغبتی کو دور کرنے کے لئے نرسری اور کے۔ جی کلاسیں مدد اور معاون ثابت ہو سکتی ہیں.

جن بچوں کو ان طریقوں سے پڑھنے کے مواقع ملتے ہیں ان میں تجسس اور معلومات کے حصول کی خواہش رہتی ہے وہ فعال اور سرگرم ہوتے ہیں. ان میں جھجک نہیں ہوتی. اچھی گفتگو کر سکتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں سے متاثر نہیں ہوتے ان میں تعلیم سے رغبت پیدا ہوتی ہے.

ہمارے ملک میں عام طور پر نرسری اور کنڈرگارٹن کلاسوں کی کمی ہے. ایسے مدرسوں کی کمی کے باعث ہی بچوں کی تعلیم کا معیار بلند نہیں ہو پاتا اور تعلیم کا فی صد جس طرح بڑھنا چاہئے نہیں بڑھ رہا ہے. کے۔ جی اور نرسری کلاسوں کے قیام کے سلسلے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ بہت قیمتی آلات اور کھیل کود کی چیزیں فراہم کرنا ضروری ہیں۔ گذشتہ چند سالوں کے تجربے سے مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ آلات تعلیم سے کہیں اچھی اور با تربیت معلمات کی ضرورت ہے بچے کے لئے ایک خوشی کا ماحول، اور ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو اسے تحفظ اور پیار و محبت دے سکے اس کے جذبات کو سمجھ کر اس کی رہبری کر سکے جہاں تک کھیلوں کا تعلق ہے بچہ اینٹ، مٹی، اور ریت لکڑی کے ٹکڑوں سے کھیل کر بھی وہی خوشی پا سکتا ہے. جو اسے بہت قیمتی کھیلوں سے حاصل ہوتی ہے، سستے اور کارآمد کھیل منتخب کر کے خود بنا کر بچوں کو خوش کیا جا سکتا ہے. مختلف رنگوں کے پھول. مختلف سائز کے پتے. شیشوں کے ڈھکن، انجکشنوں کی چھوٹی شیشیاں، ماچس اور سگریٹ کی ڈبیاں، اور ایسی بے شمار چیزیں بچوں کے کارآمد کھیلوں کا سامان بن سکتی ہیں.

یہ ضروری ہے کہ نرسری کلاسیں بچوں کے ماحول سے مطابقت رکھتی ہوں. انتہائی غریب ماحول کے بچوں کے لئے مثالی نرسری کلاس بہت ہی قیمتی آلات تعلیم کے ساتھ زیادہ مناسب نہیں ہیں. اس سے احساس کمتری پیدا ہو سکتا ہے.

بچوں کی پری پرائمری تعلیم کے سلسلے میں فی الوقت یہ ضروری ہے کہ سارے پرائمری مدارس کے ساتھ کے۔ جی کلاسیں وابستہ کر دی جائیں. سرکاری و غیر سرکاری ادارے اس سلسلے میں اقدام کریں.

ماہ نامہ نقش کوکن بمبئی.

اس رزق سے موت اچھی...!

شیخ اسماعیل
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۰۵۴ - نیروبی، کینیا (مشرقی افریقہ)

ٹریفک کچھوے کی رفتار سے آگے سرک رہی تھی، پھر بالکل ہی رک گئی معلوم ہوتا تھا کہ نیروبی کی اس شاہراہ پر موجودہ ٹریفک جام (TRAFFIC JAM) کی وجہ ایک سلون موٹر کار تھی جسے اب دو آدمی دھکے دے کر فٹپاتھ پر چڑھانے کی کوشش میں تھے۔

خدا خدا کر کے جب ٹریفک دوبارہ حرکت میں آگئی تو بس میں بیٹھے ہوئے میرے ساتھ والے مسافر نے اپنا ایک ہاتھ اوپر اٹھایا اور کراس (+) کا نشانہ بنا کر گویا پروردگار کا شکر ادا کیا۔ سامنے چوراہے پر لگا ہوا کلاک پونے آٹھ بجا رہا تھا۔ اس دن دفتر پہنچنے میں مجھے پورے دس منٹ کی تاخیر ہوئی تھی۔

ہمارے دفتر کا عملہ کل چار افراد پر مشتمل ہے۔ مسٹر اوڈیک جو کمپنی کی نیروبی شاخ کے منیجر ہیں، ان کی سکریٹری ایک چپراسی اور میں، جب میں پہونچا سکریٹری اور چپراسی دونوں ہی دفتر کے باہر کھڑے تھے اور اندر ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ظاہر تھا کہ مسٹر اوڈیک ابھی تک نہیں آئے تھے۔ میں نے فوراً دروازہ کھولا اور ریسیور اٹھایا

''میری گاڑی رستے میں بگڑ گئی ہے۔ میں لیٹ آؤں گا''

فون پر مسٹر اوڈیک تھے۔

خلاف توقع مسٹر اوڈیک جلد ہی دفتر آگئے تھے۔

عام طور پر جب لنچ کا وقفہ ہوتا ہے تو دفتر بند کر کے ہم چاروں اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ مگر اس دن منیجر اوڈیک صاحب آفس میں ہی بیٹھے رہے۔ غالباً ان کی موٹر ابھی تک خراب تھی، اس لئے وہ گھر نہیں جا سکے تھے۔ شاید اپنے بچوں کو اسکول سے گھر پہونچانے کا مناسب انتظام انہوں نے کر لیا ہوگا میں نے سوچا۔

پورے دو دن تک ہمارے منیجر صاحب کے روزانہ معمول میں جو نمایاں فرق پیدا ہوگیا تھا۔ اس سے یوں لگتا تھا کہ ان کی گاڑی ابھی تک زیر مرمت تھی۔ تیسرے دن صاحب جب وقت پر دفتر پہنچے تو میں نے بات چھیڑ ہی دی۔

" سر! گاڑی ٹھیک ہوگئی ہے آپ کی؟ کوئی بڑا کام نکل آیا تھا کیا؟"

" بھئی! تم جانتے ہو کہ مجھے صرف گاڑی چلانا آتی ہے۔ جہاں تک موٹر کے انجن کا تعلق ہے میں بالکل اناڑی ہوں۔ تین دن پہلے جب میں نے تمہیں فون پر اطلاع دی تھی کہ اچھا بھلا گھر سے نکلا تھا۔ '' رونلڈ نگالا سٹریٹ اور ٹام مبویا اسٹریٹ کے چوراہے سے چند گز کے فاصلے پر گاڑی کے انجن نے یکایک جواب دے دیا۔"

" اچھا تو وہ آپ ہی کی ٹویوٹا گاڑی تھی جسے میں نے دو آدمیوں کو پش کرتے دیکھا تھا؟"

" تمہارا اندازہ بالکل صحیح ہے۔ خدا بھلا کرے میرے ایک افریقی بھائی کا۔ جو آڑے وقت میں فرشتہ بن کر میری مدد کے لئے آن پہونچا۔ اس کی اپنی گیرج ہے۔ بھئی اب تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ جب سے ملک آزاد ہوا ہے زندگی کے ہر شعبے میں ہم افریقیوں نے خوب ترقی کی ہے۔ ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ اس شخص نے جس کی اپنی گیرج ہے، گاڑی کا مکمل معائنہ کرنے کے بعد اس نے رپورٹ دی کہ گئی پرزے خستہ حالت میں ہیں۔ اور اس کے تخمینے کے مطابق کم از کم سات ساڑھے سات ہزار شلنگ کا خرچ ہے اس کی عین نوازش سمجھو کہ میری مجبوریوں کے پیش نظر اس نے نہ صرف تین دن کا کام دو دن میں پورا کیا بلکہ چارج بھی پانچ ہزار ہی کیا۔ اگر گیرج کا مالک تمہارا کوئی ہندی بھائی ہوتا تو وہ میرا گلا کاٹ دیتا۔" صاحب نے طنز کی۔

دوسرے دن سنیچر کی شام کو پرانے بڑے ڈینس وہومے (DENIS WAHOME) ایک ذاتی مسئلہ لے کر میرے گھر آئے اور کافی رات گئے تک بیٹھے رہے۔ مسٹر وہومے ایک اچھے موٹر میکینک ہیں۔ پچھلے سات آٹھ سالوں سے آٹو گیرج کا کاروبار کرتے ہیں، جھوٹ، فریب، دغا بازی اور بے ایمانی کو اپنا دھرم سمجھتے ہیں۔ ابھی چند مہینوں کی بات ہے ایک انشورنس اسکینڈل میں ملوث ہو کر لاکھوں کا نقصان اٹھایا، اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے جو بدنامی ہوئی وہ الگ۔

دوران گفتگو جب میں نے کام کاج کے بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے۔

"میرے دوست! سوائے قحبہ خانوں کے کام کہیں بھی چل کر نہیں جاتا۔ کام کو گردن سے پکڑ کر اپنے ہاں لایا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کاروبار کسی بھی نوعیت کا کیوں نہ ہو ساری کامیابی کا راز اسی ایک اصول میں مضمر ہے، ابھی اسی ہفتے کا ایک مزیدار واقعہ سناؤں، کیا بتاؤں مجھے تو اس حضرت اوڈیک کی جہالت پر ترس کی بجائے ہنسی آرہی ہے۔"

اوڈیک کا نام سنتے ہی میں نے کان کھڑے کر دیئے۔

یہ انگریز نما افریقی مسٹر اوڈیک اپنے آپ کو کسی کمپنی کا منیجر سمجھتے ہیں مگر ان کی جنرل نالج کا یہ عالم ہے کہ بولٹ اور نٹ میں تمیز نہیں کر سکتے۔ آفس جانے کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوئے مگر راستے میں موٹر رک گئی۔ صاحب اکسیلیٹر دبا رہے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ضرورت (ACCELERATOR) سے زیادہ پٹرول کاربوریٹر (CARBURETTOR) میں جمع ہو گیا اور انجن نے اسٹارٹ ہونے سے انکار کر دیا۔ اتفاقاً پیچھے میں اپنی گاڑی میں تھا۔ نبض دیکھتے ہی مرض بھانپ لیا۔ دھکے دے کر گاڑی سڑک سے ہٹا دیا۔ اور خود مسٹر اوڈیک کو میری موٹر میں بٹھا کر گیرج لے آیا، پھر انہیں ان کے دفتر تک چھوڑ دیا۔ ان کی گاڑی کا انتہائی تشویشناک نقشہ کھینچ کر انہیں بتایا کہ پہلے تو اسے کھینچ کر گیرج تک لانا پڑے گا، معائنہ کے بعد پوری رپورٹ لے دوں گا۔"

اس عرصہ میں مسٹر وہومے نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ منیجر صاحب کی گاڑی کا زائد پٹرول خشک ہو چکا تھا۔ بغیر کسی دقت کے گاڑی کو چلا کر گیرج میں لایا گیا، دو دن کے بعد اوڈیک صاحب نے خوشی خوشی پانچ ہزار شلنگ کا بل ادا کیا۔ اور اپنی مرمت شدہ گاڑی بعد شکریہ اپنے قبضے میں لے لی۔

اقبال نے شاید ایسے ہی رزق پر موت کو ترجیح دی تھی۔

عورت

- عورت کی گود انسان کا پہلا مکتب اور گہوارہ ہے۔ والٹیر
- عورت خوشبو، نغمہ، رقص، اور روشنی کا مجموعہ ہے۔ شیکسپیر
- جس گھر میں عورت نہیں وہاں سعادت کے فرشتے قدم نہیں رکھتے

اخبار و اذکار

ــ فی بن صاد

کوکنی مسلم جماعت ممباسہ کا انتخاب

• ممباسہ مشرقی افریقہ میں کوکنی مسلم جماعت کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۹ مارچ ۹۱ء میں جو انتخاب نوعمل میں آیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چیرمین : عبداللہ ڈادرے

وائس چیرمین :- پی ائی سرکار۔

سکریٹری :- محبوب ملا

اسسٹنٹ سکریٹری :- آدم عطیف

خازن :- شبیر کھامبے

دیگر اراکین انتظامیہ کمیٹی۔ یونس بھیگب عبدالستار مقدم۔ شکیل داتے۔ عبدالروف کھامبے۔ سید حسین لمنظری۔ حنیف خان پٹھان۔ اور محمد اے سگاکور۔

ذیل کے حضرات کو بطور بطور ٹرسٹی چنا گیا ہے۔

پی ائی پرکار ــ عبداللہ ڈادرے فقیر کاسو اور سید عبداللہ قادری میا :-

نقش کوکن بمبئی

کوکن مسلم کلب نیروبی کا انتخاب

• نیروبی مشرقی افریقہ میں کوکنی مسلم کلب جناب شبیر پرکار کی صدارت میں ۱۶ر مارچ ۹۱ء کو منعقدہ سالانہ جلسہ عام میں درج ذیل انتخاب نوعمل میں آیا۔

چیرمین :- بہار الدین کھرس

وائس چیرمین :- عنایت جمعدار

سکریٹری :- شکیل شیخ

اسسٹنٹ سکریٹری :- عبداللطیف دلوکا

سپورٹس سکریٹری :- محی الدین حوا

خازن :- آصف خان ودیگر

اراکین مجلس انتظامیہ۔ عبدالجبار شیخ۔ عبدالرحمٰن بہور۔ شکیل کھامبے۔ روف نگرار اور شبیر پرکار۔

مجلس خواتین :- صدر محترمہ صغری اسپاٹیل سکریٹری :- محترمہ قیصر قاضی؛ خازن :- مس افروز۔ اراکین انتظامیہ کمیٹی محترمہ ممتاز مقری مس فوزیہ خان۔ محترمہ نسیم پرکار۔ محترمہ ساجدہ پرکار، محترمہ منور سمناکے اور محترمہ نورجہاں پرکار

اورن میں جلسہ تہنیت

۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو سٹی زنس ہائی اسکول میں ایک جلسہ تہنیت زیر اہتمام سٹی زنس ایجوکیشن سوسائٹی منعقد ہوا جس میں سبکدوش ہونے والے صدر حاجی معین الدین ٹھاکر صاحب سکریٹری پرائمری اسکول حاجی محمد علی تنگیکر صاحب کی خدمت میں تہنیت نامے پیش کئے گئے۔ جلسہ کی صدارت جناب جمیل احمد شیخ صاحب (جج اورن کورٹ)

نے کی مہمان خصوصی جناب ایم اے شیخ سابق پرنسپل ہنزیل کالج تھے۔

ماہی گیری چھ ماہی تربیتی کورس

• علی باغ ضلع رتناگری میں ماہی گیری سے متعلق تربیتی کورس جو چھ ماہ پر مشتمل ہوگا۔ یکم جولائی ۱۹۹۱ء سے شروع کیا جا رہا ہے۔

اس کورس میں بحری ڈیزل انجن کی دیکھ بھال اور جہاز رانی کے بنیادی اصول۔ اسی طرح ماہی گیری کی جدید تکنک سے متعلق معلومات دی جائے گی تربیت پانے کا خواہش مند نوجوان ماہی گیری خاندان کا کنی ہونا ضروری ہے۔ دوران تربیت ہر ماہ ۲ سو روپیہ بطور وظیفہ بھی ملتا رہے گا

ننھا روزہ دار



موضع سارنگ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے بھاردے خاندان کا ایک رکنی جناب غلام فرید عبدالغفور بھاردے جو پاکستان کے حقوق شہریت حاصل کرنے کے بعد اب گرین ویلی امریکہ میں سکونت پذیر ہیں ان کے صاحبزادہ یوسف نے بعمر (۸) آٹھ سال امسال ماہ رمضان کے سبھی روزے رکھے۔ امریکہ کے غیر اسلامی ماحول میں زیر تعلیم یہ نونہال گھر میں پوری طرح تعلیم اسلامی سے آراستہ ہے۔

جون ۱۹۹۱ء

"کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن" لندن

کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کی بنیاد ستمبر ۱۹۸۶ء کو لندن میں ڈالی گئی۔ گذشتہ پانچ سالوں میں ہمیں بفضل تعالیٰ کوکنی قوم کی نیک خواہشات اور ان کی مشورے حاصل رہے۔ جس سے فاؤنڈیشن ایک مستحکم ادارہ بن گیا ہے اور قوم کی خدمت میں زیادہ اعتماد کے ساتھ چل پڑا ہے۔

ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ آنے والی سالانہ جنرل میٹنگ میں فاؤنڈیشن کے پانچ سالوں کی تکمیل کے پرمسرت موقع پر ایک رسالہ شائع کیا جا رہا ہے جس میں فاؤنڈیشن کی پانچ سالوں کی تفصیلی رپورٹ اور مستقبل کے منصوبوں پر روشنی ڈالی جائے گی ہمیں اس بات پر بے حد مسرت ہے کہ ممبران نے ہر قدم پر ہمارا ساتھ دیا، سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔ جس کے لئے خداوندکریم کے مشکور اور ممنون ہیں اور ممبران کے شکرگزار ہیں۔

کوکنی مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن دنیا بھر کے کوکنی مسلمانوں کا ایک ادارہ ہے جس سے آج تک بے شمار کوکنی حضرات اپنا مستقبل سنوار چکے ہیں۔ مستحق حضرات سے گذارش ہے کہ وہ فاؤنڈیشن کے سکریٹری سے رابطہ قائم کریں۔ ہم اپنی قوم کی فلاح و بہبود، تعلیم و ترقی اور بھلائی کے لئے ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

دنیا کے تمام کوکنی مسلمانوں سے التماس ہے کہ جو حضرات فاؤنڈیشن کے ممبر بننے سے محروم رہے ہیں وہ برائے کرم لائف ممبرشپ حاصل کر کے اس قوم کی ترقی و ترویج کے نیک کام میں ہاتھ بٹائیں جس سے اپنی قوم میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔ آپ کا تعاون ہی قوم کی ترقی کا ضامن ہے۔

مرحوم عبدالقادر پاکر چیئرمین	جناب عبداللہ مقدم سکریٹری	جناب عثمان جھرنے پبلسٹی انچارج

پتہ:- پوسٹ بکس نمبر 1035 - لندن. E17 9SQ

بڑے صاحبزادہ ہیں۔ ایم ایس کرنے کے بعد ٹاٹا اسپتال میں اور نائر اسپتال میں اپنا وقت دے

رتناگری سبکدوش ہو کر اپنے وطن لوٹ گئے۔

مہاڈ میں بلڈ بینک

چپلون ضلع رتناگری سے لے کر روہا ضلع رائے گڑھ تک تقریباً ۵۰ ممتاز ہسپتال خدمت خلق انجام دے رہے ہیں۔ ان میں زچہ خانے بھی ہیں اور کچھ جراحی (سرجری) کا عمل بھی انجام پاتا ہے۔ مگر اس پورے خطہ میں ایک بھی بلڈ بینک نہیں ہے۔ جو بوقت ضرورت مریضوں کو خون مہیا کر سکے۔ اس سنگین صورت حال کو محسوس کر کے خطہ کے متعدد ڈاکٹروں اور مخیر حضرات نے جن میں مہاڈ کے ڈاکٹر اے اے دیشمکھ، اور کھیڈ کے ڈاکٹر اکبر سرگرہ بھی شامل ہیں۔ خطہ کے مرکزی مقام مہاڈ ضلع رائے گڑھ میں اعلیٰ پیمانے پر ایک بلڈ بینک قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خدا کرے یہ کوشش کامیاب ہو اور ضرورت مند مریضوں کو خون کے لئے پونہ یا بمبئی کی طرف دوڑنا نہ پڑے۔

کامیابیاں

ڈاکٹر ارشد غلام محمد

برہانی کالج کے سابق پرنسپل غلام محمد صاحب کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ ڈاکٹر ارشد انہیں کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ نے ایم ایس (جنرل سرجن) کا کورس کیا ہے۔ اور اس وقت ڈاکٹر خان روڈ تی کلینک باندرہ میں کنسلٹنگ سرجن ہیں۔ حاجی عبدالاحد نزدیل سابق صدر بلدیہ تھانے کے داماد ہیں۔

ڈاکٹر فوزان نزدیل

ڈاکٹر فوزان حاجی عبدالاحد نزدیل صاحب کے

رہے ہیں۔ سماجی خدمت کا جذبہ اپنے والد محترم سے ورثہ میں ملا ہے۔ اسی لئے رتناگری کے عالمی اجتماع میں ڈاکٹروں کی ٹیم میں شامل تھے ان ڈاکٹروں نے ہزاروں بندگان خدا کی مفت طبی خدمت کی تھی۔

ڈاکٹر روش نزدیل

حاجی عبدالاحد نزدیل کے چھوٹے بھائی محمد اسماعیل نزدیل کے آپ فرزند ہیں۔ کم عمری میں والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد عبدالاحد صاحب کی سرپرستی میں انہوں نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی۔ ایم بی بی ایس کے بعد ایم ڈی کیا۔ اس وقت بمبئی اسپتال میں وقت دے رہے ہیں

عبدالغفور شیخ چیرمین منتخب

تھانے میونسپل کارپوریشن کی میٹنگ میں وارڈ ۸ اے کے کارپوریٹر عبدالغفور شیخ کو ہیلتھ کمیٹی کا چیرمین کا منتخب کیا گیا۔ سابق کارپوریٹر نیرو بالے کی ۲ سال میعاد ختم ہونے کے بعد یہ انتخاب عمل میں آیا

جناب یونس قاضی کی قطر سے روانگی

تقریباً تین دہائیوں تک قطر کے گورنمنٹ ورک شاپ میں اسٹور انچارج اور بعد میں بطور اسٹاف آفیسر کام کرنے کے بعد جناب یونس قاضی ساکن قصبہ تعلقہ سنگمیشور ضلع

۱۹۶۵ء میں بمبئی اسپورٹس کلب کی تشکیل میں بنیادی طور پر آپ ہی نے کام کیا بلکہ کئی سال تک اس کے جنرل سکریٹری بھی رہے ہیں۔ کوکنیوں کے امدادی کاموں میں اور دینی اداروں کی مدد میں آپ ہمیشہ شریک رہے۔

نائیک گرلس ہائی اسکول میں مہاراشٹر دن کا انعقاد

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول رتناگری میں مہاراشٹر دن کے موقع پر ہیڈ مسٹریس حمیدہ بیگم آدمنے نے جھنڈا لہرایا اور پولس گراؤنڈ پر اجتماعی طور پر جھنڈے کو سلامی دی گئی۔ آیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کی طرف سے شروع کئے گئے سلائی اور ایمبرائیڈری کلاس کے کامیاب بچوں کو محترمہ کمود نائک کے ہاتھوں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے اسی طرح ہندی امتحانات میں ہائی اسکول کے کامیاب بچوں کو بھی سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔ سلائی اور ایمبرائیڈری کلاس ٹیچر مسز شبنم بھاٹی اور محترمہ صبرودے کو سوسائٹی کی طرف سے انعامات دیئے گئے

"نقش کوکن" کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (رجسٹر نمبر ۶، ۳، کی ملکیت ہے۔

ای، کیو، مقدم (مرحوم)

تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے موضع کولتھر امیں ان کی پیدائش ہوئی۔ والدین بچپن ہی میں داغ مفارقت فرما گئے تھے۔ اس لئے کم سنی ہی میں گھر بھر کی کفالت کا باران کی شانوں پر آپڑا۔ کھیتی باڑی آبائی ذریعہ معاش تھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسی کا پیشہ اختیار کیا۔ اس زمانے



میں مدرسوں کی تنخواہ کوئی خاص نہیں تھی۔ لہذا ۱۹۴۶ء میں سعودی عرب کی مشہور کمپنی آرامکو میں ملازم ہوکر چلے گئے۔ اپنی خداداد قابلیت اور ذہانت سے ترقی پاکر افسر بن گئے اور اسی پوزیشن پر ۱۹۸۰ء میں سبکدوش ہوئے۔

اللہ تعالی نے انہیں خلوص اور ہمدردی کا پیکر بنایا تھا۔ قوم کے کئی بچوں کو اسکول اور کالجوں میں داخل کرواکر ان کی تعلیم کا پورا خرچ اٹھاتے تھے۔ اس کے بعد ان بچوں کو سعودی عرب میں ملازمت دلائے تھے، شروع میں ان کا خرچ خود اٹھاتے تھے۔ ان کی فراخدلی سے بے شمار لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر فراخدلی سے دھیان دیا اس جدوجہد میں کبھی اپنی صحت کی پرواہ نہیں کی تھی۔ بلکہ یہی ان کی موت کا سبب تھا۔

الحمد للہ مرحوم کی جدوجہد اور کوششیں بار آور ہوئیں۔ تین فرزندوں میں سے دو خلیل احمد اور عبدالمجید نامور ڈاکٹر بن گئے۔ ڈاکٹر خلیل احمد جلد اور بال کے ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر مجید احمد بمبئی میں پہلے ہارٹ (دل) کے سرجن بنا رہے ہیں۔ اپنے والد مرحوم کی تمام خوبیاں ڈاکٹر خلیل احمد میں موجود ہیں۔ ان کی بہو ممتاز خلیل بھی عورتوں کے امراض کی معروف ڈاکٹر ہیں ڈاکٹروں کا یہ خاندان مرحوم ای۔ کیو۔ مقدم کے نقش قدم پر رواں دواں ہے۔ اللہ تعالی انہیں یونہی خدمت خلق پہ گامزن رکھے اور مرحوم کی روح سدا چین و سکون پائے۔

(مرسلہ، شمس مقدم کروڈی)

ریجنل پاسپورٹ آفیسر

جناب علی پٹیل



آزادی ہند سے قبل جب ساونت واڑی ایک خود مختار ریاست تھی ۱۹۳۳ء میں موضع کنلایں جناب علی شاہ یوسف پٹیل متوطن ہرکول بزرگ تعلقہ کنکولی رتناگری کا جنم ہوا۔

ابتدائی تعلیم ہرکول میں، ثانوی تعلیم کنکولی اور بمبئی میں ہوم ہائی اسکول میں مکمل کرنے کے بعد پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا اور اس وقت کے صوبہ بمبئی کے محکمہ پاسپورٹ میں بطور کلرک تقرری عمل میں آئی۔

۱۹۵۲ء میں جب اس محکمہ کا حلقہ عمل مرکزی طور پر کل ہند پیمانے پر ہوا تو اس محکمہ کے مختلف مراکز۔ مثلاً۔ بمبئی۔ لکھنؤ۔ احمدآباد دہلی اور چندی گڑھ میں آپ نے بحسن وخوبی خدمات انجام دیں۔

فروری ۱۹۹۱ء آپ مزید ترقی پاکر بمبئی آفس کے ریجنل پاسپورٹ آفیسر کا چارج سنبھالا ہے۔ آپ کی اعلی کارکردگی اور اسی ترقی پر ہم آپ کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

سرکاری ملازمت میں عمر کی حد مقرر ہوتی ہے لہذا غالباً ستمبر ۱۹۹۱ء میں آپ اس عہدۂ جلیلہ سے سبکدوش ہوجائیں گے۔

ہرنئی میں شاندار تقریب

عید ملن

ہرنئی تعلقہ داپولی ضلع رتناگری میں ۱۸ مئی ۹۱ء کی شب میں عید ملن کی شاندار تقریب زیر صدارت تعلقہ کے پرانت آفیسر منعقد ہوئی جس میں ہرنئی۔ مرڈ۔ انجرلہ۔ پاج، داپولی، فردس۔ کھیڈ اور آڑہ سے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اور تقریب میں سوا دو ہزار کا مجموعہ

ٹیکنیکل آٹو ویلڈنگ ورکس

۱۹۴۰ – ۱۹۹۱ء معزز گاہکوں سے تعاون کا ۵۱ واں سنہرا سال

ٹیکنیکل آٹو ویلڈنگ ورکس

منجانب:- **مسعود راکھے۔ محمود راکھے**

ہیڈ آفس یونٹ:- ۱؍۳۶۲ دی پی روڈ، رو پردوائی ایم سی اے بمبئی ۴۔ ٹیلی فون:- ۲۵۰۲۲۶ – ۳۶۹۱۴۳
یونٹ ۲:- پراگتی انڈسٹریل اسٹیٹ، گراؤنڈ فلور گالا نمبر ۸۴۔ این ایم جوشی مارگ بمبئی ۱۱۔ فون:- ۰۰۹۷۰ ۳۹ – ۸۹۰۰۰۳
یونٹ ۳:- مجیٹھا انڈسٹریل اسٹیٹ۔ دامن لکارام پاٹل روڈ، دیونار بمبئی ۸۸ فون:- ۱۴۱۴۱۱ ۵۵ – ۵۵۱۹۰۷۲

سلیمان عثمان
مٹھائی والا

کے ہاں بنی ہوئی خالص گھی کی مٹھائیاں اپنی لذت اور نفاست کی وجہ سے نہ صرف شہر بمبئی بلکہ بیرون ہند میں بھی مشہور و مقبول ہیں۔

فیکٹری
۳۳۔ محمد علی روڈ
بمبئی ۴۰۰۰۰۳

فون
۸۵۵۰۰۵۹
۸۵۵۵۶۰
۸۵۵۷۹۶۶

پتہ
مینارہ مسجد کے نیچے،
ابراہیم محمد مرچنٹ روڈ
بمبئی ۴۰۰۰۰۳

رات تین بجے تک سرود موسیقی کے رنگارنگ پروگرام سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جو بمبئی کی مشہور آرکسٹرا اسیرن کلب نے پیش کیا تھا۔ یہ پروگرام نیشنل ہائی اسکول کے تعمیری فنڈ کے لئے کیا گیا تھا جو توقع سے زیادہ کامیاب رہا۔

دی ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر کی یوتھ ونگ کے ہر نوجوان نے کافی محنت کی تھی۔ تقریب کی ابتدا میں سوسائٹی کے سکریٹری جناب عبدالغنی عثمان پادسکر نے حاضرین کا استقبال کرتے ہوئے عید کی مبارکباد پیش کی۔ سوسائٹی کے نوجوان صدر اور بمبئی کے کامیاب تاجر و قومی ہمدرد جناب داؤد علی میاں سفری ڈھمنکر صاحب نے سوسائٹی کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ جناب نذیر علوی نے مہمانوں کا مختصر تعارف پیش کیا۔ مہمانان خصوصی جناب شرف مقادم صاحب جو کہ تعلقہ داپولی کے نامور شخصیت پانچ انگریزی کتابوں کے مصنف اور مراٹھی اخبارات کے کالم نویس بھی ہیں تالیوں کی گونج میں بتایا کہ ہندو مسلم اتحاد ملک کی ترقی کی ضمانت ہے۔ صدر جناب پرانجھ نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ جناب قادر میاں صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام کی کامیابی میں ہرنئی جماعت کے متولی جناب قاسم میرکر۔ جناب ابراہیم سارنگ۔ جناب قادر میاں ڈھینکر۔ جناب یونس بادکر۔ جناب اقبال میمن۔ جناب نثار ڈھمنکر جناب رزاق پادسکر۔ جناب شہاب الدین نائیکر نے کافی محنت کی۔

بزم شعر و ادب کوکن

بزم ہذا کی سالانہ غیر طرحی نشست مورخہ ۱۸ر مئی ۱۹۹۱ء کو مہر مصلائی صاحب کی صدارت میں گوردن ہال اپارٹمنٹ میں منعقد ہوئی، اختر راہی صاحب نے مرحوم جرمن پرکار صاحب کے نام ایک نظم پیش کی جسے سامعین نے بے حد پسند کیا۔ نظامت کے فرائض سعید کنول صاحب نے انجام دیئے۔

انتخاب حسب ذیل ہے۔

فراہم ہے اگر زادِ سفر تو
عدم کا راستہ دشوار کیوں ہو۔
.... مہر مصلائی صاحب

خاطر میں تقاضے تھے حسینِ بزم طرب کے
آداب تھے ملحوظ نظر حسن ادب کے
.... اختر راہی صاحب

نمائش حسن کا شیوہ ہے لیکن
یہ ارزانی سر بازار کیوں ہو
.... ڈاکٹر محمود انجم صاحب

دروازہ کی ٹوٹی ہوئی کڑیوں کو بدل دو
جو جاتے آتے ہیں کہہ کر نہیں آتے
.... عزیز آذر صاحب

یہ کیا ہے بے سبب تہمت لگا کر
کسی بے نام کو مشہور کر دو
.... شاداں کلیانوی صاحب

جن کا پت جھڑ کے لیٹروں نے اتارا ہے لباس
ان درختوں سے تو سائے تمنا نہ کرو
سعید کنول صاحب

آئندہ غیر طرحی نشست ۱۵ جون ۱۹۹۱ء کو اختر راہی صاحب کی صدارت میں گوردن ہال ناگپاڑہ پر ہوگی۔ اہل ذوق حضرات سے شرکت کی استدعا ہے۔

نامہ نگار
سعید کنول
سکریٹری بزم شعر و ادب کوکن

ننھا روزہ دار



نائیک برادری رتناگری کے ایک رکن جناب اشرف شیخ حسن نائیک کے فرزند محمد زین (عمر ۵ سال) نے امسال ماہ رمضان کے تین روزے مکمل طور پر رکھے۔ یہ ننھا رتناگری کی معروف شخصیت بھائی سیٹھ مرحوم کا پوتا اور داڑی بندر بمبئی کے جناب حاجی عباس حسین پٹیل کا نواسہ ہے۔

(مرسلہ۔ عبدالمجید نائیک رتناگری)

شرگاؤں میں اردو ہائی اسکول

ضلع تھانہ کے تعلقہ پالگھر میں شرگاؤں نامی موضع میں ۱۹۸۹ میں نوید ایجوکیشن سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کے زیر اہتمام ایک اردو ہائی اسکول جاری کیا گیا ہے۔ فی الوقت آٹھویں اور نویں جماعت میں ۵۲ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ آئندہ سال دسویں جماعت بھی شروع ہو جائے۔ ایک ہزار لوگوں کی بستی پر مشتمل اس گاؤں کے غریب باشندگان کی اردو نوازی اور علم دوستی قابل تحسین ہے۔ اللہ انہیں ہمت دے اور مشکلیں آسان کر دے۔

جون ۱۹۹۱ء

زکوٰۃ

★ جو لوگ مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ان کا مال ان کے لئے مفید ہے۔ مفید ہے وہ ان کیلئے بہت بُرا ثابت ہوگا۔ عنقریب قیامت کے دن اس طرح کا مال ان کو طوق کی صورت میں پہنایا جائے گا ——— (قرآن)

★ خدا کی قسم! جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرکے ایک کو مانا اور دوسرے سے روگردانی کی میں اس سے جہاد کروں گا۔

(حضرت ابوبکر رضؓ)

شادی خانہ آبادی

• ہارمونی انٹرپرائزز کے جناب اقبال میمن کی دختر راحین کا عقد مسعود جناب یعقوب ابن عبدالرزاق سلیمان میمن کے ساتھ ۲۸ اپریل ۱۹۹۱ء کو جامع مسجد درگاہ شریف ماہم میں انجام پایا۔ شام میں اسلام جمخانہ میں استقبالیہ اور عشائیہ کا اہتمام تھا۔

• جناب کے۔ اے عبدالکریم کے فرزند شاجو کا نکاح سائرہ بانو بنت ابراہیم صوفی کے ساتھ ۲۸ اپریل ۱۹۹۱ء کو ریڈیو کلب قلابہ بمبئی میں انجام پایا۔

ادارۂ نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد جناب محمد اقبال محمد سعید کھکی کی دختر گوہر کی شادی سعد اللہ دامادے کے فرزند نیاض کے ساتھ ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو مرود ضلع رائے گڑھ میں انجام پائی۔

• نوجوان ڈاکٹر عبدالعزیز یوسف مقدم (متوطن ماندیولی ضلع رتناگری) کا عقد مسعود ڈاکٹر اسما رچھاپرا بنت محمد یوسف چھاپرا (مقیم کپاڈیا نگر کرلا بمبئی کے ساتھ ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو منارہ مسجد بمبئی میں انجام پایا۔

• دولی بمبئی کے جناب محمد حاجی عثمان رکھانگی کے فرزند عظیم کا عقد مسعود جامع مسجد بمبئی میں ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو انجام پایا۔

• اتھلون ساؤتھ افریقہ کے جناب آدم احمد لوکھنڈے کے فرزند محمد رفیق کی شادی کلثوم بنت عباس محمد گھوت (مرحوم) کے ساتھ ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو ساؤتھ افریقہ میں انجام پائی۔

• کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ کے جناب عبداللہ گنگریکر کی دختر اصغری بیگم کی شادی ارشد بن فقیہ حسین قریشی کے ساتھ ۵ مئی ۱۹۹۱ء کو ساؤتھ افریقہ میں انجام پائی۔

• جناب امیر علی مرحنٹ کے فرزند لیسین رضا کا عقد مریم بنت واجد علی بشیری کے ساتھ خواجہ اثنا عشری مسجد باندرہ بمبئی میں انجام پایا۔

• پیرزادہ الحاج سید غلام شفیع قادری (نگمروالے حضرت) کے فرزند ڈاکٹر کلیم کی شادی شاہین بنت ڈاکٹر عبدالقدوس منشی (پرنسپل مہاراشٹر کالج بمبئی) کے ساتھ اور ظہیر کی شادی ریشماں بنت سید گوہر علی کے ساتھ ۱۷ مئی ۱۹۹۱ء کو بائیکلہ بمبئی میں انجام پائی۔

نقش کوکن۔ ممبئی

انتقال پر ملال

قاسم خان کو صدمہ

واشی نئی بمبئی کے سوشل ورکر جناب قاسم خاں صاحب کی رفیقۂ حیات محترمہ نجمہ کا مئی ۱۹۹۱ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

جناب محمد اقبال گھمکر کو صدمہ

۱۲ مئی ۱۹۹۱ء کو کرابوڑی تھانہ میں جناب محمد اقبال محمد سعید کھمکر کی خوشدامن محترمہ میمونہ معین الدین خلیل کا انتقال ہوگیا موضع سارنگ تعلقہ واپولی ضلع خاتون جمیلہ بی حسین میاں بھاردے جو ممبرا میں قیام پذیر تھیں ۲۶ مئی ۱۹۹۱ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔

درویش برادران کو صدمہ

نقش کوکن کے بہی خواہ اور ممبر زفاروق سوداگر درویش اینڈ کمپنی مصطفےٰ بازار بمبئی کے جناب سلیمان سوداگر میاں احمد درویش ۵ اپریل ۹۱ کو جبکہ آپ کراچی میں تھے واصل حق ہوئے

حسن میاں گڈکری کو صدمہ

رتناگری شہر کے شمع فریم میکرس جناب حسن میاں گڈکری کے والد اسماعیل آدم گڈکری متوطن شو میشور کا ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو بعمر ۸۵ سال انتقال ہوگیا مرحوم ایک عالم دین تھے اور مجگاؤں، مرکر واڑہ، کرڈی اور سوسیٹورس میں پیش امام رہ چکے تھے

احسانے برادران کو صدمہ

دھور ضلع رائے گڈھ کی معروف شخصیت عبدالرشید احسانے اور کنٹراکٹر جناب عزیز سیٹھ احسانے کے بھائی عبدالرحمٰن کا ۲۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو بعمر ۵۵ سال انتقال ہوگیا۔

مراسلہ رفیق احسانے

عنایت ہرزک کا انتقال

بابرہ اردو اسکول (ضلع رائے گڈھ) کے معاون مدرس جناب عنایت محمد صاحب ہرزک کو ملتی میں مؤرخہ ۵ مارچ کو ایک حادثہ پیش آیا جس میں وہ فوت ہوگئے۔

(مجید مجگاؤنکر کو صدمہ)

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کے جنرل سکریٹری اور آدرش شلفکر جناب عبدالمجید مجگاؤنکر متوطن رتناگری کی والدہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۱ء کو بعمر ۷۰ سال طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں

آخری صفحہ!

نہرو خاندان کے سیکولرزم کے دبدبے ہی میں کانگریس میں چھپے فرقہ پرست چپ سادھے رہتے تھے
البتہ اب وہ آزاد ہیں ۔ نہ کوئی لیڈرشپ ہے نہ ہائی کمان نے ۔ اب یہ سب مذاق ہے
اب نرسمہا راؤ چاہیں تو سیکولرزم سے مکر سکتے ہیں۔ وسنت ساٹھے چاہیں تو رتھ یاترا نکال سکتے ہیں
شرد پوار چاہیں تو شیو سینا کے ساتھ علاقائی پارٹی بنا سکتے ہیں۔ گاڈگل چاہیں تو آر ایس ایس کے ساتھ پریڈ کر سکتے ہیں
این . ڈی . تیواری چاہیں تو وشو ہندو پریشد کے سربراہ بن سکتے ہیں
کوئی روک ٹوک نہیں ہے ۔ اب مرکز میں کوئی نہرو گاندھی نہیں ہے
اس عظیم پارٹی کو ختم ہونے سے اب صرف ایک شخصیت بچا سکتی ہے وہ ہے سونیا گاندھی!
وہ نہرو خاندان کے سیکولرزم کی لاج رکھ سکتی ہیں
بی جے پی کا کہنا ہے کہ سونیا پیدائشی اطالوی ہے ۔ غیر ملکی ہے ، مگر اڈوانی بھی غیر ملکی ہیں
وہ بھی ایک پاکستانی مہاجر ہیں ۔ سندھ پاکستان سے آئے ہیں
انہیں بھی فوراً ہندوستان چھوڑ کر اپنے وطن واپس جانا ہوگا

حالیہ الیکشن دراصل دو الگ الگ الیکشن ہیں ۔ ایک راجیو گاندھی کی موت سے پہلے اور دوسرا ان کی موت کے بعد کا!
کانگریس پہلے استحکام کے نام پر الیکشن لڑ رہی تھی ۔ اب راجیو گاندھی کی موت کے بعد خود کانگریس میں استحکام نہیں رہا ۔
اب دوسرا الیکشن شروع ہوتا ہے جب ایک بے لیڈر پارٹی اپنی ساکھ بنانے کی کوشش میں ہے
یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی فلم میں انٹرول سے بھی بہت پہلے ہیرو کی موت واقع ہوتی ہے
اور ایسی فلم کو فلم میکرس کامیابی کی جانب لے جانے کی کوشش کریں

آج بھی سونیا گاندھی اگر چاہیں تو اس پارٹی کو بچا سکتی ہیں
کیونکہ ہم سے کانگریس دور میں (لال بہادر شاستری کے ۱۸ ماہ کے دور کو چھوڑ کر)
نہرو خاندان کا فرد ہی وزیر اعظم رہا ہے ۔
یہ پارٹی ہمیشہ ایک خاندان ہی کے کسی فرد پر منحصر رہی ہے ۔ جو استحکام کے نقطۂ نظر سے اچھی بات ہے
اور اس پارٹی میں نہرو خاندان کی اجارہ داری کو چیلنج کرنے والی کوئی بھی شخصیت
چاہے وہ کتنی ہی بھاری بھرکم رہی ہو ، چاہے وہ نجلنگپا ہوں یا کامراج
سنجیوا ریڈی ہوں یا اتمہ کے پاٹل ۔ برہمانند ریڈی ہوں یا وائی بی چوان یا بہوگنا اور سب
سبھی بے نام اور گمنام شخصیت بن کر رہ گئیں ۔ غرض کہ راجیو گاندھی
موت کے بعد واضح طور پر ایک سوال سامنے کھڑا ہے
"سیکولرزم یا ہندو راشٹر ؟" ــــــ اور فیصلہ اس ملک کی عوام کے ہاتھ ہے

ــــــــــ • مبارک کاپڑی

example, human rights in Islam is supreme. The right of worship, the right of speech, the right of coexistence. Islam offers the best way Muslims and non-Muslims can relate, cooperate, protect each other, support each other. This is lacking because of lack of knowledge of Islam. Islam can give the system of life, economics, education, politics, local government, social welfare-a system which even those who do not want to accept Islam can use, because it was applied to other peoples' lives and was accepted. We have to rediscover Islam and bring it back into peoples' lives and offer it to others.

Q. What role can Muslim youth play in today's world? What advise would you give them?

A. Muslim youth are the real hope. There are signs that they are much more reasonable and understanding and they want to do something. We expect that a new generation will replace the one which is not learning, and is not prepared to even think of changes. So the new generation will be the dynamic community, I hope, if it seeks knowledge and trusts the wisdom of the elderly. Also we have to avoid the negative side of our society and community.

Q. What is the most important thing that needs to be done in the service of Islam?

A. There is a great deal. Muslims today represent the Third World. They are suffering because of lack of proper economic and social system. The upliftment of the community is very important, so united efforts must be made by the Muslim countries to provide those communities with economic, agricultural and industrial projects which will generate some income and enable people to live a better life. But they have to realize that unless they seek that progress through Islam there will be nothing, because God has given us a religion which is the most powerful, and which is the continuation of the messages of Allah and through which we must seek guidance and find the straight path and walk according to it. It is not a theoretical call; it is a practical one. It has been proven that Muslims have progressed whenever they have followed Islam. Whenever they have abandoned it they have suffered a great deal in all aspects of life.

Q. Can the Muslim Ummah play a leading role in the international arena, like that of the superpowers, like an elder statesman, any time in the future?

A. The superpowers are frightened of Islam because it has been misrepresented by the media in the West, and by books, schools and universities. Intentionally or unintentionally Islam has been represented as the most backward and the most dangerous and barbaric of religions.The West thinks of Islam as a jihad, that Muslims will conquer Europe and the United States.This picture has to be changed. The whole world has changed. So Muslims have to be very realistic and they have to be considerate to other religions and other communities. Only then will others cooperate.

Q. What can Muslims do as individuals to help their oppressed brethren?

A. Muslims have a duty to serve their brethern through charity and support of all kinds. Because of the lack of understanding on the part of each individual, Muslims as individuals are not doing their duties. They are not adhering to Islam. That is the core of all problems today. If individuals are better, then the community will be better. It begins with the individual, the family, society, then the International community. The decay in the pattern of social behavior of the Muslim Ummah has been going on for a long time and we have to start anew from the grassroots upward. This can be achieved through our programmes of education, help to schools and mosques. Change the individual and then the society.

Q. One last question, doctor. You said that the Iraqi invasion affected Muslim unity. How long do you think it will take to get Muslims back together again?

A. By the grace of Allah the crisis, at least the major part of it, ended quickly. Muslims will very soon be back to work together, to promote unity and Islamic soldarity. Insha-Allah. □

scholars. Since people are simple-minded they thought that Iraq wanted peace and that Iran was rejecting it, so they supported Iraq. Iraq held this conference and the people who attended it were the same ones who were either misled or did not have enough information or were paid to come. The conference in Makkah was attended by the most distinguished people in the Muslim world. Some were supportive, some hesitant, and some were with Saddam. They read the papers which were submitted, and listened to the arguments made, based on the Qur'an and the Sunnah. It was the MWL's duty to carify the issues.

Q. What is the Muslim World League doing, or can do, to prevent the oppression of Muslims, to prevent the systematic annihilation of the Muslim's identity, his property, businesses, laws and life by anti-Muslim political parties, organizations, and even by those in power ?

A. At the end of the colonial era Britain, France and other Western countries left problems here and there and created *permanent crises which ensured that* Muslims would be kept so busy that they would not think of bringing Islam as a system back into their lives. This is what is leading to crises and problems faced by Muslim minorities in many, many countries. So the MWL has a duty to explain to the world what is happening to any minority, and to protect it and to seek and ask for the freedom it should have as citizens of that particualr country. For example, in India, we have made clear that we do not want to inerfere in the affairs of that country because it is a sovereign, democratic state. But Muslims there have been deprived of their legal rights, according to the constitution of the country. So our duty is to explain that these rights have been denied, and request the concerned governments, in this case India, to give Muslims their rights. We see a new order coming up in the world, and the Muslims should be given the right to practice and make use of this new order. There are laws and principles in every religion to promote harmony and we should get rid of radicals prevailing in any community who want to create confusion and suppress minorities.

Q. What would you say about Muslims in East European countries like Albania and Yugoslavia ?

A. They are in a state of change. This kind of transitional period usually has its problems. The time will come when things will return to normal.

Q. You said you have been in contact with Indian authorities about the Muslim minorities' problems. Have you taken similar steps concerning East European countries?

A. Yes. We have contacted authorities in Yugoslavia and Albania. There are not many problems in Romania. In Bulgaria, Muslims have gained seats in parliament. So things are improving.

Q. What about the situation in France?

A. The French government is now understanding Islam better and the Ministry of Interior has formed a committee of distinguished Muslims representing the main organizations in France. They are learning how to deal with the crisis of Muslims.

Q. What, according to you, does the Muslim world as a whole lack as far as the spirt and teaching of Islam are concerned ?

A. Muslims are not adhering to the principles of Islam. They are not seeking guidance from the light of Islam. They are only trying to imitate and copy from elsewhere. Islamic principles have been eliminated from our lives. That is why we are suffering today.

Q. In the same vein, what are their strongest points? There must be some good points about Muslims?

A. Muslims can offer a great deal. For

"Serving Islam is serving humanity in general " Dr. ABDULLAH OMAR NASEEF

(An Interview by **Habib Shaikh**, Jeddah)

Dr. Abdullah Omar Naseef, secretary-general of the Muslim World League and this year's winner of the King Faisal International Prize for Service to Islam, was preparing for



Taraweeh when he received a call from Prince Khaled Al-Faisal, governor of Asir and director-general of the King Faisal Foundation telling him that the news would be on the radio in a few minutes.

" I was not expecting any reward for my work, " Dr. Naseef told Arab news in an interview at the MWL office in Jeddah, and I don't want my work to be recognized. But since it has been recognized, I pray to Allah for success to be able to perform my duties better."

Naseef stressed that no Muslim can be exempted from serving Islam. "Serving Islam is serving humanity in general" he said. He deplored the fact that today people "perform their duties in a stagnant way, without any meaning, without useful thinking. He said that what was needed was the introduction of a concept of change in thinking.

On the state of Present-day Muslims, Naseef said that before Aug. 2, 1990, they were very much prepared to work among themselves as countries and organizations. "Now that the crisis is over they should return to the quest for unity. I cannot say that it is a united Ummah but at least Islamic solidarity has proved to be very important."

Q. Doctor, you mentioned Aug. 2. It is obvious that you are referring to the Iraqi invasion of Kuwait. Would you like to elaborate?

A. The aggression of Iraq against Kuwait was unexpected, unprecedented and barbaric. It was rejected not only by Muslims but by all people. Even the most primitive people who live in a jungle would not accept what was done by Iraq. All treaties and memorandums of understanding at the Arab, Islamic, and International levels were violated, and turned upside down. Saddam Hussein wanted to put the aggression in an Islamic framework to mislead the masses. It led to a very big setback for Muslims as individuals, as organizations and as states.

Q. How do you think the Muslim world as a whole reacted to the Iraqi invasion. ?

A. Learned people and those who seek guidance from Allah recognized immediately that it was a total aggression and violated all principles and had to be condemned and fought. Allah ordered Muslims to fight against aggression, wherever it comes from, it does not matter if it is from your own brother. It has to be faced and fought. Those whose knowledge of Islam is scant got emotionally involved and supported Saddam without thinking.

Q. A conference of Islamic scholars was held in the Kingdom to explain the meaning of jihad. Iraq also organized a similar meeting. What would you say to those who believed the arguments at the Iraqi-sponsored meeting?

A. Iraq started the business of conferences some six years ago during the war with Iran to get support from Muslim

MARRIAGES

* **Yasin Reza** Merchant an Asian snooker champion and S/o Amirali Merchant, Managing Director of Rexello, to **Mariam** D/o. Mr. & Mrs. Wajed Ali Busheri on 19 May 1991, in Bombay.

* **Mohammed Rafiq** youngest S/o Adam Ahmed Lokhande to **Kulsum** D/o Mrs. Fatima & Late Mr. Abbas Khot on 5th May 1991, in Cape Town.

* **Asgari Begum** D/o Mrs. Fatima & Mr. Abdulla Gangrekar to **Arshad** S/o Mr. & Mrs. Fakih Husain Qureishi on 5th May 1991, in Cape Town.

* **Mohd Parvez** S/o Mohd. Husein Ukani, senior officer in the State Bank of India to **Sukaina** , D/o Akbaraly Saboowala on 25th May 1991, in Bombay.

* **Dr. Fauzan** (M. S.) S/o Abdul Ahad Narvel, a businessman and social worker to **Safiya,** daughter of late A. H. Adam on 12th May 1991, in Bombay.

* **Syed Maqbool Ahmed** S/o Mr. Sayed Abdul Samad Kadiri of Mhasla to **Rehana** D/o late Mr. Syed Mohamed Alhadad on 21st April 1991, in Nairobi.

* **Abdul Aziz** S/o Mr. Sayed Ebrahim Alhadad of Kajiado to **Bilkis** D/o Mr. Sayed Abdullah Kadiri of Mombasa on 28th April 1991, in Mombasa

OBITUARIES

* **Suleman Sodagar Darvesh** renowned philanthopist and partiarchial community figure, with hall marks of generosity and human progress at heart throughout his life, passed away in Karachi in April 1991.

The Naqshe Kokan Management conveys its heartfelt condolences to the dynamic Darvesh family of late Suleman Seth (as was he well-known) and prays to Almighty Allah to give the Darvesh Family, especially Farouk Darvesh, the eldest son, strength, stamina and serenity to bear this great loss.Ameen.

* **Rajiv Gandhi,** the former Prime Minister of India and the President of Congress (I), was assasinated near Madras on 21st May 1991, at 10. 10 p.m. and Mr. Narasimharao has been elected as acting President of the Congress (I). Sonia, the wife of late Mr. Rajiv Gandhi, was offered the president ship of Congress (I), which she declined.

The Lok Sabha election voting which was scheduled for 23rd and 26th May, 1991 -- has been postponed to 13th and 15th June, respectively. Counting of the votes will begin on 16th June and the New Parliament will be formed before 20th June, 1991.

* **Comrade Dange,** the well known Communist leader of India, died in Bombay on 22nd June,1991.

* **Uma Shankar Dixit,** aged 90 years, senior Congress leader, died on 29th May 1991.

* **Dr. A. V. Joshi,** aged 93 years, died in Ratnagiri recently. He was a famous and popular medical practitioner.

* **Dr. ABDULLAH OMAR NASEEF,** the Secretary-General of the Muslim World League, born on July 5, 1939 in Jeddah, studied upto Ph. D. in Geology at the University of Leeds, in 1971. He was Assistant Professor and then Head of Geology Dept. from 1971 to 1974 in King Abdul Aziz University, Jeddah. He became the Secretary - General of King Abdul Aziz University, then he rose to the position of Vice President in 1976 and from 1980 to 1983 became the President of King Abdul Aziz University, Jeddah. Currently he is serving as Secretary-General of the Muslim World League, Makkah and since 1985 he is a Pro—Chancellor of International Islamic University, Islamabad, of which the President of Pakistan himself is the Chancellor. He is interested in scouting activities. He is a member and fellow of many international religious and scientific bodies and he has many publications to his credit. □

PAK HOUSE ADOPTS SHARIAT BILL

The Pakistani parliament approved the controversial Shariat bill, clearing the way for making Islamic injunctions in the Koran and Sunnah, the supreme law of the land.

The Senate (upper house) yesterday evening adopted the Shariat bill with 40 members voting in favour and three against. The national assembly has already passed the bill.

SHORT-TERM JOB COURSES AT SABOO SIDDIK

The Convocation of the Short Term Job Oriented Industry based courses of the M.H.S.S. Institution was held on 22nd April, 1991 at the Dr. Alma Latifi Hall of the Institution.

Mr. D. C. Desai, Deputy Municipal Commissioner attended the programme as the chief guest and gave away prizes to the meritorious students. He paid compliments to the Institute for conducting job-oriented courses. Dr. M. I. Jamkhanawala, President, Anjuman-i-Islam, who presided over the function, announced that he proposed to establish a fund under the auspices of Anjuman-i-Islam with an investment of Rs. one crore to help budding enterpreneurs of the Institute to start their own industrial units for generating self employment.

Dr. K. Hussain, Director of the M.H.S.S. Institution in nis welcome speech explained the significance and importance of short-term Industry based job-oriented courses, which were specifically designed to help the weaker sections of society.

Earlier, Mr. F. A. Jasdanwala, an eminent industrialist, and Executive Chairman of the Board for Vocational & Technical Courses, Anjuman-i-Islam, inaugurated the exhibition of the jobs made by staff and students of the short - term courses.

SECOND WORLD MARATHI CONFERENCE AT MAURITIUS

Mr. P. L. Deshpande, noted Marathi writer and humourist, has called upon Marathi - speaking people to discard their "inferiority complex" and work towards making Marathi a vehicle for transmitting modern scientific knowledge to the masses during his presidential address at the Second World Marathi Conference held in Mauritius on 27th April 1991.

The Maharashtra Chief Minister, Mr. Sharad Pawar, called for exchange among the Marathi speaking people in different parts of the world. The conference, he said, was a step in that direction.

He recalled the close ties between India and Mauritius. Several people from Maharashtra went to Mauritius in the 19th century as sugarcane plantation workers. The sugar industry in Mauritius is 160 years old while India's just 60 years.

Marathi intellectuals and professionals not only from Maharshtra and different states but also from all over the world joined them later.

The Mauritius Prime Minister Mr. Anirudha Jugannath who inaugurated the conference paid rich tributes to Maharashtrians settled in different parts of the world for achieving emotional and cultural integration.

Mr. P. L. Deshpande delivered a valedictory address in his characteristic humourous style.

NAIK AUTOMOBILES— NEW CHIPLUN BRANCH

Naik Automobiles, Ratnagiri, have opened their Branch Agency of Bajaj Automobiles at chiplun on 5th May 1991. It was inaugurated by the Managing Director Mr. Mahmud D. Naik. Their Head Office is in Ratnagiri. Both offices are efficiently looked after by Director Nazir H. Naik.

PARAPSYCHOLOGY AND ISLAM

Parapsychological research and spiritual treatment of man in the light of the Holy Qur'an convinced a British scientist, Dr. Arthur J. Alison, of the scientific truth of Islam.

Dr. Alison, who embraced Islam when he attended a scientific conference in Cairo, however said the Muslims failed to demonstrate the scientific truth of Islam to the people of other religions.

Now named Abdullah Alison, the head of the department of electrical and electronic engineering at a British university, urged Western scientists "to get acquainted with Islam which addresses both human intellect and the sentiments at the same time."

QURAN RECITATION COMPETITION

In keeping with the past tradition, the Kokani Muslim Club, Nairobi, organised a Quran recitation competition during the Holy month of Ramadhan. Messrs. Sayed Nazir, Sahir Shiwee and Shamsu Dalvi, who acted as the Judges, declared the following as the winners and runners-up in various categories :-

Nursery	: Samir Sayed, Adil Parkar.
Standard I -II	: Farhana Bagdadi, Imran Khares.
Standard III - IV	: Irfan Khares, Zaheer Nathekar.
Standard V - VI	: Fahim Sangrar, Naheeda Jaffer.
Standard VII - VIII	: Sajid Bahoor, Atif Haspatel.

DR. DHALA SALIM RETIRES

Dr. Dhala Salim Ahmed, M. Sc., Ph.D., was a Professor and Head of the Department of Microbiology in Bhavans College. He retired from the College on the 1st of May, 1991 with all the honour and respects to his credit. The felicitation function on his retirement was held in Birla Kreeda Kendra and in recognition of his services his colleagues and students have established the scholarships in Microbiology in his College and at the University level as a momento. This shows his popularity as a good teacher, good guide for Ph. D. students and also a good human being. He is also interested in Islamic Studies as much as he is interested in Science. He has got many research papers to his credit. He had been a University examiner at all levels - F. Y. B. Sc. to M. Sc. of several universities and a guide to Ph. D. students. He is also an Honorary Microbilogist at S. L. Raheja Hospital, Bombay. He is a leading soil Microbiologist today in India. He is also a Trustee of Janabai orphanage & Trust—Bombay and the managing trustee of Khan Mohamed Habib bhai Education Trust—Bombay. He is ever ready to guide the needy students. We wish him a long healthy life and pray for his progress, prosperity and peace.

LEECHES ON THE SCIENCE FRONT

In India the medical use of leeches is a very ancient tradition. While live ones are used to extract blood from the body, dry ones are used for hair ointments and other medicines. Now modern science has turned to the humble leech to restore blood circulation.

The Star of Johannesburg, South Africa, reports that a Cape Town surgeon had sewn back a severed finger of seven-year-old Julia Thomas, but needed live leeches to effect blood circulation. He telephoned Pretoria University's zoologist Dr. Jan Oosthuizen, who immediately put the 20 docile worms on a 2 1/2 hour plane journey. "By placing leeches on the wound, the circulation could be restored", Dr. Oosthuizen said.

SOUTH AFRICAN VISIT NO BARRIER

According to press reports the South African Government will not debar Indian citizens from entering South Africa for holiday even thougth their passports may be endorsed "not valid for South Africa".

The Indian Government maintains a ban on trade and travel to South Africa in protest against the apartheid policy. Racial discrimination is now being rapidly dismantled and all such laws are being repealed, releasing political prisoners, allowing exiles to return and the Government is negotiating with the African National Congress and other liberatery organisations to establish a democratic South Africa.

MOST DEVASTATING FLOODS

Bangladesh had once again to face natural calamity in May — the most devastating floods ever which took a toll of more than five lakh lives and lakhs of people were left homeless. International relief agencies and many Governments all over the world, have come forward to help the refugees and the affected families and the economy of the Government.

NEWS / HAPPENINGS

MOMBASA JAMAAT ELECTS NEW OFFICE BEARERS

At the annual general meeting of the Kokni Muslim Jamaat, Mombasa, held on 9th March, 1991, the following were elected : Chairman : Mr. Abdalla Dawre; Vice-Chairman: Mr. B. T. Parkar; Secretary : Mr. Mehboob Mulla; Asst. Secretary: Mr. Adam Essaf; Treasurer: Mr. Shabbir Khambiye; Members of the Managing Committee: Messrs. Yunus Bhigba, A. Sattar Mukadam, Bashir Mukre, Naeeem Mukadam, Shakil Datey, A. Rauf Khambiye, Sayed Hussein Nazire, Hanif Khan Pathan and Mohamed A. Thakoor. Trustees: Messrs. B. T. Parkar, Abdalla Dawre, Fakir Kasoo and Sayed Abdulla Kadri.

(Contd. from Pg.1)

a times these published books are not studied by the authorities or the parents. A student on his own should also be alert and conscious about his abillity and decide on his own about choosing the right course which will give him the mental satisfaction and job satisfaction he or she aspires for, after the course.

Better be a first class artisan or an executive according to one's aptitude rather than be a third class doctor or an engineer. Such doctors and engineers are unsatisfied psychologically and have to sometimes even withdraw from their profession inspite of their qualifications.

Today, Education is a must for ever one and every aspiring student should calculatedly select the best possible course which can give him or her real happiness, progress, prosperity and peace.

PROPHET MUHAMMED said :

" Seek knowledge from cradle to grave."

AL-QURAN (S. 20 : V. 114)

"O my Lord ! advance me in knowledge".

KOKNI MUSLIM CLUB, NAIROBI

The following were elected at the annual general meeting of the Kokni Muslim Club, Nairobi, held under the chairmanship of Mr. Shabir Parkar on 16th March, 1991 :

Chairrman: Mr. Bhaudin Khares; Vice-Chairman: Mr. Inayat Jamadar; Secretary : Mr. Shakil Sheikh; Asst. Secretary : Mr. A. Latif Dalvi; Sports Secretary : Mr. Mohidin Hawa and Treasurer : Mr. Asif Khan. Members of the Managing Committee : Messrs. A. Jabbar Sheikh, A. Rehman Bahoor, Shakil Khambiye, Rauf Sangrar and Shabir Parkar Ladies Committee: Chairlady : Mrs. Sugra Haspatel; Secretary : Mrs. Kaiser Kazi; Treasurer : Miss Afroze Khan; Member of the Committee: Mrs. Mumtaz Mukri, Miss Fauzia Khan, Mrs. Nasim Parkar, Mrs. Sajida Parkar, Mrs. Munawer Samnakay and Mrs. Noor Jehan Parkar.

SHARAF KAMALI IN NAIROBI

The well-known Urdu writer and poet from Kokan, Mr. Sharaf Kamali made a transit stop in Nairobi on his way from India to Malawi. A hurriedly-arranged "Iftari" programme on 9th April, 1991 at the residence of Mr. Sahir Shiwee, the chairman of the Kokan Urdu Writers Guild, was all that the Guild could do to honour the distinguished visitor who was accompanied by his wife. After an appropriate introduction by Mr. Sheikh Ismail, Mr. Sharaf Kamali addressed the gathering and later obliged some of them with the autographed copies of his books "Kahta Hoon Such" and "Sahifa-e-Hikmat."

A HEART SURGEON ON ISLAMIC DA'AWAH

Dr. Ebrahim Vanker, a prominent heart surgeon from Durban, South Africa, recently visited Kenya at the head of a Tabligi Jamaat and delivered an interesting lecture on the 13th April, 1991 under the auspices of the Kokni Muslim Club, Nairobi.

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	: **Dr. Abdul-Karim Naik**
Associate Editor	: **Capt. F. M. Mistry**
Consultant Editor	: **A. Kays**

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	: I. BAGDADI * U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	: I. WANGDE * A.W PARKER
BAHRAIN	: A. R. SARDAR
DUBAI	: IQBAL KAPDI
PAKISTAN	. H.Y. BOMBAYWALA. * QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	: HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	: SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	: HASSAN SAYED * A. R. OSMAN
BOMBAY	: I. CHAUGULE * ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	: DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	"
Other countries	Rs 200/-	"

EDITORIAL

EDUCATION OR DEGREES FOR SOCIAL ACCLAIM ?

June and July are the months which pose a great problem in the education field specially the rush for the admission of the students in a particular school, college or institute.

By the month of April and May, almost all the school and college exams are over and students get a temporary relief. After the exams the parents start getting worried about children's results. Not only about passing but about their percentage of passing. Because admission depends on the merits and many a times all-round good students get less percentage of marks because they are not crammers. Our education system is so faulty that at the S.S.C. and H. S. C. level cramming helps to get more percentage of marks.

What is the solution for all this? All are disturbed. The students, their parents, the institutions and the Government. To solve their problem they should understand their responsibility in the light of true education. A student who is not fit or whose aptitude is not towards a particular subject, should not be admitted in a particualr institution and for a particular subject because the subject is socially popular. Many a times, parents expect that students should join only the science courses — the medical course, or the engineering course — and so on. And many a times, when the student is admitted forcibly or through influence that student suffers due to an inability to cope up with the studies, and even some times due to an inferiority complex. Sometimes, the Government formulates the rule but is not strict due to the public or political pressure, and compels the institutions to take the students who are not fit for that particular institution or course. The Education department has publlished booklets with guidelines and advices about the different study courses available and criteria for evaluating the ability, capability and the

(Contd. on Pg. 2)

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ **نقش کوکن** بمبئی

اردو/انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹	شمارہ ۷	جولائی ۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
معاون مدیر :- فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی
مشیر :- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید حسن (ساؤتھ افریقہ)
اقبال کاپڑی (دوبئی)
قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (کویت)

شیخ اسماعیل (ایسٹ افریقہ)
ابراہیم داکھوے (سعودی عربیہ)
حسن عبدالکریم جوگلے (دوحہ قطر)
فرمان علی ہانگر (ابوظہبی)

بمبئی ۔ ابراہیم جوگلے ۔ (اندھیری) علی صالح (ڈونگری)
کھیڈ ضلع رتناگری) ڈاکٹر فیض احمد برڈے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ (رجسٹریشن نمبر E 3006)

زر سالانہ :- پچاس روپے | تاحیات :- پانچ سو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ۵٦ نانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری، بمبئی ۴۰۰۰۰۹ - فون :- ۸٦۴۹٦۸

مقام طباعت :- برہانی پرنٹرس، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر پبلشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

تاریخ اشاعت :- یکم جولائی ۱۹۹۱ء

کتابت :- اشرف علی خان

اس ماہ کے

نقوش

ذکر و فکر

مولانا وحید الدین خان

جنگ نہیں

ٹائمز آف انڈیا (۴ دسمبر ۱۹۸۹) میں ایک عالمی جائزہ شروع ہوا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ آج دنیا کے سیاسی مدبرین کس انداز میں سوچتے ہیں اس میں بالکل درست طور پر جدید ذہن کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ عالمی طاقت یا سماجی تبدیلی کے لئے جنگ کے ہتھیار کا استعمال اب ایک ناممکن چیز بن چکا ہے

موجودہ زمانے میں مختلف ایسے اسباب پیش آئے ہیں جنہوں نے جنگ کے طریقہ کو ایک ناممکن طریقہ بنا دیا ہے، آج کوئی قوم جنگ کر کے وہ فائدہ حاصل نہیں کر سکتی جو قدیم زمانہ میں حکمراں طبقہ اس سے حاصل کیا کرتا تھا۔

جدید صورت حال نے تمام دنیا میں لوگوں کا ذہن بدل دیا ہے۔ تمام لوگ ٹکراؤ کے بجائے گفت و شنید کے طریقے کی وکالت کرنے لگے ہیں۔ روس اور امریکہ جن کے پاس سب سے زیادہ جنگی طاقت ہے، وہ بھی آپس میں مفاہمت کی باتیں کر رہے ہیں۔ تاکہ ان میں ٹکراؤ کی نوبت نہ آئے۔

جدید دنیا میں اب صرف ایک قوم کا استثناء ہے جو آج بھی جنگ میں مشغول ہے جس کے رہنما آج بھی جنگ اور تلوار کی اصطلاحوں میں بول رہے ہیں۔ یہ بدقسمتی سے مسلم قوم ہے مسلمان آج بھی ہر جگہ بے فائدہ لڑائی لڑ رہے ہیں، مسلم رہنما آج بھی جنگی اصطلاحات میں پرشور تقریریں کرنے میں مشغول ہیں۔

آج انتہائی ضروری ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کے اندر بے معنی لڑائی کا مزاج ختم کیا جائے، ان کی ذہنی تربیت کے ذریعے انہیں ایسا بنایا جائے کہ وہ جدید دنیا کو سمجھیں اور تلوار کے بجائے افکار

ماہنامہ نقش کوکن۔ بمبئی

ونظریات کی طاقت سے اپنی زندگی کی تعمیر کریں۔

یہ صورت حال اللہ کی عظیم نعمت ہے جو عین مسلمانوں کے حق میں ہیں، اس طرح خدا کی تاریخ کو اس میدان مقابلہ میں لایا ہے جہاں اسلام واضح طور پر فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، مادی طاقت میں کوئی دوسرا اہل اسلام سے آگے بڑھ سکتا ہے، مگر فکر و نظر یہ کہ معاملے میں اسلام کو اجارہ داری کے حد تک ناقابل تسخیر قوت حاصل ہے، ہتھیار کے میدان میں فتح اور شکست دونوں کا امکان ہے، مگر فکری مقابلے کے میدان میں اسلام کی فتح یقینی ہے یہاں کوئی اس کے اوپر فتح پانے والا نہیں۔

بے حقیقت

کچھ عیسائیوں نے دہلی کے بلوں اور دیواروں پر کالے رنگ سے انگریزی میں یہ فقرہ لکھ دیا کہ مسیح جلد آنے والے ہیں۔ (Jesus is coming soon) اس کے بعد کچھ ہندو نوجوانوں میں جوابی جوش پیدا ہوا۔ انہوں نے مذکورہ فقرہ کے آگے ہر جگہ یہ الفاظ لکھ دیئے کہ ہندو بننے کیلئے (to become Hindu) جملہ کی ساخت بتاتی ہے کہ یہ پڑھے لکھے ہندو کا فعل نہیں تھا کیونکہ انگریزی کے اعتبار سے صحیح جملہ یوں ہوگا۔

To become a Hindu

اس قسم کا واقعہ اگر کسی شہر میں مسلمانوں کے ساتھ پیش آتا تو فوراً کچھ سطحی قسم کے لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے کہ یہ توہین رسول ہے یہ مسلمانوں کی دل آزاری ہے، یہ ہماری ملی غیرت کو چیلنج ہے، اس کے بعد مسلم نوجوان مشتعل ہو کر جوابی کارروائی کرتے اور پھر شہر کے اندر ہندو مسلم فساد ہو جاتا۔ اب نام نہاد مسلم لیڈران بیانات دیکر انتظامیہ کا نکماپن ثابت کرتے، ریلیف فنڈ کھول کر کچھ لوگ ملی خدمات کا کریڈٹ لینا شروع کر دیتے، مسلمانوں کے اردو اخبارات میں گرما گرم سرخیاں چھپتیں جس کے نتیجے میں اس کی اشاعت بڑھ جاتی، اور جہاں تک مسلم عوام کا تعلق ہے، ان کے حصے میں اس کے سوا کچھ اور نہ آتا کہ ان کی بربادی میں مزید اضافہ ہو جائے۔

اگر عیسائیوں نے اس اشتعال انگیز کارروائی کا کوئی

نوٹس نہیں لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ واقعہ محض ایک بے واقعہ (non-event) بن کر رہ گیا۔

۱۹ فروری ۱۹۹۰ کی صبح کو اوبرائے ہوٹل (نئی دہلی) کے پاس فلائی اوور پر کھڑا ہوا اس کی دیواروں پر یہ منظر دیکھ رہا تھا پل کے دونوں طرف کی کشادہ سڑک پر سواریاں تیزی سے گزر رہی تھیں، کسی کو بھی یہ فرصت نہ تھی کہ وہ ٹھہر کر پل کے اوپر لکھے ہوئے ان الفاظ کو پڑھے، یہ الفاظ پل کی دیوار پر ناقابل التفات نشان کے طور پر صرف اس بات کے منتظر تھے کہ بارش کا پانی اور ہواؤں کا جھونکا ان کو مٹا دے۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس کو پڑھے یا ان سے کوئی اثر قبول کرے۔

جو اشتعال انگیزی اتنی بے حقیقت ہو، اس پر جو لوگ مشتعل ہو کر فساد کے اسباب پیدا کرتے ہیں وہ بلاشبہ تمام نادانوں سے زیادہ نادان ہیں

مسنز حاجی احمد فقیہ مرحوم کی یاد میں جگہ کا عطیہ

ادب، شاعری، نثر

بڑے گھر کی بیٹی

پریم چند

یکایک آنندی اپنے گھر سے نکلی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ لال بہاری نے پیچھے کی طرف تاکا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔ مجھے جانے دو۔،،

آنندی۔ کہاں جاتے ہو؟،،

لال بہاری: " جہاں میرا کوئی منہ نہ دیکھے ۔،،

آنندی: " میں نہ جانے دوں گی۔،،

لال بہاری: میں تم لوگوں کیساتھ رہنے کے قابل نہیں ہوں

آنندی: تمہیں میری قسم اب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا

لال بہاری: جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ بھیا کے دل میرے طرف سے صاف ہو گیا تب تک میں اس گھر میں ہرگز نہ رہوں گا۔

آنندی: میں ایشور کی سوگندھ کھا کر کہتی ہوں کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں ذرا بھی میل نہیں ہے

اب سری کنٹھ کا دل پگھلا۔ انہوں نے باہر آکر لال بہاری کو گلے لگا لیا۔ اور دونوں بھائی خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ بینی مادھو سنگھ باہر سے آرہے تھے دونوں بھائیوں کو گلے ملتے دیکھ کر خوش ہو گئے اور بول اٹھے بڑے گھر کی بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں بگڑتا ہوا کام بنا لیتی ہیں

گاؤں میں جس نے یہ واقعہ سنا۔ ان الفاظ میں آنندی کی فیاضی کی داد دی بڑے گھر کی بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔

غزل

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا
رنج راحت فزا نہیں ہوتا

ذکر اغیار سے ہوا معلوم
حرفِ ناصح برا نہیں ہوتا

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا؟

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حالِ دل یار کو لکھوں کیونکر
ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

چارۂ دل، سوائے صبر نہیں
سو، تمہارے سوا نہیں ہوتا

کیوں سنے عرضِ مضطر اے مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا۔

مومن خاں مومن

" تحقیق و تنقید کا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ادبیات میں جب تحقیق کی جاتی ہے تو تنقید کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ بغیر تنقید کا سہارا لئے ہوئے تحقیق ممکن ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ کسی ادبی کارنامے پر تحقیق کرنے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کی اہمیت ادب میں کیا ہے۔ اس پر تحقیق اور چھان بین کی ضرورت بھی ہے یا نہیں اور آیا وہ ادب میں کوئی اضافے کا باعث بن سکتی ہے، محقق جب تک ان باتوں کو نہ جان لے وہ تحقیق کی طرف راغب ہی نہیں ہو سکتا۔ اس مطلب یہ ہے کہ محقق کیلئے ایک تنقیدی شعور ضروری ہے، چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر محقق میں تھوڑا بہت تنقیدی شعور ضروری ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی تحریروں میں جگہ جگہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

شروع شروع میں اردو ادب میں تحقیق کے کام کی طرف بہت کم توجہ کی گئی۔ ایک زمانے تک لوگ اس کو کم مایہ اور بے بضاعت سمجھتے رہے اسی کا نتیجہ ہے کہ اردو میں شروع سے تحقیق کا کوئی مستقل رجحان نہیں نظر آتا۔ البتہ تحقیق کی ایک روایت ضرور ملتی ہے جیسے ہی اردو سے لوگ باقاعدہ دلچسپی لینے لگے اور اس میں شعر و شاعری کے ساتھ دوسرے ادبی مشاغل کا سلسلہ جاری ہوا تو مختلف تحریروں سے اردو زبان اور اس کے ادب متعلق اشاروں کی صورت میں اظہار خیال کیا جانے لگا۔،،

ڈاکٹر عبادت بریلوی

جدید شاعری — طنز و مزاح — انتخاب

غزل

ہر طرف ہر جگہ بے شمار آدمی
پھر بھی تنہا ہوں کا شکار آدمی

صبح سے شام تک بوجھ ڈھوتا ہوا
اپنی ہی لاش کا خود مزار آدمی

ہر طرف بھاگتے دوڑتے راستے
ہر طرف آدمی کا شکار آدمی

روز جیتا ہوا روز مرتا ہوا
ہر نئے دن نیا انتظار آدمی

گھر کی دہلیز سے گیہوں کے کھیت تک
چلتا پھرتا کوئی کاروبار آدمی

زندگی کا مقدر سفر در سفر
آخری سانس تک بے قرار آدمی

ندا فاضلی

فکر تونسوی

"... جب میرا جنازہ اٹھے گا۔ تو یہی سماج اندر سے بشاش، باہر سے آنسو جنازے کو کندھے پر اٹھائے گا اور مجھے دفنا آئے گا۔ احتیاطاً معلوم کرلے گا کہ مرحوم ہندو خاندان میں پیدا ہوا تھا تو شمشان بھومی میں اسے پھونکنا مناسب رہے گا۔ ورنہ قبر میں دفن۔

اور یوں آگ کے شعلوں اور قبر کی تاریکی میں مجھے اور میری تابندگی دونوں کو پھونک دیا جائے گا، ڈبو آئے گا۔ سماج کو جنازہ کندھے پر اٹھانے کا بڑا شوق ہے، صرف شوق ہے ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ ایک سوشل ضرورت بھی ہے کہ وہ کسی بھی لاش کو بدبو پھیلانے کے لئے سماج میں نہیں رہ سکتا، سماج اپنے آپ کو ہمیشہ صاف ستھرا اور دلکش رکھنا چاہتا ہے۔

اور پھر ایک بازاری فقرہ کہ مرحوم کی موت سے جو کھلا پیدا ہوا ہے وہ پورا نہیں ہوگا مگر یہ صریحاً دروغ بیانی ہے۔

فکر تونسوی کے نہ ہونے سے کوئی خلا پیدا نہیں ہوگا، تو سماج کہیں اور طریقے سے اسے پورا کر دے گا اس کا صدیوں کا ایکسپیرینس یہی کہتا ہے ......"

"جس طرح ہندوؤں کی شریف قومیں اس ملک میں آئیں۔ اسی طرح ہم بھی اس ملک میں آئے۔ ہندو اپنا ملک بھول گئے۔ اپنے دیش میں پردیشی ہونے کا زمانہ ان کو یاد نہیں رہا۔ اور ہندوستان ہی کو اپنا وطن سمجھا اور یہ جانا کہ ہماچل اور بندھیاچل کے درمیان ہمارا وطن ہے۔ ہم کو بھی اپنا ملک چھوڑے سیکڑوں برس ہوگئے نہ وہاں کی آب و ہوا ہم کو یاد ہے نہ اس ملک کی فضا کی خوبصورتی نہ وہاں کے پھلوں کی تر و تازگی اور نہ میووں کی لذت اور نہ اپنے مقدس ریتیلے اور کنکریلے ملک کی برکت۔ ہم نے بھی ہندوستان کو اپنا وطن سمجھا اور اپنے سے پیشا قوموں کی طرح ہم بھی اس ملک میں رہ پڑے۔

مسلمانوں نے ہندوؤں کی سیکڑوں رسمیں اختیار کرلیں ہندوؤں نے مسلمانوں کی سیکڑوں عادتیں لے لیں یہاں تک کہ ہم دونوں آپس میں ملے کہ ہم دونوں نے آپس میں ملکر ایک نئی زبان اردو پیدا کرلی جو کہ نہ ہماری زبان تھی اور نہ ان کی

سر سید احمد خاں

اس ماہ کی شخصیت

البرٹ آئنس ٹائن

دنیا کے مشہور ترین سائنس داں البرٹ آئنس ٹائن کا جنم ۱۴ مارچ ۱۸۷۹ء کو جرمنی کے شہر اُلم میں ہوا تھا سوئزرلینڈ میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور جوریچ کی ہائی ٹیکنیکل اکاڈمی میں چار سال گزارے ۱۹۰۰ء میں انہوں نے سوئزرلینڈ کی شہریت اختیار کی۔

۱۹۰۵ میں انہوں نے ساری تہلکہ مچانے والی THEORY OF RELATIVITY دریافت کی البتہ ۱۹۱۹ء میں انہیں رائیل سوسائٹی آف لندن نے جب ان کے نظریے کو شرف قبولیت بخشی تب انہیں عالمی پیمانے پر شہرت ملی اس کے بعد لگ بھگ پانچ سالوں تک ملک ملک شہر شہر گھوم کر انہوں نے اپنے نظریے کو لوگوں تک اور سائنس دانوں تک پہنچایا۔

۱۹۲۱ء میں انہیں نوبل انعام دیا گیا۔

اس کے بعد کی اپنی تحقیقات کے سلسلے میں ایک بار انہوں نے امریکی صدر روزویلٹ کو لکھا تھا کہ یورینیم کو توانائی کی نئی صورت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ان تحقیقات کے نتیجے میں نیوکلیر بم بنا جو سب سے پہلے دوسری جنگ عظیم میں ۶ اگست اور ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپانی شہر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ڈالے گئے لاکھوں افراد ہلاک زخمی معذور ہوئے۔

آئنس ٹائن کو بڑا دکھ ہوا انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ انکی ان تحقیقات کو نوع انسانی کی تباہی کیلئے استعمال کیا جائیگا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۵۵ء کو انکا انتقال امریکہ میں ہوا۔

روشنی

* نفس سرکش جانور سے بھی زیادہ لگام کا محتاج ہوتا ہے (حسنؓ)
* اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا وہ متکبر ہو کر نہیں مرا (جعفر صادقؒ)
* راستوں کی ویرانی اور جلتی دھوپ سے ڈرنے والے منزل تک نہیں پہنچ سکے۔
* "تصور کی گہرائیوں میں سلگتے ہوئے غموں کے الاؤ صرف آنسوؤں سے نہیں بجھ سکتے"
* پھولوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہونے کے لئے کانٹوں کی چبھن کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔
* دلائل جتنے کمزور ہوں گے الفاظ اتنے سخت ہوں گے۔
* عقل مند اور احمق میں واضح فرق ہے کہ عاقل کو اپنی حماقت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن عاقلانہ باتیں بھی احمقوں کے پلے نہیں پڑتیں۔
* اعلیٰ کردار کے بغیر علم برائی کی طاقت بن جاتا ہے۔
* مصیبت کی گھڑی میں ہمت سے کام لینا آدھی کامیابی حاصل کرنا ہے۔
* محنت، صبر اور استقلال سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔
* جو شخص انتقام کے طریقوں پر غور کرتا ہے اس کا زخم ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔

اس ماہ کا کھلاڑی

سُنیل گاوسکر

سنیل منوہر گاوسکر کا جنم ۱۰ جولائی ۱۹۴۹ء کو ہوا۔ دادر اور شیواجی پارک کی گلیوں اور میدانوں سے کرکٹ کی شروعات کی اور آج کرکٹ کی دنیا کا چمکتا ہوا ستارہ بن گئے۔

۷۱-۱۹۷۰ء کے بھارت کے ویسٹ انڈیز کے دورے سے اپنے کرکٹ کے کیریر کی شروعات کی اور پہلے ہی دورے میں چار سنچری بنائے۔ اس کے بعد انہوں نے مڑکر نہیں دیکھا ایک سنہری زمانہ ایسا تھا کہ جب ہندوستانی کرکٹ کا مطلب تھا گاوسکر۔ ان جیسا اوپنر بلے باز بھارت کو آج تک نصیب نہیں ہوا۔ انہوں نے دنیا میں سب سے زیادہ یعنی ۳۴ سنچری بنائے۔ انہیں ہر ملک کے خلاف سنچری بنانے کا شرف حاصل ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ رن (۱۰،۱۲۲) بنانے کا شرف بھی گاوسکر کو حاصل ہے۔

گاوسکر نے کل ۲۱۴ اننگز کھیلے ۱۶ بار ناٹ آوٹ رہے۔ ۳۴ سنچری اور ۴۵ نصف سنچری لگائے ان کے رنوں کا اوسط ۵۱،۱۲ ہے۔ ان کا سب سے زیادہ اسکور ۲۳۶ رن ہے۔

نفسیات

اخلاقی نشو و نما

اخلاق کی نشو و نما میں گھر کے ماحول کا بہت بڑا حصہ ہے والدین کا رویہ ان کے اخلاق پر اثر رکھتا ہے، بعض والدین اپنے بچوں سے بڑی سختی سے پیش آتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انہیں اپنے بچوں سے کسی قسم کا کوئی لگاؤ نہیں ہے ایسے بچوں کو یہ احساس جٹ جاتا ہے کہ انہیں کوئی نہیں چاہتا۔ بعض بچوں میں یہ احساس ایک ڈھنگی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

وہ سوچنے لگتا ہے کہ اگر وہ تعریف نہیں پا سکتے تو پھر اچھا بننے کے لئے کوشش ہی کیوں کریں۔ یوں بھی کہ ضرورت سے زیادہ دیکھ بھال یا لاڈ پیار بھی بچوں کو بگاڑ دیتا ہے۔

بعض گھروں میں مالی بدحالی یا گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے ماحول بے رنگ سا ہو جاتا ہے ایسے ماحول میں پلنے والے بچوں میں سالم شخصیت نشو و نما نہیں پا سکتی۔ والدین اگر کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں اور اخلاقی برائیوں کا عام مظاہرہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں تو بچے کے اچھے خاصے بدمعاش بننے کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔ تلخ مزاج والدین کی وجہ سے گھر کا ماحول پراگندہ ہو جاتا ہے، بچہ گھر کے ماحول کا اثر لیتا ہے جب آپ خود ہی اپنے روزمرہ کے عمل میں اخلاق کے بنیادی اصولوں کو کچل رہے ہوں تو آپ کے بچے کے بگڑ جانے پر حیرت نہیں ہونا چاہیے۔

کوکن کا شاعر

اس ماہ کا

داؤد غازی

غزل

غم حیات نے جیسے ہی زندگی کی ہے
تمہاری یاد تو تسکین کبھی کبھی کی ہے

جو غم ملا تھا تو یہ جانا غم زیادہ ہے
سیاہ شب میں تمنائے روشنی کی ہے

حیات ساتھ میں لائی ہے موت کا ساماں
کسی نے ہم بہت خوب دل لگی کی ہے

یہ غم کی رات نہیں جس کی انتہا کوئی
ترے بغیر بسر کچھ عجیب سی کی ہے

نگاہ یار کا اس میں کوئی قصور نہیں
کہ تم نے دل کی خرابی تو آپ ہی کی ہے

اس ماہ کیلئے ایک خیال

"ایک مقام پر رکے رہنے سے بہتر ہے کہ کسی راستے پر نکل پڑیے۔ چاہے وہ راستہ پرخار ہی کیوں نہ ہو۔"

صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے القاب

اسم گرامی	لقب
حضرت ابو بکرؓ	صدیق اکبر
حضرت عمرؓ	فاروق اعظم
حضرت عثمانؓ	ذوالنورین
حضرت علیؓ	ابوتراب
حضرت خالد بن ولیدؓ	سیف اللہ
حضرت حمزہؓ	سید الشہداء
حضرت خدیجہؓ	طاہرہ
حضرت عائشہؓ	صدیقہ
حضرت زینبؓ	ام المساکین
حضرت فاطمہؓ	زہراؓ

چند شعراء کے سنہ پیدائش و وفات

* مرزا اسد اللہ غالب (۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۹ء)
* ڈاکٹر محمد اقبال (۱۸۷۵ء تا ۱۹۳۸ء)
* مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۶ء تا ۱۹۵۱ء)
* مولانا الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۴ء)
* فراق گورکھپوری (۱۸۹۶ء تا ۱۹۸۲ء)
* میر تقی میر (۱۷۲۴ء تا ۱۸۱۰ء)
* فانی بدایونی (۱۸۷۹ء تا ۱۹۴۱ء)
* مولوی محمد حسین آزاد (۱۸۳۱ء تا ۱۹۱۰ء)

آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن

ONGC

ایک تعارف

بری اور بحری مقامات پر تیل اور قدرتی گیس کی پیداوار، اس کی صفائی اور مستقبل کے لئے اس کی بچت کے لئے ۱۹۵۶ء میں حکومت نے آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن (ONGC) کی بنیاد ڈالی۔ اس کا صدر دفتر دہرادون میں ہے

پچھلے پانچ سالوں میں ONGC نے تقریباً ۱۴۶ ملین ٹن تیل زمین سے نکالا اور اس میں سے ایک بڑے حصے کی بچت کی۔ اس کمیشن کا دنیا کی منافع بخش کمپنیوں میں اب ساتواں نمبر آتا ہے

پچھلے دس سالوں میں اس کمیشن نے بڑے ہی جنگی پیمانے پر تیل اور قدرتی گیس دریافت کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ جس کی بنا پر ہر ماہ ملک کے کسی نہ کسی علاقے میں تیل اور قدرتی گیس کا پتہ چل رہا ہے

بمبئی ہائی، جہاں تیل اور قدرتی گیس کے کنویں دریافت کرنے، تیل کی صفائی اور بچت کرنے کا کام دن رات جاری ہے ONGC کی ایجادوں کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

اقوام متحدہ

ایک تعارف

دوسری جنگ عظیم کے بعد قیام امن کی غرض سے اس ادارے کی ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بنیاد ڈالی گئی۔

اقوام متحدہ کا صدر دفتر نیویارک شہر میں واقع ہے۔ اس دفتر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تقریباً چار لاکھ افراد سما سکتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے چھ اہم حصے ہیں (۱) جنرل اسمبلی (۲) سیکوریٹی کونسل (۳) اکانومک اور سوشل کونسل (۴) ٹرسٹی شپ کونسل (۵) انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (۶) سکریٹریٹ۔ سکریٹریٹ کے سربراہ کو سکریٹری جنرل کہا جاتا ہے جس کا انتخاب جنرل اسمبلی کرتی ہے۔ دنیا کے کل ۱۵۹ ممالک اقوام متحدہ کے ممبر ہیں۔ سیکوریٹی کونسل جو سب سے طاقتور ادارہ ہے اس میں پانچ ممالک مستقل ہیں وہ ہیں امریکہ، روس، برطانیہ، چین اور فرانس۔ ان پانچوں ممبروں کو کسی بھی معاملے پر ویٹو کرنے کا حق حاصل ہے۔ گذشتہ ۴۵ سالوں میں اقوام متحدہ نے دنیا میں قیام امن میں کافی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۹۱ء میں البتہ پہلی ہی مرتبہ اس نے کسی ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کیں عراق کے قبضے سے کویت کو آزاد کرانے کے لئے اس نے متحدہ طور پر عراق پر حملہ بھی کیا اور کویت کو آزاد کرا دیا۔

محرم الحرام ویوم عاشورہ

محرم کو محرم الحرام صرف اس لئے کہتے ہیں کہ اسلام نے اس ماہ کی حرمت کو باقی رکھا ہے اور دسویں محرم الحرام یعنی عاشورہ کے دن کو نہایت عظمت، بزرگی والا دن قرار دیا اور اس مہینہ میں خصوصیت کے گناہ کرنا ممنوع وحرام قرار دیا گیا ہے ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم ۔ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل روزے بعد ماہ رمضان کے ماہ الٰہی محرم کے ہیں۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہیں اور شہر کی نسبتاً اللہ کی طرف مہینہ کا رتبہ بڑھانے کے لئے اس میں تصریح ہے کہ رمضان کے روزوں میں سب سے افضل ماہ الٰہی محرم کے روزے ہیں۔ لیکن اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ یہ محرم افضل مہینہ ہے یوم عرفہ یعنی نویں ذالحجہ کا روزہ ایسے ہی عشرہ ذالحجہ کے روزے ایسے ہی شوال المکرم کے چھ روزے اور اس کے مثل، اور اس کی سند حضرت علی کی اس روایت سے ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مجھے ایسا مہینہ بتلائیے جس میں رمضان المبارک کے روزوں کے بعد روزہ رکھا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تو کسی مہینے میں بعد رمضان کے روزے رکھنا ہے تو ماہ الٰہی محرم الحرام میں رکھ ۔ کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے اور اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی خطا معاف فرمائی۔ اور دوسروں کی بھی خطا معاف فرمائیگا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان المعظم کے روزے رکھا کرتے تھے اور یہ آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے محرم کے روزے رکھے ہوں۔ البتہ محرم الحرام میں صرف یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ کا ارشاد حضرت علی ابن عباسؓ کی حدیث میں اسطرح ہے کہ اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ رکھونگا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نویں محرم الحرام کا روزہ نہیں رکھتے تھے ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک سے ارشاد فرمایا کہ محترم مہینوں کے روزے رکھا کرو اور



اور محترم مہینوں کے روزے افضل ہیں سے میں ہے ماہ الٰہی محرم الحرام کے روزے ہیں اور چونکہ یہ مہینہ اللہ کی طرف منسوب ہے اس لئے مناسب ہے کہ ایسے عمل سے موسوم ہو یعنی خاص کیا جائے تو اللہ کی طرف منسوب ہو۔ اور وہ ایسا عمل روزہ ہے کیونکہ روزہ بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک بھید ہے جو کہ خاص خدا اور اس کی رضا کے واسطے رکھا جاتا ہے اور غیر کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور یہاں تک اس کے نگہبان فرشتوں کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ اس کو لکھتے ہیں بخلاف

اور عبادات کے کہ اس کی خبر غیر خدا کو بھی ہوتی ہے اور چونکہ روزہ کی عبادت کو کوئی نہیں جانتا اس لئے اللہ نے اس کو اپنے ساتھ خاص کیا اور اس کے ثواب کا خود ذمہ دار بنا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب ۱۰ گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ کیونکہ میرا بندہ میرے واسطے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر طرف ہر ہر طاعت اور نیک عمل جس میں ریا یعنی دکھاوا نہ ہو۔ کم از کم اس کے کرنے والے کو جو اجر و ثواب دیا جاتا ہے دس گنا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ جو کوئی بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب ایک نیکی سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا عطا کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات گنا تک اس کی مقدار پہنچ جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ومثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ الخ مثال ان لوگوں کی جو اپنے اموال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی سی ہے جو سات بالیں اگائیں یعنی نکالے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے۔ دوچند کر دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور خبردار ہے۔ اب رہا روزہ تو اس کا ثواب تو بے حساب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ بے شک صبر کرنے والے دیئے جائیں گے اپنا ثواب حساب حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کے برابر اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) طاعت اور بندگی کرنے پر جو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر کرنا ہے (۲) تکلیف و مصیبت پر صبر کرنا (۳) گناہ چھوڑنے پر جو مشقت ہوتی ہے اس پر صبر کرنا۔ پھر فرمایا گناہ چھوڑنے پر صبر کرتا ہے اس کو تین سو درجہ اجر و ثواب ملتا ہے اور طاعت و فرمانبرداری میں جو تکلیف ہوتی ہے اس پر صبر کرنے میں چھ سو درجہ اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور کسی مصیبت اور تکلیف کے پڑ جانے پر صبر کرنے سے ۹۰۰ درجہ اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور تمام قسم کا صبر روزے میں پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں ان طاقتوں پر صبر ہے جو روزہ دار پر واجب ہیں اور خواہشوں پر صبر ہے جو ان پر حرام ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک روزہ اللہ کیلئے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق ایسی چوڑی بنا دیں گے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے ایک جگہ اور ارشاد ہے کہ روزہ دار کے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت ایک رب سے ملاقات اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی قدر و منزلت پہچاننے کی توفیق بخشے۔

سید حامد

حرکت اور توازن

ایک لمحہ کی غفلت سو سال پیچھے ڈھکیل دیتی ہے، صدیاں گذریں جب شاعر نے یہ بات کہی تھی اس وقت زندگی نسبتاً خوش خرام تھی، اور اب یہ حشر سامان ہے اور تیز رو۔ اب یہ بات پہلے سے بھی زیادہ صادق آتی ہے، لہذا یہ مشورہ باطل ہے کہ زندگی کی ہر سے خود کو کاٹ لو تاوقتیکہ تعلیم کی کمی دور کرنے اور تعمیر کی تکمیل کرنے کے بعد زندگی کی دوڑ میں شرکت کے لائق ہو جاتے ہو۔ جماعت یا ملت ایک فرد تو نہیں کہ ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتی ہو اور یوں تو فرد کو بھی اپنی نشو نما کے لئے ایک ایک وقت میں بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں ذہن کی جلا، جسم کی توازن، روح کی پاکیزگی، دل کی وسعت سب ہی کی طرف دھیان دینا پڑتا ہے۔ کوئی سلیم الطبع، کوئی بھی ذی شعور آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ پانچ سال تک میرا مشغلہ صرف ذہن پر صیقل کرنا ہوگا وہ اپنے جسم کی پرداخت اور اپنی روح کی بلوغ کو تھوڑی دیر کے لئے بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ جب فرد کا یہ عالم ہے تو ملت کو کس قدر کثیر المشاغل ہونا پڑے گا۔ ملت کی بقا اسی میں ہے کہ وہ سارے ضروری مشاغل کو بہ یک وقت قابلیت۔ ہم آہنگی، توازن اور اعتماد کے ساتھ انجام دے، اگر وہ صرف تعلیم کے محاذ کو لے کر بیٹھ گئی یا صرف معاشرے کی اصلاح یا محض اقتصادی بہتری سے عہدہ برآنے کو مدعائے حیات سمجھ بیٹھی اور اس نے اپنے حقوق کو حاصل کرنے اور سیاست میں دوسروں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی کوشش نہیں کی تو وہ حقوق سے محروم رہ ہی جائے گی اسے تعلیم حاصل کرنے کے معقول اور تازہ ترین مواقع کبھی نہیں ملیں گے اور معاشرے کی اصلاح اور اقتصادی بہتری اس کی دسترس سے دن بدن دور ہوتی چلی جائے گی۔

ملت دراصل ایک نامیاتی وحدت ہے، اس کی بقا اور فلاح اسی میں ہے کہ جسم و دماغ روح اور شعور کے سارے اعمال جاری رہیں۔ کوئی بند نہ ہو، کسی کو معطل نہ کیا جائے۔ کسی کو دوسرے پر فوقیت نہ ہو، لکھا اور غور و خوض کرتے وقت دوران خون کا عمل بھی جاری رہتا ہے، سانس کا آنا جانا بھی لگاتار رہتا ہے، اسی وقت غذا جسم میں داخل ہوتی ہے، جزو بدن بنتی چلی جاتی ہے، اسی وقت حواس خارجی دنیا کے حوادث و تجربات کے لئے اپنی کھڑکیاں کھول دیتے ہیں اور جوں ہی انہوں نے کھڑکیوں میں قدم رکھا خبروں اور پیغاموں کا ایک سلسلہ دماغ کی طرف رہسپار ہو گیا دماغ ان کی پذیرائی کرتا ہے، انہیں چھانتا ہے، چھانٹتا ہے اور پھر حسب ضرورت مناسب احکام صادر کرتا ہے۔

زندگی منحصر ہے دراصل متعدد اعمال کو بہ یک وقت آہنگ اور ترتیب کے ساتھ انجام دینے پر ہے، ترتیب ٹوٹی یا کوئی ایک عمل رک گیا تو زندگی کا توازن برہم ہو جاتا ہے۔ اگر صرف دماغ کو تعلیم سے سنوارا گیا اور جسم کو نظر انداز کر دیا گیا تو جسم سوکھ جائے گا۔ بے نشو و نما رہ جائے گا۔ اور بالآخر دماغ کو بھی اپنے لپیٹ میں لے لے گا۔ سیاست مہذب زندگی کا ایک ضروری عمل ہے۔ اس کے پاکیزہ عمل ہونے سے تو انکار کیا جا سکتا ہے لیکن اس کی اہمیت۔ تسلسل اور سخت گیری کا انکار کسی ذی ہوش انسان کے لئے ممکن نہیں۔ ہمیں اس کی ہمہ گیری کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ وہ اسی ہوا کی طرح ہے جس میں ہم سانس لیتے ہیں۔ ہوا میں آلودگی ہے یہ ماننا پڑے گا۔ لیکن اس بنا پر اس میں سرے سے سانس ہی نہ لی جائے، ایسا مشورہ خودکشی کی تبلیغ کرنے کے علاوہ کون دے سکتا ہے، مسلمانان ہند کے لئے نسخہ کیمیا کنارہ کشی نہیں ہے۔ نہ گھر میں بیٹھ کر اپنی کمزوریاں کو دور کرنا ہے، پھر جب کمزوریاں دور ہو جائیں تو رزم گاہ حیات میں جا کودنا ہے، جی نہیں! ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ منصوبہ ناقابل عمل ہے۔ زندگی کا سارا ساختہ حرکت کے لئے وضع ہوا ہے۔ زندگی کی بقا مقابلہ پر منحصر ہے، مقابلہ زندگی کی رگوں میں لہو کی طرح رواں ہے۔ جہد بقا اور بقائے اصلح چارلس ڈارون کی اختراعات نہیں ہیں، یہ اتنی ہی قدیم، ایسی ہی دائم و قائم ہیں جتنی خود حیات ہے۔ ڈارون نے ان حقیقتوں کا انکشاف کیا۔ انہیں نظریہ کی شکل دی، یہ کہنا کہ سیاست کو ترک کر دو اور تعلیم میں ہمہ تن لگ جاؤ، ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے

کہ دوران خون بند کر دو، صرف سانس لیتے رہو، یا غور و فکر میں مگن رہو اور جسم کو بھلا دو یا گھلا دو، یا حواس کی کھڑکیاں بند کر دو، اور ضمیر کا دروازہ کھول دو، سارے افعال، سارے عمل آپس میں گتھے ہوئے ہیں، ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ نشوونما اور پیش رفت ان سب کو توازن کے ساتھ گرم عمل رکھنے میں ہے۔

اس تفسیر سے مدعا یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے، ٹھیک ہو رہا ہے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، ضرورت سورج سے زیادہ واضح ہے پیچھے رہنا، سڑک کی پٹری پر پڑ جانا، گھسٹ گھسٹ کر چلنا، یا چلنے سے انکار کر دینا، یہ ساری باتیں شرمناک ہیں۔ اگر عزت کی کوئی رمق باقی ہے عزت نفس سے کوئی سروکار باقی رہ گیا ہے، تو مقابلے کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ بے تاب ہونا پڑے گا، بالکل اسی طرح بے تاب، اسی طرح تنا ہوا اسی طرح مضطرب جیسے دوڑ شروع ہونے سے پہلے گھوڑا ہوتا ہے۔ مقابلہ زندگی کا دوسرا نام ہے، حرکت جینے کی علامت ہے۔ ریاضت حیات کو تاب و تواں عطا کرتی ہے۔ سرفرازی انسان کا طرۂ امتیاز ہے، انسان تو انسان پیڑ بھی سر اٹھائے ہوئے بڑھتے ہیں، اسی طرح لگاتار پر چڑھتے ہیں۔

زندگی اور سرافرازی کا سرچشمہ توازن ہے۔ ریاضت ہے۔ مقابلہ ہے۔ زندگی صرف عناصر میں ظہور ترتیب ہی نہیں، قویٰ اور عضا صلاحیتوں اور حرکات کی ہم آہنگی بھی ہے زندگی نشوونما ہے، پیش رفت ہے، زندگی کا قافلہ دائم سفر میں رہتا ہے۔ اس کے لئے حرکت ضروری ہے اور سمت کا تعین بھی، زندگی اپنے لئے نشوونما اور حرکت نئے عناصر سے اخذ کرتی ہے کہ اگر انہیں ایک مدار یا آربٹ میں نہ ڈالے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ جو بات کشش ثقل اجرام فلکی کیساتھ کرتی ہے وہی کام توازن افراد اور اقوام کے ساتھ کرتا ہے۔ توازن کا مفہوم ہی یہ ہے کہ تمام اجزاء تمام صلاحیتوں، تمام طاقتوں کو ان کی اہمیت کے لحاظ سے حرکت میں رکھتے ہوئے وزن دینا اس طرح سے کہ انفرادی اور اجتماعی کے درمیان ایک صحت مند اور جیتا جاگتا تعلق برقرار رہے۔

انفراد اور گروہ دونوں کی صحت، بقا اور نشوونما اور پیش رفت کے لئے اگر کوئی نسخہ کیمیا ہے تو وہ توازن ہے جسے اعتدال کے ماورا، انصاف، ہم آہنگی اور اشتراک اعلیٰ کا مفہوم بھی آ جاتا ہے، زندگی کا جہاں تک تعلق ہے، توازن کے لئے ہمہ جہت پیش رفت اور پیہم ریاضت اور توانائی کی عادلانہ تقسیم درکار ہوتی ہے، حرکت اور توازن کا باہمی رشتہ بہت مضبوط ہے، ستارہ کو حرکت سے محروم کر دیجئے وہ توازن کھو بیٹھے گا ٹوٹ کر گر جائے گا۔ سائیکل کو حرکت سے روک دیجئے وہ گر جائے گی۔ حرکت اور توازن کو ایک دوسرے سے الگ کرنا گوشت سے ناخن کو جدا کرنا ہے، آپ نے اس کار کے موٹر یا انجن کو جسے تیل یا کرنٹ تناسب سے نہ مل رہی ہو۔ جھٹکے لیتے دیکھا ہوگا۔ وہ جماعت جو آرام طلب ہو جاتی ہے سرگرم عمل نہیں رہتی وہ کار کے ہچکیاں لیتے ہوئے انجن کی طرح ہے کہ اب رکا اب رکا، توازن، عدل اور حرکت دونوں کا تقاضہ کرتا ہے، بقا اور نشوونما دونوں کے لئے یہ کلید ہے۔

بچے باغی کیوں ہوتے ہیں

والدین کی توجہ کے لئے رہنما اشارے

بچے باغِ دنیا کے پھول ہیں، یہ آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔ آپ کی عدم توجہی کی وجہ سے بچے میں علیحدہ رہنے کی عادت پیدا ہوتی ہے، اس کی عادت باغیانہ ہوتی جاتی ہیں اور بالآخر وہ حکم عدولی نافرمان، غیر معاون، صحیح راستے سے منحرف اور غیر ذمے دار بچے کی شکل میں آپ کے لئے دردِ سر بن جاتا ہے، اس نامطلوب صورت حال سے بچنے کے لئے چند باتیں ذہن میں رکھئے۔

پیٹنے سے پہلے جذبات کو سمجھیں

ایک بچے کو سزا دینے کا مطلب ہے کہ اس کے سرپرست اپنے بچے کو سمجھنے میں ناکام رہے ہیں، سزا بچوں میں اصلاح پیدا کرنے کے برخلاف، ان میں خوف وغیرہ کا جذبہ پیدا کرتی ہے یہ خیالات بچوں کے ایک مشہور ماہر نفسیات نے ظاہر کئے ہیں، ہر بچے کی کچھ قدرتی عادتیں یعنی جبلت اور ایک مقررہ جسمانی ساخت ہوتی ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

بچپن سے بچے میں اگر ایمانداری، لگن، فہم، اور حوصلہ جیسی خوبیاں شامل ہو جائیں تو بلاشبہ اس کے خوش آئند مستقبل کی امید کی جا سکتی ہے، بچوں میں ان خوبیوں کو پیدا کرنے کے لئے آپ کی محبت اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ اگر بچوں کے نفسیات سے واقف ہیں تو آپ کا نصف مسئلہ یوں ہی حل ہو جائیگا،

ہم بڑوں کے مانند بچوں میں بھی چند خاص جذباتی مسائل پائے جاتے ہیں، اگر آپ ان مسائل کا حل ڈھونڈ لیں تو آپ کو بچوں کی ہمہ جہت نشو ونما میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ بچکانہ ضد ہر بچہ میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے خواہ کسی شئے کے لئے ضد ہو یا کسی شئے سے کھیلنے کی، کچھ کھانے کی ضد ہو یا بوتل سے دودھ پینے کی۔ اکثر ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے جیسے بچے کو کچھ سمجھ آتی جاتی ہے، یہ مسئلہ ایک حد تک بڑھتا جاتا ہے۔

اصل میں اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کا ایک ہی پہلو مضبوط رہتا ہے اور بچے کو آپ کی حیثیت یا اس سے مطالبے کی اہمیت کا علم نہیں ہوتا۔

بچے کیوں ضد کرتے ہیں

ایک چھوٹے سے واقعے پر غور کریں، آپ اور آپ کا بچہ بازار گئے، راستے میں چلتے چلتے اس نے کچھ خریدنے کو آپ سے کہا بہت ہی لجاجت کے ساتھ، آپ نے غور نہیں کیا، اب بچہ بار بار اس کی رٹ لگا دیتا ہے، یہاں پر آپ کا ردعمل دو طریقے سے ہوتا ہے یا تو آپ اسے صاف صاف منع کر دیتے ہیں، یا پھر اسے پھسلانے لگتے ہیں، آگے اور بھی چیزیں ہیں، وہاں سے لے لینا۔

بچہ آپ کا منشا بھانپ کر ہیر پٹخنے یا رونے لگتا ہے، اب ہو سکتا ہے کہ آپ اس کو اکا دکا چانٹے بھی مار دیں، لیکن بچے کی شکست نہ دیکھ کر آخر میں آپ اسے وہ مطلوبہ سامان (کھلونا) خرید دیتے ہیں بچے کے ذہن میں یہ بات گھر کر جاتی ہے کہ پیر پٹخنے یا رونے سے مطلوبہ یا پسندیدہ شئے حاصل ہو جاتی ہے۔ اب وہ ہر بات اڑیل رخ اپنانے لگتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ جب پہلی مرتبہ بچہ اس چیز کو لینے کی خواہش ظاہر کرے تب آپ اس کی مرضی اور اپنی حیثیت اور اس شئے کی اہمیت کی بنیاد پر اسے پرکھ کر حوصلے کے ساتھ بچے کا دھیان دوسری طرف ہٹا لیں۔ کچھ ہی دیر میں بچہ اس شئے کو بھول جاتا ہے۔

بچے کے مطالبے جذبات میں آ کر پورے کرنے سے اس میں من مانی کا جذبہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اکلوتے بچوں میں یہ مسئلہ بے حد گمبھیر نظر آتا ہے۔ بچوں کی ضد کا مقابلہ ہمیشہ حوصلہ مندی اور ذہنی سطح پر ہی کریں۔

بچوں کا جھوٹ بولنا

چھوٹے بچوں کی عقل میں دراصل سچ اور جھوٹ کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی اور ان کے جھوٹ کو بھی بڑے بچوں کے مقابلے میں کم اہمیت

دینی چاہئے، یاد رکھیں کہ ایک ہی کام کے بار بار کرنے سے عادت بن جاتی ہے، یہی عادت کچھ وقت کے بعد مزاج بن جاتی ہے، اور پھر کردار پر اثر ڈالنے لگتی ہے۔

بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت خاص طور سے اکثر چار سے دس برس کی عمر میں نظر آتی ہے، ان کے جھوٹ کے پس پردہ ہمیشہ خوف یا عدم تحفظ کا جذبہ ہوتا ہے جب آپ کو لگے کہ بچہ جھوٹ بول رہا ہے تو اسے روکئے، ٹالئے نہیں لیکن غصہ بھی نہیں کیجئے بلکہ حقیقت کا پتہ لگایا جائے اور بچہ کو احساس کرا دیجئے کہ سچ بولنے میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس میں اخلاقی خوبیوں اور حوصلے کا جذبہ پیدا کیجئے۔ اسے بتلایئے کہ جھوٹ بولنے والا بچہ خود اپنے دوستوں کا اعتماد اور ہمدردی کھو دیتا ہے۔ آپ خود اپنے بچے میں فرق محسوس کریں گے۔ اس کے لئے ایک خاص بات اور ضروری ہے کہ کم از کم بچے کے سامنے آپ خود بھی جھوٹ نہ بولیں گے۔

بچوں کو ڈرپوک بنانے میں گھر والوں کا سب سے بڑا ہاتھ ہوتا ہے، ہمارے گھروں میں بچوں کو ڈرانے کے لئے بھوت پریت، بلی کرنٹ وغیرہ الفاظ کا بے جھجک استعمال کیا جاتا ہے، بچوں کے نازک ذہن میں یہ باتیں گھر کر جاتی ہیں اور پھر انہیں ہر شئے میں ایک انجانا خوف نظر آنے لگتا ہے، پھر بچہ ہر جانور کو دیکھ کر روتا اور ڈرتا ہے اور اندھیرے میں جانے سے گھبراتا ہے، بچے کو بلا وجہ یونہی ڈرپوک نہ بنایئے۔ اس سے بچے کے خود اعتماد بننے کے عمل میں رکاوٹ آتی ہے، بچوں کی توجہ ایسی باتوں سے ہٹا کر اچھی باتوں کی جانب مبذول کرنی چاہئے، ویسے یہ خوف اکثر عمر میں اضافے کے ساتھ خود ہی چلے جاتے ہیں۔

بچوں کی سنجیدہ عادت

گھر میں دن بھر اودھم مچاتا ہوا بچہ نئے اجنبی لوگوں کو دیکھ کر گم صم ہو جاتا ہے دوسروں کو دیکھ کر ڈرنے یا رونے لگتا ہے بولنا کم کر دیتا ہے، اور کھیل چھوڑ دیتا ہے، یہ ایک جذباتی مسئلہ ہے اکثر بچہ کچھ وقت کے بعد نارمل ہو جاتا ہے، اگر آپ لمبے عرصہ تک یہی بات محسوس کر رہے ہوں تو پھر اس جانب توجہ دینی چاہئے ورنہ بچے میں اکثر چڑچڑا پن، ڈر اور احساس کمتری کا جذبہ گھر کر جاتا ہے، ایسے بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

احساس کمتری کا جذبہ

یہ بھی تقریباً سنجیدہ عادت ہی کی طرح ہے۔ اکثر غریب بچوں میں یہ جذبہ زیادہ نظر آتا ہے۔ آپ اسے خاموش رہنے دیں۔ اس پر غصہ نہ کریں وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ بچوں کی عقل کا خیال کرتے ہوئے جسم کی ساخت اور قدرتی تبدیلیوں کے متعلق آسان فہم معلومات انہیں ضرور دی جائیں۔

جدید مصروف دور میں والدین کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بچوں کو ان کے حصے کا پورا حق دے سکیں۔ آپ کے پیار، امداد اور صحیح رہبری سے ان میں تحفظ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ ہر وقت انہیں حوصلہ بخشتا ہے، آپ کے پیار اور محبت کا مقابلہ نوکرانی، ہوسٹل یا دوست نہیں کر سکتے، آپ کی لاپرواہی سے بچے میں علیحدہ رہنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ آپ کے نزدیک باغی ہو جاتا ہے، اور بعد میں آپ کے عدم توجہی کے نتیجے میں حکم عدولی، کام میں ہاتھ نہ بٹانے والا اور صحیح راستے سے منحرف ہو کر غیر ذمہ دار بچوں کی صف میں آ جاتا ہے،

بچے کو اس کے حصے کی محبت ضرور دیں۔ نظم و ضبط برقرار رکھیں بچے کے کاموں اور دوستوں پر بھی تھوڑی بہت نگاہ ضرور رکھیں لیکن ان کے کام میں دخل نہ دیں، خود بچوں کے سامنے اپنی اچھی عادتوں کا مظاہرہ کریں۔ گھر کا ماحول بھی کشیدہ نہ ہوں۔ یاد رکھیں خود اعتماد رکھنے والا بچہ اپنی قدر شناسی کر کے اپنی اہمیت محسوس کرتا ہے۔

ماہنامہ نقش کوکن۔ بمبئی

- حلال رزق کیلئے کوشش کرنے والا خدا کا دوست ہے
- علم کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔
- جو شخص سورج نکلنے سے پہلے بستر نہیں چھوڑتا، دولت اسے چھوڑ دیتی ہے

کریلا
ذائقہ کڑوا
تاثیر میٹھی

کریلا موسم گرما کی سبزی ہے، نباتی اعتبار سے یہ دراصل پھل ہے، اس سبزی کو بعض گھرانوں میں بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے، لیکن بعض افراد اسے قطعاً نہیں کھاتے کیونکہ یہ کافی کڑوا ہوتا ہے تلخ مزاج لوگوں کو اس سبزی سے تشبیہ دی جاتی ہے، کریلا اور نیم چڑھا کی مثال بہت پرانی ہے، یہ کہاوت دراصل اس کی کڑواہٹ کی نشاندہی کرتی ہے

کریلا عام حالت میں سبز اور نہایت ہی تلخ ہوتا ہے لیکن پختہ ہوکر اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور کڑواہٹ میں بھی کمی آجاتی ہے، کریلے کی ایک سفید رنگ بھی ہوتی ہے سفید کریلے کا چھلکا باریک ہوتا ہے، اسے گکوڑہ بھی کہا جاتا ہے۔

کڑواہٹ دور کرنے کا طریقہ

کریلے کو گوشت یا قیمے کے ساتھ پکایا جاتا ہے۔ خواتین اس کڑوی سبزی کو مزے دار بنانے کے لئے بڑے بڑے جتن کرتی ہیں اس کی کڑواہٹ دور کرنا مشکل کام ہوتا ہے۔ لیکن اتنا مشکل بھی نہیں ہوتا جو خواتین اس کی کڑواہٹ دور کرنا جانتی ہیں وہ بڑے فخر سے اپنا کارنامہ بیان کرتی ہیں، البتہ اس کی کڑواہٹ دور کرنے کا طریقہ بتانے میں بعض عورتیں کنجوسی سے کام لیتی ہیں۔ اگر کریلا پکانے سے قبل اسے ایک پہلو سے چیر کر اس کے اندرونی حصہ میں نمک لگا کر تھوڑی دیر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ تو اس کا کڑواپن دور ہو جاتا ہے، کریلا پکاتے ہوئے پانی بالکل استعمال نہ کریں، ایک بوند بھی ساری ہنڈیا کو کڑوا کر دیتی ہے۔

اس سبزی میں وٹامن بی اور سی کے علاوہ فولاد، کیلسیم، فاسفورس، اور سکنڈ کلاس پروٹین پائے جاتے ہیں ذیابیطس کے مریض کے لئے کریلے کا رس بہت مفید ہوتا ہے کریلا چاہے سبزی کے طور پر استعمال کیا

ماہنامہ نقش کوکن۔ ممبئی

جائے یا دوائی کے طور پر اس کا رس نکال کر پلایا جائے یہ ہر طرح سے خون کو صاف کرتا ہے، اور خون میں موجود مضر اجزا کو خارج کر دیتا ہے۔

جلد کے امراض:-

موسم گرما میں بعض غذائی بے احتیاطیوں اور موسم کی شدت کے باعث جلد پر دانے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آتی ہیں اس شکایت کو ختم کرنے اور جلد کو خوش نما بنانے کے لیے ہفتے میں ایک مرتبہ کریلے کی سبزی بنا کر کھانا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ نظام ہضم کو بھی درست کرتا ہے۔

لقوہ اور فالج

کریلا اعصاب کو تقویت دیتا ہے چنانچہ اسے لقوہ اور فالج زدہ مریضوں کو استعمال کرانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے، اس کی سبزی کھانے سے گردے اور مثانے کی پتھری خارج ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ قبض کی شکایت بھی اس کے استعمال سے چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

بلغمی امراض میں کریلا خصوصیت سے استعمال کیا جاتا ہے، سرد مزاج یا بلغمی مزاج افراد کے لئے یہ بہترین غذا اور بہترین دوا ہے اسے کھانے سے پیٹ کے کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں کریلے کا رس نچوڑ کر نمک شامل کر کے پلانے سے ہیضے کے مریض کے قے اور دست رک جاتے ہیں چھوٹے اور بڑے جوڑوں کی سوجن اور درد ختم کرنے کے لئے اسے گھی میں بھون کر کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے

بلغمی امراض میں مفید ہونے کی وجہ سے اسے دمہ کی مریضوں کو بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔ یہ بلغم خارج ہو کر سکون پہنچاتا ہے بچوں کے تقریباً ہر مرض میں کریلے کا رس بہت مفید ہے بچوں میں اس کے استعمال سے دست آنے لگتے ہیں۔ اس لئے اس کے رس کا تین سے پانچ قطرے کافی ہوتے ہیں۔

کریلے کے پتوں کو کچل کر لیپ کرنے سے سر کی پھنسیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ کریلا نظام ہضم کو اور خون کی خرابی سے پیدا ہونے والے تمام امراض میں مفید ہے۔ چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ کریلا ذائقے کے اعتبار سے کڑوا لیکن تاثیر کے لحاظ سے میٹھا ہوتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

عجائب فطرت پکار رہے ہیں

مولانا ابوالکلام احمد

علماء ارضیات ابھی ان مسائل کو حل نہیں کر سکے ہیں کہ زمین کیا ہے؟ وہ کن کن چیزوں سے مرکب ہے اس کو وجود میں آئے ہوئے کتنی مدت ہوئی اس کے اس سینہ میں کیا کیا معادن و ذخائر دفن ہیں؟ یہ اسی نوع کے بہت سے سوالات ہیں جن کا قطعی و یقینی جواب نہیں دیا جاسکا ہے، جوں جوں علم انسانی ترقی کی طرف بڑھتا ہے، اسی طرح زمین میں قدرتی ذخائر کی تلاش میں وہ زیادہ سرگرداں ہے اور نت نئی چیزیں اسے دریافت ہوئی ہیں، یورینیم پروٹیم وغیرہ کا تصور بھی آج سے نصف صدی بیشتر کا انسان نہیں کرسکتا تھا۔ مگر آج یہ اور ان کے علاوہ بہت سی نئی چیزیں انسان کی زیر دریافت آچکی ہیں آج کی سائنس اپنی تحقیق میں طبعی عناصر کی تعداد ۱۰۵ تک معلوم کرچکی ہے اور اعتراف بھی ہے کہ عناصر اور زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ جبکہ پیشتر کے ارباب عقل عناصر کو آگ، ہوا، مٹی اور پانی تک محدود مانتے تھے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (فصلت)

عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں دنیا جہاں میں دکھلائیں گے یہاں تک کہ ان پر حق واضح ہو جائے۔

یہاں چند ایسے عجائب فطرت ذکر کئے جاتے ہیں جن کی کرشمہ کاری دامن دل کو کھینچتی ہے کہ فاطر السموٰت والارض کو تم یہاں پہچان سکتے ہو۔

ایورسٹ :۔ ہمالیہ دنیا کا سب سے عظیم پہاڑی سلسلہ میں ایورسٹ کی چوٹی عقل انسانی کی حیرت و استعجاب کے لئے کافی ہے یہ طول و طویل چوٹی جس کے دامن میں سارفعت بلند ہر لیاں بھی پناہ گزیں ہیں۔ ہمیشہ انسان کے تجسس و تلاش اور اس کی مہم جوئی کو چیلنج کرتی رہی ہیں، ہمالیہ کے اس سلسلے جن کی اوسط بلندی سطح سمندر سے ۶ کلو میٹر ہے انسان اسے سر کرچکا تھا۔ مگر ایورسٹ کی چوٹی کو سر کرنے کے لئے ۸ بار مختلف ٹیمیں ناکام اہل ہوئیں بالآخر ۱۹۵۳ء میں پہلی بار ایک جاپانی ٹیم اس کی چوٹی کو سر کرنے میں کامیاب ہوگئی جس کی بلندی سطح سمندر سے ۸۸ کلو میٹر ہے یہ بلند ترین چوٹی نامعلوم زمانہ سے انسان کو جلال الٰہی اور قدرت خداوندی کا واضح سبق دے رہی ہے۔ اور افسوس کہ اسکے دامن میں رہنے بسنے والا انسان بے ہنگم عقیدہ رکھ بیٹھا کہ جتنے انسان ہیں اتنے ہی خدا بھی ہیں۔ اسلام نے انسانی نگاہوں کو اس حقیقی سمت کی طرف موڑا جس سے وہ ایک خدائے برتر و بالا کی معرفت حاصل کرسکیں۔

عظیم ترین کھائی :۔ شمالی امریکہ کے ریزونا نامی مقام میں ہر کلوراڈو بہتا ہے، اس نے چٹانوں کو کاٹ کر ہزار دس سال میں ایک کھائی کو وجود دیا جو قدرت الہیہ کا جیتا جاگتا شاہکار ہے اس کی لمبائی ۴۴۸ میٹر عرض ۲۹ کلو میٹر اور گہرائی ۱۶ کلو میٹر ہے اس کی دیواروں سے ہزاروں چشمے اور سوت ابل رہے ہوتے ہیں۔ ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ اگر ایک ہزار قوی اشخاص تمام انجینئرنگ سامانوں اور ڈائنامیٹ کے ساتھ اس جیسی کھائی کھودنی چاہیں تو ان کی عمریں ختم ہو جائیں گی مگر منصوبہ ہنوز تشنۂ تکمیل رہ جائیگا۔

بحیرۂ بیکال :۔ روسی سائبیریا کے میدان کے عین وسط میں ہے یہ صاف میٹھے پانی کا دنیا میں سب سے بڑا جھیل ہے۔ اس کا حجم ۸۸۳۲ کلو میٹر مکعب ہے، چاروں طرف جھاڑ جھنکاڑ اور اونچے پہاڑ واقع ہیں۔ ان پہاڑوں کی اونچائی ۲۵۵۰ میٹر ہے بحیرۂ بیکال کی گہرائی ۱۶ کلو میٹر تک ہے۔ اور روئے زمین پر میٹھے پانی کی جتنی مقدار موجود ہے اس کا ایک فیصد پانی بحیرۂ بیکال میں پایا جاتا ہے۔ اس کے نباتات اور آبی جانور ۱۸۰۰ قسموں پر مشتمل ہوئے ہیں جن کی دو تہائی بھی دنیا کی کسی ایک جگہ میں نہیں ہے۔ یہاں ایک ایسی عجیب و غریب مچھلی پائی گئی جو بے حد شفاف ہے اور اس کے بیچ سے انسان کی نظر پاس ہوتی ہوئی کسی بھی تحریر کو پڑھ سکتی ہے۔ اس مچھلی کا نام جولو میانکا ہے۔ اس میں دریائی بچھڑے بھی بہت بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

غار الماموث :- زیر زمین ذخیرہ آب کی تاثیر و تاثر کے نتیجے میں غاروں کا وجود ہوتا ہے۔ چونکہ اس پانی میں گیس ۲ آکسیڈ کاربون ہوا کرتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ تحلیل ہو کر گہرے غار کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح کے غاروں میں الماموث کا غار ہے جو امریکہ کے صوبہ کنکی میں ہے اس غار میں ۲۰۰ کھڑکیاں ہیں اس کی لمبائی ۲۵۰ کلو میٹر اور پوری مسافت ۱۶ کلو میٹر ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا اور گہرا غار ہے، اس کی کھڑکیوں اور رکب نما ٹیلوں سے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی قلعہ ہے، ہزاروں سوتے بہتے ہیں۔ اور مختلف جگہوں پر پانی کے اکٹھا ہونے سے طرح طرح کے حوض پیدا ہو گئے ہیں اس میں آثار و نشانات پائے گئے ہیں ان کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ غار ۵۰۰ قبل مسیح بھی موجود تھا۔ اور یہ کہ ریڈ انڈین لوگوں کی آمد و رفت یہاں ہوتی رہتی تھی

دکٹور یہ جھرنا :- یہ روڈیشیا اور زیمبیا کی حدود پر واقع ہے اس کی اونچائی ۱۰۸ میٹر اور چوڑائی ۱۷۰۴ میٹر ہے نہر زامبیزی میں کی لمبائی ۲۵۶۰ کلومیٹر ہے ایک منٹ میں ۷۵ بلین گیلن پانی نیچی زمین میں پھینکتی ہے لیکن اس مقام پر پانی کی نکاس کا راستہ تنگ ہے اس لئے جھرنے پیدا ہو گئے ہیں اور ان سے پانی گرنے لگتے ہیں۔ ان کی اونچائی زیادہ ہے۔ اور سرخ شعاعیں اس پر پڑتی ہیں تو ایک قوس قزح جیسا منظر پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بہت دوری سے دکھائی پڑتا ہے۔

امریکہ کا یلوسٹن چڑیا گھر :- یہ طول و طویل عجوبہ دیومنگ اوٹانا اور ایڈاہو میں واقع ہے۔ یہ امریکہ کا سب سے بڑا چڑیا گھر اور دنیا کے مشہور ترین عجائب خانوں میں سے ایک ہے۔ لیکن بعض خصوصیات کے اعتبار سے دنیا کا سب سے ممتاز چڑیا گھر ہے اس میں ہزاروں گرم فوارے اس کے علاوہ مختلف انداز کے اور بھی گرم فوارے ہیں۔ امریکی ماہرین کی رائے یہ ہے کہ یہ مختلف آتش فشاؤں کی وجہ سے پیدا ہوا باغ ہے۔ بدرستی میں نادر جانوروں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ ایک ہزار ہاتھی۔ سولہ ہزار ہرنیں۔ پانچ سو کالے ریچھ۔ تین سو سفید ریچھ، چھ سو امریکی بیل۔ اور دو سو چالیس قسموں کے پرندے پائے جاتے ہیں۔ دنیا کا سب سے مشہور گرم فوارا اسی میں ہے جسے اولڈ فیتھفل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ ہر گھنٹہ ہوا میں دس بلین گیلن پانی پھینکتا ہے اس کی حدود ۵۰۰۰ کلو میٹر مربع ہیں۔

ماہنامہ نقش کوکن ۔ ممبئی

دلچسپ و عجیب

• کربلا دریائے فرات کے کنارے واقع ہے • دنیا میں سب سے زیادہ اونچا مقام بلوچستان ہے • دنیا میں سب سے زیادہ گرمی افریقہ میں ہوتی ہے • دنیا میں سب سے گہرا کنواں فرانس میں ہے • دنیا میں سب سے عمدہ عمارت تاج محل ہے • دنیا میں سب سے اونچا مینار ایفل ٹاور ہے۔

تعلیم اور آبادی

۲۵ مارچ ۱۹۹۱ء کو رجسٹرار جنرل اور سنسز کمشنر اے آر نندا نے بتایا کہ اب ہماری تعداد ۸۴ ۳۰۸۶۱ ہوگئی ہے جس میں مرد ۹۲۹، ۷۵۹، ۳۷ ۴ اور عورتیں ۲۳۲۹۳۲ ۴۰۶ ہیں ۸۱ ۱۹ء تا ۱۹۹۱ء کل اضافہ ۱۶۰۱۷۶۴۴ ہوا ہے فیصدی تناسب ۵۰، ۲۳ ہے، عورتوں کا تناسب ایک ہزار مرد ۹۲۹ ہے، اور تعلیمی تناسب ۱۱-۵۲ ہے۔ مسٹر نندا نے کہا کہ یہ اعداد و شمار ابھی نامکمل ہیں تفصیلات آئندہ سال تک ممکن ہیں۔

آبادی میں اضافہ کی شرح ۸۱-۱۹۷۱ء میں ۲۴،۶۶ ٪ تھی اور ۹۱-۱۹۸۱ء میں ۲۳،۵۰ ٪ ہے اس طرح آبادی کی شرح میں ۱،۱۶ ٪ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح سالانہ اضافہ ۸۱-۱۹۷۱ء میں ۲،۲۲ ٪ تھا لیکن اس ۹۱-۱۹۸۱ء میں ۲،۱۱ ٪ ہے۔ نندا نے جنسی شرح کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ گذشتہ دہے میں ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں ۹۳۴ عورتیں تھیں جبکہ اس دہے میں ایک ہزار مردوں پر ۹۲۹ عورتیں ہیں۔ اس طرح ان کا تناسب بھی کم ہوا ہے دہلی میں ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں ۸۳۰ عورتیں۔ انڈوہار نکوبار میں ۸۲۰ اور چنڈی گڑھ میں ۷۹۳ ہیں :

تعلیم کا تناسب پورے ملک میں ۵۲،۱۱ ٪ ہے مرد ۶۳،۸۶ ٪ اور عورتیں ۳۹،۴۲ ٪ تعلیم یافتہ ہیں، کیرلہ تعلیم میں سب سے آگے ہے وہاں تعلیم کا تناسب ۹۰،۵۹ ٪ ہے جبکہ دہلی میں ۷۶،۰۹ اور بہار میں سب سے کم ۳۸،۵۴ ٪ ہے۔

ناگالینڈ میں اضافہ کی شرح سب سے زیادہ ہے ۵۶،۸۶ ٪ جب کہ ۸۱-۱۹۷۱ء میں ۵۰،۰۵ ٪ تھی یہاں تعلیم بھی کم ہے۔ کیرلہ میں تعلیم سب سے زیادہ ہے اور آبادی میں اضافہ کی شرح کم۔ ان اعداد و شمار پر نظر ڈالنے سے تین بڑے واضح حقائق سامنے آتے ہیں۔

آبادی بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی یہاں آبادی کو مصنوعی طور پر روکنے کی کوشش کچھ زیادہ کامیاب نہیں رہی ہے اور نہیں رہے گی اور نہیں رہنی چاہیئے۔ بلکہ ہمیں زیادہ توجہ پیداوار کے نئے وسائل و ذرائع کو تلاش کرنے پر دینا چاہیئے۔ اور ہزاروں ایکڑ غیر آباد اور بنجر زمینوں کو کاشت میں لانا چاہیئے۔ کاشت کے لئے جدید ذرائع کا استعمال کر کے مزید غلہ حاصل کرنا چاہیئے۔ صنعتی ترقی بھی ہمارے لئے نئے وسائل پیدا کر سکتی ہے۔

جو وسائل و ذرائع ہم آبادی کو روکنے اور فیملی پلاننگ پر ضائع کر رہے ہیں اس کو تعلیم پر لگانا چاہیئے۔ تعلیم فیملی پلاننگ کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے آبادی کی شرح میں جو تھوڑی سی کمی واقع ہوئی ہے وہ فیملی پلاننگ کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلیم کے کسی قدر پھیلاؤ کی وجہ سے۔ تعلیم اور آبادی میں گہرا رشتہ پایا جاتا ہے۔ آپ اپنے قرب و جوار کا مشاہدہ کیجیئے آپ دیکھیں گے کہ غربت اور جہالت آبادی میں مسلسل اضافہ کا سبب ہیں اور تعلیم و دولت آبادی میں کمی کا۔ اگرچہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے، تاہم اکثر ایسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ کیرلہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، وہاں ہندوستان میں تعلیم سب سے زیادہ ہے۔ اور آبادی میں اضافہ کا تناسب کم۔ ناگالینڈ میں تعلیم کم ہے۔ اور آبادی زیادہ ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم پر جتنی توجہ ہمیں دینی چاہیئے نہیں دے رہے ہیں آج آزادی کے ۴۳ سال بعد بھی ہم صرف آدھا دی آبادی کو ہی پڑھنا لکھنا سکھا پائے ہیں۔ اور اس میں بھی ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو صرف اپنا نام لکھنا جانتے ہیں، حکومت نے وسائل ذرائع کو موہوم خطرات کی بنا پر دفاع پر اور آبادی کو روکنے پر اور دیگر غیر ضروری چیزوں پر خرچ کیا جبکہ تعلیم کو اس کو اولیت دینی چاہیئے تھی تعلیم فرد اور سماج کے اندر روشنی پیدا کرتی ہے۔ اس کے بغیر انسان تاریکیوں میں بھٹکتا ہے اور اسی کے ذریعے تبدیلی اور انقلاب بھی آتا ہے خواہ وہ تبدیلی انفرادی ہو۔ اجتماعی ہو یا سماجی اور معاشی ہو۔ اس کے بغیر ہم کسی ترقی کا خواب نہیں دیکھ سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تعلیم کو آسان اور سہل الحصول بنانا چاہیئے اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے کہ بچے پڑھ سکیں اور اساتذہ پڑھا سکیں تعلیمی اداروں سے اخلاقی قدریں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ گھٹیا سیاست کا سایہ گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ اور تعلیم گاہیں جرائم اور نشہ آور دواؤں کا اڈہ بنتی جا رہی ہیں، تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے نقل کرنے پر

ماہ نامہ نقش کوکن ممبئی۔

...ر رہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اساتذہ جان بوجھ کر یہ موقع فراہم
...تے ہیں حکومت کو اس پر توجہ دینی چاہیئے۔

ایک اور حقیقت جو سامنے آئی ہے وہ عورتوں کی تعداد میں
...سل کمی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج بھی سماج میں
...ے خاندان اور قبیلے موجود ہیں جو اپنے لڑکیوں کو پیدا ہوتے
...بڑی بے دردی سے قتل کر دیتے ہیں۔ یہ کام جاہل سے لے کر
...ے لکھے تک کرتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء کے انڈیا ٹوڈے کے ایک
...نگار رنجیت بجوری کے مطابق راجستھان میں جلسیمر سے کوئی ۱۵۰ کلو
...دور دیورا نامی ایک گاؤں میں بھاٹی ذات کے لوگ آباد ہیں۔ ان کا
...راجپوت گھرانے سے ہے۔ یہ کبھی حکمراں خاندان کے افراد تھے
...تسیم در تقسیم سے گذر کر یہ غریب ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی انا اور جھوٹا
...رباقی ہے۔ اپنے جھوٹے وقار اور جہیز سے بچنے کے لئے ان
...یہاں جیسے ہی کوئی بچی پیدا ہوتی ہے اس کے منہ پر ریت سے بھری
...ی رکھ دیتے ہیں یا افیم کی زیادہ مقدار کھلا دیتے ہیں۔ اگر پھر
...بچی زندہ رہتی ہے تو سیدھے اس کا گلا دبا دیتے ہیں
...یہ کام خود اس کی ماں کو کرنا پڑتا ہے۔ اور پاس پڑوس اور گھر کی
...رتیں اس کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ گاؤں والوں نے نامہ
...ر کو بتایا کہ پچھلے ایک سال میں صرف ایک گاؤں میں ۱۶ لڑکیوں
...ار اگیا۔ اور ہر سال قریب کے دس گاؤں میں ۱۵۰ لڑکیاں ماری
...تی ہیں۔ اس علاقہ کی آبادی میں ایک ہزار مردوں پر ۵۰۷ عورتیں
...اور خود بھاٹی ذات میں دنیا میں سب سے کم ۵۵۰ عورتیں ہیں
...سمیر کے پچھلے حصہ میں لڑکیوں کی تعداد صرف ۵۰ ہے جبکہ پوری آبادی
...ں ہزار ہے۔ اور ان لڑکیوں کی عمر بھی دس سال ... سے
...ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ادھر دس سال سے ان کے اندر تھوڑی
...بیداری آئی ہے۔ بیاسے ۵۰ کلومیٹر دور دیورا کے ایک پرائمری
...اسکول میں ۱۷۵ بچوں میں صرف ایک بچی جسونت کور ہے جس کی
...عمر ۹ سال ہے۔

یہ تو ایک علاقہ کی بات ہے تاہم پڑھے لکھے اور مہذب گھرانوں
...عورتوں کا حال اس سے بھی برا ہے۔ دہلی کے ایک اجلاس میں
...خواتین کی ایک تنظیم چیتنا نے اپنی رپورٹ میں بتایا ۱۹۷۸ء سے
۱۹۸۳ء تک جنین کی تشخیص کے بعد رحم مادر میں ۷۸ ہزار حمل ضائع
کرائے گئے اور یہ تمام کی تمام بچیاں تھیں۔ ایک اور رپورٹ میں
۸ ہزار اسقاط حمل میں سے ۷۹۹۹ لڑکیاں تھیں (دعوت مارچ
۹۰)

یہ حال بڑی تشویشناک ہے۔ جہیز اور جھوٹی عزت کے
خوف سے لڑکیوں کو قتل کرنا ہمارے سماج کے لئے آئندہ خطرناک
ہوسکتا ہے اور کسی بھی خطرہ کے موقع پر ہم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے
اس سے اخلاقی انارکی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو فوراً
بند ہونا چاہیئے۔ حکومت تشخیص جنین کلینکوں پر پابندی لگائے اور
سماج بچیوں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھے۔

اسلام میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ قیامت کے روز
بچی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی اور اس کے خاموش
رہنے پر اس کے والدین سے باز پرس ہوگی اور ان کو سخت سزا ملے گی
یہ تو اسلام کی بات ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ کسی مذہب میں لڑکیوں
کے قتل کی اجازت ہے، حیرت ہے کہ یہ کام خود عورتیں ہی کرتی
ہیں۔ کاش اس کے عواقب اور نتائج سے ہم آگاہ ہو جاتے۔ ورنہ دختر
کشی اور عورتوں کی کمی کا انجام کچھ بہتر نہیں ہوگا ■

ڈاکٹر اے ایو، شیخ

کیا۔ "دارالعلوم" کے طریقۂ تعلیم میں بہتری کے امکانات ہیں

ہندوستان میں مسلمانوں کے دینی مدارس یا دارالعلوم۔
ی علمی اور نظری ہمہ جہت تعلیم دے رہے ہیں۔۔ اس میں
فلسفہ افکار و عقائد کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ ان اداروں
میں جن طریقوں کو اختیار کیا گیا ہے، مذہبی لحاظ سے ان پر
حرف یا کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا۔ چند سالوں میں عالم و فاضل
بننے کے لئے ان کا نصاب اور نظم و ضبط ایک فرد کی تعلیم و تربیت
ہے۔ مذہبی فقہی تعلیم اور نظم و ضبط کے لحاظ سے اس میں
اضافہ کی گنجائش شاید ہی ہے۔

جب چھٹے اور ساتویں تک تعلیم حاصل کر لی جاتی ہے تو فقہی نصاب کی
شروع کی جاتی ہے وہ طلبا اپنے ذہنی معیار (I.Q) کی دوسری
سطح پر رہتے ہیں اور چونکہ وہ ایک سے سات اور سات سے چودہ
کے درمیان ذہنی پختگی کی حد کو پہنچتے ہیں۔

مسلمان بچوں کا گھریلو ماحول عموماً مختلف ہوتا ہے۔ ان کی سماجی
اقتصادی فضا ان کو محروم رکھتی ہے۔ اس پرائمری تعلیم سے جو
کی دماغی صلاحیت کو ابھارتی ہے، اور اکساتی ہے۔ اس میں پڑھنے
اور حساب (3 R) کا تو ذکر ہی نہیں ہوتا۔ ۶۰ فیصد مسلمان
معاشی بدحالی کا شکار ہیں۔

ان اداروں میں لڑکے عموماً مدرسوں سے آتے ہیں جہاں
یا امام تعلیم دیتے ہیں۔ وہ روایتی انداز میں تعلیم دیتے ہیں
وہ تعلیم کے جدید طریقوں سے واقف نہیں ہوتے اور ان میں
نہیں ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی روایتی تعلیم پاتے
بچے کی بنیاد ثانوی تعلیم کے لئے شروع ہی سے معقول نہیں ہوتی
نقش کوکن۔ بمبئی

ظاہر ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں پانچ لاکھ پچھتر ہزار دیہاتوں سمیت پچاس ساٹھ ہزار یا اس سے زیادہ مدرسے اس قسم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ان اماموں یا استادوں کو جو مسلم روایتی مدارس اور مکاتب میں تعلیم دینے کی جدید طریقوں کی تربیت اور تعلیمی وسائل سے استعمال کی تعلیم نہیں دی گئی ہے تاکہ وہ طالب علم کو ضروری مضامین کی تفہیم کرا سکیں، زبان، ریاضی اور دیگر باتوں کی ایسی تعلیم دے سکیں جو اعلیٰ یا ثانوی تعلیم کے انجذاب و اکتساب میں مفید ثابت ہو سکے۔

آج ایک اچھا استاد اور اسکول، طالب علم کو اس کے ماحول سے اور ان تعلیمی وسائل سے جو اسکول کے حدود کے اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں خود تعلیم حاصل کرنے کی قوت اور تربیت دیتا ہے، انجذاب علم کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ ان غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی وجہ سے غریب طلبہ کو ان سہولتوں سے محروم رکھا جاتا ہے اور روز افزوں ترقی سے وہ بے خبر رہتے ہیں۔ اس امر پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ ضروری اقدامات پر توجہ کرنا چاہئے۔

مدرسوں اور تربیت گاہوں کی اصلاح
نصاب میں شمولیت

(i) ان سائنسی مضامین کی جو چھوڑ دیئے گئے ہیں۔
(ii) جدید یورپی زبانیں۔
(iii) نئے خیالات (جو جدید تحقیقات کا نتیجہ ہیں)
(iv) دنیا میں ہونے والے واقعات سے آگاہی۔
(v) تعلیم کے جدید طریقے اور تکنیک اور امدادی آلات کا استعمال۔

اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ مختلف نمازیوں اور ملکوں کے لوگوں میں آسانی سے تبلیغ کا کام کرسکیں گے۔ مختلف مقامات اور مواقع پر پیش آنے والے حالات میں کامیاب ثابت ہوں گے۔ ان مدرسوں میں داخلہ لینے والے بالغ اور نابالغ طلبہ کو تعلیم دینے کے لئے پوری طرح تیار رہیں گے۔ ایک B.ED یا D.ED (بی ایڈ یا ڈی ایڈ) مکمل طور سے تربیت یافتہ اپنے کام اور مقصد میں وقف استاد بھی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔

مساجد کے اماموں اور مدارس کے استادوں کی جانچ کا کوئی طریقہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ تعلیم اور تبلیغ کے طریقوں میں کام میں بہتری پیدا ہو یہ تجویز عمدہ کارکردگی پیدا کرنا، مسلم مدرسوں اور سماج میں اچھے تاثرات اور نتائج حاصل کرنے کیلئے ہے۔ اماموں اور استادوں کے لئے کتابیں گراں اور قیمتی ہیں، ان کے لئے خطبات وعظ کے لئے کتابیں تربیتی ماہرین کی جانچ اور منظوری کے بعد ہی طبع کرائی جائیں۔

فارسی، عربی یا اردو میں خطبہ، وعظ یا اسکول کا سبق، جو کچھ ہے وہ موثر نہیں ہوتا ہے بہتر ادارے یا دار العلوم میں ظاہر ہے کہ ایک کالج اساتذہ کی تربیت کے لئے کھولا جائے جو شعبہ جاتی اساتذہ کا ٹریننگ کے درجہ کا BACHLORSDEGREE تک کا ہو۔ ان استادوں اور مولویوں کے لئے وقتاً فوقتاً چار کا ریفریشر کورس بھی رکھا جائے تاکہ وہ ایک دوسرے سے استفادہ کرسکیں۔

مختلف ریاستوں کے ٹریننگ کالجوں میں جو نصاب ہے اس میں مناسب ترمیم اور اضافہ کرکے دار العلوم کے لئے ایک بہتر نصاب تیار کیا جاسکتا ہے، ان لوگوں کے لئے جو دار العلوم میں مولوی/عالم/فاضل کی ڈگری کی تحصیل کرتے ہیں ایک تعلیمی ٹیکنالوجی کورس بھی رکھا جاتے۔ جوان کے نصاب میں مولوی/عالم/فاضل کے درجہ بدرجہ شامل ہو۔ جیسا کہ عیسائی مذہب کی تربیت گاہوں میں گذشتہ کئی سال سے رائج ہے، تاکہ تعلیمی اداروں، لوکل باڈیز، اور ریاستوں کے تعلیمی شعبوں اور اداروں میں ان کی ڈگری تسلیم کی جائے۔ اس سے مولویوں کو ملازمت کے زیادہ مواقع فراہم ہونگے۔ اور مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں پر بھی اس کا اثر پڑے گا جیسا کہ عیسائی پادریوں اور استادوں کا ہوتا ہے۔

ان مذہبی تربیت گاہوں میں صنعتی مراکز I.T.I قائم کرنے میں افادیت اور سہولت ہے۔ تاکہ جو لوگ مولوی/عالم/فاضل کا نصاب کر رہے ہیں وہ ساتھ ساتھ ٹیکنیکل تعلیم بھی حاصل کرسکیں جو ان کے خاندان اور متعلقین کے لئے مفید اور کفیلی ہو بجائے اس کے کہ وہ دیہاتوں اور گاؤں کے غریب لوگوں کی طرف دیکھیں۔

ان تربیت گاہوں کے نصاب کے لئے سہ رنگی کارگزاری ایسی ہو سکتی ہے کہ ۷۰ فیصد فقہی، ۱۵ فیصد ٹیکنیکل، ۱۵ فیصد تعلیم کی تربیت TEACHERS TRAINING نصاب ہو، جو تمام دار العلوم (مدارس) میں رائج کیا جائے۔

مذکورہ بالا تجاویز کے عمل کرنے سے ان مذہبی درسگاہوں کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ ہوگا۔

مدرسوں اور دار العلوم میں مسلم بچوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کی بنیادی تعلیم کو بھی بہتر بنانا ضروری ہے۔ ان اداروں کے نصاب اور طریقہ تعلیم پر نظر ثانی کی جانی چاہیئے۔ تاکہ وہ نتیجہ خیز ثابت ہوں، اس ضمن میں مرکزی وقف کونسل کی تحریک پر ہندوستان کے فاضل علماء کی کمیٹی نے جو نصاب تعلیم ترتیب دیا ہے، اسے اطراف واکناف ملک میں جاری کرنا ہوگا۔ نیز جدید درسی کتب شائع کرواکے پورے ملک میں تقسیم کرنا ہوگا۔

بچوں کے ماسوا ہندوستان کی مسلم آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ ناخواندہ ہے خصوصاً مسلمان مائیں قرآن پڑھ/اور جاہل ہے کیونکہ انہیں نہ کسی زبان میں مروجہ تعلیم دی گئی ہے اور نہ ہی قرآن و حدیث سکھائی گئی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مسلم اداروں مدرسوں اور مسجدوں میں تعلیم بالغان پر خصوصی توجہ دی جائے مسلم ماؤں اور بہوؤں کے لئے نیز بالغ مرد کے لئے دوپہر بعد یا عصر کے وقت درس کا مناسب انتظام کیا جائے۔ جس میں مادری زبان کی خواندگی اور اسلامی دعائیں عقائد، احادیث اور قرآن مجید کی تعلیم کا خاص انتظام ہو۔

اسلام کی ترویج وترقی کے لئے لازمی ہے کہ محلوں اور دیہاتوں میں تبلیغ کے لئے نکلنے والے مسلمان بذات خود تعلیم وتربیت سے بہرہ ور ہوں۔

تاریخی شخصیت

خواجہ معین الدین چشتیؒ

خواجہ معین الدین چشتیؒ اسلامی تصوف کی تاریخ میں برگزیدہ ترین بزرگوں میں سے ایک بزرگ اور ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ سے بانی ہیں۔ وہ اندازاً ۵۳۶ھ/۱۱۴۱ء میں سجستان میں پیدا ہوئے ابھی ۲۰ سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ ان کے والد سید غیاث الدین انتقال کر گئے اور ترکے میں آٹے کی چکی اور ایک میوے کا باغ چھوڑا۔

ترکوں کے ہاتھوں سجستان کی تخت و تاراج کے بعد وہ احوال باطن کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلک صوفیہ کی جانب بہت قوی رجحان پیدا ہوگیا۔ سب مال و متاع بانٹ دیا۔ اور مسافرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ سمرقند و بخارا کی درس گاہوں میں اس زمانے کے ممتاز علماء سے مذہبی علوم کی تحصیل کی، عراق جاتے ہوئے قصبہ ہرون سے گزرے جو ضلع نیشاپور میں ہے۔ یہاں خواجہ عثمان ہارونی سے ملاقات ہوئی اور ان کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہو گئے۔ تعلیم و تربیت کی غرض سے بیس برس تک وہ اپنے ان مرشد کے ہمراہ سیر و سیاحت کرتے رہے، اس کے بعد بطور سیاحت پر کمر باندھی اور عبدالقادر جیلانی، شیخ نجم الدین کبریٰ شیخ نجیب الدین، عبدالقادر سہروردی، شیخ اور سعید تبریزی، شیخ عبدالواحد غزنوی وغیرہ سے ملاقات کی، یہ سب کے سب وہ بزرگ ہیں، جنہوں نے اپنے ہم عصر مذہبی افکار پر بہت گہرا اثر ڈالا، حضرت خواجہ نے مملکت اسلامیہ کے تقریباً تمام بڑے مرکزوں کی جو اس عہد میں موجود تھے۔ مثلاً سمرقند، بخارا، بغداد، نیشاپور، تبریز، اوش، اصفہان، سبزوار، مہنہ، خرقان، استرآباد، بلخ، اور غزنہ۔ اور قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی، مذہبی زندگی کے تقریباً تمام اہم رجحانات سے واقفیت حاصل کی، اس کے بعد ہندوستان کا رخ کیا اور کچھ دن لاہور میں ٹھیر کر اپنا کچھ وقت شیخ علی الہجویری کے مزار پر مراقبے میں صرف کیا۔ اس کے بعد اجمیر پہنچے جسے وقت تک غوریوں نے فتح نہیں کیا تھا انہیں انہوں نے بڑی عمر میں شادی کی۔ عبدالحق دہلوی (م ۱۶۴۲ء) کا بیان ہے کہ انہوں نے دو شادیاں کیں اور ان کی ایک زوجہ ایک ہندو راجہ کی لڑکی تھی۔ ان دو بیویوں سے ان کے تین لڑکے ہوئے شیخ ابوسعید، شیخ فخرالدین اور شیخ حسام الدین اور ایک لڑکی بی بی جمال تھی۔ بی بی جمال کا تصوف کی طرف زبردست رجحان تھا۔ لیکن لڑکوں کا میلان تصوف کی طرف نہ تھا۔ ابوسعید کا تو کچھ حال معلوم نہیں۔ فخرالدین اجمیر کے قریب منڈل میں کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے۔ اور حسام الدین پر اسرار طور پر کہیں غائب ہو گئے۔ خواجہ معین الدین کی وفات اجمیر میں ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء میں ہوئی۔ ان کے مزار کا ہندو مسلم دونوں احترام کرتے ہیں۔ اور ان کے عرس کے موقع پر وہاں پاکستان و ہند سے لاکھوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درگاہ کے احاطے میں بہت سی عمارتیں شامل ہیں، جو مغل بادشاہوں، رئیسوں، سوداگروں اور صوفیوں نے گذشتہ صدیوں میں وہاں تعمیر کرائے۔ محمد بن تغلق ۷۲۶ھ/۱۳۲۵ء تا ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء دہلی کا پہلا سلطان تھا۔ جو خواجہ صاحب کے مزار پر حاضر ہوا۔ (فتوح السلاطین ص ۴۶۶) مالوے کے خلجی سلاطین نے آپ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ اکبر (۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء، ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) کے زمانے میں ان کا مزار ملک کی سب سے بڑی زیارت گاہ کے طور پر شہرت رکھتا تھا مغل بادشاہ اس مقبرے سے بہت اظہار عقیدت کرتے تھے چنانچہ اکبر اجمیر تک پیادہ پا چل کر گیا، اور کہا جاتا ہے کہ شاہ جہاں کی دختر جہاں آرا، نے اپنی پلکوں سے مقبرے میں جھاڑو دی۔

خواجہ معین الدین نے ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد رکھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا اجمیر میں قیام پرتھوی راج اور اونچی ذات کے ہندوؤں کو پسند نہ تھا۔ مگر عوام جوق در جوق ان کے گرد جمع ہوتے تھے۔ التمش بادشاہ (۱۲۱۰ تا ۱۲۳۲ء) کے زمانے میں دو مرتبہ دہلی آئے مگر وہ سیاسی قوت کے اس مرکز سے اپنے آپ کو دور ہی رکھتے تھے اور خاموشی کے ساتھ ملک میں ایک فکری انقلاب کی بنیاد رکھ رہے تھے، وحدۃ الوجود میں ان راسخ عقیدہ کی وجہ سے انہیں اپنے صوفیانہ تبلیغ کے نصب العین کو ایسی نظریاتی مدد ملی جو غیر مسلموں سے

جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کے ضروری تھی۔ ان کے بعض ملفوظات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحب دل، وسیع المشرب اور نہایت درد مند انسان تھے۔ وہ انسانیت کے علمبردار تھے، وہ اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ وہ اپنے اندر دریا کی سی فیاضی سورج جیسی گرمجوشی زمین جیسی مہمان نوازی پیدا کریں۔

سب سے اعلیٰ عبادت (طاعت) کی شکل ان کے نزدیک یہ تھی کہ مصیبت زدہ لوگوں کے دکھوں کو دور کیا جائے، بے یار و مددگار لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے سلسلہ چشتیہ کے بلند پایہ نظریات انہیں کے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی شیخ نظام الدین اولیا کے ارشادات (فوائد الفواد) اور آٹھویں ہجری کی ان تصانیف میں شرح کی گئی ہے جن کا تعلق چشتیہ مسلک سے ہے۔

تین چیزوں سے نفرت کرو! ظلم۔ غرور۔ لالچ، تین چیزوں کو چھوڑ دو! سستی۔ بکواس۔ اور فضول خرچی۔

گداگری ۔ سماج کا ایک کلنک

پروردگار حقیقی نے اشرف المخلوقات انسان کو عقل و فہم و ادراک کی قوتیں اس لئے عطا فرمائی ہیں کہ وہ غور و فکر کرے، تدبر سے کام لے اور اپنے مسائل حل کرنے کے لئے مفید تدابیر سوچے ہاتھ پاؤں اس لئے دئے ہیں کہ وہ ان کے ذریعے صنعت و حرفت دستکاری، کاشتکاری، تجارت وغیرہ میں خوب محنت و مشقت کرے اور حسب حال جو بھی ذریعہ معاش اختیار کرے اس میں جائز ذرائع سے روزی حاصل کرے، اور اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے ناجائز اور غلط طریقے اختیار نہ کرے

لیکن اگر کوئی انسان قدرت کے مہیا کردہ بے پناہ ذرائع و مسائل، فہم و فراست اور اس کے متعین کردہ اصولوں اور ضابطوں کے مطابق روزی حاصل کرنے کا سیدھا راستہ اختیار نہ کرے، محنت و مزدوری نہ کرے، کوئی کاروبار کرنے کے بجائے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ کسی کی خدمت کئے بغیر اس سے حقِ خدمت کا طالب ہو، کسی کے کام آئے بغیر معاوضہ چاہے اور بھیک مانگ کر زندگی بسر کرے تو بلاشبہ ایسا انسان گداگر ہے وہ جو کرتا ہے گداگری ہے۔ کاش، وہ گداگر نہ ہوتا رفوگر ہوتا، یا کاریگر ہوتا، زرگر نہیں تو قلعی گر ہوتا!!

چونکہ گداگری قوانین قدرت سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ دنیا کے نظام سعی و عمل سے انحراف ہے اس لئے گداگری اپنے دامن میں بے شمار برائیاں سمیٹے ہوئے ہے۔ موجودہ دور میں تو گداگری کا مسئلہ پیچیدہ اور سنگین بن چکا ہے۔ اس اہم بات کو نظر انداز کر دینا ملک و ملت کے لئے چنداں سود مند نہ ہوگا۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ انسانی عزت و وقار کے جنازے کا نام گداگری ہے، انسانی ضمیر کے مردہ ہو جانے کا نام گداگری ہے۔ انسانی عظمت و شوکت کو ذلت و رسوائی کی انتہائی سے بدل دینے کا نام گداگری ہے خود اعتمادی اور خودداری کے پاکیزہ جذبات کو کچل دینا گداگری ہے المختصر گداگری انسانیت کے جسم پر ایک رستا ہوا ناسور ہے ملتِ اسلامیہ کے چہرے پر ایک بدنما داغ اور قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔

آیئے ذرا مختصر طور پر اس بات کا جائزہ لیں کہ انسان کو سب کچھ میسر ہونے کے باوجود گداگر کیوں بننا پڑتا ہے وہ کون سے اسباب و محرکات ہیں جو عظمت انسانی کو گداگری کے پردے میں ذلیل و رسوا کر رہے ہیں۔

ہر انسان اپنی خواہشات اور ضروریات رکھتا ہے جو تادم مرگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں ایک باعزت اور باحوصلہ انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے محنت و مشقت کرتا قوت بازو سے کام لیتا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کا طالب ہوتا ہے اور ایک اعلیٰ درجہ معاشرہ بھی اس کا معاون و مددگار ہوتا ہے۔ جیو اور جینے دو کے اصول کے مطابق ہر انسان کو حصولِ معاش کے لئے یکساں سہولتیں میسر ہیں۔ معاشرہ میں ہر انسان کے لئے روزی کے دروازے یکساں طور پر کھلے ہیں۔ ایک اچھا معاشرہ امداد باہمی کی اسکیم پر عمل پیرا ہو کر معاشرے کے پس ماندہ اور غریب لوگوں کو سہارا دیتا ہے لیکن جب معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے، فاسد عناصر معاشرے کی اعلیٰ اقدار کو پامال کردیں، دولت کی تقسیم غلط طریقے سے کی جائے تو قوم اقتصادی بحران اور معاشی ناہمواریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ گداگری کے فروغ کے چند بڑے اسباب درج ذیل ہیں:۔

غربت و افلاس

غربت و افلاس:۔ زندگی کی اکثر ضروریات کی تکمیل کا سب سے بڑا ذریعہ پیسہ ہے۔ ایک دولت آدمی نہ صرف ضروریاتِ زندگی بڑی آسانی سے حاصل کر لیتا ہے بلکہ معاشرہ میں اپنا باعزت مقام بھی رکھتا ہے دولت کی فراوانی اس کے عیوب و نقائص کو بھی ہنر بنا دیتی ہے۔ لیکن یہ غربت اور مفلسی ہی ہے جس کی انتہا گداگری پر ہوتی ہے۔ ایک مفلس اور نادار انسان جب ناسازگار حالات سے تنگ آجاتا ہے تو بھیک مانگنا شروع کر دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ بھیک مانگنے کا

عادی بن جاتا ہے اور گداگر کہلاتا ہے۔

بیروزگاری :- بیکاری اور بیروزگاری بھی گداگری کا ایک بڑا سبب ہے۔ جس ملک اور معاشرے میں بیروزگاری عام ہوگی۔ وہاں گداگری کی بھی افراط ہوگی۔

جہالت :- اپنی عزت اور وقار سے باخبر ایک ایک پڑھا لکھا تعلیم یافتہ انسان گداگری کی ذلت قبول کرنے کے لئے آسانی سے کبھی تیار نہ ہوگا۔ اس کے برعکس ایک جاہل اور ناخواندہ شخص کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے میں کبھی عار محسوس نہ کرے گا۔

بیماری :- تندرست آدمی قدرتی طور پر محنت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن بیمار آدمی اپنے کاروبار میں محنت و مستعدی کا مظاہرہ نہیں کرسکتا جب کہ گداگری کے ذریعہ وہ کسی خاص محنت کے بغیر اچھی خاصی آمدانی پیدا کرسکتا ہے اور پھر بعض بیماریاں فی الواقع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کے ہاتھوں انسان معذور اور مجبور بن جاتا ہے اور کسی کام کے قابل نہیں رہتا

کاہلی اور سستی :- ایک آرام طلب اور کاہل شخص محنت و مزدوری کے ذریعہ روزی کے حصول سے گھبرائے گا۔ اس کی خواہش یہ ہوگی کہ محنت اور کام کے بغیر ہی اسے روزی مل جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی روزی کے حصول کا سب سے آسان طریقہ گداگری کے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔

اخلاقی پستی :- جو شخص اخلاق کی قدر و قیمت سے واقف ہوگا وہ کبھی گداگر نہیں بنے گا۔ البتہ جس شخص کی اخلاقی حالت پست ہوگی وہ اس پیشہ کو ضرور اپنائے گا۔

مذہب سے بیگانگی :- ایک اور بڑی وجہ مذہب سے بیگانگی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب انسان کو گداگری حدتک ذلیل بنادینے کا حامی نہیں ہے، پھر مذہب اسلام تو گداگری کا مخالف ہے

دولت کی غلط تقسیم :- کچھ لوگ طاقت کے بل بوتے پر اور لالچ و طمع میں اندھے ہوکر دولت پر سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دولت کی تقسیم کے قدرتی ذرائع سے راہ فرار اختیار کر رکھی ہے۔ غریبوں اور دولت مندوں پر دولت کے دروازے مقفل ہیں جس کی وجہ سے غریب غریب تر اور امیر امیر ترین ہوتے جارہے ہیں۔ چنانچہ غریب لوگ گداگر بننے پر مجبور ہورہے ہیں:

ضرورتمندوں کی مدد کا غلط طریقہ

بے کس غریب اور دیگر ضرورتمندوں کا طریقہ نام و نمود کی خاطر نمائشی اور رسمی بن کر رہ گیا ہے۔ غور فرمائیے کہ ایسے شخص کو جو اقتصادی بدحالی کا شکار ہو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہ ہو اسے چند سکے دیکر ٹال دیا جاتا ہے نتیجۃً اسے دوسرے لوگوں کی طرف بھی رجوع کرنا پڑتا ہے اسطرح وہ بھیک مانگنے کا عادی بن جاتا ہے۔ اگر مستحق لوگوں کی اسطرح مدد کی جائے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں اور اپنی ضروریات خود پوری کرنے کے قابل ہوسکیں تاکہ آئندہ کسی کے آگے دست سوال پھیلائیں

اخوت اور ہمدردی کا فقدان :- انسانیت کی تکمیل کیلئے جن اعلیٰ صفات کی ضرورت ہے انہیں اخوت، ہمدردی اور رحمدلی کی صفات نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ بدقسمتی سے اس مادی دور کا انسان پاکیزہ اوصاف سے روز بروز عاری ہوتا جارہا ہے۔ اب تو حالت یہ ہورہی ہے کہ کسی کمزور کو سہارا دینے، گرتے کو سنبھالنے اور مصیبت زدہ کی مدد کرنے کے بجائے انہیں مزید نقصان پہونچانے اور ذلیل و خوار کرنے میں لذت محسوس کی جاتی ہے۔ معاشرہ کے بے سہارا اور کمزور انسانوں کے ساتھ حوصلہ شکن اور انسانیت سوز سلوک اگر گداگر اور فقیر جنم نہیں دیگا تو کیا کریگا۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ گداگری کے مندرجہ بالا اسباب ومحرکات کی روشنی میں اسکے سدباب کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں پیشہ ور گداگری خاتمہ خوشحالی اور ترقی کی اولین ضمانت ہے۔ جائز اور مستحق محتاجوں کی مدد کیلئے ٹھوس قوانین بنائے جائیں۔

منڈل کمیشن رپورٹ

۵۲ فیصد مسلمان اور دیگر اقلیتیں بھی منڈل سے فیضیاب ہونگے

عبدالرحیم موسیٰ حکیم

منڈل کمیشن رپورٹ کے مطابق ۵۲ فیصد مسلمان، عیسائی سکھ، بدھ، اور جین بھی رپورٹ میں سفارشات کے حقدار ہیں، اس کے علاوہ ۴۳٫۷۰ فیصد ہندوستان کی آبادی کا کل حصہ جو ہندو دیگر پسماندہ طبقہ (ہندو / او. بی. سی.) میں گنے جاتے ہیں. منڈل سفارشات کے دائرہ میں آتے ہیں۔ کمیشن کے کئے ہوئے انداز کے بنیاد پر اگرچہ حساب لگایا گیا اور معلومات کو ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق لایا گیا تو جو ذات، قوم، اور مذہبی طبقہ منڈل کے دائرہ میں او. بی. سی. کے طور پر آتے ہیں، وہ اس طرح سے ہیں تقریباً ۱۹ کروڑ ۲۸ لاکھ ہندو دیگر پسماندہ طبقہ (ہندو او. بی. سی) ۴ کروڑ ۹۲ لاکھ۔ مسلمان ۵ کروڑ ۸۴ لاکھ، عیسائی ۳ کروڑ ۱۳ لاکھ سکھ، ۴ کروڑ ۲۹ لاکھ بدھ اور جین ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ.

اس طرح دستور کے دفعہ ۳۴۰ کے مطابق منڈل کمیشن نے او. بی. سی میں نہ صرف ہندو پسماندہ طبقہ کو شامل کیا ہے، بلکہ ان سبھی مذہب اور قوم کے لوگوں کو جو سماجی اور تعلیمی طور پر پسماندہ ہیں. شامل کیا ہے، ہندوستان کی ۵۲ فیصد آبادی منڈل کی سفارشات سے مستفیض ہوئی.

ہندوستان میں پسماندہ طبقوں کی آبادی کل آبادی کی ۵۶٫۴۷ فیصد ہے جن میں ۵۲ فیصد منڈل کے دائرے میں او. بی. سی کے تحت شامل ہیں. اور دوسرے دو ذات اور قوم جو شیڈیول کاسٹ اور شیڈیول ٹرائب کے نام سے پہچانے جاتے ہیں. شیڈیول کاسٹ (ایس. سی) کی آبادی ہندوستان کی کل آبادی کے بہ نسبت ۱۵٫۰۵ ہے اور شیڈیول ٹرائبس (ایس. ٹی) کی ۷٫۵۱ فیصد ہے۔ ایس. سی اور ایس. ٹی کو منڈل کے دائرے میں شامل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان قوموں کو پہلے سے ہی دستور دیگر قانونی اور دوسرے انتظامات کے مطابق رعایتیں اور سہولتیں مل رہی ہیں.

منڈل کے فائدے :- دیگر پسماندہ (او. بی. سی) طبقوں کو اوپر لانے کے لئے کمیشن نے ان کے لئے جو سفارشات کئے ہیں وہ مختصراً اس طرح ہیں.

(۱) ۲۷ ٪ ریزرویشن سرکاری اور نیم سرکاری بھرتیوں میں (مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے تحت) ان ریزرویشن میں ترقی کے عہدے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ان میں نیشنلائزڈ بینکوں کو اور تکنیکی اور پیشہ وارانہ اداروں کو بھی شامل کیا گیا ہے. ان کے علاوہ سب پرائیوٹ سکٹر انڈر ٹیکنگز (PRIVATE S ECTOR UNDERTAKING) جو کہ سرکار سے مالی امداد حاصل کرتے ہیں اور سب یونیورسٹیوں اور اس سے جڑے ہوئے تمام کالجوں (AFFILIATED COLLEGES) کو بھی یہ ریزرویشن لاگو کرنے کی سفارش ہے.

(۲) او. بی. سی. طبقہ کو اونچا اٹھانے کے لئے جن علاقوں میں ان کی اکثریت ہے وہاں ڈھیر سے ڈھیر خاص تعلیمی سہولت قائم کئے جائیں جن میں پیشہ وارانہ تربیت پر زیادہ زور دیا جائے. اس کے علاوہ ان کے لئے تکنیکی اور پیشہ وارانہ اداروں میں کوچنگ کی خاص سہولتیں دی جائیں.

(۳) دیہاتی کاریگروں کا ہنر بڑھانے کے لئے ان کے لئے خاص پروگرام بنائے جائیں، صنعت اور دھندہ بیوپار میں او. بی. سی. کی شرکت بڑھانے کے لئے سب ریاستی سرکاروں نے الگ

ے مالی او رٹکنیکی ادارے قائم کریں۔ چھوٹی صنعتیں قائم کرنے
ے لئے او۔ بی۔ سی کو امدادی قرض دیئے جائیں۔

(۴) او۔ بی۔ سی۔ طالب علم کے لئے سب سائنسی تیکنیکی اور پیشہ
رانہ ادارے جو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی طرف سے
لائے جارہے ہیں ان میں ۲۷ فیصد نشستیں محفوظ کی جائیں۔

(۵) چند مخصوص علاقوں میں جہاں پر او۔ بی۔ سی۔ کی آبادی
ے پہلے نے پہے وہاں زور دار اور مقررہ وقت میں پورا ہونے
لے تعلیم بالغان پروگرام جاری کئے جائیں۔ تاکہ سماجی اور
ز ہی ماحول بنا رہے، اس کے علاوہ او۔ بی۔ سی۔ کے علاقوں میں
ماندہ طبقوں کے طالب علم کے لئے رہائشی اسکولیں قائم کئے
یں۔ ان اسکولوں میں سب سہولتیں جن میں رہائشی اور کھانے پینے
سہولتیں شامل ہیں مفت دیئے جائیں۔

(۶) مرکزی اور ریاستی سطح پر بیک ورڈ کلاس ڈیولپمنٹ کارپوریشن
م کئے جائیں تاکہ سماجی، تعلیمی اور اقتصادی طور پر او۔ بی۔ سی۔
اوپر اٹھانے کے اقدامات میں تیزی آئے۔

(۷) ریاستی اور مرکزی سطح پر علیحدہ منسٹری / محکمہ، او۔ بی۔ سی۔
ے لئے کھولے جائیں تاکہ او۔ بی۔ سی۔ کے ضروریات کی حفاظت
جائے۔

(۸) مواقع میں برابری اور برتاؤ میں برابری ان میں کمزور
ر طاقتور دونوں کو برابری برتاؤ دیا جاتا ہے۔ اور اس حد تک
ور طبقوں کو سماجی انصاف سے محروم رکھنے کے برابر ہے۔ جو
ج میں نابرابری بہت زیادہ ہے جیسے اپنا سماج وہاں جو سماجی
قے دبے ہوئے ہیں اور انہیں مراعات حاصل نہیں ہیں انہیں
ص حفاظت اور مراعات دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ کمزور
تے طاقتور لوگوں کے لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رہیں۔ کمیشن نے
صول بھرتی کے موقع پر اور دیگر سہولتیں دینے کے مواقع
لاگو کرنے کی سفارش کی ہے۔ کیونکہ یہ دستور کے دفعہ
) ۱۵، (۴) ۱۶ اور ۴۶ وغیرہ جن میں خاص شرائط ایس
ایس سی اور او۔ بی۔ سی۔ کے حفاظت کے لئے بنائے گئے
ہ۔ ان کے مطابق ہے۔

غیر ہندو او۔ بی۔ سی کے لئے منڈل کے اصول

منڈل کمیشن نے کافی غور و فکر کے بعد غیر ہندو۔ او۔ بی۔ سی
(غیر ہندو پسماندہ طبقہ) کی پہچان حسب اصول پر مقرر کیا ہے۔

(۱) سب اچھوت جو کہ غیر ہندو مذہب میں تبدیل ہوئے
ہیں۔

(۲) ایسے لوگ جو اپنی روایتی پیشہ وارانہ قوم کے نام سے جانی
پہچانی جاتی ہے۔ اور جن کے ہندو ہمزاد او۔ بی۔ سی۔ کی فہرست میں
شامل کئے گئے (مثلاً دھوبی، تیلی، دھیمر، نائی، کنجر، کمہار، لوہار،
درجی، بڑھئی وغیرہ) کمیشن نے اپنی رپورٹ کے ساتھ او۔ بی۔ سی
کی تفصیلی فہرست ہر ریاست کے مطابق جوڑی ہے۔



تبصرہ — شرف کمالی

منتشر خیالوں کا منظم سلسلہ

سلسلہ منتشر خیالوں کا، ساحر شیوی کا نیا مجموعہ کلام حال ہی میں پریم گوپال کے زیر اہتمام سوروڈن پبلشنگ ہاؤس دہلی سے شائع ہوا ہے اور غالباً یہ ان کا شائع ہونے والا چوتھا مجموعہ کلام ہے۔ اس سے قبل "نیم شگفتہ"، "وقت کا سورج"، اور "صحرا کی دھوپ" ان کے تین مجموعے خراج تحسین پا چکے ہیں، ظاہر ہے اب اس فنکار کا فن یقیناً نکھرا ہوا ہونا ضروری ہے اور حسب توقع وہ نکھار یقیناً اس کتاب میں آپ کو نکھرا ہوا جابجا نظر آئے گا۔ کتاب کا انتساب بزبان حال اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ قدر جوہر کی جوہری جانتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے نام کتاب منسوب ہے، ہم مردہ پرست مشرق کے لوگ زندوں سے زیادہ مردوں کی قدر کرنے کے قائل ہے، ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے مقدس پیشے کی مصروفیات کے بعد عوامی خدمات کے لئے اتنا وقت کس بچاتے تھے یہ نسخہ خود وہی جانیں، کوکن اور کوکن کے لوگوں کا وقار کسی نے اگر بلند کیا ہے تو اس کا سہرا انھیں کے سر ہے، کوکن مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک ہو، بزم شعر و ادب ہو، نقش کوکن ٹرسٹ ہو ایسے کئی اداروں کی بنیاد رکھنے میں وہ ضرور شامل ہیں، اسی لئے وہ نام و نمود سے بہت دور ہیں، بنیاد رکھنے والے پتھر دکھائی نہیں دیتے یہی حال ان کا ہے زمانہ ابن الوقتوں کا ہے مجھ سے کئی غیر کوکنیوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا اعتراف ہونا ضروری ہے، مگر کسی "کوکنی" کو ان خدمات پر سوچنے کی مہلت نہیں ملی۔ ہم اپنے حال کا اظہار کر ہی چکے ہیں، ہماری نظم کوکن کے کھیکڑے بہت مقبول ہوئی۔ ہم اعزاز کیوں کرنے لگے؟ ہمارا مقدس کام تو ٹانگ کھینچنا ہے!! لیکن سب ہی لوگ یکساں نہیں ہوتے، ساحر ہی کو لیجئے، کتاب کا انتساب ڈاکٹر صاحب کے نام کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قوم کے بیچنے والے تو بہت ہیں لیکن — در دولت کے خریدار ہیں نائیک صاحب
یہ وہی ہیں جنہیں غیروں نے بھی عزت بخشی — جہل سے برسر پیکار ہیں نائیک صاحب

بقول ساحر نائیک صاحب کو غیروں نے بھی عزت بخشی ہے۔ اس کا احساس اپنوں کو ہونا ضروری ہے، کوکن کے لوگوں کی طرف سے اعزاز ان کا ضروری ہے، ساحر صاحب عنقریب وطن عزیز تشریف لائیں تو ان کی سرپرستی میں ہم اگر یہ قرض اتار سکیں تو قرض سنبھالنے والی بات کہلائے گی ورنہ نائیک صاحب جہل سے برسر پیکار رہیں گے، اور جب جہل خرد میں تبدیل ہوا ہوگا تو وہ خود ہی موجود نہیں ہوں گے۔

کتاب کا پیش لفظ، حامد اللہ ندوی کا تحریر شدہ ہے، میٹھا لہجہ، دلکش انداز تحریر بہت خوب ہے، کوکن کے حسن کا مداح حامد اللہ ندوی بڑی اچھی باتیں کہہ گیا ہے پیش لفظ میں! بہت ہی جامع سے ساحر کے فن پر روشنی ڈالی ہے، اس پیش لفظ کو اچھا کہنا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے پڑھنے والے قاری کو ساحر کے کلام کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے! ساحر کا ذکر کرتے ہوئے حامد اللہ صاحب نے ساحر کے جواں سال فرزند کلیم کے افریقہ کے جنگلوں میں کھو جانے کا تک ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حامد اللہ بھی اس حادثہ سے متاثر ہیں، اسے کہتے ہیں بھائی چارگی!! محبت کے معنوں میں جغرافیائی حدبندیاں بے معنی ہیں! انسان ایک نعمت کھو کر کوئی دوسری نعمت ضرور پاتا ہے کلیم جیسا فرزند دلبند ہو، فرد واحد ہو یا جماعت اللہ جنہیں عزیز کرتا کر اپنی جانب بلاتا ہے، وہ فرد یا جماعت واپس لوٹا نہیں کرتے ہاں ہم سب ایک روز اس خالق عزوجل کے سامنے حاضر ہونے والے ہیں۔ صحیفۂ حکمت سورۂ یٰسین کے ترجمہ کے میرے اشعار پیش خدمت ہیں

دیکھا نہیں کیا ان لوگوں نے قوموں کو مٹایا ہم نے
جو مٹ گئے صفحہ عالم سے وہ لوگ پلٹ کر نہ آسکے

ان سب کو روزِ حشر مگر میرے ہی سامنے آنا ہے
دنیا سے جو لے کر آئے ہیں سارا قصہ دہرانا ہے

"سلسلہ منتشر خیالوں کا"، کو میں نے منظم اس لئے کہا کہ ساحر شیوی جس طرح اپنی زندگی میں رکھ رکھاؤ کے عادی ہیں۔ یہ رچاؤ ان کی کتاب میں بھی ہمیں نظر آتا ہے، آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہے، حمد کے بعد نعت صلی اللہ علیہ وسلم کا باب ہے، پھر نظمیں غزلیں، قطعات، رباعیات ہیں۔ زندگی میں یہی سلیقہ، یہی رکھ رکھاؤ انسانی زندگی کو خوبصورت بناتا ہے۔ دیکھئے حمد باری تعالیٰ میں کتنے دلکش اشعار چنے ہیں۔

پانی میں تو پون میں تو اے رب کائنات
صحرا میں باغ بن میں تو اے رب کائنات

پانی کے ساتھ پون، صحرا کے ساتھ باغ اور بن۔ واقعی یہ الفاظ کا گھر ہن، بزبان حال کہہ رہی ہے کہ شاعر اپنا مافی الضمیر بڑی شستگی سے صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے ایک اور شعر مجھے بہت پسند ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اور خط اٹھائیے۔ فرماتے ہیں۔

زم زم کرم کا چشمہ ہے، کوثر ہے جام جسم
گنگا میں تو جمن میں تو اے رب کائنات

زمزم اور آب کوثر کی صف میں گنگا اور جمنا کا شمار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اپنے وطن ہندوستان سے شاعر کو کتنی محبت ہے۔ ایسی وطن پرستی کے صدہا مثالیں اردو شاعری میں قدم قدم پر ہمیں نظر آتی ہیں۔ یہ بات اور ہے کہ یہاں پر اردو پر ستم ڈھا کر غالب پر کرم کرنے والے سیاسی مہربان بھی قدم قدم پر ہمیں ملتے ہیں۔

دوسری حمد کے اشعار بھی دل پذیر ہیں۔ نعت کا جب ذکر کیجئے تو یہاں قلم بہت رک رک کر چلتا ہے۔ کسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب کہا ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

دیکھئے ساحر شیوی کا انداز بیاں:۔

ہوتا ہے رحمتوں کا خدا کی، یہاں نزول
اک نور آگیا ہے دیار حبیب میں

ہر دم ادب کا پاس رہے سر جھکا رہے
ساحر یہ لازمی ہے دیار حبیب میں

عاشق ہوں محمدؐ کا سرشار محمدؐ کا
دیوانہ مجھے کہنا سو بار محمدؐ کا

ہو اسوۂ حسنہ کی توصیف بھلا کیونکر
ہے عرش سے بھی اونچا معیار محمدؐ کا

آخری شعر میں شاعر نے آیت کریمہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ کی تفسیر بڑے ہی عمدہ انداز میں کی ہے۔ یہ رشحات فکر کا نذرانہ بارگاہ رسالت میں خوب ہے اور یقیناً ایسے اشعار آخرت کی نجات کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاعر کے جذبۂ صادق کو شرف قبولیت بخشے۔ (آمین)

پہلی نظم "سلسلہ منتشر خیالوں کا" عنوان سے ہے اور یہی کتاب کا نام بھی ہے۔ جواں سال فرزند کی گم شدگی کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے۔

ہے مجھے انتظار اے لخت جگر
پھر کھلے زخم سی رہا ہوں میں!

ہم نے پہلے ہی اس المیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ہم سب کے قیامت میں ملنے کا ذکر کیا ہے۔ یقیناً ہمارا تبصرہ پڑھنے کے بعد باہوش ساحر غالب کا یہ شعر پڑھ کر آہ بھر لے کہ

جاتے ہوئے کہتے ہیں قیامت میں ملیں گے
کیا خوب قیامت کا بھی ہوگا کوئی دن اور

"سلسلۂ منتشر خیالوں کا"۔ اس اصطلاح کا تعلق بھی اسی عظیم المیہ سے ہے جس سے ساحر شیوی سے دو چار ہونا پڑا یقیناً ایسے وقت میں خیالات کا منتشر ہونا بعید از قیاس نہیں لیکن اب اتنا ضرور ہے کہ اس انتشار میں استحکام پیدا ہو چکا ہے اور میں اگر یہ کہدوں تو ہرگز غلط نہ ہوگا کہ ساحر کو اس سوز نے کندن بنا دیا ہے، جس کی جھلک اب اس کی تصانیف میں ہمیں نظر آتی ہے اور ہر تصنیف مصنف کے لئے اولاد معنوی کا درجہ رکھتا ہو

ایک اور نظم "شاعر بیدار" میں مرحوم بدیع الزماں خاور کو خراج عقیدت پیش کیا ہے، اس نظم میں آپ دوست صادق الولا کا نظارہ کرسکتے ہیں !! بلاشبہ خاور مرحوم کوکن کا شاعر بیدار تھا آزاد نظمیں، نظر، کس کی سنوں۔ سوچ اپنی اپنی۔ ایک دوشیزہ گرشدہ جنت، بہار، موضوعاتی ہیں اور آزاد ہوکر بھی ان میں نغمگی کی کیفیت ہے، نرمن کا تجزیہ بھی خوب ہے،

اس آنکھوں میں ہے بہن کی حیا ر
اس کے دل میں ہے ماں کا پیار بھرا

اس نظم کے سب اشعار قابل داد ہیں، اسی طرح "التجا" "وطن دوستی اور سرفروشی کے جذبے سے معمور ہے، ہر نظم قابل داد ہے، ساحر شیوی کو کوکن سے بڑا قلبی لگاؤ ہے، وہ کوکنی قوم میں اتحاد کا حامی ہے۔ مشرقی افریقہ نامی نظم میں بڑے فخر سے کہتا ہے،

ہیں ہم میں جج اور ڈاکٹر بھی
ہیں ہم میں ایم پی اور فلاسفر بھی
ادیب و شاعر بھی راہبر بھی
ہیں علم و حکمت کے تاجور بھی

آخر میں اس کی خواہش ہے،

بنالیں ہم بزم اہل کوکن
اک ایسٹ افریقہ فیڈریشن

ایسی نظمیں پڑھ کر اتحاد و اتفاق کے ولولے جاگ اٹھتے ہیں اور قوموں کی ترقی ان پیغامات کا یقیناً بڑا مقام ہے چونکہ ساحر شیوی کے حال کو قال سے مناسبت ہے اس لئے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ساحر شیوی کا جذبہ پیغمبرانہ ہے اور آنے والی نسلیں یقیناً ان خیالات سے فیضیاب ہوں گی۔

ساحر کی غزلیں جدیدیت کی آئینہ دار ہیں، اور غزلوں میں ان کے سوچنے کا انداز بھی جدید ہے، دراصل ان مضامین کو غزل کے سانچے میں ڈھالنا کہنہ مشقی کی دلیل ہے، گل و بلبل، لب و رخسار وصل و فراق، حسن و شباب، آئینہ و شانہ، ناز و ادا، مستی و سرشاری شافی و سکدہ کی بجائے، گھر، دفتر، پیٹ کی آگ، قرض، اجداد کی میراث، گاؤں، شہر، ریل گاڑی، اسکوٹر، ایسے مضامین مسائل بنا کر پیش کرنا اور انھیں غزل کے رنگ میں ڈھالنا پھر غزل کی نزاکتوں کا خیال رکھنا کارے وارد والی بات ہے لیکن بدلتے ہوئے دور کے ساتھ ساتھ ادب کے تقاضے بھی بدلتے رہتے ہیں، قیصر الجعفری کا شعر ہے

گھر لوٹ کے روئیں گے ماں باپ اکیلے میں
مٹی کے کھلونے بھی سستے نہ تھے میلے میں

اسی شعر کو کسی ادیب نے یوں نظم کیا ہے۔

لوٹ کر کیوں گیا مایوس کھلونے والا
کیا کوئی گاؤں میں بچہ نہ تھا رونے والا

"کھلونے" کے ساتھ رونے کا قافیہ کھٹکتا ضرور ہے لیکن جو بات شعر میں پیدا ہوگئی ہے اس کو محفوظ کرتے ہوئے قافیہ پہ دھیان نہیں جاتا۔ اور بالفرض آپ کا دھیان جائے بھی، جدید شاعر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس رنگ میں ساحر شیوی کے اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

گھر میں ہر پل آئے دفتر کا خیال
اور دفتر میں رہے گھر کا خیال

ہم جو پردیس میں آئے تو کمانے آئے
پیٹ میں آگ لگی تھی وہ بجھانے آئے

ہمیں تو آج بھی سورج کا اعتبار نہیں
ہمارے گھر میں ابھی تک چراغ جلتا ہے

مانگ کر بھیک وہ یہ کہتا ہے
یہ بھی صورت ہے اک کمائی کی

شہر میں کب جیا وہ جس کے پاس
روٹی کپڑا نہ ہو مکان نہ ہو

ساحر شیوی کی محنتوں کی داد اس لئے بھی ضروری ہے کہ اردو دنیا سے کوسوں دور نیروبی کی مغرب زدہ فضا میں اردو کا پرچم بلند رکھنے کی سعی بیشک سعی جمیل ہے، علاوہ ازیں دوستوں کی صحبتیں نہ اردو کے کتب خانے، نہ ہی مزید کا ہزرگی اس پر بھی اردو کا ماحول بنائے رکھنا بلکہ وہاں دو دستور رجہ

جاری

ماہنامہ نقش کوکن۔ بمبئی

کرکے گلڈ قائم کرنا، قابل صد تحسین و ہزار آفرین، ساحر کے کلام میں جو سوز اور جاذبیت ہے، وہ اسی لئے ہے کہ وہ ایک اچھا انسان ہے خلیق اور شریف النفس ہے، اور یہی خلق و شرافت آپ کو اس کی شاعری کا جزو اعظم نظر آئے گی، یقیناً وہ ہمارے خطے کا نمائندہ شاعر ہے اور ایسے اردو کے شیدائی پر ہمیں بجا ناز ہے، کتاب کی قیمت پچاس روپیہ ہے، ۱۷۶ صفحات کی دیدہ زیب ڈیمائی سائز کتاب کے لئے یہ قیمت بہت مناسب ہے، کتاب موڈرن پبلشنگ ہاؤس ۹ گولا مارکیٹ، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ سے طلب کی جا سکتی ہے۔

- تین چیزوں کو صاف رکھو! جسم! لباس، خیالات۔
- تین چیزوں کے لئے تیار رہو! زوال، غم، موت۔
- تین چیزوں پر قابو رکھو! زبان، دل، غصہ۔
- تین چیزوں کو پسند کرو! شفقت، خلوص، خوش دلی

کانگریس کو سب سے زیادہ سیٹ، جنتا دل کا نتیجہ مایوس کن۔ رام راجیہ کا کریہ کرم

مئی/جون ۱۹۹۱ء کے عام لوک سبھا الیکشن میں کسی بھی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔ اور اس طرح ایک بار پھر ایک معلق پارلیمنٹ وجود میں آئی۔ کانگریس (آئی) البتہ ۲۲۰ سیٹ جیت کر سب سے بڑی پارٹی کے روپ میں سامنے آئی۔ رام اور نتھو رام کا نام جپنے والی بھارتیہ جنتا پارٹی اور شیو سینا سب سے بڑی اپوزیشن بنی۔ البتہ یوپی کو چھوڑ کر باقی سبھی ریاستوں میں رام راجیہ کا کریہ کرم ہو گیا۔

آخری نتائج اس طرح ہیں۔ کانگریس ۲۲۰ سیٹ، بھارتیہ جنتا پارٹی ۱۱۵ سیٹ، جنتا دل ۱۵ سیٹ، انا ڈی ایم کے ۱۱، مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی ۳۵۔ کمیونسٹ پارٹی ۱۲۔ تیلگو دیشم ۱۲۔ سماج وادی جنتا پارٹی ۵۔ شیو سینا ۴۔ مسلم لیگ ۲۔ دیگر ۲۲

اس مرتبہ کئی چوٹی کے سیاستداں الیکشن ہار گئے۔ ان میں راجہ پور (رتناگری) سے ۶ مرتبہ جیتنے والے مدھو ڈنڈوتے بھی شامل ہیں جو کانگریس کے سدھیر ساونت سے ہار گئے ان کے علاوہ نائب وزیر اعظم دیوی لال، وسنت ساٹھے۔ وی این گاڈگل، منیکا گاندھی، راج موہن گاندھی، راجیش کھنہ، ہیگڑے عارف محمد خان، مفتی محمد سعید، ایچ۔ کے۔ ایل بھگت۔ وغیرہ شامل ہیں۔

صدر جمہوریہ نے سب سے بڑی پارٹی کانگریس کو حکومت بنانے کی دعوت دی، کانگریس کے معمر اور تجربہ کار سیاست داں شری پی وی نرسمہا راؤ کو اتفاق رائے سے کانگریس کا لیڈر چن لیا گیا ۲۱ جون کو انہوں نے بھارت کے نویں وزیر اعظم کے طور پر حلف لیا۔ ان کے ساتھ ۵۴ رکنی کابینہ نے بھی حلف لیا۔ شری پوار جو مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ اور وزارت عظمیٰ کی دوڑ میں شامل تھے ۲۶ جون کو بطور وزیر دفاع کابینہ میں شامل ہوئے۔

شری نرسمہا راؤ کی قیادت میں مندرجہ ذیل کابینہ تشکیل پائی پی وی نرسمہا راؤ وزارت عظمیٰ کے علاوہ عوامی شکایات۔ سائنس اور ٹیکنالوجی، بحری ترقی، الیکٹرانک، ایٹمی توانائی، خلائی تحقیق کیمیکل اور فرٹیلائزر، شہری کارسد، عوامی تقسیم کاری نظام اور صنعت کے وزیر بھی ہوں گے۔

کابینائی وزراء

ایس بی چوان وزیر داخلہ، شرد پوار وزیر دفاع، من موہن سنگھ۔ وزیر مالیات وی سی شکلا وزیر آبی وسائل۔ مادھو سنگھ سولنکی وزیر خارجہ ارجن سنگھ وزیر برائے انسانی وسائل۔ بی شنکر آنند وزیر برائے پٹرولیم اور قدرتی گیس۔ سی کے جعفر شریف وزیر ریلوے، بلرام جھاکر وزیر زراعت۔ مادھو راؤ سندھیا شہری ہوابازی اسیتا رام کیسری وزیر بہبود، غلام نبی آزاد وزیر برائے پارلیمانی امور ایم ایم تو تیدار وزیر صحت اور خاندانی بہبود، شیلا کول وزیر شہری ترقی وجے بھاسکر ریڈی وزیر قانون و انصاف۔

وزرائے مملکت :-

ایچ آر بھردواج وزیر منصوبہ بندی اور نفاذ پروگرام، پی چدمبرم وزیر کامرس، ایس ایم دیب وزیر فولاد، اشوک گہلوٹ وزیر ٹیکسٹائل، ترون گوگوئی وزیر خوراک، گردھر گمانگو وزیر برائے فوڈ پروسیسنگ کمل ناتھ وزیر ماحولیات و جنگلات، اے کے پانجا وزیر اطلاعات و نشریات، راجیش پائلٹ وزیر مواصلات کلپناتھ رائے وزیر توانائی کے راما مورتی وزیر محنت، پی اے سنگما وزیر کوئلہ، جگدیش ٹائٹلر وزیر ٹرانسپورٹ، کمال الدین احمد وزیر شہری رسد اور عوامی تقسیم کاری، بلرام سنگھ یادو۔ وزیر کان کنی۔ مارگریٹ الوا وزیر عوامی شکایات۔ اور پنشن، ایم اروناچلم وزیر شہری ترقی، ممتا بنرجی وزیر اسپورٹس، ایڈورڈ فلیرو وزیر امور خارجہ

ایم او ایچ فاروقی وزیر شہری ہوا بازی اور سیاحت، ایم ایم جیکب وزیر پارلیمانی امور اور داخلہ، رنگا راجن کمار منگلم وزیر پارلیمانی امور اور قانون و انصاف، ایس کرشنا کمار وزیر پیٹرولیم اور گیس بی جے کرین وزیر صنعت، کے سی لینکا وزیر زراعت جنتا موہن وزیر کیمیکل اور کھاد، اتم بھائی پٹیل وزیر دیہی ترقی شانتا رام پوٹدکھے وزیر مالیات، ملابی رام چندرن ذیلی صنعت دلبیر سنگھ وزیر مالیات جی وینکٹ سوامی وزیر شہری ترقی، پی کے تھنگن وزیر صنعت،

نائب وزراء: پیپین سنگھ لودو وزیر محنت، کے کملا کماری بہبود، سلمان خورشید کامرس، پی وی رنگیا ناڈو مواصلات، رام لال راہی وزارت داخلہ، گرجا دیاس اطلاعات ونشریات

ایس ایس سی پاس طلباء کے لئے

جو طلباء ٹکنیکل تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں انکے لئے چند گورنمنٹ اور کچھ غیر گورنمنٹ پالی ٹکنیک کے نام اور پتے دیئے جارہے ہیں جہاں پر وہ تین سالہ ڈپلومہ کورس کے لئے درخواست (APPLICATION) کرسکتے ہیں گورنمنٹ پالی ٹکنیک مہاراشٹر میں ٹکنیک مہاراشٹر میں اس طرح ہیں

(۱) گورنمنٹ پالی ٹکنیک پونے ۔۴۱۱۰۱۶ سول میکانکل ۔ الیکٹریکل

(۲) وی جے ٹی آئی ماٹنگا بمبئی ۔ ۱۹ ۔۔۔۴۰۰ ۔ الیکٹریکل ۔ میکانکل ۔ ٹکسٹائیل

(۳) وی جے ٹی آئی شولاپور ۔ سول ۔ میکانکل الیکٹریکل ٹیکسٹائل

(۴) وی جے ٹی آئی جلگاؤں سول ۔ میکانکل ۔ الیکٹریکل ڈی فارم

اسی طرح دھولیہ ۔ ناسک ۔ رتناگری ۔ کولہاپور ۔ ناگپور ۔ امراوتی ۔ کھام گاؤں ۔ اورنگ آباد ۔ لاتور ۔ ناندیڑ ۔ ایوت محل میں سول میکانکل الیکٹریکل برانچ ہیں۔

جن طلباء کو کم مارکس کی وجہ سے گورنمنٹ پالی ٹیکنیک میں داخلہ نہ مل سکے انکوپرائیوٹ پالی ٹیکنیک میں درخواست فارم بھرنے چاہئیں انکی لسٹ درج ذیل ہے۔

(۱) اگنل ٹیکنیکل کالج بینڈاسٹینڈ باندرہ بمبئی ۵۰ ۔ پروڈکشن انجینرنگ

(۲) بھگو بھائی مفتلال پالی ٹیکنیک ولے پارلے ویسٹ بمبئی ۵۶ سول میکانیکل الیکٹریکل ۔ انڈسٹریل اور ڈجیٹل الیکٹرونکس ۔ پلاسٹک کیمیکل انجینئرنگ۔

(۳) ایل ۔ ایس راہیجا اسکول آف آرٹس سینٹ مارٹن روڈ بمبئی I.D.D۵۰۔

(۴) کرسوواڈیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی پونے ۔۴۱۱۰۰۱ سول میکانیکل ۔ الیکٹریکل۔

(۵) کے جے سومیاپالی ٹیکنیک ودیاوہار بمبئی ۔ ۷۷ ۔ سول میکانکل ۔ الیکٹریکل (۶) ایچ ایم صابو صدیق پالی ٹیکنیک ۸ شفرڈ روڈ بائیکلہ بمبئی نمبر ۸۔

(۷) پریم لیلاوٹھل داس پالی ٹیکنیک جان روڈ سانتاکروز ویسٹ بمبئی نمبر ۴۹

(۸) دودل انسٹی ٹیوٹ شیواجی نگر امراوتی

(۹) ساسیر اڈاکٹرانی بسنت روڈ ورلی بمبئی ۔۲۵۔ مصنوعی ٹکسٹائل ٹیکنالوجی ٹیکسٹائیل کیمسٹری ۔ نٹنگ ٹکنالوجی (Nitting)

نقش نواز

بیرونِ ہند لائف ممبر

- اسماعیل نورالدین کاپڑی۔ لوٹن۔ انگلینڈ۔
- جمال الدین اسماعیل تلسے کراچی ۵۔
- عبدالغنی مقادم السبے ملاوی۔ اے آر چکٹے۔ لندن
- عثمان ایچ میاں گجرانے لندن۔
- عبدالکریم آئیز کر بلکبرن۔ انگلینڈ۔
- شہاب الدین ردگھے۔ برمنگھم۔
- ایس۔ اے۔ حمدولے۔ مڈل سیکس۔ انگلینڈ
- اے۔ آئی۔ ہرونکر لندن۔ ایس ڈبلیو ۲

اندرونِ ہند لائف ممبر

- مولانا واصف الدار کاظمی مدرسہ دارالقرآن گوکوٹ چپلون
- پرویز احمد حاجی معین الدین خان چیتیلپور اعظم گڈھ (یوپی)
- عبدالسلام عبدالغفور خان ادھیکاری، ناگوٹھنا ضلع رائے گڈھ
- محمد علی شیخ۔ درسوا بمبئی ۶۱
- فاروق احمد خیر۔ کھار۔ بمبئی ۵۲
- عبدالصلح انصاری۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳
- بی۔ اے۔ قاضی۔ باندرہ (ویسٹ) بمبئی ۲
- عبدالحق۔ ایم۔ ایچ۔ مصطفٰے مہسلہ
- سید ارشد رشید مغل مسجد بمبئی ۹
- ڈاکٹر عرفان۔ زبیر۔ خطیب۔ جے جے روڈ بمبئی ۸
- شرف الدین وجیہ الدین ایکار۔ زروش۔ کھیڈ

بیرونِ ہند سالانہ خریدار

- طارق۔ آر۔ غزالی۔ لندن
- پینکر۔ ایف۔ ایچ۔ جدہ

- اقبال کاپڑی۔ دوبئی
- شہاب الدین کھامکر۔ لندن
- عباس۔ ایچ۔ سروے۔ ابوظہبی
- عبدالحمید یوسف قاضی۔ ولانگ۔ آسٹریلیا
- مسماۃ بدر نواب۔ کراچی ۵

اندرونِ ہند سالانہ خریدار

- اصغری سجاد بابا بھاری۔ مجگاؤں۔ بمبئی ۱۰
- جناب بشیر اے۔ شیخ علی عمر اسٹریٹ بمبئی ۳
- عبدالعزیز کلو لائبریری۔ مالیگاؤں
- جناب فضل الرحمٰن المصری۔ دارالمطالعہ محمدیہ مالیگاؤں
- ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر لائبریری۔ میونسپل کاؤنسل کنڈھے
- اینگلو اردو ہائی اسکول نیرل
- سکریٹری بزم نو لائبریری شاہدہ 425409
- جوہر لائبریری۔ بالاپور۔ اکولہ
- جناب انصاری محمد صدیق۔ ممبرا
- محمد یوسف سلیمان گجراتی۔ ذکریہ مسجد اسٹریٹ بمبئی ۳
- جنرل سکریٹری ددر بھاواچنالیہ۔ امراوتی
- بزم شاہین پبلک لائبریری جینلی۔ بلڈانہ
- محمد اقبال بیٹی امام بھدلی بنجیتی
- ڈاکٹر ندیم خان صدر ناگپور
- حسین احمد ماعاڈک۔ کھیڈ
- ایم۔ جی۔ خطیب دالادوسٹی
- مس طلعت محمد علی رام چندر بھٹ مارگ۔ بمبئی ۹
- ٹیرینی پی۔ آدم۔ زبیڈ سروے۔ بھونس کھیڈ
- جناب مشتاق۔ ایم اسحاق جوگلے۔ بہرولا نمبر ۲ کھیڈ
- ہمدرد لائبریری۔ کھڑکی پونہ ۳
- انگبری جنرل لائبریری۔ ایولہ۔ ناسک
- گرام پنچایت واچنالیہ۔ لاسلگاؤں۔ نیفاڈ ناسک
- نشاط اردو لائبریری۔ اسلام پورہ۔ سانگلی

- عبد الکریم جعفر قاضی. باری روڈ. ورسوا بمبئی ۶۱
- اردو لائبریری منگلوار پیٹھ. ہاشمی نگر. ضلع پربھنی
- ایم عبداللہ انترلے. گرانٹ روڈ. بمبئی ۷
- اسماعیل بابا کر بیلکر. وادے دھارولی. بھاڈ
- شبیر بشیر ہرزک. ہرکول. مالگاؤں
- ماس ایجوکیشن اکیڈمی. وڈالا (ایسٹ)
- ساوتری ڈھیمیک ودیا مندر آمبیٹ.
- آصف چوگلے. گورے گاؤں (ویسٹ) بمبئی ۶۲
- آئی. ایس. سی. یو. ایس لائبریری. مالیگاؤں
- مساۃ بسم اللہ عثمان رو ملنے. گوند پول. کھیڈ
- عائشہ غلام دیسائی " "
- جناب آصف اے حمید پرکار. کالسنہ
- الہدیٰ سوشل ویلفیر سوسائٹی. ملکاپور
- کریسنٹ اسپورٹس کلب لائبریری. کالسنہ
- ڈاکٹر خلیل. ڈی پرکار کالینہ. سانتا کروز بمبئی ۹۸
- آرٹسٹ ایس ایس شیخ. اندھیری (ویسٹ) بمبئی ۵۸
- محمد حسین داؤد پرکار. فروس. کھیڈ
- عبدالقادر فضل الدین پرکار. سات بنگلہ ورسوا اندھیری
- زین الدین جی. پرکار. فروس کھیڈ
- معین الدین ایم پرکار " "
- عبدالوہاب اے پرکار " "
- ابراہیم عبدالستار گھانگے. مورلینڈ روڈ بمبئی ۸
- اقبال احمد شیخ. بائیکلہ. بمبئی ۸
- ڈاکٹر ایس آئی قاضی. کالینہ بمبئی ۹۸
- احمد خان علی خان دیشمکھ. وکرولی بمبئی ۸۳
- عوامی ادارہ مومن پورہ بمبئی ۱۱
- جمال جمالے. جوگیشوری (ویسٹ) بمبئی ۱۰۲
- ڈاکٹر عبدالسمیع. بیچی. گوا 403001

اخبار و اذکار

سے فی بن صاد

بارہویں کے نتائج

ہائر سیکنڈری H.S.C کے جو نتائج ظاہر ہوئے اس سے پتہ چلا کہ مضامین کے اعتبار سے جو میرٹ لسٹ تیار ہوا اس میں برہانی کالج بمبئی میں کامرس کی طالبہ روبینہ نعمت علی شیخ اردو میں سرفہرست رہی۔ اس نے اردو میں ۸۴ مارکس حاصل کئے عربی مضمون میں بھی برہانی کالج کا طالب علم اشرف علی سانچا والا اول آیا۔ اس نے عربی میں ۸۴ نمبر حاصل کئے۔ مضمون فارسی انجمن اسلام جونیئر کالج بائیکلہ کی طالبہ صبیحہ عبداللطیف مٹھائی والا (آرٹس کی) نے اول نمبر پایا اسے فارسی میں ۸۷ نمبر ملے۔

سول انجینئرنگ مضمون میں رانی پاروتی دیوی کالج ساونت واڑی ضلع رتناگری کا (سائنس کا) طالب علم مشتاق اسماعیل نائیک سرفہرست رہا اس نے اس مضمون میں ۱۹۹ نمبر حاصل کئے۔ میڈیکل لیب ٹیکنالوجی میں باندرا اردو جونیئر کالج کا طالب علم محمد الطاف محمد یوسف شیخ سرفہرست رہا۔

کامیاب طلبہ کی ہمت افزائی

H.S.C ہائر سیکنڈری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کی بورڈ کی جانب سے ہمت افزائی کے جو وظیفے دیئے گئے ہیں ان میں درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

کامرس کے طالب علم کے لئے اردو کا انعام کوکن مرکنٹائل بینک کی جانب سے برہانی کالج کی طالبہ روبینہ شیخ کو دیا گیا ہے۔

آرٹس کے طالب علم کے لئے اردو کا انعام نقش کوکن ٹرسٹ لودم کی جانب سے مجندار جونیئر کالج دہور کے طالبعلم مجاہد خان علی خان دیشمکھ کو دیا گیا ہے۔

کامرس کے طالب علم کے لئے عربی کا انعام رحمانی فاؤنڈیشن (معرفت ڈاکٹر عبدالکریم نائیک) کی جانب سے برہانی کالج کے طالب علم اشرف علی سانچا والا کو دیا گیا ہے۔

بارہویں میں کامیاب

سلویٰ بنت عبدالصمد مقدم

حاصل کردہ نمبر ۵۶ فیصد

ساجد عبدالقادر بانگی

حاصل کردہ نمبر ۵۷ فیصد

عرفان عبدالغفور سرکار (ہونہ)

حاصل کردہ نمبر ۷۴ فیصد

کامیابیاں

- آصف صادق قاضی (ایس ایس سی) ۸۰٫۸ فیصد
- عارف احمد قاضی (ایس ایس سی) ۷۱٫۵ فیصد

مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون کی شاندار کامیابی

مارچ ۹۷ء میں لئے گئے ایس ایس سی امتحان میں ہائی اسکول چپلون نے حسب روایت شاندار کامیابی کی۔ کل ۱۰۵ طلبا شریک امتحان ہوئے جن میں سے ۸ درجہ میں ۲۸ دوم درجہ اور ۱۳ سوم درجہ میں کامیاب اس طرح اسکول کا مجموعی نتیجہ ۱۹٫۰۹ فیصد رہا۔ شدہ طلبا و طالبہ میں شاہدہ بدرالدین جبل اور فہیم عبداللہ جمعگے ۷۳٫۰۰ فیصد نمبر حاصل کرکے اول سعید داؤد جبل نے ۶۹٫۵۷ فیصد مارکس پائے اور نمبر حاصل کیا، بعدیز عبدالغنی مائیکر اور اشفاق جعفر ۶۵٫۷۱ فیصد مارکس ملے اور وہ سوم نمبر پر رہے شاندار کامیابی پر اسکول کمیٹی کے چیئرمین جناب شیخ داؤد گھڑے اراکین سوسائٹی نے اسکول کے صدر مدرس اقبال عبدالرحیم مغل سپروائزر جناب الطاف حسین اساتذہ نیز کامیاب طلبہ و طالبات کو مبارکباد دی۔

نیشنل ہائی اسکول ہرنی کا شاندار نتیجہ

نیشنل ہائی اسکول ہرنی تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کا کا نتیجہ ۲۶٫۸۷ رہا۔ ۲۳ بچوں نے امتحان دیا تھا، ۱۸ کامیاب ہوئے جس میں ایک امتیازی کلاس، ۷ سکنڈ کلاس اور ایک پاس کلاس رہا۔ سلیم اسماعیل موٹلیکر کو ۸۷٫۴۲ ملے، میں ۱۳۶ مارکس، سوشل اسٹڈیز میں ۸۵ حاصل کرکے اسکول میں اول رہا۔ عظیم عبداللہ کو ۷۱٫۴۲ مارکس ملے، انگریزی میں ۷۹، سائنس میں اور سوشل اسٹڈیز میں ۸۰ مارکس حاصل کرکے دوسرا رہا۔ نعیمہ احمد سنبل کو اردو میں ۸۰ مارکس ملے۔

اردو، سائنس، ہندی اور مراٹھی کا نتیجہ فیصد رہا جبکہ سوشل اسٹڈیز کا ۹۶ فیصد اور سائنس کا نتیجہ ۸۷ فیصد رہا۔

برادران اسلام کو عیدالضحیٰ کی مبارکباد

جہازوں کی مرمت میں دیرینہ تجربہ کار،

ورکشاپ مشینری کے ماہر اور ہمہ اقسام

ویلڈنگ کے کام میں مشہور۔

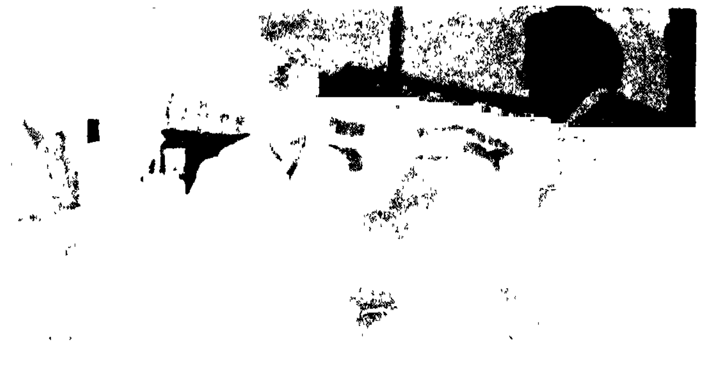
ٹھاکور انجینئرنگ ورکس

شِپ ریپئرس، ٹیکنیکل، اسٹرکچرل اینڈ الیکٹریکل انجینئرس.

فون نمبر: ——————— ۴۱۲۰۵۹۱

ٹھاکور انجینئرنگ ورکس، فورٹ روڈ، سیوڑی۔ بمبئی نمبر ۱۵

گرام: ٹھاکور برادرس



دائیں نئی بمبئی میں نئے تعلیمی سال ۹۲-۱۹۹۱ء سے شروع ہونے والے انجمن اسلام بمبئی کے زیر اہتمام زبیدہ طالب اردو اسکول کی نئی عمارت کا افتتاح ۲۵ جون ۹۱ کو انجمن کے نائب صدر اور بزرگ رہنما جناب مصطفےٰ فقیہ صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا اس موقعہ پر لی گئی تصویر میں انجمن کے جنرل سکریٹری جناب عبدالمجید پاٹنکا، حلقہ کی معروف شخصیت عالم بھائی اور مقامی کمیٹی کے چیئرمین سید عبدالغفور صاحب نظر آرہے ہیں، داہنے سرے پر اقبال کوارے اور بائیں سرے پر نوسل کمیٹی کے افسر ملا صاحب اور ان کے بائیں طرف مقامی کمیٹی کے رکن جناب فیض فرستی ہیں

داگھیورے اردو ہائی اسکول کا صد فیصد نتیجہ

ڈاکٹر ایم. کیوروی

داگھیورے اردو ہائی اسکول نے چار سالوں کے مختصر سے عرصے میں ایک زبردست کامیابی حاصل کر لی. ایس ایس سی کی دوسری ہی بیچ کا نتیجہ سو فیصد رہا. کامیاب ہونے والے کبھی طلبا و طالبات فرسٹ کلاس یا سیکنڈ کلاس میں پاس ہوئے.

اسمار محمد طاہر روما نے ۷۶ فیصد نمبر حاصل کرکے اول جبکہ فاطمہ عبدالقادر بیدیکر. ۷۰ فیصد نمبر حاصل کرکے دوم اور نجمہ رفیع الدین روما نے ۶۶ فیصد نمبر حاصل کرکے سوم رہی.

اسکول کمیٹی کے چیئرمین حسن داؤد رومالے اور ان کے رفقائے کار کی دن رات کی محنت کی بنا پر ایک مختصر سے عرصے میں ہائی اسکول تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے. اسکول کو اگرچہ جزوی گرانٹ ہی حکومت سے ملتی ہے اس کے باوجود انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کے حوصلے کافی بلند ہیں. اور سوسائٹی کی مالی دشواریاں کبھی ان کے رزلٹ میں حائل نہیں ہوئیں.

ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب دلیلے صاحب اور تمام اسٹاف ممبران اس کامیابی کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں.

رتناگری/سندھودرگ ضلع کے مسلم طلبا کو وظیفے

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کی بمبئی سب کمیٹی نے ۹۲-۱۹۹۱ء تعلیم سال کے لئے مندرجہ ذیل مسلم طلبا کو حسب قابلیت وظیفے دینا طے کیا ہے. چنانچہ خواہش مند طلبا ذیل کے پتے پر خود آکر یا اپنا پتہ لکھا ہوا ایک روپیہ کا ٹکٹ لگا ہوا بڑا لفافہ بھیجکر درخواست فارم حاصل کریں. عرضیاں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۹۱ء ہوگی.

(۱) بمبئی عظمیٰ کے ہائی اسکولوں میں ہشتم تا دہم تک تعلیم پانے والے + (۲) بمبئی عظمیٰ کے صنعتی اور حرفتی (VOCATIONAN) اور (TECHNICAL) اداروں میں تعلیم پانے والے + (۳) ریاست مہاراشٹر کے کسی بھی انجینئرنگ کالج میں تعلیم پانے والے + (۴) بمبئی عظمیٰ کے اور رتناگری/سندھودرگ ضلع کے جونیئر اور ڈگری کالجوں میں تعلیم پانے والے جن طلبا کو ۵۰ فیصد یا زیادہ نمبر ملے ہوں وہی درخواست یا عرضی اسکول کو دیں

ایم. کے. بستری. سکریٹری
اسکالرشپ کمیٹی ۶ ناگر گاؤں
روڈ. اوپیرا ہاؤس. بمبئی ۴

نوجیون ہائی اسکول راجا پور رتناگری فرسٹ کلاس

(۱) ملا سرفراز اصغر علی - ۸۱.۵۷٪ (۲) میٹھائیکر بھیمی عبد ۸۱.۳۴٪ - سیکنڈ کلاس. قاضی روبینہ امیر الدین ۶۷٪. قاضی رضوان ابراہیم ۶۶.۷۱٪ - باقی سبھی طلبا سیکنڈ کلاس میں کامیاب ہوئے.

کل نتیجہ : 64 فیصد رہا.



نثار لامبے کی کوچین روانگی

شریوردھن

میونسپل کونسل کے چیف آفیسر نثار لامبے اور فرمل لامبے کو جھینگا مچھلی کی افزائش کی منصوبے کے متعلق تفصیلی جانکاری حاصل کرنے کیلئے ضلع رائے گڑھ سے انہیں منتخب کرکے کوچین بھیجا گیا ہے۔ ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد انہیں شریوردھن میں ڈھائی ایکڑ زمین پر وہ اس منصوبے کے مطابق کام کریں گے۔ کوکن کے ساحلی علاقہ میں بکثرت پائی جانے والی جھینگا مچھلی کی غیر ممالک میں زبردست مانگ ہے۔ اس لئے محکمہ فشریز نے کوچین ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد کوکن میں اس پروجیکٹ کو بڑھاوا دینے کا پروگرام بنایا ہے۔

اردو آٹھویں جماعت کا افتتاح

۱۹ جون ۱۹۹۱ء کو روہا ضلع رائے گڑھ میں انجمن اسلام مرود جنجرہ کے توسط سے ایجوکیشن ویلفیر سوسائٹی روہا کے زیر اہتمام جامع مسجد روہا کے پیش امام حافظ ذوالفقار حسین کی تلاوت کلام کے بعد جماعت المسلمین روہا کے صدر جناب حسین میاں شیخ کے ہاتھوں اردو آٹھویں جماعت کا اجراء عمل میں آیا۔

نامہ نگار
نوگل بھارتی

قطر میں ایک ادبی شام

۱۶ مئی ۱۹۹۱ء کو بزم اردو قطر نے نوجوان خوش گلو شاعر محمد صدیق کے لئے ویلکم ریسٹورانٹ میں ایک ادبی شام کا اہتمام کیا۔ جس کی نظامت عتیق انظر نے انجام دی۔

صدارت انڈو قطر اردو مرکز کی فعال شخصیت محمد سلیمان نے کی۔

ہاشم دادرکر نے تلاوت فرمائی۔

تقریباً سو افراد پر مشتمل یہ ادبی محفل رات ساڑھے بارہ بجے ختم ہوئی۔

(رپورٹ ـ قاف احمد)

مسیحا کلینک

بمبئی کے ادب نواز تاجر جناب محمود چھاپڑا صاحب کی بہو ڈاکٹر فرحت چھاپڑا کے مطب مسیحا کلینک کا افتتاح ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو گھوڑ بندر روڈ سانتا کروز بمبئی میں مقامی میونسپل کونسلر جناب خان محمد بستی والا کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر بمبئی کے چند معروف ڈاکٹرز اور عمائدین کے علاوہ سوشل ورکرز اور رشتہ داروں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

نیشنل اردو ہائی اسکول تلوجہ

نیشنل اردو ہائی اسکول۔ تلوجہ کا اس سال ایس ایس سی کا نتیجہ ۸۸ فی صد رہا۔ امتحان میں کل ۲۵ طلبہ شریک ہوئے جن میں ۲۲ طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔ اسکول کے رزلٹ کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ کل طلبہ ۲۵ ۔ کامیاب طلبہ ۲۲ امتیازی درجہ ۱۔ اول دوم ۸ سوم ۔ ایک اسکول کی اپنی ذاتی عمارت نہ ہونے کے باوجود بھی اساتذہ اور طلبہ کی محنت بارآور ثابت ہوئی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی اساتذہ اور طلبہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نقش کوکن کے ہر پروگرام میں شریک ہوئے اور تعمیری تعاون دیا۔

فاروق ہائی اسکول کا نتیجہ ۸۸ فیصد

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول کا ایس ایس سی کا نتیجہ شاندار رہا کل ۱۰۹ طلبہ شریک امتحان ہوئے ۔۱۲ طلبہ نے امتیازی درجہ، ۳۶ طلبہ نے فرسٹ کلاس میں ۴۵ طلبہ نے سیکنڈ کلاس میں اور صرف ۳ طلبہ پاس کلاس میں کامیاب ہوئے اس طرح اسکول کا مجموعی نتیجہ ۸۸.۰۷ فیصد رہا۔ طلبہ اور طالبات کی دونوں اسکولوں میں اول آنے والے ہونہار طالب علم شہزادہ علی محسن علی نے سب سے زیادہ ۸۹% فیصد مارکس حاصل کئے ۔نیز شہزاد علی نے ہندی\ مراٹھی میں ۸۲% فیصد مارکس حاصل کرکے پورے بمبئی ڈویژنل بورڈ میں بھی اول رہے۔

انتولے صاحب بھاری اکثریت سے کامیاب

سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے قلابہ (رائے گڑھ) حلقہ انتخاب برلئے لوک سبھا سے بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئے۔

انہوں نے اپنے قریبی حریف بی جے پی کے امیدوار دتا پاٹل کو ۲۹۰۰۶ ووٹوں کی اکثریت سے شکست دی۔

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

وہور میں ایک دن میں تین اموات

وہور تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ میں ۱۲ جون ۱۹۹۱ء کو گاؤں کی تین ہستیاں اپنی طبعی موت سے جاں بحق ہو گئیں۔

۱۔ جناب عبدالرزاق جنجزار کے برادر نسبتی جناب غلام حسین جٹھام

۲۔ جنجزار ہائی اسکول کے ہیڈ کلرک صالح میاں مرفرے کے والد عباس میاں چوفرے

۳۔ جناب جی ایم جٹھام کی زوجہ محترمہ۔

گھنسار فیملی کو صدمہ

سارنگ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کے جناب حسین میاں گھنسار جو شپنگ کارپوریشن میں الیکٹریشین تھے ۵ جون ۱۹۹۱ء کی شب میں ٹھیک بارہ بجے راہی عدم ہوئے۔ ۶ جون ان کا ولادت تھا یعنی جونہی ۶ جون کو آپ کی عمر کی پچاسویں منزل میں داخل ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم سال سوا سال سے ہرکشن داس اسپتال میں زیر علاج تھے۔ مگر سرطان کے موذی مرض سے جانبر نہ ہو سکے۔

قاضی برادران کو صدمہ

نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد نورالاسلام ٹرسٹ واشی کے سابق سکریٹری اور نئی بمبئی کے جواں عزم سوشل ورکر جناب محمود حسن قاضی متوطن جگاؤں رتناگری کی والدہ مریم بی کا بمبئی

مختصری علالت کے بعد ۲۱ جون ۱۹۹۱ کی شب میں جبکہ وہ اپنے وطن کی طرف سفر کر رہی تھیں، سفر آخرت ثابت ہوا تدفین ان کے وطن میں انجام پائی۔ ادارہ جناب بوبکر قاضی، عثمان قاضی، ابراہیم قاضی، اور رحمت بی داؤد مستری کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

داؤد ٹول مرحوم

گوڑے گاؤں ضلع رائے گڑھ کی معروف شخصیت جناب داؤد اسماعیل ٹول ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا

بابا میاں کھوت مرحوم

گوولکوٹ (چپلون) کی معروف بلکہ ہر دل عزیز شخصیت جناب ابراہیم امین الدین جوگلے عرف بابا میاں کھوت کا ۲۸ مئی ۱۹۹۱ء کو طویل علالت کے بعد بعمر ۸۲ سال گوولکوٹ میں انتقال ہو گیا۔ جلوس جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک تھے

حاجی داؤد امین ہائی اسکول کے سینئر ٹیچر جناب عبدالرزاق عبدالقادر برکار کی اہلیہ ۲۸ مئی ۱۹۹۱ء کو انتقال ہو گیا۔

حسین ملا کا انتقال ہو گیا۔

جناب حسین میاں ملا (مود بلکر) جو جنگ آزادی کے ایک سپاہی اور رائے گڑھ ضلع کے جانے مانے سوشل ورکر تھے پچھلے مہینہ اپنے آبائی گاؤں بدلاپور ضلع تھانہ میں بعمر ۸۲ سال انتقال ہو گیا۔

مبارک کاپڑی صاحب کو صدمہ

مبارک کاپڑی صاحب کی ممانی محترمہ مریم کاکا کاپڑی صاحبہ کا ۳۰ جون ۱۹۹۱ء کو مختصر علالت کے بعد ان کے گاؤں کونڈیورہ (ضلع رتناگری) میں انتقال ہوا۔

مرحومہ نے مبارک صاحب کی پرورش کی تھی ان کے سوگواران میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا بھی شامل ہیں۔

ادارہ نقش کوکن مبارک کاپڑی کے غم میں برابر کا شریک ہے

(ادارہ)



MR. SALIM ZAKARIA,
Chairman Haj Committee, speaking at the occasion of Kokan Medico-Social Forum's "Medical Seminar cum Felicitation" at Hotel Sea Rock on 30th September 1990 Others from Left to Right : DR. NAZIR JUVALE, Ex-Minister Mr VILAS SAWANT, Forum's Chairman DR. HUSAIN THAKUR, DR. A. A RAVAL and DR. (MRS.) MUKADAM.

DR. NASSEEF ON INDIA'S ROLE

"The Indian community has played a significant role in the development of Saudi Arabi", Dr. Abdullah Omar Nasseef, Secretary General of the Muslim World League, said at a function organized by the Indian community at Hyatt Regency Hotel in Jeddah, on 21st May, to honour him on receiving the 1991 King Faisal International Award for Service to Islam.

JAVED KHAN CRACKS UNIQUE FEAT

It was touch and go as Javed Khan took 500 wooden boards, the clock and exhaustion in his stride to achieve a unique feat at the Anjuman school in Bombay. Khan's breaking 500 boards in an hour will make a new entry under 'speed and power' in the Limca Book of Records, according to Mr. Indraneel Mukherjee, of Limca.

No Indian has atempted such a feat, while an American, Lorenzo broke 600 boards in four hours some years ago.

Just 39 seconds were remaining for the hour when Javed Khan unleashed the last kick to break a single board to fulfil his promise, He had begun by breaking four boards at a time, Each board was of ten by 12 inch size and an inch thick. It took five people to hold the board to withstand the impact of the kick and there were three such groups.

With 15 minutes to go, there were over a hundred boards remaining and with three minutes left, their were 15. Javed looked dead beat, more so because of recent illness and diarrhoea since todays before this event. He began shivering and a jacket was slung over his bare body.

Body builder Pesi Padshah, with whom Javed trains at Piramal Centre of Sports Medicine, was acting as a buffer fo those supporting the blocks. He was prompted in later stages to hold the board himself and saw Javed from close quarters breaking half-a-dozen in double quick time. Finding the last dregs of his adrenalin, Javed sent that last board crashing and then, after being hoisted by fans passed out.

A splash of water on his face revived him and later, on stage, he lifted his baby in one hand and dedicated the feat to her.

The winnner of the Los Angeles Open from a field of light-middleweights from 25 countries, Javed Khan, a 27-year-old third degree blackbelt in craving for recognition. Speed, concentration, power and focus he had it all.

In first week July, he flies to Leicester, England, to compete in the World championships. Later, he will appear for his fifth dan (degree) examination, hoping for a double promotion.

Javed Khan's feat will be more than an entry in the Limca Book, it will be an inspiration for those wishing to take up martial arts.

MARRIAGE

* **Abdul Majid** and **Iqbal** sons of Haji Mohamed Saleh Bhore (formerly of Dar-es-salaam) to **Waheeda** daughter of the late Mr. Ismail Walele and **Fousia** daughter of Mr. Yusuf Khanche, respectively, on 3rd March, 1991 in London.

* **Rafik** S/o. M. Kassam Gharley to **Munira** D/o. Kasim Dawood Parkar in Dar-es-salaam on 26th May, 1991.

OBITUARIES

- The Chairman of the Kokni Muslim Jamat, Dar-es-salaam, and a retired judge of the High Court of Pemba, Hon. Mr Abdul Kadir Abdul Rahim Mukri, passed away in Dar-es-salaam on 15th February, 1991 at the age of 68
- Mr. Syed Hussein Edroos alias Lakhpati passed away in Nairobi on 14 th February, 1991 at the age of 74.
- Kulsumbi w/o Ahmed Sangrar died in Mumbasa on 12th June, 1991 at the age of 70.

MAHARASTRA STATEMINISTRY

CHIEF MINIISTER Sudhakarrao Naik inducted 29 new members including eight cabinet-rank ministers, into his team taking the total strength of the state cabinet to 37.

The new ministry comprises 15 cabinet rank ministers and 21 ministers of state.

Of the ten new faces, Vilasrao Patil from Satara is the only cabinet-rank minister and remaining are ministers of state. They include newly elected MP from Baramati Ajit Pawar, Dharmarao Baba Atram from Gadchiroli, who was kidnapped by the naxalites recently, Patangrao Kadam (Sangli), Abdul Khalif Kazi (Osmanabad), Chhatrapal alias Baba Kedar (Nagpur), Madhukar Ghate (Nanded), N N alias Bapu Thite (Pune), Shivajirao Pandit (Beed), Pravin Bhosale (Sindhudurg), Subodh Savaji (Buldhana) and B D Zute (Bombay).

Other cabinet-rank ministers include jawaharlal Darda (Yavatmal), Ananatrao Thopte (Pune), Javed Khan (Bombay), Pushpa Hiray (Nashik), Shankarrao Kolhe (Ahmednagar), Rohidas Patil (Dhule), Madhukar Pichad (Ahmednagar), Other ministers of state include L R Hatankar (Sindhudurg), Ranjit Deshmukh (Nagpur), Shyam Ashtekar (Satara), Madan Bafna (Pune), Arun Gujrathi (Jalgaon), Arun Mehta (Bombay), Shivajirao Shendge (Sangli), Ramesh Dube (Bombay), Digvijay Khanvilkar (kolhapur) and Bhasakarrao Patil khadgaokar (Nanded).

EDHI'S THREAT TO QUIT PAKISTAN

Maulana Abdus Sattar Edhi, who has set up a trust for humanitarian work and runs a number of health centres in Karachi and interior Sind, has threatened to return to India if he is not allowed to continue his work "in the service of Allah."

Mr. Edhi, who is often called "Father Teresa" of Pakistan, told the British Broadcasting Corporation (BBC) in a telephonic interview on 26-6-91 that some people had prevented his humanitarian work, so much so that he had to close down his health centre in Mirpur khas in Sind province.

He said his workers were not allowed to collect hides and skins donated by the people after sacrificing animals on the occasion of Eid-ul-Zuha' (Bakri Id). He sad his workers and truck and ambulance drivers were threatened at gunpoint and about 4,000 hides and skins were looted from the camps of the Edhi trust, he added. The funds raised by selling hides and skins are used for charitable purposes.

Asked if the government would not help him. Maulana Edhi said, "The President and Prime Minister of Pakistan and the Sind government are helpless. They have no weight and nobody listens to them. What purpose would going to them with a complaint serve?"

Mr Edhi told the BBC that these people (the President, Prime MInister and Sind Government) thought that harping on the name of Allah before the people was all that was required.

The Maulana said he had migrated to Pakistan from India and if he was not allowed to continue his humanitraian work there, he would seek the government's permission to return to India and continue his mission there.

Mr Edhi started his humanitarian work in the early 1980's and since then he has extended to various parts of Sind. International humanitarian organisations have supported him with funds and modern hospital equipment, ambulances and helicopters. (UNI)

GARLANDS GALORE

Recently our Ex-Prime Minister Chandra Shekhar refused to accept the garlands and boquets at Patna.

Garlands for the ministers &V.I.P.'s are costly and decorative. Many a times they don't take the garlands with them and the beautiful flowers are trampled upon. Don't you think it is a waste of time, money and energy which could be utilised for better purpose. This hypothentical garlanding and bouquet giving to V.I.P.'s should be replaced by a smile, show of hands or a Namaste. Once conditioned by the V. I .P.'s, others will follow.

NEWS FROM CAPE TOWN

* Urdu Classes under the auspicious of Bazme Urdu Adab Cape Town are opened at the Habibia Madrassa and Islamic Institute for adult and students in Cape Town.

CHIEF MINISTERS OF MAHARASHTRA SINCE THE STATE'S INCEPTION

NAME	TENURE		
Yeshwantrao B. Chavan	1.5.1960	to	19.11.1962
M.S.Kannamwar	20.11.1962	to	24.11.1963
P. K. Sawant	24.11.1963	to	5.12.1963
Vasantrao Naik	5.12.1963	to	20.2.1975
Shankarrao B. Chavan	21.2.1975	to	17.5.1977
Vasantrao Patil	17.5.1977	to	5.3.1978
Vasantrao Patil	5.3.1978	to	18.7.1978
Sharad Pawar	18.7.1978	to	17.2.1980

STATE UNDER PRESIDENT'S RULE FROM 17.2.1980 TO 9.6.1980

A. R. Antulay	9.6.1980	to	12.1.1982
Babasaheb Bhosale	21.1.1982	to	1.2.1983
Vasantrao Patil	2.2.1983	to	9.3.1985
Vasantrao Patil	10.3.1985	to	1.6.1985
Shivajirao Nilangekar	3.6.1985	to	6.3.1986
S. B. Chavan	12.3.1986	to	26.6.1988
Sharad Pawar	26.6.1988	to	4.3.1990
Sharad Pawar	4.3.1990	to	25.6.1991
Sudhakarao Naik	From 25.6.9		

MAHARASHTRA STATE'S NEW COUNCIL OF MINISTERS

Sudhakarrao Naik	: Chief Minister General Administration, home and urban land ceiling

CABINET MINISTERS

Ramrao Adik	: Finance & Planning
Vilasrao Deshmukh	: Industry
Shushilkumar Shinde	: Urban Development
Shankarrao Kolhe	: Revenue
Anantrao Thopate	: Education
Dr. Padamsinh Patil	: Irrigation & Energy
Rohidas Patil	: Agriculture
Shivajirao Deshmukh	: Legislative Affairs
Javed Khan	: Housing & Slum Improvement
Ramesh Dube	: Housing & Slum Improvement
Pushpa Hiray	:
Madhukar Pichad	:
Jawaharlal Darda	:
Vilashrao Patil	:

MINISTERS OF STATE

Arun Mehta
Bapusaheb Thite
Ajit Pawar
Madan Bafna
Dr. Patangrao Kadam
Dharamarao Baba Atram
Abdul Khalif Kazi
Chhatrapal Alias Baba Kedar
Madhukar Ghate
Shivajirao Pandit
Pravin Bhosle
Subhodh Savaji
B. D. Zute
L. R. Hatankar
Ranjit Deshmukh
Shyam Ashtekar
Arun Gujrathi
Shivajirao Shendge
Ramesh Dube
Digvijay Khanvilkar
Bhasakarrao Patil Khadgaokar

RAJIV GANDHI'S REACTION

BEFORE 1970, in the syllabus of Maharshtra Public Sevice Commission examination, Urdu was an option language bearing 100 marks for recruitment to the post of deputy collectors, tehsildars, deputy registrars of cooperative societies, etc. But later Urdu was replaced by Persian. The Urdu-knowing students were not able to get recruited to the high posts. I wrote to the then prime minister Rajiv Gandhi on April 11, 1987 requesting him to restore Urdu to its rightful place. Rajiv despatched my letter to the state government with his note. I received a letter from the undersecretary general administration department vide his letter no SRV 1081 - 100-CM-XII June 3 1987, stating that Urdu was restored as an optional subject in the syllabus. This proves Rajiv Gandhi had great love for Urdu.

FAROOQ A CHOTANI

* Dr. A SHAKOOR MUKADAM'S Medical Practice Clinic was inaugurated on 28th June 1991 at Imamwada Road in Bombay.

NEW UNION COUNCIL OF MINISTERS OF 10th PARLIAMENT OF INDIA

1. **P V Narasimha Rao** :Prime Minister

CABINET MINISTERS

1. **Sharad Pawar** :Defence
2. **Dr. Manmohan Singh** :Finance
3. **Madhavsinh Solanki** :External Affairs
4. **S B Chavan** :Home
5. **Balram Jakhar** .Agriculture
6. **Arjun Singh** :Human Resources Development
7. **Sheila Kaul** ·Urban Development
8. **C K Jaffer Sharief** ·Railways
9. **B Shankaranand** :Petroleum and Natural Gas
10. **K Vijaya Bhaskara Reddy** .Law, Justice and Company Affairs
11. **Sitaram Kesri** :Welfare
12. **M L Fotedar** ·Health and Family Welfare
13. **V C Shukla** :Water Resources
14. **Madhavrao Scindia** ·Civil Aviation and Tourism
15. **Ghulam Nabi Azad** :Parliamentary Affairs

MINISTERS OF STATE (INDEPENDENT CHARGE)

1. **H R Bhardwaj** :Planning and Programme Implementation
2. **P Chidambaram** :Commerce
3. **Santosh Mohan Deb** :Steel
4. **Ajit Kumar Panja** · Information and Broadcasting
5. **Ashok Gehlot** :Textiles
6. **Rajesh Pilot** :Communications
7. **Kamal Nath** :Environment and Forests
8. **Jagdish Tytler** :Surface Transport
9. **Kalpanath Rai** :Power and Nonconventional Energy Sources
10. **K Ramamurthy** :Labour
11. **Balram Singh Yadav** :Mines
12. **P A Sangma** :Coal
13. **Tarun Gogoi** :Food
14. **Giridhar Gomango** :Food Processing Industries

MINISTERS OF STATE

1. **Kamaluddin Ahmed** .Civil Supplies and Public Distribution
2. **Margaret Alva** :Personnel, Public Grievances and Pensions
3. **M Arunachalam** :Urban Development
4. **Mamata Banerjee** :Human Resources Development (Dept. of Youth Affairs and Sports)
5. **Eduardo Faleiro** :External Affairs
6. **M O H Farook** ·Civial Aviation and Tourism
7. **M M Jacob** :Parliamentary Affairs and Home
8. **Rangarajan Kumaramangalam** :Parliamentary Affairs, Law, Justice and Company Affairs
9. **S Krishna Kumar** :Petroleum and Natural Gas
10. **P J Kurien** :Industry
11. **K C Lenka** :Agriculture
12. **M Mallikarjun** :Railways
13. **Chinta Mohan** :Chemicals and Fertilisers
14. **Uttambhai H Patel** :Rural Development
15. **Shantaram Potdukhe** :Finance
16. **Mullappally Ramachandran** :Agriculture
17. **Dalbir Singh** :Finance
18. **G Venkat Swamy** :Rural Development
19. **P K Thungon** :Industry

DEPUTY MINISTERS

1. **Girija Vyas** :Information and Broadcasting
2. **Salman Khursheed** : Commerce
3. **K Kamala Kumari** :Welfare
4. **Paban Singh Ghatowar** : Labour
5. **Ram Lal Rahi** : Home Affairs
6. **P V Rangayya Naidu** : Communication

NEWS/HAPPENINGS

Friday Club, Chalakudy has introduced a special scheme to remove the unemployment in the Chalakudy Muslim Jumath. This scheme will be known as Friday Club Baithul Zakkath Scheme and every year this will be given to the unemployed youths or families in the jumath. This will be the first time a muslim organisation is implementing such a scheme by collecting Zakkath funds and distributing for a noble cause and starting self employment to gain their daily food. **Reported by Mr. P. M. Abdus Salam, President of the Club and a journalist.**

ANJUMAN-I-ISLAM'S SEERAT LECTURE

This year, the late Harris Mohiuddin Seerat Lecture was arranged at the Anjuman-i-Islam premises on Tuesday, 18th June,1991. This lecture was given by Prof. Akhtar-ul-Wase, reader of Islamic Studies, Jamia Milia, Delhi. The lecture was thought provoking and worth noting in the present context. The lecture was attended by many scholars, teachers and prominent citizens of Bombay.

A team of scholars from Hyderabad had come to pay a visit to Anjuman and other institutions of Anjuman in Bombay. The team included Dr. ARIFUDDIN.

NEW URDU PRIMARY SCHOOL IN VASHI, NEW BOMBAY

The Inaugural function of Urdu Primary School and College of Education of Anjuman-i-Islam, Bombay, was held at Vashi, New Bombay, on 25th June, 1991 and the proposed primary school and college will start working from this academic year. Mr. Mustafa Fakih, Vice President of Anjuman-i-Islam presided and inaugurated the function. A Local Committee has been formed under *the auspices of Anjuman-i-Islam to look after* this Vashi Project of Anjuman-i-Islam consisting of : Sayed A. Gafoor as the Chairman and Capt. F.M. Mistry, Iqbal Kaware, A. Hafiz Qureshi.

NOTABLE GUINEAS' BOOK - INDIAN ACHIEVEMENTS

1) Non-stop talking :- 54 year old Mr. S. E Jayraman made a record of non stop talking at Agaram Gandhi Statue, Madras, of 200 hours of continuous talking from 3rd to 11th February 1987.
2) Standing in one Place :- Swami Maujgiri of Shahapur in Uttar Pradesh made a tapasya by constantly standing from November 1955 to November 1973 for 17 years. He used to support his body with a wooden plank while sleeping. He died at the age of 85 in September 1980.
3) Constant Singing :- Acharya Prem Bhikuji of Jamnagar started singing "Ramdhuni" on 31st July 1964. His pupils helped him to continue it without stop upto 23rd December 1985.
4) Tallest bamboo in the World :- The tallest bamboo was at Pattazi in Travencore This thorny bamboo fell down in 1904 Its length was 121.5 feet.
5) Longest horns :- The longest horns belong to the Indian Water Bull. In 1955 one of the bulls was killed. Its horn were 13.5 feet long.
6) Human Computer :- On 18th June 1980, Mrs. Shakuntaladevi did the multiplication of 7,680, 369, 744, 840, and 2,465, 099, 745, 779 giving the answer as 18,947, 608, 177, 995, 426, 462, 773, 730 in mere 28 seconds.

Following **merits scholarships** were given by the **H. S. C. Board** for the March 1991 **H. S. C. Exams :**

1. Kokan Mercantile Bank for Marathi to Sawant Sital Shantaram from Vaje College, Mulund, Bombay.
2. Kokan Mercantile Bank for Urdu to Shaikh Rubina Niyamat Ali from Burhani College, Bombay.
3. Naqshe Kokan Talent Forum for Urdu to Deshmukh Muhajeed Khan Ali Khan from Fajanddar Jr. College, Vahoor, Dist Raigad.
4. Rehmani Foundation for Arabic To Mr. Sanchavala Ashraf Adarnali from Burhani College, Bombay.
5. Dr. A. M. Naik for Science to Acharya Viral Vishnudutt from Ruparel College, Bombay.

SPECIAL COMMENT

BATTLE FOR MUSLIM VOTES
Weed Out Imam's Influence

by Halder Pathan

The projection of the Shahi Imam, Syed Abdullah Bukhari, as a personality whose opinion weighs with Muslims is the act of political parties who have never bothered to work with Muslims and probe their feelings and problems. They only want to use the Shahi Imam as a short-cut to get the block votes of the community, a sad commentary on our political morality.

Every time there is a general election, Bukhari is approached as though he is a bride in a swayamwar ceremony. All aspirants vie with one another to have the garland of flowers put round their necks.

In the period between two elections, though, all these political parties neglect the community. The sooner this is remedied the better it will be for the healthy growth of democracy and equitable relationships between the people.

The Muslims have not been able to forge any effective links with any of the parties. Lack of a credible leadership has resulted in the social alienation of the community and the emergence of the Bukharis, Ansaris and Azads who cling to the powers that be.

This is the tragedy of Indian politics. Why can Muslims not be approached for votes on the basis of a programme or performance? The only approach that is adopted is to harp on their suffering in communal violence and pay lip sympathy ensconced in empty promises of safety and justice.

If the national parties feel that the Shahi Imam is the only link with Muslims, it is a catastrophe of monstrous dimensions, the triumph of opportunism over pragmatism. It amounts to cynically leaving Muslims to stew in their own juice without giving them an opportunity to come to grips with reality. All the parties are guilty of such acts of omission and commission, and none is ashamed of it.

This attitude has set in motion a process which has scuttled the growth of genuine leaders among Muslims who can assimilate and provide cohesion to all progressive efforts in the community.

Muslims are forced to look upon pyramid climbers and status seekers who cluster around the person who wields political power and influence as leaders. In this scheme of things, the entire community is never taken into consideration, resulting in blunders like the Shah Bano case. The media and anti-Muslim sentiments overnight became sympathetic to Muslim women. But a struggle was not launched to have this act repealed. I was appearing for one woman as a lawyer. The advocate of the other party advised us to accept Rs. 4,000 as full and final settlement of all our claims, saying that if the husband pronounces talaak the wife has no legal remedy. This advice has to be heeded. This is a tragedy not only of Muslim women but of Indian society.

The media has a great responsibility to give due coverage to the real problems of Muslims and criticise the myth of imaginary grievances.

The Shahi Imam is not even the religious leader of Indian Muslims. His present-day status is the creation of the Congress and other political parties. No religious sanctity is attached to his holding of the office of Imam and his leading the prayers.

The Shahi Imam has no authority either to speak on behalf of the Muslims or to issue a fatwa. Election is not a religious issue which calls for interpretation of the Shariat and no circumstances can justify a fatwa on whom to vote for. Fatwas are issued only in controversial matters for clarification and guidance. Elections do not fall in this category.

The Shahi Imam's contribution even to the interpretation of religious matters is not known. His erudition in theology is equally open to question.

If Muslims act according to his edict it should be deemed to be a corupt electoral practice and should not go unchallenged.

It is for the general intelligentsia to condemn those parties who pamper the Shahi Imam. Indian politics is being overwhelmed by corruption and the hunger for power. Weeding out the Imam's influence can be a healthy beginning to setting right the system.

REFLECTIONS

TRUTH - EVEN FROM AN ENEMY'S LIPS

By A. KAYS

After the Holy Prophet (S) was honoured with Divine Messengership, he sent brief letters to some world rulers inviting them to Islam. Heraclius, the Emperor of Rome, was impressed by this letter which contained only about a dozen short but cogent sentences. He investigated the Prophet's background from Abu Sufyaan, a Quraish chieftain of Makkah, who was visiting Iraq on a business trip. This region was under the domain of Rome. The Emperor was on a state visit to Iliya, near the capital Basrah.

Heraclius was a Christian and believed that according to Biblical prophecies, a new Prophet was expected. He wanted to test whether the man who claimed prophethood possessed the qualities of a true prophet.

At that time Abu Sufyaan hated Islam and its Prophet and had led fierce battles against the Muslims. But this did not prevent him from answering the Emperor's questions truthfully like a true noble.

The questioning of Abu Sufyaan by the Emperor in an open court is a classic example of incisive inquiry, with pointed questions. Abu Sufyaan's answers were equally precise.

The discussion is fully reported in Sahih Bukhari. Ours is a contracted version.

IBN ABBAAS NARRATES

Hazrat Ibn Abbaas narrates what Abu Sufyaan told him about this inquiry concerning the Prophet (S) :

His Lineage? - VERY NOBLE.

Has anyone among you claimed prophethood before? - NO.

Was there ever a king among his ancestors?-NO.

Those that follow him : are they influential elites or the weak? - THE WEAK.

Is his following on the increase or declining ? - ON THE INCREASE.

Is there anyone among his followers who, being disappointed with his religion, reverted? -NO

Before he claimed prophethood, did you accuse him of telling lies? - NO.

Does he go against his word? - NO, THOUGH ONE HAS TO SEE WHETHER HE WILL STICK TO OR GO AGAINST THE PEACE TREATY RECENTLY ENTERED WITH HIM. (Abu Sufyaan told Hazrat Ibn Abbaas that besides this comment, he could not include anything of his own about the Prophet (S).)

Have you ever engaged in battles with him? - YES.

What was the outcome of the battles?- SOMETIMES HIS SIDE WEIGHED HEAVILY, SOMETIMES OURS.

What does he preach ? - WORSHIP OF ONE GOD AND NOT TO ASCRIBE ANY PARTNER TO GOD; LEAVE ASIDE THE PRACTICES OF OUR FOREFATHERS; PERFORM PRAYERS; TELL THE TRUTH; EMBRACE NOBLE THOUGHTS AND DEEDS AND TO BE PEACEFUL AND FORGIVING.

The Emperor then said that one day the Prophet's influence will hold sway over his domain if what Abu Sufyaan told him was the truth. He also added : "I was aware that a Prophet was to come, but I did not believe that he would be from amongst you. If it was possible for me to present myself before him, despite difficulties, I would have met him and humbly presented myself before him and would have availed myself the honour of washing his feet."

After this incident, Abu Sufyaan was convinced that the Holy Prophet (S) will soon be a victor, and he was guided by Allah to embrace Islam which he did after the conquest of Makkah.

"One cannot rise to become a leader in a community in the civilized world without being involved in its problems, without being convulsed in its agonies, and inspired by its causes."

— **Winston Churchill**

EDITORIAL

In the last issue we wrote on Education for Social Acclaim. This time we consider the significance of "ORALITY AND LITERACY".

The world is discovered through the word-spoken, written, printed and processed by the electronic media. Therefore, any study on Orality and Literacy has to take into account the evolving technologies of writing, printing and the electronic media, all of which are regarded as technologies of communication. Oral communication through speech is a humanly created technology. It is an accepted communication system, alongside print, telecommunication and the modern integrated computer communication systems. Ruth Finnegan of the British Open University holds the view that technological determinism is not the only possible model for analysing the implications of communication technologies, and says : "The historical scheme set up is a West-centred one : that is, it follows what has been taken to be the progressive evolutionary path of Western culture. " This view forms the basis of the Great Divide between non-literate and literate cultures. Those who reject technological determinism as the main explanation in human development suggest an alternative approach which emphasizes on the socio-cultural context of human history and experience. This means rejecting the assumption that from the technology itself flows the automatic and inexorable consequences. Actually the usage and importance of these technologies are governed by social, economic, political and ideological factors. Orality and literacy, however differently viewed are closely related to each other. Orality promotes literacy, and through literacy, orality becomes word-based texts. □

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor : **Dr. Abdul-Karim Naik**
Associate Editor : **Capt. F. M. Mistry**
Consultant Editor : **A. Kays**

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	I BAGDADI • U HAJWANI
SAUDI ARABIA	I WANGDE • A W PARKER
BAHRAIN	A. R. SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI
PAKISTAN	H Y BOMBAYWALA
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE • QAMRUDDIN QAZI
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED • A. R. OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE • ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	-
Other countries	Rs. 200/-	-

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ

نقش کوکن

بمبئی

اردو / انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹ | شمارہ ۸ | اگست ۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائک

معاون مدیر :- فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

مشیر :- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید حسن (ساؤتھ افریقہ)
اقبال کاپڑی (دوبئی)
قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (بحرین)

شیخ اسماعیل (ایسٹ افریقہ)
ابراہیم داگڑے (سعودی عرب)
حسن عبدالکریم چوگلے (دوحہ قطر)
فرمان علی پاٹنکر (ابوظہبی)

بمبئی۔ ابراہیم چوگلے۔ (اندھیری) علی صالح (ڈونگری)
کھیڈ ضلع (رتناگری) ڈاکٹر فیض احمد برڈے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ نمبر (E 3006)

زرسالانہ : پچاس روپے | تاحیات : پانچ سو روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ۵۶ "ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۹۔ فون :- ۸۶۴۹۶۸

مقام طباعت :- برہانی پرنٹرس، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر س پبلیشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

تمام متنازعہ امور میں حق دسماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

تاریخ اشاعت :- یکم اگست ۱۹۹۱ء

کتابت :- اشرف علی خان

اس ماہ کے

نقوش

ذکر و فکر

مولانا وحید الدین خان

اعتراف

سید مشتاق علی کرکٹ کے انتہائی مشہور کھلاڑی ہیں۔ مسٹر شرد ورما نے ان سے انٹرویو لیا جو ہندوستان ٹائمس (۱۵ مئی ۱۹۸۷) میں شائع ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہماری کرکٹ کی تاریخ میں بہت کم افراد نے وہ غیر معمولی مقام حاصل کیا ہے جو سید مشتاق علی نے حاصل کیا۔ تقریباً بیس سال تک وہ کرکٹ کے ہیرو بنے رہے۔ ان کے متعلق سرکارڈس sir neville cards نے کہا تھا کہ مشتاق گویا کہ ایک بازیگر ہے جو کامیابی حاصل کرنے کے لئے ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔ اسی طرح کیتھ ملر keith miller نے کہا کہ وہ ہمارے وقت کے ناقابل یقین حد تک اچھے کھلاڑی ہیں ــــ سید مشتاق علی کی شہرت ۱۹۳۰ میں شروع ہوئی جبکہ ان کی عمر صرف ۱۶ سال تھی، وہ اگرچہ کم کھیلتے تھے، مگر جب کھیلتے تھے تو ان کا کھیل سب سے ممتاز ہوتا تھا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں آسٹریلیا کی ٹیم اور ہندوستان کی ٹیم کا مقابلہ تھا۔ سید مشتاق علی کو ہندوستان کی ٹیم سے خارج کر دیا گیا۔ اس پر کلکتہ میں زبردست مظاہرے ہوئے۔ اور ہر طرف یہ نعرہ گونج اٹھا۔

No mushtaq No test آخر کار منتظمین نے سید مشتاق علی کو ٹیم میں شامل کیا۔ اب سید مشتاق علی کی عمر ۷۲ سال ہو چکی ہے مسٹر شرد ورما سے اپنے حالات بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک بار انگلینڈ میں ہندوستانی اور انگریزی ٹیم کا مقابلہ تھا۔ انگریزی ٹیم کے کپتان ولی ہمنڈ Wally Hammond تھے سید مشتاق علی نے رن بنانے شروع کئے۔ یہاں تک کہ وہ نوے سے آگے بڑھ گئے۔ ولی ہمنڈ اگرچہ مخالف ٹیم کے کپتان تھے، وہ اپنے جذبۂ اعتراف کو روک نہ سکے، انہوں نے تیزی سے آکر مشتاق علی کا کندھا تھپتھپایا اور کہا جمے رہو۔ میرے بیٹے جمے رہو اپنا سو پورا کرو پورا کرو۔

Steady my boy steady get Your hundred first

مردہ انسان کی سب سے بڑی خصوصیت بے اعترافی ہے اور زندہ انسان کی خصوصیت اعتراف۔ زندہ انسان کے سامنے ایک حقیقت آئے یا وہ ایک خوبی کا مشاہدہ کرے تو وہ اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خواہ یہ اعتراف اپنی ہار ماننے کے ہم معنی نہ ہو۔

کھونے کے بعد بھی

اے پی (لندن) کی فراہم کردہ ایک خبر حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوئی ہے۔ مسٹر اسٹینلی جاکی ہنگری میں پیدا ہوئے۔ وہ سیاہ پوش راہب، عیسائی عالم اور فزکس کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دس سال تک آواز سے محرومی ان کے لئے ان کی سائنس اور مذہب سے متعلق تحریروں پر دو لاکھ ۲ ہزار ڈالر جیتنے کا ذریعہ بن گئی، ۱۹۵۳ء میں میرے گلے پر سرجری کے ایک حادثہ نے مجھے وقت دیا کہ میں لکھوں اور میں سوچوں، اور ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ بہت سے انتہائی مقبول کتابوں کے مصنف ایسے ہیں جو بالکل نہیں سوچتے۔ انہوں نے کہا۔ مسٹر جاکی جنھوں نے مذہب میں ترقی پر ٹمپلٹن انعام حاصل کیا ہے۔ یقین رکھتے ہیں کہ عیسائیت نے وہ ذہنی فضا پیدا کی جس نے سائنس کو ترقی کا موقع دیا۔ وہ اس خیال کے سخت ناقد ہیں کہ سائنس اور خدا ایک دوسرے سے غیر متعلق چیزیں ہیں۔

مسٹر جاکی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا کہ غلط آپریشن کی وجہ سے ان کی بولنے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔ مگر ان کے سوچنے اور پڑھنے کی صلاحیت بدستور باقی تھی۔ انہوں نے اس بچی ہوئی صلاحیت کو بھرپور طور پر استعمال کیا۔ دس سال کی خاموش محنت سے انہوں نے ایک ایسی کتاب لکھی جس کا انعام سوا دو لاکھ ڈالر تھا۔ حادثہ کے بعد جو لوگ کھوئی ہوئی چیز کا غم کرتے رہیں وہ صرف اپنی بربادی میں اضافہ کرتے ہیں جو لوگ حادثہ پیش آنے کے بعد بچی ہوئی چیز پر اپنی ساری توجہ لگا دیں وہ از سر نو کامیابی کی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

مسز حاجی احمد فقیہہ مرحوم کی یاد میں جگہ کا عطیہ

آؤ ہم سب جاگتے رہیں

اردو میں میر انیس اور دبیر کے مرثیے ہیں، داغ اور غالب کی غزلیں ہیں۔
ساحر کی جوشیلی نظمیں ہیں، قصیدے ہیں۔ اور رباعیاں بھی ہیں۔
مگر فلسفہ، معاشیات، ٹکنالوجی یا عام معلومات کے موضوع پر الگ بھگ کچھ بھی نہیں۔
اس لئے اردو کا طالب علم سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں۔ گنگناتے ہوئے اسکول سے نکلتا ہے۔
البتہ عملی زندگی میں اگر وہ خود کو بے سہارا پاتا ہے۔

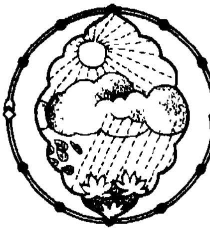
اس اتنے بڑے خلاء کو پر کرنے کا دعویٰ تو ہم نہیں کرتے
البتہ نقش کوکن کی ڈائری "... کے صفحات پر جنرل نالج " کا کالم شروع کر کے ہم
نے اس خلاء کو پر کرنے کی شروعات کی ہے
اس ماہ سے ہم اس میں لغت کے کالم کا اضافہ کر رہے ہیں
اردو، اردو، مراٹھی اردو، اور انگریزی اردو کی لغت، طلبا، اساتذہ اور عام قاری یقیناً پسند کریں گے۔

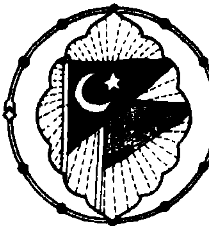
ناواقفیت میں کبھی کبھی زندگی گذر جاتی ہے۔ البتہ کوئی بھی چیز سیکھنے میں وقت بہت کم لگتا ہے،
کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں۔ ہم تو سب کچھ جانتے ہیں
ایسے لوگ ترقی " اور " زندگی " کی تعریف ہی نہیں جانتے اور ہمیشہ ناواقف ہی رہتے ہیں
اچھی اور نئی بات جب بھی اور جہاں بھی اور جس عمر میں بھی سیکھنے کو ملے، انسان کو سیکھنی چاہئے
میں قارئین سے خصوصاً نئی نسل سے درخواست کروں گا کہ نقش کوکن کے جنرل نالج کے صفحات کا
بغور مطالعہ کرتے جائیں۔
انگریزی اور مراٹھی کے الفاظ یاد کرتے جائیں۔ بالکل ایک طالب علم کی طرح
دیکھتے ہی دیکھتے عام معلومات اور الفاظ کا ایک خزانہ آپ کے پاس جمع ہو جائے گا

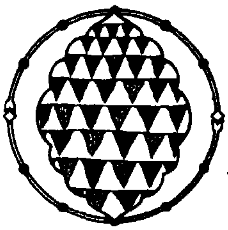
یہ زمانہ واقف رہنے کا ہے۔ علم کا ہے۔ جاننے کا ہے۔ اور جاگنے کا ہے
مسلسل بیدار رہنے کا ہے
اس لئے آیئے! ہم سب جاگتے رہیں۔

مبارک کاپڑی









انسان کي زندگي ميں هر طرح کے دور آتے هيں۔ خوشي کے بھي، رنج کے بھي۔ خوشي کے موقع پر تقريبات هوتي هيں۔ شادي بياه، عقيقه، ختنه، بسم الله، ختم قرآن، امتحان ميں کاميابي، بيرون ملک روانگي، وطن ميں آمد، حج وزيارت ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں۔ اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹھائي کي ياد وابسته هوتي هے۔ رنج کے موقع پر سوگ هوتا هے، وفات، چهلم، فاتحه، قرآن خواني ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹھائي کي ياد وابسته هوتي هے۔

ايک موسم آتا هے، دوسرا جاتا هے: باراں، گرما، خزاں، سرما، بهار۔ ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور ياد کے ساتھ کسي مٹھائي کي ياد وابسته هوتي هے۔ تهواروں کا دور مدام چلتا هے: عيد، بقرعيد، محرم، شب برات، ميلاد النبيؐ، ماهِ رمضان ... ان سب سے يادين جُڑي هوتي هيں اور هر ياد کے ساتھ کسي مٹھائي کي ياد وابسته هوتي هے۔

بھائي کي شادي ميں تو تمام طرح کي مٹھائياں تھيں۔ دوست کے هني مون پر افلاطون۔ قرآن خواني ميں نان خطائي۔ باراں ميں برفي۔ سرما ميں گاجر کا حلوه۔ رمضان ميں مالپوه۔ عيد ميں شير خُرما۔

اور هر مٹھائي سے لُطف اندوز هونے کے بعد سوال پُوچھا جاتا هے که "بھئي مٹھائي کهاں سے خريدي؟" تو سليمان مٹھائي والے کا نام بے ساخته زبان پر آجاتا هے۔ يعني هر مٹھائي کے ساتھ سليمان مٹھائي والے کي ياد جُڑي هوتي هے۔ اسي لئے جب کبھي مٹھائي کا ذکر چھڑتا هے، سليمان مٹھائي والے کي بات هوتي هے۔ سليمان مٹھائي والے هر اقسام، همه اصناف، همه رنگ، همه اشکال، همه اجناس اور همه مواقع مٹھائياں بناتے هيں۔

آئيے، اپني يادوں کي ياد ميں کوئي مٹھائي نوشِ جان فرمائيے۔

جب کبھی مٹھائی کا ذکر چھڑتا ھے سلیمان مٹھائی والے کی بات ھوتی ھے

سُلیمان مٹھائی والے

شاہوں کے شایانِ شان مٹھائیاں بنانے والے

مینارہ مسجد

۳۱ ایف / جی محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

فون: ۸۵۵۵۸۵۸ / ۸۵۵۳۲۳۳

نثر شاعری ادب

مرزا ظاہر دار بیگ

ڈپٹی نذیر احمد

کلیم بے چارے کا یہ حال کہ مسجد میں آنے پہلے اس کی انتڑیوں نے قل ہو اللہ پڑھنی شروع کر دی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ مرزا کسی طرح اس پہلو پر نہیں آتا اور عنقریب تمام شب کے واسطے رخصت ہوا چاہتا ہے تو بے چارے نے بے غیرت بن کر کہا ،، سنو یار ! میں نے کھانا بھی نہیں کھایا ،،

مرزا ،، سچ کہو ! نہیں جھوٹ اپکاتے ہو "

کلیم ،، تمہارے سر کی قسم میں بھوکا ہوں ،،

مرزا ،، مردِ خدا ! تو نے آتے ہی کیوں نہیں کہا ؟ اب اتنی رات گئے کیا ہو سکتا ہے ؟ دو کانیں سب بند ہو گئیں۔ اور جو ایک دو کھلی بھی ہیں تو باسی تیر بیار رہ گئی ہوں گی۔ جن کے کھانے سے فاقہ بہتر۔ گھر میں تو آج آگ تک نہیں سلگی۔ مگر ظاہرا تم سے بھوک کی سہار ہونی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ دیو استبہا کو زیر کرنا بہت ہمت والوں کا کام ہے۔ ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے کہ جاؤں چھدامی بھڑ بھو بجے کے یہاں سے گرما گرم چنے کی دال بنوا لاؤں۔ بس ایک ڈھیلے کی مجھے اور تجھے دونوں کو کافی ہو گی۔ رات کا وقت ہے۔

غزل

غالبؔ

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گذرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقصِ شرر ہونے تک

غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

غزل گو شاعر کوئی پیغام پیش نہیں کرتا۔ وہ بحر کی تہہ سے موتی چننے میں یا باغ سے کلیاں توڑنے ہی میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ان سے کوئی ہار بھی نہیں بنا سکتا جہاں کوئی جلوہ نظر آتا ہے وہ اپنا آئینہ پیش کر دیتا ہے، وہ کسی ایک سمت چلنے کا عادی نہیں اور کولہو کا بیل بھی نہیں ہے۔ وہ شش جہات کی سیر کرتا ہے وہ ایک سیمابی فطرت رکھتا ہے اور کسی ایک منزل پر ٹھہر نہیں سکتا۔ وہ انتشار ذہن کا شکار ضرور ہے خیالات کی پراگندگی سے دامن بچانا نہیں آتا ۔

وہ اشارات کا اتنا عادی ہوتا ہے کہ صاف اور دو ٹوک بات اسے کم کھاتی ہے۔ مگر وہ اپنی کمزوریوں کے باوجود کیسی پرواز سکھاتا ہے وہ کس طرح دریا کو کوزے میں بند کر سکتا ہے۔ اور ایک لفظ میں کیسی بھک سے اڑ جانے والی بارود بھر دیتا ہے۔ وہ کچھ نہ کہتے بھی کیا کچھ کہہ دیتا ہے اس کی تہذیب نے اسے یہی خاموش گفتگو سکھائی تھی چیخ پکار کے اس دور میں یہ خاموش گفتگو قدرتی طور پر اگلی سی جاذبیت نہیں رکھتی، اس لئے غزل موجودہ دور کے سارے درد کا درماں نہیں ہے زندگی کے غزل کے احساس سمت کے تعین اور کاروان کے رفتار کو تیز کرنے میں اس سے مدد نہیں مل سکتی یہ نئے سفر میں ہماری رہبری نہیں کر سکتی مگر رفیق سفر ضرور ہو سکتی ہے۔ اور سفر جاری رکھنے کے لئے اپنی مخصوص بصیرت سے کچھ ولولہ بھی عطا کرتی ہے۔

آلِ احمد سرور

جدید شاعری طنز و مزاح کا انتخاب

غزل

ڈاکٹر مظفر حنفی

اس نے ہم کو جھیل ترائی اور پہاڑ دیئے
ہم نے ان سب کی شہ رگ میں پنجے گاڑ دیئے

زنجیروں میں جکڑی اس منہ زور ہوا نے پھر
توڑ دیئے کھڑکی، دروازے، پردے پھاڑ دیئے

ہم سمجھے تھے تم ہی شاید درد کا درماں ہو
تم نے بھی کچھ بھاشن، اپنے خطبے جھاڑ دیئے

شبنم شبنم سوتی بو کر آس بیٹھی تھی
لشکر آیا، کھیت جلائے، پیڑ اکھاڑ دیئے

ریت بھری نہروں کو دیکھو بہنا بھول گئیں
نفرت کی آندھی نے کتنے شہر اجاڑ دیئے

ہم تو گیلی ریت تھے جس کو روندا جاتا تھا
اس نے بھی کچھ نقش بنائے اور بگاڑ دیئے

لاشیں گڑتی ہیں مٹی میں ارماں جلتے ہیں۔
یار مظفر اسپنے کیوں مٹی میں گاڑ دیئے

ایک سبق جغرافیے کا

(ابن انشا)

جغرافیہ میں سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ دنیا گول ہے! ایک زمانے میں بے شک یہ چپٹی ہوتی تھی پھر گول قرار پائی۔ گول ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ لوگ مشرق کی طرف سے جاتے ہیں مغرب کی طرف جا نکلتے ہیں۔ کوئی ان کو پکڑ نہیں سکتا۔ اسمگلروں۔ مجرموں اور سیاست دانوں کے لئے بڑی آسانی ہو گئی ہے

ہٹلر نے زمین کو دوبارہ چپٹا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔

پرانے زمانے میں زمین گل محمد کی طرح ساکن ہوتی تھی۔ سورج اور آسمان وغیرہ اس کے گرد گھوما کرتے تھے۔ شاعر کہتا ہے۔ رات دن گردش میں ہیں سات آسمان گلیلو نامی ایک شخص آیا اور اس نے زمین کو سورج کے گرد گھمانا شروع کر دیا۔ پادری بہت ناراض ہوئے کہ یہ ہم کو کس چکر میں ڈال دیا ہے۔ گلیلو کو تو انہوں نے قرار واقعی سزا دے کر آئندہ اس قسم کی حرکات سے روک دیا۔ زمین کو البتہ نہیں روک سکے۔ برابر حرکت کئے جا رہی ہے۔

شروع میں دنیا میں تھوڑے ہی ملک تھے۔ لوگ امن و چین کی زندگی بسر کرتے تھے۔ پندرھویں صدی میں کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ اس کے بارے میں دو نظریے ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں اس کا قصور نہیں، یہ ہندوستان کو یعنی ہم کو دریافت کرنا چاہتا تھا۔ غلطی سے امریکہ کو دریافت کر بیٹھا اس نظریے کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ ہم ابھی تک دریافت نہیں ہو پائے۔

”تمہاری سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ خاص خاص وقتوں میں خاص خاص کاموں کا نام سن پاتے ہو اور چیخنے چلانے لگتے ہو اور جس طرح اونگھتا ہوا آدمی ایک مرتبہ چونک اٹھتا ہے۔ یکایک اعتماد اور عمل دونوں تمہیں یاد آجاتے ہیں۔ حالانکہ نہ تو خاص وقتوں میں ہی تمہاری مصیبت وجود میں آتی ہے نہ کامیابی کی راہ کسی خاص کام کے پڑھ جانے پر موقوف ہے۔ تمہاری مصیبت دائمی، تمہارا ماتم ہمیشگی کا۔ تمہارا روگ تمہاری ہڈیوں کے اندر سمایا ہوا ہے۔ اور تمہاری نحوست چوبیس گھنٹے تمہاری ساتھی ہے۔

اور ٹھیک اسی طرح تمہاری کامیابی و خوشحالی بھی ہر وقت تمہارے سائے کے ساتھ دوڑ رہی ہے اور ہر آن و ہر لمحہ تمہارے وجود کے اندر سمائی ہوئی ہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد

لغت ۱

اردو	اردو
استقلال	ثابت قدمی
دستورالعمل	قاعدہ، ہدایت نامہ
شقیتگی	مدہوشی۔ پریشانی
عرفان	خداشناسی
گل برگ	گلاب کی پنکھڑی
ناسور	وہ زخم جو ہمیشہ رستا ہے
ناظم	انتظام کرنے والا
شہ زور	نہایت طاقت والا
سن رسیدہ	بوڑھا
رعنا	خوبصورت
شہرۂ آفاق	دنیا بھر میں مشہور
فروتنی	عاجزی
قیاس	اندازہ۔ خیال
معکوس	الٹا
معترف	اعتراف کرنے والا
شورش	شوروغل۔ ہنگامہ
زک	ذلت۔ شکست
دقیق	فلاسفی، باریک
دائم	ہمیشہ۔ سدا
خوش الحان	اچھی آواز والا
تیقن	یقین

لغت ۲

اردو	مراٹھی
اچانک	अकस्मात
قحط	अकाल
زیادہ	अति
ماضی	आतेन
آس۔امید	अपेक्षा
غلط رہنمائی	दिशाभूल
ردعمل	प्रतिक्रिया
میٹھا	मधुर
ممتاز۔ نمایاں	प्रख्यात
وراثت	वारसा
بہادری۔ دلیری	शौर्य
بزرگ	ज्येष्ठ
ہمہ گیر	दूरगामी
خیرخواہ	शुभचिंतक
محترم۔ عزت مآب	परमपूज्य
ماہر	जाणता
مضبوط	बळकट
غبارہ	वायुयान
طوفان زدہ	वादळग्रस्त
تاجر	[illegible]

لغت ۳

اردو	انگریزی
صلح۔ سمجھوتہ	COMPROMISE
فکر	ANXIETY
بچانے والا۔ محافظ	SAVIOUR
فرمانبردار	OBEDIENT
نقل۔ تقلید	IMITATION
عمدہ، خوب	EXCELLENT
الوداع	FAREWELL
قصور، جرم	OFFENCE
ورثہ	LEGACY
بازگشت	ECHO
سست۔ کاہل	LETHARGIC
خاموش	CALM
کہکشاں	GALAXY
اچھا۔ خوشنما	DECENT
اخلاق	CHARACTER
بوجھ	BURDEN
گانٹھ	KNOB
خوف	PANIC
قلت۔ کمی	SCARCITY

اس ماہ کی شخصیت

روشنی

اس ماہ کا کھلاڑی

رابندر ناتھ ٹیگور

بھارت کا قومی ترانہ "جن من گن" تحریر کرنے والے ہندوستان کے نامور بنگالہ شاعر مہاکوی رابندر ناتھ ٹیگور کا جنم ۷ مئی ۱۸۶۱ء کو کلکتہ میں ہوا تھا۔

ٹیگور کا رجحان شروع ہی سے ادب اور شاعری کی طرف تھا۔ انہوں نے انگلینڈ میں جاکر گیٹے اور شیکسپیئر وغیرہ کا بڑا ہی تفصیلی مطالعہ کیا۔ اسی دوران آپ نے شیکسپیئر کی تصنیف "میک بیتھ" کا بنگالی میں ترجمہ کیا۔ ٹیگور کی شاعری نے سوتے دلوں کو جگایا۔ ٹیگور کو ان کی شہرہ آفاق تصنیف "گیتانجلی" کے لئے ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء کو نوبل انعام سے نوازا گیا۔ ادب کا نوبل انعام حاصل کرنے والے وہ ایشیا کے پہلے آدمی تھے۔ انگریزی سرکار نے انہیں "سر" کا خطاب دیا مگر ۱۹۱۹ء میں انہوں نے وہ واپس کر دیا۔

گیتانجلی کے علاوہ ان کے مشہور شعری مجموعے میں "سونار تری" اور "بلاکا" شامل ہیں۔ ٹیگور نے ناول بھی لکھے جن میں "راجرشی، نوکا ڈوبی، چوکھیر بالی" اور "گورا" مشہور ہیں۔

ان کے مشہور ڈرامے ہیں، "وسرجن"، "راجہ اور رانی"، "نرک واس"، "پرائسچت"، اور "رکت دھارا"۔

ٹیگور کے تعلیمی نظریے کا خواب ۱۹۰۱ء میں شرمندہ تعبیر ہوا، جب شانتی نکیتن کی بنیاد ڈالی گئی۔

ٹیگور کا انتقال ۱۹۴۱ء میں ہوا

• جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر زیادہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

• اصلی صلہ رحمی یہ ہے کہ جب کوئی رشتہ دار تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے میل جول پیدا کرنے کی کوشش کر صلہ رحمی یہ کہ قطع تعلق کرنے والے سے تو بھی روٹھ کر بیٹھ جائے اللہ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

• اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرا نام اللہ ہے، میرا نام رحمان ہے میں نے رحم کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا جو قطع رحمی کریگا میں اس کو قطع کروں گا (ترمذی۔ ابو داؤد)

• اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے سے ہلاک نہ کرو جس طرح پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے اسی طرح زیادہ کھانے پینے دل ہلاک ہو جاتا ہے (رسول اللہ ؐ)

• اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا سب سے افضل ہے۔ (عمر بن عبدالعزیز)

• جو مالدار کی عزت اور فقیر کی توہین کرتا ہے وہ ملعون ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

• جو جنت کا مشتاق ہو وہ دنیاوی خواہشات سے کنارہ کش ہو جائے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

• نفس سرکش جانور سے بھی زیادہ لگام کا محتاج ہوتا ہے۔ (حسن رضی اللہ عنہ)

• عبرت حاصل کرنے سے علم بڑھتا ہے ذکر سے محبت بڑھتی ہے اور غور و فکر سے خوف خدا بڑھتا ہے (حاتم رحمۃ اللہ)

محمد علی

مشہور زمانہ اور تین بار عالمی چیمپئن رہے والے باکسر محمد علی کا جنم ۱۷ جنوری ۱۹۴۲ء کو ایک عیسائی گھرانے میں ہوا تھا۔ اس وقت ان کا نام کیسئس کلے تھا قبول اسلام کے بعد انہوں نے اپنا نام محمد علی رکھا۔

باکسنگ کی دنیا میں محمد علی کی آمد سے قبل اس کھیل میں لوگوں کو کچھ زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ البتہ محمد علی کے باکسنگ کے حصہ میں شائقین کچھ دیوانے سے رہتے تھے مقابلہ کا نتیجہ جاننے کے لئے۔

نیگرو خاندان میں پیدا ہوئے محمد علی نے اپنا پہلا مقابلہ روم کے اولمپک میچ جیت لیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء میں عالمی باکسنگ چیمپئن سنی لسٹن کو چیلنج کیا اور مقابلہ جیت کر عالمی چیمپئن بن گئے۔

اس کے بعد محمد علی کی طوطی بولنے لگی۔ انہوں نے کل ۶۱ مقابلے کئے اور اپنی کیریئر میں ۶۹ لاکھ ڈالر کماتے جو ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

جو فریزیر سے ہار کھانے کے بعد انہوں نے ۱۹۷۴ میں جارج فورمین کو ہرا کر دوبارہ عالمی چیمپئن حاصل کر لی۔ اس کے بعد وہ لیون اسپنکس سے ہار گئے البتہ ۱۹۷۸ میں انہوں نے اسپنکس کو ہرا کر تیسری مرتبہ چیمپئن شپ حاصل کرنے کے دوران انہوں نے لیری ہومز سے شکست کھائی۔ اس وقت ان کی عمر بھی مقابلے کے قابل نہیں رہی تھی۔ محمد علی اپنی باقی زندگی تبلیغ اسلام میں گذار رہے ہیں۔

نفسیات — کوکن کا شاعر — اس ماہ کیلئے ایک خیال

بچوں میں

نیکی اور بدی کا تصور

بچہ نیکی اور بدی کے تصور سے شروع ہی میں واقف ہو جاتا ہے۔ وہ کسی رہن سہن کے صورت حال سے صحیح اور غلط میں تھوڑی بہت تمیز کر سکتا ہے۔ اگر گھر میں چھ برس کی عمر تک اسے رہن سہن کی ابتدائی تعلیم دی گئی ہو تو استاد اور دوسرے بزرگوں کی رہنمائی سے یہ تعلیم اس کے کردار پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ پانچ چھ برس کی عمر کے لگ بھگ گھر کے باہر کا ماحول بھی بچے کے رہنے سہنے پر اثر انداز ہونے لگتا ہے۔ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ دلچسپی اور گھر کی کشش کم ہوتی چلی جاتی ہے۔

ماں باپ کے رہنے سہنے کے انداز اپنی پہلی سی قوت اور دل فریبی کھوتے چلے جاتے ہیں بچہ اپنے انفرادی ذہن اور اپنی خاص ذات کے بھنور سے نجات حاصل کرنے لگتا ہے۔ دوستوں میں اس کی دلچسپی بڑھنے لگتی ہے، جس سے اس کے کردار اور شخصیت میں بڑی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کے کردار اور شخصیت میں بڑی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اس وقت سماجی کاموں میں بچے کی دلچسپیاں تیز ہو جاتی ہیں۔ ان دلچسپیوں کے صحیح میں بڑھنے کے لئے بچے کی رہنمائی ہونی چاہیے۔

صوفی بانکوٹی

غزل

وفا کا امتحاں ہے اور میں ہوں
مرا عزم جواں ہے اور میں ہوں

نہ گلشن ہے نہ شاخ آشیاں ہے
فضا میں دھواں ہے اور میں ہوں

نہ پوچھو میری مایوسی کا عالم
خیال رفتگاں ہے اور میں ہوں

سنا ہے چھائی ہے ہر سو بہاریں
مگر دورِ خزاں ہے اور میں ہوں

جدائی لاکھ صیادوں نے چاہی
چمن میں آشیاں ہے اور میں ہوں

کسی کو اس پہ ہو کیوں رشک صوفی
مری طرز بیاں ہے اور میں ہوں

"زندگی اس کے لئے پیچیدہ ہے جس نے وقت کے ساتھ کھلواڑ کی اور اس کے لئے آسان ہے جس نے وقت کی قدر کی"

اہم دن

آرمی ڈے	۱۵ جنوری
یوم جمہوریہ	۲۶ جنوری
یوم شہیداں	۳۰ جنوری
عالمی یوم خواتین	۸ مارچ
ایئر فورس ڈے	یکم اپریل
عالمی صحت دن	۷ اپریل
عالمی مزدور دن	یکم مئی
عالمی ریڈ کراس دن	۸ مئی
دولت مشترکہ دن	۲۴ مئی
عالمی ماحولیات دن	۵ جون
ہیروشیما دن	۶ اگست
ناگاساکی دن	۹ اگست
ہندوستان چھوڑ دو دن	۹ اگست
یوم آزادی	۱۵ اگست
یوم اساتذہ	۵ ستمبر
عالمی خواندگی دن	۸ ستمبر
عالمی سیاحت دن	۲۷ ستمبر
پوسٹ آفس ڈے	۹ اکتوبر
عالمی غذائی دن	۱۶ اکتوبر
اقوام متحدہ دن	۲۴ اکتوبر
بچوں کا دن	۱۴ نومبر
نیوی ڈے	۴ دسمبر
فلیگ ڈے	۷ دسمبر
عالمی حقوق دن	۱۰ دسمبر

خلائی کمیشن

SPACE COMMISSION

اس کمیشن کا مقصد ہے خلائی سائنس اور ٹکنالوجی کی ترویج و ترقی اور ملک کے مواصلاتی نظام میں بہتری کے امکانات کی تلاش کرنا۔ اس کمیشن کا صدر دفتر بنگلور میں ہے۔ حکومت ہند کے ڈپارٹمنٹ آف اسپیس کا سکریٹری اس کمیشن کا چیئرمین ہوتا ہے۔

بنگلور کے علاوہ تریوندرم میں وکرم سارابھائی اسپیس سینٹر اور احمد آباد میں بھی اس کمیشن کے دفاتر ہیں۔

آریہ بھٹ، ہندوستان کا پہلا خلائی سیارہ تھا جو خلا میں بھیجا گیا۔ ۳۶ کلوگرام وزن کے اس سیارہ کو ۱۹ اپریل ۱۹۷۵ء میں داغا گیا۔ اس کے بعد، جون ۱۹۷۹ء کو بھاسکر (I) اور ۲۰ نومبر ۱۹۸۱ء کو بھاسکر (II) داغا گیا۔ ۷ اپریل ۱۹۸۲ء کو مواصلاتی سیارہ "روہنی" داغا گیا۔ اور ۳۰ اگست ۱۹۸۳ء کو انسیٹ IB داغا گیا۔

انسیٹ IB سے ٹی وی کے پروگراموں کو پورے ملک میں ایک نیٹ ورک سے جوڑنے میں مدد ملتی ہے۔ خلائی سائنس میں بھارت نے خاطر خواہ ترقی کی ہے اور اس کا سہرا خلائی کمیشن کی کارکردگی کو جاتا ہے۔

براعظم ایشیا

دنیا کے پانچ براعظموں میں براعظم

ایشیا سب سے بڑا ہے جس کا رقبہ کرۂ زمین کے رقبے کا تیسرا حصہ ہے۔

اس براعظم کا رقبہ ۴۴,۹۹۹,۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس براعظم کی کل آبادی دنیا کی آبادی کا ۶۰ فیصد ہے۔

اہم پہاڑ: ہمالیہ، کنلن، تین شان اور التائی۔

اہم ندیاں: گنگا۔ ینگسی۔ جمنا۔ مینی زکا۔ امور۔ ینگ ہو۔ میکانگ۔

صحرا: عربیہ۔ تھر

اہم ممالک: بھارت۔ ایران۔ عراق۔ پاکستان۔ چین۔ سعودی عربیہ۔ انڈونیشیا۔ جاپان۔ ملیشیا۔ سری لنکا۔ بنگلہ دیش۔

اہم شہر: بمبئی۔ ٹوکیو۔ نئی دہلی۔ رنگون۔ اسلام آباد۔ تاشقند۔ کولمبو

جنرل نالج ۔۴ جنرل نالج ۔۵ جنرل نالج ۶

رتبہ

(ہندوستانی آئین کے مطابق)

۱:۔ صدر جمہوریہ
۲:۔ نائب صدر
۳:۔ وزیر اعظم
۴:۔ گورنر (ان کی ریاستوں میں)
۵:۔ سابق صدر جمہوریہ
۶:۔ اسپیکر لوک سبھا
چیف جسٹس
۷:۔ مرکزی وزرار
ریاستی وزرائے اعلیٰ
ڈپٹی چیرمین پلاننگ کمیشن
لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں اپوزیشن کے لیڈر۔
بھارت رتن اعزاز یافتہ افراد
۸:۔ بیرونی ممالک کے سفیر
۹:۔ سپریم کورٹ کے جج
۱۰:۔ ریاستوں کے نائب وزرائے اعلیٰ
ڈپٹی اسپیکر لوک سبھا
پلاننگ کمیشن کے ممبران
مرکز کے ریاستی وزرار

سوال جواب

س: دنیا کا سب سے بڑا اسٹیڈیم
ج: چیکوسلواکیہ میں ہے۔

س: دنیا کا سب سے بڑا پل
ج: امریکہ میں ہے۔

س: دنیا کا سب سے لمبا پل
ج: انگلینڈ میں ہے۔

س: دنیا کی سب سے تیز رفتار ٹرین
ج: فرانس میں چلتی ہے

س: دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والا اخبار۔
ج: یومیری سمبون (جاپان)

س: دنیا کا سب سے زیادہ فروخت ہونے والا ہفت روزہ
ج: ٹی۔ وی گائیڈ (امریکہ)

س: دنیا بھر میں سب سے زیادہ ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار
ج: رام ولاس پاسوان (ہندوستان)

س: ہٹلر کس ملک کا رہنے والا تھا؟
ج: جرمنی۔

س: السٹریٹڈ ویکلی یہ انگریزی ہفت روزہ کہاں سے شائع ہوتا ہے؟
ج: بمبئی سے۔

چند اہم ریلوے

نام	درمیان
اودھ ایکسپریس	لکھنو اور آگرہ
بلیک ڈائمنڈ	ہاوڑہ اور دھنباد
چیتک ایکسپریس	اودے پور اور دہلی
چھتیس گڑھ ایکسپریس	بلاسپور اور بھوپال
دکن کوئین	بمبئی اور پونا
ایلورا ایکسپریس	ناندیڑ اور منماڑ
فرنٹیر میل	امرتسر اور بمبئی
گیتانجلی ایکسپریس	بمبئی اور کلکتہ
گولڈن ٹمپل ایکسپریس	پٹنہ اور امرتسر
گومتی ایکسپریس	دہلی اور لکھنو
گرینڈ ٹرنک ایکسپریس	دہلی اور مدراس
غریب نواز ایکسپریس	دہلی اور اجمیر
ہمالین کوئین	دہلی اور کالکا
جینتی جنتا	۱: دہلی اور ایرناکولم
	۲: دہلی اور سمستی پور
	۳: دہلی اور احمد آباد
کاشی وشوناتھ ایکسپریس	وارانسی اور دہلی
کالکا میل	کالکا اور ہاوڑہ
کونارک ایکسپریس	بھونیشور اور سکندرآباد

(باقی آئندہ)

دو غزلیں

ساحر شیوی

جنگِ حیات جیت نہ پایا دلِ غریب
اک عمر سے ہے پیار کا پیاسا دلِ غریب

شاکی ذرا بھی شومئ قسمت نہیں رہا
کرتا رہا ہے غم میں گزارا دلِ غریب

ایسا کسی امیر کے سینے میں دل کہاں
رحم و کرم کا جیسے ہے دریا دلِ غریب

خوشیاں کبھی ٹھہرتی نہیں اس کے آس پاس
جیسے کوئی شکستہ کنارا دلِ غریب

جو آہ نکلے قلب سے وہ بے اثر نہیں
اجڑا ہے وہ بھی جس نے اجاڑا دلِ غریب

جیسے فلک پہ کوئی ستارا ہو ضو فشاں
کرتا ہے سارے جگ میں اجالا دلِ غریب

یہ کائنات دل بھی عجب کائنات ہے
پاتا نہیں یہاں بھی سہارا دلِ غریب

ساحر تمہارے پاس بھی ہے دل یہ ہے خیال
شیشہ سمجھ کے توڑ نہ دینا دلِ غریب

یعقوب راہی

بات نہ کوئی سنتے ہو
کیا تم سچ مچ بہرے ہو؟

آنگن آنگن پھول کھلے
تم کیوں سمٹے بیٹھے ہو؟

باہر بھی تو دنیا ہے
یہ کیا خود میں الجھے ہو؟

سب جیسے تھے ویسے ہیں
تم ہی شاید بدلے ہو۔

جب کترا کر گزرے تم!!
میں کیوں پوچھوں کیسے ہو؟

ANJUMAN-I-ISLAM
COACHING CLASSES
for COMPETITIVE EXAMINATIONS for
VARIOUS GOVERNMENT SERVICES, RAILWAYS, BANKS, etc.

Coaching/Training Classes for the various Competitive Examinations conducted by the UPSC, MPSC, Railways, Banks, etc., will be organised by the Anjuman-I-Islam at its VT, bombay Campus. Coaching/Training for these Examinations for the various jobs in the Government, Railways, Banks, etc., as well as General Guidance for Entrance Examinations for IIT'S, etc., will be given to students from the Educationally Backward Minority Communities. with special reference to Muslim and Neo-Buddhist Candidates.

The minimum qualification for appearance in such Examinations is a Graduate Degree in Arts, Sciences, Commerce, etc., or any Technical subject recognised by the UGC. The minimum age for the above Competitive Examinations ranges from 18 to 21 years, and the maximum, 28 to 30 years, or as specified by the Examination Authority.

Candidates, specifically from the above communities who are appearing for any of the above Examinations, desirous of any Coaching as above should apply on plain paper, giving details of their graduation applied for, etc., to the undersigned at the above address. They should also enclose an affidavit to the effect that their parent's income is below Rs.24,000.00 (Rupees-Four Thousand Only), per annum to be eligible for the stipend as fixed by the Government. Deserving candidates from outside Bombay may also be considered; a few limited seats in the Anjuman-I-Islam Hostel are available on a first-cum-first-served basis. The selection of the candidates, even from the above-mentioned communities, and otherwise, will be strictly on merit,and will at the sole discretion of the Anjuman-I-Islam. *However, all attempts will be made to help and guide all deserving candidates, especially from the vulnerable and poorer sections of the Society, as above.*

Mr Zafar Iqbal,
(formerly of the Indian Administrative Service)
Honorary Director,
Government of India Sponsored Coaching/Training Classes as Above under the aegis of the Anjuman-I-Islam, VT, Bombay.
92, Dr. D.N. Road, V.T., Bombay 400 001.

جہادِ آزادی اور مسلمان

ہم پدرم سلطان بود پر یقین نہیں رکھتے۔
مگر ہم تاریخ کو مسخ ہوتے بھی نہیں دیکھ سکتے۔

ہم پر یہ الزام کہ جہاد آزادی میں مسلمانوں کا کوئی کردار نہیں
ایک سفید جھوٹ ہے۔

ذرا دیکھیں اور پڑھیں
کہ کس کس کے خون سے یہ دھرتی آزاد ہوئی اور ریش گلزار ہوا
چاہے گاندھی کی روح سے پوچھو یا نہرو کی۔

ہم پر یہ الزام بھی غلط ہے۔
کہ ہم تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے ہمدرد رہے ہیں۔

ہمیں یاد نہیں پاکستان کیا ہے۔؟
ہم کسی پاکستان کو نہیں جانتے؟

جس کا ثبوت ہے ہمارا کلچر، ہماری زبان، ہماری سبھیتا۔
جس سے خالص اسی مٹی کی بو آتی ہے۔

جس کا ثبوت ہے کروڑوں مسلمان جو اس ملک کی
آن بان اور شان بڑھانے میں جٹے ہوئے ہیں۔

مدیر

ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان نے جہاد آزادی کا جذبہ اپنے باپ حیدر علی سے ورثے میں پایا تھا۔ جنھوں نے انگریزوں کے خلاف ۱۷۶۶ء اور ۱۷۶۹ء میں جنگیں لڑی تھیں، ٹیپو نے بھی انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور ان کی نیند حرام کر دی تھی۔ انگریزوں کا سب سے بڑا دشمن شاید وہی تھا۔ انگریز اپنے بچوں کو ٹیپو کے نام سے ڈراتے تھے۔ وطن کی خاطر اس مجاہد نے اپنا جہاد جاری رکھا۔ مگر افسوس توپوں کی گھن گرج کی طرح گرجنے والا سپہ سالار میدان جنگ میں شہید ہو گیا۔ اور ہندوستان غلام ہو گیا۔

کہتے ہیں انگریز سپاہی ٹیپو کی لاش کے قریب جانے سے ڈرتے تھے۔ جب ان کی موت کی تصدیق ہو گئی تو لارڈ ولزلی خوشی سے چلا اٹھا: آج ہندوستان ہمارا ہے۔

زمانے نے دیکھا کہ ولزلی کا دعویٰ درست ثابت ہوا۔

اور یہ بھی ...

عظیم اللہ خان، سید احمد شاہ مدراسی، جنرل بختیار خان، شہزادہ فیروز شاہ، مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا لیاقت علی الہ آبادی، مولانا رحمت اللہ، ڈاکٹر وزیر خان، نواب علی بہادر، نواب تفضل حسین خان بہادر خان، نواب محمود خان۔

بہادر شاہ ظفر

دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کی قربانیوں۔ ان کی جلا وطنی، اور کسمپرسی کی داستان سنانے کے لئے الفاظ کہاں سے لائیں؟ بس انہیں کی ایک نظم کا شاید اُن کی درد ناک داستان کی ترجمانی کر سکتا ہے۔

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ، دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

مولانا محمد علی جوہر

تاریخ آزادی کا کوئی مورخ مولانا محمد علی جوہر کی خدمات اور ان کی قربانیوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔ دراصل وہ جہاد آزادی کے اہم ستونوں میں سے ایک ستون تھے۔ مولانا نے جہاں مسلمانوں کو ایک سائنٹفک اور جدید انداز فکر دیا اور ان سے فرسودہ رسوم و رواج کو ختم کرنے کی تعلیم دی۔ وہاں اپنے ملک کی خاطر وہ کام کر گئے جو تا قیامت تاریخ ہند میں گونجتے رہیں گے۔
اخبار کامریڈ کے ذریعے اور تحریک خلافت سے انہوں نے جاگرتی اور بیداری کا وہ سماں تیار کیا جو ہندوستان کی آزادی تک برقرار رہا، لوک مانیہ تلک کی تحریک میں روح پھونکنے والے جوہر ہی تھے۔ ان کے دوش بدوش ان کے بھائی شوکت علی بھی تھے علی برادران کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ گاندھی جی نے کتنے تشکر آمیز الفاظ میں ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ شاید ہی کوئی دو مسلمان ایسے ملیں گے جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کے وقار کو اتنا بلند کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے خود کو سچا قوم پرست بھی ثابت کیا۔

اور یہ بھی ...

نواب محمد خان۔ مولانا پیر علی، سید اکبر زماں، مولانا فیض احمد فیض، مولانا کافی، حکیم سعید اللہ۔ حافظ ضامن علی۔ قاضی عنایت علی خان، امداد اللہ مہاجر، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، پیر علی خان۔ نواب ولی داد خان، عبدالطیف خان۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ میر رستم علی چاند پوری۔ محمد شفیع بریلوی۔ لال بہادر خان — مولوی علی کریم۔ مولوی واعظ الحق۔ شاہ محمد حسین۔

مولانا حسرت موہانی

حسرت کی جد و جہد آزادی کی کئی خصوصیات ہیں۔ انہوں نے انگریزوں کے عزائم کو بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ وہ جانتے تھے انگریز محض تحریروں اور تقریروں سے ماننے والے نہیں ہیں۔ ان کے پاس ہتھیار ہیں۔ سرمایہ ہے۔ یہ چیزیں ہمارے پاس بھی ہونی چاہئے۔ اسی بنا پر انہوں نے گاندھی جی کی عدم تشدد کی تھیوری کو بھی رد کر دیا۔ اور کہا کہ تشدد ہی وہ طریقہ ہے جو انگریزوں کو متاثر کر سکتا ہے۔
انگریزوں کے دور میں ہونے والے بے شمار خونی واقعات سے انہوں نے دیکھا کہ جہاں جہاں ہندوستانی دبے وہاں انہوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا۔ فرنگیوں نے انہیں کچل کر رکھ دیا۔
مولانا کا اخبار "اردوئے معلیٰ" تحریک آزادی کا بہت بڑا آرگن رہا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

آزاد کا نام ذہن میں آتے ہی ان کی ذہانت یاد آتی ہے۔ اس خداداد ذہن کے باعث انہوں نے مسلم ذہن کو جلا بخشی اور ہندوستان کی تعمیر میں بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

آزادی ہند کی خاطر ان کی قربانیوں کے تذکرے کے بغیر کوئی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ آزاد کی تحریروں نے ہندوستان کے مسلمانوں میں قومیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ انہوں نے دو قومی نظریے کی شدید مخالفت کی۔ آزادی ہند اور اس کے سیکولر کردار کے بنانے میں آزاد کو کافی دشواریوں سے گذرنا پڑا تھا۔ کتنوں کے طنز اور طعنے برداشت کئے تھے۔ مگر مادرِ وطن سے وفاداری میں کبھی دریغ نہیں کیا۔

انہوں نے قرآن کا عقلی تجزیہ کیا تو لوگ چلا اٹھے۔ دو قومی نظریے کی مخالفت کی تو فتوے صادر کئے۔ ان کے مخالف ایک طرف آر ایس ایس کے پنڈت تھے تو دوسری جانب مسلم لیگ ملّا۔ مگر واہ رے مرد مجاہد وہ حق گو اور حق پرست تھا سے ذرا بھی باز نہیں آئے۔ مجاہد آزادی کے اس عظیم پیشوا کو ہم آپ کیا۔ تاریخ سلام کرتی ہے۔

اور یہ بھی...

مولانا سید حسین احمد مدنی
مولانا مفتی کفایت اللہ
مولانا عبدالباری فرنگی محلی
مولانا عبدالحلیم ملیح آبادی
مولانا ثناء اللہ امرتسری
مولانا انور شاہ کشمیری
مولانا سجاد بہاری
مولانا عبیداللہ سندھی
مولانا حبیب الرحمٰن (سابق مہتمم دیوبند)
مولانا معین الدین اجمیری
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
مولانا عبدالماجد بدایونی
بابا حسرت محمد کانپوری
مولانا عبدالمجید حریری
مولانا مختار احمد انصاری
مولانا شفیق الرحمٰن قدوائی
مولانا عبدالقیوم کانپوری
مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی
مولانا نثار احمد کانپوری
مولانا عبدالحق مدنی
مولانا ابراہیم سیالکوٹی
مولانا نورالدین بہاری
مولانا سید محمد میاں دیوبندی
مولانا سید میاں امروہوی
مولانا ظفر الملک علوی
مولانا محلوک علی
بیگم حضرت محل

رفیع احمد قدوائی

ہندوستان کی آزادی کی خاطر جدوجہد کرنے والوں میں، مہاتما گاندھی کا ساتھ دینے والوں میں رفیع احمد قدوائی کا نام پیش پیش ہے۔ انھوں نے ایسے وقت میں ملک کی سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب ہندوستانی قوم کو جگانے کی سخت ضرورت تھی۔ انھوں نے ایک سچے دیش بھگت کی طرح اپنے ملک کی آزادی کے لئے ہر مشکل کو برداشت کیا۔ گاندھی جی اور سبھی نیتا ان کی قومی خدمات کے معترف رہے ہیں۔

آزادی کے بعد بھی انہوں نے اپنے مادرِ وطن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور اس کی خوشحالی و بہبودی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ شاید ان کے جیسا کامیاب وزیر غذا آج تک نہیں ہوا۔

ڈاکٹر انصاری

آزادی ہند کے لئے قید و بند کے لئے
صعوبتیں جھیلنے والے ڈاکٹر ایم اے انصاری کو لوگ بھلے ہی بھلادیں، تاریخ نہیں بھول سکتی۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار تھے۔ ہندوستان کی یک جہتی کی خاطر ان کے دل میں جو تڑپ تھی وہ ان کے ایک مکتوب بنام ترکی دانشور خالدہ ادیب (مورخہ ۲۵ مئی ۳۶ء) سے ظاہر ہے۔ میں انسانی اخوت کو واحد حقیقی رشتہ سمجھتا ہوں اور نسل یا مذہب کی بنا پر کی جانے والی تقسیمیں میری نظر میں مصنوعی اور ظالمانہ ہیں۔ جب سے تقسیم اور باہمی رقابت جنم لیتی ہے۔ ایک محکوم نسل کی قوم پرستی ایک دفاعی زرہ بکتر ہے اور اس بے بنا وغربت اور افلاس اور کچر کا نتیجہ ہے۔ جس کا وہ آئے دن شکار بنتی ہے۔

مولانا شبلی نعمانی

حکیم اجمل خان

سید سلیمان ندوی

مولانا شوکت علی

سر فضل حسین

سید عبداللہ بریلوی

خان عبدالغفار خان

تحریک آزادی میں گاندھی جی کے دوش بدوش کام کرنے والوں میں خان عبدالغفار خان کا نام کون فراموش کرے گا۔ ان کی قربانیوں کے باعث ہی لوگ انہیں سرحدی گاندھی کہتے ہیں۔ ان کے خدائی خدمت گاروں نے ایک طرف حکومت برطانیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور دوسری جانب جناح کے دو قومی نظریے کی مخالفت کی۔ ان کی قومی خدمات کے باعث گاندھی جی اور نہرو ان کی بے حد احترام کرتے تھے۔

برصغیر میں ہندو مسلم اتحاد کا بے مثال پیکر آج ان سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔

عقیدت بھرا سلام

ان تمام نامعلوم مجاہد آزادی کو بھی عقیدت و احترام سے سلام کرتے ہیں، جنہوں نے اپنے خون سے عروس ہند کی مانگ میں سیندور بھرا ——— مسلم مجاہدین آزادی کی یہ فہرست کافی طویل ہے ———

ہندوستان کے تئیں مسلمانوں کی وفاداری پر شک کرنے والوں کے لئے کیا یہی سب کافی نہیں ہے؟ ———

ماہِ اگست کی اہمیت

اگست کا نام ہی کتنا بڑا ہے. عا اگست کے معنی ہی ہیں عظیم۔ اٹلی کے آگسٹس سیزر کے نام سے اس ماہ سے موسوم کیا ہے، بھارت دیش میں بھی اس ماہ کو بہت ہی اہم اور قابل قدر مانا جاتا ہے

یکم اگست! آزادی ہند کے بے باک، نڈر اور عظیم رہنما لوک مانیہ تلک کی موت کا دن : ماہ اگست بھارت ماتا کے اس عظیم سپوت کی موت سے شروع ہوتا ہے۔

ہاں وہی تلک، جنہوں نے انڈین کونسل ایکٹ کی رکنیت حاصل کی۔ انتہا پسندوں کے لیڈر رہے۔ کیسری کا اجراء کر کے قومی تحریک کی آواز دیہاتی عوام تک پہونچا کر عوام کے خیالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔

انگریزی نقاد نے جن کو "ہندوستانی بے چینی کا خالق" کہا۔ تقسیم بنگال کے خلاف چار نکاتی پروگرام کا مہاراشٹر پرچار کیا: "آزادی میرا پیدائشی حق ہے" کا نعرہ دیا۔

اشاڑھی ایکاشی کے پنڈھرپور میں زائرین کو ریٹھوبا کو حاضر ناظر جان کر ملک کی آزادی کے لئے قسم دلوائی۔ آزادی کا مطالبہ کرنے کے لئے ہوم رول کا نام کا ادارہ قائم کیا۔ گنیش تہوار اور شیو جینتی جیسے عوامی تہوار کی بنیاد ڈال کر عوام میں آزادی کا جوش و خروش پیدا کیا۔ ہندوستانیوں کو باہمت اور فرض شناس بنانے کے لئے برما کے مانڈلے جیل میں رہ کر گیتا تصنیف کی، "پیغمبر امن"، پنڈت نہرو تلک کے پرستار، تو بابائے قوم مہاتما گاندھی شاگرد کہلائے۔

یکم اگست ۱۹۲۰ء کو تلک آنکھوں میں آزادی کا سنہرا خواب لئے ہوئے دنیا سے سدھارے اور پورا ملک رنج و غم میں ڈوب گیا۔

آپ کی موت پر گاندھی جی نے کہا! یہ کہنا کہ لوکمانیہ تلک مر گئے۔ ان کی توہین ہے۔۔

ماہنامہ نقش کوکن ۔ بمبئی

کس ملک کو کب آزادی ملی

ملک	تاریخ	ملک	تاریخ
ہندوستان	۱۵ اگست ۱۹۴۷ء	مراقش	۲ مارچ ۱۹۵۶ء
پاکستان	۱۴ اگست ۱۹۴۷	سوڈان	یکم جنوری ۱۹۵۶ء
امریکہ	۶ جولائی ۱۷۷۶ء	شام	یکم اپریل ۱۹۴۶ء
چین	۱۱ اکتوبر ۱۶۱۲	تیونس	۲۰ مارچ ۱۹۵۶
افغانستان	۲۷ مئی ۱۹۱۸ء	ترکی	۳ مارچ ۱۹۲۴ء
انڈونیشیا	۱۷ اگست ۱۹۴۵ء	مصر	۲۲ جولائی ۱۹۲۲ء
الجزائر	۳ جولائی ۱۹۶۲ء	فلپائن	سنہ ۱۹۴۶ء
کیمرون	یکم جنوری ۱۹۶۰ء	سیریا	سنہ ۱۹۴۸ء
چڈ	۱۱ اگست ۱۹۶۰ء	کوریا	سنہ ۱۹۴۸ء
عراق	۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء	مالاگاسی	سنہ ۱۹۶۰ء
آئیوری کوسٹ	۷ اگست ۱۹۶۰ء	بنگلہ دیش	سنہ ۱۹۷۱ء
کویت	۹ جون ۱۹۶۱ء	سیلون	سنہ ۱۹۴۸ء
لبنان	۲۶ نومبر ۱۹۴۱ء	کمبوڈیا	سنہ ۱۹۵۴ء
اردن	۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء	مراقش	سنہ ۱۹۵۶ء
گھانا	۱۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء	عرب	سنہ ۱۹۵۹
دھومی	یکم اگست ۱۹۶۰ء	نائجیریا	سنہ ۱۹۶۰ء
لیبیا	۲۴ دسمبر ۱۹۵۱ء	یوگنڈا	سنہ ۱۹۶۲ء
ملایا	۳۱ اگست ۱۹۵۷ء		
مالی	۲۲ ستمبر ۱۹۶۰ء		

آزادیٔ ہند کے لیے پاک سپاہی کی موت کے
ستائیس سال بعد ملک کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا
ہند کی ملی آزادی کی پہلی ہی صبحدم دیش کے ان گنت
رہنماؤں نے اشکبار آنکھوں سے کہا کہ آزادی کا
شو ہاتھ آیا۔ لیکن وطن کا کیسری چلا گیا۔

۷ اگست: بھارت ہی نہیں انقائے عالم کے عظیم
کے شاعر بے بدل مصنف ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور
کے انتقال پر ملال کا دن ہے۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے
بنگال نے بول پور کے مقام پر شانتی نکیتن قائم کیا
ٹیگور پہلے ہندوستانی ہیں جنھوں نے اپنے فن کا
لوہا منوا کر نوبل پرائز" نامی انعام حاصل کیا ٹیگور
کے اس اعزاز نے ملک کی شان و شوکت میں چار چاند
لگا دیئے۔ انگریز سرکار نے بھی "سر" کا خطاب دے
کر آپ کی عزت افزائی کی۔ مگر امرتسر میں جلیانوالہ
باغ کے سانحۂ عظیم سے متاثر ہو کر "سر" کا خطاب
سرکار کو لوٹا کر وطن پرست ہونے کا ثبوت دیا۔
"جن من گن جیسے قومی گیت کی تخلیق کی۔ آپ کو کئی
تصانیف کے خالق ہونے کا فخر حاصل ہے۔

۸ اگست: پراثر پیغام "چلے جاؤ" راشٹر پتا گاندھی
جی نے بمبئی کے گوالیا تالاب کے میدان میں وطن
کے سرفروشوں کو شاہد رکھ کر انگریزوں سے للکار کر
کہا: بھارت چھوڑ دو ( ) چلے جاؤ!
گاندھی جی کے ادا کئے ہوئے یہ الفاظ عوام کے دلوں
میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے کافی تھے۔
پھر کیا تھا۔ برنا و پیر، مرد عورتیں تحریک آزادی میں بے
خطر کود پڑے اور آزادی کی تحریک تیز سے تیز تر ہوگئی

۹ اگست: ہنسا اور اہنسا:۔ ۹ اگست کو تحریک
آزادی نے نازک صورت اختیار کر لی۔ مہاتما گاندھی
پنڈت جواہر لال نہرو، سردار پٹیل اور مولانا ابوالکلام
آزاد وغیرہ کی گرفتاریاں عمل میں آتے ہی ہر سو غم و غصہ
کی لہر دوڑ گئی۔ پوسٹ آفس اور پولس چوکیوں کو
نذر آتش کیا جانے لگا۔ جلوس و ہڑتال کا سلسلہ شروع
ہوا۔ سرکار نے فوری طور پر اس تحریک کو دبانے کی
کوشش کی۔

۱۳ اگست: تاریخ ہند کی بہادر، رعایا پرور
خاتون کی وفات کا دن:۔ کنبھیری کے محاصرے میں شوہر
کھنڈے راؤ کے مارے جانے اور خسر ملہار راؤ کے
انتقال کے بعد اہلیہ بائی نے اندور کی عنانِ حکومت
سنبھالی۔ اہلیہ بائی لگ بھگ اٹھارہ سال کارگذار رہیں
یہ رعایا پرور، خوددار، عقلمند، انصاف پسند خاتون
ہونے کی بدولت آج بھی اندور میں ان کے گن گائے
جاتے ہیں۔ ہندوستان کے متبرک مقامات پر اہلیہ بائی
کے تعمیر کئے ہوئے گھاٹ، مسافر خانے، کنوئیں وغیرہ
کے آثار اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس عظیم خاتون
کی سخاوت اور دریادلی کے شاہد ہیں۔

۱۵ اگست: بھارت کی آزادی کا سنہرا دن ہے
اپنے ملک کی آزادی کی کہانی بڑی ہی حیرت انگیز ہے۔ جس
مہینے میں انگریزوں کو چلے جاؤ کہہ کر ملک بدر ہونے کا حکم دیا
گیا تھا۔ اسی مہینے میں ہم آزاد ہوئے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی رات
کے بارہ بجے دہلی کے لال قلعے سے ڈیڑھ سو سال تک آن بان
سے لہرانے والے برٹش کے اتارا
گیا اور بھارت کے مقدس ترنگی جھنڈے کو لہرایا گیا۔ اس مبارک
ساعت پر ایک دو نہیں کروڑوں زبانوں سے ایک ساتھ نکلا۔
بھارت زندہ باد۔ جھنڈا اونچا رہے ہمارا۔

۱۸ اگست: نیتا جی سوبھاش چندر بوس کی رحلت کا دن
عنفوانِ شباب ہی میں دنیا کو تج کر ہمالیہ پہنچے، مگر ہمالیہ سے ہمالیہ جیسے
بلند عزائم کے ساتھ پھر دنیوی کاروبار میں گامزن ہوئے
آئی سی ایس کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے
کے باوجود انگریزوں کی ملازمت اختیار نہیں کی صوبائی
دستور ساز اسمبلی میں عوامی جماعت کے لیڈر رہے

حضرت اسماءؓ

ایک بلند حوصلہ اور بلند عزم خاتون

صبر و استقامت اسلامی تاریخ کی اہم اور بنیادی چیزیں ہیں۔ دنیا کے جو لوگ بھی ایک داعی کی حیثیت سے دنیا میں آئے ان سب کو صبر و استقامت کی عظیم چٹان سے ضرور ٹکرانا پڑا۔ ان خوش نصیب میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔ عورتیں نسبتاً صبر و استقامت کی دولت سے کم ہمکنار ہوتی ہیں، لیکن جنہیں اللہ تعالیٰ یہ دولت عطا کر دیتا ہے وہ بڑے بڑے غم و الم کے پہاڑ سے بھی اپنے صبر و استقامت کے سہارے ٹکرا جاتی ہیں۔ آج ہم آپ کے سامنے اسلام کی جس معزز اور عظیم خاتون کا ذکر کرنے جا رہے ہیں انہوں نے بھی اسلامی تاریخ میں صبر و استقامت کے کچھ اس قسم کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں پوری دنیا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے حضرت اسماءؓ کی ذات اور شخصیت اسلامی ذہن و فکر رکھنے والوں کے لئے محتاج تعارف نہیں — آپ صدیق اکبرؓ کی لاڈلی بیٹی تھیں۔ اور انہیں اس بات کا بھی شرف حاصل ہے کہ دنیا کی عظیم شخصیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذات النطاقین" کے لقب سے نوازا تھا۔ حضرت اسماءؓ بڑی نیک طبیعت، اسلام پرور، خدا ترس، دلیر بہادر، جرأت مند اور بے باک خاتون واقع ہوئی تھیں۔ اسلام کے لئے ہر وقت اپنی مالی اور جانی قربانی دینے کے لئے تیار اور آمادہ رہتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان کے چہیتے اور لاڈلے فرزند تھے جن کی تربیت میں انہوں نے اپنی زندگی کے خون کے آخری قطرے تک نچوڑنے سے دریغ نہیں کیا۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرم کعبہ میں مقیم تھے کہ حجاج بن یوسف نامی ظالم اور جابر حکمراں نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا اور پتھراؤ شروع کر دیا — یہ سلسلہ اتنا طول پکڑ گیا کہ ان کے فرزند اور ساتھی سخت گھبراہٹ اور بے چینی کے عالم میں حجاج بن یوسف سے جا ملے۔ حضرت عبداللہ اپنے ساتھیوں اور بچوں کے اس رویے پر کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک انہیں حجاج بن یوسف کی جانب سے ایک خط موصول ہوا — انہوں نے پڑھا اور ہاتھ میں لئے ہوئے اپنی شفیق ماں حضرت اسماءؓ کے پاس پہنچے — حضرت عبداللہ اس واقعہ سے پہلے اپنی شفیق ماں کے پاس اس وقت بھی گئے تھے جبکہ وہ بستر علالت پر تھیں اور بظاہر جینے کی کوئی امید نہ تھی — امی جان آپ کس حال میں ہیں؟ — حضرت عبداللہ نے ایک سعادت مند اور ہونہار فرزند کی حیثیت سے پوچھا تھا — بیمار ہوں — یہ آواز حضرت اسماءؓ کی تھی — میری شفیق ماں — حضرت عبداللہ نے فرمایا — آدمی کو مرنے کے بعد آرام ملتا ہے —

حضرت اسماءؓ کو بیٹے کی یہ بات پسند نہ آئی اور انہوں نے بڑی ہمت اور خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا — کہ عبداللہ شاید تمہیں میرے مرنے کی تمنا ہے، لیکن میں ابھی مرنا پسند نہیں کرتی میری آرزو ہے کہ تم اللہ کی راہ میں قتل کئے جاؤ اور میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کروں — تم کامیاب و کامران ہو اور میرے دل کو ٹھنڈک میسر ہو۔ — اس لئے کہ ایک شفیق اور مومن ماں کی سب سے بڑی آرزو یہی ہونی چاہیئے کہ اس کی دنیا کی سب سے قیمتی متاع راہ حق میں اسی کے سامنے قربان ہو جائے —

حضرت اسماءؓ موت کے گھڑیوں کی منتظر تھیں، بیماری انہیں اس طرح جکڑے ہوئے تھی کہ دن میں کئی کئی مرتبہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی ان کے جسم پر کمزوری اور ضعف کے آثار بہت نمایاں تھے لیکن ان کا دل جوانوں سے زیادہ جوان اور پختہ تھا، ان کا حوصلہ بلند اور وہ عزت و سربلندی صرف خدا کے لئے تسلیم کر چکی تھیں۔ —

حضرت اسماءؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کو سینے سے لگانے کے بعد رخصت کر چکی تھیں — ان کی آخری اور صرف آخری تمنا یہی تھی کہ میرے جگر کا ٹکڑا اسلام کے کام آ جائے اور اپنی جان کی قربانی دے کر اسلام کے پودے کو سیراب کرے

تاکہ اسلام کو فروغ اور سربلندی حاصل ہو ـــــ ان کے
دل کی یہ تمنا عرش سے چمٹ گئی اور شرف قبول کا پروانہ لے کر
ہی واپس ہوئی ـــــ کتنا پاکیزہ تھا حضرت اسماءؓ کا دل اور کتنی
مبارک تھی ان کی تمنا ـــــ حضرت اسماءؓ کو حضرت عبداللہؓ کے
آنے کی آہٹ محسوس ہوئی ـــــ عبداللہؓ نے "السلام علیکم" کہا
ـــــ اپنے پیارے اور لاڈلے بیٹے کی زبان سے سلامتی
کے الفاظ سن کر ان کا دل فرط مسرت سے جھوم اٹھا اور فرمایا
بیٹے! ... وعلیکم السلام ـــــ حضرت اسماءؓ نے حجاج بن
یوسف کا خط سنا ـــــ حضرت عبداللہ نہایت ادب و احترام کے
ساتھ کہہ رہے تھے ـــــ اے میری پیاری اور شفیق ماں!
میرے تمام ساتھی حجاج بن یوسف سے جا ملے ـــــ عبداللہ
کہتے جا رہے تھے اور ان کا چہرہ غم و یاس سے مرجھایا ہوا تھا
میرے ساتھیوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا جس طرح حسین
ابن علیؓ کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن ان کے پروردہ لاڈلے جب تک
زندہ رہے اسلام کی خاطر باپ کے سامنے تلوار سے دشمنوں
کو پچھاڑتے رہے لیکن ..... ہائے میری امی جان!
...... میں اپنے ان بدنصیب بیٹوں کو کیا کہوں کہ جنہوں
نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور ظالم حجاج بن یوسف کی امان میں چلے
گئے ـــــ حجاج نے جب میرے ساتھیوں اور لاڈلوں کو اپنے
فریب کے جال میں پھانس لیا۔ اور وہ پوری طرح ہماری جماعت
پر قابو پاگیا ...... تو کہا ...... تم بھی میرے امان میں
چلے آؤ اور جو کچھ مانگنا چاہو ہم دینے کے لئے آمادہ ہیں
..... اتنا کہہ کر عبداللہ نے نہایت کرب و اضطراب کے
عالم میں ایک آہ ..... بھری اور رقت آمیز لہجے میں پھر
گویا ہوئے ..... اے میری جان سے زیادہ عزیز
ماں! ..... آپ بتلایئے کہ میں کیا کروں میں صرف اور صرف
آپ کی رائے کا محتاج ہوں ـــــ حضرت اسماءؓ نے اس
موقعہ پر جو لازوال رائے اور مشورے کی متاع پیش کی اس
سے اسلامی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ ہوتا ہے ـــــ
ـــــ ایک ایسا روشن باب جو ہمیشہ ہمیش دل و ایمان کی گہرائی
ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

سے پڑھا جائے ـــــ میرے لاڈلے! ـــــ یہ
آواز حضرت اسماءؓ کی تھی ـــــ اس معاملے کو تم خدا کے سپرد
کر دو اس لئے کہ تمہارے لئے مجھ سے زیادہ مہربان اور شفیق
ہے ـــــ حضرت اسماءؓ سنبھل کر بیٹھ گئیں ـــــ اگر تم
حق پر ہو تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا ...... تم اسی
طرح اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ اپنے حریفوں کا مقابلہ
کرتے رہو، میری آخری اور دلی تمنا ہے کہ تم بھی حق کی خاطر جام
شہادت سے ہمکنار ہو ـــــ حضرت اسماءؓ نے مزید فرمایا ـــــ
ـــــ لیکن ـــــ اگر تمہاری یہ جنگ اقتدار اور جاہ طلبی کے لئے ہے
تو تم سے زیادہ قابل ملامت اور برا شخص کون ہوگا کہ جس نے اپنے
کو دشمن کی کمند میں پھنسایا اور اپنے ہمراہیوں کو بھی ہلاک کروایا
اس سے تم دنیا والوں کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوگے۔ اور خدا کے
یہاں عذاب عظیم کے مستحق بھی ـــــ آہ ـــــ حضرت اسماءؓ
نے ایک سرد آہ بھری اور کہا ـــــ مجھ سے زیادہ بدنصیب
ماں اور کون ہوگی کہ جس نے اپنے لاڈلے کی تربیت کے لئے
اپنی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ، سرمایہ اور پونجی صرف کر دی
ـــــ عبداللہ ـــــ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرماتی
ہیں۔ اگر تم اس بات کے لئے مُصر ہو کہ ہم حق کے علمبردار ہیں اور
ہمارا یہ قدم اسلام کی سربلندی اور عزت و وقار کے لئے ہے
لیکن اپنے ساتھیوں اور ہمراہیوں اور مددگاروں کی وجہ سے
اپنے کو بے بس مجبور اور مجبور پا رہے ہو تو یاد رکھو ... یہ وہ موڑ
ہے جہاں سے اسلام کی مٹنے والوں کی تاریخ بنی اور روشن
ہوئی۔ اسلام پر مٹنے والوں کی اس تاریخ میں اسلام کے لئے
مرنے اور کٹنے والوں کے نام قیامت تک روشن اور منور رہیں
گے ـــــ بیماری اور نقاہت کے عالم میں اپنے بیٹے کے
سامنے حضرت اسماءؓ کی تقریر اب بھی جاری تھی اور وہ برابر
دھیمی دھیمی آواز میں کہے جا رہی تھیں ـــــ اسلام کی تعلیمات
مساوات، انصاف، اور امن و آشتی پر مبنی ہیں جب بھی اسلام
دشمن نے ان تعلیمات کو مٹانا چاہا تو حق و صداقت کے پرستاروں
نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی جان تک کی بازی لگا دی
اگست ۱۹۹۱ء

سے منہیں چوکے . . . . . ! اے میرے لاڈلے اور جگر کے ٹکڑے! . . . . . یہ آزمائش و امتحان کا وقت ہے، اگر تم نے اس میں ذرا سی بھی پس و پیش کی تو تمہیں سخت ناکامیوں اور نامرادیوں سے دوچار ہونا پڑے گا . . . . ! موت اسی وقت آئے گی جو کہ خدا کی طرف سے اس کا وقت مقرر ہو چکا ہے، جاؤ . . . . جاؤ ــــ جاؤ ساری دنیا کے بادشاہ اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اونچا اور سربلند کرو ــــ حق کے لئے جان دینا دنیا کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے. موت کے ڈر اور خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط قبول نہ کر لینا جس کی وجہ سے تمہیں خدا کے حضور ذلت اور رسوائیوں سے دوچار ہونا پڑے ــــ خدا کی قسم ــــ عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مر جانا اس سے بہتر ہے. کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار کھا کر برداشت کر لی جائے ــــ امی جان ــــ یہ آواز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تھی ــــ مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل کرنے کے بعد میری لاش کو مثلہ کر کے سرِ راہ لٹکا دیا جائے گا ــــ پر ہمت جواں دل اور شفیق ماں کی زبان سے فضا میں پھر ایک آواز گونجی ــــ عبداللہ ــــ جب بکری ذبح کر ڈالی گئی تو اسے اس سے کیا غرض کہ اس کی کھال اتاری گئی یا اس کے گوشت کو کوٹ کر قیمہ بنایا جا رہا ہے .

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ

جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

ــــ اقبال

تبصرہ

عرفات

تبصرہ نگار:- انجم عباسی

- نام کتاب: عرفات — قیمت:
- مصنف: عارف سیمابی بانکوٹی — ملنے کا پتہ: مقام پوسٹ بانکوٹ ضلع رتناگری

سیماب اردو ادب کی وہ قدآور شخصیت ہے جس نے نہ صرف اردو ادب میں لازوال نقوش چھوڑے۔ بلکہ کوکن جیسے دراز مقامات پر بھی علم و ادب کی شمعیں روشن کیں، عارف سیمابی بانکوٹی کوکن کی وہ مایہ ناز شخصیت ہے جسے سیماب سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ اور جس نے اس دور میں وادی کوکن کو اپنے نغمات سے مسحور کیا۔ جب کوکن اردو کی ترویج و اشاعت سے بہت حد تک محروم تھا۔ عارف صاحب ناساعد حالات کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ مگر انہیں شاعری کا خداداد جوہر ملا ہے۔ اپنے بزرگوار خاندان علم و فضل کا تقدس نصیب ہے اور مشقت آمیز زندگی کے نشیب و فراز کا درک حاصل ہے اسکے لئے ان کے قلم سے

نمودِ حق اگر باطل کے پردوں میں الجھ جاتی
خدائی میں خدا والے کہاں جاتے
ہو گئی ختم شانِ حرم
بت ہی سب کے خدا ہو گئے
توقع ہے یہی مردہ پرست احباب سے عارفؔ
جلی حرفوں میں لکھیں گے مرے کتبے کی تحریر

وطن کی خستہ حالی دیکھ کر دل خون ہوتا ہے۔
لیڈروں کی مگر تحریر سا مانی نہیں جاتی
ریشمی شال دوشالے ہیں امیروں کے لئے
ہم غریبوں کو جو تھی فکر کفن آج بھی ہے
عیاں ہوتیں نہ چہروں سے اگر کیفیتیں دل کی
تو پھر اچھے برے انسان پہچانے کہاں جاتے

ماہنامہ نقش کوکن ۔ بمبئی

رہا بچ بچ کے دانستہ میں عارفؔ چشمِ ساقی سے
نگاہوں سے اگر پیتا تو پیمانے کہاں جاتے

اس قسم کے زندگی بردوش اور عصری حیثیت سے مملو اشعار نکلتے ہیں۔ ان اشعار میں زندگی کا رمزیت ہے۔ معاشرے کی تیزابیت ہے۔ شعور کی بالیدگی ہے۔ زبان کا رد الہ ہے۔ انداز بیان کی تازگی ہے۔ اور کہنہ مشقی کی شگفتگی ہے اور اسی لئے عارفؔ کوکن کے کلاسیکل انداز کی شاعری میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ۔ مرآۃ المعرفت،، کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے زیر اہتمام شائع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ عرفات،، ان کا دوسرا شعری مجموعہ ہے جس میں نعت و سلام نظمیں اور غزلیں ہیں۔ چونکہ عارف غزل کے شاعر ہیں۔ اس لئے اس مجموعے میں بھی نظموں کے مقابلے میں غزلیں زیادہ ہیں۔

عارفؔ صاحب کی نظموں میں زندگی کے نشیب و فراز ہے اور معاشرے کے روشن اقدار کا عکاسی پائی جاتی ہے۔ راجن بابو رفیع احمد قدوائی۔ ڈاکٹر ذاکر حسین اور اے آر انتولے پر لکھی ہوئی نظمیں سماجی خدمات کے اعتراف و تشکر کا آئینہ ہیں۔ نعت سلام، منقبت، مذہب سے عقیدت و لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ سیماب اعجاز صدیقی۔ میر اعلیٰ اجمیری پر لکھی نظمیں ادب سپاس گزاری کی مظہر ہے۔ نوحۂ انسانیت۔ جائزہ، نظم وغیرہ نظمیں عصری حیثیت کے مثالیہ ہیں۔ ان نظموں کے علاوہ عارفؔ صاحب نے ماحول کی معمولی معمولی باتوں پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ دراصل ان ہی معمولی معمولی باتوں کے تانوں بانوں سے ہماری سماجی زندگی بنی ہے۔ ان نظموں میں آہ میری خالہ جان اور اردو اسکولوں کا اجراء

قابل ذکر ہیں۔ حیدری لانچ کا المیہ تو ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے اور عارف صاحب نے اسے اپنے موثر انداز بیان میں پرو دیا ہے۔ غرض عارف صاحب نے اپنے جائزے اور مشاہدے کو بروئے کار لاکر معاشرے کے چھوٹے بڑے معاملات اور واقعات کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ان کی غزلوں میں کبھی رومانیت کے ساتھ ساتھ زندگی کی ٹھوس حقائق کو بھرپور تازگی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ذیل کے اشعار اس کا ثبوت ہیں۔

غرض مند احباب نے جب ستایا
تو دشمن ہمارے بہت یاد آئے

خدا تک ہو گئی اپنی رسائی
ہوا یہ فائدہ عشق بتاں سے

لوگ پہچان بھی نہیں سکتے
اپنی صورت کو تک رہا ہوں میں

فرشتے تو نہیں انسان ہیں، ہوں گی خطائیں بھی
یہ آئے دن ہمارا ہی الٰہی! امتحان کیوں ہو؟

بنالو اپنی طبیعت کو اتنی آسودہ
کرلاکھ غم ہوں مگر ہنسی کی بات کرو

دیکھیں گے جہاں اس کو سجدہ وہیں کریں گے
مسجد ہو کہ کعبہ ہو، مندر ہو کہ میخانہ

ان اشعار میں سلاست ہے، روانی ہے، اور شگفتگی ہے، اور عرفات، میں جگہ جگہ اس کی چاشنی ملتی ہے۔ اسے عارف صاحب کے ایک پرستار جناب علی میاں مقدم نے بڑے اہتمام سے شائع کرایا ہے۔ اس لئے یہ مجموعہ صوری طور پر بھی بڑا خوبصورت ہے۔

تاریخی شخصیت

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

شیخ عبدالقادر جیلانی تاریخ اسلام کے معروف ترین روحانی پیشوا تھے۔ انہیں عرف عام میں غوث الاعظم اور پیران پیر کے نام کے نام سے یاد کیا ہے وہ حسنی الاصل سادات میں سے تھے ان کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ ابو محمد عبدالقادر محی الدین بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن الحسن المثنیٰ بن الحسن بن علی۔ شیخ عبدالقادر جیلان میں پیدا ہوئے۔ جیلان اور دیلم کے علاقے، بحیرۂ خزر (شمالی ایران) کے جنوبی ساحل پر واقع ہیں۔ جن کی مشرقی حدود رے اور طبرستان سے ملتی ہیں۔ البتہ شیخ کا سال ولادت یکم رمضان ۴۷۰ھ ہے۔ جو ۱۰۷۷ء یا ۱۰۷۸ء کے سال عیسوی میں تھا۔ اور وفات ۱۰ ربیع الآخر ۵۶۱ھ / اپریل ۱۱۶۶ء کو بغداد میں ہوئی، شیخ کے والد کا نام ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال شیخ کی کم سنی میں ہو گیا تھا۔ والد نے اسّی دینار ترکے میں چھوڑے تھے ان میں سے چالیس دینار شیخ کو والدہ نے اس وقت دیئے جب وہ طلب علم کے لئے بغداد روانہ ہوئے۔ شیخ کی والدہ کا نام ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ تھا۔ وہ ابو عبداللہ الصومعی کی صاحبزادی تھیں۔ الصومعی اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے اور ولی سمجھے جاتے تھے۔ جامیؒ نے ان کا تذکرہ "از بزرگان مشائخ گیلان و روسائے زہاد ایشان" سے شروع کیا ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ اوائل عمر میں اپنے نانا الصومعی کے ساتھ رہے ہوں بہرنوع شیخ کو اپنے نانا کے نام پر سبط ابی عبداللہ الصومعی الزاہد کے عرف سے بھی پکارا جاتا تھا

اٹھارہ برس کی عمر میں شیخ تحصیل علم کے لئے بغداد روانہ ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا میں نے اپنی والدہ سے کہا مجھے خدا کے کام میں لگا دیجئے اور اجازت مرحمت کیجئے کہ بغداد جا کر علم میں مشغول ہو جاؤں اور صالحین کی زیارت کروں۔ والدہ رونے لگیں.... تاہم مجھے سفر کی اجازت دے دی اور مجھ سے عہد لیا کہ تمام احوال میں صدق پر قائم رہوں گا۔ والدہ مجھے الوداع کہنے کے لئے بیرون خانہ تک آئیں اور فرمانے لگیں تمہاری جدائی خدا کے راستے میں قبول کرتی ہوں۔ اب قیامت تک تمہیں نہ دیکھ سکوں گی۔

علوم عربیہ اور علوم دینیہ میں شیخ نے یکساں طور پر مہارت حاصل کی اور اونچے علماء میں شمار ہوتے تھے ۵۲۸ھ میں شیخ کے معلم اور مرشد قاضی ابو سعید المخرمی کا قائم کردہ مدرسہ شیخ کے سپرد کیا گیا۔ جس میں انہوں مختلف تیرہ علوم و فنون کی تدریس کا کام سنبھالا۔ اس سلسلے میں تفسیر حدیث، فقہ حنبلی، فقہ مع اختلاف مذاہب، اصول فقہ اور نحو کے اسباق خاص طور پر قابل ذکر ہیں نماز ظہر کے بعد شیخ کے یہاں قرآن مجید کی تجوید و قرأت کا درس ہوتا اور صبح و شام تفسیر و حدیث اور دیگر علوم پڑھنے والی جماعتیں بیٹھتیں۔ دارالافتا کا کام بھی ان کے ذمے تھا وہ امام احمد حنبل اور امام شافعی کے مذاہب کے مطابق فتویٰ لکھتے۔

تلامذہ: جن اصحاب نے علوم درسیہ میں شیخ عبدالقادر سے استفادہ کیا اور ان سے حدیث روایت کی ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں: ابو سعید السمعانی۔ عمر بن علی القرشی، الحافظ عبدالغنی الشیخ الموفق۔ یحییٰ بن سعد اللہ التکریتی، عبدالرزاق بن عبدالقادر، موسیٰ بن عبدالقادر موخر الذکر دو اصحاب شیخ کے صاحبزادگان ہیں۔

مشہور محقق رشید رضا نے اپنے ایک مضمون میں بتایا ہے کہ مفتی طرابلس کے کتب خانے میں قرآن مجید کی ایک عمدہ تفسیر کا قلمی نسخہ موجود ہے یہ تفسیر بھی شیخ کی تالیف ہے۔

تبلیغ و موعظت: تدریس افتاء، خانقاہی، تربیت اور تصنیف و تالیف کے ساتھ عامۃ الناس کی اصلاح کے لئے شیخ نے تبلیغ و موعظت کے کام کی طرف بھی توجہ کی، شیخ کی خطبات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بلند پایہ خطیب تھے۔ عام وعظ کا آغاز انہوں نے ۵۲۱ھ میں کیا جب بغداد میں ابوالفتوح الاسفرائینی نے ایسے خطبے دیئے جن میں بے بنیاد روایات کی کثرت ہوتی اور ناپسندیدہ مضامین کی بھرمار، اس سے عوام و خواص میں بے چینی پیدا ہوئی دوسری طرف جب شیخ کے

مواعظ کا سلسلہ شروع ہوا تو لوگوں نے ذوق وشوق سے شیخ کی مجالس کی طرف رجوع کیا۔ اور ابوالفتوح کا مسئلہ خود بخود ختم ہو گیا

شیخ کی مجلس وعظ بھی قاضی ابوسعید المخرمی کی درسگاہ ہی میں منعقد ہوتی۔ شائقین کے ہجوم کا یہ عالم تھا کہ مدرسے میں توسیع کرنی پڑی۔ ان کی مجلس میں صدہا اہل علم قلم اور کاغذ لے کر بیٹھتے اور عامۃ الناس کے رجوع کا یہ عالم تھا کہ گویا سارا بغداد شیخ کے وعظ پر امڈ آتا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ درسگاہ میں جگہ ناکافی ہونے کے باعث شیخ کی مجلس وعظ شہر سے باہر عیدگاہ بغداد کے کھلے احاطے میں منعقد کی جانے لگی جہاں اہل بغداد کے علاوہ دیگر بستیوں کے لوگ بھی گھوڑوں وغیرہ پر سوار ہو کر آتے۔ سواروں کی صفیں مجلس کے اردگرد فصیل طہر کی صورت اختیار کر لیتیں۔ شیخ کے سلسلۂ مواعظ کے پیچھے یہ احساس کارفرما نظر آتا ہے کہ ملت اسلامیہ زوال کی زد پر ہے۔ جس سے بچاؤ کے لئے دوسری کوئی قوت عالم اسلام میں سرگرم عمل نہیں خطیب کا یہ احساس اسی جذبے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ کہ عالم اسلام کے مرکز بغداد میں کھڑے ہو کر کم از کم ایک صدائے درد تو بلند کی جائے۔ شیخ کے ایک خطبے سے ایک اقتباس اردو میں ملاحظہ ہو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے درپے گر رہی ہیں۔ اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے۔ اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کر دیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کر دیں، یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی، سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہئے اے سورج! اے چاند! اور اے دن تم سب آؤ۔

حکام اور امراء کے لئے بھی امر بالمعروف کے سلسلے میں شیخ کے یہاں کسی اور رعایت کی گنجائش نہیں تھی۔ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو عہدۂ قضا سونپا۔ حالانکہ یہ شخص "ابن المزحم الظالم" کے لقب سے معروف تھا۔ اس موقع پر شیخ نے خلیفۂ وقت کے اس اقدام کی برسر منبر مذمت کی اور دوران وعظ میں اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو "اظلم الظالمین" ہے۔ کل قیامت کے دن اس رب العالمین کو کیا جواب دوگے۔ جو ارحم الراحمین ہے۔ خلیفہ تک یہ بات پہنچی تو کانپ گیا اور قاضی مذکور کو فی الفور معزول کر دیا۔

اس سلسلۂ تبلیغ کے اثرات عظیم اصلاحی تحریک بن کے بڑھ کر ہوئے ہر مجلس میں مشرف با سلام ہونے والوں اور بے عملی سے تائب ہو جانے والوں کا تانتا بندھ جاتا۔ شیخ کا یہ سلسلہ وعظ چالیس برس تک جاری رہا۔ اس طرح لاکھوں لوگ ان سے براہ راست مستفید ہوئے۔ ان کے اثر آفریں اور دلنشیں مواعظ نے بہت سے یہودیوں اور عیسائیوں کو دین اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔

طریقت وتصوف:۔ شیخ عبدالقادر نے فنی اور اصلاحی پیچیدگیوں سے ہٹ کر تصوف کو واضح اور سادہ اسلوب دیا۔ ان کی تالیفات اس اعتبار سے صوفیانہ ادب میں بڑا اہم مقام رکھتی ہیں انہوں نے تصوف کی زبان کو بھی عام فہم بنایا اور تصوف سے وابستگی کے دروازے بھی عام آدمی کے لئے کھول دیئے۔ شیخ نے ایسے دور میں زندگی بسر کی جبکہ تصوف کا عروج تھا۔ اور صوفیہ کے مسلک میں بگاڑ پیدا ہو رہی تھی۔ ان سے پہلے کی صدی میں ایک نزاع جو مدت سے جاری تھی بہت شدید شکل اختیار کر چکی تھی جس سے اسلامی معاشرے کا ہر فرد متاثر ہو رہا تھا۔ نزاع یہ تھا کہ آیا انسان کو ایسا مسلک لادینی اختیار کر لینا چاہئے۔ کہ وہ دین کی طرف سے بے پرواہ ہو جائے۔ اور محض رسمی رواجی طور پر مسلمان کہلائے۔ یا اسے ایسا دین عقل پرست اختیار کرنا چاہئے۔ جو اہل دین کے مسلمات وعقائد سے متصادم ہو۔ تاریخی حالات نے یہ سوال سامنے لا کھڑا کیا تھا کہ زہد وتصوف کے عناصر کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ کس طرح کیا جائے۔ شیخ کے استاد ابن عقیل نے جیسا کہ حنبلی مذہب کی طرف منتقل ہونے والے ایک جوشیلے شخص کو زیب دیتا ہے۔ تصوف کی ضرورت اور افادیت سے صاف انکار کر دیا۔

لیکن یہ نہ تھا کہ ان کے لئے صرف یہی راستہ کھلا تھا۔ الانصاری الہروی نے (جس نے سختی کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب پر قائم رہتے ہوئے فقہی مناظرے کئے اور جو اس مذہب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے کہ مذہب احمد احمد مذہب) تصوف پر کتابیں لکھی ہیں یہ وہ دور تھا جس میں جناب شیخ نے عملی سرگرمیاں شروع کیں۔ شیخ کی تصنیف الغنیۃ لطالبی طریق الحق میں ان کی حیثیت ایک معلم دین کی ہے۔ اس کتاب کے شروع میں ایک سنی مسلمان کے اخلاق او

معاشرتی فرائض کی وضاحت کی گئی ہے، ازاں بعد اس میں حنبلی مذہب کے ایک رسالے کی صورت میں وہ معلومات درج کر دی گئی ہے جن کا حاصل کرنا ہر مومن کے لئے فرض ہے، احکام شرعیہ کیساتھ تصادم جیسا کہ ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں اپنے زمانے کے صوفیوں کے یہاں بیان کیا ہے شیخ کی تحریروں میں نظر نہیں آتا شیخ کی ذات میں بحیثیت صوفی اور بہ حیثیت حنبلی کوئی تصادم نہیں یہی حالات ان کے خطبوں میں بھی ظاہر کئے گئے ہیں جن کے مجموعے الفتح الربانی اور فتوح الغیب کی صورت میں موجود ہیں ان خطبوں میں خطاب شیخ نے سامعین کو اکثر ولی کامل کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن ان خطبوں کا مضمون اور طرز بیان ظاہر کرتا ہے ان کے مخاطب صوفی نہ تھے۔ بہ حیثیت صوفی مبلغ کے شیخ نے چالیس برس تک لوگوں میں وعظ و تلقین کا کام کر کے عملاً ثابت کر دیا کہ تصوف و طریقت پر محض اہل خلوت کی اجارہ داری درست نہیں۔ شیخ عبدالقادر تصوف میں پر اسرار رہبانیت کے خلاف تھے۔ وہ طریقت کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ اور کھلی شاہراہ کی طرح کشادہ دیکھنا چاہتے تھے، منصور حلاج کے بارے میں انہوں نے کہا تھا، منصور الحلاج کے دور میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس کا ہاتھ پکڑتا اور اسے اس کی لغزش سے باز رکھتا، اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو منصور کے معاملے کو اس صورت حال سے بچاتا جو اس نے اختیار کر لی تھی۔ شیخ نے بیعت اور خانقاہی تربیت کے طریقوں کو بھی مرکز توجہ بنایا۔ بیعت کا طریق اہل ارشاد میں پہلے سے مروج تھا۔ لیکن شیخ نے اسے وسعت اور تازگی دی۔ اور نظم و ضبط بھی بخشا، شیخ کی زندگی میں ان کا جاری کردہ طریقہ قادریہ لاکھوں نفوس کو فیضیاب کر چکا تھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے خلفا اور قادری خانقاہوں کا سلسلہ نہ صرف عالم اسلام میں اصلاح و ارشاد کی ایک وسیع تحریک کی صورت اختیار کر گیا بلکہ غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کا ایک موثر ذریعہ بھی ثابت ہوا۔ شیخ عبدالقادر نے تصوف کی تعلیم دی ہے وہ دنیوی کے خلاف جہاد کرنے پر مشتمل ہے جو جہاد بالسیف سے افضل و اکبر ہے اور اسی طرح شرک خفی یعنی اپنے نفس کے بت کی پرستش پر نیز جملہ مخلوقات کے اصنام پر غلبہ پانے اور ہر خیر و شر میں اللہ کی رضا کو کارفرما دیکھنے اور اس کی شریعت کے مطابق اس ہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا کام ہے۔

تجدیدی کام:- پانچویں صدی ہجری تک عالم اسلام میں سیاسی و فکری ضعف و اضمحلال اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ عہد اموی میں جاہلیت کی رجعتِ قہقری اور بعد کے ادوار میں خلق قرآن، اعتزال فلسفہ ملحدانہ اور باطنیت کے فتنوں نے اہل اسلام کے خواص میں تشکیک الحاد اور عوام میں عملی بے راہ روی کے بیج بو دیئے تھے سابقہ صدیوں میں بھی مصلحین امت نے عظیم تجدیدی کام کیا۔ تاہم چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں کے نصف اول میں امام غزالی اور عبدالقادر تاریخ اسلام کے دو نہایت بلند پایہ مصلحین ابھرے۔ غزالی کی فکری تحریک سے تشکیک و الحاد کے فتنے کا سد باب ہو گیا لیکن جمہوری امت میں بے یقینی اور بے عملی کے روگ کا مداوا ابھی باقی تھا۔ یہ کام عظیم صوفی مبلغ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے انجام دیا۔ جنہوں نے اپنے علم، روحانیت اور خطابت سے اپنے اصلاحی کام کو پوری طرح موثر بنا دیا۔

اخبار و اذکار

ف بن صاد

ایس ایس سی امتحان کا نتیجہ ایک نظر میں

امسال ۱۵ تا ۲۷ مارچ کے درمیان ہوئے سکنڈری اسکول سرٹیفکٹ (S S C) کے امتحان میں بمبئی ڈویژن (بمبئی، تھانے، رائیگڈھ، رتناگیری، اور سندھو درگ اضلاع) سے دولاکھ ۷۴ ہزار ۶۸۰ امیدواروں نے فارم پُر کئے تھے مگر دولاکھ ۳۴ ہزار ۲۸۸ بچے شریک ہوئے۔ ان میں سے صرف ایک لاکھ ۳۱ ہزار ۴۴۲ طلبا و طالبات کامیاب ہوئے یعنی بورڈ کا نتیجہ ۹۸،۳۵ فیصد نکلا۔

امسال اردو میڈیم اسکول کا ایک بھی طالب علم میرٹ لسٹ میں نہیں آیا۔

مضامین میں اول

۱۔ مراٹھی میں سب سے زیادہ مارکس یعنی ۹۰ فیصد بالموہن ودیامندر بمبئی کے دبجے سدانند نے حاصل کئے۔

۲۔ اردو میں سب سے زیادہ مارکس ۸۲ فیصد انجمن اسلام کرلا ہائی اسکول کے پرویز محمد رفیع انصاری نے حاصل کئے۔

۳۔ انگریزی میں سب سے زیادہ مارکس ۸۸ فیصد بابو بھائی ہائی اسکول کھار کے چراغ دوے نے حاصل کئے۔

۴۔ ہندی میں سب سے زیادہ مارکس ۹۰ فیصد سردیہ بالیکا ملاڈ کی طالبہ مرنال شریواستو نے حاصل کئے۔

۵۔ ہندی مراٹھی میں سب سے زیادہ مارکس ۸۲ فیصد انجمن اسلام گرلس ہائی اسکول باندرہ کی شبنم جمیل احمد نے حاصل کئے۔

۶۔ فارسی میں سب سے زیادہ مارکس ۹۴ فیصد انجمن اسلام گرلس ہائی اسکول کرلا کی فریدہ عبدالرحمن نے حاصل کئے۔

۷۔ عربی میں سب سے زیادہ مارکس ۹۶ فیصد انجمن اسلام گرلس ہائی اسکول کرلا کی تحسین فاطمہ خیرات علی نے حاصل کئے۔

ایس ایس سی امتحان میں نقل کرنے والے ۲۷۲ امیدوار اکتوبر میں امتحان نہیں دے سکتے!

امسال مارچ میں ہوئے ایس ایس سی امتحان میں بمبئی ڈویژن کے ۲۷۲ بچے نقل کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے انہیں اکتوبر کے امتحان میں شرکت سے منع کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ بچے ضلع تھانہ کے مرباڈ سینٹر میں پکڑے گئے تھے۔ ان کی تعداد ۱۰۱ ہے

کامیابیاں

انجمن اسلام جنجرہ ہائی اسکول اینڈ جونیر کالج مروڈ۔

ایچ، ایس، سی سائنس میں

سنگیتا پاٹل۔ ۷۹ فی صد۔ (اوّل)

مبین عبداللہ گھرٹکر ۶۵ فی صد (دوم)

ایس، ایس، سی، میں :-

صدف عنایت اللہ جہانگیر ۷۶ فی صد (اوّل)

شرینہ دبیر ۷۳ فی صد (دوم)

ریحانہ حسن میاں دلیلے ۷۲ فی صد (سوم)

اسی طرح سر سید احمد خاں ہائی اسکول سے نازنین جلال شیخانی نے ۷۲ فی صد نمبر حاصل کرکے بارہویں (کامرس) میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ہم ان طلبہ کو ان کی شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

راشد عمر فہیم	یوسف عبدالرحمن خانزادہ
سکریڑی جماعت المسلمین،	صدر بزم ملت،
بازار محلہ	بازار محلہ

مروڈ جنجرہ

مہاراشٹر اردو ہائی اسکول کڑوی

مدرسہ ہذا نے اپنی گذشتہ سنہری روایات کو برقرار رکھتے ہوئے امسال حال میں ہوئے ایس، ایس، سی بورڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

اس سال ۳۴ طلبہ شامل امتحان ہوئے۔ جن میں ۳۳ نے کامیابی حاصل کی ۲، امتیازی درجہ میں۔ ۱۴۔ اوّل اور ۱۷ دوم درجہ حاصل کرنے میں کامیاب رہے اسکول کا نتیجہ ۹۷،۰۵ رہا۔

۸۴٫۶۹۷ فی صد نمبر حاصل کر کے ۔ ورا اور کرکے طالبات سے بازی لے گئی

فرزند زکریا موڑک اوّل نمبر پر رہے جب کہ
۴۴٫۶۲٪ فی صد نمبر کر کے مقصود عثمان ٹمیل
دوم۔ اور ۵۷٫۲۶۴ نمبر حاصل کر کے سمیر
زین الدین نیوریکر تیسرے نمبر پر رہے۔

انجمن اسلام باندرہ

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی
طالبہ شبنم جمیل احمد خاں نے ایس، ایس، سی
امتحان میں مضمون ہندی، مراٹھی میں ۸۲ فی
صد مارکس حاصل کئے اور بورڈ میں اوّل رہیں۔
اس طرح مسلسل تیسری بار انجمن اسلام باندرہ نے
ہندی مراٹھی کے انعام کو اپنے قبضے میں رکھا۔
فرحت عظیم ملک ۹۰٫۲۸ فی صد نمبرات حاصل
کئے۔ اور اسکول ہذا کی تمام تر طالبات میں سر
فہرست رہیں۔

امسال انجمن اسلام باندرہ سے کل
دو سو ستّر (۲۷۰) طالبات امتحان میں شریک ہوئیں
کامیابی کا نتیجہ ۹۱ فی صد رہا۔ تیس (۳۰) طالبات امتیازی
حیثیت سے اناسی (۷۹) طالبات فرسٹ کلاس اور
ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) طالبات سکنڈ کلاس میں پاس
ہوئیں۔ صرف گیارہ طالبات پاس کلاس میں
کامیاب ہوئیں۔

اس پُر مسرت موقع پر پرنسپل رشیدہ
قاضی صاحبہ، جملہ اساتذہ طالبات اور ان کے
والدین کو دلی مبارکباد۔

انجم بیگ کی کامیابی

داپولی ضلع رتناگری کے جناب ابراہیم
عبداللہ بیگ کی دختر ایس انجم بیگ نے امسال
پاس کیا۔

یس انجم کی ابتدائی تعلیم نیشنل
ہائی اسکول داپولی میں ہوئی جہاں دوران
تعلیم رتناگری ضلع کے تقریری مقابلوں میں
اس نے ہمیشہ اوّل نمبر حاصل کر کے اپنے
اسکول کو چاندنا کا کپ و دیگر انعامات
حاصل کر کے دئے ہیں۔

پچھلے دنوں "قرآن پاک اور اسی کا
معاشی نقطۂ نظر" کے عنوان سے آل
انڈیا ریڈیو سے نشر ہونے والی موصوفہ کی
تقریر عوام میں کافی مقبولیت حاصل کر گئی
داپولی (کونڈ) سے گریجویٹ ہونے
والی آپ اولین مسلم عالیہ ہیں۔

رضیہ پالیکر کی امتیازی کامیابی

کھیڈ رتناگری کے معروف ڈاکٹر
نور الدین پالیکر اور ڈاکٹر نور جہاں پالیکر کی
دختر رضیہ پالیکر نے امسال بارہویں
سائنس کے امتحان میں P.C.B میں ۹۳
فی صد نمبر حاصل کئے۔ پارلا کالج بمبئی
کی طالبہ نے جب گیارہویں کا امتحان پاس
کیا تھا تب بھی ۹۳ فیصد نمبر حاصل کئے تھے
ایس۔ ایس۔ سی کے امتحان میں ۸۶٫۴۳
فی صد مارکس ملے تھے۔ ڈاکٹر والدین کی
یہ ہونہار طالبہ اب میڈیکل میں داخلہ
حاصل کرنے کی کوشش میں ہے۔
خدا اسے اپنے ارادوں میں کامیاب
فرمائے۔



ہونہار طالب العلم
عبدالغفار بھاردے

جناب عبدالستار بھاردے جو کراچی
پاکستان سے امریکہ میں جاکر سکونت پذیر
ہوئے ہیں مگر جن کا آبائی وطن موضع سارنگ
تعلقہ داپولی ہے آج بھی اپنے وطن مالوف
کی یاد سینہ میں تازہ رکھتے ہیں نقش کوکن
کے دیرینہ لائف ممبر ہیں آپ کے ہونہار
فرزند عبدالغفار نے ہائی اسکول گریجویشن
میں امتیازی نمبروں کامیابی حاصل کی ہے
نتیجہ میں امریکہ کی CLIMSON
کلیمسن یونیورسٹی میں انجنیئرنگ کی اعلیٰ
تعلیم کے لئے اسے داخلہ مل گیا ہے۔

عبدالغفار ۱۴ سال کی عمر سے
امریکہ میں ہے سات سال کی عمر میں اس
نے قرآن شریف پورا کیا آٹھویں سال
رمضان شریف کے مہینے کے پورے روزے
رکھے۔

الغرض اپنی تعلیمی مشاغل کے ساتھ
ہی دین و مذہب کو بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا
اللہ تعالیٰ اس ہونہار طالب العلم
کو اعلیٰ تعلیم میں بھی امتیازی شان عطا فرمائے



سید الطاف امین

ہولی کراس ہائی اسکول کرلا بمبئی کا
طالب العلم سید الطاف حسین (متوطن کالست

ضلع رتناگری) نے امسال ایس۔ایس۔سی امتحان میں ۴۲، ۸۶ فی صد نمبر حاصل کئے۔

اس ہونہار طالب العلم نے دوحہ قطر (خلیج العرب) کے انڈین اسکول سے اپنا تعلیمی سلسلہ شروع کیا مگر درجہ دوم کے بعد ہی ہندوستان آکر عمرکھاڑی کے سینٹ جوسف میں داخل ہوگیا۔ نقل مکانی کے بعد ہی کرلا میں ہولی کراس ہائی اسکول میں زیر تعلیم آئے اور وہیں سے ایس۔ایس۔سی کا امتحان امتیازی شان سے ساتھ پاس ہے۔ دورانِ تعلیم آپ نے تقریری مقابلے، سائنس اکزیبیشن، ڈرائنگ ہندی، مراٹھی کے سرکاری امتحانات کھیل کود وغیرہ میں بہترین کارکردگی انجام دی ہے۔

مروڈ میں سوشل گیدرنگ

سیدی ظفر شنجانی میموریل ٹیکنیکل انٹی ٹیوٹ مروڈ (جنجیرہ) ضلع رائے گڈھ کی بارھویں سالانہ گیدرنگ ★ انجمن اسلام جنجیرہ کے صدر عالی جناب عبدالرزاق خطیب کی صدارت میں یکم اور دو جون ۹۱ء کو انعقاد پذیر ہوا۔

عدالتِ عالیہ بمبئی کے نامور وکیل جناب عنوان مرچنٹ بطور مہمان خصوصی شریک محفل تھے۔ دیگر مہمانوں میں ڈاکٹر مقبول کورکاٹے، ڈاکٹر قاسم راوت، ڈاکٹر نثار بردا ڈکر، جناب امتیاز پیش امام، جناب ارشاد خطیب، ایڈوکیٹ اسماعیل گھونے، جناب اقبال لانسے اور دھن راج گروپ کے جناب ایس وائے ترنگکر کے اسمائے گرامی قابل ہیں۔

★ کا دو روزہ پروگرام

ماہنامہ نقش کوکن۔ بمبئی

کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں منعقدہ جلسے

"استقبالیہ"

۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء کو صدر بزم ادب کیپ جناب حسن سید کی زیر صدارت داپولی کے نامور وکیل اور نیشنل ہائی اسکول داپولی کی اسکول کمیٹی کے چیرمین جناب روشن خاں سرگرد کے اعزاز میں بزم ادب کیپ کی طرف سے استقبالیہ جلسہ و مشاعرہ حبیبیہ اسلامک کالج کے ہال میں منعقد کیا گیا۔

روشن خان صاحب کے ساتھ ہائی اسکول کے سابق طالب العلم اور جوان فکر شاعر عبداللہ ساجد بھی تھے۔

جلسے کا آغاز حافظ عبدالرزاق سونڈے نے تلاوتِ قرآن سے کیا۔ حسن سید صاحب نے روشن خان صاحب اور عبداللہ ساجد کا استقبال کیا۔ نیشنل ہائی اسکول کے سابق طالب علم (مقیم کیپ) جناب حسن خلفے نے مہمانوں کا تعارف فرمایا گلزار خان صاحب نے معزز مہمان ایڈوکیٹ کی خدمات کو سراہا۔ بعد از ان مشاعرہ شروع ہوا جس کی نظامت بھی حسن سید صاحب نے فرمائی۔ عبدالمطلب زاہد، جمال الدین جمال اور مہمان شاعر عبداللہ ساجد نے اپنا کلام سنایا۔ جناب محمود شروے صاحب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

الداعی جلسے

۲۰ اپریل کو جناب حسن خلفے نے لیلیٰ ریسٹورنٹ میں روشن خان صاحب کے لئے دعوتِ طعام اور الوداعی جلسہ منعقد کیا ۱۲۵ حضرات نے شرکت کی۔ حسن سید صاحب نے کی اور آئے ہوئے ہندوستانی مہمانوں کا استقبال کیا۔

عبدالمطلب زاہد اور عبداللہ ساجد نے سامعین کو اپنے کلام سے نوازا۔ شمس نورنگ اور پارٹی نے غزل اور گیت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

۳ مئی کو جناب عبدالحمید پرکار نے خورشید اسلام ہال میں شاعر کوکن عبداللہ ساجد کے لئے الوداعی جلسہ کا اہتمام کیا تھا۔ نظامت صدر بزم ادب کیپ حسن سید صاحب نے فرمائی۔

عبدالمطلب زاہد، جمال الدین جمال، بھارت سے آئے عبدالعزیز اور عبداللہ ساجد نے اپنے کلام پیش کئے۔ بزم کے سکریٹری جناب عمر خلفے نے شکریہ ادا کیا۔ کیپ کے مشہور گلوکارہ فریدہ خاتون نے نعت و غزل سے محفل کو محظوظ کیا۔

(نامہ نگار جمال الدین جمال)

ڈاکٹر آدم شیخ

بمبئی یونیورسٹی اردو بورڈ کے چیرمین منتخب برہانی کالج کے وائس پرنسپل اور صدر شعبہ اردو ڈاکٹر آدم شیخ بمبئی یونیورسٹی اردو بورڈ کے مسلسل پانچویں بار چیرمین منتخب ہوئے ہیں ڈاکٹر صاحب کی اس کامیابی پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔

اسکالرشپ کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

مریم بی محمد صاحب قاضی ٹرسٹ کی جانب سے امسال کچھ ہونہار اور ضرورتمند طلباء اور طالبات کو اسکالرشپ دی جائیگی۔ جو ہائی اسکول یا کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

لہٰذا خواہشمند طلباء و طالبات اپنی درخواستیں ذیل کے پتوں پر مورخہ ۲۷ اگست تک پہنچا دیں۔

درخواست کی منظوری پر بذریعہ خط اطلاع دی جائے گی۔

(۱) ڈاکٹر عبدالغفار قاضی ۹.۱ ایکڈل روڈ ماہم بمبئی ۱۶۔۰۰۰ ۴

(۲) ایڈوکیٹ نثار عبدالغفار قاضی ۴۵، پہلا منزلہ کیڈی شاپنگ سنٹر ۲۳۴، بلاسس روڈ بمبئی ۸۔۰۰۰ ۴

نوجون ہائی اسکول راجہ پور ضلع رتناگری

۴۲ طلباء شریک امتحان ہوئے ۱۵ نے کامیابی حاصل کی نتیجہ ۴۶ فی صد رہا سرفراز اصغر علی ملا کو ۵۷ ر ۸۱ فیصد نمبر ملے وہ سرفہرست رہا دوسرے نمبر پر یمین بین عبدالکریم منشا آیا اسے بھی ۱۴ ر ۸۱ فی صد نمبر ملے روبینہ امیر الدین قاضی نے ۱۴ ر ۶۹ فی صد نمبر پائے اور اسکول میں تیسرے نمبر پر رہی

محمدیہ ہائی اسکول بمبئی

۴۴ طلباء میں ۳۸ نے کامیابی حاصل کی اس طرح کامیابی کا فیصد ۸۶ ر ۳۶ رہا ۷ طلبہ درجۂ اوّل ۲۵ درجۂ دوم ۳ پاس کلاس میں آئے اور ۳ طلبہ نے امتیازی نمبر حاصل کئے جن میں شیخ عرفان شیخ عثمان اوّل نمبر حاصل کردہ مارکس ۸۳ر۷۱ فیصد، مزّمل عبدالمطلب قریشی دوم نمبر حاصل کردہ مارکس اور محمد عرفان زکریا بادنے سوم نمبر حاصل کردہ مارکس ۸۵ ر ۵۷

جرمن پرکار ہائی اسکول بانکوٹ

۲۰ بچے شریک امتحان ہوئے ۱۳ کامیاب اسکول کا نتیجہ ۶۵ فیصد رہا۔ پچھلے سال نتیجہ ۳۹ فیصد تھا ۴ بچے درجۂ اوّل میں ۷ درجۂ دوم اور ۲ درجۂ سوم میں کامیاب ہوئے۔ شاہین معین الدین ڈسمکر ۸۵ ر ۶۶ فیصد نمبر پاکر ہائی اسکول میں سرفہرست رہی۔



گلبہار کی کامیابی

ساکھر پنچ کروشی ایجوکیشن سوسائٹی ساکھر تر کے زیر انتظام جاری دی نیو ماڈرن اردو ہائی اسکول ساکھر تر، رتناگری کی طالبہ گلبہار نظیر احمد راجپورکر نے امسال ایس۔ ایس۔ سی امتحان میں 28 . 76 فی صد مارکس حاصل کئے۔ کامیاب ہونے والے دیگر طلبہ حسب ذیل ہیں۔ ظہیر آدم بارگر (68٪) محمد رفیق داؤد کر ساکھر ترکر (64٪) مدیحہ رفیق احمد ساکھر کر (60٪) مجموعی طور پر ہائی اسکول کا نتیجہ 61.17 فیصد رہا

ایڈوکیٹ عبدالستار ملا کو اعزاز

نئی بمبئی کے نوجوان ایڈوکیٹ اور نوٹری پبلک جناب عبدالستار ملا (متوطن جیگڈھ ضلع رتناگری) جو اپنی سماجی خدمات کی وجہ سے کوکن بھون حلقہ (C.B.D) میں کافی معروف ہیں پچھلے مہینہ حلقہ کے ایک خصوصی جلسہ میں روٹری کلب آف نیو بمبئی (بیل سائڈ) کے صدر چنے گئے ہیں۔

جیون وکاس ہائی اسکول پالگھر ضلع تھانہ

۱۲ طلبہ کامیاب ہوئے نتیجہ ۵۵ فی صد رہا شبینہ عبدالعزیز خان نے ۸۱/۷۱ فیصد نمبر پائے وہ ہائی اسکول میں سرفہرست رہی۔

خلافت بی ایڈ کالج کا شاندار رزلٹ مس فوزیہ بمبئی یونیورسٹی میں اوّل

امسال بمبئی یونیورسٹی کے بی ایڈ

کالجوں کے نتائج میں خلافت کالج آف ایجوکیشن کی ہونہار طالبہ فوزیہ محمد زکریا نے بی ایڈ امتحان میں اولین پوزیشن حاصل کی جس کے تحت بمبئی یونیورسٹی میں انہیں یونیورسٹی کی پُروقار ٹاپ پوزیشن کی طالبہ قرار دیا گیا

مس فوزیہ کی اس نمایاں کامیابی پر بمبئی یونیورسٹی نے تین اسکالرشپ اعزازات اور طلائی تمغوں (گولڈ میڈل) سے سرفراز کیا ہے۔ اعزازات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) روڈری انٹرنیشنل سوسائٹی گولڈ میڈل
(۲) شریمتی ملنی وکشن داس گولڈ میڈل (۳) مسز سارابائی دادبھائی ماسٹر اسکالرشپ
(۴) سادھنا ایجوکیشن سوسائٹیز میموریل پرائز (۵) سونابائی دادابھائی ماسٹر پرائز

مس فوزیہ کی اس شاندار کامیابی پر اسپلیج یونیورسٹی فاؤنڈیشن کے ایجوکیشن یونٹ نے بھی انہیں توصیفی سند اور مولانا آزاد تعلیمی شیلڈ سے نوازنے کا اعلان کیا ہے۔ مس فوزیہ کی ٹاپ پوزیشن کے علاوہ یونیورسٹی میں اولین دس کامیاب طلبہ کی میرٹ لسٹ میں ۵ طالب علم خلافت سے تعلق رکھتے ہیں۔

علاوہ ازیں ۴۳ طلبہ نے پہلے درجے میں اور ۴۵ طلبہ نے دوسرے درجے میں کامیابی حاصل کی اور مجموعی طور پر کالج کا رزلٹ سو فیصد رہا۔

انجمن اسلام دی ٹی کے عبدالرحمن کو ۹۱/۱۱ مارکس

بمبئی ۲۹ جون۔ انجمن اسلام ہائی اسکول دی ٹی بمبئی کا طالب علم عبدالرحمن شمیم احمد شیخ امسال کے مارچ میں منعقدہ ایس۔ ایس سی امتحان میں ۷۰۰ میں سے ۶۴۴ نمبرات حاصل کر کے کامیاب رہا ہے۔ اس کو ۹۱/۷ فی صد مارکس ملے ہیں۔

تہمینہ چوگلے کی کامیابی

۴ / انجمن خیر الاسلام گرلز ہائی اسکول تھانہ کی طالبہ تہمینہ عبدالغنی چوگلے نے ۸۸۶۵ فیصد مارکس حاصل کر کے سرفہرست رہی انہوں نے سائنس میں داخلہ لیا ہے۔

انجمن اسلام اردو پرائمری اسکول کا افتتاح

ضلع تھانہ کے زیر اہتمام

انجمن اسلام دیرار پرائمری اردو اسکول کا افتتاح ۳ جولائی سنہ ۹۱ کو ایم۔ ایل۔ اے جناب تینید ٹھاکر کے ہاتھوں انجام پایا۔ پروگرام کی صدارت تھانہ ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم کے ایڈیشنل جنرل سکریٹری اور شریارکر ایجوکیشن ٹرسٹ کے نائب صدر جناب صغیر احمد ڈانگے نے انجام دی ہے۔ جناب عبدالحق پٹیل مہمان خصوصی تھے۔ حبیب پٹیل خالد چندے، سمیع اللہ جمعدار، ابوبکر سیٹھ میمن، ممتاز ملا، محمد حنیف ملا وغیرہ، تعلقہ کے ذمہ دار حضرات کے علاوہ دیہار کے لوگ کثیر تعداد میں شریک تھے۔ جناب اسمٰعیل حولدار نے روداد سنائی۔ خلیل شیخ ایڈوکیٹ نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

بزم شعر و ادب کوکن (بمبئی)

بزم ہذا کی ماہانہ ۱۰۲ ویں نشست ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۹۱ء کو زیر صدارت جناب مہر مسلائی صاحب نے انجام پائی مہر مسلائی صاحب نے کوکن کے معروف شاعر آزاد بانکوٹی صاحب کے انتقال پر تعزیتی قرارداد پیش کی۔ نظامت سید کنول صاحب نے سنبھالی۔

انتخاب حسب ذیل ہے۔

جناب مہر مسلائی:

اے دوست جہنم سے ذرا آگے ہے جنت
ہاں ایک ذرا چار قدم اور زیادہ

جناب شاداب رتناگری

تیرے صندلی بدن پر یہ سیاہ گھنیری زلفیں
کٹی ناگنیں ہوں جیسے کسی کیوڑے کے بن میں

جناب واحد محسن:

ہماری روح کی دم توڑتی ہوئی خواہش
خود اپنی ڈوبتی سانسوں پہ رکھی ہے ہم نے

جناب سید کنول:

شفق کو دے کے اپنے خوں کی لالی
بسر شامیں سہانی کر رہا ہوں

جناب منور رتناگری؛

غم ہی غم رہ گئے میری تقدیر میں
تھا خوشی سے جو کچھ واسطہ ہے گئی

جناب انیس لوکھنڈے :

سیاہ بختی میں کرتا ہوں کوشش پیہم
چمک اٹھے گا مقدر کا آفتاب کبھی۔

آئندہ نشست مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۹۱ء کوکن کے ابھرتے ہوئے شاعر منور رتنا گردی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوگی اہل ذوق حضرات سے شرکت کی درخواست ہے۔

مصرعہ طرح: آگ صحرا کی گھروں تک آگئی

ق ر

پیروں تک

سروں تک

نامہ نگار:

سعید کنول سکریٹری

نیشنل اردو ہائی اسکول امبرناتھ

نیشنل اردو ہائی اسکول امبرناتھ ضلع تھانہ کا امسال ایس. ایس. سی کا رزلٹ پچاس فیصد رہا۔ کل ۴۲ طالب علم امتحان میں شریک ہوئے۔ جس میں ۲۱ کامیاب رہے سات طالب علم فرسٹ کلاس گیارہ سکنڈ کلاس میں اور تین تھرڈ کلاس سے کامیاب ہوئے اوّل نمبر پر محمد اختر حسین اسماعیل شیخ ۷۳ و ۴۲ فی صد نمبر پاکر سرفہرست رہا۔

پٹیل ہائی اسکول ممبرا

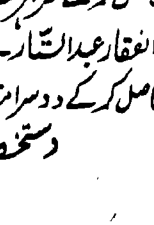
اسکول ہذا کے ۸۳ طالب علم اور طالبات امتحان میں شریک ہوئے جن میں ۵۱ نے حاصل کی۔ اس طرح مجموعی نتیجہ ۶۲ فی صد رہا۔

سٹی زنس ہائی اسکول اوزن

ضلع رائے گڑھ

مارچ ۱۹۹۱ء کا اسکول ہذا کا ایس ایس. سی نتیجہ ۵۰ فیصد رہا۔ امتیازی درجہ میں ایک، درجۂ اول میں تین، درجۂ دوم میں پانچ اور پاس کلاس میں تین اس طرح کل ۱۲ طلبہ اور طالبات نے کامیابی حاصل کی۔ قاضی ممتاز بیگم نظام الدین ۸۵٫۹۷ فی صد نمبر حاصل کرکے سرفہرست رہیں۔ جبکہ سید ذوالفقار عبدالستار نے ۷۰٫۱۴ فیصد نمبر حاصل کرکے دوسرا مقام پایا۔

دستخط



مولانا آزاد ہائی اسکول پانگلولی

مولانا آزاد ہائی اسکول پانگلولی S.S.C کا رزلٹ 5/6 فیصد رہا کل چودہ طلبا نے شرکت کی جن میں سے ۹ نے کامیابی حاصل کی۔ تین طلباء نے امتیازی نمبر حاصل کئے۔ وسیم عبدالغنی جوانے ۸۰ فی صد مارکس حاصل کرکے اسکول میں اول آیا۔ اسی طرح الطاف غلام جوانے ۷۶ فیصد اور رضوان ۔۔ جوانے ۷۵ فیصد مارکس حاصل کرکے دوسری اور تیسری پوزیشن پائی۔

صغیر احمد مالیگانوی

ترقی

جناب عبدالغفار چوڑگھے اور محترمہ نادرہ بہ کار صاحبہ کو بمبئی میونسپل کارپوریشن کے محکمۂ تعلیم نے بالترتیب ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر مقرر کیا ہے۔ اس تقرر پر انہیں ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ادارہ

کریسنٹ انگلش اسکول کا پروگرام

چیتا کیمپ ٹرامبے (بمبئی)

۲۳ جولائی ۱۹۹۱ء کو کریسنٹ انگلش اسکول کے رضاکاروں نے ایک پروگرام منعقد کیا تھا۔ اس پروگرام میں آئیڈیل ہائی اسکول چیتا کیمپ کے پرنسپل جناب امجد علی فاروقی مہاراشٹر پانی سپلائی کے انجینئر جی۔ پی سندرم اور نقش کوکن کے مدیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے شرکت کی۔

مقامی لوگوں کی زبان کو دھیان میں رکھتے ہوئے پروگرام تین زبانوں (اردو، انگلش اور تامل) میں ہوا۔

نامہ نگار

احمد بامنے

شبینہ سلطان مرچکر

اندھیری بمبئی کی شبینہ سلطان مرچکر نے امسال H.S.C (بارہویں) مارچ ۱۹۹۱ء کے امتحان میں مجموعی طور پر ۸۳ فی صد مارکس حاصل کئے۔ اس محنتی اور ذہین طالبہ نے فزکس کیمسٹری اور ریاضی میں ۹۳، ۹۵ فی صد مارکس لئے ہیں۔

شبینہ کا آبائی وطن راجاپور ہے۔ یہ مرحوم جناب عباس عبدالکریم قاضی (ریٹائرڈ سینیئر برانچ منیجر ایل، آئی، سی، ی.ج) کی نواسی ہیں۔ اس ہونہار طالبہ نے الکٹرونک انجینئرنگ میں داخلہ لیا ہے۔



ضمیر محمد فڑنس

بمبئی کے بیگ محمد ہائی اسکول کے ایک ہونہار طالب علم ضمیر محمد فڑنس نے امسال ایس، ایس، سی امتحان (۹۱) میں ۸۹ فی صد مارکس حاصل کر کے نہ صرف اپنے اسکول بلکہ اپنے وطن داعول ضلع رتناگری کا نام روشن کیا ہے۔ اس نے جے ہند کالج بمبئی شعبۂ سائنس میں داخلہ لیا ہے اور میڈیکل لائن اختیار کرنے کا ارادہ ہے۔ خدا اس کے ارادوں میں برکت دے اور کامیاب فرمائے۔

(مراسلہ شعبان بامنے)

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی



ڈاکٹر فریدہ وانگڑے

طبیہ میڈیکل کالج بمبئی کی طالبہ فریدہ عبدالقادر وانگڑے نے امسال B.U.M.S. بی، یو، ایم، ایس (بمبئی یونیورسٹی) کے امتحان میں درجۂ اول میں کامیابی حاصل کی۔ انہیں ۶۸ فی صد نمبر ملے۔ S.S.C. کا امتحان جب آپ نے انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول کرلا بمبئی سے پاس کیا تھا اسی وقت آپ کو ۷۸ فیصد اور بارہویں کے امتحان میں (جو S.I.E.S. کالج سائن سے پاس کیا تھا آپ کو ۷۰ فی صد نمبر ملے تھے۔

ڈاکٹر فریدہ وانگڑے BEST کے ریٹائرڈ ٹریفک آفیسر جناب عبدالقادر شیخ حسن وانگڑے کی دختر ہیں اور موضع بہادر شیخ چپلون کی رہنے والی ہیں۔



ڈاکٹر انصار چوگلے

انصار نذیر احمد چوگلے متوطن جنجرہ مروڈ ضلع رائے گڈھ نے طبیہ کالج بمبئی سے بی، یو، ایم، ایس (B.U.M.S.) کے امتحان میں ۶۴ فی صد نمبر حاصل کر کے درجۂ اول میں کامیابی حاصل کی۔ ڈاکٹر انصار کے ساتھ ان کے والد نذیر احمد جو ایک گرام سیوک اور والدہ منیرہ جو پرائمری ٹیچر ہیں۔ قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اپنے محدود ذرائع آمدنی کے باوجود اپنے تینوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ خدا نوجوان ڈاکٹر انصار کو اپنے پیشہ اور عملی زندگی میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔

ڈاکٹر عبدالشکور مقدم کے دواخانہ کا افتتاح

۲۸ جون ۱۹۹۱ء کو کھڈی کی باڑی بمبئی ۳ میں ڈاکٹر عبدالشکور محمود مقدم کے کلینک کا افتتاح جناب فیاض الدین صدیقی صاحب کے ہاتھوں ہوا۔ جس میں مہمان خصوصی عزت مآب پروفیسر جاوید خان صاحب ڈائریکٹر حکومت مہاراشٹر جناب بشیر پٹیل صاحب، ایم، ایل، اے، ڈاکٹر الطاف پٹیل، ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، ڈاکٹر اے آر انڈرے، ڈاکٹر نذیر چوگلے، ڈاکٹر حسنین پٹیل، حاجی عبدالکریم خان صاحب کیپٹن نعیم محمد مستری اور علاقے کے فعال سوشل ورکر جناب علی صالح شریک تھے۔



ناظمہ علی سنگے

کیپٹن علی کمال سنگے (بانکوٹ) کی دختر ناظمہ علی سنگے نے اس سال مارچ ۱۹۹۱ میں انسٹی ٹیوٹ آف فارمیسی مالیگاؤں سے ڈی فارم D.Pharm کا ڈپلومہ حاصل کیا

اگست ۱۹۹۱ء

نقش نواز

اندرون ہند سالانہ خریداری

کیپٹن اے ایس وائی قاضی (اندھیری)
مسز میمونہ قاضی (بمبئی ۹)
اقبال اے فیتووالا (گرانٹ روڈ)
صغریٰ حمید حجوانے (آرا)

اندرون ہند لائف ممبر

عبدالسلام غلام محمد رکھانگے (داپولی)
احمد گھوگھاری (دھوبی تلاؤ)
سید الطاف امین (کرلا۔ بمبئی)

بیرون ہند سالانہ خریدار

عبدالغنی محمود الڈے (دوحہ قطر)
ڈاکٹر عبدالسلام پٹھان (لندن)
مسٹر سید علی قادری (لندن)
مسٹر ایم اندڑے (لندن)

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

مفتی محمد لیسین کی ناگہانی موت

۱۶؍جولائی سنہ ۱۹۹۱ء کی صبح تلوجہ ضلع رائے گڈھ کا ۲۱؍۲۲ سالہ نوجوان مفتی محمد لیسین نیویل میں ڈاکٹر دشواس کے شفاخانہ میں فائل آپریشن کے بعد جاں بحق ہوگیا۔

مولانا شوکت علی نذیر صاحب خطیب جامع مسجد ممبئی کی ہمشیرہ بستی کا ۲۱؍جولائی ۹۱ء کو انتقال ہوگیا۔

حاجی محمد شریف خابندے مرحوم

کلوا ضلع تھانہ کی معروف شخصیت حاجی محمد شریف خابندے ۲۸؍جولائی ۹۱ء کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ جامع مسجد کلوا کے متولی تھے۔

یوسف خان دلوائی مرحوم

مربولی تعلقہ چپلون کے جناب یوسف خان اسماعیل خان دلوائی مختصر سی علالت کے بعد بعمر ۸۷ سال راہی عدم ہوگئے
(مراسلہ عباسی حسنی کردے ابوظہبی)

غلام احمد کردمے کا انتقال

۲۷؍جون سنہ ۱۹۹۱ء کو شریوردھن ضلع رائے گڈھ میں جناب غلام احمد عبد الصمد کردمے (المعروف نواب صاحب) کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم ایک غریب نواز اور ہمدرد انسان تھے۔
ماہنامہ نقش کوکن ممبئی

۲۷؍جون سنہ ۱۹۹۱ء کو ساکن نیگڑی شریفہ محمود صاحب لوگڈے کا انتقال ہوگیا
(نامہ نگار مولانا لیاقت علی قاسمی)

حاجی محمود میاں مقری کا انتقال

بھیونڈی ضلع تھانہ کی معروف و [illegible] ہستی جناب حاجی محمود میاں امیر صاحب مقری بعمر ۸۰ سال اچانک رحلت فرما گئے بتاریخ ۸؍جولائی سنہ ۱۹۹۱ء آپ کے صاحبزادگان، ڈاکٹر نثار، ڈاکٹر ساجد، محمد شفیع اور انیس وقت آخر ان کے پاس ہی تھے۔

مرحوم مدیر نونان جناب سلمان ماہمی کے خسر تھے۔

خلیل عثمانی صاحب کو صدمہ

جناب خلیل عثمانی معاون ناظم علاقہ کوکن جماعت اسلامی ہند (مہاراشٹر) کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔

کیپٹن شنگرے کا انتقال

ماسٹر مرینر (فارن گوئنگ کپتان) جناب شیخ احمد ابراہیم شنگرے متوطن داگیمر رے تعلقہ چپلون کا بکم اگست ۹۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے ممبئی میں بعمر ۶۶ سال انتقال ہوگیا۔ مرحوم مسلم قبرستان ساتا کروز ممبئی کے ٹرسٹی تھے۔

امیر الدین مٹھاگرے کا انتقال

نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد محمد سعید گنگلے (دہوار) کے ماموں امیر الدین مٹھاگرے متوطن شریوردھن ضلع رائے گڈھ بروز بدھ ۲۴؍جولائی کو قلیل علالت سے ۷۷ سال کی عمر میں اس دار فانی سے چل بسے
(نامہ نگار)
محمد سعید گنگلے دہوار

اسماعیل خان صاحب مرحوم

کونڈھے تعلقہ چپلون کے سماجی کارکن اور اندرا کانگریس کے فعال ورکر جناب اسماعیل حسن خان کا مختصر سی علالت کے بعد ۲۰؍مئی سنہ ۹۱ء کو انتقال ہوگیا
مرحوم کونڈھے گرام پنچایت کے سرپنچ چپلون تعلقہ مسلم سماج کے صدر اور کوکن مرکنٹائل کو آپریٹیو بینک چپلون برانچ کے مشاورتی بورڈ کے رکن تھے

اسماعیل جوے کو صدمہ

جناب اسماعیل جوے اور کیپٹن قمر الدین جوے کی بڑی بہن اور ڈاکٹر نذیر جوے کی پھوپھی محترمہ حبیبہ فقیر محمد جوے کا ۵ جولائی کو ممبئی میں انتقال ہوا۔ تدفین ان کے گاؤں کرمبوئی میں عمل میں آئی

مولانا محمد یوسف کا انتقال

سابق امیر جماعت اسلامی مولانا محمد یوسف کا ۴ جولائی ۱۹۹۱ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ مولانا جماعت اسلامی سے کافی عرصے سے پہلے بطور جنرل سکریٹری اور بعد میں بطور امیر جماعت منسلک تھے۔

DEVALUATION DEMYSTIFIED

Answers to some common queries

What exactly is devaluation ?

Devaluation means making the rupee worth less in terms of foreign currencies like the dollar. Such a step discourages Indians who use foreign exchange because they have to pay more rupees for the same number of dollars. And it encourages those who earn foreign exchange because they will now earn more rupees per dollar.

Will devaluation increase the cost of living ?

It will immediately raise the price of import intensive goods. On the other hand, it is part of a package to cut down deficit financing (government overspending), which will tend to curb inflation. Much will also depend on the monsoon. The long-run aim of the new reforms is to reduce inflation to three to four percent annually, but it remains to be seen whether the reforms are fully implemented.

Will it yield long-term benefits ? If so, after how much time and to whom ?

The long-term aim of the package involving devaluation is to stop the waste, inefficiency and corruption that has been spawned in the name of socialism and replace it with an efficient economy. Efficiency will mean that India can pay its own in the world, and will no longer need hand outs. It will benefit everbody in the long run. In the short run, devaluation will benefit efficient exporters most, and hurt exporters who have been used to large subsidies. It will also hurt industries depending greatly on imports.

Why is the rupee such a weak currency ?

The exchange rate of any currency reflects its purchasing power compared with other currencies. Since inflation is higher in India than the global rate, the rupee value keeps falling countries (that is, they produce better qua[lity] goods at the same price), and this also ma[kes] India uncompetitive and the rupee weak. [To] strengthen the rupee, we must curb infla[tion] and improve our productivity.

S.S.C. RESULTS

---

* Maharashtra Urdu High School, Kadwai, 97%
* Anjuman-i-Islam Girls Bandra. 91%
* Mohammadia High School Bombay-3. 86.36%
* Navjeevan High School, Rajapur. 64%
* Citizen High School, Uran. 50%
* Patel High School, Mumbra. 62%

MARRIAGE

Nayyar Parvez S/o Syed Shahabuddin (M.P.) Soophia D/o Dr. Syed Hussain Ahmed on 2[8] July 1991 in Aligarh.

OBITUARY

Maulana Mohammed Yusuf, the form[er] Ameer-e-Jamat of Jamat-e-islami, passed aw[ay] on 4th July 1991 in Delhi. Maulana Mohamm[ed] Yusuf was a great servant and distinguish[ed] leader of Islam, and a well-known personal[ity] in the Islamic world. He held the office [of] General Secretary of the Jamat for a long peri[od] and that of Ameer-e-Jamat for 10 years w[ith] care and devotion. His services to All In[dia] Muslim Majlis-e-Mushawarat, All India musl[im] Personal Law Board and other local Islam[ic] institutions shall always be appreciativ[ely] remembered.

twelve months, it is impossible for India to become part of the world economy unless it scraps its case-by-case clearances. By emphasising automaticity, the government has at last made it possible for India to take the first step towards becoming world class.

The new policy mix is emphatically not laissez faire. The government continues to strive for social ends, but in ways that do not damage the dynamism of the economy or encourage manipulation and corruption. Explicit controls remain on foreign exchange, technology, and a longish list of selected industries. Social aims will also be met through fiscal, monetary and institutional mechanisms (like the public financial institutions and banks). Regulations relating to the environment, health hazards and location will continue. And the government will play a leading role in developing human capital and infrastructure. The big difference is that it is now going to be a facilitator of industrial development, not a controller. It has taken the first step in making the government and business partners, not adversaries, in a great national enterprise.

BUDGET 1991-92
BUDGET AT A GLANCE
(In crores of rupees)

	1990-91 Budget estimates	1990-91 Budget estimates	1991-92 Budget estimates
Revenue receipts	57,938	57,381	67,529
Tax revenue (net to centre)	45,294	44,318	52,500
Non-tax revenue	12,644	13,063	15,029
Capital receipts	34,165	38,564	38,174
Recoveries of loans	4,576	6,005	5,666
Other receipts	....	....	2,500
Borrowings and other liabilities	29,589	32,559	30,008
Total receipt (1+4)	92,103	95,945	1,05,703
Non-plan expenditure	68,843	76,761	79,697
On revenue account	56,671	60,946	64,315
On capital account	12,172	15,815	15,382
Plan expenditure	30,466	29,956	33,725
On revenue account	14,299	14,020	17,068
On capital account	16,167	15,936	16,657
Total expenditure (9+12)	99,309	1,06,717	1,13,422
Revenue expenditure (10+13)	70,970	74,966	81,383
Capital expenditure (11+14)	28,339	31,751	32,039
Revenue Deficit (1-16)	13,032	17,585	13,854
Budgetary increase in net RBI credit to Central government	7,206	13,000	7,719

INDUSTRIAL POLICY HIGHLIGHTS

Monopolies and Restrictive Trade Practices (MRTP) Act ammended to remove threshold limits of assets of MRTP companies and dominant undertakings. Emphasis will be placed on controlling and regulating monopolistic, restrictive and unfair trade practices. Newly empowered MRTP commission authorised to initiate investigations suo moto or on complaints received from individual consumers or classes.

Licensing dispensed with for all industries except 18, including coal, petroleum, sugar, motor cars, cigarettes, hazardous chemicals, drugs and pharmaceuticals and some luxury items.

Direct foreign investment up to 51 percent equity in high priority industries, departing from 40 percent equity limit enshrined in FERA.

(a) Automatic clearance for import of capital goods, provided foreign exchange requirements for such imports ensured through foreign equity.

(b) Automatic permission for foreign technology agreements in high priority industries upto a lump sum payment of Rs 1 crore.

(c) Foreign equity proposals need not be accompanied by foriegn tecnology agreements.

Existing and new industrial units provided broad-banding facility to produce any article so long as no additional investment in plant and machinery involved. Exemption from licensing apply to all substantial expansions of exiting units.

Pre-eminent role of public sector in eight core areas-including arms and ammunition, atomic energy, mineral oils, rail transport and mining of coal and minerals- to continue.

Part of government's shareholding in public sector to be offered to mutual funds, financial institutions, general public and workers.

Chornic public sector units to be referred to board for industrial and financial reconstruction (BIFR) for formulation of revival schemes.

involve that nation. Whatever is the outcome of such contacts.... the security arrangement of the Gulf has got to be given top priority," the newspaper said. "The Iraqi invasion of Kuwait has emph ed the necessity for the Gulf states to have a r..ore cohesive and unified political, economic and military policy."

SAUDI ARABIA PROVIDES AID TO IRAQI REFUGEES AND DISASTER VICTIMS IN BANGLADESH

Saudi Arabia set up a camp at Rafha, near its border with Iraq, which is a home to more than 21,000 Iraqi refugees by the beginning of May, and that number was expected to grow steadily. The kingdom provides food, medical care and shelter to the refugees at the camp. Also, saudi Arabia has provided reli supplies to Iraqi refugees elsewhere.

Meanwhile, ...ng Fahd said Sau...i Arab ... provide 106 million U.S. doll... in ... aid to Bangladesh and u... ... donate to relief funds for B...gl... sh.

Translator of 'Satanic Verses' KILLED

The Japanese translator of the controversial novel, the 'Satanic Verses' by British author Salam Rushdie was found stabbed to death near Tokyo on July 12.

Reports said the body of Mr. Hitoshi Igarashi, 44, Assistant Professor of Comparative Culture, was discovered on the ramparts of a university.

Muhammad Ali's Appeal to Zayed

Muhammad Ali, the former heavy weigh... boxing champion, called on Sheikh Zaye... bin Sultan-... the ruler of Abu Dha..., a... appeal... to him for help and cooperati... building his I...amic Centre in Ch...go. S... Zaid assured him of his generous cooperation in the spread and propagation of ....

BUDGET-Truly Historic

India is going to join the global economy but as its own pace and on its own terms. That is the principal message of the budget and new industrial policy. Together, they represent a historic change, an attempt to attain the old Nehruvian goals of growth and social justice but by using very different means which have proved their superiority the world over in the last few decades. Instead of command socialism, India has opted for a market-friendly, outward looking approach.

It may seem to many that the new industrial policy and budget are at cross-purposes. The industrial policy dismantles much of the licence-permit raj, welcomes foreign investment, and is global in its vision. The budget on the other hand bears some resemblance to garibi hatao exercises of the past. It soaks the rich through severe imposts on corporate income, interest payments and luxury goods. It raises the food subsidy and prunes the fertiliser subsidy by only Rs 400 crores. It raises plan spending by roughly one tenth. It trims import duties in excess of 150 per cent, but that still remains a stratospheric rate completely out of line with the global economy.

The contradiction between the two documents gets resolved if we look at the timing of reforms. There is an urgent need to attract more investment and tecnology, and free the energies of entrepreneurs. But it is also essential to squeeze excess demand out of the economy, and stop the overspending that has sucked in excessive imports. This means keeping taxes far higher than global norms till such time as the economy stabilises. Till then, the finance minister is right in keeping tight control over money and imports.

The industrial policy opens a new chapter in India's economic history. Earlier reforms tinkered with the licence permit raj but left it intact in all essentials. The new policy finally admits explicitly that the licence permit raj has hampered instead of helping our development, and needs to be scrapped. It recognises that the country has a treasure house in the shape of its entrepreneurial talent, and that the national interest is best served when entrepreneurs are freed to decide what to invest, where and how much. In a fast changing world, where entire technologies can get obsolete and market conditions may change dramatically within

weakening it, sown seeds of discord and dismantled its solidarity.

"The enemies of Islam know too well that out unity is a strength that generates fear in them. Moreover, they believe that the Mualims solidarity would foil and undermine their conspiracies and defeat them so they usually attempt to trigger seditions, revive old spites and intrigues until they could pave secure path for execution of their painful strikes and spread killings, plunder and corruption on earth", King Fahd said.

Referring to the maliacious and spiteful campaigns of the enemies of the Ummah. King Fahd said they have restored to another method of wars to destroy the new generation through export of poisions-smuggling of drugs into the Islamic and Arab states as an effective means to destroy and weaken human and ideological capabilities of the Muslim Youth, the most precious wealth of the Islamic nation. King Fahd expressed regret and pain over unawarness of some Muslims of the hostile plots that are being designed by the enemies to destroy the Islamic nation and said the recent crisis of the Arab Gulf stands as the best example of such a regrettable behaviour.

"The tragedy had reached a peak when we saw a brother stabbing a brother, legitimizing his blood, money and honour, yet we saw ulema, who are supposed to belong to the Islamic faith, turning a deaf ear to this and trying to find weak justifications for the invasion of Kuwait" the King said.

"If all Muslims come together and depend on the Almighty Allah, such a crisis and split could have never taken place, but the Almighty God allows occurence of such divisions to test the faith of the Muslims" the Saudi Monarch added.

He called on the Muslims to fight those who are disgusing as Ulema, but in fact, are serving the interest of the enemies of Islam. King Fahd expressed pride that the Kingdom of Saudi Arabia is looking after the affairs of Islams'sacred places and thanked the Almighty God for the great honour bestowed on it.

He emphasised that the Kingdom will remain committed to the Islamic teachings- the basis of its foundation and guiding principles will remain unchanged. "The Kingdom will go ahead with its moderate policies, which are aimed at reconciling muslim states and unifying their ranks in line with the Qur'anic teaching" King Fahd said.

"The Kingdom of Saudi Arabia will continue its untiring efforts to unify the anks of the Ummah and will use any available means to realise the goal of Islamic Solidarity, so that the Ummah could revive its glorious past and play its leading role in recovering its usurped rights and territories, including Al-Quds, Baital Muqaddas, Plastine, Golan and other occupied lands", King Fahd said.

PILGRIMS GATHER IN SAUDI ARABIA FOR THE HAJJ

Close to two million pilgrims from around the world had gathered in saudi Arabia to perform the Hajj in June 1991. The annual pilgrimage to Makkah is the spiritual highlight of a Muslim's life. To make the pilgrimage as comfortable and spiritually fulfilling as possible, Saudi Arabia has made great efforts to expand and improve facilities for the pilgrims.

G.C.C. MEETING SEEN AS CRUCIAL

Saudi Arabian newspapers expressed the belief that the discussions underway by Gulf Cooperation Council (GCC) states to set up a regional peace force with the participation of Egypt, Syria and possibly Iran are a major step in ensuring security and stability in the Arabian Gulf region. Jeddah-based Okaz said the events in the Gulf region since August 2, 1990, "uncovered the shortcomings of the regional security system, not only in the Arab Gulf region, but in the entire Middle East." The English-language Saudi Gazette said the move "augurs well for the area..... the very fact that all the member states have understood the importance of such an arrangement itself is significant." The newspaper noted that Egypt and Syria are to join the six member countries of the GCC, and quoted GCC Secretary-General Abdullah Bishara as saying "intensive contacts" were underway with Iran to

SOCIETY, RATNAGIRI (BOMBAY SUB-COMMITTEE) SCHOLARSHIPS (For students from Sindhudurg and Ratnagiri Districts):-

The Managing Committee of the above society has decided to distribute scholarships to the needy students for the year 1991-92 studying in the following classes. Those who desires to take advantage of this scholarship are requested to collect the application form personally or send an application along with a selfaddressed envelope alongwith Re.1/- stamps on or before 30.9.1991.

Category of the students :

(1) Students who are studying from VIII Std. to X Std. in Greater Bombay

(2) Students studying in technical or vocational classes.

(3) Students studying in any engineering or medical colleges in Maharashtra State.

(4) Students studying in Degree College and Junior Colleges in the Ratnagiri and Sindhudurg Districts.

Note

(1) Applications received after 30.9.1991 will not be considered.

(2) Applications of High Schools will be considered who have obtained marks 50% or more.

M.D. Mistry, Secretary

Scholarship Committee
76, Girgaum Road,
Opera House, Bombay 400 004

KOKAN MUSLIM LITERARY PERSONALITIES

are kindly requested to get in touch or correspond with Dr. Muhammad Dalvi, Gulistan, 2 Shankershet Road, Pune-411042 at areas of common literary endeavours.

SABOO SIDDIK'S ANNUAL MAGAZINE INFORMATIVE

"THE SUMMIT", the Annual Magazine of the M.H. Saboo Siddik Institution of Engineering and Technology, Bombay, was recently released in Bombay. It covers a comprehensive cross section of articles on technical subjects and social fields, guidelines to students, and a motley collection of cartoons, quizzes, jokes, etc., elucidatingly presented by the professors, student and renowned writers.

Dr. K. Hussain, Director of the institution, and editor of the magazine alongwith his editorial team, deserve credit for their enterprising efforts in presenting such a well-produced informative college magazine.

KING FAHD CALLS FOR GREATER COOPERATION AMONG ISLAMIC STATES

The Custodian of the Two Holy Mosques King Fahd bin Abdul Aziz has urged Muslims world wide to unify their ranks and forge closer co-opertion and co-ordination in the light of the recent crisis of the Arab Gulf region and its grave consequences. King Fahd's remarks came in a message read on his behalf by Abdul Wahab Abdul Wasea, the visiting Saudi Pilgrimage and Endowments Minister, recently before the opening session of an international symposiulm on Haji and its rules organised by the Daral-Uloom Islamic University in Hyderabad, India.

King Fahd conveyed best compliments and wishes to the participants of the important Islamic gathering, who would study matter pertaining to Hajj-just a few days before pilgrims from various parts of the world travel to the holy sites in the Kingdom to perform Hajj rituals.

The Saudi Monarch told the gathering that enemies of the Islamic Ummah have exploited the recent crisis and divisions to multiply its

Gandhi at Delhi. He has the position of a Cabinet Minister in the new Ministry.(Parliamentary)

2. Mr. C.K. JAFFER SHARIEF

Mr. Jaffer Sharief is a forceful leader at Chitradurga from Karnataka State and has held various positions in the Union Ministry in the past such as Irrigation and Power, Railways, etc. Born in 1933, from the early stage onwards, he has been an active political worker and forceful leader of muslims from the state of Karnataka. He holds the cabinet rank in the new Ministry, (Railways).

3. Mr. M.O.H. FAROOQ

He is popularly Known as Farooq Marickar.This senior Congress leader hailing from Pondichery is actively connected with number of muslim social welfare organisations. He has been the Chief Minister of Pondicherry for number of occasions. He is the Minister of State in the New Cabinet, (Civil Aviation & Tourism)

4. Mr. KAMALUDDIN AHMED

He is a leading Congressman and connected with many Educational and social welfare associations. He is a new member to the Union Cabinet and at present is the State Minister,(Civil Supplies).

5. Mr. SALMAN KURSHEED

Young and energetic Mr. Salman Kursheed belongs to U.P, has been the leading figure in the muslim social circle in Delhi. He is the grandson of our Former President Dr. Zakir Hussain and son of Mr. Kursheed Alam Khan, Governor of Karnataka. He is a Senior Advocate practising in Supreme Court and taken up various muslim cases. He is actively connected with various muslim social welfare institutions. He has the rank of Dy. Minister in the new cabinet. (Commerce)

Naqshe Konkan wish the muslim leaders in the New Cabinet will serve the nation with great distinction and also look after the muslim minorities interests also. We wish them all success.

We hope the status of the muslim educational institutions and other social welfare bodies will get the attention it deserves. We also hope the minority commission will have the statutory powers to defend the injustice

We also hope the new Government will implement all the promises they have made to Minorities in general and muslims in particular, in their manifesto. Being a secular party we are sure, it will be the utmost concern of the Government to provide safety and security and fundamental rights to the citizens, especially minority community like muslims.

COMMENDABLE B. Ed. EXAM. 1990-91 RESULT OF KHILAFAT COLLEGE OF EDUCATION, BOMBAY.

College Result :99%

Miss Fauzia Mohd. Zakaria stood First in the whole University.

5 students amongst the Ist 10 successful students.

20 students secured Ist class while 56 got 2nd class.

ADV. MULLA PRESIDENTOF NEW BOMBAY, HILLSIDE, ROTARY CLUB

Advocate A.I.Mulla, has been installed as the President of Rotary Club of New Bombay, Hillside, at a function here on July 6, 1991. Mr. Mulla and his team were installed by the past District Governor, Rtn. Jagdish Khanna.

Rtn. A.I. Mulla, was very active during the course of his studies and is very active during these years in the field of social service.

DR. RESHAMWALA STARTS CONSULTING PRACTICE

Surgeon Dr. M.A. Reshamwala, M.S. (Bom.) had an opening ceremony of his Consulting at Diamond Polyclinic, Nagpada Junction, Bombay on 7th July, 1991.

BOMBAY-RATNAGIRI-PANAJI-SPEEDY MANGALORE / SEA SERVICE BY NOV. 1991

At long last, plans for starting a Bombay-Ratnagiri-Panaji-Mangalore sea service are taking shape and will in all likelihood be launched in the first week of November.

Two 450-seater catamar..s are proposed to be purchased from Au.tra'' t $ 3.2 m apiece (Rs 5.12 crores) in the first phase of a sea services project floated by Mr. N... Joshi, chairman of Satyagiri Shipping.

He has obtained permission from the Reserve Bank of India and has remitted the required foreign exchange for the first catamaran and will shortly be sending the second remittance for the other.

KOKAN RAIL PROJECT ON SCHEDULE, GETS RS.51 CRORE

Construction of the Konkan Railway project was progressing as scheduled, Railway Minister C.K. Jaffer Sharief told the Lok Sabha July 1991.

The Konkan Railway Corporation Ltd. has approached the Controller of Capital Issues for clearing issue of bonds worth Rs.250 crore for raising funds for the project, Mr. Sharief told Mr. K.P. Unnikrishnan in a written answer.

Mr. Jaffer Sharief, has set at rest the uncertainty over the progress of the prestigious Konkan railway project on the west coast bv providing the railway ministry's full equity contribution of Rs. 51 crore for the year 1991-92.

Mr. Sharief, who has not proposed any new line or gauge conversion project in the railway budget for 1991-92 presented to Parliament on 16 th July 1991, said he wanted to speed up the flow of benefits from the on-going projects, rather than taking up new projects and distributing the available resources on all of them.

The Konkan Railway Corporation, which was the brainchild of the Railway Minister in the National Front Government, Mr. George Fernandes, has 49 per cent equity participation from the four beneficiary states of Maharashtra, Karnataka, Kerala and Goa and the remaining being contributed by the railways. The Rs.1,043 crore project, which will substantially reduce the distances and travelling time in the west coast and with the rest of the country, is scheduled for completion in 1995.

Mr. Sharief said the Konkan Railway Corporation, set up in July 1990 had commenced work on the 837 km long railway line between mangalore and Roha in Maharashtra and the railways had met its full commitment of Rs. 70 crore to equity in 1990-91. The Konkan Railway Corporation has been allowed to raise Rs. 150 crores through tax-free bonds carrying 9% interest.

Mr.P.V. NARASIMHA RAO & HIS CABINET ASSUME OFFICE

Mr.P.V. Narasimha Rao, the veteran Congress Leader has become the 9th Prime Minister of India. He is a known scholar, linguist and sober politician endowed with a high sense of humour. He is the first Prime Minister from Southern Part of India and has very distinguished career in politics and Government. He had been the Chief Minister of Andhra Pradesh as early as in 1973 and later occupied very high positions in the Union Cabinet such as Defence, Foreign Affairs, Finance,Human Resources and many other important portfolios.

Mr. Rao's 54 member Cabinet included five eminent muslim leaders and their short Bio-data are as under:

1. Mr. GULAM NABI AZAD
The General Secretary of AICC(I) and Former President of the Youth Congress. He has served in various capacities in the Rajiv Gandhi's Cabinet. He was closely associated with Sanjay Gandhi when he was the President of the J & K Pradesh Youth Congress Committee. He also participated in our 7th National Youth

Naqshe Kokan

English Supplement

44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	Dr. Abdul-Karim Naik
Associate Editor	Capt. F. M. Mistry
Consultant Editor	A. Kaye

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	! BAGDADI • U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	I WANGDE • A.W PARKER
BAHRAIN	A. R SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI
PAKISTAN	H.Y BOMBAYWALA • QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED • A. R. OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE • ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR. FAIZ AHMED BARDAY

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	-
Other countries	Rs. 200/-	-

GUEST EDITORIAL

'Many a small band has. by God's grace, prevailed over a large one. God is with the steadfast'. (2:249).

This verse of the Qur'an shows that if a minority group is suffering at the hands of a powerful majority, there is nothing in this for them to feel depressed or frustrated about. This should be looked upon as one of the God-given opportunities for the weaker group ultimately to dominated the more powerful group.

How can such a reversal of the present order take place? The secret, according to this verse, lies in patience. Those who are faced with challenges require more alerteness and need to make more efforts just to survive; the patience and endurance which they learn in the process are what enable such a group to dominate and conquer the more powerful group.

Patience for a human being or a human group is just like the heat applied to water. When water is heated up to a hundred degrees centigrade, it starts boiiing. The molecules are broken, and they scatter outward in the form of vapour. In this way heat converts water into gas. Water taking the form of gas becomes so powerful that it can move mighty machines.

In a similar way, when a group is continually faced with adverse circumstances, when its very identity is challenged, it reaches the point of explosion. Its latent capabilities are so aroused that it rises from the state of "water" and turns into "vapour"

History shows that whenever a group has faced persecution, its potential has been awakened. It has emerged in the form of an unconguereable force. It has patience that converted this ordinary group into an extraordinary group. Patience enabled it to dominate a group far greater in numbers and in power.

—*Maulana Wahid uddin Khan.*

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ

نقش کوکن بمبئی

اردو / انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوزپیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹ | شمارہ ۹ | ستمبر ۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائک

معاون مدیر :- فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

مشیر :- ابراہیم خان طالب

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی	(انگلینڈ)	شیخ اسماعیل	(ایسٹ افریقہ)
سید حسن	(ساؤتھ افریقہ)	ابراہیم دانگڑے	(سعودی عرب)
اقبال کاپڑی	(دوبئی)	حسن عبدالکریم چوگلے	(دوحہ قطر)
قمرالدین قاضی	(پاکستان)	فرمان علی پانکر	(ابوظہبی)
عبدالرزاق سردار	(بحرین)		

بمبئی. ابراہیم چوگلے. (اندھیری) علی ماکے (ڈونگری)

کھیڈ ضلع (رتناگری) ڈاکٹر فیض احمد بلوے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ نمبر (E 3556)

زرسالانہ: پچاس روپے | تاحیات: پانچ سو روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ۵۶ ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری ـ بمبئی ۴۰۰۰۰۹ ـ فون:- ۸۶۴۹۰۰۸

مقام طباعت :- برہانی پرنٹرس، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹر پبلیشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

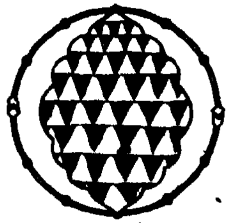
تمام متنازعہ امور میں حق سماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

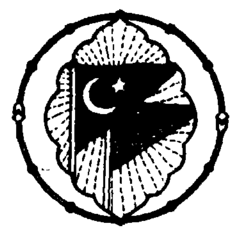
تاریخ اشاعت :- یکم ستمبر ۱۹۹۱ء

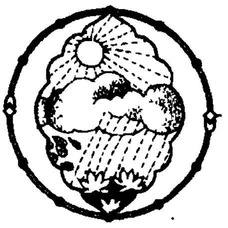
کتابت :- اشرف علی خان، حافظ زبیر احمد خان

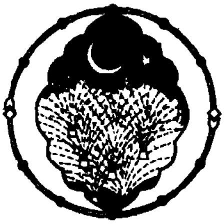
اس ماہ کے

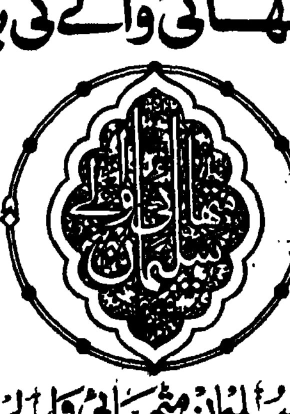
نقوش











انسان کی زندگی میں ہر طرح کے دور آتے ہیں۔ خوشی کے بھی، رنج کے بھی۔ خوشی کے موقع پر تقریبات ہوتی ہیں۔ شادی بیاہ، عقیقہ، ختنہ، بسم اللہ، ختم قرآن، امتحان میں کامیابی، بیرون ملک روانگی، وطن میں آمد، حج و زیارت ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں۔ اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔ رنج کے موقع پر سوگ ہوتا ہے، وفات، چہلم، فاتحہ، قرآن خوانی ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

ایک موسم آتا ہے، دوسرا جاتا ہے: باراں، گرما، خزاں، سرما، بہار۔ ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔ تہواروں کا دور مدام چلتا ہے: عید، بقرعید، محرم، شب برات، میلاد النبی، ماہِ رمضان ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

بھائی کی شادی میں تو تمام طرح کی مٹھائیاں تھیں۔ دوست کے ہنی مون پر افلاطون۔ قرآن خوانی میں نان خطائی۔ باراں میں برفی۔ سرما میں گاجر کا حلوہ۔ رمضان میں مالپوہ۔ عید میں شیر خرما۔

اور ہر مٹھائی سے لُطف اندوز ہونے کے بعد سوال پوچھا جاتا ہے کہ "بھئی مٹھائی کہاں سے خریدی؟" تو سلیمان مٹھائی والے کا نام بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے۔ یعنی ہر مٹھائی کے ساتھ سلیمان مٹھائی والے کی یاد جُڑی ہوتی ہے اسی لئے جب کبھی مٹھائی کا ذکر چھڑتا ہے، سلیمان مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے۔ سلیمان مٹھائی والے ہمہ اقسام، ہمہ اصناف، ہمہ رنگ، ہمہ اشکال، ہمہ اجناس اور ہمہ مواقع مٹھائیاں بناتے ہیں۔

آیئے، اپنی یادوں کی یاد میں کوئی مٹھائی نوشِ جان فرمایئے۔

جب کبھی مٹھائی کا ذکر چھڑتا ہے سلیمان مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے

سُلیمان مِٹھائی والے

شاہوں کے شایانِ شان مٹھائیاں بنانے والے

مینارہ مسجد

۳۱ ایف/جی محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

فون: ۸۵۵۵۸۵۸/۸۵۵۳۲۳۲

ذکر و فکر

مولانا وحید الدین خان

مشرک کا حکم

قرآن میں ہے کہ خنزیر کا گوشت ناپاک ہے (او لحم خنزیر فانه رجس) اسی طرح قرآن میں ہے کہ مشرک ناپاک ہیں (انما المشرکون نجس) اس لفظی اشتراک کی بنا پر کچھ لوگوں نے سمجھ لیا کہ جس طرح خنزیر باعتبار جسم ناپاک ہے، اسی طرح مشرک بھی باعتبار جسم ناپاک ہے۔ چنانچہ مشرک کا برتن، کھانا، کپڑا اور اس کی تمام چھوئی ہوئی چیزوں کو ناپاک سمجھ لیا گیا حتی کہ کہا گیا کوئی مسلمان اگر مشرک سے مصافحہ کرے تو اس کے بعد وہ اپنے ہاتھ کو دھوئے اور وضو کرکے اپنے کو پاک کرے قال اشعث عن الحسن من صافحهم فليتوضأ، تفسیر ابن کثیر، الجزء الثانی، صفحہ ۳۴۶)

یہ صحیح نہیں۔ اگرچہ مذکورہ دونوں آیتوں میں بظاہر یکساں لفظ ہے، مگر دونوں کا مطلب یکساں نہیں، خنزیر رجس ہے، کا مطلب یہ ہے کہ خنزیر کا جسم نجس ہے۔ اس کے برعکس مشرک نجس ہے، کا مطلب یہ ہے کہ مشرک کا عقیدہ نجس ہے جہاں تک مشرک کے بدن کی نجاست کا تعلق ہے، جمہور کی رائے یہ ہے کہ مشرک کا بدن اور اس کا وجود نجس نہیں اسی بنا پر اہل کتاب کے کھانے کو جائز ٹھہرایا گیا ہے (واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب، تفسیر ابن کثیر، الجزء الثانی، صفحہ ۳۴۶)، عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں۔

اللہ تعالی کا قول کہ مشرکین نجس ہیں اس سے مراد معنوی نجاست ہے جس کا حکم شارع نے بیان کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مشرک کا وجود ناپاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام مسائل مسلمانوں میں دعوتی ذہن ختم ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں دوسری قوموں کو مدعو سمجھنا انھیں قابل التفات بناتا ہے مگر جب دوسری قومیں مدعو نہ سمجھی جائیں تو وہ قابل اجتناب بن کر رہ جائیں گی

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سامان۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوۃ لے کر آئے۔ اسی کے ساتھ وہ اس حال میں آئے کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی کو الزام لگایا ہو کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون بہایا ہو۔ کسی کو مارا ہو، پس اس کی نیکیاں اس کو اور اس کو دے دی جائیں۔ پھر اگر حساب برابر ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو لوگوں کے گناہوں کو لے کر اس کے اوپر ڈال دیا جائے اور پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے۔

یہ حدیث پڑھ کر ان لوگوں کے اوپر کپکپی طاری ہونی چاہئے جو دوسروں کا حق مارتے ہیں کیوں کہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ دوسروں کے مال پر مالدار بننے والے قیامت میں بالکل مفلس ہو جائیں گے جو لوگ دوسروں کے گھر پر قبضہ کرکے گھر والے بنے ہوئے ہوں وہ آخرت میں اس طرح بے گھر ہو جائیں گے کہ درخت کے پتوں کا سایہ بھی نہ ہوگا جس کے نیچے وہ پناہ لے سکیں۔

دوسری طرح اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے خوش خبری ہے جن کا حق مارا گیا ہے۔ اس دنیا میں جو چیز انھیں گالی، الزام تراشی، غصب، تشدد اور جارحیت کے روپ میں مل رہی ہے۔ قیامت کے دن اسکی ادائیگی ایسے قیمتی سکوں کی صورت میں ہوگی جس سے آخرت کی دنیا کی ہر چیز حاصل کی جا سکتی ہے۔ دنیا کے مفلس، اس دن آخرت کے دولت مند کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

نقش کوکن کی ڈائری ـــــ تخلیق و تحقیق :- مبارک کاپڑی

نثر شاعری ادب

"دیکھ ناداں! بے بس بچہ گہوارہ میں سوتا ہے اس کی مصیبت زدہ ماں اپنے دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اسکے گہوارہ کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ ہات کام میں اور دل بچہ میں ہے اور زبان سے اسکو یوں لوری دیتی ہے!

سورہ میرے بچے سورہ! اے اپنے باپ کی مورت اور میرے دل کی ٹھنڈک سورہ! اے میرے دل کی کونپل سورہ! تجھ پر کبھی خزاں نہ آئے، تیری ٹہنی میں کبھی خار نہ پھوٹے کوئی کٹھن گھڑی تجھ کو نہ آئے سورہ میرے بچے سورہ! میری آنکھوں کے نور اور میرے دل کے سرور سورہ!

تیرا مکھڑا چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔ تیری خصلت تیرے باپ سے بھی اچھی ہوگی۔ تیری شہرت تیری لیاقت تیری محبت جو تو ہم سے کرے گا ہمارے دل کو تسلی دے گی۔ سورہ میرے بچے سورہ! سورہ میرے بالے سورہ!"

..... سر سید احمد خاں

غزل

سودا

چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا
پردے میں تھا آفتاب دیکھا

کچھ میں ہی نہیں ہوں ایک عالم
اس کے لئے یاں خراب دیکھا

بے جرم و گناہ قتلِ عاشق
مذہب میں ترے ثواب دیکھا

جس چشم نے مجھ طرف نظر کی
اس چشم کو میں پر آب دیکھا

دل تو نے عبث لکھا تھا نامہ
جو اس نے دیا جواب دیکھا؟

بھولا ہے وہ دل سے لطف اسکے
سودا نے جب حساب دیکھا۔

"تنقید تحقیق سے قدر و قیمت میں زیادہ ہے دیکھنے میں تحقیق کی راہ بظاہر دشوار ہے اس میں ایسی مشکلیں سامنے آتی ہیں جو ہمت شکن ہوتی ہیں لیکن یہ مشکلیں محنت، صبر دماغ سوزی، صرفہ وقت، عدم عجلت سے آسان ہوسکتی ہیں اور ہوجاتی ہیں کم لوگ اس قسم کی محنت کی طاقت رکھتے ہیں اور اس راہ کو دشوار گذار سمجھ کر اس سے منہ موڑ لیتے ہیں، دوسری جانب تنقید کو رائے دہی سمجھا جاتا ہے جو ہر غیر ذمہ دار شخص آسانی سے کرسکتا ہے اسی لئے لوگ اس طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ اگر تنقید کے صحیح مفہوم سے واقفیت ہوتی تو کم لوگ اس طرف توجہ کرتے۔ تیز ادراک، زندہ احساس، عمیق دماغ، وسعت نظر جو دنیائے ادب، دنیائے علوم و فنون پر محیط ہو، مذاق، صحیح، ان سب اوصاف کی تنقید میں ضرورت ہے، تنقید کی عدم موجودگی میں تحقیق غیر مفید ہوتی ہے اور تنقید بعض اوقات تحقیق کی کمی کی وجہ سے لغزش کر جاتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ تحقیق تنقید کی محدود و مخصوص صورت ہے۔ اگر اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے تو تحقیق مفید ہوسکتی ہے۔"

کلیم الدین احمد

جدید شاعری | طنز و مزاح | انتخاب

غزل

عزیز قیسی

دعا کیا چیز ہے باب اثر کیا
قفس میں رہ کے ذکر بال و پر کیا

یہ رزم خیر کا ہے بزم شر کیا
سمجھتے یہ ازل کے بے خبر کیا

حق و باطل فسانہ ہی فسانہ
یہاں نامعتبر کیا معتبر کیا

وہی ویرانیاں دل کا مقدر
کسی کی انجمن کیا اپنا گھر کیا

نہ جانے کب سے ہے سورج گہن میں
سحر کیا، شام کیا اور دوپہر کیا

تمہاری جیب خالی ہے تو قیسی
ادب کیا، شعر کیا، فن کیا، ہنر کیا

مزاح جب تک محفل کا دل خوش کرنے کے لئے (نہ کسی کا دل دکھانے کے لئے) کیا جائے ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا یا ایک سہانی خوشبو کی لپیٹ ہے جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ ہو جاتے ہیں ایسا مزاح فلاسفر و حکماء بلکہ اولیاء و انبیاء نے کیا بھی ہے۔ اس سے مرے ہوئے دل زندہ ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے تمام پژمردہ کرنے والے غم غلط ہو جاتے ہیں اس سے جودت اور ذہین کو تیزی ہوتی ہے اور مزاح کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب اور مقبول ہوتا ہے۔

برخلاف اس کے ت) حد سے بڑھنے لگتا ہے تو دم بدم ہولناک ہوتا جاتا ہے اور آخر کو اس سے بجائے محبت کے دشمنی اور بجائے خوشی کے غم ہوتا ہے۔

الطاف حسین حالی

" کتنے ہی ارباب علم و فضل ہیں جن کا جوہر علمی آج صرف اس لئے رائیگاں جا رہا ہے کہ ان کو امن کی کی ایک رات اور دل جمعی کی ایک صبح بھی نصیب نہیں۔ کتنے ہی ارباب قلم ہیں جو بہتر سے بہتر علمی خدمات انجام دے سکتے ہیں لیکن ان کی تمام قابلیت کچھ نہیں کر سکتی کیوں کہ اتنی استطاعت بھی رکھتے کہ ضرورت کی چند کتابیں خرید سکیں۔ کتنے ہی صاحبان استعداد و فکر ہیں جن کے لئے اعلی مشغلہ علم و فن کا تھا۔ لیکن ان کا سارا وقت اس میں خرچ ہوتا ہے کہ

چہ خورد بامداد فرزندم

لوگ اس پر ماتم کرتے ہیں کہ جانے والے چلے گئے۔ مگر کسی کی آنکھ نہیں روتی کہ جو باقی ہیں ان کی خبر لیں۔

" مولانا ابوالکلام آزاد "

شخصیت اس ماہ کی — اس ماہ کیلئے ایک خیال — کھلاڑی اس ماہ کا

مدر ٹریسا

امن، محبت، پیار اور آشتی کا پیغام دینے والی مدر ٹریسا کا جنم ۲۷ اگست ۱۹۱۰ء کو یوگوسلاویہ میں ہوا تھا۔

اپنی عمر کے ۱۹ ویں سال میں وہ یوگوسلاویہ کے ایک عیسائی مشن کے ساتھ بھارت آئیں اور یہیں بس گئیں اور تب سے بلاتفریق مذہب و قوم، رنگ و نسل وہ انسانیت کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔

بھارت میں اگرچہ وہ عیسائی مذہب کی تبلیغ کی غرض سے آئی تھیں مگر انہوں نے بھارت میں معذوروں، جذامیوں، کوڑھیوں اور اپاہجوں کی جانوروں سے بدتر زندگی دیکھی، سماج کا ان کے تئیں نفرت اور حقارت بھرا رویہ دیکھا تو وہ پھر بھارت چھوڑ کر واپس نہیں گئیں اور دکھیوں کے دکھ بانٹ کر اپنی زندگی گذار رہی ہیں۔

حکومت ہند نے ان کی سماجی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۶۲ء میں پدم شری اور ۱۹۸۰ء میں بھارت رتن کا اعزاز دیا ۱۹۷۹ء میں انہیں نوبل انعام دے کر انسانیت کی خاطر ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ البتہ مدر ٹریسا نے ان سارے اعزازات اور انعامات سے پرے صرف انسانیت کی خدمت کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے۔

جو کام آپ آج پورا نہیں کر سکے اُسے آپ کل پورا کریں گے؟ تعجب ہے!

مارٹینا نوراٹلوا

ٹینس کی دنیا کا مقبول ترین نام ہے مارٹینا نوراٹلوا۔ جس کا جنم ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو چیکوسلواکیا کی راجدھانی پراگ میں ہوا تھا۔ بچپن ہی سے انہیں ٹینس کا دیوانگی کی حد تک شوق رہا ہے۔ ان کا خواب اس وقت شرمندۂ تعبیر ہوا جب ۱۹۷۲ء میں انہوں نے چیکوسلواکیا کی چیمپئن شپ جیت کر ٹینس کی دنیا میں قدم رکھا۔ ۱۹۷۳ء اور ۷۴ میں پھر سے یہ ٹائٹل جیت کر انہوں نے تہلکہ مچا دیا۔ ۱۹۷۵ء میں انہوں نے امریکی شہرت حاصل کی اور ۷۷، ۷۸ء، ۷۹ء اور ۸۰ء میں مارٹینا نے امریکی اوپن ٹینس میچ جیت لی کڑی محنت اور مشق کے بعد مارٹینا نے ایک لمبے عرصے تک دنیا میں ٹینس میں اول مقام بنا کر رکھا۔ ان کے سامنے ٹینس کی مشہور کھلاڑی کرس لائیڈ کا کھیل بھی پھیکا پڑ گیا۔

۱۹۸۳ اور ۸۵ء کے صرف دو سالوں میں انہوں نے ۱۳ گرینڈ سلیم مقابلے جیت کر ایک ریکارڈ قائم ہو گیا۔

اسٹیفی گراف اور مونیکا سیلیس اگرچہ آج بلند مقام پر ہیں۔ مگر مارٹینا کا سنہری دور کوئی بھول نہیں سکتا۔

قومی اعزازات

(۱) بھارت رتن :- قومی خدمت، سائنس ادب یا دیگر شعبوں میں بے حد نمایاں خدمات کے انجام دینے والی شخصیت کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے (حکومت کے ملازمین کو یہ اعزاز نہیں دیا جاتا۔

پدم وبھوشن

(۲) :- کسی بھی شعبے (حکومت ملازمت بھی شامل) میں بہت ہی نمایاں خدمت انجام دینے والی شخصیت کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے

(۳) پدم بھوشن کسی بھی شعبے جیسے عوامی خدمت، ادب، موسیقی، کھیل کود وغیرہ میں کافی نمایاں خدمت انجام دینے والی شخصیت کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے۔

(۴) پدم شری :- نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیت کو اس اعزاز سے نوازا جاتا ہے

(۵) پرم ویر چکر :- ملک کے دفاع میں نمایاں ترین کردار ادا کرنے والے فوجی یا افسر کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے۔

(۶) مہا ویر چکر :- ملک کے دفاع میں نمایاں کردار ادا کرنے والے فوجی یا افسر کو دیا جانے والا یہ دوسرے نمبر کا اعزاز ہے۔ (۷) ویر چکر :- ملک کے دفاع میں بہادری اور جان کی بازی لگانے والے فوجی یا افسر کو دیا جانے والا تیسرے نمبر کا اعزاز ہے

بھارت کا پہلا

صدر :- ڈاکٹر راجندر پرشاد

وزیر اعظم :- پنڈت جواہر لال نہرو

پہلا ہندوستانی گورنر جنرل

راج پال آچاریہ

پہلا فیلڈ مارشل :- مانک شا

پہلا انسان جو خلا میں گیا۔

راکیش شرما

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی پہلی ہندوستانی صدر :- وجے لکشمی پنڈت

پہلی خاتون آئی۔ پی۔ ایس (پولیس افسر) کرن بیدی

پہلا نوبل انعام یافتہ :- رابندر ناتھ ٹیگور۔

پہلا کمانڈر ان چیف :- کریپا

کسی ہندوستانی ریاست کی پہلی خاتون وزیر اعلیٰ :- سچیتا کرپلانی

پہلی خاتون گورنر :- سروجنی نائیڈو

پہلا نائب وزیر اعظم :- ولبھ بھائی پٹیل

فزکس کے تحت پہلا نوبل انعام یافتہ

سی۔ وی۔ رمن

کانگریس کا پہلا صدر

ڈبلیو سی۔ بینرجی۔

کھلاڑیوں کی تعداد

مختلف کھیلوں ہر جانب کھلاڑیوں کی تعداد

کھیل	کھلاڑیوں کی تعداد
بیڈمنٹن	۱ یا ۲
بیس بال	۹
باسکٹ بال	۵
کرکٹ	۱۱
فٹ بال	۱۱
ہاکی	۱۱
پولو	۴
ٹیبل ٹینس	۱ یا ۲
ٹینس	۱ یا ۲
والی بال	۶ یا ۹
واٹر پولو	۷

اسپورٹس اسٹیڈیم

وانکھیڈے اسٹیڈیم	بمبئی
بریبورن اسٹیڈیم	بمبئی
ایڈن گارڈن	کلکتہ
گرین پارک	کانپور
نہرو اسٹیڈیم	مدراس
رنجیت اسٹیڈیم	کلکتہ
اندرا گاندھی انڈور اسٹیڈیم	دہلی

جنرل نالج ـ ۴ جنرل نالج ـ ۵ جنرل نالج ـ ۶

براعظم یورپ

رقبہ ۰۰۰,۰۰۰,۷,۹ مربع کلومیٹر

اہم ندیاں :. ولگا ، ڈانوبے
رینے ، نیپر ، اُرلی ، ڈان

اہم پہاڑ :. الپس ، پائرنیز ،
کارپاتھینز ، بالکنز ، سیرا ،
براڈا ، اُرلس ، پائرنیز

اہم ممالک :ـ برطانیہ ، فرانس
جرمنی ، پولینڈ ، ہنگری ، چیکوسلوکیا ،
ناروے ، سویڈن ، پرتگال ، اٹلی ، یوگوسلویا
اسپین ، روس ، رومانیہ

اہم شہر :ـ برنی ، پیرس ، لندن ، بون
ونیا ، میونخ ، وارسا ، روم ، ماسکو
میڈرڈ .

سوال وجواب

س :. پینی سیلین کی دریافت کس نے کی؟
ج :. الیکزینڈر فلیمنگ ،
س :. ریڈیم کی دریافت کس نے کی؟
ج :. میڈم کیوری نے
س :. ٹیکے (بیماری کا ٹیکہ) کی دریافت کس نے کی؟
ج :. ایڈورڈ جینر نے
س :. آکسیجن کس نے دریافت کی؟
ج :. گریسٹلے نے
س :. دوربین کا موجد؟
ج :. گیلیلو
س :. ریڈار کا موجد؟
ج :. آر. ڈبلیو واٹ
س :. سائیکل کس نے بنائی ؟
ج :. میک میلون
س :. بیرومیٹر کیا ہے ؟
ج :. ہوا کا دباؤ ناپنے کا آلہ
س :. لیکٹومیٹر کیا ہے ؟
ج :. دودھ کا خالص پن ناپنے کا آلہ
س :. انسانی جسم کا عام درجہ حرارت
ج :. ۹۸٫۴ ڈگری فارن ہیٹ

چند اہم ریلوے

(دوسری اور آخری قسط)

نام	درمیان
کے کے ایکسپریس	بنگلور اور ترویندرم
مینار ایکسپریس	سکندر آباد اور بمبئی
نیلا آنچل ایکسپریس	نئی دلی اور پوری
پنج وٹی ایکسپریس	بمبئی اور منماڑ
پنک سٹی ایکسپریس	دہلی اور جے پور
پنجاب میل	فیروزپور اور بمبئی
پروانچل ایکسپریس	گورکھپور اور وارانسی
راجدھانی "	(۱) نئی دہلی اور ہاوڑہ
" "	(۲) نئی دہلی اور بمبئی
شانِ اودھ	گورکھپور اور لکھنؤ
شانِ پنجاب	دہلی اور امرتسر
سرودیہ ایکسپریس	نئی دہلی اور احمد آباد
تاج ایکسپریس	نئی دہلی اور آگرہ
تامل ناڈو ایکسپریس	نئی دہلی اور مدراس
طوفان ایکسپریس	دہلی اور ہاوڑہ

لغت ۱ لغت ۲ لغت ۳

اردو	اردو
تجسس :	تلاش، جستجو، کھوج
جم غفیر :	زبردست، ہجوم
حرج :	تنگی، سختی
ذی روح :	جاندار
تجنیس :	مشابہت
تصنع :	بناوٹ
جمادات :	بے جان چیزیں
دمساز :	رازدار، ہمراز
تقویٰ :	پرہیزگاری، پارسائی
سرخروئی :	کامیابی
سرشت :	خصلت، عادت
عبث :	بے فائدہ، فضول
طمطراق :	شان و شوکت
خم دم :	ہمت، جوش
خنک :	سرد، ٹھنڈا
خوش اسلوب :	خوش طرز، خوش وضع
قباحت :	برائی، خرابی
فی الواقع :	دراصل
مدح :	تعریف، ستائش
منصرم :	انتظام کرنے والا

اردو	مراٹھی
اچانک	अकस्मात
قحط	अकाल
زیادہ	अति
ماضی	अतित
آس، امید	अपेक्षा
غلط رہنمائی	दशाभूल
ردعمل	प्रतिक्रिया
میٹھا	मध
ممتاز، نمایاں	प्रख्यात
وراثت	वरसा
بہادری، دلیری	शौर्य
بزرگ	ज्येष्ठ
ہمہ گیر	बहुगुणी
خیرخواہ	शुभचिंतक
محترم، عزت مآب	परमपूज्य
ماہر	जाणता
مضبوط	बळकट
غبارہ	वायुयान
طوفان زدہ	वादळग्रस्त
تاخیر	दिरंगाई

اردو	انگریزی
سخت، شدید	DRASTIC
اکسانا، شہ دینا	INSTIGATE
صاف گو	OUTSPOKEN
عجیب، نرالا	PECULIAR
شہید	MARTYR
تسلی، تسکین	SOLACE
سچ، صداقت	SOOTHE
تحفظ کرنا، بچانا	CONSERVE
انتہا	CLIMAX
شوروغل	DIN
فصل	HARVEST
رکاوٹ	OBSTACLE
پیچھے ہٹنا	RECEDE
تعطل	IMPASS
بہکانا، سبز باغ دکھانا	DELUDE
جمع ہونا	ASSEMBLE
باہمی منافرت، جھگڑا	FEUD
راز	MYSTERY

جاوید دروے

ترکش

فساد کے سوداگر

کیسے کاروبار چل رہا ہے؟

بالکل مندا ہے صاحب: کئی مہینوں سے کوئی ڈھنگ کا فساد ہی نہیں ہو پاتا ہے۔

تمہارے ارادے کا کیا حال ہے؟

کیا بتائیں! تمہارے جیسا ہی ہے۔ گذشتہ فساد کے مظلومین کی ریلیف کے لئے جمع کئے پورے سرمائے کو ہمارے ناظمِ اعلیٰ صاحب نے بازو والے شہر میں تگڑا فساد کرانے پر لگا دیا۔ فساد جما نہیں۔ پورا گھاٹا ہوا اور سارا سرمایہ بھی جاتا رہا۔

اب کیا ارادے ہیں؟

نئے سرے سے ایک اچھی کوشش جاری ہے۔

ایک تگڑے فساد کی امید بن رہی ہے۔ دعا کرو

ہماری آزادی

ہمیں آزادی حاصل کر کے کتنے سال ہو گئے ہیں؟

مجھے یاد نہیں؟

وہ کیوں؟

میں اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔

مطلب!

جب میں نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا کہ میں یا میرا ملک آزاد ہے تو پھر کن سالوں کا حساب کرنا ہے

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

امن

بہادر فوجیو؟

ان بچوں اور ساری عورتوں کو پامال کر ڈالو

ان ساری بستیوں کو خاک کر ڈالو

پھر ان کا قصور؟

ابھی یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ بس پہلے امن برقرار ہو جائے۔

غیر ملکی پریس

سر! پندرہ اگست کے لئے آپ کی لکھی یہ تقریر تو پہلی لکھی ہوئی تقریر سے بالکل مختلف اور متضاد ہے۔

اسی طرح تو ہم نے کہا تھا۔

وہ کس لئے سر؟

اس لئے کہ دوسری تقریر غیر ملکی پریس کے لئے ہے۔

نیا نصاب

بچو! تاج محل کو مہارانا پرتاپ نے ۱۵۵۷ء میں تعمیر کرایا تھا۔ بعد کو اس معمولی تبدیلی کرا کے شاہجہاں نے اُسے اپنے نام سے منسوب کرالیا۔

قطب مینار کو دہلی کے ایک مالدار نیا شبت دین کیک نے ۱۱۷۰ء میں کروڑوں کا سرمایہ لگا کر اور اپنا گھر بار بیچ کر بنوایا تھا تاکہ قطب مینار پر چڑھ کر چاند گرہن کا نظارہ کر سکے قطب الدین ایبک نے اُسے کرائے پر لے لیا اور غصب ہی کر بیٹھا۔ سارے مسلمان بادشاہوں نے اس ملک میں ہمیشہ

جبر واستبداد کا بازار لگائے رکھا۔
تمام شہریوں کو زبردستی مسلمان بنا ڈالا۔
اس ملک کی تمام شہرۂ آفاق تعمیرات کو تباہ کر ڈالا۔
سنہ ۱۸۵۷ء کا غدر محض اس لئے ناکام رہا کہ مسلمانوں اور مسلمان حکمرانوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔
مگر سر! یہ سب تو ہماری تاریخ کی اس کتاب میں نہیں ہے۔
تم اس کتاب کو بھول جاؤ۔ تاریخ کا نصاب بدل چکا ہے۔ ساری منگھڑت اور غیر مصدقہ باتوں کو حذف کرکے ہمارے ماہر مؤرخین نے مستند حقائق کی بنیاد پر ہماری نئی تاریخ مرتب کرلی ہے۔
کل تم سب کو تاریخ کی نئی کتاب مل جائے گی۔

اے شریف انسانو! اردو کو مرجانے دو

(مبارک کاپڑی)

خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے
ہم سبھوں نے ایک مجرمانہ خاموشی اختیار کرلی ہے ہم سبھی اس موضوع پر بحث کرنے سے آنکھیں چرا رہے ہیں
سر جوڑ کر بیٹھنے سے کترا رہے ہیں
سوال یہ ہے کہ: آج اردو ذریعۂ تعلیم مفید ہے یا مضر؟ اردو ذریعۂ تعلیم اب کتنا ٹک سکتا ہے
اس کے اس تیزی سے زوال کا سبب کیا ہے؟ اور کیا اردو واقعی زندہ ہے
آیئے! ایمانداری سے اور حقیقت پسندی سے اسکا جائزہ لیں
آزادی کے بعد اردو زبان اسکولوں اور کالجوں سے نکل کر مشاعروں اور "دیوانوں" کی زینت بن گئی ہے
اوروں کو چھوڑیے۔ اردو کے ادیبوں، شاعروں، صحافیوں، پروفیسروں
اور اردو اساتذہ کے بچے بھی کانونٹ یا انگریزی اسکولوں میں پڑھتے ہیں
گاؤں گاؤں خالی ہو رہے ہیں لوگ شہروں کی طرف دوڑ رہے ہیں
محض بچوں کو انگریزی تعلیم دلانے کے لئے
جو والدین اپنے بچوں کو اردو اسکولوں میں پڑھا رہے ہیں ان کی ۹۵ فیصد تعداد مجبوری سے ایسا کررہے ہیں
صرف ۵ فیصد واقعی اردو کے چاہنے والے ہیں
آخر صورت حال اتنی سنجیدہ کیوں ہے؟ آیئے ہم سبھی سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں
سب سے پہلے شکایت یہ ہے کہ اردو اسکولوں کو محنتی اور مشنری طرز کے اساتذہ نہیں ملتے
یہ حقیقت بھی ہے۔ خصوصاً سائنس، حساب اور انگریزی کے لئے اچھے اور تربیت یافتہ ٹیچروں کی بیحد قلت ہے
"گلف بوم" میں کچھ لوگ ایسے اندھے ہوگئے ہیں کہ تدریس جیسا معزز اور مقدس پیشہ اختیار کرنے کے بجائے
خلیجی ممالک میں ہیلپر بننا پسند کرتے ہیں کہ اس میں زیادہ پیسہ ملتا ہے
اردو اسکولوں میں جغرافیہ کا ٹیچر سائنس پڑھاتا ہے اور تاریخ کا ٹیچر میتھس
(ایک ایسے اسکول سے بھی میں واقف ہوں جہاں اسکول کا چپراسی مراٹھی/ہندی مضمون پڑھایا کرتا تھا)
انگریزی میڈیم کی جانب راغب ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ
اردو ذریعۂ تعلیم کے بچوں کی انگریزی انتہائی کمزور ہوتی ہے

کوئی بھی زبان صرف ترسیل کا ایک ذریعہ ہوتی ہے
البتہ کوئی بھی باشعور اور باخبر انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکے گا
کہ انگریزی زبان صرف ترسیل کا ایک ذریعہ نہیں بلکہ اسکی افادیت اور اہمیت کہیں زیادہ ہے
آج دنیا کے سارے علوم سے متعلق انگریزی زبان میں ہزار ہا کتابیں دستیاب ہیں
اور ہندوستان میں اردو زبان کی کسمپرسی کا یہ عالم ہے
کہ ابھی تک اس زبان میں کوئی مستند "جنرل نالج" کی کتاب شائع نہیں ہوئی
ترقی اردو بورڈ نے اگرچہ الجبرا، طبیعات، معاشیات وغیرہ موضوعات پر
اردو میں چند کتابیں شائع کی ہیں مگر وہ بھی انگریزی کے تراجم ہی ہیں
اور اسی لئے آج اگر انگریزی سے ناواقفیت کو "عیب" سمجھا جاتا ہے تو اس میں سچائی بھی ہے
اردو میں شعر و شاعری کے علاوہ کسی موضوع پر کتابیں دستیاب نہیں
دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات میں بھی دیگر موضوعات پر انگریزی سے ترجمہ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا گیا
کیوں کہ اردو کے نام نہاد ٹھیکے دار انگریزی سے بدکتے رہے انگریزی کی ملامت کرتے رہے
اس زبان سے اس کی وسعت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس کے خلاف فتوے صادر کرتے رہے
کچھ لوگ بلبلا اٹھیں گے کہ "اردو صرف ایک زبان نہیں بلکہ ایک تہذیب بھی ہے"
یہ اردو تہذیب کیا ہوتی ہے؟ اس تہذیب میں کیا ہوتا ہے؟
عام معلومات، طب و سائنس، نفسیات، معاشیات، سماجیات، صحت
فن خود شناسی، فلسفہ، سیر و سیاحت، تجارت، بزنس مینجمنٹ یا مارکٹنگ مینجمنٹ
یا کمپیوٹرس یا ٹکنالوجی، ان موضوعات پر اردو میں کتابیں میسر نہیں ہیں
کیا اپنے قارئین کو جاہل اور بے علم رکھنا اردو تہذیب ہے؟
جہالت، بے خبری اور بے علمی اگر کوئی تہذیب ہے تو لعنت ہے ایسی تہذیب پر
"اردو تہذیب" کے نام پر ہمیشہ ہی سے چند نام نہاد اردو دوستوں نے اردو والوں کو گمراہ کر رکھا ہے
گمراہ کرنے والے یہ افراد دراصل انگریزی اور مغربی تہذیب کو گڈمڈ کرتے ہیں
مغربی تہذیب، ناچ گانے، بے راہ روی کا انگریزی زبان سے کوئی تعلق نہیں ہے
ہر باخبر اور باشعور انسان اس زبان کی وسعت سے اچھی طرح واقف ہے
ایک انتہا پسند طبقہ وہ ہے جو اردو کے رسم الخط کو بدلنے کی بات کرتا ہے
دوسرا انتہا پسند گروہ وہ ہے جو اردو کو ہر مرض کی دوا سمجھتا ہے
میر اور غالب کے اشعار پر جھوم جھوم جاتا ہے اور شعر و شاعری ہی کو اردو کا سب سے بڑا سرمایہ سمجھتا ہے
یہ بھولے بھالے لوگ یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے
کہ مستقبل میں اردو کو زندہ رکھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں یا نہیں

کتنے اردو اسکول آباد ہیں اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا، آگے چل کر کیا کرتے ہیں
اس طبقے کے افراد مسجدوں میں موذن بنتے ہیں یا چپراسی یا خلیج ممالک میں ہیلپر
یا انگریزی "ٹائپنگ سیکھ کر "ٹائپسٹ بن جاتے ہیں
یا چرس اور گردے بیچتے ہیں یا اسمگلنگ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں

میں اپنے کئی سالوں کے مشاہدات کی بنا پر لکھ رہا ہوں
کہ اردو اسکول سے ۸۰ تا ۸۵ فیصد نمبر حاصل کرنے والے طلباء وطالبات بھی
کالج کے پہلے یا دوسرے سال میں ناکام ہو جاتے ہیں
ہر سال بمبئی بورڈ سے اردو اسکولوں کے ۲۰۰۰ سے زائد طلبا ۸۰ فیصد سے زیادہ نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں
البتہ آگے چل کر ان میں سے صرف ۲۰ طلبہ (یعنی ایک فی صد) انجینیر یا ڈاکٹر بن جاتے ہیں
آخر ۹۹ فیصد طلبہ کی زندگی کی ناکامی کا ذمّہ دار کون ہے
آج اگر اردو ذریعہ تعلیم کے طلبا، بھی انجینیر بن رہے ہیں تو وہ ڈپلوما کورس کر کے پاس ہو رہے ہیں
جہاں داخلہ ایس ایس سی کے نمبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے
کل اگر وہاں پر بھی داخلہ بارہویں کے نتائج کی بنیاد پر ہو
تو اردو ذریعہ تعلیم کے بچوں کو انجینیرنگ کے ڈپلوما کورسس میں بھی داخلہ ملنا مشکل ہو جائے گا
اور اگر آج اردو ذریعہ تعلیم کے بچے ڈاکٹر بن رہے ہیں تو طبیہ کالجوں سے
جہاں داخلے کے لئے اردو زبان سے واقفیت لازمی ہے
اگر یونیورسٹیاں یہ شرط ختم کریں تو وہاں بھی اردو طلبا، کو داخلے لگ بھگ بند ہو جائیں گے
بات صرف انجینیر یا ڈاکٹر بننے کی نہیں ہے بلکہ مقابلہ جاتی امتحانات جیسے آئی اے ایس، آئی پی ایس
یا بزنس، مارکٹنگ، کمپیوٹر مینجمنٹ کے داخلہ جاتی امتحانات میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے
کیوں کہ وہ امتحانات انگریزی میں ہوتے ہیں اور گروپ مباحثہ بھی انگریزی میں ہوتا ہے
اردو بچے ان مباحثوں میں کچھ بول نہیں سکتے
کہ اردو اخبارات و رسائل ان موضوعات پر کچھ نہیں لکھتے
مقابلہ جاتی امتحانات میں رہنمائی کے لئے اردو میں ایک بھی رسالہ شائع نہیں ہوتا
جبکہ انگریزی میں اس کے لئے درجنوں رسائل شائع ہوتے ہیں جن کی تعداد اشاعت لاکھوں میں

آخر ہمارے بچوں کی انگریزی اس قدر کمزور کیوں ہوتی ہے
کہ وہ کالج کے پہلے ہی سال میں ہتھیار ڈال دیتے ہیں
اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ آئی اے ایس افسر، انجینیر یا ڈاکٹر کیوں نہیں بن پا رہے ہیں

اس کی وجوہات روزِ روشن کی طرح ہر کسی پر عیاں ہیں
اردو اسکولوں کو انگریزی کے ماہر اساتذہ نہیں ملتے
اگر کچھ ملتے ہیں تو (معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ) ان کی اپنی انگریزی قابلِ رحم ہوتی ہے
اس بنا پر بچوں کی انگریزی اس قدر کمزور ہوتی ہے
کہ اس کا خمیازہ انہیں زندگی بھر بھگتنا پڑتا ہے
اگر کم از کم ہائی اسکول کی سطح تک ہمیں اردو کو زندہ رکھنا ہے
اور ہزاروں بلکہ لاکھوں اردو والوں کے بچوں کو اردو ذریعۂ تعلیم ہی سے تعلیم دلانی ہے
اور ہمارے ہزارہا طلبہ و طالبات جو ۷۰ تا ۸۵ فی صد تک نمبر حاصل کرنے کے بعد بھی
زندگی میں مکمل طور پر ناکام ہوتے ہیں
ان کو ناکامی اور فرسٹریشن سے بچانا ہے
تو!
ہر اردو ہائی اسکول سے منسلک ایک "اکیڈمی آف انگلش" کا قیام لازمی ہے
جس میں انگریزی کے ماہر اساتذہ کا تقرر کیا جائے
اور کم از کم پانچویں سے دسویں کلاس کے بچوں کو روزانہ اسکول کے اوقات سے پہلے یا بعد میں
ایک دو گھنٹہ وہ ماہر اساتذہ انگریزی پڑھائیں
اور انہیں انگریزی میں اتنا ماہر بنایا جائے جتنے انگریزی میڈیم کے طلبا ہوتے ہیں
اسکول کے انتظامیہ ایسی اکیڈمی کے لئے ایک بڑا فنڈ الگ ہی جمع کریں
تاکہ ماہر سے ماہر اساتذہ کی خدمات بھی اکیڈمی کو حاصل ہوسکیں
اس طرح کم از کم نمایاں نمبروں سے کامیاب ہونے والے ہمارے طلبا کالجوں سے مایوس نہیں لوٹیں گے
اور پھر چاہے آئی اے ایس کا امتحان ہو یا مینجمنٹ یا انجینئرنگ یا کوئی اور
ان پر حق صرف اردو کے طلبہ کا ہوگا
اور اگر یہ اقدامات فوری طور پر نہیں ہوئے تو اردو کی موت لازمی ہے
خطرے کی گھنٹیاں بج چکی ہیں
روایتی "اردو والے" بھی اپنے بچوں کو انگریزی اسکولوں میں داخل کر رہے ہیں
عوام میں، عوامی جلسوں، اخباروں میں "اردو، اردو، اردو" کی رٹ لگانے والے
"اکابرین" بھی اردو سے کوسوں دور بھاگ رہے ہیں
وہ ظاہر میں اردو کی کتنی ہی حمایت کریں اپنے بچوں کو اردو اسکولوں میں داخل کرنے کی غلطی کبھی نہیں کرتے

میں کوکن کی تین ایسی نمایاں شخصیتوں کو جانتا ہوں جنہوں نے اردو ذریعۂ تعلیم سے تعلیم حاصل کی

مگر جب انہوں نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے تعلق سے قدم اٹھایا

تو انگریزی ذریعہ تعلیم کے اسکول قائم کئے اور آج بھی جاری رکھے ہوئے ہیں

آخر ان افراد نے اپنی قوم کے لئے انگریزی ذریعۂ تعلیم کیوں ضروری سمجھا

یہ ان کی دور اندیشی تھی یا قوم کی غلط رہنمائی

اردو ذریعۂ تعلیم سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے زندگی میں کیا کمی محسوس کی

ان کی انگلیاں کہاں اور کیسے جل گئی تھیں

جو انہوں نے کڑی محنت اور حکومت کی کسی امداد کے بغیر بھی انگریزی میڈیم کے اسکول قائم کئے

وقت آچکا ہے

کہ ہم خلوص سے، نیک نیتی سے، حقیقت پسندی سے اور سچائی سے اپنی قوم کی رہنمائی کریں

آج اردو نزاع کی حالت میں ہے

شرافت کا تقاضہ یہ ہے کہ اُسے انجکشن دیں، وٹامن دیں، علاج کی کوشش کریں

ورنہ شرافت سے اُسے آسان موت مرنے دیں

آج اردو ذریعہ تعلیم کے اسکولوں کو اور اردو کو بچانے کا یہ آخری موقع ہے

ہم یا تو سنجیدگی سے اردو اسکولوں کے لئے اچھے تجربہ کار اور مشنری طرز کے اساتذہ مہیا کریں

معاشیات، فلسفہ، عام معلومات وغیرہ موضوعات پر اردو میں کتابیں شائع کریں

انگریزی میں ہمارے بچوں کو مہارت دلائیں

یا دوسرا راستہ یہ ہے ———— کہ اردو کو مرجانے دیں

اور اس کا بڑے اہتمام کے ساتھ یہاں تعزیتی جلسہ منائیں

تیسرا راستہ اگر کوئی ہے تو براہ کرم ہمیں کوئی سمجھائے

قصہ اُردو کا ———— آپ کی عدالت میں

" اُردو ذریعۂ تعلیم ——— کتنا مفید، کتنا مضر " اور مبارک کاپڑی صاحب کے مضمون

" اے شریف انسانو! اردو کو مر جانے دو "

کے بارے میں آئندہ ماہ سے قارئین کی آراء شائع کی جائیں گی۔

جوشیلے، جذباتی اور غیر مدلل جواب شائع نہیں ہوں گے

(ادارہ)

بچوں کی تربیت

ایک صاحب اپنے بچوں کی "تربیت" کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ ایک مولوی صاحب روزانہ ان کے یہاں آتے تھے تاکہ بچوں کو دینی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ وہ خود اپنے بچوں کو نماز کی تاکید کرتے وہ روزانہ اپنے بچوں کو لے کر بیٹھتے۔ ان کو کلمہ اور دعائیں یاد کراتے۔ ان کو بتاتے کہ خدا کی عبادت کرو۔ بڑوں کا احترام کرو۔ لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ وغیرہ۔

مگر ان کے بچے بڑے ہوکر ویسے ہی شریر اور دنیادار نکلے جیسے عام لوگوں کے بچے ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف اپنی زبان سے تو بچوں کو دین کی تعلیم دیتے اور اپنے عمل سے بے دینی کا نمونہ پیش کرتے۔ الفاظ کے اعتبار سے وہ دیندار تھے۔ مگر انہوں نے اپنے گھر میں عملی اعتبار سے دیندار کی فضا نہیں بنائی۔

مثلاً انہیں اپنے محلہ کے ایک شخص سے ضد ہوگئی۔ یہ ضد محض انانیت کی بنا پر تھی۔ ان کے خیال کے مطابق، اس شخص نے ایک بار ان کی توہین کر دی تھی۔ اس کے بعد ان کے اندر اس کے خلاف انتقامی جذبہ بھڑک اٹھا۔ گھر میں ان کی برائیاں کرتے۔ انہوں نے اس کو ہر طرح بدنام کرنے کی کوشش کی اس کی معاشیات کو برباد کرنے کی تدبیریں کیں۔ حتی کہ اس کے خلاف جھوٹے مقدمے قائم کئے، وغیرہ

یہ سلسلہ تقریباً پندرہ سال تک جاری رہا۔ بچے موصوف کی زبان سے دین کی باتیں سنتے۔ اور گھر کے بگڑے ہوئے ماحول کے اعتبار سے تخریب کاری کی فضا میں سانس لیتے۔ اور نفسیات کا فیصلہ ہے کہ جہاں اس قسم کی دوئی پائی جائے، وہاں آدمی حقیقی ماحول کا اثر قبول کرے گا نہ کہ اوپری قسم کے الفاظ کا۔ الفاظ کی زبان کے مقابلہ میں عمل میں زبان ہمیشہ زیادہ طاقتور ثابت ہوتی ہے۔

یہی اکثر "دیندار" والدین کا حال ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کے سامنے خدا کی بات کریں گے، مگر عملاً ان کی ساری توجہ غیر خدا کی طرف لگی ہوئی ہوگی۔ وہ زبان سے آخرت کا نام لیں گے مگر اپنے گھر کا عملی نظام اس طرح بنائیں گے۔ جیسے دنیا کا ساز و سامان جمع کرنے کے سوا زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں۔ الفاظ کے ذریعہ وہ نیکی کا چرچا کریں گے مگر اپنی کمائی کو نیکی کی راہ میں دینے کے بجائے اس کو صرف بچوں کے دنیوی حوصلوں کی تکمیل میں خرچ کریں گے۔

یہ دینی تربیت نہیں بلکہ دینی تربیت کا مذاق ہے۔ دینی ماحول بنانے کا نام ہے۔ جس گھر کا عملی ماحول دین کے مطابق نہ ہو، اس گھر میں کچھ "قول" بول کر آپ دینی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ گھر کی بات چیت، گھر کا پیسہ، گھر کی دلچسپی، گھر کی سرگرمی، گھر کے روز و شب، ہر چیز کو دین پر ڈھالنا ہوگا، اس کے بعد ہی یہ ممکن ہے کہ بچوں کے اندر دینی مزاج پیدا ہو۔

قول اور عمل کا یہ فرق عام ہے۔ ایسی حالت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فرق کا سبب کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بات کہنا سادہ طور پر صرف الفاظ بولنا ہے۔ جب کہ عمل کا تعلق دوسری بہت سی چیزوں سے جڑا ہوا ہے۔ آدمی اگر ان دوسرے پہلوؤں کی رعایت کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ کبھی عمل کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

ایک شخص جب اسٹیج پر کھڑا ہوکر بولتا ہے تو وہ بات کو بات کی حیثیت سے کہتا ہے۔ مثلاً وہ اسلام کے اخلاقی اصولوں پر بول رہا ہو تو وہ کتابوں میں لکھی ہوئی باتوں کو شاندار الفاظ میں دہرا دے گا۔ کتابی معلومات اور الفاظ کا ذخیرہ ایک عمدہ اخلاقی تقریر کو ظہور میں لانے کے لئے بالکل کافی ہے مگر عمل کا معاملہ سراسر اس سے مختلف ہے۔ کسی اصول پر عمل کرنا کوئی سادہ واقعہ نہیں۔ عمل کرنے کے وقت ایسا ہوتا ہے کہ طرح طرح کی رکاوٹیں آدمی کی راہ میں حائل ہوجاتی ہیں۔ قول میں زبان سے لفظوں کو دہرا کر کام چل جاتا ہے جبکہ عمل میں مشکلات کے خلاف جہاد کرکے عمل کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً ایک شخص کو آپ دلائل کے ساتھ اس کی ایک غلطی بتاتے ہیں اور اس کے لئے اس عمل کا وقت آتا ہے کہ وہ اپنی زبان سے یہ کہے کہ "میں نے غلطی کی" بظاہر یہ صرف چند الفاظ کا بولنا ہے۔ مگر اس قسم کا اعتراف آدمی کی پوری شخصیت سے جڑا ہوتا ہے۔ ایسا اعتراف اپنے وقار کو ختم کرنے کے ہم معنی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کی بنا پر ہم یہ منظر دیکھتے ہیں کہ دوسروں کی غلطی بیان کرنے والے بیشمار ہیں مگر اپنی غلطی کا اعتراف کرنے والا کوئی نہیں۔

آپ قدیم اسلامی شخصیتوں کے اعترافِ حق کے واقعات اپنی تقریر میں شاندار طور پر بیان کرسکتے ہیں کیونکہ اس سے آپ کی اپنی ذات پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ مگر جب خود اپنی ایک غلطی کے اعتراف کا معاملہ ہو تو اس وقت خود اپنی ذات زد میں آجاتی ہے۔ چنانچہ پہلے میدان کا کامیاب انسان دوسرے میدان میں ناکام ثابت ہوتا ہے۔

یہی وہ خاص وجہ ہے جس کی بنا پر آدمی اصول کو بیان کرتا ہے مگر وہ اصول پر عمل نہیں کرتا۔ کیونکہ اصول پر عمل کرتے ہوئے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے مفادات مجروح ہو رہے ہیں۔ کہیں اس کو اپنی انا پر زد پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ کہیں ایک اصول پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی طرف سے پیش آنے والی ناخوش گواریوں کو یک طرفہ طور پر برداشت کرلیا جائے۔ برائی کے جواب میں بھلائی کا رویہ اختیار کیا جائے

اسی طرح کبھی اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک ملی ہوئی چیز کو بلا شرط دوسرے کے حوالے کردیا جائے، کیونکہ وہ اپنی چیز نہ تھی بلکہ دوسرے کی چیز تھی۔ کبھی اس کی خاطر دشمن کو گلے لگایا جاتا ہے، اور جو دوست تھا، اس کو دشمن بنالینا پڑتا ہے۔

یہ سب بلاشبہ نہایت مشکل کام ہیں۔ لیکن گھر کے اندر انہیں چیزوں کا ماحول قائم کرنے کا نام بچوں کی تربیت ہے اگر آپ اپنی عملی زندگی میں ان اصولوں پر عمل نہ کریں تو اس کے بعد کوئی چیز آپ کے بچوں کو بگڑنے سے بچا نہیں سکتی، خواہ آپ صبح و شام اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوں اور خواہ آپ نے اپنے بچوں اور بچیوں کو دارالاصلاح اور جامعۃ الصالحات میں تعلیمی سند لینے کے لئے بھیج رکھا ہو۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

دانت درد اور مسوڑھے

(۱) اگر دانت میں درد ہو تو لونگ کے باریک سفوف کو لیموں کے رس میں ملا کر ملیں۔

(۲) داڑھ میں درد ہو تو پر فیوم پر روئی کو لگا کر داڑھ میں رکھیں

(۳) کھوکھلی داڑھ میں درد ہو تو خراسانی اجوائن گندھا کے بیج تخم پیاز اور موم برابر وزن میں لے کر آگ پر رکھ کر اس کے دھوئیں کو نلکی کے ذریعے سے داڑھ تک پہنچانے سے آرام آجائے گا۔

(۴) پیاز کے عرق میں روئی بھگو کر دانت میں رکھنے سے دانت کا درد دور ہوجاتا ہے۔

آج بھی دنیا میں جو اخلاقی حقیقتیں زندہ موجود ہیں انسانوں کے پاس بدی سے لڑنے، نفس پر قابو پانے اور گناہ سے بچنے کی جو اندرونی طاقت، نیک و بد، ظلم و عدل اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کا جو ملکہ، اور انسانوں کی بے لوث خدمت کرنے کا جو سچا جذبہ پایا جاتا ہے وہ انہی پیغمبروں کی قربانی جدوجہد کا نتیجہ ہے، جنہوں نے ناموافق ترین حالات میں خدا کے احکام کو پہنچایا اور بارہا انسانیت اور انسانی تہذیب و تمدن کو ہمیشہ کی تباہی اور ہلاکت سے بچایا، اور انسانیت کو نئی زندگی بخشی، حیوانیت پر انسانیت کی دوبارہ فتح کے لئے ان کی تعلیمات سے بہتر تعلیمات اور ان کی نظیر سے زیادہ شاندار نظیر نہیں مل سکتی، آج جبکہ انسانیت کو پھر یہ معرکہ درپیش ہے اس سے زیادہ کوئی مفید کام نہیں کہ ان کی سیرت اور تعلیمات کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور اس پر خود چلنے کی کوشش اور دوسروں کو چلانے کی جدوجہد کی جائے۔

(مولانا علی میاں ندوی)

حضرت عائشہؓ

ایک عظیم مفکر خاتون

تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہر زمانے میں یکساں نہیں رہا ہے۔ ہر دور میں جس مزاج کے لوگ پیدا ہوتے رہے اسی انداز سے تعلیم دلوائی جاتی رہی ـــــ تعلیم کی ضرورت صرف مردوں تک محدود نہیں رہی بلکہ اس میدان میں عورتوں نے بھی کافی پیش رفت کی ہے ـــــ اس سلسلے میں ارشاد رسول بھی ہے طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ یعنی حصول علم ہر مرد و عورت کے لئے ضروری ہے ـــــ چنانچہ آج کے دور میں آپ اگر دیکھیں گے تو شاید ہی کوئی گھر یا خاندان کو جو علم سے عاری ہو۔ ہر خاندان اور ہر گھر کی لڑکیاں آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ملیں گی اسلام نے اپنے ماننے والوں پر کوئی ایسی ذمہ داری کبھی نہیں عائد کی، جو لوگوں کے لئے دشواری اور تکلیف کا باعث بنے ـــــ آجکل عورتوں میں جس تعلیم کا رواج ہے اس کا بھی مذہب مخالف نہیں ـــــ مذہب اسلام تعلیمی ترقیوں میں کبھی مانع نہیں ہوا۔ البتہ اس بات کی تائید ضرور کی ہے کہ اس ڈگر پر چلنے کے بعد کسی ایسی سمت کا رخ نہ کر لیا جائے جو تشبہ بقوم فھو منھم کے ضمن میں آئے۔

حدیث میں جس علم کو ضروری قرار دیا ہے وہ علم دین ہے یعنی ان باتوں کا جاننا جن کا تعلق ضروریات زندگی سے ہے ـــــ لیکن جب اس زاویے سے عورتوں کی تعلیم پر نظر ڈالی جاتی ہے اور پرکھا جاتا ہے تو وہ اپنی تمام ترقیوں کے باوجود بالکل کوری اور نری جاہل نظر آتی ہے ـــــ آپ خود ہی سوچیں کہ ہمارے پیارے آقا نے جس علم کو ضروری اور لازمی قرار دیا تھا اس کو تو نظر انداز کر دیا اور وہ علم جس کے لئے چھوٹ اور اختیار دیا گیا تھا اسے عصر حاضر کی صاحبزادیاں کس درجہ سینے سے لگائی ہوئی ہیں ـــــ تاریخ کے صفحات میں آپ کو سیکڑوں عورتیں ایسی ملیں گی جنہوں نے صرف اور صرف علم دین کے ذریعے وہ مقام و مرتبہ حاصل کر لیا کہ قیامت تک انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

انہیں معزز اور قابل احترام خاتون میں ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں ـــــ جنہیں حضرت صدیق ابو بکر یار غار کی چہیتی دختر اور ـــــ اس سے بھی بڑھ کر دونوں جہاں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا بھی شرف حاصل ہے ـــــ لیکن یقین کیجئے کہ انہوں نے آج کی طرح کسی یونیورسٹی اور کالج میں تعلیم نہیں پائی بلکہ ـــــ ساری کی ساری اور مکمل تعلیم انہیں اس درگاہ میں ملی جسے درسگاہ اول یعنی ماں کی گود کہا جاتا ہے ـــــ حضرت عائشہ نے جس وقت آنکھیں کھولیں اپنے ارد گرد اسلام اور حق کی چہل پہل دیکھی ـــــ آپ کے والدین نے بچپن ہی سے تعلیم و تربیت دینی شروع کر دی تھی اور بچپن ہی سے آپ میں اعلیٰ خوبیاں نمایاں ہونے لگیں، آپ کی بے باکی، بے پایاں ذہن، سمجھداری اور برجستگی جواب سے والدین بہت خوش اور شاد رہا کرتے تھے ـــــ

ـــــ چنانچہ بچپنے کی تمام باتیں اور ہجرت کے تمام واقعات آپ کو تاعمر ازبر رہے ـــــ والدین جو کچھ بھی یاد کراتے اور بتاتے اسے غور سے سنتیں اور جھٹ یاد کر لیتیں ـــــ

ـــــ یہ عمر کا وہ حصہ تھا جس میں اکثر و بیشتر بچے اور بچیاں کھیل کود اور ادھر ادھر چوکڑی کے علاوہ کسی کام کی نہیں ہوتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد آپ کے ذوق میں چار چاند لگ گئے، اور نگاہ رسول نے بھی بھانپ لی اور نہایت محبت و لگن سے تعلیم و تربیت شروع کر دیا، جب اور جو بات کہی، آپ نے گرہ باندھ لی، اگر سمجھ میں نہیں آئی تو بے جھجک اور نہایت ہی معصومانہ انداز میں بار بار بھی دریافت کر لیتیں غرضیکہ ہر بات کو اچھی طرح سمجھنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتیں ـــــ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ملنے،

پھرنے، کھانے، پینے اور اوڑھنے پہننے پر ہر وقت معلمانہ نظر رکھتے تھے۔ اور جس وقت ضرورت محسوس ہوئی فوراً اصلاح فرماتے —— قرآن کی آیات خوب غور اور تدبر کر کے پڑھتیں جہاں کہیں کبھی الجھن پیدا ہوتا فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کرتیں۔

جب آپ کی عمر ۱۸ سال کی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ . . . . اے امت محمدیہ کے پروانو! . . . . جب کبھی تمہیں شریعت میں کہیں کوئی الجھن پیش آئے تو اس کے لئے اس گوری عورت (عائشہؓ) سے بھی رجوع کرنا۔

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم دین کے ساتھ شعر و سخن میں بھی غیر معمولی مہارت رکھتی تھیں . . . . شعر و سخن کی یہ دولت انہیں اپنے شفیق باپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تربیت اور شب و روز کی مصاحبت سے حاصل ہوئی تھی . . . . حضرت ابو بکر کا شستہ اور ستھرا ذوق شاعری پورے عرب میں مشہور تھا۔

شعر کی اصلی جان استعارے، کنائے، تشبیہیں اور صنعتیں ہیں جو شعر گو ان چیزوں پر جتنا قادر ہوگا اتنا ہی اس کے شعر میں رچاؤ اور بلندی پائی جائے گی۔ جو شاعر ان چیزوں کے برتنے اور برمحل استعمال کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کا شعر وزن و بحر اور ردیف و قوافی کے لحاظ سے شعر تو ہو جائے گا لیکن وہ شئے جسے ادبی اصطلاح میں شعریت یا گیرائی کہتے ہیں اس میں نہیں مل سکے گی۔

حضرت عائشہ کو اپنے شعروں میں ان تمام لوازمات کو برتنے کا پورا ملکہ حاصل تھا . . . . اکثر دیکھا یہ گیا ہے کہ جب کسی دوسری زبان کے شعر کا ترجمہ اپنی یا کسی دوسری زبان میں کیجئے تو شعر کا لطف جاتا رہتا ہے۔ وہ چاشنی اور مٹھاس ختم ہو جاتی ہے۔ جو شعر کے اصل حالت پر تھی . . . . لیکن حضرت عائشہ کی شاعری کا سب سے بڑا وصف یہ رہا ہے کہ آپ جب ان کی شاعری کا ترجمہ اپنی مادری زبان میں کیجئے یا کسی کو سمجھانے بیٹھئے تو وہی کیف و لذت محسوس ہوئی جو کہ ایک عرب والے کو اس وقت محسوس ہو رہی تھی جب وہ شعر اپنی اصلی حالت میں یعنی عربی زبان میں تھا۔

حضرت عائشہؓ اچھے شعروں کی تعریف کرتیں اور بعض پر تنقید بھی . . . . یہی نہیں بلکہ آپ نے عرب کے اس دور کے مستند اور قدآور شاعروں کے سیکڑوں اشعار نوک زبان کر لئے تھے . . . . . . آپ کی یادداشت اور حاضر دماغی کا یہ عالم تھا کہ درس دیتے وقت اور بات چیت کرنے کے دوران ایک ہی موضوع پر کئی کئی شعر سنا جایا کرتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ فن تقریر میں بھی بے مثال تھیں ان کی طلاقت لسانی اور لطافت بیانی کے تذکرے تاریخ و سیر میں آسانی سے مل جاتے ہیں . . . . ایک بہت بڑے فصیح و بلیغ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور ان کے بعد جتنے بھی خلیفہ ہوئی ان سب کی تقریریں سنیں لیکن جو زور اور تاثیر حضرت عائشہ کی تقریر میں تھی۔ وہ کسی اور کے یہاں نہیں مل سکی۔

حضرت عائشہ نے صرف یہی نہیں کیا کہ علم حاصل کر کے اور تربیت سے آراستہ ہو کر گھر بیٹھ رہی ہوں بلکہ . . . . آپ نے بڑے ذوق و شوق سے ان خوبیوں کو عام کیا ہے جو بدرجہ اتم آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نے تقریباً ۴۸ سال تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا . . . . حلقۂ درس میں لڑکے لڑکیاں اور عورت مرد سبھی ہوتے تھے۔ لیکن نامحرموں کو پردے کی آڑ سے درس دیتی تھیں آپ جب حدیث سنانا شروع کرتیں اور اس کو سمجھاتیں تو اس سلسلے میں لوگ مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے اور آپ نہایت تشفی بخش جواب سے مطمئن کر دیتیں۔ باہر بیٹھنے والے حضرات کبھی کسی بچے یا بچی کو پکڑ لیتے اور ان کو سوال سکھا کر حضرت عائشہ تک بھیج دیتے اور پھر انہیں بچوں سے جواب بھی حاصل کر لیتے تھے۔

دینی مسائل اور آپ کے گھریلو معاملات کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہوئے شرماتے اور کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتے تو آپؓ فرماتیں . . . . شرمائیے مت، جو کچھ پوچھنا ہے کھل کر پوچھیے . . . . . . میں تو تمہاری ماں ہوں . . . . .

حضرت عبداللہؓ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر اور اولوالعزم صحابی اور حضرت عائشہ کے بھتیجے یا بھانجے تھے . . . . .

..... خالاؤں کی بھانجوں کے سلسلے میں والہانہ اور بے پناہ شفقت و محبت کوئی محتاج بیان نہیں........ ہمارے آج کے دور میں یہ بات مشہور ہے کہ جس کی ماں دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے اس کے لئے اس کی خالہ کا وجود بھی ماں کے برابر ہوتا ہے۔ خونی رشتے کی جو تڑپ اور انسیت خالہ میں پائی جاتی ہے وہ ماں کے علاوہ کسی اور رشتہ میں ملنا مشکل ہے........ حضرت عبداللہؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے اور چہیتے بھانجے تھے اور ایسے بھانجے تھے کہ انہیں مورخین منہ بولا بیٹا کہنے پر مجبور ہیں........ محبت اور یگانگت کا معاملہ ہمیشہ دونوں طرف سے ہوتا ہے...... جس درجہ حضرت عائشہ کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے محبت اور انسیت تھی.... ... حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی اسی درجہ ان سے مانوس اور ربطے ہوئے تھے اور تمام زندگی وہی احترام اور لحاظ باقی رکھا جو ایک ہونہار اور لائق فرزند اپنی ماں کے ساتھ رکھتا ہے.......

... وجہ تھی کہ وہ حضرت عائشہؓ کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف اور ہر آرام کو اپنا آرام سمجھتے تھے.......... حضرت عائشہ میں خدائے قدوس نے فیاضی، سخاوت، دریا دلی اور ایثار کا جذبہ بے پناہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا........ ان کا یہ جذبہ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ خود فاقوں پر فاقے کرتی تھیں۔ اور روز روزوں پر روزے ہو جاتے تھے۔ افطار کے لئے گھر میں کھجور تک نہیں ہوتی تھی۔ اس کے باوجود........ جب کبھی کوئی سائل یا مانگنے والا دروازے پر صدا لگاتا اور کھانے کے لئے کوئی چیز طلب کرتا تو وہ فوراً عزیز و قریب ماں باپ کے یہاں سے آئی ہوئی ہر وہ چیز اسے پیش کر دیتی تھیں جو ان کی تکلیف اور فقر و فاقہ کے پیش نظر ان کی گھر تک پہونچائی جاتی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر جیسے چہیتے بھانجے تھے ان کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ ان کے لئے قطعی یہ بات برداشت کے قابل نہیں تھی کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کی شفیق اور مہربان خالہ کھانے پینے کی یا دوسری کوئی مشقت برداشت کریں.......

...... ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ خالہ کا ہاتھ اس انداز کی سخاوت اور فیاضی سے روکنے کی کوشش کریں گے........ حضرت عبداللہ نے اپنے اس ارادے کا اظہار کچھ اور لوگوں کے سامنے بھی کر دیا..... جب کوئی بات کسی کے سامنے کہی جاتی ہے تو دو، چار یا دس افراد تک ضرور پہنچ جاتی ہے........ ان کی یہ بات حضرت عائشہؓ تک پہونچی........ حضرت عائشہ کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی ناراض ہو گئیں اور یہ سوچ کر کہ عبداللہ بن زبیرؓ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے۔ مجھے بخل کی طرف آمادہ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ان سے نہ بولنے کی قسم کھائی اور کئی دنوں تک نہ بولیں........ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خالہ کی ناراضگی سے سخت صدمہ ہوا۔ دل بے چین ہو گیا۔ اور ان کا قلبی اضطراب دن بدن بڑھتا گیا۔ کئی لوگوں سے سفارشیں کروائیں اور چاہا کہ میری خالہ اور مجھ میں ناراضگی اور ناگواری کی جو دیواریں حائل ہو گئیں ہیں کسی طرح ڈھ جائیں..... لیکن حضرت عائشہ نے ہر ایک کی سفارش پر اپنی قسم کا عذر فرمایا.....

آخر کو حضرت عبداللہ کی اضطرابی کیفیت جب حد سے بڑھ گئی تو انہوں نے آخری کوشش یہ کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ننہال کے دو بااثر افراد کو سفارشی کی حیثیت سے ان کے گھر لیگئے...... وہ دونوں حضرات اجازت طلب کر کے اندر گئے حضرت عبداللہ ان کے پیچھے ہو لئے اور...... دوران گفتگو پردے کی اوٹ میں ان دو حضرات کے پیچھے بیٹھ گئے...... حضرت عائشہ نے پردے کے اندر ہی سے بات چیت شروع کی اور اپنی قسم کا عذر فرماتی رہیں.... کہ یہ لپک کر پردے کے اندر چلے گئے اور جا کر اپنی خالہ سے لپٹ گئے خوشامدیں کیں اور........ اتنا روئے کہ حضرت عائشہ کا دامن تر ہو گیا........ وہ دونوں حضرات بھی حضرت عبداللہ کی طرف سے سفارش کرتے رہے اور........ حضور کا وہ ارشاد یاد دلاتے رہے جو انہوں نے مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق فرمایا تھا........ حضرت عائشہؓ مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا ہے..... سن کر تاب نہ لا سکیں........ رونے لگیں........ معاف فرمادیا اور بات چیت شروع کر دی لیکن...... اپنی اس قسم کے کفارے میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آجاتا تو.... اتنا روتیں کہ آنسوؤں سے دوپٹہ بھیگ جاتے

کامیابی

پرورش کا نتیجہ یا پیدائشی ورثہ

گذشتہ زمانے میں یہ عام خیال تھا کہ نسل باپ سے چلتی ہے باپ اگر بہادر اور جری ہے تو بیٹا بھی اس کے نقش قدم پہ چلے گا اگر باپ کم ہمت اور بزدل ہے تو بیٹے میں یہی اثرات ظاہر ہوں گے بیٹے کی صلاحیت میں ماں کا رول صفر کے برابر تھا۔ مغل بادشاہوں نے اسی نظریے کے تحت شادیاں کیں مغلیہ دور کے آخر میں بادشاہت برائے نام رہ گئی۔ بادشاہوں نے شادی کے وقت عورت کا حسب نسب قابل اعتنا نہ سمجھا۔ انہوں نے بازاری عورتوں سے شادیاں کیں۔ جہاں دار شاہ کی ملکہ لال کنور ایک مالن تھی، واجد علی شاہ نے ایک بھنگن سے شادی کی اور اس کا نام مصفا بیگم رکھا۔ پھر ایک بہشتی عورت سے شادی کی اور اسکا نام نواب آب رساں بیگم رکھا۔ یہ سب شادیاں اس نظریہ کے تحت کی گئیں کہ نسل باپ سے چلتی ہے اور بیٹا سو فی صد باپ کی فطرت کا وارث ہوتا ہے۔

موجودہ صدی کے اوائل میں سائنس دانوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ بچے میں ماں باپ کی وراثت برابر ہوتی ہے دونوں ۵۰ فیصد حصہ دار ہوتے ہیں اس میں ایک فی صد کی بیشی کی گنجائش بھی نہیں۔ دادا۔ دادی اور نانا نانی ۲۵ فی صد کے حصہ دار ہوتے ہیں اور پر دادا وغیرہ ساڑھے بارہ فی صد کے اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یعنی ماں باپ اکیلے حصہ دار نہیں ہوتے بلکہ صدیوں پہلے کے آبا و اجداد بھی اپنا حصہ رکھتے ہیں کبھی کبھی نہایت معمولی گھرانے میں ایک عظیم انسان پیدا ہوتا ہے یہ اسی لمبی وراثت کا شاخسانہ ہوتا ہے اس کے بر عکس ایک عظیم انسان کا بیٹا نالائق ثابت ہوتا ہے یہ اس نظریہ کی صداقت کا ثبوت ہے اس نظریہ کے مخالف لوگ ماحول کو اہمیت دیتے ہیں ان میں ماہرین نفسیات بھی شامل ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ پیدائشی ورثہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا اصل چیز تربیت ہے۔ اس طرح سائنس دانوں میں دو فریق پیدا ہو گئے ایک فطرت والے اور دوسرے ماحول والے دونوں میں انتہا پسند موجود ہیں فطرت والوں کا کہنا ہے کہ انسان پیدائش کے وقت ہی اپنی آئندہ کامیابی یا ناکامی کے جراثیم لے کر پیدا ہوتا ہے ان کو جینز کہتے ہیں اگر بچے میں عظیم بننے کے جینز موجود ہیں تو وہ ناسازگار ماحول کے باوجود کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ نپولین، ہٹلر، مسولینی یورپ میں اور ہندوستان میں شیوا جی، گاندھی جی محمد علی جناح، عظیم انسانوں کی اولاد نہیں تھے ایک بار مشہور ڈرامہ نگار جارج برنارڈ شا سے فرانس کی مشہور اداکارہ سارا برن ہارٹ نے کہا تھا۔

جارج تم مجھ سے شادی کر لو۔ ہمارے بچے کو تمہاری تمہاری ذہانت اور میرا حسن ورثہ میں ملے گا

شا نے جواب دیا۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو کیا

شا خاصے بدصورت انسان تھے اور سارا ذہانت میں صفر تھی۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جینز کا اثر انسان کے جسم کی بناوٹ بناوٹ پر پڑتا ہے اس کے کردار پر نہیں پڑتا مثلاً لمبے قد والے والدین کے بچے لمبے ہونگے۔ موٹے والدین کے بچے بھی موٹے ہونگے گنجاپن بھی ورثے میں ملتا ہے لیکن یہ سب ظاہری چیزیں ہیں۔ انسان کے کردار پر ان کا اثر نہیں پڑتا کردار ماحول کی پیداوار ہوتا ہے انتہا پسند اس بات کو نہیں مانتے ان کا دعویٰ ہے کہ انسان کی پوری شخصیت پیدائش کے وقت وجود میں آجاتی ہے ماحول سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے اولیا کے یہاں بھوت اور بھوتوں کے یہاں اولیا پیدا ہوتے ہیں۔ انتہا پسند تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انسان اپنے کسی فعل کا ذمہ دار نہیں ہے اگر وہ شریف ہے تو یہ اس کی مجبوری ہے اگر وہ بدچلن ہے تو یہ بھی مجبوری ہے وہ اپنے جینز کے سامنے بےبس ہے جینز کا کوڑا ان کو ایک خاص راہ پر چلنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ جبر و قدر کے مسئلے میں وہ جبر کے حامی ہیں۔ کچھ لوگ اس کو قسمت کا نام دیتے ہیں

ادھر ماحول والے بھی اپنی بات منوانے پر تلے ہوئے ہیں۔
کچھ ماہرین نفسیات دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ اپنے بچے کو پیدائش کے کے بعد ان کے پاس بھیجدیں۔ ساتھ میں ایک پرچہ بھی جس میں لکھا ہو کہ آپ اپنے بچے کو کیا بنانا چاہتے ہیں۔ تاجر، وکیل، ڈاکٹر یا مصنف یہ لوگ اسے اس ماحول میں رکھیں گے۔ آپ کی فرمائش کا خیال رکھتے ہوئے اس کی پرورش کریں گے۔ جب بچہ بڑا ہوگا تو آپ کے حسب فرمائش اس پیشے کا ماہر بنے گا۔ جو آپ نے اس کے لئے چنا تھا اس بلند بانگ دعوے میں ایک حد تک صداقت ہے ہمارے ملک میں اکثر پیشے نسل در نسل چلتے ہیں۔ موچی کا بیٹا موچی اور ڈاکٹر کا بیٹا اکثر ڈاکٹر ہی ہوتا ہے۔ مغربی ممالک میں یہ روایت ختم ہو گئی ہے۔ ہر بچہ اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے بچپن میں اس کا شعور پختہ نہیں ہوتا۔ ماحول کے نقوش بغیر کسی رکاوٹ کے اس کے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں چوروں اور ڈاکوؤں کے بچے اپنے والدین کے پیشے کو برا نہیں سمجھتے وہ اسے خوشی خوشی اپنا لیتے ہیں۔ انسان جو کچھ بچپن میں سیکھتا ہے اسے بھولنا ناممکن ہے۔ اگر کوئی شخص سائیکل سواری یا تیراکی سیکھ لے تو وہ کوشش کرنے پر بھی اسے بھلا نہیں سکتا۔ زبان کا مسئلہ بھی یہی ہے اکبر بادشاہ کو اس بات کی کرید لگی تھی کہ انسان کی فطری زبان کیا ہے۔ اس نے کچھ بچوں کو پیدائش کے بعد ماؤں سے الگ کرکے ایک دور دراز مقام پر رکھا۔ ان کے لئے آیاؤں کا انتظام کیا وہ سب گونگی تھیں۔ چند سال کے بعد وہ بچوں سے ملنے گیا تو سب بچے غیں غیں کر رہے تھے۔ اس بے رحم تحقیق کے بعد اکبر کو معلوم ہوا کہ انسان کی فطری زبان کوئی نہیں۔ وہ زبان اور تلفظ اپنے ماں باپ اور گردوپیش سے سیکھتا ہے۔ دیہات ان پڑھ لوگ ز کو ج اور خ کو کھ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ پڑھے لکھے لوگ بھی جو ہندی زبان کے ماحول میں رہے ہیں۔ یہی تلفظ ادا کرتے ہیں۔

فطرت والے یہ سب باتیں تسلیم کرتے ہیں لیکن ان میں۔ بھی مستثنیات ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ بچہ جس ماحول میں پلا ہو بڑا ہو کر وہی ماحول اپنالے۔ پنڈت نہرو کو ان کے والد نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان بھیجا۔ پنڈت موتی لال وکیل تھے وہ چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا بیرسٹر بن کر قانون کی دنیا میں نام پیدا کرے ایک حد تک ان کی خواہش پوری ہو گئی پنڈت نہرو بیرسٹر کا امتحان پاس کرکے وطن واپس پہنچے اور ہائی کورٹ میں وکالت کی پریکٹس شروع کر دی ان کے باپ خوش تھے کہ بیٹا ان کے نقش قدم پر چل کر نام پیدا کرے گا۔ لیکن ان کی خوشی عارضی ثابت ہوئی۔ پنڈت نہرو ہندوستان کی غلامی اور عوام کی غربت سے بے چین ہو گئے۔ انہوں نے وکالت ترک کر دی اور آزادی کی جنگ میں کود پڑے۔ انہوں نے باپ کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ان کا بیٹا عیش و آرام کی زندگی تج کر سائیکل پر سوار دیہات میں گھوم رہا ہے۔ پولیس کی لاٹھیاں کھا رہا ہے۔ جیل کی چار دیواری میں جوانی کاٹ رہا ہے۔ لیکن انہیں اپنے بیٹے سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ اس کا راستہ روکنے کے بجائے خود بھی اس کے ساتھ ہو گئے یہ فطرت والوں کی جیت تھی۔

فطرت والوں اور ماحول والوں کے درمیان جنگ برابر جاری ہے۔ حال ہی میں جینز پر اتنا کام ہوا ہے کہ ماحول والے بہت پیچھے رہ گئے۔ ان کی روایتیں اور مفروضے فرسودہ ہو رہے ہیں۔ ایک عام خیال ہے کہ انسان پر صحبت کا گہرا اثر پڑتا ہے صحبت صالح ترا صالح کند۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے کہ انسان اپنے دوستوں کی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ فطرت والے اس بات کو سو فی صد صحیح نہیں سمجھتے ان کا کہنا ہے کہ اچھی یا بری صحبت انسان پر لادی نہیں جاتی انسان خود اس کا انتخاب کرتا ہے اگر ایک انسان بدچلن لوگوں کے درمیان رہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اسے بری صحبت نے بگاڑ دیا۔ کیا برے لوگ اسے گود میں اٹھا کر گھر سے لاتے ہیں؟ کیا وہ اسے زبردستی اغوا کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے ان کی صحبت قبول کرتا ہے۔ اس کے پاس ہمیشہ انکار کا اختیار رہتا ہے جسے وہ استعمال نہیں کرتا وہ اپنی اندرونی خواہشوں سے مجبور ہو کر ان لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے اور بدنامی اس کے دوستوں کے سر تھوپی جاتی ہے۔ یہی حال اچھی صحبت کا ہے اذان کی آواز سن کر لوگ مسجد کی طرف دوڑتے ہیں۔ خوشی خوشی لوگ وعظ کی محفلوں میں شریک ہوتے

وہ ماحول سے متاثر نہیں ہوتے یورپ اور امریکہ میں لاکھوں آباد ہیں۔ وہاں کا ماحول غیر اسلامی ہے وہاں انفرادیت پر زور دیا جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے قول اور فعل میں آزاد ہے عیش و آرام کے سامان بہم ہیں بے راہ روی پر کوئی نہیں ٹوکتا اس کے باوجود وہاں آئے دن نئی نئی مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ جمعہ کے دن مسجدوں میں نمازیوں کی اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ انہیں سڑک پر نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ کفر و الحاد کا ماحول ان پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ رہے وہ لوگ جو وہاں جا کر بگڑ جاتے ہیں وہ تو یہاں رہ کر بھی بے راہ روی اختیار کرتے ہیں۔

سائنس دانوں نے اس گتھی کو سلجھانے کے لئے کئی تجربے کئے ایک بار انہوں نے ایک ڈاکو کے نوزائیدہ بچے کو کالج کے ایک پروفیسر کے گھر میں رکھا اور پروفیسر کے بچے کو ڈاکو کے گھر میں رکھا جب دونوں بچے جوان ہوئے تو انہوں نے اپنے نقلی باپوں کے پیشے اختیار کر لئے جو بچہ ڈاکو کے یہاں پلا تھا وہ ڈاکو بن گیا جو پروفیسر کے یہاں پلا تھا وہ ایک اسکول میں ٹیچر بن گیا۔ سائنس دان ان کی زندگی اور حرکات و سکنات کا مطالعہ کر رہے تھے۔ انہیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ ڈاکو کا بچہ ٹیچر تو بن گیا لیکن وہ اکثر لائبریری سے کتابیں چرا لے جاتا دعوت میں جاتا تو میزبان کے گھر سے کوئی قیمتی چیز چپکے سے جیب میں ڈال لیتا ادھر پروفیسر کا بیٹا چور بن گیا۔ لیکن وہ اپنا خالی وقت مطالعہ میں گذارتا تھا اس طرح دونوں میں ماحول کی پوری مساعدت کے باوجود فطرت کا کانٹا کھٹکتا رہا۔

جین کی تحقیقات اب ایک خطرناک موڑ پر پہنچ گئی ہے جس طرح سائنس دانوں نے ایٹم کو توڑ کر ایٹم بم بنایا تھا اسی وہ جین کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے جینز کو بدلا جا سکتا ہے اور حسب فرمائش انسان پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً کند ذہن مزدور جنگ جو سپاہی اور عالم فاضل انسان مرضی کے مطابق پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ یہ قدرت کے کام میں دخل اندازی ہے ایک ڈکٹیٹر ہزاروں لاکھوں سپاہی پیدا کر سکتا ہے۔ ان انسانوں کی فطرت میں بہادری اور جنگ جوئی کا جذبہ ہوگا۔ ایک مطلق العنان حاکم ایسی رعایا پیدا کر سکتا ہے۔ جو کند ذہن اور بھولی بھالی ہو جو اس کے ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھا سکے۔ اس طرح دنیا کا نظام چند آدمیوں کے ہاتھ میں آجائے گا اور وہ اپنی من مانی کریں گے۔ اگر کبھی ایسا ہوا تو ماحول والے منہ تکتے رہ جائیں گے۔ وہ انسان کی فطرت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

بقیہ:- داتا گنج بخشؒ

کے زانو پر تھا۔ ان کے علاوہ بھی داتا صاحبؒ نے بہت سے شیوخ سے استفادہ کیا جن میں ابوالقاسم الجرجانی القشیری اور ابوالعباس الشتانی کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں ظاہری علوم کے اساتذہ کا ذکر نہیں کیا، لیکن تفسیر و حدیث کی طرح فقہ اور معقولات میں یقیناً دسترس رکھتے تھے ایک جگہ مسائل فقہ خود پڑھانے کا ذکر کیا ہے۔

داتا صاحبؒ اہل سنت اور حنفی تھے۔ باقاعدہ، قرامطہ باطنیہ، اور روافض کی مدلل تکذیب کرتے تھے شیخین رضی اللہ عنہما سے کمال عقیدت کے سلسلہ میں یہ امر لائق ذکر ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو طریقت یا ولایت کا امام مانتے ہیں موزوں طبیعت پائی تھی بیسوں عربی اشعار ان کے ذوق لطیف کے گواہ ہیں موصوف نے جوانی میں شعر کہے اور اپنا دیوان مرتب کیا جو کوئی چرا کر لے گیا اور اسے اپنے نام سے مشہور کر دیا۔ کشف المحجوب میں صراحتاً اپنا صرف ایک شعر نقل کیا ہے انشاء پردازی کا بہترین ثبوت ان کی یہی کتاب ہے جو نثر فارسی کے ابتدائی دور میں تصنیف ہوئی۔ اس کے علاوہ نو کتابیں تصنیف کیں جن کے صرف نام باقی رہ گئے ہیں:-

۱) دیوان، ۲) منہاج الدین ۳) اہل صفہ، ۴) منصور حلاج، ۵) رسالہ اسرار الخرق والمؤنات، ۶) کتاب فنا و بقاء، ۷) کتاب البیان لاہل العیان، ۸) بحر القلوب، ۹) الرعایۃ لحقوق اللہ۔

تعلیم نسواں ۔ انتہائی ضروری

مگر...

ڈاکٹر اقبال کو خدا غریق رحمت کرے۔ انہوں نے دور حاضرہ کی لڑکیوں اندھی آزادی کے بارے میں بالکل درست کہا ہے۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی + ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین + پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

لیجئے اب پردہ بھی اٹھ چکا ہے۔ ایک نیا سین ہمارے سامنے ہے، اور ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس پر حیران و پریشان ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہماری لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ بن گیا ہے۔ اگر انہیں تعلیم نہیں دی جاتی ہے تو اس کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔

تعلیم بڑی اچھی چیز ہے، اس کے بغیر زندگی میں کچھ لطف ہے اور نہ کیف، لیکن میں جب موجودہ تعلیم کا یہ اثر دیکھتی ہوں کہ اس تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد اکثر و بیشتر لڑکیاں ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں ان کے دیدے چاق ہو جاتی ہیں۔ گھر کے کام کاج سے انہیں دلچسپی نہیں رہتی، پارکوں میں گھومتی پھرتی رہتی ہیں، اور سینما گھروں کی زہریلی فضا میں سانس لینا، گھروں کی پاکیزہ فضا سے بہتر سمجھنے لگتی ہیں۔ تو یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں یہ سوچتی ہوں کہ ایسی غلط تعلیم سے تو اللہ محفوظ ہی رکھے۔

ایک لڑکی سے میں بخوبی واقف ہوں، میں نے اس کا بچپن بھی دیکھا ہے۔ اور اب اس کی جوانی بھی دیکھ رہی ہوں، بہت اچھے خاندان کی لڑکی ہے۔ اور چونکہ اس نے ایک تعلیم یافتہ اور مہذب گھرانے میں پرورش پائی ہے۔ اس لئے وہ تعلیم سے بے بہرہ کیونکر رہ سکتی تھی۔ مگر یہ لڑکی جب تک اسکول میں تعلیم حاصل کرتی رہی اس میں کوئی خرابی یا لغزش پیدا نہیں ہوئی لیکن ہائر سکنڈری کے بعد جب سے اس نے کالج کے فضا میں قدم رکھا ہے یہ لڑکی بالکل بدل گئی ہے۔

دشواری یہ ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں کو ایسے کالجوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے جہاں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ لڑکیوں کے کالجوں کی کمی ہے۔ لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے حجاب تقریباً اٹھ گیا ہے۔ اور کالج کے لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کا میل جول بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ لڑکی اچھے برے نوجوان کے ساتھ نتائج کی پرواہ کئے بغیر اپنا وقت گذارتی ہو کبھی اس سے لغزش ہونے کی ہی نہیں۔

غرض کہ کالج کی ملی جلی تعلیم نے اس لڑکی میں غیر معمولی آزادی کا رجحان پیدا کر دیا ہے۔ جو آگے چل کر خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے یہ لڑکی اگرچہ پڑھی لکھی ہے اور صورت شکل میں بھی بری نہیں ہے لیکن اس کے والدین اس کی طرف سے فکرمند رہنے لگے ہیں کیونکہ کافی عمر ہونے کے باوجود کوئی بھی بھلا گھرانہ اس لڑکی کے لئے پیغام دینے کے لئے تیار نہیں جو کوئی بھی اس کے حالات سنتا ہے کانوں پہ ہاتھ دھر لیتا ہے۔ اور کہہ دیتا ہے کہ ہمارے گھر میں ایسی لڑکی کا نباہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات کچھ غلط بھی نہیں ہے۔ بھلا جو لڑکی کنوارے پنے میں غیروں کے ساتھ گھومنے اور تفریح کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتی ہو اس سے کیوں کر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کسی بھلے گھر میں جا کر اچھی بہو، فرض شناس بہو اور اچھی ماں ثابت ہو سکے گی۔؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی بھلا گھرانہ اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے تو پھر اس کا انجام کیا ہوگا۔ کیا یہ کنواری رہ کر اپنی زندگی گذارے گی۔ اگر اس نے ایسا کر بھی لیا تو زندگی کا کیا لطف اٹھائے گی۔؟

عموماً ایسی لڑکیوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ آگے چل کر خود ہی اپنی مرضی سے شادیاں کر لیتی ہیں۔ اور شادیاں چونکہ عموماً عشق اور عاشقی کا نتیجہ ہوتی ہیں اس لئے مشکل ہی سے کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔ کیوں نہیں جانتا کہ عشق کا جو بھوت چڑھا ہوا ہے جوانی کا جوش ہوتا ہے۔ چند دنوں ہی میں ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد گھریلو زندگی میں بدمزگیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ مختصر یہ کہ ایسوں کی زندگیاں عام طور پر

بے کیف ثابت ہوتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے کالجوں میں لڑکے اور لڑکیوں کو جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ نہایت ہی ناقص ہے۔ اس تعلیم سے نہ اخلاق پر اچھا اثر پڑتا ہے اور نہ تربیت ہوتی ہے۔ یہ ساری تعلیم مغرب کی کورانہ تقلید ہے، چنانچہ ناقص تعلیم کے بعد جو گل مغربی ملکوں میں کھل رہے ہیں وہی یہاں بھی کھلنے لگے ہیں۔ پھر لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کے طفیل آئے دن بڑے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔

اس طویل سرگزشت کے بعد جو بات میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ اگر لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانی ہے تو انہیں لڑکیوں ہی کے کالج داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جہاں تک اسکول کی تعلیم کا تعلق ہے اس میں تو کوئی دشواری نہیں، کیونکہ تمام چھوٹے بڑے شہروں یہاں تک کہ قصبوں میں بھی لڑکیوں کے لئے ہر جگہ زنانہ موجود ہیں، لیکن کالج کی تعلیم میں یہ دشواری یہ ہے کہ زنانہ کالجوں کی کمی کی بنا پر لڑکیوں کو مجبوراً لڑکوں کے کالجوں میں لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے جس کا عام طور پر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ لڑکیوں میں آزاد روشی بڑھ جاتی ہے جو نہایت مضر ہے۔

ہمارے یہاں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنی لڑکیوں کو مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینا قطعی بند کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکیوں ہی کے لئے نہیں بلکہ لڑکوں کے لئے بھی مذہبی اور اخلاقی تعلیم نہایت ضروری ہے اور یہ تعلیم گھروں پر ہی دی جا سکتی ہے۔ لڑکیوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ بڑے ماحول میں رہنے کے باوجود اخلاقی لغزشوں سے بڑی حد تک محفوظ ہو جاتی ہیں۔

میں لڑکیوں کی تعلیم کی بڑی حامی ہوں لیکن ایسی تعلیم جو انہیں چراغ خانہ کے بجائے شمع محفل بنا دے، اس کی میں شدید مخالف ہوں۔

> اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
> تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن اپنا تو بن
>
> — اقبال

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے
تقریری مقابلے

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح امسال بھی اردو ذریعہ تعلیم کے کوکن کے ہائی اسکولوں کے مابین مقابلے منعقد ہوں گے۔

امسال کے ضلعی سطح اور فائنل کے مقابلوں کے لئے مندرجہ ذیل عنوانات طے کئے گئے ہیں۔

۱۔ اسلام میں پڑوسی کے حقوق۔
۲۔ جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے
۳۔ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
۴۔ اُف! یہ مہنگائی (طنزیہ)

جماعت ہشتم، نہم اور دہم کے طلبہ و طالبات ان عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر طبع آزمائی کر سکتے ہیں

ضلعی مراکز اور تاریخ کا اعلان جلدی کیا جائیگا۔

(نقش کوکن ٹیلنٹ فورم)



تاریخی شخصیت (۶)
داتا گنج بخش رحؒ

داتا گنج بخش رحؒ کا نام شیخ علی ہجویری تھا کنیت ابوالحسن تھی اور والد کا نام عثمان ابن علی یا "بوعلی" تھا وطنی نسب انھوں نے خود الجلابی الغزنوی ثم الہجویری " تحریر کی ہے جلاب شہر غزنین کا محلہ اور ہجویر غزنین ہی کی مضافاتی بستی تھی تاریخ ولادت کا صحیح علم نہیں اندازہ یہ ہے ۔۴۰۰ھ/۱۰۱۰ء کے قریب پیدا ہوئے ہوں گے ۔ یہ سلطان محمود غزنوی کا عہد (۳۸۸ھ/۹۹۸ء تا ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) اور دارالسلطنت غزنہ کے عروج کا زمانہ تھا

داتا صاحب کا خاندان علم و تقویٰ سے متصف تھا ان کے ماموں کا لقب تاج الاولیاء تھا جس محلہ میں ان کا مزار تھا وہ بھی اسی نام سے معروف ہوا ۔ داتا صاحب کے والدین کی آخری آرام گاہیں اسی قبرستان میں تھیں جن کی زیارت گیارہویں صدی ہجری میں شہزادہ داراشکوہ (۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء) نے کی تھی ۔ داتا صاحب کے حالات زندگی پانچویں چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کی کسی تاریخ میں نہیں ملتے ۔ سب سے پہلے ان کا ذکر ہمیں شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات میں ملتا ہے جو امیر حسن سنجری دہلوی نے کتاب فوائد الفواد کی صورت میں قلم بند کئے تھے ۔

ہمارے علم میں صوفیہ کا پہلا اور معتبر تذکرہ جس میں داتا صاحب کا باقاعدہ تذکرہ آیا ہے ۔ ملا نورالدین جامی کا نفحات الانس ہے جو ۸۸۳ھ/۱۴۷۸ء کی تالیف ہے اس میں نام کنیت اور وطن تو لکھا ہے مگر ولادت اور وفات یا مدفن کا ذکر نہیں آیا ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی سے مرید ہونے اور متعدد مشائخ سے استفادہ کرنے کا حال بیان کیا ہے ۔ نیز یہ کہ وہ کشف المحجوب کے مصنف ہیں جو تصوف کی مشہور اور معروف کتابوں میں سے ہے پھر اسی کتاب سے داتا صاحبؒ کے پانچویں صدی ہجری کے دو واقعات درج کئے گئے ہیں ۔ بظاہر جامی کو بھی ان کے متعلق بجز کشف المحجوب اور کوئی ذریعہ معلومات نہیں مل سکا دوسرا حوالہ آئین اکبری ج ۳ میں آتا ہے جس میں برصغیر کے اڑتالیس منتخب کا ذکر کیا ہے ۔ داتا صاحبؒ کا نام و نسب بتا کر ان کے علم و عرفان اور تصنیف کشف المحجوب کی ستائش کی ہے ۔ نیز ان کی خوابگاہ لاہور میں بیان کی ہے ۔ آئین اکبری کے چار سال بعد لعل بیگ بخشی شہزادہ مراد ابن اکبر بادشاہ نے ثمرات القدس" تالیف کی جس کی ایک منقولہ روایت اوپر بیان ہوئی دیگر حالات نفحات یا کشف ہی سے لئے ہیں مگر یہ بات کہ داتا صاحبؒ قیام لاہور کے زمانے میں اپنے علم و فضل کے باوجود بچوں کو پڑھایا کرتے تھے ۔ نیز وفات کے متعلق دو افسانوی روایتیں مولف کا افسانہ ہیں اسی صدی کے وسط کا زیادہ مشہور تذکرہ سفینۃ الاولیاء ہے جسے شہزادہ داراشکوہ نے جوان عمری یعنی ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں مرتب کیا تھا اس میں وہ داتا صاحبؒ کے علم و تقویٰ طول طویل سیر و سیاحت اور ان کی تصانیف مجملاً کشف المحجوب کی تعریف کرتا ہے ۔ ان کے مزار کے متعلق داراشکوہ نے لکھا ہے کہ یہ لاہور شہر میں قلعے سے مغرب کی طرف ہے سال وفات ۴۵۶ھ اور بروایت دیگر ۴۶۴ھ بیان کیا ہے ۔

متاخر تذکروں کے خاص ماخذ نفحات الانس اور سفینۃ الاولیاء ہی ہیں ان دونوں میں سوانحی حالات بہت مختصر لکھے گئے لا محالہ ہمیں اصل سرچشمے یعنی کشف المحجوب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ یہ بے مثل کتاب غالباً مختلف اوقات میں لکھی گئی جو متعدد موضوعات پر مشتمل ہے بعض کا ذکر درج ذیل ہے :-

تمہید، تسمیہ، علم اور تصوف کی حقیقت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اولیائے سابقین کا تذکرہ پھر دس ائمہ صوفیہ متاخرین جن میں بعض کتاب کی تصنیف کے وقت زندہ تھے اور کچھ وہ ہیں جن سے مصنف رحؒ خود مستفید ہوئے کتاب کے اس حصہ میں ایک حوالاتی باب (چہاردہم) اپنے

عہد کے بارہ فرق صوفیہ پر قلم بند کیا ہے جن میں دس مقبول اور دو "مردود" یعنی اسلامی عقائد سے ہٹے ہوئے تھے آگے چل کر ایک باب (سیزدہم) ممتاز متاخر صوفیہ پر ہے جس میں علاقہ وار ہر بزرگ کا نام اور مختصر حال دیا ہے ان کی تعداد چالیس ہے ضمناً لکھتے ہیں: سب کا حال تحریر کرنا ممکن نہیں صرف خراسان میں تین سو بزرگوں سے ملا۔ ان میں سے ہر ایک صاحبِ مشرب تھا اور تنہا ساری دنیا کے لئے کافی ہوتا (ص ۱۳۶) آخری حصہ جو تقریباً ثلث کتاب پر محیط ہے "کشفِ حجابات" کے زیرِ عنوان گویا مصنف کی اصل تعلیم پر مشتمل ہے اس میں معرفتِ الٰہی توحید ایمان ارکانِ اسلام (صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ) فلسفۂ ازدواج مسئلہ سماع اور ان کے فروع پر بڑی عالمانہ بحثیں کی ہیں ایک باب (دسی دسوم) میں صوفیہ کی مصطلحات ان کی اقسام کی در موز کی شرح بیان کی گئی ہے کتاب میں منقول عربی اشعار اور مشائخ کے اقوال کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔

ایک سو چوبیس احادیث نبویؐ اور قریب قریب تین چوتھائی قرآن حکیم کی سورتوں سے دو سو چونتیس آیات کریمہ استناداً لائی گئی ہیں جو مصنف کے حیرت انگیز وسیع اور مستحضر علم کی شاہد عادل ہیں۔

کتاب میں اسلامی تصوف کا بہت بلند معیار پیش کیا گیا ہے۔ صوفی کا اشتقاق صفا سے اور اسکی اصل غیر اللہ سے دل کا انقطاع بتاتے اور اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ درحقیقت صوفی کامل ولی ہی کا نام ہے۔ مصنف تحقیق پسند تھے اور تحقیق کا بھی بہت بلند مجتہدانہ معیار ان کے پیش نظر تھا پہلے ہی باب میں جو علم کے وجوب فضیلت پر ہے زور دیتے ہیں کہ علم کے لئے عمل اور درایت تفہیم وتحقیق ضروری ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے استشہاد کرتے ہیں کہ همة العلماء الدراية وهمة السفهاء الدواية۔ تمثیلات میں اخلاق والٰہیات کے معارف بکھرے پڑے ہیں جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں ہے اسی طرح جگہ جگہ نفسِ انسانی کی وہ کوتاہیاں بھی منظرِ عام پر لاتے ہیں جن تک صرف بزرگانِ باعمل ہی کی نگاہ پہنچ سکتی ہے۔

کتاب کے مطالعے سے پہلا مجموعی تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنف کی عمر کا بڑا حصہ سیاحت وسفر میں گذرا جس کا مقصد علم ومعرفت حاصل کرنا تھا محولہ مقامات کے ناموں سے عیاں ہے کہ وہ برصغیر کرمان، سیستان، شمال میں ترکستان وماوراءالنہر مغرب میں ایران کے اکثر اضلاع (خوزستان، طبرستان، آذربیجان، قہستان، فارس، عراق وشام (فلسطین تک سفر کرتے رہے حرمین شریفین کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس زمانے کی عام مشکلات سفر کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ داتا صاحبؒ اکثر پیادہ پا سفر کرتے اور حسبِ ضرورت کسی مسجد یا خانقاہ میں ٹھہر جاتے تھے۔

ساری عمر تجرد میں بسر کی کشف المحجوب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں زہد ترک کا میلان بہت زیادہ ہے اور وہ اکثر مجاہدات در یاضات شاقہ کیا کرتے تھے جسے اس زمانے کے اعلیٰ طبقے کے مسلمانوں کی عیش پرستی حبِ مال وجاہ اسراف وتکلفات کا شدید ردِ عمل کہا جا سکتا ہے۔

داتا صاحب کا سلسلہ طریقت تین واسطوں سے سید الطائفہ جنید بغدادیؒ تک پہنچتا ہے ان کے پیر ابوالفضل محمد بن الحسن الختلیؒ کا وطن دریائے جیحون کا بالائی علاقہ ختلان تھا۔ لیکن جبل لکام کے موضع بیت الجن میں جا بسے تھے جو دمشق کے جنوب مغرب میں اس کے اور بانیاس کے درمیان واقع تھا۔ عارف کامل اور زاہد مرتاض تھے۔

ایک عمر خلوت میں گذاری فقر واستغنا کا یہ حال تھا کہ مدت تک ایک ہی جبہ پہنا اور اسی میں پیوند پر پیوند لگاتے رہے۔ ان کا قول تھا کہ الدنیا یوم ولنا فیها صوم (دنیا ایک دن کی ہے اور اسی میں ہمارا روزہ ہے) ایسی فقیری کے باوصف داتا صاحبؒ شاہد ہیں کہ ان جیسا بارعب شخص میں نے نہیں دیکھا۔ داتا صاحبؒ عرصے تک سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے اور انتقال (۴۶۰ھ / ۱۰۶۸ء) کے وقت ان کا سر داتا صاحبؒ

(بقیہ: صفحہ ۲۷ پر)

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کا اردو مضمون کیلئے دو روزہ سمینار

ایس. ایس. سی کے نتائج برآمد ہونے کے بعد عام طور پر یہ شکایت کی جاتی ہے کہ ہمارے طلبہ دیگر مضامین میں تو اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں مگر اپنی مادری زبان (اردو) میں پچھڑ جاتے ہیں. اکثر دیکھا گیا ہے کہ ذہین طلبہ حساب، سائنس حتیٰ کہ سوشل سائنس جیسے مضامین میں ۹۰ فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں مگر وہی طلبا اردو زبان کا "اچھا" پرچہ لکھنے کے باوجود ۸۰ تا ۸۵ فیصد نمبروں سے آگے نہیں بڑھ پاتے جس کی بنا پر ان طلبہ کے مجموعی اوسط نمبروں پر اثر پڑتا ہے اور انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلہ میں دشواری پیش آتی ہے.

ایک جائزہ کے بعد نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے طے کیا ہے کہ اس سال اردو پڑھانے والے اساتذہ کا دو روزہ سمینار منعقد کیا جائے جس میں بورڈ کا اردو کا پرچہ سیٹ کرنے اور جانچنے کا طویل تجربہ رکھنے والے اساتذہ کو مدعو کر کے ان سے رہنمائی حاصل کی جائے.

اس مقصد کی بجا آوری کے لئے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام بروز سنیچر و اتوار بتاریخ ۲۸ اور ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء (دو روز کے لئے) بمقام فنجدار ہائی اسکول وہور (نزد مہاڈ) ضلع رائے گڈھ ایک سمینار منعقد ہوگا جس میں اردو زبان کے ماہر اساتذہ کوکن کے ہائی اسکولوں میں اردو پڑھانے والے اساتذہ کی رہنمائی کریں گے. اور اردو اساتذہ ان سے کھل کر سوالات پوچھ پائیں گے تاکہ اردو مضمون کے نتیجہ کو مزید اطمینان بخش بنایا جاسکے. سمینار ۲۸ ستمبر کو صبح گیارہ بجے شروع ہوگا اور اتوار ۲۹ ستمبر سہ پہر میں اختتام کو پہونچے گا.

آپ سے استدعا ہے کہ اس دو روزہ سمینار میں آپکے ہائی اسکول کے ہشتم، نہم، اور دہم درجات میں اردو پڑھانے والے اساتذہ کو شریک فرمائیں. اور ایک گذارش یہ بھی ہے کہ شرکت کرنے والے اساتذہ کے اسمائے گرامی کی ہمیں اطلاع دیں. اس کے لئے ایک کنفرمیشن سلیپ تمام اردو اسکولوں میں بھیج چکے ہیں اسے پُر کر کے فوراً لوٹائیں. تاکہ شریک ہونے والے اساتذہ کی صحیح تعداد کا اندازہ ہوسکے. اور ان کے قیام و طعام کے انتظامات کرنے میں ہمیں آسانی ہو (قیام و طعام کا انتظام نقش کوکن کے ذمہ ہوگا)

امید ہے کہ اس بامقصد تعلیمی سرگرمی کی تکمیل میں آپ ممکنہ تعاون سے نوازیں گے. (آمین)

سکریٹری

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم ممبئی.



اخبار و اذکار

ف بن صاد

تاریخ کوکن کے مصنف

ڈاکٹر مومن محی الدین کو صدر جمہوریہ ہند کا قومی اعزاز

یوم آزادی کے موقع پر فارسی میں عالمانہ فضیلت کی سند اور دس ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ (تاحیات) امسال ڈاکٹر مومن محی الدین کو تفویض کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مومن بمبئی یونیورسٹی سے ایم۔ اے کرنے کے بعد ریسرچ کرنے کے لیے برطانیہ گئے۔ جہاں سے انہوں نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری حاصل کی۔ وہاں سے لوٹنے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، بھوپال، پونہ اور شملہ کے مختلف علمی و تحقیقی اداروں سے وابستہ رہے۔ آپ ایک عرصہ تک بمبئی یونیورسٹی کے غیر ملکی زبانوں کے شعبے سے بطور استاد منسلک رہے ہیں۔

فارسی زبان و ادب کے علاوہ علوم اسلامیہ اور ہندوستان کی تاریخ پر بھی آپ کی گہری نظر ہے۔ انگریزی میں مغل عہد میں انشاء اور دارالانشاء کے عنوان پہ آپ کی تصنیف کو آج بھی بنیادی کام سمجھا جاتا ہے آپ کے علمی مضامین اردو، فارسی اور انگریزی کے بیشتر علمی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

"تاریخ کوکن"، اور کھیوٹڈی کی اولین تاریخ، "تذکرہ حضرت دیوان شاہ"، ڈاکٹر مومن کی مقبول عام تحقیقی تالیفات ہیں۔

فی الوقت انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ نئی دہلی کے سینئر فیلو کی حیثیت سے عہد وسطیٰ میں کوکن کے مسلم معاشرے پر تحقیق کر رہے ہیں۔ جو کوکن تہذیبی فکری اور سماج تاریخ پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہوگی۔

آئیڈیل ہائی اسکول چیتا کیمپ

ادارہ ہذا کا امسال ایس۔ ایس سی کا نتیجہ تقریباً ۸۵ فیصد رہا ۴۷ طلباء شریک امتحان ہوئے ۳۹ نے کامیابی حاصل کی ۵ ڈسٹنکشن ۱۲ درجہ اول ۱۸ درجہ دوم اور چار پاس کلاس میں کامیاب ہوئے۔

سہیل فاروقی ۸۵٫۸۳ فیصد کے ساتھ سرفہرست رہا۔

زرینہ پرکار کی کامیابی

نقش کوکن کے رفیق کار جناب حسین طاہر پرکار متوطن کالستہ (چپلون) کی دختر زرینہ نے امسال (سومایہ کالج) بمبئی یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی فائنل کا امتحان درجہ اول میں کامیاب کیا سلسلہ تعلیم جاری رکھتے ہوئے مس زرینہ نے ڈاکٹری کے شعبے میں قدم رکھا ہے تاکہ اپنے والد کی طرح وہ بھی خدمت خلق میں لگی رہے

زرینہ کا ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔

حکومت مہاراشٹر کی جانب سے معمر فنکاروں و ادیبوں کو مالی امداد کی اسکیم

ریاست مہاراشٹر کے معروف فنکاروں اور عمر رسیدہ ادیبوں کو وظیفہ دینے اور مالی امداد کی غرض سے حکومت کے زیر اہتمام فنکار داد بار حضرات کو ایک اسکیم کے تحت ۹۲-۱۹۹۱ء کے لئے بنائی گئی ہے اس اسکیم سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند حضرات سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں یہاں اشاعت کے لئے آئے ہوئے لیٹر میں یہ کہا گیا ہے کہ۔

مرد و زن فنکار و ادیب عریضہ کنندہ کی عمر کا ۵۰ سال کا ہونا لازمی شرط ہے۔ عریضہ کے فارم سنچالک سنسکرتک کاریہ اولڈ سیکریٹریٹ وستار بھون پہلا منزلہ مہاتما گاندھی مارگ بمبئی۔ ۴۰۰۰۳۲ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

اپنے خطوں پر ہمیشہ اپنے مکمل پتہ لکھئے۔ نامکمل پتے والے اور بے نام خط شائع نہیں کئے جائینگے (ادارہ)

نئی ممبئی ریلوے دسمبر سے شروع ہوگی

نئی ممبئی سے جوڑنے والی مانخورد بیلاپور ریلوے لائن پر مضافاتی ٹرین سروس دسمبر ۹۱ء سے شروع ہو جائے گی۔ اس توقع کا اظہار سڈکو کے ٹرانسپورٹ منیجر آر کے جھا نے کیا ہے انہوں نے بتایا کہ اس سیکشن پر پانچ ریلوے اسٹیشن قائم کئے جائینگے جن میں سے واشی اور بیلاپور اسٹیشن بڑے ہونگے جہاں چھ سے آٹھ پلیٹ فارم بنائے جائینگے۔

ایک پلیٹ فارم سے دوسرے پلیٹ فارم پر جانے کیلئے زمین دوز راہداری تعمیر کی جائے گی۔ مانخورد بیلاپور ریلوے لائن کی تعمیر پر کل تین سو کروڑ روپیئے کی لاگت آئیگی جس میں سے دو سو کروڑ روپیہ سڈکو نے دیا ہے اسطرح بیلاپور سے اورن کیلئے بھی ریلوے لائن تعمیر کی جائے گی جس کا سروے کا کام پورا کیا جاچکا ہے۔

کوکنی طالبہ کی امریکہ میں نمایاں کامیابی

جناب ابراہیم عبدالرحمٰن سروے متوطنی آڑا ضلع رتناگری پچھلے بیس سالوں سے لندن میں مقیم تھے گذشتہ چار سالوں سے کلفودنیا امریکہ میں ایک کامیاب تاجر ہیں۔ ان کی دختر فہمیدہ سروے نے کلفودنیا امریکہ میں آنرز کیساتھ ڈپلومہ پاس کیا فہمیدہ ۹ ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو لندن میں پیدا ہوئی ابتدائی تعلیم لندن میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۷ء میں والدین کے ساتھ امریکہ چلی گئی وہاں ریاست کلفورنیا کے کالج سے بہت ہی کم عمر میں یہ اعلیٰ سند حاصل کی مستقبل میں ایڈوکیٹ بننے کی جد وجہد کر رہی ہے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے

مرسل: عثمان جھوانے لنڈن

انجمن اتحاد المسلمین کوکنی ابوظہبی کا انتخاب

۱۹ ر اپریل ۹۱ء کو عیدملن کی ایک پرتکلف تقریب کے بعد جس میں حضرت مولانا ظفر الحسن نے بصیرت افروز تقریر کی۔ انجمن کا سالانہ انتخاب عمل میں آیا جو حسب ذیل ہے۔

صدر۔ جناب عباس حسین سروے

نائب صدر۔ جناب عبدالغنی موٹلیکر

سکریٹری: عبدالرحیم قاضی، جوائنٹ سکریٹری محمود توریکر، خازن فرمان پالنکر۔ نائب خازن شبیر مونڈے۔

انجمن اتحاد المسلمین کوکنی ابوظہبی کی سرگرمیاں

انجمن ھٰذا پچھلے چند سالوں سے ابوظہبی (متحدہ عرب امارت) میں کار خیر انجام دے رہی ہے جس کا مقصد کوکنی بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہونا، ناگہانی آفت میں مسلم بھائیوں کو مالی مدد فراہم کرنا، کوکن کے ذہین اور محنتی طلبار کو فنی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے امداد انجمن کے بنیادی مقاصد ہیں۔

انجمن کی کارکردگی کچھ اس طرح رہی ہے

۱) میرٹھ کے مظلوم لوگوں کو فنڈ کا اہتمام

۲) کشمیری لوگوں کیلئے زکوۃ کا اہتمام۔

۳) بنگلہ دیش ریلیف فنڈ میں چندہ

۴) نومسلم اور کوکن کے مستحق لوگوں کو زکوۃ سے امداد۔

۵) ہرنئی ایجوکیشن سوسائٹی ہرنئی ضلع رتناگری کے عربی کلاس کی شروعات کیلئے پچاس فیصد کا عطیہ۔

۶) مدرسہ حسینیہ کے تقریری مقابلہ کیلئے نقد انعامات۔

اڈکھل کی نئی انتظامی کمیٹی

جماعت المسلمین زو تیکر محلہ ٹرسٹ اڈکھل بندر تعلقہ داپولی ضلع رتناگری نے ۲۵ ر جولائی ۱۹۹۱ء کو جماعت کی نئی انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی۔ جو حسب ذیل ہے

صدر: شمس الدین، فضل الدین قاضی نائب صدر: عبدالکریم، ابراہیم مانڈلیکر۔ خازن اصغر حسین مالگونڈکر۔ صدر فنڈ کلکشن کمیٹی عبدالغفور علی قاضی، صدر قبرستان دمرمن کمیٹی عبداللہ غلام محی الدین خان۔ صدر مسجد کمیٹی شرف الدین محمود مقادم۔ صدر لیگل ایڈوائزر اسماعیل عبدالقادر قاضی۔ چیرمین انتظامیہ کمیٹی۔ ایوب عباس قاضی۔ جنرل سکریٹری۔ عثمان داؤد سارنگ

نامہ نگار

احمد جعفر پٹھان (احمد ندیم)

اُرن میونسپلٹی کے نئے چیرمین

اُرن (ضلع رائے گڑھ) میونسپل کونسل میں جناب علی حیدر مقری کو پبلک ورکس کمیٹی کا چیرمین چن لیا گیا ہے۔

پروفیسر عرفان فقیہ کالج کے پرنسپل مقرر

ہمارا شٹر کالج (بمبئی) کے شعبۂ عربی کے استاد پروفیسر عرفان فقیہ کو بھیونڈی غلام محمد دمینر ڈگری کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔

سوسائٹی کے زیر نگرانی غلام محمد دمینر کالج میں پروفیسر عرفان فقیہ صاحب کا بحیثیت پرنسپل تقرر ایک مثبت قدم ہے۔

دلشاد لالو کی کامیابی!

دلشاد بیگم علی لالو نے انجمن تبلیغ الاسلام اردو ہائی اسکول کرلا بمبئی سے مارچ ۱۹۹۱ء کے SSC کے امتحان میں ۲۸ر۸۰ فیصد مارکس لے کر کامیابی حاصل کی طالبہ کا تعلق موضع مراد پور (لاٹون) تعلقہ منڈن گڈھ رتناگری سے ہے۔

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کی طرف سے وظیفے

امسال بھی کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کی جانب سے جماعت آٹھویں تا بارویں، آئی ٹی آئی، کالج اور دیگر تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ضرورت مند غریب اور نادار مسلم طلبہ اور طالبات کیلئے اسکالرشپ دی جائے گی۔ مخصوص فارم میں درخواستیں مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۱ء تک مطلوب ہیں۔

درخواستوں کے ساتھ سالانہ امتحان کے مارکس شیٹ کی جیراکس کاپیاں منسلک کرنا ضروری ہے۔ ادھوری اور مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں زیر غور نہیں ہوں گی۔

مارچ ۱۹۹۱ء کے ایس ایس سی امتحان میں اول نمبر آنے والے رتناگری ضلع کے مسلم طالب علم کو "مستری ایوارڈ" دیا جائے گا۔ تمام درخواستیں ہیڈ ماسٹر کے معرفت آنا ضروری ہیں۔

اسکالر شپ کے عریضہ کا فارم مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر کے حاصل کریں یا بذریعہ ڈاک اپنا پورا پتہ تحریر کردہ پوسٹ لفافہ بھیج کر طلب کریں۔

عبدالمجید مگا ڈونگر ۲۶۹ر کرلا
رتناگری ۔۴۱۵۶۲ (م)

بزم شعر و ادب کوکن بمبئی

بزم ہذا کی ماہانہ طرحی نشست ۱۷ اگست ۱۹۹۱ء کو گورڈن ہال اپارٹمنٹ میں جناب منور رتناگردی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سید کنول صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

انتخاب حسب ذیل ہے

(۱) جناب منور رتناگردی
میکشوں کا لازمی تھا احترام
جھک کے مینا ساغروں تک آگئی

(۲) جناب مہر مہسلائی:
ہم نئی تہذیب کے دریا میں ہیں
سطح پانی کی سروں تک آگئی

(۳) جناب عارف احمدی:
ہاتھ میں وحشیوں کے خنجر ہیں
خیر ہو بات سروں تک آگئی

(۴) جناب محمود الحسن ماہر:
انکساری کا نتیجہ کیا کہیں
دھول قدموں کی سروں تک آگئی

(۵) جناب قاسم منظر:
رازدارانہ لب و لہجہ کی بات
دیکھئے اب خود سروں تک آگئی

(۶) جناب شاداب رتناگردی
ظلم بڑھتے ہی ابابیلوں کے ساتھ
موت ظالم لشکروں تک آگئی

(۷) جناب واحد محسن:
بغض، کینہ پروری، فتنہ گری،
وقت کے پیغمبروں تک آگئی

(۸) جناب سید کنول:
زندگی طے کر کے کتنے مرحلے
پالنے سے مقبروں تک آگئی

(۹) جناب امین لوکنڈے:
حال میں کیا جانے کیا تھی کیفیت
رفتہ رفتہ دلبروں تک آگئی

(۱۰) جناب ہاتف بھارتی:
اک عقیدت سے کئی کرتی شکار
خوئے رہزن رہبروں تک آگئی

ان شعرائے کرام کے علاوہ ڈاکٹر محمود انجم، عزیز آذر، اکرم نائیک، حامد سورتی، صاحبان بھی شریک بزم تھے۔

آئندہ نشست ۲۱ ستمبر ۱۹۹۱ء کو الحاج عارف احمدی صاحب کی صدارت میں غیر طرحی نعتیہ نشست ہوگی۔ اہل ذوق حضرات شرکت فرماکر شکریہ کا موقع دیں۔

(نامہ نگار) سید کنول
سکریٹری بزم شعر و ادب کوکن

نائیک گرلس ہائی اسکول رتناگری میں منعقدہ یوم آزادی

بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول میں ۴۵ واں یوم آزادی کے موقع پر محترمہ شالنی تائی مینن (ریڈ فیسر گوگٹے کالج رتناگری) کے ہاتھوں پرچم کشائی کی گئی۔ اسکول کے احاطے میں لگائے گئے مختلف قسم کے پودوں کا محترمہ ٹپورد ھن (ریڈ فیسر گوگھٹے کالج علم نباتات) نے معائنہ کیا اور محترمہ دلناز شیخ اور جناب عبدالرزاق شاہ نے بالترتیب اول اور دوم نمبر کا انعام حاصل کیا۔ اسی طرح گیتوں اور مختلف امتحانات میں کامیاب بچوں کو انعامات دیئے گئے

داپلی میں اردو اسکول

انجمن اسلام اردو ہائی اسکول داپلی نئی بمبئی میں ۱۷ ر اگست سنہ ۱۹۹۱ء کو اساتذہ اور طلباء کے سرپرستوں کے مابین ایک میٹنگ ہوئی جس میں حاضرین تعداد میں لوگ شریک رہے۔

ہیڈ مسٹریس محترمہ نہمیدہ پردین اور ان کے معاون اساتذہ نے حاضرین کے ساتھ تبادلۂ خیال فرمایا اور ان سے بچوں کی بہتری کے لئے تعاون کی اپیل کی۔ جس میں درج ذیل نقاط زیر بحث آئے۔

(۱) نظم و نسق اور پابندی وقت

(۲) اسکول بس

(۳) ماہانہ فیس

(۴) یونیفارم وغیرہ

سرپرستوں میں جناب محمود قاضی، عمر جمعدار، فاروقی، جانی بھائی خانصاحب وغیرہ نے بحث میں نمایاں حصہ لیا اور سودمند مشورے دیے۔ اختتام میں چائے پیش کی گئی۔ (مرسلہ محمود حسن قاضی)

نیشنل ہائی اسکول ہرنئی اسکالرشپ

سال رواں سنہ ۱۹۹۱ سے ایس۔ ایس۔ سی امتحان میں۔ اول۔ دوم کے علاوہ مندرجہ ذیل مضامین میں اول آنے والے طلباء وطالبات کے لئے اسکالرشپ کا اہتمام کیا گیا ہے

اول آنے والے کو:
عبدالرحیم شیورد ھنکر اسکالرشپ

دوم آنے والے کو:
مرحوم علی صاحب شیخ احمد پادسکر ،،

اردو:
مرحوم عبدالرحمان قطب الدین سردے ،،

انگریزی:
محترمہ آسوماں عبدالرحمان سردے ،،

عربی۔ مراٹھی:
محترمہ عائشہ عثمان پادسکر ،،

سوشل اسٹڈیز
جناب عثمان عبداللہ پادسکر ،،

سیفنس:
جناب عبدالغنی عثمان پادسکر ،،

جنرل سائنس:
جناب داؤد علی میاں شیورد ھنکر اسکالرشپ

جناب ابراہیم عبدالرحمان سردے وطن اڑرہ فلماں ساکن کیلی فورنیا۔ امریکہ جہاں وہ اپنا سوپر مارکیٹ قائم کئے ہوئے ہیں۔ اپنے والد جناب عبدالرحمان سردے اور والدہ آسوماں سردے کا نام سے دو اسکالرشپ جاری کروائے ہیں۔

NK.T-F کے وظیفے

پچھلے سال نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے ہونہار اسٹوڈنٹس کو نہ صرف جلسہ میں سند امتیاز اور یادگاری تحفہ عطا کیا بلکہ ہنوز جبکہ وہ سلسلہ تعلیم جاری رکھے ہیں۔ ماہانہ اسکالرشپ بھی دو سال تک ادا کر رہے ہیں۔

اسکالرشپ کی پہلی ششماہی قسط جلسہ تقسیم انعامات میں ہی انہیں ادا کر دی گئی تھی اور اب دوسری قسط سالانہ امتحان کا نتیجہ دیکھکر اور دوسرے سال میں داخلہ لیتے ہی تیسری ششماہی قسط بھی بذریعہ منی آرڈر ان کے رہائشی پتہ پر بھیج دی گئی ہے۔

جن طلبہ کو یہ وظیفے ادا کردیئے گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں

(۱) تزئین عبدالوہاب چوگلے (زیر تعلیم باندوڈکر کالج آف سائنس تھانہ) کل رقم تین سو روپئے بحساب ۲۵ روپئے ماہانہ، منجانب جناب منشی عبداللطیف خان

(۲) حنیف محمد شفیع پورکر (زیر تعلیم فجندار جونیر کالج دہور ضلع رائے گڈھ) کل رقم

چھ سو روپئے بحساب ۲۵ روپئے ماہانہ منجانب جناب حسن علی ایم مقدم اور ۲۵ روپئے ماہانہ منجانب رحمان فاؤنڈیشن۔

(۳) **ریحان عبدالرشید دشمکھ** (زیر تعلیم الفرید گیڈن جونیئر کالج داپولی ضلع رتناگری) کل رقم چھ سو روپئے بحساب ۲۵ روپئے ماہانہ منجانب جناب عباس حسین سردے اور ۲۵ روپئے ماہانہ منجانب حجانی عزیزہ بی حاجی عبدالکریم چوگلے۔

(۴) **زرین فاطمہ زین العابدین** (زیر تعلیم چاندی بائی منگھانی کالج آف سائنس الہاس نگر ضلع تھانہ) کل رقم چھ سو روپئے بحساب ۵۰ روپئے ماہانہ منجانب حوا بائی سینٹری میموریل فنڈ۔

مرڈ جنجرہ میں طلباء کو یونیفارم اور انعامات کی تقسیم

مرڈ جنجرہ میونسپل اردو اسکول نمبر ۲ میں صدر بلدیہ جناب کرشن آر یکر کی صدارت میں یوم آزادی کی تقریب میں جماعت المسلمین محلہ بازار کے بیت المال کی جانب سے غریب طلبہ کو یونیفارم اور سالانہ امتحان میں ہر جماعت میں اوّل اور مخصوص مضامین میں اول اور دوم آنے والے طلبہ کو انعامات دئے گئے۔ مرڈ کے تحصیلدار جناب نا. تو پھلکے اس تقریب کے خصوصی مہمان تھے۔

تلاوت قرآن مجید، حمد اور استقبالیہ گیت کے بعد جناب راشد عمر فہیم نے مہمانوں کا تعارف کیا جبکہ جناب دلاور عبدالحمید رند یلکر نے مہمانوں کی گل پوشی کی۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

صدر معلمہ محترمہ صغریٰ شبیر پیش امام نے اسکول کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اسکول کے ننھے منے بچوں نے یوم آزادی کے عنوان پر تقریریں کیں۔ ان طلبہ کو پرشانت ادھیکاری سیکشن منڈل جناب ڈھاردے صاحب نے انعامات تقسیم کیے۔ جماعت کے بیت المال سے صدر جماعت المسلمین محلہ بازار جناب محسن سیٹھ پیش امام اور تنظیم سرپرستاں کے صدر جناب حسین یوسف پالوکی کے ہاتھوں غریب طلبہ کو یونیفارم تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح ہر جماعت میں اوّل اور مخصوص مضامین میں اوّل اور دوم آنے والے طلبہ کو صدر جلسہ آریکر صاحب اور تحصیلدار پھلکے صاحب کے ہاتھوں انعامات تقسیم کئے گئے۔ انعامات پانے والے طلبہ میں عنبرین راشد فہیم، عائشہ احمد گرگے، شاداب شبیر داوٹ کر، عابدہ احمد پٹھان، کہکشاں اسلم کارباری اور اطہر اختر سید شامل ہیں۔ یوم آزادی کی تقریب میں جناب نذیر احمد فہیم، محترمہ مرڈکر بائی اور رائے، اور جناب ڈھاردے صاحب نے تقاریر کیں۔ تحصیلدار صاحب نے اسکول کے مسائل کو حل کرنے کا وعدہ کیا۔

اس تقریب کی کامیابی کے لئے محترمہ پروین راشد فہیم اور محترمہ بلقیس صدرالدین کوکاٹے نے انتہائی کوشش کی جناب راشد فہیم نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔

(مراسلہ:۔ راشد عمر فہیم)



الماس انصاری

ادارۂ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست اور امین آرٹ پرنٹنگ پریس بمبئی ۹ کے مالک جناب محمد ابراہیم انصاری کی دختر الماس نے امسال ایس. ایس. سی امتحان میں ۷۷ فیصد نمبروں کے ساتھ کامیابی حاصل کی سلسلۂ تعلیم جاری رکھتے ہوئے الماس نے برہانی کالج میں شعبۂ کامرس میں داخلہ لیا ہے۔ امام باڑہ میونسپل اردو ہائی اسکول جہاں سے اسی طالبہ نے ثانوی درجہ کا امتحان دیا ہائی اسکول میں دوم رہی۔ الماس انصاری کا ہائی اسکول کی ذہین طالبات میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اسکول کی جانب سے رکھا گیا اردو مضمون نویسی کا اول انعام بھی جیتا تھا۔

عبدالرزاق منگی کی امتیازی کامیابی

راجہ پور ضلع رتناگری کا اردو ذریعہ تعلیم کا طالب علم عبدالرزاق منگی ایس۔ ایس سی امتحان میں امتیازی کامیابی کے بعد والدین کے سایۂ عاطفت سے محروم نامساعد حالات کا شکار حصول علم میں سرگرداں تھا کہ اسے ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کی سرپرستی نصیب ہوئی جنہوں نے اسے ڈی ایڈ میں داخل کروایا اور اب ۲۹ جولائی سنہ ۹۱ء کو جب نتیجہ ظاہر ہوا تو یہ نادار مگر ہونہار طالب العلم ۳۶ فیصد نمبر حاصل کرکے میرٹ لسٹ میں کامیاب ہوا ہے۔

خدا اگلی منزلوں میں بھی اسے کامیاب کرے۔

رتناگری سمندر میں تیل دریافت

بمبئی کے جنوب مشرق میں سو کلو میٹر دور سمندر میں رتناگری سیکٹر کے ایک نو دریافت شدہ کنویں سے تیل دریافت کیا گیا ہے مرکزی وزیر برائے پٹرولیم اور قدرتی گیس، پی شنکر آنند نے اس بات کا اعلان لوک سبھا میں کیا نو دریافت شدہ تیل کا کنواں آر بی سی پانی میں ۱۶ میٹر گہرا ہے اور اس میں ۲۸ اپریل کو تیل پایا گیا اس کنویں سے روزانہ ۲۱۷۷ بیرل تیل نکالا جا سکے گا۔ بمبئی آف شور میں اہم تیل اور گیس زون میں ہیرا پنا، رتناگیری البین اور دیگر فیلڈ سے بڑی مقدار میں تیل نکالا جائے گا۔

عالمی اُردو کانفرنس مارشس میں منعقد ہوگی

عالمی اردو کانفرنس امسال ۹ سے ۱۲ دسمبر تک پورٹ لوئس میں منعقد ہوگی اس کانفرنس کا موضوع "اردو اور اس کا سماجی و ثقافتی ورثہ" ہوگا۔ اور اس کا مقصد دنیا کے مختلف حصوں میں اردو اسکالروں کو اردو کے سماجی، معاشی اور تہذیبی امور پر غور و خوض کرنے کے مواقع فراہم کرنا ہے

کانفرنس میں ہندوستان و پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے دانشور بھی شامل ہوں گے۔

مارشس کے پرائمری اور سکنڈری اسکولوں میں اردو کو خاص زبان کے طور پر پڑھایا جارہا ہے

بھیونڈی میں لڑکیوں کے لئے جونیئر کالج

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام انگلش میڈیم جونیئر کالج (جو رئیس ہائی اسکول کمپاؤنڈ، تھانہ روڈ بھیونڈی میں واقع ہے) میں گیارہویں جماعت میں آرٹس اور سائنس کے لئے صرف لڑکیوں کا داخلہ جاری ہے۔

اردو و فارسی سرٹیفکٹ ڈپلوما کورسیز

یک سالہ جز وقتی اردو فارسی سرٹیفکٹ ڈپلوما کورسیز کا آغاز سال رواں کے لئے سنیچر ۲۴ اگست ۹۱ء سے سینٹ زیویرس کالج میں ہو رہا ہے یہ کلاسیں صرف سنیچر کو شام میں ہوا کریں گی۔ مزید معلومات کے لئے پروفیسر ایس۔ این گور، رجسٹرار کورسیز ڈائرکٹر سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

کوکن پروجیکٹ کو دھچکا گوا اسکرٹ کے روٹ پر اختلاف رائے

کوکن پروجیکٹ کے گوا سیکٹر کا کام سست پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرکزی وزیر مملکت برائے خارجہ ایڈورڈو فلیرو نے اس کے روٹ میں تبدیلی کی ضد پکڑی ہے۔

وہ سالیسٹ کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے ہیں جو کہ ان کا حلقۂ انتخاب ہے شری فلیرو نے اس معاملہ کو وزیر اعلیٰ تک پہنچایا ہے۔ اس کے سوا وہ وزیر ٹرانسپورٹ اور کوکن ریلوے کے حکام سے رابطہ قائم کئے ہیں۔

ردی نائیک وزارت کا خیال شری فلیرو کے برعکس ہے۔

ڈاکٹر نسرین شیخ

ڈاکٹر نسرین شیخ کی ایم ایس (ماسٹر آف سرجری) میں کامیابی کے بعد نقش کوکن کے اسی کالم میں ہم نے انہیں بمبئی کی اولین کوکنی خاتون سرجن ہونے پر مبارک باد دی تھی۔ ہماری دعا تھی کہ یہ مایۂ ناز دختر کامیاب سرجن بنے اور اعلیٰ مقام حاصل کرے۔ فضل خدا شامل حال رہا۔ اور ڈاکٹر نسرین شیخ کا مکہ مکرمہ اور ...

جدہ میں طرز جدید کے عالیشان ہسپتال میں تقرر ہوا ایک خاتون سرجن ہونے کے ناطے انہیں بہت جلد مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اب حکومت سعودی عربیہ کی جانب سے انہیں لیپروسکوپک سرجری میں اعلیٰ تربیت حاصل کرنے کے لئے جرمنی کے گاٹنجنی یونیورسٹی بھیجا جا رہا ہے۔ اللہ کرے وہ اپنی خداداد صلاحیت اور اعلیٰ تربیت سے ملک و قوم کا نام روشن کریں۔

ساحر شیوی پر قاتلانہ حملہ

کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے صدر اور کوکن کے مشہور شاعر جناب ساحر شیوی پر ۲۳ جولائی ۱۹۹۱ء کی صبح نیروبی مشرقی افریقہ میں چند نامعلوم اشخاص نے قاتلانہ حملہ کیا۔ گولی ساحر صاحب کے گالوں کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ انہیں نیروبی کے ایم. پی شاہ اسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی ساحر صاحب دو تین بار اس قسم کے حملوں کا شکار ہو چکے ہیں۔

خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ ادب کے اس بے لوث خادم کو جلد شفا دے اور سلامت رکھے۔ آمین۔

مولانا محمد سالم نقش کوکن دفتر میں

پچھلے ماہ حضرت مولانا محمد سالم صاحب مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند جب بمبئی آئے تو ۱۰ اگست ۹۱ء کو آپ دفتر نقش کوکن میں بھی تشریف لائے اور ادارہ کے کام کا معائنہ فرمایا۔ ..

ماہنامہ نقش کوکن جو

ماہنامہ نقش کوکن جو ایک صاف ستھرا معلوماتی جریدہ ہے ہر ماہ بلا ناغہ دارالعلوم دیوبند کی لائبریری میں پیش کیا جاتا ہے

نائب مدیر نقش کوکن جناب فقیر محمد مستری نے کچھ خصوصی شمارے مولانا موصوف کو نذر کئے جنہیں دیکھ کر آپ نے اظہار پسندیدگی فرمایا۔

انجمن مسلمان مجگاؤں

انجمن مسلمانان مجگاؤں کی مجلس عام کا پچاسواں سالانہ جلسہ ۱۵ جون ۱۹۹۱ء کو اسلامیہ فری لائبریری شریف بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ گذشتہ سالانہ جلسہ عام کی روداد بالاتفاق رائے منظوری کے بعد انجمن کے محاسبہ شدہ سالانہ حسابات سکریٹری نے مجلس عام میں پیش کئے وہ بھی منظور ہوئے اس کے بعد مجلس منتظمہ ۱۹۹۱-۹۲ء کے لئے مندرجہ ذیل حضرات منتخب ہوئے۔

جناب علی میاں عبدالغنی کانگے۔ صدر
" حسن عبدالکریم ٹھاکور نائب صدر
" ابوبکر عبداللطیف ملا اعزازی جنرل سکریٹری
" طیب حسین میاں سرنگ اعزازی نائب سکریٹری
" کیپٹن ضیاء الدین عبدالحمید حکیم اعزازی خزانچی
" یوسف زین الدین شیخ۔ جناب محمد حسین عمر ایڈوکیٹ قاضی ناظم حمید جناب افتخار احمد مختار احمد، جناب عبدالرحمٰن حسین سرنگ، جناب نثار اسمٰعیل داکھو، جناب فقیر محمد عثمان سنگار۔

نامہ نگار۔ ابوبکر عبداللطیف ملا



مس مونا شیوردھنکر

ہرنئی ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر موواد انٹرنیشنل، تہاد انٹرپرائزز اور صداق ایکسپورٹ کے مالک جناب داؤد علی شیوردھنکر کی بڑی صاحبزادی نے (H.S.C) بارھویں کا امتحان امتیازی نمبروں سے کامیاب کر کے بمبئی یونیورسٹی کے ایم. بی. بی. ایس میں داخلہ لیا ہے۔

اللہ اسے اپنے ارادوں میں کامیاب کرے

ڈاکٹر بننے کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں ہرنئی میں لوگوں کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتی ہے۔

نیرل میں پوبخیکر ٹرسٹ کا قیام

نیرل ضلع رائے گڈھ میں مصطفےٰ پوبخیکر (ایس ای. ایم) کی والدہ محترمہ مرحومہ کی یاد میں آر ایچ پوبخیکر چیریٹیبل ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا ہے ٹرسٹ کے زیر اہتمام ۱۱ اگست کو منعقدہ جلسہ میں ال مومن دو دیاماند دادر کے پرنسپل پرشوتم نائک موجود تھے انکے ہاتھوں تقریباً پانچ سو غریب و مستحق بچوں کو کتابیں اور کاپیاں دی گئیں۔ پروگرام کی صدارت نیرل پنچایت کے سرپنچ جنید نے کی۔

ہرگے صاحب کی علم دوستی

بازار محلہ ہرنئی کے جناب یونس عمر ہرگے فلمال ساکن کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ اپنی بیگم آمنہ بی، برخوردار محمد رفیق بہو روشنان پوتی آمنہ اور محترمہ رابعہ ابراہیم خان کے ساتھ فریضہ حج ادا کرکے اپنے وطن ہرنئی میں ۲۴ سال کی طویل مدت بعد لوٹے جہاں جماعت المسلمین بازار محلہ کی طرف سے ایک شاندار تقریب میں ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ گاؤں کا تعلیمی اور خصوصاً مذہبی ماحول دیکھکر کافی متاثر ہوئے اور نیشنل ہائی اسکول پوراٹوڈنس فنڈ میں دو ہزار کا چندہ عطا کیا اور تعمیر مسجد فنڈ کے لئے ایک خطیر رقم جمع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔



مس موناپون صراف

دے بلڈرس کے مالک جناب پون کمار صراف کی صاحبزادی مس موناپون صراف نے امسال H. S. C. امتحان کے میڈیکل گروپ میں ۹۱ فی صد مارکس حاصل کرکے بمبئی یونیورسٹی کی سومیا میڈیکل کالج میں

ایم۔ بی۔ بی۔ ایس میں داخلہ لیا ہے۔ ڈاکٹر بنکر وہ قوم کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہے جناب پون کمار صراف اردو نواز ہیں۔

(مرسلہ عبدالغنی پاڈکر)



مجیب محمد علی پرکار

"مہاراشٹرا کالج میں اوّل نمبر"

حاجی داؤد امین پرکار ہائی اسکول کالستہ (چپلون) کے طالب علم مجیب محمد علی پرکار نے اس سال مہاراشٹرا کالج بمبئی سے بی کام کا امتحان نہ صرف فرسٹ کلاس سے کامیاب کیا بلکہ یہ ہونہار اور ذہین نوجوان طالب علم مہاراشٹرا کالج میں اوّل آیا۔

پُرعزم مجیب پرکار، گورنمنٹ لا کالج میں پہلے سال اور انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ ورکس آف انڈیا، بمبئی میں ڈگری کورس کے دوسرے سال کا امتیازی خصوصیات کا حامل طالب علم ہے۔



صبیحہ اے۔ کے۔ ایس پرکار

امسال مس صبیحہ اے۔ کے۔ ایس پرکار (چیولی۔ چپلون) نے ولسن کالج بمبئی یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان نمایاں طور پر کامیاب کرکے خطۂ کوکن کی ترقی پذیر طالبات میں امتیاز سے شمولیت کی ہے اور اب ایم۔ بی۔ اے پوسٹ گریجویشن کرنے کی خواہاں ہیں۔

مس صبیحہ پرکار، کلکٹر آف پونہ جناب اشرف دلوائی صاحب کی بھانجی ہیں

فری میڈیکل کیمپ

چیرمین ڈاکٹر حسینی ٹھاکور کی سرپرستی میں ۱۱، اگست ۹۱ء کو بادلا آر فینج درسوا بمبئی میں کوکن میڈیکو سوشل فورم نے ایک کثیر التشخیص کیمپ منعقد کیا جس میں ۱۱ ماہر اطباء اور پانچ فیملی فزیشن نے صبح ۹ بجے دوپہر ۲ بجے تک یتیم خانہ کی تقریباً ۲۰۰ مکینوں کا علاج کیا اور ۴۰ ہزار روپے کی دوائیں فری تقسیم کیں دوا ساز کمپنی میڈلے کے چیرمین جناب شمیع خطیب جو اسی یتیم خانہ کی نگراں کمیٹی کے رکن ہیں کیمپ میں موجود تھے۔



مس وفا شیور دھنکر

جناب داؤد علی شیور دھنکر کی چھوٹی صاحبزادی ہے جس نے امسال S.S.C کا امتحان ۹۳.۷۴ فی صد مارکس لیکر کامیاب کیا اسے میتھس میں ۲۵ میں سے ۶۷/۷ سائنس میں ۱۵۰ میں سے ۶۷/ اور سوشل اسٹڈیز میں ۱۰۰ میں سے ۹۵ مارکس ملے وہ بھی اپنی بڑی بہن مونا کے نقش قدم پر چل کر ڈاکٹر بننے کی خواہش رکھتی ہے۔ فی الوقت گیارھویں سائنس میں صوفیہ کالج میں زیر تعلیم ہے



مس سمیرہ پادسکر

ہرنئی ایجوکیشن ویلفیر سوسائٹی کے سکریٹری اور نیشنل ہائی اسکول ہرنئی کے ... [illegible]

چیرمین جناب عبدالغنی عثمان پادسکر کی صاحبزادی نے بمبئی یونیورسٹی سے انڈسٹریل سوشالوجی اور اسٹاٹسٹک سے بی۔ اے کا امتحان کامیاب کیا ہے انہی مضامین کے ساتھ وہ ایم۔ اے کرنا چاہتی ہے۔



ندیم مقدم

جناب زین الدین قطب الدین مقدم (مرحوم) متوطن کوتھرا تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کا نواسہ ندیم بہاؤالدین مقدم سینٹ میری انگلش ہائی اسکول کالینہ بمبئی سے ایس ایس سی امتحان میں ۸۳ فیصد مارکس حاصل کرکے اسکول میں سرفہرست رہا یہ کامیابی اسکے چچا تاج محمد جو کہ سعودی عربیہ میں ایک کمپنی میں افسر ہیں کی ہمدردی اور تعاون کا فیض ہے۔ اللہ کرے یہ ہونہار طالب علم ہمیشہ اپنے امتحانات امتیازی شان کے ساتھ کامیاب کرے۔

(نامہ نگار۔ بہاؤالدین زین الدین)

ایس۔ ایس۔ ہائی اسکول موربہ، ضلع رائے گڈھ

کامیاب ہونے والے ۴۰ طلبہ میں ۱۵ اول درجہ میں کامیاب ہوئے۔

جاوید علی خان جو اسی اسکول کے سائنس ٹیچر کا فرزند ہے ۸۲ فیصد نمبرات حاصل کرکے اسکول میں اول رہا۔

مرسلہ واجد علی خان۔

حاجی داؤد امین
ہائی اسکول کالسہ

ادارہ ھذا سے ۴۹ طلباء وطالبات ایس ایس سی امتحان مارچ ۱۹۹۱ء میں شریک ہوئے ۴۳ کامیاب ہوئے اور نتیجہ ۸۷.۷۶ فیصد رہا۔ کامیاب ہونے والوں میں تین طلبا امتیازی نمبروں سے، ۹ فرسٹ کلاس میں، ۲۱



ماجد پرکار

سکنڈ کلاس میں اور ۱۱ طلباء پاس کلاس ماجد زین الدین پرکار ۸۵.۵۰ فیصد حاصل کرکے سرفہرست رہا۔ انفرادی طور پر سب سے زیادہ مارکس حاصل کرنے کا یہ ہائی اسکول کا ریکارڈ ہے۔ اسی طرح اسی طالب علم نے حساب میں ۱۴۳ اور اردو میں ... مارکس پاکر ان مضامین میں ہائی اسکول کا ریکارڈ توڑا ہے۔ امتیاز احمد حمزہ کو ۸۵.۹۰ مارکس پاکر دوسرے نمبر پر آیا ہے۔ اس طا...

علم نے سائنس میں ۲۴۲ مارکس پاکر ہائی اسکول
میں ریکارڈ قائم کیا ہے ۔ آمنہ محمد علی برکار
نے ۷۷ فیصد ۔ فہمیدہ یوسف کوبے نے ۲۷ فی صد
اور رضوانہ عبدالرزاق پڑھولکر نے ۱۷ فی
صد مارکس پاتے

تھانہ کا ایس ایس سی کا امتحان مارچ
سنہ ۹۱ء کا نتیجہ ۷۰٪ رہا
شازیہ ابوالکلام خان ۸۱٪ مارکس لے
کر کلاس میں اول آئی اسے سوشیل سائنس
میں ۹۲ مارکس ملے ۔
انصاری تسمیہ عبدالغفور ۷۹٪ مارکس
لیکر دوسرے مقام پر رہا
اسکول کا پورا نتیجہ اس طرح ہے

۲ بچے ڈسٹنکشن کلاس
۱۰ بچے فرسٹ کلاس
۱۸ بچے سکنڈ کلاس
۲ بچے تھرڈ کلاس

کامیابی

ممباسا کے معروف ایڈوکیٹ جناب بی ٹی برکار
کے فرزند ڈاکٹر رفیق نے نسوانی امراض کے
ماہر معالج کی حیثیت سے پوسٹ گریجویشن کامیاب
کرلیا ہے ۔

اقبال مقدم کا نیا ناول "اچیت"

کوکن کا نوجوان ادیب جناب اقبال مقدم متوطن
کولتراد (پنجندی) کا تیسرا ناول
راج پبلیشنگ ہاوس دہلی نے شائع
کیا ہے اس سے قبل شائع شدہ ناول
"میور پنکھ" پر داپولی میں ایک شاندار تقریب
مباحثہ انجام پائی ہے
جناب اقبال مقدم مشہور انگریزی
ادیب صحافی شرف مقدم کے فرزند ہیں

روہہ تا منگلور کوکن ریلوے

روہہ اور منگلور کو جوڑنے والی کوکن ریلوے
کارپوریشن لمیٹیڈ نے اس ۷۶۰ کلومیٹر
لمبے اور بارہ سو کروڑ روپئے لاگت کا
پروجیکٹ اکتوبر ۱۹۹۴ء تک مکمل کرنے کا
عزم کرلیا ہے ۔
کوکن ریلوے کارپوریشن سرکاری ادارہ
ہے اسکے چیرمین اور منیجنگ ڈائرکٹر ای سی
دھرن نے یہ اطلاع دی ہے یہ ریلوے لائن
رائے گڈھ رتنا گیری اور سندھو درگ ضلعوں
سے ہوتی ہوئی گذرے گی ۔ مہاڈ ۔ کھیڈ ۔ چپلون
رتناگری جیسے قصبات میں چھوٹے اور بڑے
پیمانہ پر صنعتیں شروع ہوچکی ہیں ان کو فروغ
حاصل ہوگا ۔

ہرنئی میں کے ۔ جی ۔ کلاسیس

ہرنئی ایجوکیشن ویلفیر سوسائٹی کے
زیر اہتمام یکم ستمبر ۱۹۹۱ء سے اردو ۔
انگریزی کے جی ۔ کلاسس کا افتتاح
کیا جارہا ہے جسمیں تقریباً ۶۵ بچے بچیاں
تین سال اور ساڑھے تین سال عمر کے درمیان سند یافتہ
تجربہ کار معلمہ کی نگرانی میں دو سال کا کورس مکمل کرکے
پرائمری اسکول میں داخلہ لیں گی ۔ کلاس کا افتتاح ضلع
کے ممبر آف پارلیمنٹ جناب گووند راؤ نکم کے ہاتھوں کیا
جاتا ہے

تلوجہ میں جشن آزادی

۴۵ ویں یوم آزادی کے موقعہ پر نیشنل
اردو ہائی اسکول تلوجہ میں بچوں کے
تقریری مقابلہ کا اہتمام کیا گیا ۱۵ بچے
اس مقابلے میں شریک ہوئے
سینئر گروپ میں ارشد عبدالرشید
پٹیل کو بہترین مقرر قرار دیا گیا جب کہ
سفیان محمد یوسف پٹیل دوسرے نمبر پر ہے
جونیئر گروپ میں آصف ابرار خان بہترین
مقرر ثابت ہوئے جبکہ عبدالرحمان اصغر
کوٹیکر نے دوسرا مقام حاصل کیا ۔
ان تمام مقررین کو ہیڈ ماسٹر
جناب ایم ۔ ایچ ۔ دلشیکھ صاحب کے
ہاتھوں انعام دیئے گئے ۔
جج کے فرائض مدرسہ اسلامیہ عربیہ
تلوجہ کے فاضل اساتذہ کرام مولانا
شفیق احمد قاسمی صاحب اور مولانا
افتخار الحق صاحب قاسمی صاحب نے
انجام دیئے ۔
۱۴ اگست سنہ ۹۱ء کو جونیر اور
سینئر گروپ کے تیراکی کے مقابلے ہوئے

مرسلہ : خورشید احمد اعظمی
(انچارج کلچرل پروگرام)

نقش نواز

اندرونِ ہند سالانا خریدار

جناب بہاؤالدین زیڈ مقدم	کرلا
” رمضان علی خاں	ملاڈ
” عبدالستار قطب الدین کوکاٹے	امبیت
” محترمہ روحی ایوب	حیدرآباد
محترمہ ماہ طلعت نیازی	باندرا
جناب حسین طاہر پرکار	کلوا
” ڈاکٹر ذاکر حسین ایجوکیشن سوسائٹی	کولہاپور
مس مجیدہ اے۔ ایم۔ مقدم	کرلا۔ ترنالری
انجمن خیرالاسلام اردو ہائی اسکول	گورنگاؤں
جناب اشرف علی پیٹکر	ممبرا
” ڈاکٹر شہناز کاپڑی	واشی

اندرونِ ہند لائف ممبر

فردوس حسینی گڈکری	وڈالا
جناب اے وائی قاضی	باندرہ

بیرونِ ہند لائف ممبر

محترمہ جوابی داؤد پرکار	ممباسہ

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

حضرت مولانا معراج الحق اللہ کو پیارے ہوگئے

۱۸ راگست کو دارالعلوم دیوبند کے مسند درس و تدریس سے تقریباً ۴ ، دہائیوں تک وابستہ رہنے کے بعد مولانا معراج الحق صاحب کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال کی تھی۔

سنگرار صاحب کو صدمہ

مجگاؤں حلقہ بمبئی ۱۰ ، کی معروف شخصیت انجمن مسلمان مجگاؤں کے سابق صدر جنہوں نے ۲۵ سالوں تک متواتر اسی عہدہ کو زینت بخشی جناب فقیر محمد سنگرار کی رفیقۂ حیات لطیفہ بی کا ۱۲ ، جولائی ۹۱ء کو انتقال ہوگیا مرحومہ عرصہ دراز سے بیمار تھیں۔

ساکھر کر جناب کا انتقال

بانکوٹ ضلع رتناگری کے بزرگ سماجی کارکن جناب محمد خان داؤد خاں ساکھر کر جو ساکھر کر گردجی کے نام سے معروف تھے عارضہ قلب میں بعمر ۸۲ سال انتقال کر گئے۔

مرحوم بانکوٹ گرام پنچایت کے دس سال تک سرپنچ رہے۔ ۱۵ سال منڈنگڑھ تعلقہ کانگریس کے صدر اور جنتا ایجوکیشن سوسائٹی کے ۲۵ سال تک جنرل سکریٹری رہ چکے ہیں۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

خلیل عثمانی صاحب کو صدمہ

ناظم جماعت اسلامی ہند علاقہ کوکن کے معاون ناظم جناب خلیل عثمانی کے والد بزرگوار کا ۲۴ ، جولائی کو مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

رتناگری ضلع لانچ اونرس ایسوسی ایشن کی ابتدا آپ نے فرمائی جو بعد میں کوکن لانچ اونرس ایسوسی ایشن بنی اس کے بھی آپ بانی منیجر رہے۔ کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹو بینک کی مقامی مجلس مشاورت کے آپ نائب صدر تھے۔

پسماندگان میں زوجہ محترمہ اور لڑکیوں کے علاوہ ایک بیٹا ڈاکٹر ہے

مدیر نقش کوکن ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کے بچپن کے ساتھی بلکہ اسکول میں ہم جماعت رہے ہیں۔

خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے

شوکت گوانکر کو صدمہ

کوکن بینک کے آفیسر جناب شوکت خاں گوانکر کی شریک حیات ناظمہ کا ۲۹ ، جولائی سنہ ۱۹۹۱ء بعمر چالیس سال انتقال ہوگیا۔ مرحومہ پروفیسر اے۔ اے قاضی ڈ ڈاکٹر عمر فاروقی (لندن) کی بھانجی اور معروف سوشل ورکر ناظم و امین قاضی کی بہن تھیں۔ طویل علالت میں گوانکر صاحب نے ہر ممکن علاج کیا۔ مگر جانبر نہ ہوسکیں۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔

(موت)

زمان ڈیڈیو سینٹر واشی کے کارکن جناب ریاض احمد پاؤسکر کے والد کا ان کے وطن شریورردھن ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہوگیا۔

صوفی مہکر کا انتقال

رتناگری کے معروف سماجی خدمتگار لائینز کلب کے سابق صدر ، کرلا گرام پنچایت کے سابق سرپنچ اور کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کے نائب صدر جناب صوفی محمد مہکر کا ۳۱ ، جولائی ۱۹۹۱ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

مشرقی افریقہ میں ڈوڈوما اور تنزانیہ سے ایجوکیشن آفیسر کے عہدہ سے سبکدوش ہوکر وطن لوٹ آنے کے بعد آپ نے سماجی خدمات اپنا نصب العین بنالیا

ڈاکٹر عزیز مہاتے کو صدمہ

واشی نئی بمبئی کے نوجوان ڈاکٹر عزیز مہاتے کے والد کیپٹن احمد مہاتے کا بعمر ۵۸ سال ۱۴ ، اگست ۹۱ء کو سیفی ہسپتال بمبئی میں حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ تدفین ان کے وطن ماکھزن ضلع رتناگری میں عمل میں آئی۔ کیپٹن احمد مہاتے نقش کوکن کے دیرینہ بہی خواہ اور نقش نواز تھے

(مرسلہ محمود قاضی

ستمبر ۱۹۹۱ء

The SUPKEM officials reported the matter was referred to the police for investigations.

DATA ON MOSQUES

* The Secretary-General of the Muslim World League, Dr. Abdullah Omar Naseef, has called on ministers of Endowments and Islamic Affairs in the Islamic states and Muslim organisations in non-Muslim countries to compile comprehensive data relating to the mosques in their countries.Dr. Nasseef has urGed officials concerned to include in the survey sources of financial revenue accruing from the properties earmarked for maintenance of the mosques.

NATIONAL AWARD TO DR. MOMIN

Dr. Moinudin Momin, Ph. D, the retired professor of Languages from Bombay University, has been awarded the national award for his literary & research work. He will be paid Rs. 10,000/- per year till his life in his honour. This will encourage him to do further research. He is the author of many books including "TARIKHE KOKAN" published by Naqshe Kokan Publication Trust. Bombay.

Kokani Muslim Welfare & Youth Organisation U.K.

The 19th Annual Festival of Sports, Art & Recreation Activities, was held at Willesden Sports Stadium, Donnington Road, Willesden, London NW10, on Sunday 4th August 1991.

Mayor of The London Borough of Brent, Councillor Tom Taylor FBAA, AFA, AEAA, FAPA, was the guest of Honour.

KOKNI WRITERS

Dr. Mohammed Dalvi of Poona will be pleased to receive a list of Kokni muslim literary figures who have published books in any language. Please send the names and addresses to Dr. Dalvi, Gulistan, 2, Shankarseth Road, Pune 411042. Dr. Dalvi has completed the prose translation of Holy Quran in Marathi up to 22 paras. Those who are interested to co-operate and help him should contact and communicate on the above address.

ISLAMIC CNATURAL CENTRE

His Excellency Mr. VALERY SHAGEYEN, the consul of USSR in Bombay has been transferred last month and a farewell party was given to him by the Islamic Cultural Centre and the Islamic Times at C. C. I. Bombay on 13th Aug. '91. Prominent businessmen, professionals and VIPs of Bombay, who attended the function included Mr. S. H. Daya, Ex-Sheriff of Bombay , Mr. Zakaria Aghadi, Chairman, Gujarat Haj Committee, Mr. Homi Taleyarkhan, Ex Muncipal Governor and Ambassador, Mr. Zakaullah Siddiqui, Mr. Tinekar, Ex Commisioner and Abdul Razzak Allana. This showed the popularity of Mr. Valery Shageyev. Mr. Ahmed Zakaria, Founder Chairman of Islamic Cultural Centre (India) tooka leading part.

PILOT ANTENNA

Mr. Ismail F. Jurale, an electronic engineer tried his best and spent many months to manufacture his long awaited and one of the best T.V. ANTENNA of India, registered as "PILOT ANTENNA" 221, S.V.P. RD, BOMBAY - 9. Phone : 8511987

OBITURY

- MR. SOFI MHASKAR the father of Dr. MUNIR MHASKAR died in Ratnagiri On 31-7-91. He was a popular teacher in High School in Ratnagiri and in Dodshri (East Africa). After retirement he took keen interest in social & education fields in Kokan
- Wife of ALHAJ FAKIR MOHAMED SANGRAR died recently in Bombay. She was religious & did help her husband who is a well known social worker in Mazagaon Bombay.
- Wife of SHAUKAT GAWANKAR, Officer of Konak Bank died recently in Bombay.

matter. However, it was reported on 17th July that Pravin Bhosale, the minister of ports, announced that the Konkan Boat service for long suspended, will restart in November. Initially it will depart from Bombay and stop at Goa and Mangalore. In December it will also touch Ratnagiri, Devgad, Vengurla, the prominent ports on the Konkan coast.

While this is a welcome news from the Maharashtra government, other equally important ports have been ignored. For instance the Dabhol port with a vast Alphonso growing hinterland was served regularly by vessels operated by three shipping companies until some twenty years ago. Stiff competition and the government's refusal to permit increase in fares sunk the service to Dabhol, Harnai, Hareshwar, Janijira. A 16-lakh rupee wharf was built in Dabhol. It was inaugurated by the then Central Shipping Minister V.K.R.V. Rao. That occasion proved inauspicious for the boat sevice which was terminated thereafter.

The Satyagiri Shipping Corporation, it appears, has been given contract to run the curtailed boat service to Konkan, sans of course, Dabhol, Harnai, Janjira, etc. The people of these ports, particularly of Dabhol, feel cheated. In the past numerous assurances were given, particularly at election time, about reviving the boat service to Konkan, but like most political pledges, they too ended up in smoke.

The boat service to Konkan is crucial for its development. The mountainous terrain makes road transport inadequate. It cannot cart off heavy material for development as a boat can. Normal passenger boat capacity is about one thousand travellers. The State Transport can never match this even if they press half the fleet into service.

In any case, kudos to Pravin Bhosale for focussing on the urgently needed Konkan Boat Service-albeit partially.

KOKAN MEDICO-SOCIAL FORUM'S FREE MEDICAL CAMP AT A.D. BAWLA GIRLS ORPHANAGE

The Forum, under the Chairmanship of Dr. Husein A. Thakur, organised its Free Multi-Diagnostic Medical camp at Anjuman-i-Islam's A. D. Bawla Girls Orphanage, Versova, Bombay - 400 061, on Sunday 11th. Aug. 1991.

In this camp, Consultants and Fami Physicians participated & medicines wort Rs. 4000/- were distributed to about 20 inmates of the orphanage.

The doctors who attended the camp were 1) Child Sp. : Dr. Chandrashekhar Dounc Dr. A.H. Rehmatulla. 2) Skin Sp. : Dr. Iqba Farid, Dr. Farida Rehmatulla 3) Sp. Diseases of Women : Dr. Fehmida Shaikh Dr. Nazima Lalla, Dr. Rajesh Lalla 4) Physicia : Dr. Mushtaque Shaikh 5) Eye Sp. : D Shoukat Shaikh 6) E.N.T. : Dr. Nhapankar 7 Surgeon : Dr. : Ishtiaque Shekhani 8) Famil Physicians : Dr. (Miss) Saira Shaikh, D Qayum Mukaddam, Dr. Hanif Takur, D Imtiyaz Kondkari, etc.

The Local Managing Comm. Members of th Orphnage made elaborate arrangements t conduct this camp smoothly.

Mr. Sami Khatib, Comm. Member of th Orphanage & Chairman, Medle Pharmaceuticals, paid courteous visit to th camp. He appreciated & applauded K.M.S.F for conducting this camp magnificently.

Reported by **DR. IMTIYAZ KONDKAR**
GEN. SEC
KOKAN MEDICO-SOCIAL FORUM
12, NOBLE CHAMBERS
1ST FLOOR, S.A. BRELVI ROAD, FORT
BOMBAY 400 001.TEL : 2870366 * 451355

Misuse of copies of the Holy Qur'an

Thousands of copies of the Holy Qur'an were being distributed in Nairobi to be used as wrapping papers, revealed the Secretary General of the Supreme Council of Kenyan Muslims (SUPKEM), at a recent press conference.

Mr. Ahmad Khalif Muhammad was quoted by the nation and standard, warning that "the fool treatment" of the Holy Qur'an could lead to massive religious unrests in Kenya if went on unchecked.

According to reports by the two newspapers mentioned in Nairobi, the highest Muslim body in the country already impounded many copies of the Holy Book at Kariobandgi market in Nairobi.

NEWS / HAPPENINGS

"First Indian and First Muslim Lady General Surgeon to do Laparoscopic Cholecyste-ctomy aad Laparoscopic Appendicectomy "Dr. Nasreen Khalid Shaikh, Consultant General Surgeon and Consultant Laparoscopist (trained in Germany) was born in Bombay and is at present working in Jeddah.

Dr. Nasreen is the daughter of Late Inspector Herekar and Mrs. Rukshana Peersab Herekar. She was an outstanding student and took part in all extra. circular activities and was excellent in her studies at St. Joseph High School , St. Xavier's College & Grant Medical College.

She finished Her M.B.B.S. from G. M. C. (Grant Medical College), Bombay.

She Passed M.S. in General Surgery from Bombay University.

She did one Housepost in General Sugery in J. J. Groups of Hospital and another housepost in Plastic Surgery (She showed good abilities while working in J. J. & G. T. Hospitals, Bombay) started her consultant practise at Grant Road, Nagpada and Bandra, Bombay. She did very well.

She was chosen as Consultant Surgeon for Makkah, by Ministry of Health of Saudi Arabia. So she left for Makkah in 1985. She, along with her husband Dr. Khaled M. Shaikh, worked in various hospitals of Makkah.

She showed good ability and then she went to Germany in July, 1991 for Special Training Course in Laparoscopic Cholecy-stectomy and Laparoscopic Appen-dicectomy. There she was declared by Gottingen University of Germany as "First Indian and First Muslim lady General Surgeon from Saudi Arabia " to have done this challenging and advance course in July, 1991.

Soon she will be going to London for higher studies to add feathers in her cap.

"MUHAMMAD AND THE QURAN"
by DR. RAFIK ZAKARIA

Dr. Rafique Zakaria's latest work on Islam is a serious, scholarly attempt " to clear up some of the misunderstandings, prejudices and hostility attached to the beliefs and practices of the faith. This book has been well acclaimed in Pakistan and other Islamic and non-Islamic countries by the scholars. It has been published by Penguin in U. K. and will soon be published in India.

CONSUMER GUIDANCE SOCIETY OF INDIA

The purposes of Consumer Guidance Society of India are to protect and promote the rights and intrests of consumers, provide them with information and counsel, take up their complaints with offending party and/or the authorities and help them select goods and services which are a fair return for the money they spend.

Address : HUTMENT J, MAHAPALIKA MARG, BOMBAY 400 001. TEL : 262 1612.

Rs. 51 Crore Released for Konkan Rly.

The Union Minister for Railways, Mr. Jaffer Sharief, on August 13 announced that a sum of Rs. 51 crores had been released in the first instalment for the Konkan Railway Corporation.

This sum represents the Railway Ministry's share towards equity participation in the corporation for the current year.

A railway spokesman said the Ministry had already obtained clearance from the government for the issue of nine per cent tax-free bonds to the extent of Rs. 150 crores to meet the current year's projected expenditure of Rs. 330 crores for the Konkan Railway.

KONKAN BOAT SERVICE TO RESTART
BY SHARAF MUKADDAM

Konkan, the super underdeveloped region of Maharashtra, and the home of the famous Ratnagiri Alphonso mango which brings water to the mouth, hardly gets any mention in the Maharashtra Assembly. Of course, there has been talk about the Konkan Railway, which may last a life time, I mean the talk of the Railway. Whether it will see the light at the end of the tunnel is another

of audience who are not well disposed to that group, for one reason or the other, will show displeasure in their faces, will be unwilling to give the credit due, and refuse to continue sitting and listening if not insisting that no more should the members of this group speak to the audience of this mosque again without the prior permision of the management !

If, on another occasion, another person rises up to the pulpit, introduces himself as belonging to a certain jama'ah whose leader expoundeed the Qur'an and hadith in such and such splendid manner, whose literature is now spread all over the world, and whose influence can be so clearly seen in every event of importance in every part of the Islamic world, and therefore the audience is invited to join with him and his group in order that Islam be served better and Muslims emerge stronger, and so on so forth... what will happed ? You will again find that the people in the mosque are divided into two irreconcilable groups, one of belief that your ummah is to a large extent responsible for a lot of problems that the ummah is facing today and that the so-called guidance is actully misguidance in a holy and clever garb and that they strongly suspect the true motives of this Jama'ah. The second half would be of belief that what has been accomplished is of very great valued, and what more can be achieved can only be done through methods suggested by this Jama'ah and that without them the world will be filled with darkness.

You can stand up in that mosque and present Islam to the people in the name of any group, any jama'ah any school of thought. The result will always be the same : division schism differences opinion and opposition to your beliefs, ideas and activities by some or most of the audience.

Now you leave these differing, bickering, quarelling, untrained, indisciplined and unappreciative masses in the mosque Leave them alone with their prejudices, thei differences, and their pre dispositions Leave them alone down there arguin among themselves over thing they don' understand, and climb up the minaret of th same mosque. From there you call out "People ! Listen to what the Qur'an has t say¡" Or open up a book and say : "People The book in my hand is one of the sihah Listen to this hadith. "

What will happen ? You will notice tha even the cobler stiching shoes under th minaret will take a moment off from hi stiching and lend an eager ear to know wha his Lord or His Prophet has to say !

You climb down now from the minaret an give your message to the assembly in th mosque, saying : "People ! Read the Qur'an People ! Read the ahadith of the Prophe (asws). People ! Come back to the Qur'an Come back to the sunnah of the Prophet. People your salvation lies in the Qur'an an sunnah."

What will happen ? You will find that the people in the mosque will rise up after your call saying : "By God ! All our woes are due to our neglect of the Qur'an and sunnah!" They will add, "May God bless you brother for calling us back to the source of light and guidance. Come again brother, will you?"

Shall we call the people to the Qur'an and sunnah then?

By Syed Iqbal Zaheer

SOURCE YOUNG MUL SIM DIGEST

Vol 11-12

Said the Prophet (asws) Behind me I am leaving two things for you. So long as you hold fast unto them, you will never be misguided. Lo ! They are the Qur'an and my sunnah.

Naqshe Kokan

English Supplement
44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	**Dr. Abdul-Karim Naik**
Associate Editor	**Capt. F. M. Mistry**
Consultant Editor	**A. Kaya**

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	I. BAGDADI • U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	I. WANGDE • A.W. PARKER
BAHRAIN	A. R. SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI • USMAN GANI
PAKISTAN	BOMBAYWALA • QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED • A R OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE • ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR FAIZ AHMED BARDAY
	I Y. SOLKAR

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual	Life
Inland	Rs. 50/-	Rs. 500/-
Pakistan	Rs. 125/-	Rs. 1500/-
Middle East	Rs. 175/-	-
Other countries	Rs. 200/-	-

EDITORIAL

To The Workers Of Islam

If you will rise up in a mosque after a house-full prayer and address the people at length *explaining to them that you belong to* a certain school of thought which is working for the cause of Islam, whose faiths are such and such, whose activities are such and such, whose integrity and sincerity are well-known, whose work has been bringing such and such happy and blissful changes in the people, and son on and so forth... what will be the reaction? You will find that the people of the mosque are divided into two groups. One will be satisfied with you and your activities, will approve of your future programms, and offer you its support. But the other half will say that it does not give any credit to your claims, nor does it believe that you are doing such a fine work, nor yet does it believes in your integrity, sincerity and etc. etc. The second group will let you know that it is opposed to you and your school of thought and will not co-operate with you at any level !

If, on another occasion, another man rises up in the same mosque, and introduces himself as belonging to another group which is well known from one end of the country to another, whose reachings are so and so, all in accordance with the Qur'an and sunnah, approved by such and such authority, led by such and such renowned personalities, and so on and so forth... what will happen? You will notice that those of the audience who are predisposed well to this group will be pleased with the fiery speech, will greet him with bright and smiling faces, assure him that if Islam is alive in the world is because of the people of this sort and but for this kind of activity the ummah would have been lost and etc. etc. But those

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ

نقش کوکن بمبے

اردو / انگلش

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹ | شمارہ ۱۰ | اکتوبر ۱۹۹۱ء

مدیر :- ڈاکٹر عبد الکریم نائک

معاون مدیر :- فقیر محمد مستری مبارک کاپڑی

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی	(انگلینڈ)	شیخ اسماعیل	(ویسٹ افریقہ)
سید حسن	(ساؤتھ افریقہ)	ابراہیم وانگڑے	(سعودی عرب)
اقبال کاپڑی	(دوبئی)	حسن عبد الکریم چوگلے	(دوحہ قطر)
قمر الدین قاضی	(پاکستان)	فرمان علی ہانگر	(ابوظہبی)
عبد الرزاق سردار	(بحرین)		

بمبئی۔ ابراہیم چوگلے۔ (اندھیری) نئی بمبئی محمود حسن دانی
کھیڈ ضلع (رتناگری) ڈاکٹر فیض احمد بڑے

ملکیت :- نقش کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ نمبر E 3306

زر سالانہ: ساٹھ روپے | تاحیات :- چھ سو روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ :- نقش کوکن ۳۶ ڈی ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری - بمبئی ۴۰۰۰۰۹ - فون: ۸۶۴۹۶۸۰-۸۶۴۹۶۸

مقام طباعت :- برہان پرنٹرس۔ بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

پرنٹرس پبلیشر :- ڈاکٹر عبد الکریم نائک

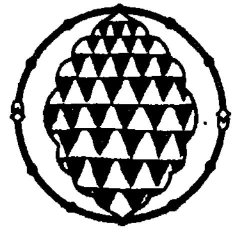
تمام متنازعہ امور میں حق سماعت صرف عدالتہائے بمبئی کو ہوگا

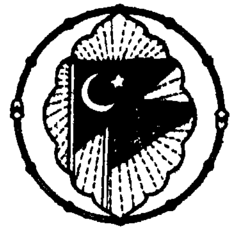
تاریخ اشاعت :- یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء

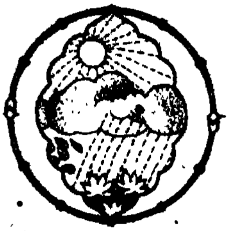
کتابت :- اشرف علی خان، حافظ زبیر احمد خان

اس ماہ کے

نقوش









ذکر و فکر

مولانا وحید الدین خان

مُردہ سے زندہ

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل جب مصر سے نکل کر صحرائے سینا میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ارضِ مقدس (شام و فلسطین) کو ان کے لئے لکھ دیا۔ حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم لوگ اس سرزمین میں داخل ہو جاؤ۔ تم کو خدا کی مدد ملے گی اور تم وہاں کے لوگوں پر غالب آجاؤ گے (المائدہ ۲۱)

وہاں جو قوم اس وقت آباد تھی، وہ بظاہر ایک طاقتور قوم تھی۔ چنانچہ بنی اسرائیل ان کا نام سن کر ڈر گئے۔ ان پر ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ خدا اور خدا کے رسول کی ہدایت کے باوجود ان کے خلاف اقدام کے لئے تیار نہ ہوئے (المائدہ ۲۲)۔ بائبل میں ہے کہ تب ساری جماعت زور زور سے چیخنے لگی۔ اور وہ لوگ اس رات روتے ہی رہے۔ اور کل بنی اسرائیل موسیٰ اور ہارون کی شکایت کرنے لگے۔ اور ساری جماعت ان سے کہنے لگی ہائے کاش ہم مصر ہی میں مر جاتے۔ یا کاش اس بیابان ہی میں مر جاتے۔ خداوند کیوں ہم کو اس ملک میں لے جا کر تلوار سے قتل کرانا چاہتا ہے۔ پھر تو ہماری بیویاں اور بال بچے لوٹ کا مال ٹھہریں گے۔ کیا ہمارے لئے بہتر نہ ہوگا کہ ہم مصر کو واپس چلے جائیں (گنتی ۱۴: ۱-۴)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوا کہ بنی اسرائیل چالیس سال (۱۴۴۰-۱۴۰۰ ق م) تک فاران اور شرق اردن کے درمیان صحرا میں بھٹکتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں جو ۲۰ سال سے نیچے ہیں صرف وہی زندہ بچیں گے۔ ۲۰ سال سے اوپر عمر کے تمام لوگ ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ۴۰ سالہ صحرائی زندگی میں ان کے تمام بڑی عمر والے مر کر ختم ہو گئے۔ اس دوران ان کے بچے صحرائی حالات میں پرورش پا کر طاقتور ہو چکے تھے۔ اس نئی نسل نے یوشع بن نون کی قیادت میں ارضِ مقدس کو فتح کیا۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

بنی اسرائیل نے ابتداً حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ اگر ہم اس ملک پر حملہ کریں تو ان کے مقابلہ میں ہم ہار جائیں گے۔ اور ہمارے بچے لوٹ کا مال ٹھہریں گے۔ مگر یہی بچے بعد کو بڑے ہو کر شام و فلسطین کے علاقہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کے حکمرانوں سے مقابلہ کر کے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

بنی اسرائیل کے بچوں میں یہ طاقت کیسے پیدا ہوئی۔ وہ بے حوصلہ سے باحوصلہ کیونکر بن گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے برعکس لمبی مدت تک صحرائی زندگی کا سفر طے کیا۔ بچوں کے باپ جن سخت حالات کو اپنے بچوں کے حق میں موت سمجھتے تھے۔ انہیں سخت حالات کے اندر داخل ہونے میں ان بچوں کے لئے نئی زندگی کا راز چھپا ہوا تھا۔

موافق حالات میں زندگی گزارنا بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے مگر موافق حالات ہمیشہ جمود پیدا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے اندر تمام اعلیٰ خصوصیات اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب کہ اس کو حالات کا مقابلہ کر کے زندہ رہنا پڑے۔ مصر میں بنی اسرائیل صدیوں تک عافیت کی زندگی گزارتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک مردہ قوم بن گئے۔ مگر مصر سے خروج کے بعد ان کو غیر آباد صحرا میں زندگی گزارنی پڑی۔ یہ صحرائی زندگی ان کے لئے سراپا چیلنج تھی۔ ان پر مشقت حالات میں جو لوگ بچپن سے جوانی کی عمر کو پہونچے وہ قدرتی طور پر بالکل دوسری قسم کے انسان تھے۔

بنی اسرائیل کی نئی نسل اخلاق و کردار کے اعتبار سے اپنے باپ دادا سے بالکل مختلف تھی۔ صحرائی حالات نے ان کے اندر سادگی، جفاکشی، حوصلہ اور حقیقت پسندی جیسی خصوصیات پیدا کر دی تھیں۔ اور بلاشبہ یہی وہ اوصاف ہیں جو کسی قوم کے افراد کو زندہ افراد بناتے ہیں۔ کوئی قوم اگر طول مدت (الحدید ۱۶) کے نتیجہ میں مردہ قوم بن جائے تو اس کو دوبارہ زندہ قوم بنانے کی تدبیر یہی ہے کہ اس کو غیر معمولی حالات میں ڈال دیا جائے۔ اور اس کو ایسے شدید عمل سے گزارا جائے

جس کے دوران اس کی سابقہ غیر مطلوب شخصیت ختم ہو اور نئی مطلوب شخصیت ابھر آئے۔

نثر، شاعری، ادب

لکھنؤ

رجب علی بیگ سرور

سبحان اللہ و بحمدہ! عجب شہر گل رنگ ہے، ہر گلی کوچہ دل چسپ، باغ و بہار ہے. ہر شخص اپنے طور پر با وضع قطع دار ہے، دو رویہ بازار، کس انداز کا ہے؟ ہر دکان میں سرمایہ ناز و نیاز کھلا ہے. گو ہر محلے میں جہان کا ساز و سامان مہیا ہے. ہر اکبری دروازے سے جلو خانے اور پکے پل تک صراط مستقیم ہے. کیا جلسہ ہے؟ نان بائی خوش سلیقہ، شیرمال، کباب، نان نہاری، بلکہ جہان کی نعمت اس آب داری کی جس کی بو باس سے دل طاقت پائے، دماغ معطر ہو جائے. فرشتہ گزرے تو سونگھے، کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو، دیکھے تو بھوک لگ آئے. وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار، سریلی جھنکار، شیر مال شنگرف کے رنگ کی، خستہ، بھربھری، ایک بار کھائے، نان نعمت کا مزہ پائے، تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے، کباب اس آب و تاب کے کہ مرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر، ادرک کا لچھا نیاں خیر اللہ کی دکان کا کترا، ہاضم، باریک ____ نایاب،

غزل

آتش

دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ، آسماں کیسے کیسے!

نہ گور سکندر، نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم میں گھر ہے
تمہارے لئے ہیں مکاں کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے!

"اُردو شاعری میں غزل کتنی ہی محبوب و مقبول کیوں نہ ہو وہ سب سے بہتر اور برتر شاعری نہیں ہے. شاعری کے اس سے زیادہ قابل قدر اصناف ہیں جن کی طرف ہمارے شعراء نے یا تو بالکل توجہ نہیں کی یا کی بھی تو کسی نہ کسی سبب سے دور تک نہ چل سکے. غزل کی کثرت زیادہ تر دوسرے اور تیسرے درجے کے شعراء کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اور ظاہر ہے اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ یہ کثرت غزل کے ہمہ صفت موصوف ہونے کا ثبوت ہے. اس سے تو غزل کی قدر و قیمت گھٹ گئی ہے غزل گوئی اگر ایک طرف اتنی سہل ہے کہ اسے ہر کس و ناکس مشغلۂ تفریح بنا سکتا ہے تو دوسری طرف اتنی مشکل بھی ہے کہ سوا غیر معمولی شاعر کے یہ کسی اور کے قابو میں نہیں آسکی"

رشید احمد صدیقی

جدید شاعری — طنز و مزاح — انتخاب

غزل

مظہر امام

یہ کیسے موڑ پر وہ ہم سفر ہے
یہ رستہ اب بہت ہی مختصر ہے

تھکن سوئی ہوئی ہے جانے کب سے
شجر کی گود اب تک بے خبر ہے

دیا دہلیز پر اک جل رہا ہے..
مگر خالی مکینوں سے یہ گھر ہے

خود اپنی ہی طرح ہم تجھ کو چاہیں..
ہمارے پاس ایسا بھی ہنر ہے

ہمارے ہاتھ کیوں رک سے گئے ہیں
یہ کس کا باغ ہے، کیسا ثمر ہے!

" نوتعمیر شدہ سڑکوں پر چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر ان میں وکٹ داخل کرنا اور کرکٹ میچ کھیلنا بھی اب ہمارے یہاں ایک فیشن ہے جس محلے میں اس نمونے کی کرکٹ نہیں کھیلی جاتی وہ محلہ پسماندہ علاقہ سمجھا جاتا ہے اور اس محلے کے میونسپل کونسلر کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی بلکہ میونسپل کارپوریشن کے کاروباری اجلاس میں اس محلے کے نمائندے سے سوال کیا جاتا ہے کہ آخر ایسی کیا مصیبت ہے کہ وہاں کرکٹ جیسا مشہور و معروف کھیل قبول نہیں ہے ۔ کرکٹ کے اس قسم کے میچوں میں کبھی کبھی راستہ چلنے والے اشخاص زخمی بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس کا برا نہیں مانا جاتا ۔ عوام الناس کو زخمی ہونا ہی چاہئے۔ جمہوریت کی قیمت سب کو ادا کرنی پڑتی ہے ۔

ہمارے یہاں ایک فیشن عام ہے وہ پان کھانے کا فیشن ہے ۔ ہماری سڑکیں اس فیشن کی گواہ ہیں زندہ ثبوت کہا جاتا ہے کہ اکثر ترقی یافتہ ملکوں میں شہروں کی سڑکیں ہر سال رنگی جاتی ہیں تاکہ خوبصورت دکھائی دیں اور حکومت ان کے حسن و جمال پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے شکر ہے ہمارے یہاں اس مد پر حکومت کو کچھ خرچ کرنا نہیں پڑتا، ہاں فوری کے فیشن نے ہر شہر کو حنا آلودہ بنا دیا ہے "

—— یوسف ناظم ——

" ایک وقت تھا
جب
ہندو اور مسلمان
ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے تھے
ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں
شریک رہتے تھے ۔
ان کی زندگی تعمیر و فکر کی زندگی
تھی ۔
اب بھی وہی ہندو ہیں اور وہی مسلمان
لیکن وقت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ
ہم بھی تبدیل ہو گئے ہیں ۔
لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے اور میرا
پختہ یقین ہے کہ
ان کے دل پھر ایک دوسرے سے
ملیں گے ۔
آج ہمیں جو مشکل نظر آتا ہے
پرماتما کل اسے آسان بنائے گا
اس نیک ساعت کے لئے ہی
کام کرتا ہوں ۔
اس کے لئے زندہ ہوں ۔
اور اسی کے لئے دست بدعا ہوں "

—— مہاتما گاندھی

"ڈہریجن" — ۷ر اکتوبر ۱۹۳۹ء

ومی اعزازات

وک چکر۔ یہ فوجی اعزاز کسی ایسے
ب یا شہری کو دیا جاتا ہے جس نے ملک
، دفاع میں نمایاں کام کیا ہو۔

بان پیٹھ ایوارڈ۔ کسی بھی ہندوستانی
ن کے ادب میں نمایاں تخلیقی کام کرنے
لے ادیب کو ہر سال یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے
ردو زبان میں ۱۹۶۹ء میں فراق گورکھپوری
۱۹۸۹ء میں قرۃ العین حیدر کو اس ایوارڈ
ے نوازا جا چکا ہے)

اصاحب پھالکے ایوارڈ: ہندوستانی
نڈسٹری (کسی بھی زبان کی فلم) کی نمایاں
ت انجام دینے والی شخصیت کو یہ ایوارڈ
جاتا ہے۔

ہتیہ اکاڈمی ایوارڈ: ہندوستانی
ر کی منظور شدہ سولہ ۱۶ زبانوں میں کسی بھی
ن میں لکھی جانے والی بہترین کتابوں پر یہ
ایوارڈ دیا جاتا ہے۔

گیت ناٹک اکاڈمی ایوارڈ

ڈراما اور موسیقی میں نمایاں کارکردگی
نے والی شخصیتوں کو یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے

بھارت میں

سب سے بڑا دریا: گنگا
سب سے بڑی جھیل: ولر (کشمیر)
سب سے بڑا پل: دریائے سونو کا پل (۱۰۶۱ء۲ میٹر لمبا)
سب سے بڑی ریل لائن: جموں تاوی سے کنیا کماری (۳۸۶۸ کلو میٹر لمبی لائن)
رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑی ریاست: مدھیہ پردیش
آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑی ریاست: اتر پردیش
سب سے بڑا ڈیلٹا: سندر بن
سب سے بڑا میوزیم: انڈین میوزیم (کلکتہ)
سب سے بڑا پلیٹ فارم: کھڑک پور (بنگال)
سب سے بڑا بند: بھاکڑا بند
سب سے بڑا صحرا: تھر
سب سے بڑا چڑیا گھر: کلکتہ کا زولاجیکل گارڈن
سب سے بڑی سرنگ: جواہر سرنگ (جموں و کشمیر)
سب سے بڑی گپھا: ایلورہ

ریزرو بینک

ریزرو بینک آف انڈیا کی بنیاد ۱۹۳۵ء میں ڈالی گئی۔ یہ تمام بینکوں کی بینک کہلاتی بھی کہلاتی ہے۔ اس بینک کا سب سے اہم کام ہے کرنسی نوٹوں کا اجراء اور ملک کی دوسری بینکوں کی کارکردگی پر نظر رکھنا۔

ریزرو بینک ایک روپے کی نوٹ اور سکوں کے علاوہ تمام نوٹ اجراء کرتی ہے جبکہ ایک روپے کی نوٹ اور سکے وزارت مالیات جاری کرتی ہے۔ اسی بناء پر ایک روپے کی نوٹ پر منسٹری آف فائنانس (وزارت مالیات) کے سکریٹری کے دستخط ہوتے ہیں جبکہ باقی ساری نوٹوں پر ریزرو بینک کے گورنر کے دستخط ہوتے ہیں جو کہ ریزرو بینک کا سربراہ ہوتا ہے۔

ریزرو بینک کی بنیاد چند لوگوں نے پانچ کروڑ روپے کے حصص (شیئر) سے شروع کی تھی۔ البتہ جنوری ۱۹۴۹ء میں اُن کے حصص کے بدلے میں حکومت نے معاوضہ دے کر حصہ داروں سے اس بینک کو آزاد کیا اور اس طرح یہ بینک سرکاری تحویل میں آگیا۔ تب سے یہ بینک وزارت مالیات حکومت ہند کے تحت چل رہا ہے۔

براعظم افریقہ

یہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا براعظم

اس کا رقبہ

۲۹,۸۰۰,۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔

اہم ممالک:۔ مصر، لیبیا، الجیریا، سوڈان، ایتھوپیا، کینیا، صومالیہ، انگولا، جنوبی افریقہ، نائجیریا وغیرہ۔

پہاڑ:۔ سب سے اونچا پہاڑ (۵۸۹۵ میٹر) ہے

اہم دریا:۔ نیل، کونگو، نائجر، زامبیزی۔

اہم دھاتیں:۔ سونا، ہیرے، پیتل،

اہم شہر:۔ قاہرہ، کیپ ٹاؤن، نیروبی، ممباسا، ادیس ابابا،

سب سے بڑی جھیل:۔ مشرقی افریقہ کی وکٹوریہ جھیل۔

سوال و جواب

(س) بھارت میں چودہ بینکوں کو سب سے پہلے کب قومیایا گیا

ج:۔ ۱۹۶۹ء میں۔

(س) اسٹیٹ بینک آف انڈیا کا پرانا نام کیا تھا؟

ج:۔ امپیریل بینک۔

(س) پلاننگ کمیشن کا چیئرمین کون ہوتا ہے

ج:۔ وزیر اعظم

(س) پہلا پنج سالہ منصوبہ کب عمل میں آیا

ج:۔ ایک اپریل ۱۹۵۱ء میں

(س) پلاننگ کمیشن کی بنیاد کب ڈالی گئی

ج:۔ مارچ ۱۹۵۰ء میں

(س) مہاراشٹر ریاست کی بنیاد کب ڈالی گئی۔

ج:۔ ایک مئی ۱۹۶۰ء میں

(س) ونوبا بھاوے کا آشرم کہاں ہے؟

(ج) پونار میں

(س) مہاراشٹر میں ضلع پریشدوں کا عمل کب آیا؟

(ج) ایک مئی ۱۹۶۲ء میں

کھیلوں کی اہم اصطلاحیں

بیڈمنٹن:۔ کمر ڈبل، ڈراف

باسکٹ بال:۔ ڈربل، شفٹنگ

بولنگ:۔ کاکس

باکسنگ:۔ سلیم۔ پنچ، ناک ڈاؤن

شطرنج:۔ چیک میٹ، بشپ

کرکٹ:۔ ایل بی ڈبلیو، میڈن

اوور:۔ رن آؤٹ، لیگ بائے

بمپر:۔ گلگی، سلی پائنٹ، اسٹریٹ ڈرائیو، اسٹمپڈ۔

فٹ بال:۔ ہینڈ بال، ڈراپ کک پنچ ڈاؤن، تھرو ان

ہاکی:۔ اسٹک، رول ان، پنلٹی کیرڈ۔

ٹینس:۔ والی، ہاف والی، ڈیوس۔

کمپوٹر۔ آخر یہ کیا ہے؟

کمپوٹر کی قسمیں

۱۔ مین فریم (MAINFRAME)

۲۔ منی کمپوٹر (MINICOPUTER)

۳۔ مائکرو کمپوٹر (MICROCOMPUTER)

ان میں پہلی قسم کا کمپوٹر یعنی مین فریم سب سے بڑا اور سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ اس کمپوٹر کے مختلف الگ الگ حصے یا یونٹ ہوتے ہیں۔ ایک حصے میں معلومات حاصل کرنے کا کام ہوتا ہے جب کہ دوسرے حصے میں یا تو ان حاصل کی ہوئی معلومات کو دیکھا جاسکتا ہے یا پھر یہ معلومات محفوظ رہتی ہیں۔ مین فریم کمپوٹر بہت بڑی تعداد میں معلومات وصول کر سکتا ہے اور بلا مبالغہ لاکھوں قسم کی مختلف ہدایات پر ایک ہی وقت میں کام کر سکتا ہے۔ اس کمپوٹر سے ایک ساتھ مختلف قسم کے کام لئے جا سکتے ہیں۔ اس قسم کے طاقت ور کمپوٹر بہت بڑے اداروں اور کارخانوں وغیرہ میں استعمال کیے جاتے ہیں۔

دوسری قسم کا کمپوٹر یعنی منی کمپوٹر اتنا بڑا اور طاقتور نہیں ہوتا۔ یہ کمپوٹر کسی مخصوص کام کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً بینک میں حصہ داروں کا حساب رکھنے کے لئے یا کتب خانوں کتابوں کے بارے میں تفصیلات مہیا کرنے کے لئے۔

تیسری قسم کا کمپوٹر جو مائکرو کمپوٹر کہلاتا ہے عام طور پر دفتروں، دکانوں، اسکولوں یا گھروں پر استعمال ہوتا ہے۔

کمپوٹر کے مختلف حصے

بنیادی طور پر کمپوٹر کے دو اہم حصے ہوتے ہیں جنہیں ملا کر کمپوٹر کہا جاتا ہے۔ ایک ہارڈویر اور دوسرا سافٹ ویر۔ پہلے حصے یعنی HARDWARE میں کمپوٹر میں نظر آنے والے تمام آلات، پرزے، اس کے برقیاتی سرکٹ اور اس طرح اس کا کلیدی تختہ KEY BOARD، اسکرین، ٹیپ رکارڈر اور پرنٹر وغیرہ شامل ہیں، لیکن محض ہارڈویر کوئی کام نہیں کرسکتا جب تک سافٹ ویر موجود نہ ہو۔ کمپوٹر کا یہ دوسرا اہم حصہ یعنی SOFTWARE دراصل ان تمام معلومات اور ہدایات پر مشتمل ہوتا ہے جو کمپوٹر کو کام کرنے کے لئے فراہم کی جاتی یہ ہدایات کمپوٹر کو یہ بتاتی ہیں کہ اسے دی ہوئی معلومات کس طرح استعمال، محفوظ اور پیش کرنا ہے۔ یوں سمجھئے کہ آپ کمپوٹر کو یہ ہدایات دیتے ہیں کہ وہ دو مقداروں کو جوڑے یا ان میں سے کس کو کس میں سے تفریق کرے۔ یہ ہندسے جو کمپوٹر کو آپ نے دیے ہیں معلومات DATA کہلاتے ہیں۔ ان معلومات سے متعلق جو ہدایات کمپوٹر کو دی جاتی ہیں۔ انہیں پروگرام کہتے ہیں۔ زیادہ آسانی کے ساتھ آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کمپوٹر کے جن اجزاء کو آپ آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں یا چھو سکتے ہیں، وہ تو ہیں ہارڈویر اور جس حصے کو آپ دیکھ یا چھو تو نہیں سکتے، لیکن وہ کمپوٹر میں محفوظ اور موجود ہوتا ہے وہ سافٹ ویر ہے۔ سافٹ ویر معلومات اور ہدایات پر مشتمل ہوتا

ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہارڈویر کمپوٹر کا جسم اور سافٹ ویر اس کی جان ہے کمپوٹر کو جو ہدایات اور معلومات دی جاتی ہیں (یعنی پروگرام) ایک مقناطیسی فیتے MAGNETIC TAPE یا گراموفون ریکارڈ جیسی ایک پلیٹ یا سوراخ کیے ہوتے کاغذ کے تختے PUNCHED CARD پر محفوظ ہوتا ہے کمپوٹر کے جسمانی حصے یعنی ہارڈویر میں چار چیزیں شامل ہوتی ہیں جو بظاہر ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہیں اور ان کا کام بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، مگر یہ سب مل کر کام کرتی ہیں۔ ان میں ہر ایک کو کمپوٹر کی ایک اکائی UNIT کہتے ہیں۔

(۱) ان پٹ یونٹ INPUT UNIT کمپوٹر کا یہ حصہ دی جانے والی معلومات اور ہدایات کو وصول کرتا ہے، اس لئے اسے کمپوٹر کی آنکھیں اور کان کہا جاتا ہے، یہ معلومات اور ہدایات کمپوٹر میں کی بورڈ KEY BOARD جوائے اسٹک یا اس قسم کے دوسرے آلات کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ آلات دراصل ان ہدایات کو ایسے برقیاتی اشاروں ELECTRONIC PULSES کی شکل میں تبدیل کردیتے ہیں جو کمپوٹر کی "زبان" میں ہوتے ہیں اس لئے کمپوٹر ان کو سمجھ لیتا ہے اور پھر انہیں اگلے حصے تک ضروری کاروائی یا پروسیسنگ کے لئے بھیج دیتا ہے۔

(۲) کمپوٹر کا دوسرا حصہ اس کا سینٹرل پروسیسنگ یونٹ CENTRAL PROCESSING UNIT یا "سی پی یو" کہلاتا ہے۔ کمپوٹر دراصل جو کام کرتا ہے، وہ اسی حصے میں انجام پاتے ہیں اس لئے اس حصے کو کمپوٹر کا ذہن BRAIN کہتے ہیں۔ کمپوٹر کا یہ حصہ دی جانے والی معلومات کو نہ صرف وصول کرتا اور ان پر ضروری کاروائی کرتا ہے بلکہ اگلے حصے یا تیسرے حصے یعنی اپنی معلومات کے خزانے یا میموری سے بھی معلومات واپس لے کر انہیں پہلے سے دی گئی ہدایات کے مطابق استعمال کرسکتا ہے۔ اس طرح ان معلومات کو اور اپنے کئے ہوئے کام کو یا تو میموری میں دوبارہ محفوظ کرنے کے لئے بھیج دیتا ہے یا پھر اپنے چوتھے حصے یعنی آؤٹ پٹ یونٹ OUTPUT UNIT کے ذریعہ سے انہیں اسکرین پر لاتا یا پھر انہیں کاغذ پر چھاپ دیتا ہے۔

(۳) "میموری" کمپوٹر کا تیسرا حصہ ہے جس میں کام کے دوران یا پہلے سے دی ہوئی معلومات اور ہدایات جمع رہتی ہیں۔ اسے کمپوٹر کا حافظہ کہتے ہیں۔

(۴) کمپوٹر کو جو معلومات ہم دیتے ہیں وہ ان کا اپنی برقیاتی زبان میں ترجمہ کرلیتا ہے۔ کمپوٹر کے اندر، پہلے حصے سے لے کر اس چوتھے حصے تک جو کام ہوتا ہے وہ سب اس برقیاتی زبان میں انجام پاتا ہے۔ لیکن جب چوتھے حصے کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ اپنی معلومات پیش کرے تو یہ حصہ کمپوٹر کی اس زبان کو ہماری زبان میں منتقل کردیتا ہے۔ اس طرح ہم اپنی مطلوبہ معلومات کمپوٹر کے اسکرین پر اس زبان میں دیکھتے ہیں جس زبان میں ہم نے یہ معلومات کمپوٹر کو دی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی کمپوٹر اپنی مخصوص آواز کے ذریعہ سے بعض باتیں ہمیں بتاسکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ کمپوٹر بعض دوسری مشینوں اور آلات کو کسی کام کو شروع کرنے یا اسے روک دینے کی ہدایت بھی دے سکتا ہے

ان پٹ ——— سی پی یو ——— آؤٹ پٹ
(آنکھ کان) (ذہن) (ہاتھ پاؤں)
(حافظہ)

کمپوٹر کے بارے میں آپ نے جو پڑھا ہے اس سے اندازہ

ہوگیا ہوگا کہ یہ ایک حد تک انسانی ذہن کی طرح کام کر سکتا ہے، لیکن ہمارا ذہن خود سے سوچتا ہے۔ جب کہ کمپیوٹر خود سے کوئی کام نہیں کر سکتا، ہم ہر اس آواز کو سن لیتے ہیں جو ہمارے کانوں تک آتے، ہر اس چیز کو دیکھ لیتے ہیں جو ہماری نظروں کے آگے ہو۔ اب ہم کسی سنی یا دیکھی ہوئی بات پر توجہ کریں یا اسے نظر انداز کر دیں اس کا فیصلہ ہمارا ذہن کرتا ہے پھر ہم ان باتوں میں سے بہت سی باتوں کو بھول جاتے اور بعض باتیں ہمارے ذہن کے اس حصے میں میں جسے ہم حافظہ یا یادداشت کہتے ہیں موجود رہتی ہیں ان کے ساتھ ہمارا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ہم انہیں یاد کرنا چاہیں تو وہ اس وقت یاد نہیں آئیں مگر کبھی بالکل بے موقع یاد آجاتی ہیں۔ یہ سب زندہ ذہن کی خصوصیات ہیں۔ کمپیوٹر کا ذہن اس سے مختلف ہوتا ہے اس لئے اسے مصنوعی یا برقیاتی ذہن کہا جاتا ہے۔ کمپیوٹر ہمارے ذہن کے برخلاف صرف ان ہی باتوں پر "متوجہ" ہوتا ہے جو ہم اس کے مخصوص آلات کے ذریعہ سے اس تک پہنچاتے ہیں۔ اس قسم کی وہ معلومات جنہیں الفاظ یا ہندسوں کی صورت میں کمپیوٹر کو دیا جاسکتا ہے اس کے کلیدی تختے (کی بورڈ) کے ذریعہ سے اسے دی جاسکتی ہیں۔ کمپیوٹر کا کلیدی تختہ ٹائپ رائٹر جیسا ہوتا ہے، لیکن یہ ٹائپ رائٹر کے کلیدی تختے کے مقابلے میں زیادہ پیچیدہ ہوتا ہے۔ بہر حال اس میں ٹائپ رائٹر کی طرح انگلی کے دباؤ کو قبول کرنے والے پوائنٹ ہوتے ہیں جن پر وہ ہدایات لکھی ہوتی ہوتی ہیں جو ہمارے اور کمپیوٹر کے درمیان واسطے کا کام انجام دیتی ہیں۔ انہیں کلید یا چابی KEY کہتے ہیں۔ ایسی ہر کلید کے دبانے سے برقی تاروں کا کوئی سرا یا سلسلہ حرکت میں آجاتا ہے۔ کمپیوٹر اس سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ کون سی اور کس ہدایت والی چابی دبائی گئی ہے۔

آپ کمپیوٹر کو کھیل اور تفریح کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ جس میں خلائی حملہ آور جہاز کو آپ اس کے اسکرین پر حرکت دیتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ کام کلیدی تختے سے نہیں لیا جاسکتا۔ اس کھیل میں کمپیوٹر تک جو چیز آپ کی ہدایات کو پہنچاتی ہے اسے جوائے اسٹک کہتے ہیں۔ جوائے اسٹک کے نچلے حصے میں برقیاتی اشارے یا سگنل وصول کرنے والے تاروں کے سرے ہوتے ہیں۔ جو اندر کے دباؤ کو محسوس کر کے کمپیوٹر تک آپ کی ہدایت پہنچا دیتے ہیں جس کے زیر اثر کمپیوٹر کی اسکرین پر حملہ آور خلائی جہاز آپ کی مرضی کے مطابق تیزی سے حرکت کرتا ہے۔ اسکرین پر یہ حرکت کمپیوٹر کے مرکزی حصے، سی پی یو کے واسطے سے، لیکن غیر معمولی تیز رفتاری سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح کا ایک اور آلہ موس MOUSE ہوتا ہے جو اسے اسٹک میں ایک چھوٹا سا ہینڈل ہوتا ہے جو حرکت کرتا ہے جب کہ موس اس ہینڈل کو ایک حرکت کرنے والے گیند نما حصے سے بدل کر بنایا جاتا ہے استعمال کرنے وقت اسے الٹ دیتے ہیں یعنی دبنے والا گیند جیسا حصہ میز پر رکھا ہوا ہوتا ہے آلے کو دبانے سے اس گیند میں میز کے خلاف پیدا ہونے والا دباؤ برقیاتی اشاروں کے ذریعہ سے اسکرین پر بنی ہوئی شکل کو حرکت دیتا ہے کمپیوٹر سے مختلف شکلیں، ڈرائنگ، برقیاتی سرکٹوں مشینوں اور عمارتوں کے ڈیزائن کی تیاری اور اسی طرح کے بہت سے دوسرے کام بھی لئے جا سکتے ہیں ان کاموں کے لئے کمپیوٹر کو دی جانے والی ہدایات کمپیوٹر کے مرکزی حصے تک ایک تھیلی جیسے آلے کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہیں جسے گرافک پیڈ کہتے ہیں۔ اس آلے کی مقناطیسی سطح ایک خاص برقیاتی قلم

سے بناتے ہوئے خطوط، دائرے اور دوسری شکلیں کمپیوٹر کے مرکزی حصے تک پہنچاتی ہیں۔ ایک اور آلہ لمسی ترمس۔ TOUCH TABLE ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے کمپیوٹر کی اسکرین پر کوئی عبارت یا شکل بنائی جاسکتی ہے
تحقیق اور مطالعے کے ذریعہ سے اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ کمپیوٹر آواز کے ذریعے سے دی جانے والی ہدایات پر بھی عمل کر سکے۔ جب اس میں کامیابی ہوجائے گی تو کمپیوٹر سے کام لینا بہت آسان ہوجائے گا، لیکن یہ کام ذرا دشوار ہے اس کے لئے یہ کرنا ہوگا کہ مائکرو فون کے ذریعہ سے کمپیوٹر کو دی جانے والی معلومات اور ہدایات کو ایسے برقیاتی اشاروں میں تبدیل کرنے کا انتظام کرنا ہوگا جنہیں کمپیوٹر سمجھ سکے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کمپیوٹر ہماری آواز سن کر اپنے حافظے سے ہماری مطلوبہ معلومات کو برآمد کرنے کے قابل ہو۔ انسانوں کی آوازیں ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتی ہیں کہ ان سب آوازوں کے برقیاتی اشارے ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ جبکہ کمپیوٹر کا نظام اس قدر نازک اور حساس ہوتا ہے کہ ان اشاروں کی نوعیت میں معمولی سی تبدیلی بھی نتائج کو بدل دیتی ہے۔ پھر ایک آدمی کی آواز بھی ہر وقت بالکل ایک سی نہیں ہوتی جب انسان ان دشواریوں پر قابو پالے گا تو کمپیوٹر کی دنیا میں بہت بڑا انقلاب آجائے گا، لیکن فی الحال کمپیوٹر ہمیں یہ سہولت نہیں دے سکتا اگرچہ اس سہولت کا ہمیں انتظار ہے لیکن آج بھی کمپیوٹر پڑھ سکتا ہے۔ یہ لکھائی ایک خاص مقناطیسی روشنائی سے کی جاتی ہے جسے کمپیوٹر پڑھ لیتا ہے اسے کمپیوٹر کی برقی مقناطیسی حرف شناسی یعنی MAGNETIC CHARACTER REGOGNITION کہتے ہیں۔ بینک کے چیک اور ہوائی جہاز کے ٹکٹ پر بھی اسی روشنائی سے ایک خاص انداز میں لکھے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کے پڑھنے کے لئے او۔ سی۔ آر یعنی OPTICAL CHARACTOR RECOGNITION سے بھی تحریر کیا جاتا ہے۔ یہ تحریر مخصوص انداز میں صرف بڑے حروف میں اور مقررہ خانوں کے اندر لکھی جاتی ہے۔ اس کے حروف چمکدار ہوتے ہیں جنہیں کیمرا محسوس کرکے کمپیوٹر کو بھیج دیتا ہے۔

بعض درآمد شدہ چیزوں کے پیکٹ پر اس قسم کے نشان بنے ہوتے ہیں جن سے کمپیوٹر معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ انہیں BARCODE کہتے ہیں۔

کمپیوٹر تک معلومات پہنچانے کے لئے بعض دوسرے ذریعے بھی ہیں۔ جن میں کاغذ کے تختے یا پٹی پر خاص مشین سے سوراخ کرنے کے طریقے کا ذکر شروع میں کیا جاچکا ہے۔ روشنی کا اخراج کرنے والا ایک خاص قلم کمپیوٹر کے اسکرین پر براہ راست لکھنے یا کسی ڈرائنگ یا ڈیزائن میں معمولی نوعیت کی تبدیلیاں کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض برقیاتی آلے بھی چیزوں کی پیمائش، ان کا وزن یا درجۂ حرارت نوٹ کرکے کمپیوٹر کے حوالے کرسکتے ہیں۔

کمپیوٹر کا مرکزی حصہ (سی پی یو) جو کمپیوٹر کا ذہن کہلاتا ہے ضرورت کے مطابق چھوٹا یا بڑا ہوسکتا ہے۔ بڑے کمپیوٹر مثلاً مین فریم کمپیوٹر کا مرکزی حصہ ایک ایک الماری کے برابر بڑا ہوتا ہے۔ یہ چند سکنڈ میں لاکھوں حسابی سوالات کر سکتا ہے۔ مائکرو کمپیوٹر کا مرکزی حصہ اگرچہ بہت طاقتور ہوتا ہے۔ لیکن صرف ایک چپ میں آجاتا ہے۔ کمپیوٹر کا مرکزی حصہ خواہ کتنا ہی چھوٹا یا بڑا ہو

(باقی آئندہ ماہ)

بےخوف زندگی کا راز

ارے بھائی! اب تو وہ اپنے آپ کو گاؤں کا حاکم
سمجھنے لگا ہے۔ ناجائز اور غیر انسانی ہتھکنڈے آزما کر اس
نے سب پر زبردستی دھاک جمانے کے بڑے شرمناک
عمل شروع کر دیے ہیں۔ سبھی اس سے ڈرنے لگے ہیں۔

تم لوگوں نے اس سے ڈرنے کا ٹھیکہ اپنا لیا۔ اور اس
نے خود کو حاکم وقت بنائے رکھنے کا سکہ جما لیا۔ اس میں رونا کیا
تو اپنی اپنی پسند ہے۔

پھر کیا کرتے؟

اس کے جیسے شرفاء کا پر لگوا لیتے۔ یا اسی کی طرح خود کو
سی خیالی دنیا کا دیو قامت آدم خور انسان سمجھنے لگتے۔

مطلب؟

مطلب بہت صاف اور واضح ہے۔ نفاق اتحاد کا فقدان
جانتے ہونا۔ متحد چیونٹیوں کو بھی قدرت نے اژدہے کو چٹ کر
جانے کی قوت عطا کی ہے۔ بٹ بٹ کر گزر بسر کرتے رہنے۔ الگ الگ
بیٹھ کر سوچتے رہنے سے کوئی ایسا ناتم پر حاوی ہو جائے گا۔ کسی
بھی بلا وجہ مرعوب اور خوف زدہ ہو جانے کی فضول شرافت
کو مجبور، اور عام مسائل کو آسمانی عذاب جان لینے کا انکسار
دت، خود کو ہر طور زندہ رکھنے کا لالچ اور اس کا اظہار ہی
انسان کو بھیڑ اور بکری بنا کر زندہ رہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور
کار لومڑی نما انسان شیر کی کھال اوڑھ کر ہم پر اپنی حکمرانی کا اعلان
کر دیتا ہے۔

پھر یہ بات ہر کسی کو کیسے سمجھائیں؟

اب کسی کو اور کیا سمجھاتے رہنا ہے۔ وقت مسلسل ہر ایک
کو سکھا رہا ہے۔ اب بھی سمجھیں تو سویرا ہوگا۔ ایک جذبۂ خودداری
کے ساتھ، عزتِ نفس کو بحال رکھ کر بے خوف جینا ہے تو مرنے
کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی ایک احساس، عزم اور اعتماد سے
زندگی کی خوفزدہ بے رنگ تصویر میں اعتماد اور حوصلوں کے بہت
جاندار اور بہت شاندار رنگ ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسلامی
تاریخ میں جنگ قادسیہ بہت اہم اور ایک بے مثال عبرتناک تابندہ
مثال ہے۔ جب مسلمانوں کی معمولی سی فوج نے کشتیوں کے ذریعے
دشمن کی سرزمین پر قدم رکھا تو شکست کھانے اور بھاگ کر واپس
لے جانے والی اپنی کشتیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ تاکہ پھر دو ہی صورتیں
رہ گئیں۔ ایک کسی طور فتح پانے کی اور دوسری لڑتے ہوئے مر جانے کی
نتیجے میں اسلامی فوج نے اپنی جانوں سے بے نیاز ہو کر دشمن کے لشکر
جرار پر کچھ ایسے ٹوٹ کر یلغار کر دی کہ اسے پسپا کر کے رکھ دیا۔
اور ذی شان فتح و نصرت پائی۔ بس اسی طور زندگی کو جیو رہا۔ بے بسی
اور فرار فراہم کرانے والی اپنی خوف نالی کشتی کو جلا دو۔ اور رحم کر دنیا
کو للکارو۔ پھر دیکھو۔ جیت تمہارے قدموں پہ ہوگی۔ جب جینے کی
مجبور حسرت سے تم بے نیاز ہو جاؤ گے تو پھر کس کا اور کسی بات کا خوف
اور کونسی موت تم سے آنکھ ملا پائے گی۔

کاش یہ تحریر نقش ہر در و دیوار ہو جائے۔
جس کو جینا ہے وہ مرنے کے لئے تیار ہو جائے

انسان نفقہ بکو کو۔ محمد،

طوطاچشم

ٹیکسی ڈرائیور چلو۔ ذرا جلدی کرو۔ مجھے ایک بہت سیریس
مریض کے گھر پہنچنا ہے۔

نہیں صاحب! مجھے اس طرف نہیں جانا ہے۔ وہیں سے خالی

آرہا ہوں۔

ارے بھائی اس مریض کی حالت بہت ہی نازک ہے۔ وقت کم ہے اور یہاں کوئی ٹیکسی بھی نظر نہیں آتی۔

تو میں کیا کروں؟ تھوڑا آگے جائیے کوئی اور ٹیکسی مل جائے گی۔ شہر میں ٹیکسیوں کا کون سا کال پڑا ہے۔

ڈاکٹر صاحب! مہربانی کیجئے فوراً میرے ساتھ چلئے۔ میری بچی کی طبیعت اچانک ایک دم خراب ہو گئی ہے۔

ارے!!! تم وہی ٹیکسی ڈرائیور ہو جس نے چار روز قبل مجھے جھڑک کر بازرہ چلنے سے انکار کر دیا تھا۔

ہاں ڈاکٹر صاحب میں وہی ٹیکسی ڈرائیور ہوں اور کئے پر بہت بہت شرمندہ ہوں۔

اب تمہارے شرمندہ ہونے سے کیا حاصل۔ میں اپنے مرحوم مریض کو واپس تو نہیں لا سکتا۔ اگر تم موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے اور فوراً مجھے لئے چلتے تو ممکن تھا میں اپنے مریض کو بچا پاتا۔

مجھے معاف کر دیں ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ ضائع نہ کریں۔ میرے ساتھ چلئے، میری بچی کو بچا لیجئے

میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں ڈرائیور، پر تم دیکھ رہے ہو میں اس وقت انتہائی سیریس ایمرجنسی مریض کی جان بچانے میں لگا ہوا ہوں۔ اسے کس کے حوالے کر دوں اور پھر یہ سارے مریض جو دیر سے میرا انتظار کرتے بیٹھے ہیں۔ انہیں کیا جواب دوں اس صورت میں تمہارے ساتھ کیسے آپاؤں گا۔

پلیز ڈاکٹر میری مجبوری پر ترس کھائیے۔

میں سمجھ رہا ہوں اور تم میری مجبوری بھی دیکھ رہے ہو۔ ہر مریض کی جان قیمتی ہوتی ہے۔ بہتر ہے تم فوراً کسی دوسرے ڈاکٹر کے پاس چلے جاؤ۔

آپ تیسرے ڈاکٹر ہیں جن کے پاس میں بھاگا بھاگا آیا ہوں۔

فکر نہ کر میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ کسی چوتھے ڈاکٹر کے پاس چلے جاؤ۔ اس شہر میں ڈاکٹروں کا بھی کون سا کال پڑا ہے۔

ماہنامہ نقش کوکن۔ بمبئی۔

سعودی عرب - ایک جائزہ

پوسٹ ٹیلی گراف اور ٹیلی فون

سعودی عرب نے گذشتہ پندرہ برسوں میں پوسٹ، ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کے نظام میں بے مثال ترقی کی ہے۔ پوسٹ، ٹیلی گراف، ٹیلی فون، ٹیلکس اور الیکٹرونک میل، فیکس وغیرہ کو انتہائی جدید پیمانے پر نصب کر کے ملک کو پوری دنیا سے مربوط کر دیا۔ اس مقصد کے لئے وزارت مواصلات نے زمینی سٹی لائٹ اسٹیشن، مرین اور ریڈیل کیبلوں، الیکٹرونک میل سورٹنگ اکیوپمنٹ کے پیچیدہ آلات نصب کئے جس کی وجہ سے سعودی عرب آج ان چیزوں کے استعمال میں دنیا میں ساتویں اور ایشیاء میں جاپان کے بعد دوسرے نمبر پر ہے
آج سعودی عرب کے تمام شہروں اور دیہاتوں کو مواصلاتی نظام سے جوڑ دیا گیا جس سے سعودی شہریوں کو بالخصوص فائدہ پہنچ رہا ہے

خطوط

۱۹۷۰ء ملک میں پہنچنے والے خطوط۔۔۔ ۴۰ لاکھ ۹۰ ہزار
۱۹۸۹ء۔ ملک میں پہنچنے والے خطوط ۔۔ ۴۰ کروڑ ۸۰ لاکھ
۱۹۷۰۔۔ ملک سے باہر جانے والے خطوط۔ ۲ کروڑ دس لاکھ
۱۹۸۹ ۔ملک سے باہر جانے والے خطوط ۲۹ کروڑ ۷۰ لاکھ
۱۹۷۰۔۔ بھیجے جانے والے پارسل۔۔ چودہ لاکھ
۱۹۸۹ء بھیجے جانے والے پارسل۔۔۔ چار کروڑ ۴۸ لاکھ

ٹیلی گرام

سن۔۔۔۔۔ ملک میں آنے والے تار
۱۹۷۰۔۔۔۔۔ ۹ لاکھ
۱۹۸۹۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶ لاکھ
سن۔۔۔۔۔۔۔ ملک سے بھیجے جانے والے تار
۱۹۷۰۔۔۔۔۔ ۹ لاکھ
۱۹۸۹۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵ لاکھ

ٹیلی فون

سن۔۔۔۔ ٹیلی فون لائنوں کی تعداد
۱۹۷۰۔۔۔۔۔۔۔ ۴۹ ہزار ۰۰
۱۹۸۹۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱ لاکھ ۳ ہزار
سن۔۔۔۔ مرکزی لائنوں کی صلاحیت
۱۹۷۰۔۔ [illegible]
۱۹۷۰۔۔۔ ۷۶ ہزار ۰۰
۱۹۸۹۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴ لاکھ ۶۳ ہزار ۹۰۰

ٹیلکس

۱۹۸۹۔۔۔۔۔۔۔ تیرہ ہزار ٹیلکس لائنیں

زراعت اور صنعتوں کی ترقی کے لئے بجلی

سعودی عرب کے تمام تر ترقیاتی منصوبوں میں ملک کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں پوری طرح بجلی کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے تاکہ اس سے نہ صرف شہریوں کو روزمرہ استعمال کے لئے بلکہ زراعتوں اور صنعتوں کی بھرپور ترقی کے لئے بھی بجلی حاصل ہو۔ تیل کی دریافت کے بعد سے شہریوں کو بہت ہی کم نرخ پر بجلی فراہم کی گئی ہے بلکہ حکومت ہی اس سلسلے میں زیادہ اخراجات برداشت کرتی ہے۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے ۱۹۷۵ء میں وزارت صنعت و بجلی کی بنیاد ڈالی گئی جس نے ملک کے تمام گوشوں میں بجلی فراہمی کرنے کے اقدامات کئے اس وزارت نے بجلی کی تقسیم کے لئے جامع منصوبے بھی بنانے اور کئی جگہوں پر مراکز قائم کئے۔ پانی صاف کرنے کے پلانٹس اپنی ضرورت کی بجلی تیار کرتے ہیں۔ بجلی کی باآسانی فراہمی سے آج پوری مملکت سعودی عربیہ دن رات جگمگا رہی ہے ملک کے وہ علاقے جو آج بجلی کی سعادت سے محروم ہیں انہیں بھی جلد از جلد منور کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

سن۔۔۔۔۔۔۔۔ بجلی کی کل پیداوار
۱۹۷۰۔۔۔۔ ۳۰۰ میگاواٹ
۱۹۷۰۔۔۔ فی کس بجلی کا استعمال ۔۔۔ ۲۰۰ کلوواٹ فی گھنٹہ
سن ۔۔۔۔ بجلی کی کل پیداوار
۱۹۸۷۔۔۔ ۱۰۸۹۹ میگاواٹ فی کس بجلی کا استعمال ۷۸۴۷ کلوواٹ فی گھنٹہ

وزارت صنعت و بجلی نے گذشتہ چند برسوں میں بجلی کے بارہ اہم منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور جو آج پوری طرح قابل عمل ہیں

بندرگاہیں

۱۹۷۷ء میں پورٹس اتھارٹی کی انتظامیہ نے وزارت مواصلات سے ملک کی بندرگاہوں کا نظام سنبھالنے کی ذمہ داری لی اور بہت جلد ان بندرگاہوں سے درآمد و برآمد میں تیزی سے اضافہ کو سنبھالا۔

جدید تکنیک اور سازو سامان جیسے کرین، کنٹینرس اور اسٹوریج وغیرہ کے استعمال کے تعلق سے سعودی عرب کی اہم بندرگاہوں نے دنیا کے دیگر بڑی بندرگاہوں کو پیچھے چھوڑدیا۔ جس کی وجہ سے مسافروں اور مال برادری وغیرہ میں جو غیر ضروری تاخیر ہوا کرتی تھی وہ سعودی بندرگاہوں میں کہیں نظر نہیں آتی ان بندرگاہوں میں کمپیوٹر بھی نصب کئے گئے اور دمام کے ملک عبدالعزیز بندرگاہوں اور جدہ کے اسلامی بندرگاہ میں سعودی کارکنوں کی ترتیب کے لے دو مراکز قائم کئے گئے۔

پورٹس اتھارٹی کی اس عظیم کارکردگی سے سعودی عرب کو سالانہ پانچ سو ملین سعودی ریال کی آمدنی ہونے لگی۔ جدہ بندرگاہ پر ہر سال ۸۰ ہزار حجاج کرام پہنچتے ہیں اور یہاں کے خشک گودی میں جہازوں کی مرمت کے لئے ۴۵ ہزار ٹن گنجائش کی صلاحیت بڑھائی گئی۔ ۱۹۸۷ تک ان بندرگاہوں کی درآمدی صلاحیتوں کو ۸۰ گنا بڑھایا گیا۔

فی الحال سعودی عرب میں سات بڑی بندرگاہ ہیں جو ملک عبدالعزیز پورٹ (دمام) جدہ اسلامی پورٹ، ملک فہد انڈسٹریل پورٹ، الجبیل، ملک فہد انڈسٹریل پورٹ یانبو۔ الجبیل کمرشیل پورٹ، جذان پورٹ یانبو کمرشیل پورٹ، ان بندرگاہوں کے علاوہ ملک کے مغربی ساحل پر دس ثانوی بندرگاہیں اور مشرقی ساحل پر پانچ بندرگاہیں بھی قائم ہیں۔

شاہ فہد کی تعلیم سے دلچسپی

سعودی عرب نے تعلیمی میدان میں کتنی تیزی سے پیش قدمی کی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۷۰ میں ملک میں

صرف تین یونی ورسٹیاں قائم تھیں جن کے نام ملک سعود یونیورسٹی ریاض، اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ، ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ ہیں لیکن تعلیم کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اور اعلیٰ تعلیم کو عام کرنے کے لئے یونیورسٹیوں کی تعداد تین سے بڑھ کر سات کردی گئی۔ یہ یونیورسٹیاں ملک سعود یونیورسٹی امام محمد بن مسعود اسلامی یونیورسٹی ریاض، اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ، ملک فہد یونیورسٹی برائے تیل ومعدنیات دہران، ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ، ملک فیصل یونیورسٹی الحصار اور ام القراء یونیورسٹی مکہ مکرمہ ہیں۔

۱۹۷۰ میں تین یونیورسٹیوں سے وابستہ کالجوں کی تعداد ۱۸ تھی جبکہ ۱۹۸۹ء میں ملک میں قائم سات یونیورسٹیوں میں کالجوں کی تعداد ۱۸ سے بڑھ کر ۹۰ ہوگئی تھی۔ ۱۹۷۰ میں تین کالجوں میں مرد و خواتین طلباء کی تعداد ۶۹۴۲ تھی جو ۱۹۸۹ء میں ایک لاکھ بائیس ہزار ایک سو تک ہوگئی جس میں ۶۹ ہزار ایک سو مرد اور ۵۳ ہزار خواتین طلباء تھے۔

ٹیکنیکل تعلیم

مروجہ تعلیمی اداروں کے علاوہ تکنیکی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کی فراہمی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور اس کے لئے بھی مخصوص اقدامات کئے گئے جس کا مقصد تمام متعلقہ خصوصی شعبوں میں سعودی شہریوں کو ضروری تعلیم وتربیت فراہم کرنا ہے۔ اعلیٰ ٹیکنیکی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء تعلیمی وتربیتی اداروں میں میکانیکل، الیکٹریکل اور آٹوموبائل انجینرنگ کی تعلیم کی تدریس کے اہل قرار دئے گئے ہیں۔

ان تکنیکی اداروں کے علاوہ ملک کے کئی مراکز پر کمرشیل ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں جہاں سعودی طلباء کو ایڈمنسٹریشن، اکاؤنٹنسی، بک کیپنگ، سکریٹریل۔ کمپیوٹر اور دیگر کمرشیل مضامین اور ہنر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

عام تعلیم کی فراہمی کے زمرہ میں زراعتی اور پیشہ ورانہ تعلیم وتربیت بھی شامل ہیں اس میں ریفریجریشن، ایرکنڈیشننگ، پینٹنگ، پلمبنگ، الیکٹرکس، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹائپ رائٹنگ، کارپینٹری، بلڈنگ پرنٹنگ، ویلڈنگ اور المونیم ورکنگ وغیرہ کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا کورسوں کو مکمل کرنے والے طلباء اور ملازمین کو حکومت کی جانب سے بہترین معاہرہ اور وظائف دئے جاتے تھے۔ اسکے علاوہ ان گریجویٹ طلباء کو جو اپنے کاروبار یا ادارہ کے قیام کے متمنی ہیں انھیں حکومت کی

جانب سے ایک لاکھ سعودی ریال کی سالی امداد بھی دی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل خاکہ سے سعودی عرب میں ٹیکنیکل اداروں اور طلباء کی تعداد میں ترقی کا عمومی اندازہ ہو جائے گا۔

۱۹۷۰ میں ووکیشنل ایجوکیشن اسٹوڈنٹس کی کل تعداد ۸۲۳

۱۹۷۰ میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی کل تعداد ۵۷۸

۱۹۸۹ میں ووکیشنل ایجوکیشن اسٹوڈنٹس کی کل تعداد ۲۱۱۰۰

۱۹۸۹ میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی کل تعداد ۱۰۰۰۰

۱۹۷۰ میں ووکیشنل ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ کی کل تعداد ۵ ور ۱۹۸۹ میں ۴۲ تھی۔

۱۹۷۰ میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی کل تعداد ۵ اور ۱۹۸۹ میں ۳۰ تھی۔

گریجویٹ طلباء

۱۹۷۱ میں ووکیشنل ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ میں گریجویٹ طلباء کی تعداد ۱۸۸ اور ۱۹۸۹ میں ۴۶۶۷

۱۹۷۱ میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز میں گریجویٹ طلباء کی تعداد ۴۱۷ اور ۱۹۸۹ میں ۷۸۴۴

خدمات برائے صحت عامہ

جہاں کہیں بھی ضرورت ہو صحت عامہ کے لئے خدمات انجام دینے اور اس سلسلے میں آسانیاں فراہم کرنے کی حکومت کی پالیسی کے تحت وزارت صحت نے مسلسل کوششوں کے ذریعے اسپتالوں اور صحت کے مراکز کی تعداد میں اضافہ کیا ہے اور اس سلسلے میں خصوصی خدمات کے مواقع پیدا کئے اور معیار کو بہتر بنانے کی مسلسل کوشش کی ہے نتیجہ میں وزارت صحت کے تحت چلائے جانے والے اسپتالوں میں گذشتہ ۱۰ برسوں کے دوران مریضوں کے لئے بیڈز (بستروں) کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ یعنی ۱۹۷۰ میں ۱۶۵ ۷ بڑھ کر ۱۹۸۸ تک ۰۰۰۰ ۵ تک پہنچ گئی ہے دارالحکومت میں کل پلنگوں کی تعداد ان اسپتالوں میں اسی سال ۱۹ ہزار تک پہنچ گئی۔

ہیلتھ سینٹروں کی تعداد ۵۲۰ سے بڑھکر ۱۸۳۰ ہو گئی علاوہ ازیں متعدد وزارتیں اور حکومت کی ایجنسیاں نہ صرف اپنے محتاجوں بلکہ دیگر شہریوں کے لئے بھی طبی خدمات بہم پہنچاتی ہیں۔

میسکو

محمد حسین پرکار

(فلاحی امور، طبی و تعلیمی امداد اور سماجی خدمات میں ایک معتبر نام)

یکم اگست ۱۹۶۹ء کو میں نیا نیا ماہم میں رہنے آیا تھا۔ نئی جگہ نیا ماحول اور صرف دو افراد میں اور میری نصف بہتر پر مشتمل میرا گھر، اپنے کام کے اوقات نئے گھر کی ذمہ داری پھر شام میں پارٹ ٹائم کے اوقات سب سے سمجھوتا کرنے میں چند روز گذر گئے۔ دودھ سودا سلف، راشن کی دکان، چکی غرض ہر ضروریات زندگی کے لئے وقت کی تقسیم ہو چکی تھی۔ ہاں اخبار صرف گھر پر آیا کرتا تھا لہذا اس کی مجھے فکر نہیں تھی۔ مہینہ ختم ہونے پر اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ مہینہ بھر پڑے ہوئے اخبار و رسائل کو ہماری بے توجہی کی شکایت نہیں رہے گی۔ اور وہ صحیح ہاتھوں میں پہنچے اور ضرورتمندوں کے کام آنے کا سکون پاکر اپنے وجود پر نازاں رہیں گے۔ ہوا یوں کہ مہینہ ختم ہوتے ہی اخبار فروش بل لیکر حاضر ہوا اور بل کی ادائیگی پر کہنے لگا کہ ہر ماہ کے آخر میں وہ اخبار و رسائل جو آپ کے مصرف کے نہ ہوں انہیں بطور عطیہ دیدیں تو نوازش ہوگی اس سے ہم غریب اور ضرورت مند لوگوں کی مدد کریں گے۔ میں نے کہا ٹھیک اور پوچھ پوچھ آئندہ ماہ کا انتظار کس لئے اس نیک کام کی شروعات آج اور اسی وقت کیجئے۔ وہ دیکھئے سامنے کی میز پہ رکھے ہوئے ہیں وہ لیتے جائیے اور ہر ماہ بل کی وصولی کے ساتھ بلا پس و پیش بچا لیا کیجئے۔ میں رہوں یا نہ رہوں یہ بطور آپکی امانت یہاں پڑے رہیں گے۔

آج مندرجہ بالا واقعہ گذر کر پورے تیئس سال ہو چکے ہیں اس وقت میں یہ چند سطور لکھنے بیٹھا ہوں اور دیوار پر آویزاں کیلنڈر پر ۳۱ اگست ۱۹۹۱ء لکھا دیکھ رہا ہوں جس ادارے کے لئے اُن دنوں اخبارات جمع کئے جا رہے تھے اُس کا نام میسکو یعنی ماڈرن ایجوکیشنل سوشل اینڈ کلچرل آرگنائزیشن ہے آج اس ادارے نے اپنے وجود کے چوبیسویں سال میں قدم رکھا ہے اور شہر بمبئی و مضافات میں سماجی خدمات میں معتبر ادارہ مانا جاتا ہے۔

آج اس ادارے کے زیر اہتمام شہر بمبئی و مضافات میں چودہ نرسری اسکول چلائے جاتے ہیں لیکن ان سب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سب شہر کے پراگندہ علاقوں میں ہیں اور ان کا واحد مقصد غریب و ضرورت مند لوگوں کے لئے ان کی جائے رہائش سے قریب یہ سہولت فراہم کر کے ان کے ایک بے حد اہم بنیادی حق تعلیم کی حصولی میں مدد کرنا ہے یہ وہ اہم کنجی ہے جو دنیا و دین کے سارے بند دروازے کھلوا دیتی ہے آج یہاں سے نکلے ہوئے طلباء و طالبات شہر و مضافات کے مشہور اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ایجوکیشن ایڈاپشن اسکیم کے تحت ڈیڑھ سو طلباء و طالبات کو ان کی تعلیم کی تکمیل تک ساری سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں بلکہ یوں کہئے کہ میسکو ساری ذمہ داری اٹھا لیتا ہے اور طلباء و طالبات کا کام محض خوب سے خوب تر کی تلاش کرنا ہے وہ آرٹس، سائنس، کامرس اور ٹیکنالوجی کے علاوہ پیشہ وارانہ کورس جیسے میڈیکل اور انجینئرنگ تک جو چاہے سند حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ طلباء و طالبات جو شہر بمبئی میں زیر تعلیم ہوں اور جنہوں نے دسویں اور بارہویں جماعت میں ستر فیصد اور اس سے زائد نمبر حاصل کئے ہوں اور اپنی تعلیم جاری رکھنے کے متمنی ہوں مگر ان کی مالی حالت ان کے مقاصد کے حصول میں حائل ہو رہی ہو تو میسکو انہیں اپنے ایجوکیشن ایڈاپشن اسکیم کے تحت لیکر ان کے حصول مقصد میں پوری پوری مدد کرتا ہے۔ یقیناً آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ آخر ان بیچاروں کا کیا جنہوں نے ابھی دسویں یا

بارہویں نہیں گیا ہے۔ آئیگا میں اس کی بھی وضاحت کرتا چلوں
میسکو کا جب مقصد تعلیم میں مستحقوں کی مدد کرنا ٹھہرا تو بھلا
وہ درجات کی تفریق پر کیسے یقین رکھتا ہے لہذا اس کی
A.S.E کی فہرست میں پرائمری اور سیکنڈری اسکول کے
طلباء وطالبات بھی شامل ہیں ان میں سے چند ایسے بھی ہیں
جن کی شمولیت اس دور میں ہوتی ہے جسے "ہونہار بروا کے
چکنے چکنے پات" دیکھ کر اس کے مستقبل سے امیدیں وابستہ کرنے
کا زمانہ کہا جاسکتا ہے۔

ایجوکیشن ایڈ کے تحت لگ بھگ ساٹھ سو تا آٹھ سو
مستحق طلباء وطالبات کو کاپیاں یا کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔
اس کے علاوہ سو طلباء وطالبات کی فیس ادا کی جاتی ہے۔
الغرض میدان تعلیم میں ابتدائی تعلیم سے لیکر اعلیٰ تعلیم تک ہر
سال کسی نہ کسی صورت سے سیکڑوں طلباء وطالبات مستفید
ہوتے ہیں۔

میسکو کے زیر اہتمام دو سلائی کی کلاسیں چلائی جاتی
ہیں جنہیں بیسیوں لڑکیاں اور خواتین ڈپلومہ حاصل کر کے اپنے
لئے ذریعۂ معاش تلاش کرلیتی ہیں۔ چند بے سہارا اور بیوہ خواتین
کو ہر سال سلائی کی مشینیں عطا کی جاتی ہیں تاکہ وہ خود کفیل بن
جائیں اور سکون سے زندگی گذار سکیں ان عطیات پانے والوں
کی تعداد اوسطاً ہر سال پندرہ ہوتی ہے۔

ہر سال ٹی بی دق کے بیس مریض اس ادارے سے ان
کی مکمل صحت یابی تک دوائیں پاتے ہیں اور روبصحت ہو کر
جوش وخروش کے ساتھ پھر سے اپنے روزمرہ میں مصروف
ہو جاتے ہیں۔

طبی امداد کے تحت دی جانے والی امداد میں اہم دل
کے آپریشن کے مریض ہیں جنہیں اپنے روزمرہ کے ساتھ نباہ
کرتے ہوئے زندگی وموت کی مقابلہ آرائی بھی درپیش ہوتی
ہے ایسے نازک مراحل میں میسکو اپنا دست تعاون بڑھاتا
ہے اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی بے پناہ عنایتوں کے طفیل
مریض تھوڑی ہی مدت میں عام دنوں کی سی زندگی گذارنے
لگتا ہے۔

گو میسکو کی کارگذاری بمبئی اور مضافات تک محدود ہے
اس کی شہرت ہندوستان کے کونے کونے میں ہے۔ امداد کے
لئے خطوط کا لامتناہی سلسلہ پورے ملک سے جاری ہے
یہ بات ان تک کیسے پہنچی؟ یقیناً ذرائع ابلاغ یا مواصلاتی نظام
کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ خبر ان لوگوں کے ذریعے پہنچی جو
مختلف طریقوں سے میسکو سے مستفید ہو کر تلاش معاش میں
ہندوستان کے کونے کونے میں جا بسے اور میسکو کے حق میں
نیک خواہشات کے سفیر بن گئے۔

میسکو کی آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں، بینک میں
جمع پونجی نہیں اس کے باوجود ہر سال لگ بھگ پندرہ لاکھ روپئے
مذکورہ بالا کارخیر میں صرف ہوتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں
فوراً سوال پیدا ہوگا پھر یہ آمدنی کن ذریعوں سے حاصل ہوتی
ہے؟ زکوٰۃ میسکو کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ہر سال
اس مد امانت میں اخراجات کا لگ بھگ نصف حصہ جمع ہوتا ہے
بقیہ نصف قربانی کی کھالوں سے ملی ہوئی آمدنی، پرانے اخبارات
کے فروخت سے حاصل شدہ رقم اور مخیر حضرات سے ملنے والے
عطیات کے ذریعے جمع ہوتا ہے۔ زکوٰۃ ماہ صیام میں، جمع کی
جاتی ہے۔ کھالیں عید الاضحیٰ کے موقع پر اور پرانے اخبارات
ہر ماہ جمع کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک عطیات کا تعلق ہے سال
بھر بہی خواہوں کی جانب سے موصول ہوتے رہتے ہیں

ذرا ان کاموں کی تفاصیل پر نظر ڈالئے اور غور کیجئے کہ
پچھلے تیس سال مسلسل کی گئی محنت اور بے لوث خدمت میں
میسکو کے عہدیداران، رضاکاران اور ادارے میں کام کرنے
والے گنتی کے چند افراد کے شب وروز کس طرح گذرے
ہوں گے۔ میسکو کے دفتر کے دروازے صبح نو بجے کھل
جاتے ہیں اور رات کے نو بجے بند ہوتے ہیں لیکن بات
یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ رات گئے تک کارکنان اور عہدیداران
میں مشورے ہوتے ہیں اگلے آنے والے دنوں کی تیاریاں
ہوتی رہتی ہیں۔ پلان تیار کئے جاتے ہیں۔ تعطیلات عام اور

اتوار کی چھٹیاں میگیوں میں اور آمدنی بڑھانے کی کوششوں میں گذر جاتی ہیں۔ جن کی نظر میں ساری قوم ایک خاندان ہو انہیں اپنے چھوٹے سے خاندان والے کی فکر کیوں ہو! ان کا وقت فلاحی کاموں میں گذر جاتا ہے۔ رات اور دن کی حدیں، بارش سردی، کڑکتی دھوپ اور آتے دن کے ہنگامے انہیں اپنے فرائض سے نہیں روکتے اور اس طرح کاروانِ میسکو اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

پچھلے چند سالوں سے بیرون ممالک سے غریبوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے میسکو کے نام کپڑوں کے پارسل بھیجے جا رہے ہیں۔ اسی بہانے باقاعدگی سے سال میں دو بار کپڑے غریبوں اور محتاجوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ میسکو نے حاصل کئے ہوئے اعتماد کا نتیجہ ہے جو اسے اس بات کا اہل سمجھا جاتا ہے۔ تعلیمی خدمات میں سال رواں میں ایک اور اہم قدم آگے بڑھایا گیا ہے۔ مدرسہ مخدومیہ ماہم جسے برسوں سے حضرت صاحبؒ درگاہ ٹرسٹ چلا رہا تھا اب میسکو کے زیرِ اہتمام چلنے لگا ہے یہ میسکو کی بے لوث خدمات کا اعتراف نہیں تو اور کیا ہے کہ میسکو کو اس مدرسے کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے۔

اس تحریر کو پڑھ کر بلاشبہ آپ یہ جاننے کے لئے بے چین ہوں گے کہ آخر ہمدردان اور خادمانِ قوم کون ہیں جو میسکو کے دور میں شریک ہو رہے ہیں اور انتہائی لگن کے ساتھ مصروفِ عمل ہیں۔ میں آپ پر واضح کرتا چلوں کہ انہیں کام پیارا ہے نام پیارا نہیں وہ عمل پر یقین رکھتے ہیں تشہیر پر نہیں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ اس کا ایک ایک فرد اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، انڈسٹری ہے، مشن ہے، بحرِ بیکراں ہے اور ان سب کا مشترکہ نام میسکو ہے۔

(قارئین کی معلومات کے لئے یہاں میسکو کا پتہ درج کر رہے۔

میسکو :- ۱۱ ناتال والا بلڈنگ، وی۔ ایس مارگ
ماہم، بمبئی ۱۶۔۰۰۰ ۴۰ ٹیلیفون نمبر ۴۵۵۲۶۵

تاریخی شخصیت (۷)

طارق ابن زیاد

طارق ابن زیاد بن عبداللہ دنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں سے ہے جس نے مختصر سی فوج کے ساتھ یورپ کے عظیم سلطنت اسپین کو فتح کیا اور اس ملک میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جس نے آگے چل کر یورپ کی سیاسی معاشی اور ثقافتی زندگی میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ بحیثیت انسان کے وہ متقی، خدا ترس اور بلند ہمت تھا اس کے حسن اخلاق کی بنا پر عوام اور فوجی سپاہی سب اسے چاہتے اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے یہ اسپین کا پہلا والی (شوال ۹۲ھ سے جمادی الاولیٰ ۹۳ھ تک جولائی ۷۱۱ء تا اپریل ۷۱۲ء) رہا۔

طارق ابن زیاد کی تعلیم و تربیت موسیٰ بن نصیر جیسے ماہر حرب اور عظیم سپہ سالار کے زیر نگرانی ہوئی تھی۔ طارق نے فن سپہ گری میں بہت جلد شہرت حاصل کر لی اس کی بہادری اور جنگی چالوں میں مہارت کے چرچے ہونے لگے وہ جنگی منصوبہ بندی میں بڑا ماہر تھا اور غیر معمولی ذہن و دماغ اور مستعد قائد تھا۔

ہسپانیہ میں حملہ آور ہونے سے پہلے طارق کو اس کی انتظامی قابلیت کی بنا پر طنجہ کا والی مقرر کیا گیا تھا۔ افریقہ کی اسلامی سلطنت کو اندلس کی بحری قوت سے خطرہ لاحق تھا نیز دوسرے محرکات کی بنا پر موسیٰ بن نصیر نے ہسپانیہ کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس نے دشمن کی طاقت اور دفاعی استحکامات کا جائزہ لینے اور جنگی نوعیت کی معلومات حاصل کرنے کے لئے رمضان ۹۱ھ جولائی ۷۱۰ء میں ایک مہم وہاں بھیجی جو چار سو مجاہدین پر مشتمل تھی اور اس کا قائد طریف بن مالک النخعی تھا طریف جنوبی اندلس میں جس مقام پر اترا اس کا نام بھی جزیرہ طریف ...... پڑ گیا یہاں سے اس نے جزیرۂ خضراء پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا اس مہم کی کامیابی کے بعد موسیٰ بن نصیر نے اپنے نائب طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دیکر ہسپانیہ کی فتح کے لئے روانہ کیا اس فوج میں بربروں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس مہم میں طارق نے کاؤنٹ لین کے بحری جہاز بھی استعمال کئے جو اس نے ایک معاہدے کے تحت بھیجے تھے۔ اسلامی لشکر دوشنبہ ۵، رجب ۹۲ھ کو ہسپانیہ کے ساحل پر اترا اور اس نے پہاڑ کے قریب اپنے قدم جمائے جو بعد میں طارق کے نام پر جبل الطارق کہلایا (جسے یورپی زبانوں میں بگاڑ کر جبرالٹر کہتے ہیں) پھر قلعہ قرطاجنہ پر قبضہ کر لیا۔

طارق نے جنگ کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جو فوجی لحاظ سے اسلامی لشکر کے لئے محفوظ تھی اس کے قریب پانی اور سامان رسد کی سہولتیں موجود تھیں یہ جگہ وادی رباط کے کنارے تھی (جس کا دوسرا نام وادی بکہ ہے) اور اسلامی لشکر کے عقب میں جھیل لاجندا تھی۔ جسے البحیرہ کہنے لگے تھے۔ طارق نے اپنی فوج کو اپنا تاریخی خطبہ دیتے ہوئے جو کہا تھا کہ ہمارے سامنے دشمن اور پیچھے سمندر ہے تو اشارہ اسی البحیرہ کی طرف تھا اسی میں طارق کے جہاز تھے جنہیں انھوں نے جنگ شروع ہونے سے پہلے جلا دینے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ اپنی فوج پر عملاً ثابت کر دے کہ اس دیار غیر میں ان کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ موت یا فتح۔ بڑی جنگ ہونے سے پہلے ہی طارق کے فوجی دستوں نے قرب و جوار کے قصبوں اور شہروں کو فتح کر لیا اور یہاں سے فوج کے لئے کافی سامان رسد حاصل کیا ان علاقوں کا گورنر تدمیر تھا اس نے ہسپانیہ کے مغربی گوتھی بادشاہ لذریق یا رُذریق کو اطلاع دی راڈرک لشکر جرار لے کر مقابلے کے لئے آیا اور رباط کے کنارے خیمہ زن ہوا اس اثنا میں موسیٰ بن نصیر کی بھیجی ہوئی مزید پانچ ہزار سپاہ کی کمک طارق کو مل چکی تھی جنگ شروع ہونے سے پہلے طارق نے اپنی فوج کو جو ولولہ انگیز خطبہ دیا اسلامی لٹریچر میں اُسے بڑی اہمیت حاصل رہی ہے آٹھ دن گھمسان کا رن پڑا اور آخر کار ہسپانوی فوج کو شکست فاش ہوئی (۲۸ رمضان ۹۲ھ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء) اور شہنشاہ راڈرک بھاگ نکلا لیکن اُس کے انجام کا علم نہ ہو سکا یہ جنگ اس اعتبار سے فیصلہ کن تھی کہ ہسپانوی فوج پھر کہیں بھی۔

متحد ہو کر اسلامی لشکر کا کامیابی سے مقابلہ نہ کرسکی۔ فاتح طارق کے لئے اب میدان صاف تھا اس نے اندلس کے جنوب مغربی علاقے کا رخ کرکے صوبہ قادس کے مشہور شہر شذونہ اور اس کے بعد حصن المدور، قرمونہ، اشبیلیہ، استجہ، قرطبہ، مانقہ البیرہ، ریّہ اریولہ اور طلیطلہ پر قبضہ کرلیا ان فتوحات کے بعد طارق نے شمالی اسپین کا رخ کیا۔ اور وہاں استرقہ اور پھر صوبہ جلیقیہ کو فتح کیا، کہتے ہیں کہ ان مہمات میں طارق کو بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ لگا جس میں مادہ سلیمان کا خصوصی ذکر آتا ہے۔

وہ جنگی منصوبہ بندی میں بڑا ماہر تھا اور غیر معمولی ذہین دور بیں اور مستعد قائد تھا۔

قوطی بادشاہ راڈرک کی شکست فاش اور طارق کی حیرت انگیز فتوحات کی خبریں سن کر افریقیہ کے والی موسیٰ بن نصیر نے حکومت اپنے بیٹے عبداللہ کے سپرد کی اور خود اٹھارہ ہزار فوج لے کر رمضان ۹۳ھ / جون ۷۱۲ء میں آبنائے کو عبور کرکے ہسپانیہ میں جزیرہ خضراء میں اترا۔ یہ جس پہاڑی کے قریب اترے وہ جبل موسیٰ کہلانے لگی ان کی فوج میں زیادہ تر شامی اور عربی سپاہی تھے۔ انہوں نے طارق کے مفتوحہ و مقبوضہ علاقوں کو چھوڑ کر غیر مفتوح حصوں کا رخ کیا اور شذونہ، قرمونہ، اشبیلیہ اور ماردہ فتح کئے۔

۹۴ھ / ۷۱۳ء میں موسیٰ اور طارق کی ملاقات طلیطلہ میں ہوئی۔ دونوں سپہ سالاروں نے مفتوحہ علاقوں کی انتظامی صورت حال کا جائزہ لیا داخلی حکمت عملی کا خاکہ اور مزید فتوحات کا منصوبہ تیار کیا اس نے مزید مہمات پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی فوج کو احکام جاری کئے جو عسکری لٹریچر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس نے عربی اور لاطینی زبانوں میں نئے سکے مضروب کرائے۔ منصوبہ کے مطابق دونوں سپہ سالاروں نے نئی مہمات کا آغاز کیا اور شمالی مشرقی اندلس کے علاوہ جنوبی فرانس پر پیش قدمی کرکے تین اہم شہروں اربونہ، لودون، اور داینون پر قبضہ کرلیا اس کے بعد انہوں نے اندلس کے شمال مغربی حصوں پر فوج کشی کی۔

موسیٰ اور طارق کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کا قاصد دمشق سے یہ حکم نامہ لے کر آپہونچا کہ موسیٰ اور طارق دونوں جلد دارالخلافہ دمشق میں پہنچ جائیں موسیٰ نے چند مزید فتوحات کی خاطر خلیفہ کے احکام کی تعمیل میں تاخیر کی۔ ہسپانیہ قریب قریب فتح ہوچکا تھا۔ موسیٰ نے دمشق جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے بہادر اور قابل بیٹے عبدالعزیز کو جس نے ہسپانیہ میں بہت معرکے مارے تھے ہسپانیہ کا والی مقرر کیا اور خود طارق کے ہمراہ ۹۵ھ / ۷۱۴ء میں کثیر مال غنیمت لے کر ہسپانیہ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔ دمشق پہنچ کر موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد ایسے عظیم فاتح سپہ سالاروں کی عسکری زندگی کا خاتمہ ہوگیا اور انجام کار وہ گمنامی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اگر طارق اور موسیٰ دربار دمشق کی غیر دانشمندانہ مداخلت سے آزاد رہتے تو نہ صرف اندلس کی تاریخ مختلف ہوتی بلکہ آج یورپ اسلامی دنیا کا حصہ ہوتا۔

جائزہ کوکن کے افسانے کا

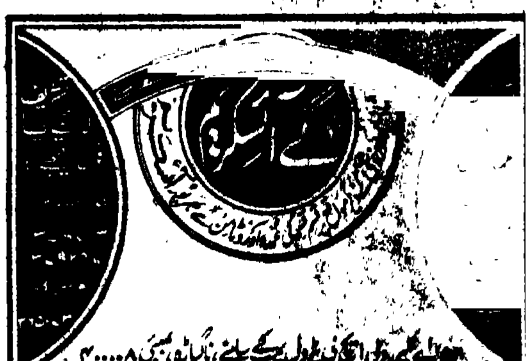
ہیرانند سوز

کوکن کی سرزمین آغاز سے ہی اُردو زبان وادب کا گہوارہ رہی ہے اس مردم خیز خطہ میں نہ صرف شاعروں نے اپنے کمالِ فن سے امتیازی مقام حاصل کیا ہے بلکہ اُردو کی دیگر اصنافِ ادب میں بھی یہاں کے بہت سے اہلِ قلم کو قدر و منزلت حاصل ہوئی ہے۔ منشی محمد ابراہیم قاضی غلام قاسم مہری اور مولوی محمد اسماعیل جیسے علماء کو اعلیٰ مقام اردو زبان کے تئیں ان کی مخلصانہ کاوشوں کے طفیل ہی حاصل ہوا ہے اس سرزمین نے اُردو کو اچھے افسانہ نگار بھی دئے ہیں۔ یہاں کے کہانی کاروں کی تخلیقات کی پذیرائی برصغیر کے بیشتر مؤقر جریدوں میں ہوتی رہی ہے جس سے انہیں درجہ استناد حاصل ہوا ہے۔ تخلیقات شعری ہوں یا نثری ان کے انتخاب اور تالیف کا کام اتنا ہی مشکل ہے جتنا خود تخلیقی عمل۔ مرتب کو صرف اپنی ہی افتادِ طبع اور پسند کے معیار کو پیش نظر رکھ کر تخلیقات کا انتخاب نہیں کرنا ہوتا بلکہ مصنف کے ذہنی میلان، اس کے فکری زاویوں اور طرزِ نگارش کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ ادب کے عصری رجحانات اور قاری کی پسند کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے انجم عباسی نے اسی کلیے کے تحت کوکنی افسانہ نگاروں کی نمائندہ تخلیقات کا انتخاب کرنے اور انہیں ترتیب دینے میں جس طرح سوجھ، بوجھ اور محنت سے کام لیا ہے اس کا اندازہ موضوعات کے تنوع، افسانوں کی تکنیکی نفاست اور حسن ترتیب سے ہو جاتا ہے۔

اس مجموعے میں دس مختلف افسانہ نگاروں کے بیس افسانے شامل ہیں اور ہر افسانہ نئے موضوع اور نئے اسلوب بیان میں لکھا گیا ہے اور گہرا تاثر چھوڑتا ہے۔ نور پرکار کا افسانہ "دوسرا بھوردن خان" خاصا دھماکہ خیز ہے اور احساس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ نور پرکار نے اس کی نوک پلک سنوارنے میں بھی پوری احتیاط سے کام لیا ہے فقیر کلے کی کہانی "رکے ہوئے لمحے" تجریدیت کا رنگ ضرور لئے ہوئے ہے۔ مگر جدید طرزِ بیان اور نئے اسلوب کے باوجود افسانے میں کہانی پن پوری طرح برقرار ہے۔ "ماما بوگا" "اور صلہ" شیخ اسماعیل کی افریقی ممالک سے متعلق کہانیاں ہیں جن میں اس نے وہاں کے لوگوں کی تہذیبی قدروں پر روشنی ڈالی ہے۔ اور باہر کی دنیا کے سامنے یہ انکشاف کیا ہے کہ اپنی غربت اور پسماندگی کے باوجود افریقی لوگ نیک نیت اور اعلیٰ کردار کے مالک ہیں۔

یونس اگاسکر کوکن کے جانے پہچانے محقق اور ادیب ہیں ان کی کہانیاں "دل بہ اختیار اور ننگر کا درخت" انتہائی نازک موضوعات کو لے کر لکھی گئی ہیں۔ "دل بہ اختیار" مشرقی تہذیب کی نمائندہ ایک دلچسپ رومانی کہانی ہے اور ہندوستانی عورت کے فراغ دلی کی مثال پیش کرتی ہے۔ ساحر شیوی کا کیچ برڈ مشرقی ذہن پر مغربی تہذیبی اثرات کے ردِعمل کی دلچسپ داستان ہے اور نہایت ہی خوبصورت انداز میں پیش کی گئی ہے "کھاڑی کا پل" میں آدم نصرت نے کوکنی ماحول کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ کوکن کے ساحلی علاقوں کے لوگوں مسائل اور بااختیار طبقے کی استحصالی سازشوں کو ایسے ڈھنگ سے بے نقاب کیا ہے کہ کہانی کو نئی جہتیں عطا ہو گئی ہیں۔ "نئے موضوع کی تلاش" خالد گاسکر ایک نیا اور منفرد اندازِ بیان لے کر سامنے آتے ہیں۔ کہانی کا موضوع جتنا دقیق ہے اتنے ہی دقیق انداز میں اُسے پیش کیا گیا ہے ان کا دوسرا افسانہ "اونچے قد کا اونچا آدمی" بھی اپنی تہ داریوں کے باعث جدیدیت کی حدوں کو چھوتا ہے اور کہانی کہیں جملوں کی سحر آفرینی میں کھو گئی ہے۔

عورت ہونے کے ناطے نورجہاں نور کی دونوں کہانیاں " چاندسی دلہن " اور " اگر " متوسط ہندوستانی گھروں کے داخلی ماحول سے جڑی ہوئی ہیں اور رومانیت کے ساتھ ساتھ نسوانی جبلتوں کی آئینہ داری بھی کرتی ہے ان کے کلائمکس میں دل کی دھڑکنیں تو سنائی دیتی ہیں۔ مگر اندازِ بیان ابتدائی دور کی روایتی کہانیوں کا جیسا ہے۔ رشیدہ قاضی کی "جگ جگ جیو" اور "معصومہ" بھی گھریلو قسم کی کہانیاں ان کی رنگ آمیز کیونکہ ایک محدود کینوس کے اندر کی گئی ہے اس لیے معاشرے کا کوئی پہلو اپنی وسعتوں کے ساتھ ابھر کر سامنے نہیں آتا مگر ان کہانیوں کے تاثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا عورت کے دل کے نرم گوشوں کو دونوں کہانیوں میں مختلف پہلوؤں سے پیش کیا گیا ہے۔ " سوزِ ناتمام اور چندن کی آگ " کا محور بھی عورت کی ذات ہے۔ انجم عباسی نے دونوں افسانوں میں عورت کی شخصیت کے دو دو الگ الگ پہلو اپنے انداز سے پیش کیے ہیں۔ " سوزِ ناتمام " میں عورت ماں کے روپ میں مجسم قربان بن کر بیٹے کے سامنے کھڑی دکھائی دیتی ہے اور " چندن کی آگ " میں ایک پاکباز عورت اپنی عصمت کے ذرا سے شبہے کے اظہار پر محبت کا محل مسمار کر دیتی ہے ——— اور بغاوت کی راہ اختیار کرتی ہے۔ کتاب میں افسانوں کے ساتھ ساتھ افسانہ نگاروں کا مختصر تعارف بھی شاملِ اشاعت ہے۔



مرتبہ : شفیع بن صاد

اخبار و اذکار

نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان میں تعلیمی سمینار

۲۹ اگست ۹۱ء کو اسکول کمپلیکس اسکیم کے تحت نیشنل اردو ہائی اسکول و جونیئر کالج کلیان کے زیر اہتمام پہلے اجلاس کی صدارت جناب سید جعفر (صدر مدرس اسکول نمبر ۲) نے فرمائی۔ آغاز نور النساء فالکے صاحبہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب غلام نبی مومن صاحب نے سمینار کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے مادری زبان کی تدریس کے مقاصد، کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ جناب مختار احمد فقیہ صاحب نے نثر کے تدریس کے مقاصد کے موضوع پر پر مغز مقالہ پڑھا اور جناب مسعود منشی امام صاحب نے اپنے شگفتہ انداز میں "زبان کی تدریس میں املا" کی اہمیت پر معلوماتی تقریر فرمائی۔

دوسرے اجلاس کی صدارت جناب عبد الرشید اظہر نذیر آبادی (صدر مدرس اسکول نمبر ۲۲) نے فرمائی۔ جناب محمد صادق نے زبان کی تدریس میں وسائل تعلیم کی اہمیت پر معلومات افزا تقریر فرمائی۔ جناب عبد الودود صدیقی صاحب نے "مضمون نویسی کی تدریس کے طریقے" کے عنوان پر اظہار خیال فرمایا۔ جناب غلام نبی مومن صاحب نے "املا نویسی اور نقل نویسی" کے بارے میں معلومات دی۔ پرنسپل جناب سجادی صاحب (ڈائرکٹر اسکول کمپلیکس) نے اپنی موثر تقریر میں اساتذہ کو مفید مشوروں سے نوازا۔ صدر اجلاس نے اپنے خطبہ صدارت میں اردو زبان کے ارتکاز کا مختصر جائزہ پیش کیا۔

بیرسٹر عبد الرحمٰن انتولے پارلیمانی کمیٹی کے چیئرمین منتخب

سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر عبد الرحمٰن انتولے (ایم پی) کو پارلیمنٹ کی پبلک انڈر ٹیکنگ کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا گیا ہے۔ یہ کمیٹی لوک سبھا کے ۱۵ اور راجیہ سبھا کے سات ممبروں پر مشتمل ہے۔ ملک کے سیکڑوں سرکاری اداروں اور کمپنیوں کی کارگزاری پر نگاہ رکھنا اس کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔

فنگوس میں اعزازی جلسہ

پرائمری اردو اسکول فنگوس تعلقہ سنگمیشور کے صدر مدرس جناب علی میاں اسماعیل آکلاڑے کی ملازمت سے سبکدوشی ۱۴ اگست ۹۱ء کو ایک جلسہ زیر صدارت جناب مہر دیسائی پرنسپل نوجیون ہائی اسکول انعقاد پذیر ہوا۔ جناب بونیکر جنرل منیجر اسٹیٹ بینک بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔ شکشک پالک سنگھ کے صدر جناب حسن پٹیل اور قرب و جوار کے معززین کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے اور صاحب اعزاز کو درازی عمر اور صحت و سلامتی کی دعائیں دیں۔

زبیدہ طالب اردو اسکول داشی

انجمن اسلام بمبئی کے زیر اہتمام جاری کردہ اردو اسکول داشی میں ۴ ستمبر ۹۱ء کو اساتذہ اور بچوں کے والدین و سرپرستوں کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں ۶۰ ۔ ۶۵ لوگ شریک ہوئے۔ اسکول کمیٹی کے فعال رکن جناب اقبال کوارے نے بچوں کے نظم و نسق کے متعلق مفید مشورے دیئے۔ حاضرین میں سے جناب محمود حسن قاضی نے شکریہ ادا کیا۔ اور تعاون کا یقین دلایا۔ اسکول کی پرنسپل محترمہ پروین نے بچوں کی تعلیمی ترقی کے لئے بچوں کے والدین سے اساتذہ سے رابطہ رکھنے پر زور دیا۔

کوکن میڈیکو سوشل فورم کا سمینار

ادارہ ہذا کے زیر اہتمام ۲۰ ستمبر ۹۱ء کو ہوٹل می راک میں ایک سمینار ہوا۔ جس میں ۱۲۰ ڈاکٹرس شریک تھے۔ فورم کا اگلا سمینار ۲۰ اکتوبر ۹۱ء کو ظہرانہ کے فوراً بعد منعقد ہوگا جس میں ڈاکٹر ظہیر قاضی تشخیص کی تکنیک، ڈاکٹر دتا سبنخ الرجی کیسے؟ اور ڈاکٹر اے آر انڈرے مینجمنٹ آف اکیوٹ ابڈومن کے عنوان سے تقریر کریں گے۔

——— مراسلہ : ڈاکٹر قیوم مقدم

نائیک گرلس ہائی اسکول میں تحریری مقابلہ

۵ ستمبر ۹۱ء کو بیگم عزیزہ داؤد نائیک گرلس ہائی اسکول رتناگری میں یوم اساتذہ زیر صدارت جناب نعیم الدین پنچ بھایا منایا گیا۔ اس موقع پر پبلسٹی آفیسر جناب کھنڈارے اور جناب حبیش شریک رہے۔ پبلسٹی آفس کی طرف سے طلبا و طالبات کے لئے ایک تحریری مقابلہ رکھا گیا تھا جس میں ۵۰ ۔ ۳۰ ۔ اور ۲۰ روپیوں کے انعامات کتابوں کی صورت میں تقسیم کئے گئے۔

سلیمان ہوڑیکر نے پہلا۔ ریحان راجواڑکر نے دوسرا اور نوید چوگلے نے تیسرا انعام حاصل کیا

تصحیح

(۱) نقش کوکن کے اگست ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں کامیابیاں.. کے تحت انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج کے طالب علم مبین عبداللہ گھرکر کے ایچ. ایس سی سائنس میں غلطی سے ۶۵ فیصد مارکس لکھے گئے ہیں دراصل مبین گھرکر کو ۷۱ فیصد مارکس ملے ہیں۔

(۲) پچھلے شمارہ میں صفحہ نمبر ۳۲ پر کامیابیاں کے عنوان پر جو کالم شائع ہوا۔ اس میں ایک طالبہ کا نام سہو کتابت سے شرینہ دبیر شائع ہوا ہے جبکہ صحیح نام یہ ہے شارینہ محمد حنیف دبیر جنہوں نے امسال ۷۳ فیصد نمبر کے ساتھ ایس ایس سی میں کامیابی حاصل کی۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

عرفان نائک



عرفان یونس نائک ستولی بہردلی تعلقہ کھیڈ نے امسال ایس ایس سی امتحان میں امتیازی نمبرات ۸۰ء۰ فیصد کے ساتھ کامیابی حاصل کی جس کے لیے اسٹوڈنٹس اسلامک مومنٹ لائنس کلب آف امرتھل وغیرہ اداروں نے اپنی جلسہ اعزاز میں انعامات سے نوازا۔

(نامہ نگار نقش کوکن، بمبئی)

۱۶ سالہ عرفان نائک شواجی نگر گوندی کے انجمن ریاض الاسلام ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھا.

ریسرچ گائڈ

محترم پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم فیض صاحب کو پونہ یونیورسٹی نے برائے اردو ادب ریسرچ گائیڈ مقرر کیا ہے۔ اس تقرری پر ہم ڈاکٹر فیض صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(نامہ نگار رتناگری)

انجمن اسلام اردو ہائی اسکول ونی پرار

ادارہ ہذا کا امسال ایس ایس سی (مارچ) کا نتیجہ ۴۲ فیصد رہا۔ ایک طالب علم احمد غلام محمد پرورتے نے ۷۴ء۵۷ فیصد نمبر حاصل کئے ایک درجہ اول اور چھ درجہ دوم میں کامیاب ہوئے ۱۹ شریک امتحان تھے۔

لندن میں قوالی کا پروگرام

کوکنی مسلم ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ۱۶ اگست ۹۱ء کی شام لندن میں ہندوستان کے نامور قوالہ محترمہ ارزو بانو اور شاہ جہانی کی قوالی کا شاندار پروگرام منعقد ہوا جس میں بڑی تعداد میں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ جناب سید علی نادری صاحب نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ وقفہ کے دوران فاؤنڈیشن کے چیرمین بیرسٹر عبدالقادر پرکار نے اپنی تقریر میں کوکنی مسلم ویلفیئر فاؤنڈیشن کی پانچ سالہ کارکردگی سے لوگوں کو واقف کرایا۔ اب فاؤنڈیشن ایک رسالہ شائع کر رہا ہے جس میں گذشتہ پانچ سالوں کی تفصیلی رپورٹ پیش کی گئی۔ اور مستقبل کے منصوبوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

قوالی کے پروگرام سے جو آمدنی ہوئی وہ دنیا بھر کے کوکنی مسلمان۔ طلباء بیوائیں۔ بے سہارا اور علاج کا بوجھ اٹھانے سے معذور بیماروں کی امداد کے لئے دی جائے گی۔ مستحق خواتین و حضرات سے گذارش ہے کہ وہ فاؤنڈیشن کے سکریٹری جناب عبداللہ مقدم سے رابطہ قائم کریں۔

(مرسلہ۔ عثمان جوگلے لندن)

آدرش شکشک پرسکار

کھوپولی میونسپل کونسل، روٹری کلب آف کھوپولی اور لائنس کلب آف کھوپولی کی جانب سے ہر سال ۵ ستمبر یوم اساتذہ کے موقع پر بہترین ٹیچر کو مثرکہ آدرش شکشک پرسکار دیا جاتا ہے۔

امسال کھوپولی میونسپل کونسل اردو سکنڈری اسکول کے معلم جناب سید یونس (راہی) جلگانوی صاحب کو آدرش شکشک پرسکار مشہور مراٹھی ناٹک کار و ادیب شری شنتا۔ نادرے کے ہاتھوں پیش کیا گیا۔

ساحل کوکن کو سیاحت مرکز بنایا جائے گا

ریاستی سرکار نے کوکن کے ساحل کو سیاحت کے لئے ترقی دینے کی غرض سے ایک منصوبہ تیار کیا ہے اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے نجی کمپنیوں کو مدعو کیا گیا ہے۔

اس کی معلومات ریاستی وزیر مملکت برائے سیاحت بدرینا تھ ٹیلے نے دی۔ انہوں نے کہا کہ منصوبے کے تحت سند ھو درگ کے ونگرلا

علاقے کے موسم ڈمیں ایک سیاحتی مرکز تعمیر کیا جائے گا۔ اس گاؤں میں فائیو اسٹار سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

لندن میں کوکن اسپورٹس ڈے

کوکن مسلم ویلفیئر اینڈ یوتھ آرگنائزیشن کا ۱۹ واں سالانہ اسپورٹس ڈے بڑی دھوم دھام سے لندن میں ۴ اگست کو منایا گیا۔ پروگرام صبح ۱۰ بجے فٹبال کے کھیلوں سے شروع ہوا ان میچوں میں لندن اور لندن سے باہر کے کوکنی ٹیموں نے حصہ لیا۔ فائنل میں لندن ایلنگ کی ٹیم جیتی۔ اور فٹبال شیلڈ حاصل کی دوپہر میں دوڑوں کے مقابلے ہوئے ان مقابلوں میں ۴ سے ۶۵ سال کے چھوٹوں بڑوں نے حصہ لیا۔ مہمان خصوصی میئر آف برینٹ مسٹر ٹوم نیلر اپنے کونسلروں کے ہمراہ تشریف لائے جنہیں صدر جماعت۔ نائب صدر جناب سید علی قادری، سکریٹری جناب طارق غزالی اور مقامی کوکنی کونسلر جناب اکبر خان سرگرو نے خوش آمدید کہا۔ دیگر مہمانوں میں ڈاکٹر اسماعیل عبداللہ پرزرے۔ ڈاکٹر قاسم صاحب دلوی۔ جناب عبدالشکور سماکے۔ جناب عنایت اللہ گینے۔ جناب ابراہیم صاحب ساونت جناب محمد صاحب کھوت۔ جناب محمد صاحب مقدم اور دیگر بزرگان قوم قابل ذکر ہیں۔

اسپورٹس کلب کے انڈور میں آرٹ اور پینٹنگ کی نمائش کی گئی تھی۔ اور اس کو آراستہ کرنے میں جناب سید مقبول الرحمٰن نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ قوم کے نونہالوں اور بڑوں نے اس میں خوب حصہ لیا۔ اور خاص کر محترمہ آمنہ عبدالکریم گولنواز کا اپنے مخصوص انداز میں اسلامی تاریخ کو پیش کرنا خوب پسند کیا گیا۔

اسپورٹس کے ڈائرکٹر جناب بابا جان قادری نے جس طریقے سے پروگرام مرتب کیا تھا اسے جناب اقبال کریم۔ سید خلیل قادری۔ عبدالستار ہرڈیکر، عبدالشکور مورڈکر۔ عبدالسلام جوگلے اور دیگر معاون بڑے شاندار طریقے سے چلا رہے تھے۔ دوسری طرف محترمہ نازنین کریم اور ان کے گروپ نے کینٹین کا نظام سنبھالا تھا۔ جہاں چٹ پٹے اشیائے خورد و نوش دستیاب تھے۔

محترم میئر اور کونسلروں اور دیگر مہمانان خصوصی کے دست مبارک سے انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور اس طرح یہ شاندار تقریب ہنسی خوشی شادمانی بکھیرتے ہوئے ۶ بجے شام کو اپنے اختتام پر پہونچی۔
(نامہ نگار احمد ابراہیم ہرڈیکر۔ صدر)

شبانہ سولکر کی نمایاں کامیابی

مستری ہائی اسکول رتناگری کے پرنسپل جناب آئی وائی سولکر کی دختر نیک اختر مس شبانہ سولکر نے شیواجی یونیورسٹی سے بی اے الیکٹرونکس کے امتحان میں امتیازی شان کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔ کوکنی برادری میں بی اے کا سند حاصل کرنے والی مس شبانہ سولکر اولین خاتون انجینئر ہیں۔

اردو ذریعہ تعلیم کی یہ ہونہار طالبہ نہ صرف اپنی پڑھائی کے اعتبار سے کلاس اوّل آتی رہیں بلکہ بزم اردو چپلون اردو ادبی سرکل رتناگری، اردو زی کلب رتناگری گیتا منڈل رتناگری وغیرہ اداروں کے ذریعے منعقدہ تقریری اور مضمون نویسی کے مقابلوں میں ہمیشہ اوّل آئی ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ کی یونیورسٹی کا وظیفہ منظور ہوا ہے۔ اور وہ امریکہ جانے والی ہیں۔

مس شبانہ سولکر کی اس کامیابی پر ہم اپنی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

یوسف ٹھسکر کے اعزاز میں

بیگم عزیزہ مرداؤ دنائیک گرلز ہائی اسکول رتناگری میں اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے والے جناب یوسف ٹھسکر کے اعزاز میں ایک الوداعی جلسہ ۳۱ اگست ۱۹۹۱ء کو منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت پٹھان صاحب نے فرمائی۔ اسکول کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر آدرے صاحب بھی شریک مجلس تھے۔

اسکول کی صدر معلمہ محترمہ حمیدہ آلبے نے اپنی تقریر میں صاحب اعزاز کے خدمات کی سراہنا کی اور انہیں عمر درازی کی دعا دی۔

ابوظہبی میں دینی جلسہ

۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات شب ساڑھے آٹھ بجے انڈین اسلامک سینٹر (COM Pound) ابوظہبی میں ابوظہبی کے مکتبہ الکتاب والسنہ کی جانب سے دینی جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں امارات کے مشہور علماء شیخ عبدالقیوم اور شیخ ارشاد الحق اور دیگر علمائے کرام کی تقاریر ہوں گی۔ اس جلسہ

سے کے بعد مکتبہ الکت ... کا اسنہ کی ... ہے ... جلسہ ۲۸ نومبر بروز جمعرات شب ساڑھے آٹھ بجے انڈین اسلامک سنٹر (CC MPONA) ابوظہبی میں منعقد ہوگا۔ اور جس میں دیگر مشہور و معروف علماء کرام کی تقاریر بھی ہوں گی۔ سب کا مقصد عوام کو بیدار کرکے خالصتاً ... سنت کے ... کی طرف آمادہ ہونے کی دعوت دینا ہے

نامہ نگار تاج الدین احمد ...

سدھار کمیٹی سوپارہ



سدھار کمیٹی سوپارہ ضلع تھانہ پچھلے چار سالوں سے بڑی آن بان کے ساتھ منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔

غریب اور نادار طلباء و طالبات کی مالی اعانت کتابیں کاپیاں اور یونیفارم کی فراہمی کے جی سے ایس ایس سی تک اول نمبر آنے والے طلبہ و طالبات کو ... میڈل ... ماہانہ ایک سو سے تین سو روپے تک وظیفہ دینا۔ غریب مریضوں کی مالی امداد کرنا ہر سال سیرت النبیؐ کے پروقار جلسے اور مذہبی مقابلے منعقد کرنا ... کو تقویت پہنچانا وغیرہ اس تنظیم کے وہ کارہائے نمایاں ہیں جن کی بدولت یہ اپنے ... ایک بے حد فعال، فلاحی۔ اور کامیاب تنظیم کی حیثیت کی حامل ہو چکی ہے۔ گذشتہ جلسے میں جونیئر کے جی سے ایس ایس سی تک اول آنے والے تمام طلبہ و طالبات کو ... شیلڈ، سرٹیفکیٹ اور نقد انعامات عطا کئے گئے۔ ادارہ نے ساتھ ہی غریب لڑکیوں کی شادی بھی کروائی۔ پچھلے جلسہ میں ... علاقہ کے مشہور و معروف ڈاکٹر ... ایم ڈی ...

ماہنامہ نقش ... ممبئی

ایک ... کا انعام لیتے ہوئے نظر آرہے ہیں ان کے سامنے کمیٹی کے صدر ... فوزی کھڑے ہیں۔ اور کمیٹی کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر ... ہیں ... فرمایا۔

بھیونڈی میں کل ہند مندوبین کا اجلاس و جلسہ عام

بھیونڈی ملک کے موجودہ پاورلوم کے صنعتی بحران پر مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ شام ۵ بجے دفتر بھیونڈی مسلم لیگ میں اخباری نمائندوں کی ایک کانفرنس زیر اہتمام پاورلوم تحفظ کمیٹی بھیونڈی طلب کی گئی۔ اخباری نمائندوں کو خطاب ... مخادم نے بتلایا کہ مہاراشٹر تحفظ کمیٹی عرصہ سے مہاراشٹر میں کام کرتی رہی ہے ہماری خواہش ہے کہ اسی انداز پر ملک گیر سطح پر پاورلوم کی صنعت کی طاقت کو متحد کیا جائے تاکہ پاورلوم کی بھی ایک لابی تیار ہو سکے جس کے ذریعہ حکومت وقت کے سامنے ہمارے مسائل پیش کئے جاسکیں اور اس کے حل کی تدابیر کی جاسکے۔

بچوں کے ادب پر ورک شاپ

نئی دہلی ... محسوس کیا گیا ہے کہ اردو بچوں کا ادب اس طرح ترقی نہیں پا رہا ہے جس طرح ہونی چاہئے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ... میں ایک میٹنگ کی گئی جس میں انجمن ترقی اردو ہند، اردو اکیڈمی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اور ہریانہ اردو اکیڈمی کے سربراہ شریک تھے

نقش نواز

اندرون ہند سالانہ خریدار

- اشرف علی عبداللہ پٹیکر ــــــ ممبرا
- کیپٹن نورایم جوے ــــــ مجگاؤں
- مسز نمیرہ عظمت اللہ کاریاری ــــــ راجپوری
- سید شمس الدین ایس علی ــــــ نورباغ
- عثمان یوسف سرگردہ ــــــ ممبرا
- نوجوان اشرف بشکشن پرسارک منڈل ــــــ شیوبزرگ
- مولانا آزاد پبلک لائبریری ــــــ ملکاپور
- ایڈوکیٹ ڈی اے راؤت ــــــ علی باغ
- نورالاسلام ٹرسٹ ــــــ داھبٹ
- ایم عباس فوزی ــــــ نالاسوپارہ
- ممتاز ادریس چوگلے ــــــ گنگولی کرناٹک

اندرون ہند لائف ممبر

سعیدہ زاہد پٹوی سوپارہ

بیرون ہند سالانہ خریدار

- عبدالحمید یوسف سولکر مسقط سلطنت عمان
- ابوبکر عبدالقادر چوگلے مکہ (سعودی عربیہ)

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

ایڈوکیٹ خطیب کو صدمہ

مہاڑ ضلع رائے گڑھ کے معروف وکیل جناب عبداللہ خطیب کے چچازاد بھائی اور بہنوی جناب عبدالوہاب خطیب (جو کیپ ساؤتھ افریقہ کے معروف تاجر تھے) ۱ ستمبر ۹۱ء ان کے وطن توڑیل ضلع رائے گڑھ میں وفات پاگئے۔

کرنیکر کو صدمہ

حلقۂ مجگاؤں بمبئی کے مشہور شوسل ورکر، مدرسۂ تعلیم القرآن محلہ مجگاؤں کے خازن نیز حجرہ مسجد راجہ پور کے اعزازی سکریٹری کی والدہ خدیجہ عباسی کرنیکر مختصر سی علالت کے بعد ۸ ستمبر ۹۱ء کو بمبئی میں رحلت فرماگئیں۔

(مرسلہ مبین حاجی)

شاہد علی خان کو صدمہ

مکتبہ جامعہ جامعہ نگر نئی دہلی کے جناب شاہد علی خان کی والدہ کا پچھلے مہینہ انتقال ہوگیا

شوکت گوانکر پھر صدمہ سے دوچار

[illegible] بنک کے افسر جناب شوکت خان [illegible] گوانکر جن کی رفیقۂ حیات پچھلے مہینہ [illegible] فرماگئی تھیں ابھی اسی صدمہ کو دس نمبر [illegible] گذرے تھے کہ گوانکر صاحب

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

کے پدر بزرگوار داغ مفارقت دے گئے

جناب ایم اے حجازی کو صدمہ

ادارہ اردو ٹائمز کے دیرینہ رکن جناب ایم اے حجازی کے بڑے بھائی جناب عبدالرحیم خان (۶۲ سال) حرکت قلب بند ہوجانے کے سبب ۱۱ ستمبر کی صبح کو رحلت فرماگئے۔

میرین لائن قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

راجے واڑی سے موت کی خبریں

ضلع پریشد رائے گڑھ کے اے ڈی۔ ای۔ آئی جناب محمد شیخ علی شیکاسن متوطن راجے واڑی (مہاڈ) دڈدلی کے اسکول کا معائنہ کر رہے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم بے حد مقبول افسر اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔

جب انہیں سپرد خاک کیا گیا تو اتنی رات گئے بھی کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے۔

جناب اشرف کاپڑی فیمیلی میڈیکل سینٹر کے بھائی اور جناب بمبئی [illegible] رائٹنگ ہائی اسکول جاگمہ مرحوم کے خالہ زاد بھائی تھے۔

---

۲۰ ستمبر ۹۱ء کو راجہ واڑی (مہاڈ) میں جناب عثمان کاپڑی جو عرصہ سے بیمار تھے انتقال کرگئے۔ مرحوم نقش نواز جناب اشرف کاپڑی کے عم محترم تھے۔

جناب ابراہیم بالا کاپڑی متوطن راجے واڑی طویل علالت کے بعد ۲۰ ستمبر ۹۱ء کو رحلت فرماگئے۔

نقش کوکن

کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک چیریٹیبل ٹرسٹ در رجسٹریشن نمبر E 3006 کے تحت جاری ہے۔ اس میں شائع ہونے والے اشتہارات دنیا بھر کے اردو داں طبقے میں پڑھے جاتے ہیں۔ آج ہی اشتہارات کا نرخ نامہ دفتر سے حاصل کیجئے۔

نقش کوکن کی زرخریداری میں معمولی اضافہ

کاغذ اور پرنٹنگ کے اخراجات میں بے پناہ اضافے کے باعث نقش کوکن کو آپ تک پہنچانے میں اب ہمکو پہلے سے دوگنے اخراجات برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ اسکے باوجود ہم زرخریداری میں معمولی اضافہ کر رہے ہیں۔ اندرون ہند سالانہ خریداری اب پچاس روپے اور تاحیات خریداری (لائف ممبرشپ) پانچ سو روپے ہوگی۔

(ادارہ)

[illegible]

از - پروفیسر اکبر رحمٰن

> ضلع رائے گڑھ میں ۲۸ اور ۲۹ ستمبر ۹۱ کو انجمن اسلام ٹیچرز فورم کے زیرِ اہتمام منعقدہ ورکشاپ و سیمینار میں پڑھا گیا یہ مقالہ قارئین ... کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے

ایس ایس سی کے نصاب میں اردو ایک لازمی مضمون ہے۔ مادری زبان ہونے کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ دونوں اردو کو ویسی اہمیت نہیں دیتے جیسی وہ انگریزی، میتھس وغیرہ مضامین کو دیتے ہیں۔ اکثر غفلت برتتے ہیں اور اس پر زیادہ وقت صرف کرنا، وقت کا ضائع ہونا سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہی وہ مضمون ہے جس میں تھوڑی سی محنت کر کے اور توجہ دے کر زیادہ سے زیادہ مارکس حاصل کر کے اپنے فیصد نتیجہ کو بڑھایا جا سکتا ہے اس لئے میری تمام طلبہ اور اساتذہ سے گزارش ہے کہ وہ اس مضمون کو ... برابر سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔

آیئے دیکھیں کہ اردو میں زیادہ سے زیادہ مارکس یا ... نمبروں سے کامیابی کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے اس کے لئے پرچہ سوال کے خاکے کو سمجھنا بے حد ضروری ہے ... جانتے ہیں کہ ایس ایس سی سطح پر اردو کا نصاب (۱) درسی کتاب ... (۲) دسویں جماعت (۳) کمپوزیشن ... امتحان میں اردو کا پرچہ ... مارکس کا ہوتا ہے ... مختلف اجزا میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔

[illegible]	44	مارکس
[illegible] ...	30	"
[illegible] ...	2	"
	100	"

کمپوزیشن: کمپوزیشن کو سب سے زیادہ ... اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ... ہے کہ کمپوزیشن کے کسی بھی سوال کو چھوڑنا نہیں چاہئے ... سے کمپوزیشن کے بعض سوالوں کو تنگیٔ وقت یا غیر اہم جان کر ... کی وجہ سے حل نہیں کر پاتے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ... جس میں ذہین طلبہ زیادہ Score کر سکتے ہیں ... ساحلِ مراد تک پہنچا جا سکتا ہے تو یہ کوئی مبالغہ ... بعض حضرات کو اسی میدان میں اپنے کمالات دکھانے ... ہے۔ اس لئے اساتذہ کو چاہئے کہ وہ طلبہ کو ... کہ کمپوزیشن کے تمام سوالات حل کریں۔

کمپوزیشن کے تحت مندرجہ ذیل سوالات پوچھے ...

- مضمون نویسی (Essay Writing)
- ادراکِ نظم (Comprehension)
- خط نویسی یا عرضی نویسی (Letter Writing)
- ایک تہائی خلاصہ نویسی یا تشریحِ خیال (... Writing / Expansion Of Idea)

درسی کتاب بال بھارتی - حصہ نثر

... چونکہ اس حصے کے سوالات درسی کتاب ... متعلق ہوتے ہیں اس لئے درسی کتاب کا ... [illegible]

بھی بچوں کے ذہن نشین ہونا ضروری ہے۔ اس سوال کی تیاری کے لئے اساتذہ کو ہوم ورک اور Weekly Test پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان کاپیوں کو جانچتے وقت طلبہ سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی اصلاح کرانا ضروری ہے۔ کلاس ہی میں ہر سوال پر بحث کرکے Model Answer(نمونے کے جواب) کی طرف طلبہ کی رہنمائی کی جائے۔

حصہ نثر کے تحت ایس ایس سی امتحان میں درج ذیل قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔

o۔ متن کے حوالے سے تشریح (کوئی ۳) .... ۹ مارکس
o۔ ایک یا دو جملوں میں جواب (کوئی ۵) .... 5 ،،
o۔ تین یا چار سطروں میں جواب (کوئی ۵) .... ۱۵ ،،
Short Answer Type
o۔ آٹھ تا دس سطروں میں جواب (کوئی ۱) .... 6 ،،
(Long Answer Type) 30 مارکس

درسی کتاب بال بھارتی۔ حصہ نظم: حصہ نظم پر سوالات کے لئے ۲۵ مارکس مقرر ہیں۔ چنانچہ اس حصہ کی نظموں، غزلوں اور رباعیوں کا بار بار مطالعہ اور ان کے مفہوم کو ذہن نشین کرانا نہایت ضروری ہے۔ شاعر کے ناموں کا ازبر ہونا بھی ضروری ہے۔ نظموں کا خلاصہ لکھنے، مرکزی خیال کی وضاحت کرنے اور غزلوں اور رباعیوں کے اشعار کی تشریح کرنے کی مشق کرانا ضروری ہے۔ مرکزی خیال اور نظموں کے مفہوم کے لئے ہر نظم سے پہلے جو تعارفی نوٹ دیا گیا ہے، استاد کو چاہئے کہ اس کی مدد سے نظم کا خلاصہ اور مرکزی خیال کی وضاحت کرے۔ ہر نظم کے ذیل میں جو سوالات دیئے گئے ہیں اس کی بار بار مشق کرائے۔ امتحان میں ۷۵ فیصد سوالات انہیں میں سے پوچھے جاتے ہیں لیکن استاد کو چاہئے کہ ان سوالوں کے علاوہ بھی دیگر ممکنہ سوالوں کی تیاری اور مشق کرائیں۔ حصہ نظم کے تحت مندرجہ ذیل قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔

o۔ متن کے حوالے سے اشعار کی تشریح (نظموں اور رباعیوں سے) 3 مارکس
o۔ غزلوں کے اشعار کی تشریح (کوئی دو) .... ۴ ،،
o۔ ایک یا دو جملوں میں جواب (کوئی تین) ... 3 مارکس
o۔ تین یا چار سطروں میں جواب (کوئی دو) ... ۴ ،،
o۔ کسی ایک نظم کا خلاصہ .... 6 ،،

اس طرح حصہ نظم و نثر پر مشتمل درسی کتاب، بال بھارتی، پر مبنی سوالات کے لئے ۵۵ مارکس مقرر ہیں۔ اس لحاظ سے درسی کتاب کا ہر طالب علم کے پاس ہونا اور اس کا بار بار مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ ہر سبق کے ذیل میں دیئے گئے سوالات کو حل کرانے کی مشق کرانا ضروری ہے۔ استاد کو چاہئے کہ گائیڈ کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرے۔ اس کی وجہ سے طلبہ کو فائدہ پہنچنے کے بجائے نقصان پہنچتا ہے، طلبہ کی ذہنی استعداد، تحریری صلاحیت اور قوت تخیل کی نشوونما نہیں ہو پاتی۔ گائیڈ کی بیساکھی پر چلنے والے طلبہ میرٹ تک نہیں پہنچتے۔ استاد کو کمرۂ جماعت ہی میں طلبہ سے سوالوں کے جواب اخذ کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کی کاپیوں سے جوابات نقل کرنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرنا چاہئے۔

جتنا سوال اتنا جواب دینے کی مشق بھی ضروری ہے۔ بعض طلبہ ایک جملہ کا جواب کئی جملوں اور سطروں میں دے کر اپنا اور ممتحن کا بھی وقت ضائع کرتے ہیں۔ جواب ایسا ہو کہ تمام ضروری نکات اس میں آجائیں یعنی   ہو غیر متعلقہ اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ استاد کو چاہئے کہ نمونے کے جوابات تیار کرکے طلبہ سے مشق کرائیں۔

گرامر: گرامر کے لئے ۱۵ مارکس مقرر ہیں۔ ایس ایس سی کے امتحان میں گرامر کے تحت مندرجہ ذیل سوالات پوچھے جاتے ہیں۔

o۔ جملے کی قسمیں (کوئی ۳) ...... 3 مارکس
o۔ محاوروں کا جملوں میں استعمال ... 3 ،،
o۔ شعر کی تقطیع اور بحر کا نام ..... 3 ،،
o۔ الفاظ کے معنی (کوئی ۴) .... 2 ،،
o۔ صنائع .... 2 ،،
o۔ غلط جملوں کو درست کرکے لکھنا (کوئی ۲) 2 ،،
15 ،،

(۱) جملوں کی قسموں میں مفرد، مرکب، اور مخلوط جملوں کی شناخت کرنا ہوتا ہے، درسی کتاب میں ان جملوں کی وضاحت کی گئی ہے، اور مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ یہاں یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئیے کہ درسی کتاب کے اسباق ہی سے مثالیں دی جاتی ہیں۔ اس لئے مختلف اسباق کے ذیل میں جو مشقیں دی گئی ہیں استاد کو چاہئیے کہ انہیں طلبہ کے ذہن نشین کرائے۔ جملے کی مختلف اقسام کی شناخت کے گر دے کر بھی انہیں واقف کرائیں۔

(۲) درسی کتاب ہی کے محاورے امتحان میں پوچھے جاتے ہیں استادوں کو چاہئیے کہ وہ مختلف اسباق نثر و نظم میں شامل محاوروں کی ایک فہرست بنا کر ان کے جملوں میں صحیح استعمال کے طریقے سے طلبہ کو واقف کرائیں اور اس کی جملوں میں استعمال کی مشق کرائیں۔

(۳) ایس ایس سی کے نصاب میں تین بحریں ہیں (۱) بحر ہزج مثمن سالم
مفاعی لن ۔ مفاعی لن ۔ مفاعی لن ۔ مفاعی لن
(۲) بحر متقارب مثمن سالم۔ فعولن ۔ فعولن ۔ فعولن ۔ فعولن
(۳) بحر رمل مثمن محذوف ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلاتن ۔ فاعلات

(۴) درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں معانی و اشارات کے تحت جو مشکل الفاظ دیئے گئے ہیں انہی میں سے الفاظ دیئے جاتے ہیں اس لئے سبق کے ذیل میں دیئے گئے مشکل الفاظ کے معنی ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔

(۵) ایس ایس سی کے نصاب میں دو ہی صنعتیں ہیں (۱) مراعات النظیر (۲) مبالغہ۔ ان میں سے کوئی ایک صنعت کی تعریف مع مثال پوچھی جاتی ہے۔ استاد کو چاہئیے کہ ان دونوں صنعتوں کی تعریف طلبہ کے ذہن نشین کرائیں اور مثالیں دے کر بھی ان کی وضاحت کریں۔

(۶) عام طور پر ایسے جملے دیئے جاتے ہیں جن میں فاعل اور فعل کی عدم مطابقت، مفعول اور فعل کی عدم مطابقت اور تذکیر و تانیث کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ استاد کو چاہئیے کہ گذشتہ ایس ایس سی کے امتحانات کے پرچوں میں سے ایسے غلط جملوں کی فہرست بنا کر طلبہ کے سامنے ان کی وضاحت کر کے انہیں صحیح جملہ لکھنے کی مشق کرائیں۔

یہ تھا ایس ایس سی اردو کے پرچہ سوال کا خاکہ۔ اب آیئے دیکھیں کہ اردو کے پرچے میں سوالات کی ترتیب و نوعیت کیسے ہوتی ہے۔ ان سوالوں کو کس طرح حل کرنا چاہئیے۔ اس کی بھی رہنمائی یہاں کی جارہی ہے۔

اردو پرچہ میں سوالات کی ترتیب و نوعیت:

ایس ایس سی کے نئے نصاب پر مبنی پہلا امتحان مارچ ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ تب سے اب تک اردو پرچے کی جو ترتیب و نہج ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ یہ پرچہ کل نو سوالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ہر سوال لازمی ہوتا ہے۔ سوال کی ترتیب و نوعیت اس طرح ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۱: پہلا سوال مضمون نویسی کا ہوتا ہے۔ دیئے گئے پانچ عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر تقریباً تیس سطروں پر مشتمل مضمون لکھنا ہوتا ہے۔ ان عنوانات میں ایک عنوان سائنس کے موضوع پر ہونا لازمی ہے۔ سائنسی موضوعات میں۔ ریڈیو سنیما۔ ٹیلی ویژن جیسی سائنسی ایجادات بھی شامل ہیں۔ اگر آپ نے گزشتہ ۵ سال کے پرچے ملاحظہ کئے ہوں گے تو یقیناً آپ کو اندازا ہو گیا ہو گا کہ اکثر عنوانات ہماری سماجی و معاشی زندگی۔ مشاہدات و تجربات۔ واقعات اور سماجی تنبیہات سے متعلق ہیں۔ ذیل میں خاص خاص عنوانات کی فہرست دی جارہی ہے جو امتحانی نقطہ نظر سے طلبہ اور اساتذہ دونوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے۔

(۱) ریل گاڑی کا ایک یادگار سفر (۲) میرا پسندیدہ رہنما (۳) (۳) ٹیلی ویژن کے فائدے اور نقصانات (۴) محنت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا (۵) کتب بینی کے فائدے (۶) سائنس کا استعمال امن عالم کے لئے (۷) سنیما بینی کے اثرات (۸) ہر ایک مطیب سفر (۹) سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا (۱۰) سائنس رحمت بھی ہے اور زحمت بھی (۱۱) اگر میں وزیر اعظم ہوتا/ہوتی (۱۲) میرا پسندیدہ کھیل (۱۳) اخبار بینی کے فائدے (۱۴) ہاکی/فٹبال/کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال (۱۵) تعلیم نسواں کی اہمیت (۱۶) سائنس کی برکتیں (۱۷) لائبریری میں ایک گھنٹہ (۱۸) وقت کی اہمیت (۱۹) میری زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ (۲۰) راشن کی دکان پر ایک گھنٹہ (۲۱) اف یہ مہنگائی (۲۲) مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ۔ (۲۳) مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا (۲۴) کفایت شعاری

(۲۵) ریڈیو کے فائدے (۲۶) روزمرہ زندگی میں سائنس کی اہمیت۔

مضمون نویسی:۔ ایسا سوال ہے جس میں ممتحن کو اپنی فیاضی اور دریا دلی کا مظاہرہ کرنے کے مواقع ملتے ہیں اور اس کی فیاضی کو کوئی چیلنج بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے لئے طالب علم کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) مضمون کی ابتدا یا تمہید دلچسپ ہو (۲) نفس مضمون میں عنوان سے متعلق خیالات ہوں، غیر ضروری باتیں نہ ہوں۔ (۳) مختلف پیراگرافوں میں تسلسل اور معنوی ربط ہوں (۴) زبان و بیان کی غلطیاں نہ ہوں، زبان صاف اور صحیح ہو۔ املائی غلطیاں نہ ہوں (۵) تحریر صاف اور خوشخط ہو (۶) مضمون کا خاتمہ عمدہ ہو۔

ان باتوں سے ممتحن کی دریا دلی کو جوش آتا ہے۔

غرض یہ سوال ایسا ہے جسے کسی صورت میں بھی چھوڑنا نہیں چاہیئے

سوال نمبر۲ الف: یہ سوال حصہ نثر سے متعلق ہوتا ہے۔ اس سوال کے تحت اسباق نثر سے پانچ جملے یا عبارتیں دی جاتی ہیں۔ ان میں سے کوئی تین کے متن کے حوالے سے تشریح کرنا ہوتی ہے۔ کل نو مارکس مقرر ہیں۔ ہر صحیح جواب کے لئے تین مارکس مقرر ہیں۔ مارکس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے۔ سبق کا نام = ½ مارکس + مصنف کا نام = ½ مارکس + تشریح = ۲ مارکس = کل ۳ مارکس۔

درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں ایسے جملے اور عبارتیں دی گئی ہیں جن کی متن کے حوالے سے تشریح کرنا ہے۔ امتحان میں اکثر و بیشتر انہی میں سے سوالات پوچھے گئے ہیں۔ اس لئے استاد کو چاہیئے کہ وہ طلبہ سے اسے حل کرائیں۔ ان کے علاوہ بھی اسباق سے مزید فکر انگیز جملے اور عبارتیں انتخاب کر کے ان کی تشریح کرائی جائے۔ اساتذہ کی رہنمائی کے لئے ذیل میں نمونے کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ اس ایام جوانی میں کس نے تجھے عروس اجل کا مشتاق کیا۔ اور حلاوت زندگی کو تجھ پر شاق کیا۔

جواب:۔ یہ جملہ سبق دیو سے تاج الملوک کی ملاقات سے لیا گیا ہے جس کے مصنف نہال چند لاہوری ہیں

جب تاج الملوک نے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر خطرناک جنگل کو طے کیا تو سامنے اسے ایک پہاڑ سا دیو بیٹھا ہوا نظر آیا۔ دیو اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوا کیونکہ اسے گھر بیٹھے شکار مل گیا تھا۔ لیکن اسے نوجوان شہزادے کے اتنے خطرناک سفر پر نکلنے پر تعجب ہوا۔ چنانچہ اس نے شہزادے سے دریافت کیا کہ کونسی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تو موت کا طلب گار ہوا۔ اور کس بات نے تجھے زندگی سے مایوس کیا۔

ب:۔ یہ سوال حصہ نظم سے متعلق ہوتا ہے اس میں اشعار کا مطلب بیان کرنا اور شاعر کا نام بتانا ہوتا ہے۔ اس کے لئے تین مارکس مقرر ہیں۔ مارکس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے۔

شاعر کا نام ۱
اشعار کا مطلب ۲
کل ۳ مارکس

یہاں یہ بات خاص طور پر دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ اس سوال کے تحت جو اشعار دیئے جاتے ہیں وہ یا تو کسی نظم کا بند ہوتا ہے یا رباعی۔ اس لئے طلبہ کو نظموں اور رباعیوں کے مفہوم اور ان کے شعراء کے ناموں کو اچھی طرح یاد کرنا چاہیئے۔ استاد کو چاہیئے کہ وہ مختلف نظموں کے خاص خاص بند اور رباعی کے اشعار کا مطلب بیان کرنے کے ساتھ ان کی تحریری مشق بھی کرائے۔

ذیل میں نمونے کا جواب درج ہے۔

سوال: غنچے! تری زندگی پہ دل ہلتا ہے
بس ایک تبسم کے لئے کھلتا ہے
غنچے نے کہا اس چمن میں بابا
یہ ایک تبسم بھی کسے ملتا ہے

جواب:۔ اس رباعی کے شاعر جوش ملیح آبادی ہیں۔

شاعر غنچے سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ مجھے تری مختصر سی زندگی کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے۔ تیری زندگی بس ایک تبسم ہے۔ اس پر غنچے نے کہا۔ بابا اس فانی دنیا میں یہ تبسم بھی بڑی مشکل

سے کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ یعنی بعض ایسے بھی بدنصیب ہیں جو بن کھلے ہی مرجھا جاتے ہیں۔

جواب: اس جزوی سوال کا تعلق بھی حصہ نظم ہی سے ہے

اس سوال کے تحت درسی کتاب میں شامل چار غزلوں کے چار اشعار دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو اشعار کا مطلب بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے ۴ مارکس مقرر ہیں۔ ہر شعر کا صحیح مطلب بیان کرنے کے لئے دو مارکس ہیں۔ شاعر کا نام لکھنا فرض نہیں۔ شاعر کا نام بتانے پر مارکس نہیں ہے۔

استاد کو چاہئے کہ وہ غزلوں کے اشعار کا مطلب ذہن نشین کرانے کے لئے بار بار مشق کرائیں۔ گذشتہ سالوں کے سوالات کے پرچے دیکھنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہر غزل میں کون سے اشعار اہم ہیں اور تشریح کے لئے پوچھے گئے ہیں ذیل میں نمونے کا جواب درج ہے۔

سر اٹھانے کا بھلا اور کسے یارا تھا
بس ترے شہر میں یہ رسم ادا ہم سے ہوئی

جواب: شاعر کہتا ہے کہ ترے شہر میں ظلم و ستم کا بازار گرم تھا لوگ چپ چاپ ظلم و ستم سہہ رہے تھے، کسی میں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔ ایسے حوصلہ شکن ماحول میں یہ ہم تھے جنہوں نے ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔

سوال نمبر ۳ (الف): یہ جزوی سوال اسباق نثر کے معروضی سوالات Objective Question پر مشتمل ہوتا ہے۔ کل سات سوالات پوچھے جاتے ہیں جن میں سے کسی پانچ کے ایک یا دو جملوں میں جواب دینا ہوتے ہیں، ہر صحیح جواب کے لئے ایک مارک ہے۔ اس طرح کل ۵ مارکس مقرر ہیں۔

درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں یہ سوالات دیئے گئے ہیں اکثر سوالات انہی میں سے پوچھے جاتے ہیں۔ مگر استاد کو چاہئے کہ وہ ان کے علاوہ بھی دوسرے سوالات تیار کر کے طلبہ سے مشق کرائیں۔ طلبہ کو ان سوالوں کے جواب ایک یا دو جملوں سے زیادہ میں نہیں دینا چاہئے۔ اس طرح وقت ضائع ہوتا ہے۔ نمونے کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال: سرسید احمد خان نے کن قوموں کو اعضائے رئیسہ کہا ہے

جواب: سرسید احمد خان نے ہندو اور مسلم قوموں کو اعضائے رئیسہ کہا ہے۔

یہ بھی الف ہی کی طرح ہے مگر

(ب): اس جزوی سوال کا تعلق حصہ نظم سے ہوتا ہے۔ کل ۵ سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ان میں سے تین کے جواب ایک یا دو جملوں میں دینا ہوتے ہیں۔ ہر صحیح جواب کے لئے ایک مارک اس طرح کل تین مارکس ہوتے ہیں۔ نمونے کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال: نجم النساء کس کا حال سن کر بے قرار ہوئی؟

جواب: نجم النساء شہزادی بدر منیر کا حال سن کر بے قرار ہوئی۔

سوال نمبر ۴ (الف): یہ سوال حصہ نثر سے متعلق ہوتا ہے اس سوال کی نوعیت (Short Answer Type) ہوتی ہے۔ کل سات سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی ۵ کو حل کرنا ہوتا ہے۔ ہر جواب تین یا چار سطروں پر مشتمل ہونا چاہئے۔ ہر صحیح جواب کے لئے دو مارکس مقرر ہیں۔ اس طرح کل ۱۰ مارکس پانچ سوالوں کے صحیح جواب کے لئے مقرر ہیں۔ درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں اس قسم کے سوالات دیئے گئے ہیں مگر اسباق کی روشنی میں مزید سوالات تیار کئے جا سکتے ہیں۔

سوال: ڈراما دستک کا مرکزی خیال بیان کیجئے۔

جواب: ڈراما دستک میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح آدمی کی لغزشیں خاص حالات میں تحت الشعور سے ابھر کر دل و دماغ پر مسلسل دستک دیتی رہتی ہیں یہ دستک دراصل ضمیر کی آواز ہوتی ہے۔ جو پرانی غلطیوں پر انسان کو لعنت ملامت کرتی رہتی ہے۔ ڈرامہ نگار نے ایک ڈاکٹر کو اس کے فرض کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے۔

ب: یہ سوال حصہ نظم سے متعلق ہوتا ہے۔

اس کی نوعیت بھی (Short Answer Type) کی ہوتی ہے۔ کل چار سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی دو کے مختصر جواب دینے ہوتے ہیں۔ ہر جواب تین یا چار سطروں پر مشتمل ہونا چاہئے۔ ہر صحیح جواب کے لئے دو دو مارکس مقرر ہیں۔ اس طرح کل چار مارکس مقرر ہیں۔ درسی کتاب میں ہر نظم کے ذیل میں اس قسم کے سوالات دیئے ہوئے ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ ان سوالوں کے علاوہ مزید سوالات بھی تیار کرے۔ نظموں کا جو تعارف درسی کتاب میں دیا گیا ہے۔ اسے بھی ذہن نشین کرنا چاہئے۔ نمونے کا جواب درج ذیل ہے

سوال :- نظم جواب کا مرکزی خیال بیان کیجئے۔

جواب :- نظم جواب میں شاعر نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کسی ایک شخص یا قوم کے دم پر نہیں چلتی۔ اس کے نہ ہونے سے دنیا کا کاروبار رکتا نہیں بلکہ اس کام کو کوئی نہ کوئی انجام دیتا ہی رہتا ہے۔ اس نظم میں سورج علامت ہے دنیا کے بڑے لوگوں کی جنھیں یہ غرور ہوتا ہے کہ دنیا کی روشنی ان کے دم سے ہے لیکن جب سورج ڈوبنے لگتا ہے تو شام کے وقت ایک چھوٹا سا دیا روشن ہوکر سورج کی ڈینگ کا جواب دیتا ہے۔

سوال نمبر ۵ (الف) اس حصہ نثر سے متعلق تین سوالات پوچھے جاتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک سوال کا مفصل جواب لکھنا ہوتا ہے۔ اس قسم کے سوال کی نوعیت Long Answer Type کی ہے۔ جو تقریباً آٹھ سے دس سطروں پر مشتمل ہونا چاہئے صحیح جواب کے لئے ۶ مارکس مقرر ہیں یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اس حصے کے تحت تین مختلف نوعیت کے سوال پوچھے جاتے ہیں۔

(۱) ایک سوال سبق کے مرکزی موضوع یا اہم نکات کے بارے میں ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا سوال درسی کتاب کے افسانوں کے کرداروں پر ہوتا ہے

(۳) تیسرا سوال سبق کے خلاصے پر مشتمل ہوتا ہے۔

درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں نمبر (۱) کی قسم کے سوالات دیئے گئے ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ ان کی اچھی طرح مشق کرائیں اب تک امتحانات اسی میں سے سوال پوچھے گئے ہیں۔ دستک اور جوتا۔ دو ایسے سبق ہیں۔ جن کے کرداروں۔ کرموں۔ چودھری۔ ڈاکٹر برہان پر سوالات اکثر پوچھے گئے ہیں۔ درسی کتاب میں جو قصے افسانے اور ڈراما ہے ان کے خلاصہ کی بھی مشق کرانا چاہئے۔ نمونے کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال :- افسانہ - جوتا - کا خلاصہ لکھئے

جواب :- جواب احمد ندیم قاسمی کا "افسانہ جوتا"۔ ذات پات کی برائیوں پر گہرا طنز ہے۔ یہ افسانہ جاگیردارانہ ماحول کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ اس افسانے کے دو کردار ہیں۔ ایک کرموں اور دوسرا چودھری۔ یہ صرف دو کردار نہیں بلکہ دو طبقوں کے نمائندے ہیں۔ ان کرداروں کے ذریعے افسانہ نگار نے سماج میں پائے جانے والے اونچ نیچ کے فرق کو نہایت فنکارانہ انداز سے پیش کیا ہے۔

کہانی کا مرکزی کردار کرموں ایک میراثی ہے۔ جو نوالہ تر ہونے بھی حالات کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے۔ وہ یہ جان گیا ہے کہ ذات پات اور اونچ نیچ کا بھید بھاؤ خود غرض انسانوں نے قائم کیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی اولاد کو تعلیم دیتا ہے کہ کوئی پیشہ آبائی نہیں ہوتا۔ اس کہانی کا دوسرا کردار گاؤں کا زمیندار چودھری ہے۔ جو ذات پات کو خاندانی سمجھتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی میراثی اپنی اولاد کو لکھنے پڑھنے اور عزت کے ساتھ زندگی گذارنے۔ کیونکہ وہ میراثی کو نیچ ذات کا سمجھتا ہے۔ اور اسی جذبے کے تحت وہ کرموں کو بار بار حقارت سے کمینہ اور رذیل کہتا ہے۔ جوتے لگواتا ہے اور ضرورت نہ ہونے پر بھی کرموں کا کمبل خرید کر بڑی شان سے کہتا ہے کہ جوتے کو پاؤں ہی میں رہنا چاہئے۔

ب :- اس سوال کا تعلق حصہ نظم سے ہوتا ہے اس میں تین نظمیں دی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک نظم کا خلاصہ لکھنا ہوتا ہے صحیح جواب کے لئے ۶ مارکس مقرر ہیں درسی کتاب میں جو نظمیں ہیں ان کا خلاصہ لکھوانے کی بھی مشق

کرانا چاہئے۔ گذشتہ امتحانوں کے پرچے دیکھ کر اندازا لگایا جاسکتا ہے کہ کون کون سی نظمیں اہم ہیں۔ نمونے کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال: نظم خوش آمدید کا خلاصہ لکھئے۔

جواب: حفیظ جالندھری نے اس نظم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آنے پر جو استقبال ہوا اس کا منظر خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب آنحضرتؐ نے اشارہ خداوندی پاکر مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو اہل مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی انہوں نے انتہائی جوش و خروش کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ تمام جوان، بوڑھے مرد و عورتیں اور بچے سبھی آپ کی مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر محو انتظار تھے آپ کے ننھیالی رشتہ دار بنو نجار اور انصار ہتھیاروں سے لیس ہوکر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے تھے۔ لوگوں نے نعرۂ تکبیر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ خواتین بھی چھتوں پر آکر استقبالیہ اشعار گانے لگیں۔ معصوم لڑکیاں بھی دف بجا بجا کر گا رہی تھیں۔

ان تمام واقعات کو شاعر نے فنکارانہ مہارت کے ساتھ اس طرح بیان کیا کہ سارا منظر نگاہوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔

سوال نمبر ۶: یہ سوال گرامر سے متعلق ہوتا ہے۔ اس کے تحت کل چھ ذیلی سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ کل مارکس ۱۶ مقرر ہیں جس کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

الف: یہ جزوی سوال جملوں کی اقسام سے متعلق ہوتا ہے کل ۵ جملے دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی تین جملوں کے بارے میں بتانا ہوتا ہے۔ کہ ان کا تعلق جملوں کے کن قسموں سے ہے۔ آیا وہ مفرد ہے، مرکب ہے یا مخلوط۔ صحیح جواب کے لئے ایک مارک ہے اس طرح کل ۳ مارکس مقرر ہیں۔

درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں جملے کی مختلف قسموں کو مثالوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے۔ اگر آپ بغور پڑھیں تو مفرد، مرکب اور مخلوط جملوں کو سمجھنے اور ان کی شناخت کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

مفرد جملہ کی پہچان یہ ہے کہ اس میں ایک مبتدا اور ایک خبر ہوتا ہے۔ یا ایک ہی فعل ہوتا ہے۔

مرکب جملہ کی یہ پہچان کہ وہ دو مفرد جملوں سے مل کر بنتا ہے۔ حروف عطف اور، لیکن، مگر وغیرہ سے جوڑے جاتے ہیں۔

مخلوط جملہ کی یہ پہچان ہے کہ اس میں ایک اصل فقرہ Main Clauses ہوتا ہے اور دوسرے تابع فقرے (Sub Ordinative Clauses) ہوتے ہیں۔ عام طور پر اس جملے میں کہ، جو، وغیرہ حرف استعمال ہوتا ہے۔

ب: اس جزوی سوال میں درسی کتاب سے پانچ محاورے دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی تین محاوروں کو جملوں میں اس طرح استعمال کرنا پڑتا ہے کہ ان کے مفہوم واضح ہوجائیں ہر صحیح جواب کے لئے ایک مارک مقرر ہے۔ اس طرح تین مارکس مقرر ہیں۔ درسی کتاب میں ہر سبق کے ذیل میں محاوروں کی فہرست دی گئی ہے پھر بھی کچھ محاورے شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ استاد کو چاہئے کہ وہ تمام محاوروں کی ایک فہرست بناکر ان کے استعمال کی طلبہ سے مشق کرائیں یہاں یہ بات دھیان میں رہے کہ محاوروں کے معنی بیان کرنے کی ضرورت نہیں

ج: اس سوال میں شعر کی تقطیع کرنا اور بحر کا نام لکھنا ہوتا ہے درسی کتاب سے دو اشعار دیئے جاتے ہیں ان میں سے کسی ایک شعر کی تقطیع کرنا اور بحر کا نام لکھنا ہوتا ہے۔ ہر شعر کی تقطیع کے لئے ایک مارک مقرر ہیں۔ اور بحر کا نام لکھنے کے لئے بھی ایک مارک مقرر ہیں اس طرح کل ۳ مارکس مقرر ہیں۔ نصاب میں جو تین بحریں دی گئی ہیں ان میں درسی کتاب کی مندرجہ ذیل غزلیں اور نظمیں ہیں۔

(۱) خوش آمدید - حفیظ جالندھری - بحر ہزج مثمن سالم
(۲) غزل - حسرت موہانی - ״
(۳) غزل - جگر مرادآبادی - ״
(۴) غزل - فراق گورکھپوری - ״
(۵) غزل - میر تقی میر - بحر متقارب مثمن سالم
(۶) غزل - غالب - بحر رمل مثمن محذوف
(۷) غزل - مومن - ״

نمونے کا جواب درج ذیل ہے۔

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں
تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں۔

ہیع : بہت پہلے/ سان قدمو/ک آہٹ جا/ن لے تے ہیں
مفاعی لن/ مفاعی لن / مفاعی لن / مفاعی لن
تجھے اے زن/ دگی ہم دو/ ر سے پہچا/ ن لے تے ہیں
مفاعی لن / مفاعی لن / مفاعی لن / مفاعی لن

ں نام :- بحر ہزج مثمن سالم ہے۔

: اس جزوی سوال کے تحت درسی کتاب کے اسباق مشکل الفاظ کے معنی پوچھے جاتے ہیں۔ چھ الفاظ دیئے جاتے ان میں سے کسی چار کے معنی لکھنا ہوتے ہیں۔ ہر صحیح معنی کے ½ مارک ہے۔ اس طرح کل دو مارکس ہیں۔ اکثر الفاظ وہی ے جاتے ہیں جو ہر سبق کے ذیل میں معانی واشارات کے تحت گئے ہیں۔ طلبہ کو چاہئے کہ وہ کالم بنا کر الفاظ اور معنی یں۔ مثلاً

الفاظ	معنی
متملق	خوشامد
عسرت	تنگ دستی، مفلسی
جاروب کش	جھاڑو دینے والا
اسوۂ حسنہ	اچھا نمونہ

:5 اس جزوی سوال کے تحت صنعت مبالغہ اور صنعت ت النظیر میں سے کسی ایک کی تعریف مع مثال پوچھی جاتی ہے۔ تعریف لئے ایک اور مثال کے لئے ایک مارک مقرر ہے۔ اس طرح صحیح ب کے لئے دو مارکس مقرر ہیں۔ نصاب میں یہی دو صنعتیں ہیں ان ماوہ دوسری صنعت نہیں پوچھی جاتی ہے۔ اگر کبھی کوئی Paper Sa اور کوئی صنعت پوچھنے کی غلطی کرے تو اساتذ ہئے کہ وہ بورڈ کو شکایتی خط لکھیں اور ان کی توجہ نصاب کی مبذول کرائے۔

:6 اس جزوی سوال کے تحت تین غلط جملے دیئے جاتے ن میں سے کوئی دو جملے درست کرکے لکھنا ہوتے ہیں۔
ہر درست جملے کے لئے ایک مارک ہوتا ہے۔ اس طرح صحیح کے لئے ۲ مارکس مقرر ہیں۔ عام طور پر ایسے جملے دیئے جاتے ن میں فاعل اور فعل کی عدم مطابقت اور تذکیر و تانیث کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ اساتذہ مضمون نویسی اور ہوم ورک کی کاپیاں جانچتے وقت اس قسم کی غلطیوں کی نشاندہی کرکے طلبہ کو یہ غلطیاں سمجھائیں اور صحیح جملوں کی مشق کرائیں تو یہ سوال طلبہ آسانی سے حل کرسکتے ہیں۔

مثلاً ـــ اسلم نے کتاب پڑھا۔

اس جملے میں علامت فاعل "نے" ہونے کی وجہ سے فعل مفعول کے مطابق ہوگا۔ مفعول کتاب مونث ہے اس لئے فعل بھی مونث ہوگا

جواب :- اسلم نے کتاب پڑھی۔

سوال نمبر ۷ :- اس سوال کے تحت ایک غیر نصابی نظم دی جاتی ہے اسے بغور پڑھ کر اس کے نیچے دئے گئے سوالوں کے جواب دینا ہوتے ہیں۔ جواب نثر میں ہونا چاہئے۔ بعض طلبہ وہ شعر لکھ دیتے ہیں جس میں جواب شامل ہوتا ہے اسے صحیح جواب نہیں مانا جاتا ہے۔ جواب نثر ہی میں ہونا چاہئے اس سوال کے لئے کل ۷ مارکس مقرر ہیں۔ ہر سوال کے سامنے مارکس دئے ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق جواب دینا چاہئے۔ استاد کو چاہئے کہ وہ ہ اور ایک نظم کی مشق کرائے کم از کم ۵ یا ۶ نظموں کی مشق کرنا ضروری ہے اس طرح طلبہ میں شعر فہمی کا مادہ پیدا ہوگا۔

سوال نمبر ۸ :- یہ سوال خط نویسی یا درخواست نویسی کے بارے میں ہوتا ہے کل ۸ مارکس مقرر ہیں جس کی تقسیم اس طرح کی جاتی ہے۔

۔۔ اوپر دائیں جانب کاتب کا پتہ اور تاریخ لکھنے کے لئے ۱ مارکس
۔۔ مکتوب الیہ سے حسب مراتب القاب و آداب ۔ ۱ مارکس
۔۔ نفس مضمون ۴ مارکس
۔۔ عمدہ خاتمہ ۱ مارکس
۔۔ خط کے اواخر میں بائیں جانب مکتوب الیہ کے حسب مراتب مناسب لفظ ۱ مارکس

۸ مارکس

خط پر کہیں بھی اپنا نام یا اسکول کا نام نہیں لکھنا چاہئے

سوال نمبر ۹ :۔ اس سوال کے تحت دو قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک حل کرنا ہوتا ہے۔ یہ جواب کے لئے پانچ مارکس مقرر ہیں۔ طلبہ کے لئے اس سوال میں کافی سہولت رکھی گئی ہے

(۱) دی گئی عبارت کا ایک تہائی میں خلاصہ لکھئے
یا کسی ایک خیال کی وضاحت کیجئے

عبارت کا ایک تہائی خلاصہ کے بارے میں اکثر طلبہ اس غلط فہمی میں مبتلا پائے گئے کہ خلاصہ یعنی وضاحت اور تشریح۔ خلاصہ کے بارے میں یہ وضاحت خود سوال میں ہے کہ اُسے ایک تہائی میں لکھئے یعنی اگر عبارت ۹ سطروں میں ہے تو تین سطروں میں اس کا خلاصہ لکھنا چاہئے۔ خلاصہ لکھتے وقت عبارت کو بغور پڑھ کر یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس میں کون کی خاص باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان اہم نکات کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہی دراصل اس عبارت کا خلاصہ ہے۔

یا

دوسرے سوال میں کوئی ضرب المثل یا کہاوت دی جاتی ہے اس کی تشریح اس طرح کرنا کہ اس کا مفہوم واضح ہو جائے۔ تشریح کرتے وقت مثالیں بھی دینی چاہئے پہلے اس خیال یا ضرب المثل یا کہاوت کے معنی بیان کیجئے اور اس کی وضاحت مختلف مثالوں کی مدد سے کیجئے

محاوروں کا جملوں میں استعمال

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ بمبئی کی معلمات محترمہ رفیعہ فقیہہ، محترمہ زینب شاد اور محترمہ نسیم سیمنا کے تعاون سے

اطلاق ہونا: ہندوستان کے قوانین کا اطلاق یہاں کے ہر شہری پر ہوتا ہے۔

صادق آنا: ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد بھی آنحضرتؐ کی پیشن گوئیاں صادق آتی ہیں۔

شیشے میں اتارنا: چرب زبان لوگ بڑی آسانی سے سامنے والے کو شیشے میں اتار لیتے ہیں۔

کمر باندھنا: دسویں کے تمام طلبہ کو ابتدا ہی سے پڑھائی کے لئے کمر باندھ لینی چاہیے۔

منہ پر ہوائیاں چھوٹنا: بھری پارلیمنٹ میں جب وزیر کے کالے کرتوتوں کا پردہ فاش ہوا تو اس کے منہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔

دم سرد کھینچنا: اپنے جوان اور اکلوتے لڑکے کی آوارگی اور بدمعاشی کی خبر سن کر بوڑھے والدین دم سرد کھینچنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔

خاطر تواضع کرنا: مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا مشرقی تہذیب کا خاصہ ہے۔

کوسوں دور رہنا: بدکار اور بدقماش لوگوں کی صحبت سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔

ایڑی چوٹی کا زور لگانا: ٹینڈر پاس کرانے کے لئے سیٹھ جی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا پر کامیاب نہ ہوسکے۔

قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا: اکثر اوقات لوگ طیش میں آکر قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور بعد میں پچھتاتے ہیں۔

جواب دینا: بڑھاپے میں جب والدین کے اعضاء جواب دے جاتے ہیں تب ان کی خدمت کرنا اولاد کا فرض بن جاتا ہے۔

شب خون مارنا: اکثر و بیشتر افواج شبخون مار کر ہی فتح یاب ہوتی ہیں۔

منہ موڑ لینا: حمید پر جب برا وقت آن پڑا تو ہر شخص نے اس سے منہ موڑ لیا۔

ہاتھ بٹانا: اسکول سے جانے کے بعد میں کام میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔

درپے ہونا: ہر شخص آج کل بس پیسے کمانے کے درپے ہے۔ اسے جائز اور ناجائز سے کوئی تعلق نہیں ہوتی۔

منہمک ہونا: امتحان آتے ہی طلبہ اس قدر پڑھائی میں منہمک ہو جاتے ہیں کہ سر اٹھانے کی فرصت نہیں ہوتی

قابو پانا: مہنگائی پر قابو پانا حکومت کے بس سے باہر ہوگیا ہے۔

بیخ کنی کرنا: ملک دشمن عناصر کی بیخ کنی کرنا ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔

دنیا و مافیہا سے منہ موڑنا: دنیا و مافیہا سے منہ موڑ کر ہی تصوف کے مدارج طے کئے جاسکتے ہیں۔

چکر آنا : امتحان گاہ، وہ جگہ ہے جہاں اچھے اچھے طلبہ چکرا جاتے ہیں۔
میسر آنا : غریب عوام کو کھانے پینے کی چیزیں بڑی مشکل سے میسر آتی ہیں۔
تانتا بندھا رہنا : مقدس مقامات کی زیارت کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔
منت سماجت کرنا : میں نے لاکھ منت سماجت کی مگر شاہد پر کوئی اثر نہیں ہوا۔
واہمے کا شکار ہونا : جاہل لوگ اکثر واہمے کا شکار ہو جاتے ہیں۔
ناس مارنا : اچھا خاصا فلم دیکھنے کا پروگرام تھا لیکن عین وقت پر تیز بارش نے سارے موڈ کا ناس مار دیا۔
ٹوٹ پڑنا : بریانی کی پلیٹ سامنے آتے ہی اسلم ایسے ٹوٹ پڑا جیسے کئی دنوں کا بھوکا ہو۔
اندھیر مچانا : مہنگائی نے ایسا اندھیر مچایا ہے کہ غریبوں کے لئے جینا محال ہوگیا ہے۔
آنچ نہ آنا : غیرت مند بہادر سپاہی جان دے دیتے ہیں لیکن اپنے وطن پر آنچ نہیں آنے دیا
دنیا سے کوچ کرنا : بہادر لوگ ہنستے ہنستے اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔
سورج سوا نیزے پر اترنا : اتنی شدید گرمی پڑ رہی ہے لگتا ہے جیسے سورج سوا نیزے پر اتر آیا ہے۔
اپنی اوقات بھول جانا : چار پیسے ہاتھ میں آتے ہی آدمی اپنی اوقات بھول جاتا ہے۔
سر پر سورج گرنا : کریم نے جب اپنے کھیت میں جنگلی جانوروں کو کھڑی فصلیں روندتے دیکھا تو یوں پریشان ہوا جیسے سر پر سورج گر پڑا ہو۔
جلے دل کے پھپھولے پھوڑنا : اکثر لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں۔
رونگٹے کھڑے ہونا : اپنے کمرے میں زہریلے سانپ کو رینگتا دیکھ کر مارے ڈر کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔
جوتیاں سیدھی کرنا : وہ زمانے لد گئے جب شاگرد اپنے استادوں کی جوتیاں سیدھی کرتے تھے۔
ڈھیل دینا : بچوں کو اگر زیادہ ڈھیل دی جائے تو وہ بگڑ جاتے ہیں۔
چوکھٹ دیکھنا : مفلسی نے ایک بار جس کی بھی چوکھٹ دیکھ لی پھر بڑی مشکل سے ہی اس کا پیچھا چھوٹتا ہے۔
جان، جان آفریں کے سپرد کرنا : اللہ والے بخوشی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دیتے ہیں۔
جان نچھاور کرنا : حق کے لئے جان نچھاور کرنے والے امر ہو جاتے ہیں۔

اشاعت کا ۲۹ واں سال

ماہنامہ اردو/انگلش

نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لنگویجیز نیوز پیپرس ایسوسی ایشن

جلد ۲۹ | شمارہ ۱۲ | دسمبر ۱۹۹۱ء

مدیر : ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر : فقیر محمد مستری / مبارک کاپڑی

اعزازی نمائندے

ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
سید حسن (ساؤتھ افریقہ)
اقبال کاپڑی (دوبئی)
قمرالدین قاضی (پاکستان)
عبدالرزاق سردار (بحرین)

شیخ اسماعیل (ایسٹ افریقہ)
ابراہیم دانگڑے (سعودی عرب)
حسن عبدالکریم جوگلے (دوحہ قطر)
فرمان علی پانکر (ابوظہبی)

بمبئی۔ ابراہیم جوگلے فون 626757 نئی بمبئی محمود حسن قاضی
کھیڈ۔ ڈاکٹر فیض احمد برڈے: رتناگری۔ آئی وائی سولکر
عبدالمجید وائی مجگاؤنکر

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (رجسٹر نمبر E 3006)

سالانہ:۔ ساٹھ روپے۔ تاحیات چھ سو روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:۔ نقش کوکن ۵۶ ٹانڈیل اسٹریٹ (نارتھ) ڈونگری۔ بمبئی ۹۔۔۔۔۴۰۰ فون: ۸۶۴۹۶۸

مقام طباعت:۔ برہانی پرنٹرس، بائیکلہ، بمبئی ۴۰۰۰۲۷

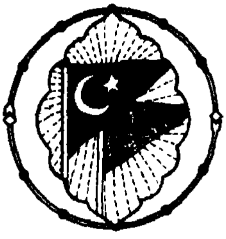
پرنٹرس پبلیشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

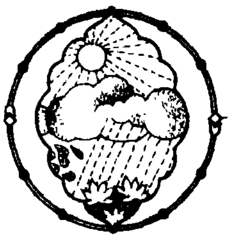
تاریخ اشاعت:۔ یکم دسمبر

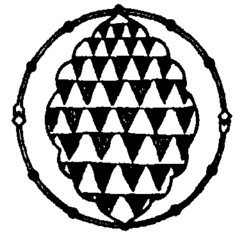
کتابت: اشرف علی خان: حافظ زبیر احمد خان: اردو ٹائمز

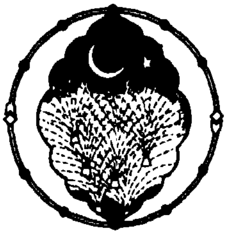
اس ماہ کے

نقوش









انسان کی زندگی میں ہر طرح کے دور آتے ہیں۔ خوشی کے بھی، رنج کے بھی۔ خوشی کے موقع پر تقریبات ہوتی ہیں۔ شادی بیاہ، عقیقہ، ختنہ، بسم اللہ، ختم قرآن، امتحان میں کامیابی، بیرون ملک روانگی، وطن میں آمد، حج و زیارت ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں۔ اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔ رنج کے موقع پر سوگ ہوتا ہے، وفات، چہلم، فاتحہ، قرآن خوانی ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

ایک موسم آتا ہے، دوسرا جاتا ہے؛ باراں، گرما، خزاں، سرما، بہار۔ ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔ تہواروں کا دور مدام چلتا ہے، عید، بقرعید، محرم، شب برات، میلاد النبی، ماہِ رمضان ... ان سب سے یادیں جُڑی ہوتی ہیں اور ہر یاد کے ساتھ کسی مٹھائی کی یاد وابستہ ہوتی ہے۔

بھائی کی شادی میں تو تمام طرح کی مٹھائیاں تھیں۔ دوست کے ہنی مون پر افلاطون۔ قرآن خوانی میں نان خطائی۔ باراں میں برفی، سرما میں گاجر کا حلوہ۔ رمضان میں مالپوہ۔ عید میں شیر خُرما۔

اور ہر مٹھائی سے لُطف اندوز ہونے کے بعد سوال پُوچھا جاتا ہے کہ "بھئی مٹھائی کہاں سے خریدی؟" تو

سلیمان مٹھائی والے کا نام بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے۔ یعنی ہر مٹھائی کے ساتھ سلیمان مٹھائی والے کی یاد جُڑی ہوتی ہے اسی لئے جب کبھی مٹھائی کا ذکر چھڑتا ہے، سلیمان مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے۔ سلیمان مٹھائی والے ہمہ اقسام، ہمہ اصناف، ہمہ رنگ، ہمہ اشکال، ہمہ اجناس اور ہمہ مواقع مٹھائیاں بناتے ہیں۔

آیئے، اپنی یادوں کی یاد میں کوئی مٹھائی نوشِ جان فرمایئے۔

جب کبھی مٹھائی کا ذکر چھڑتا ہے سلیمان مٹھائی والے کی بات ہوتی ہے

سلیمان مٹھائی والے

شاہوں کے شایانِ شان مٹھائیاں بنانے والے

مینارہ مسجد

۳۱ ایف/جی محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

اخلاق کی طاقت

مہاراشٹر کے ایک مقام پر تبلیغی جماعت کا بڑا اجتماع تھا۔ پولس والے بھی اپنے طور پر انتظام کے لئے وہاں آئے۔ اجتماع کے بعد ڈاکٹر ابوبکر صاحب سے ایک پولس افسر کی گفتگو ہوئی جو حسب ذیل ہے۔

پولس افسر نے تمل زبان میں ان سے کہا کہ ہم یہاں دیکھ بھال کے لئے آئے تھے مگر آپ کے اجتماع کو دیکھنے اور سننے کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ اگر دوسرے بھی آپ لوگوں کی طرح ہو جائیں تو پولیس کے انتظام کی کوئی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

پولیس افسر نے کہا کہ میری یہ رائے محض تقریروں کو سن کر نہیں بنی ہے بلکہ عمل کو دیکھ کر بنی ہے۔ اس نے بتایا مثلاً ایک بار تبلیغ کے لوگ وضو کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے وضو کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی گھڑی وہیں بھول کر نماز کے لئے چلا گیا۔ میں کنارے چپ چاپ کھڑا ہو گیا کہ دیکھوں اب کیا ہوتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ وضو کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو وہ گھڑی ملی۔ اس نے گھڑی اٹھالی۔ اور چلنے لگا میں بھی پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی اس خیمہ میں پہنچ گیا جہاں گم شدہ سامان جمع کرنے کا دفتر قائم تھا۔ آدمی نے گھڑی کو وہاں جمع کر دیا اور اس کے بعد نماز کے لئے چلا گیا۔

پولیس افسر نے کہا کہ آج کی دنیا میں لوگ دوسروں کی جیبوں سے گھڑی اور سامان نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں مگر یہاں ایسے لوگ جمع ہیں جو دوسروں کی ملی ہوئی چیز کو بھی اپنی چیز نہ سمجھیں اور اس کو لے جا کر اصل مالک کے حوالے کر دیں۔ میری بھگوان سے پرارتھنا ہے کہ سب لوگ ایسے ہی ہو جائیں تاکہ دنیا سے جھگڑے اور فساد کا خاتمہ ہو جائے۔

اچھا اخلاق ہر ایک کو مسخر کر لیتا ہے، حتیٰ کہ پولیس جیسے بدنام گروہ کو بھی۔ ایک جانور اخلاق سے غیر متاثر رہ سکتا ہے۔ مگر کوئی آدمی اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیوں کہ انسان کے اندر پیدائشی طور پر اخلاقی حس موجود ہے۔ انسان مجبور ہے کہ جب وہ کوئی اخلاقی واقعہ دیکھے تو اس سے اثر قبول کیے بغیر نہ رہے۔

پکار کے وقت

تھیوفیلس۔ بازنطینی سلطنت کے آخری دور کا حکمران ہے۔ اس کا مرکز سلطنت قسطنطنیہ تھا۔ اس کا زمانہ حکومت ۸۲۹ء تا ۸۴۲ء ہے۔ تھیوفیلس عباسی خلیفہ المعتصم کا ہم عصر تھا۔

دور اول کے مسلمانوں نے قدیم رومی (بازنطینی) سلطنت کے بڑے حصہ کو پہلی صدی ہجری میں فتح کر لیا تھا۔ تاہم قسطنطنیہ اب بھی بازنطینی حکمراں کے قبضہ میں تھا۔ موجودہ ترکی کے ایک حصہ پر اب بھی اس کی حکومت قائم تھی۔

قسطنطنیہ کا بازنطینی بادشاہ تھیوفیلس ۲۲۳ھ (۸۳۷ء) میں ایک بڑا لشکر لے کر نکلا اور مسلم علاقہ میں پہنچ کر زبطرہ پر چھاپہ مارا۔ اسی کے ساتھ اس نے ملطیہ کے مسلم قلعہ پر حملہ کیا۔ ان حملوں میں اس نے بہت سے مسلمان مردوں اور عورتوں کو قتل کیا۔ انہیں گرفتار کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کو مثلہ کیا۔

اس موقع پر ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ بازنطینی سپاہیوں نے ایک عربی عورت کو پکڑا اور اس کو گھسیٹتے ہوئے لے چلے۔ عورت چلا اٹھی۔ اس کی زبان سے نکلا: **وامعتصماه** (ہائے معتصم)

خلیفہ المعتصم اس وقت بغداد میں تھا۔ وہاں سے آتے والوں نے خلیفہ کو بازنطینی حکمراں کے مظالم کی خبریں بتائیں۔ اسی کے ساتھ مذکورہ عرب عورت کا قصہ بھی بتایا۔ المعتصم اس کو سن کر تڑپ اٹھا۔ اس وقت وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے وامعتصماہ کا لفظ سنا تو اسی وقت لبیک لبیک کہتے ہوئے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے محل کے چھت پر چڑھا اور پکار کر کہا: النفیر، النفیر (کوچ، کوچ)

اس کے بعد المعتصم نے زبردست تیاری کی اور ایک طاقتور فوج کو لے کر مقام حادثہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ عموریہ پہنچ گیا۔ عموریہ (ترکی) اس وقت بازنطینیوں کے قبضہ میں تھا اور یہاں ان کا قلعہ تھا۔ المعتصم نے قلعہ کو گھیر لیا اور حکم دیا کہ منجنیق کے ذریعہ اس پر گولے برسائیں جائیں۔ یہاں تک کہ اس کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ المعتصم اپنی فوج کو لے کر قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دئے۔ المعتصم نے تمام مسلم قیدیوں کو چھڑایا اور اس عرب

عورت کو بھی قید سے رہا کیا جس نے اس سے پہلے وامعتصماہ کہہ کر خلیفہ کو پکارا تھا۔

مظلوم کی پکار پر دوڑنا زندہ انسان کی خاص علامت ہے ایک شخص جس کے اندر انسانی جوہر موجود ہو۔ جو اپنے مردانہ اوصاف پر قائم ہو، وہ ایسی کسی پکار کو نظر انداز کرنے کا تحمل نہیں کر سکتا۔ یہی وہ انسانی صفت ہے جس کے بارہ میں عرب شاعر نے کہا ہے کہ ان کا بھائی جب اپنی کسی مصیبت پر انہیں پکارے تو اس وقت وہ تفصیل نہیں پوچھتے، وہ فوراً اس کی مدد پر دوڑ پڑتے ہیں۔

لا یسألون اخاھم حین یندبھم

فی النائبات علی ما قال برھانا

مظلوم کی مدد کرنا یا مظلوم کی پکار پر دوڑنا ایک فطری صفت ہے جن لوگوں کی فطرت زندہ ہو اس کے اندر یہ انسانی خصوصیات بھی ضرور زندہ ہوگی۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی فطرت کے اعتبار سے زندہ ہو اور اس کے اندر یہ صفت نہ پائی جائے۔

قومی تعصب یا ذاتی تعلق کے تحت ہر آدمی اپنے لوگوں کی مدد کے لئے دوڑتا ہے۔ مگر اس قسم کے دوڑنے کو کوئی اعلیٰ اخلاقی صفت نہیں کہا جاسکتا۔ اعلیٰ اخلاقی صفت کا درجہ صرف اس دوڑنے کو حاصل ہے جو ذاتی تعلق یا قومی تعصب جیسی چیزوں سے بلند ہو۔ جب کہ آدمی اس لئے دوڑ پڑے کہ پکارنے والا مظلوم ہے۔ نہ اس لئے کہ ذاتی مفاد یا جماعتی حمیت کا تقاضا ہے کہ اس کی پکار پر دوڑا جائے۔

اسلامی مشورہ

قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ معاملات میں مسلمانوں سے مشورہ لو۔ دوسری جگہ عام مسلمانوں کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنا کام آپس کے مشورہ سے کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی نہیں دیکھا جو رسول اللہ سے زیادہ لوگوں سے مشورہ کرتا ہو۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ صحابہ کے بارہ میں بتاتے ہیں کہ میں نے کسی کو اصحاب رسول سے زیادہ مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جب بھی کوئی گروہ مشورہ سے کام کرتا ہے تو وہ ضرور صحیح ترین راستے تک پہنچ جاتا ہے

مشورہ کا مطلب یہ ہے کہ مختلف لوگوں کی معلومات اور ان کے تجربات کو حاصل کیا جائے اور پھر ان کی روشنی میں زیر بحث معاملہ کا فیصلہ کیا جائے۔ اگر مشورہ دینے والے سنجیدہ ہوں، اور مشورہ لینے والے حق پسند ہوں تو مشورہ اتنا مفید ثابت ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں۔ مشورہ امکانی نقصانات سے بچنے کا سب سے زیادہ یقینی ذریعہ ہے۔

مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ جو کچھ بولے سوچ کر بولے، اور اپنی رائے پر کبھی اصرار نہ کرے۔ مشورہ لینے والے کو چاہئے کہ وہ کسی بات کو وقار کا مسئلہ نہ بنائے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف بات کہے تب بھی اس کو خالی الذہن ہو کر سنے حتی کہ کوئی سخت انداز میں تنقید کرے تب بھی اس کے الفاظ یا لہجہ کی سختی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی اصل رائے پر غور کرے۔

اگر مشورہ دینے والے اور مشورہ لینے والے دونوں مشورہ کے ان آداب کو سمجھیں اور ان کو پوری طرح ملحوظ رکھیں تو ہر مشورہ لازمی طور پر مفید ثابت ہوگا اور صحیح فیصلہ تک پہنچانے والا بن جائے گا، فرد یا ادارہ کے معاملہ میں بھی اور پوری قوم کے معاملہ میں بھی۔

مشورہ ایک اسلامی طریقہ ہے۔ مشورہ کامیابیوں کا زینہ ہے۔

سادہ پہچان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا یہ حال نہ ہو جائے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

ایک مسلمان کو دوسرے انسانوں کے لئے کیسا ہونا چاہئے اس حدیث میں اس کی نہایت سادہ پہچان بتائی گئی ہے۔ وہ پہچان یہ ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی وہی پسند کرنے لگے جو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

کسی آدمی کے ساتھ بدزبانی کی جائے تو اس کو برا لگے گا اور اگر اس کے ساتھ نرم بول بولے جائیں تو اس کو اچھا معلوم ہوگا۔ اسی

ذاتی تجربے کے مطابق وہ دوسروں پر بھی عمل کرے۔ وہ دوسروں کے ساتھ تلخ کلامی نہ کرے، وہ ہمیشہ ان کے ساتھ نرم انداز میں بات کرے۔

کسی کو اس کا جائز حق نہ دیا جائے تو وہ اس کو سخت ناپسند کرے گا۔ آدمی یہی معاملہ دوسروں کے ساتھ کرنے لگے اس کے اوپر دوسروں کا جو حق ہے اس کو وہ ادا کرے۔ وہ دوسروں کی حق تلفی سے آخری حد تک اپنے آپ کو بچائے۔

کسی کے ساتھ وعدہ کیا جائے اور پھر اس کو پورا نہ جائے تو اس کو بے حد تکلیف پہنچے گی۔ آدمی اسی سے دوسروں کے بارہ میں سبق لے لے۔ وہ کسی سے وعدہ کرے تو ضرور اس کو پورا کرے، وہ کسی کے ساتھ وعدہ خلافی کا سلوک نہ کرے۔

کسی کو نقصان پہنچایا جائے تو اس کو فوراً غصہ آجاتا ہے۔ اس ذاتی تجربہ سے وہ دوسروں کے بارہ میں جان لے۔ وہ کبھی دوسروں کو نقصان پہنچنے نہ دے، وہ ہمیشہ یہ کوشش کرے کہ اس کی ذات دوسروں کے لئے نفع بخش ثابت ہو۔

مومن ایک حساس انسان ہوتا ہے۔ اس کی حساسیت اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ دوسروں کے حق میں ویسا ہی بنے جیسا وہ دوسروں کو اپنے حق میں دیکھنا چاہتا ہے۔

دو طریقے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں عمل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک ہے ہوی (اپنی خواہش) پر عمل کرنا، اور دوسرا ہے ماجاء بہ الرسول (پیغمبر کے لائے ہوئے دین) پر عمل کرنا۔

آپ کے سامنے ایک حق آیا۔ آپ کے دل نے گواہی دی کہ یہ حق ہے مگر اسی کے ساتھ، شعوری یا غیر شعوری طور پر، یہ احساس پیدا ہوا کہ اگر میں اس حق کا اعتراف کر لوں تو میرا درجہ نیچا ہو جائے گا۔ اب اگر آپ نے حق کو مان لیا تو آپ نے ماجاء بہ الرسول پر عمل کیا اور اگر آپ نے حق کا انکار کیا تو آپ نے اپنی ھوی کی پیروی کی۔

ایک شخص نے آپ کے اوپر تنقید کی۔ اس سے آپ کی انا کو چوٹ لگی آپ برہم ہو گئے۔ اسی کے ساتھ رسول کی لائی شریعت کا یہ حکم آپ کے سامنے آیا کہ متکبر نہ ہو بلکہ متواضع بن کر لوگوں کے درمیان رہو۔ اب اگر آپ نے تنقید کے جواب میں تواضع کا انداز اختیار کیا تو آپ نے ماجاء بہ الرسول پر عمل کیا۔ اور اگر آپ نے تنقید کے جواب میں گھمنڈ کا انداز اختیار کیا تو آپ نے ھوی کی پیروی کی۔

ایک شخص کے کسی رویہ سے آپ کو شکایت پیدا ہوئی۔ آپ مشتعل ہو گئے۔ اس وقت آپ کے سامنے شریعت کا یہ حکم آیا کہ لوگ اشتعال انگیزی کریں۔ تب بھی تم صبر اور اعراض کا طریقہ اختیار کرو اب اگر آپ نے اشتعال کے باوجود صبر کیا تو آپ نے ماجاء بہ الرسول پر عمل کیا اور اگر آپ مشتعل ہو کر فریق ثانی سے لڑنے لگے تو آپ نے ھوی کی پیروی کی۔

یہی معاملہ پوری زندگی کا ہے۔ ہر معاملہ جو آدمی کے ساتھ پیش آتا ہے، اس میں اس کے لئے دو میں سے ایک رویہ اختیار کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ ایک رویہ اختیار کرنے کے بعد وہ خدا کے یہاں مومن لکھ دیا جاتا ہے اور دوسرا رویہ اختیار کرنے کے بعد غیر مومن۔

انوکھی صفت

قرآن میں نہایت تفصیل کے ساتھ جنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان سب کا خلاصہ اس مختصر آیت میں ہے کہ جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کو آدمی کا جی چاہے گا اور جن سے اس کی آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی

انسان ساری معلوم کائنات میں ایک انوکھی مخلوق ہے جو لذت پسند ہے، جو لذت کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس عجیب انسان کے لئے اللہ تعالی نے یہ عجیب تر امکان کھولا کہ اس کے لئے اعلی ترین لذتوں سے بھری ہوئی ایک جنت بنا دی جہاں وہ ابدی طور پر رہ سکے۔

لذت کی تخلیق بلاشبہ خالق کا ایک حیرتناک تخلیقی کرشمہ ہے۔ ایک انجینئر خدا کی دی ہوئی عقل اور خدا کی دی ہوئی چیزوں کو کام میں لاکر مشینی انسان بناتا ہے

وہ سارے انسانی کام کرتا ہے۔ مگر کسی مشینی انسان کے اندر احساسِ لذت نہیں۔ کوئی مشین کسی بھی چیز سے محظوظ ہونا نہیں جانتی۔ یہ صرف انسان ہے جو لذت کا ادراک کرتا ہے۔ جو اپنی پسندیدہ چیزوں سے محظوظ ہو سکتا ہے۔

لذت سے مراد کوئی محدود چیز نہیں۔ یہ ایک نہایت وسیع بلکہ لامحدود معنویت رکھنے والا لفظ ہے۔ انسان صرف کھانے پینے جیسی لذتوں ہی سے محظوظ نہیں ہوتا بلکہ ہر معیاری چیز میں اس کے لئے لذت ہے۔ مثلاً ایک کمپیوٹر سو ہزار سوال کا نہایت صحیح جواب دے گا لیکن وہ اپنے اس فعل پر خوش ہونا نہیں جانتا۔ مگر انسان جب ایک نفیس کام کرتا ہے۔ جب وہ ایک مسئلہ کا نہایت عمدہ جواب دیتا ہے تو اس کی روح کو بے پناہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہی دوسرے تمام افعال کا معاملہ ہے۔

جنت میں ہر چیز اپنے آخری معیارِ کمال پر ہوگی۔ جنت میں جو آدمی داخل کیا جائے گا۔ وہ بھی کامل شخصیت میں ڈھال کر داخل کیا جائے گا۔ اس لئے جنت کا ہر فعل انتہائی حد تک پر لذت بن جائے گا وہاں بولنا، چھونا، دیکھنا، سننا، اٹھنا، بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہر فعل اپنے اندر لذتوں کا لامحدود سامان لئے ہوئے گا۔

تاریخی شخصیت ۹

الطبری

ابوجعفر محمد بن جریر ایک مشہور عرب مورخ تھے وہ ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ / ۸۳۹ء میں صوبہ طبرستان کے پایۂ تخت آمل میں پیدا ہوئے انہیں بہت ہی چھوٹی عمر میں لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا تھا۔ چنانچہ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں پائی۔ ان کے والد ایک کھاتے پیتے آدمی تھے۔ اسی خوش حالی سے فائدہ اٹھاکر انہوں نے اسلامی دنیا کے علمی مراکز کا دورہ کیا۔ علاقہ رے اور گردونواح کی سیر و سیاحت کرنے کے بعد وہ بغداد پہنچے جہاں اُن کا خیال تھا کہ وہ امام احمد بن حنبل سے علم حاصل کریں گے۔ لیکن یہاں آتے ہوتے کچھ زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ امام صاحب کا انتقال ہوگیا۔ بصرے اور کوفے میں چند روز قیام کے بعد وہ بغداد واپس آگئے جہاں کچھ دن ان کا قیام رہا پھر وہ مصر کو روانہ ہوئے لیکن ملک شام کے شہروں میں علم حدیث حاصل کرنے کے لئے کچھ مدت تک ٹھہر گئے۔ ابن عساکر کے نزدیک ۸۷۶۔ ۸۷۷ء میں مصر میں مقیم تھے۔ لیکن یاقوت کی رائے ہے کہ مصر میں وہ پہلی دفعہ ۸۷۷ء میں گئے اور اس کے بعد ملک شام میں ۸۶۹ء۔ ۸۷۰ء میں وارد ہوتے آخر وہ بغداد واپس آگئے اور اپنی وفات یعنی (۹۲۳ء) تک سوا طبرستان کے دو سفروں کے برابر وہیں مقیم رہے۔ طبرستان کا دوسرا سفر ۹۰۲۔ ۹۰۳ء میں پیش آیا۔

الطبری عالمانہ مزاج اور کردار کے مالک تھے اپنی عمر کے ابتدائی ایام میں انہوں نے عرب اور اسلام کی دریافت کے سلسلے میں مواد جمع کرنے کی انتہائی کوشش کی اور عمر کا باقی حصہ تعلیم و تعلّم اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ اگرچہ ان کی مالی حیثیت معمولی تھی پھر بھی انہوں نے مالی مفاد کو ہمیشہ نظر انداز کیا اور جلیل القدر اور منفعت بخش مناصب قبول کرنے سے برابر انکار کرتے رہے۔ اس طرح انہیں ہمہ گیر اور سیر حاصل ادبی خدمت کرنے کا موقع ملا جس میں وہ ہمہ تن مشغول رہے۔ اپنے خاص مضامین مثلاً علم تاریخ، علم فقہ، علم قرأۃ اور علم تفسیر القرآن کے علاوہ انہوں نے علم عروض علم اللغۃ صرف و نحو علم الاخلاق، بلکہ ریاضیات اور علم طب کی طرف بھی گہری توجہ کی۔ مصر سے واپس آنے کے بعد دس سال تک وہ شافعی مذہب کے پیرو رہے۔ پھر اپنا الگ دبستان قائم کیا جس کے پیرو اپنے آپ کو ان کے والد کی نسبت سے جریریہ کہتے تھے۔ چونکہ اعتقادات میں شافعی مسلک سے اختلاف اتنا زیادہ نہ تھا کہ جتنا کہ عمل میں، اس لئے یہ تحریک نسبتاً جلد ختم ہوگئی۔ البتہ امام احمد بن حنبل کے مسلک سے ان کا اختلاف زیادہ بنیادی تھا۔ الطبری امام صاحب موصوف کو حدیث کا امام تو مانتے ہیں۔ لیکن فقہ کے متعلق وہ ان کے خیالات کے چنداں قائل نہ تھے۔ اس لئے وہ حنبلیوں کی ناراضی کا نشانہ بن گئے۔ کہتے ہیں کہ حنبلیوں کی ان سے ناراضی کی خاص وجہ قرآن مجید کی سترہویں سورت (بنی اسرائیل) کی آیت ۸۱ کی تفسیر سے متعلق تھی۔ یہ دشمنی اس قدر بڑھی کہ انہیں اپنی حفاظت کے لئے اور مشتعل ہجوم کے غصے سے بچنے کی خاطر اپنے مکان میں بند ہوکر رہنا پڑا۔ اور جب تک محکمہ پولیس نے ان کی جان کی حفاظت کے لئے سخت کارروائی نہ کی انہیں امن نصیب نہ ہوسکا۔ ان کے دشمنوں نے بے بنیاد طور پر ان کے خلاف ملحدانہ رجحانات کا الزام لگاکر بھی انہیں قانونی ذرائع سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

الطبری کی تصانیف مکمل طور پر ہم تک نہیں پہنچیں۔ مثلاً ان کی وہ تحریریں ہمیشہ کے لئے گم ہوچکی ہیں جن میں انھوں نے اپنے جدید دبستان کے اصول بیان کئے تھے۔ البتہ ان کی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن محفوظ رہ گئی ہے۔ اس تصنیف میں انہوں نے تفسیر سے متعلق وہ تمام قدیم مواد جمع کردیا ہے۔ جس سے بعد کے مصنفین استفادہ کرتے رہے اور مغربی علما کے لئے یہ تفسیر اب بھی تاریخی اور تنقیدی معلومات کا بے بہا خزانہ ہے۔ جو احادیث

الطبری نے خود جمع کی ہیں۔ ان کی تشریح زیادہ تر لسانیاتی
(لغات اور صرف و نحو) کے پہلو سے کی گئی ہے۔ انہوں نے شرائع
و عقائد پر بھی، جن کا استنباط قرآن کریم سے ہوتا ہے، بحث کی
ہے اور بعض جگہ تاریخی تنقید پر انحصار کیے بغیر اپنی آزادانہ رائے
کا اظہار بھی کر دیا ہے۔

الطبری کی ایک جلیل القدر تصنیف تاریخ عالم یعنی تاریخ
الرسل والملوک ہے جس کا لائڈن ایڈیشن اس ضخیم تصنیف کی
تلخیص ہے اور جو ملخص ہونے پر بھی ساڑھے بارہ جلدوں میں ختم
ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پوری کتاب اس ایڈیشن سے کوئی
دس گنا زیادہ ضخیم تھی۔ یہ تلخیص بھی مکمل نہیں ہے کیونکہ جگہ جگہ وہ
عبارتیں بھی لائی گئی ہیں جو الطبری کی تاریخ عالم سے استفادہ کرنے
والے متاخر مصنفین کے یہاں پائی جاتی ہیں۔ تمہید کے بعد کتاب
کا آغاز بطریقوں انبیاء اور قدیم ترین زمانے
کے حکمرانوں سے ہوتا ہے۔ پھر ساسانیوں کے عہد کی اور عہد نبویؐ
اور خلفائے راشدینؓ کی تاریخ آتی ہے۔ پھر تاریخ بنو امیہ اور آخر
میں تاریخ بنو عباس ہے۔ اسلامی زمانے کے شروع سے واقعات
کی ترتیب ہجری سال کے مطابق کی گئی ہے۔ کتاب ماہ جولائی ۹۱۵ء
تک کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے مورخین
نے اسے جاری رکھا اس قسم کے الحاقات میں چند ایک قابل ذکر
یہ ہیں۔ (۱) الطبری کے شاگرد ابو محمد الفرغانی کی گمشدہ کتاب الذیل
یا صلۃ التاریخ (۲) ابو الحسن محمد الہمدانی کی تصنیف جس میں ۱۰۹۴ء
تک کے واقعات درج تھے۔ اس کی صرف پہلی جلد محفوظ رہ سکی
ہے جو ۹۷۷ - ۹۷۸ء تک کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے
اس کے بعد مورخین مثلاً ابن مسکویہ اور ابن الاثیر نے الطبری
کی معلومات اور جمع کردہ مواد کو اپنی اپنی تاریخوں میں استعمال
کیا اور اس کے بعد کے زمانے کے حالات بھی لکھے۔ ابن الاثیر نے
الطبری کے تاریخ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور کتاب کے مختلف
بیانات میں ربط اور ہم آہنگی پیدا کرکے اور خلاؤں کو دوسرے
ماخذ سے پر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ الطبری کی تاریخ الرجال
میں اُن اکابر دین کے ضروری حالات درج ہیں جن کی سند پر انھوں
نے احادیث جمع کیں۔ شروع میں یہ تصنیف بھی الطبری کی بڑی
"تاریخ کے ساتھ بطور ذیل یا تتمہ شامل رہی۔

الطبری نے اپنی "تاریخ عالم" کے لئے ضروری مواد کتابوں
کے علاوہ زبانی روایات سے جمع کیا تھا جن کی فراہمی کے لئے
انہیں اپنی طویل سیر و سیاحت میں خاصا موقع ملا کیونکہ انھوں نے
یہ سفر زیادہ تر طلب علم کے لئے اختیار کئے تھے اور مشہور و معروف
علماء سے استفادے میں گزارے۔ اس کے علاوہ انھوں نے
ادبی ماخذ و مصادر کو بھی استعمال کیا۔ مثلاً ابو مخنف کی ایک تصنیف
عمر بن شبہ کی کتاب اخبار اہل البصرہ، نصر بن مزاحم کی تاریخ، ان کے
علاوہ محمد بن اسحاق کی سیرت اور اسی موضوع الواقدی، ابن سعد
اور ہشام الکلبی کی تصانیف، المدائنی، سیف بن عمر، ابن طیفور وغیرہ
ساسانیوں کی تاریخ کے لئے انہوں نے فارسی کی ایک تصنیف
تاریخ الملوک کا عربی ترجمہ استعمال کیا جس کے متعلق یہ گمان ہے کہ وہ
جزوی طور پر اس کتاب کے عربی ترجمے پر مبنی ہے جسے المقفع نے تیار
کیا تھا۔ الطبری نے اپنی فراہم کردہ معلومات کو تاریخی واقعات کے
مسلسل بیان کی شکل میں مرتب نہیں کیا۔ بلکہ یہ دیکھا کہ جو مختلف
بیانات بھی مل جائیں چاہے وہ باہم متناقض ہی کیوں نہ ہوں، انہیں
اسی شکل میں جس میں وہ ان تک پہنچے تھے لکھ دیا جائے۔ چنانچہ اسی
لئے وہ ان روایات کی صحت کی ذمے داری لینے سے منکر ہیں جو
انہوں نے جمع کر دی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس بے لوث اور
غیر مرتب مجموعہ روایات کی تکرار ہی میں موجودہ زمانے کی تاریخی
تحقیق و جستجو کے سلسلے میں اس تصنیف کی اصل قدر و قیمت مضمر ہے۔

ایس ایس سی کا

اردو کا نمونے کا پرچہ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام اردو زبان دانی کا پہلا دو روزہ سیمینار ورکشاپ جوہر پور (ضلع رائے گڑھ) میں ۲۸ - ۲۹ ستمبر کو منعقد ہوا تھا۔ اس میں اردو ہائی اسکولوں کے اساتذہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس ورکشاپ کے آخری سیشن میں مندوبین اساتذہ کو پانچ گروپ میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر گروپ نے ایس ایس سی کے اردو کے امتحانی پرچے کے دو دو امکانی سوالات اور اس کے ماڈل جوابات تیار کئے۔ اردو اساتذہ اور ایس ایس سی کے طلبا کے لئے ہم یہ ماڈل پرچہ اور اس کے جوابات تین قسطوں میں شائع کر رہے ہیں پہلی قسط پچھلے شمارہ نومبر ۱۹۹۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ امید ہے سبھی اردو ہائی اسکولوں میں اساتذہ کرام کی اس محنت سے استفادہ کیا جائے گا ——— م۔ا۔

سوال نمبر ۶ اور ۷

یہ سوال و جواب ان اساتذہ نے تیار کئے ہیں۔

۱- اے اے شیخ (الفہ آئی بی اردو ہائی اسکول مہیلہ)

۲- رضا پیرزادہ (اے کے آئی ہائی اسکول، گورے گاؤں)

۳- سید ابو لیث قادری (ماڈرن اردو ہائی اسکول گونڈپورہ)

۴- جاوید اختر (داگھیورے اردو ہائی اسکول داگھیورے)

۵- عبداللطیف جوگلے (رائزنگ ہائی اسکول، جاگہ)

سوال نمبر ۶ (الف) مفرد، مرکب اور مخلوط جملوں کی نشاندہی کیجیے (کوئی تین)

۱- میں ابھی زندہ ہوں۔

۲- جو حکم آپ پر اتارا گیا آپ نے خود اس کو کر کے بتایا۔

۳- کل یہ درخت کاٹ دیا جائے گا اور تم اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر لوگے۔

۴- آپ جو کچھ کر رہے ہیں شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

۵- سائنس نے بہت سی چیزیں ایجاد کی ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مطلب واضح ہو جائے۔

۱- ناس مارنا۔ ۲- تصدق ہونا۔ ۳- کوسوں دور رہنا۔ ۴- ٹھوکر کھانا۔ ۵- شب خون مارنا۔

(ج) مندرجہ ذیل اشعار کی تقطیع کیجیے اور بحر کا نام لکھیے (کوئی ایک)

۱- مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح
کہ کب تک میرے منہ کو دھوتا رہے گا

یا

(۲) وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

(د) مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے (کوئی چار)

استدعا۔ حسن ظن۔ شاق۔ عسرت۔ شوخ چشمی

تشنج

(ہ) صنعت مبالغہ کی تعریف لکھیے اور ایک مثال دیجیے۔

(و) غلط جملوں کو درست کیجیے۔

۱- اس کی زندگی کا فائل کبھی مکمل ہو چکی تھی

۲- احمد نے روٹی کھایا۔

۳- لوگ کہتے ہے شراب کا نشہ برا ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۷ :-

ذیل کی نظم پڑھ کر اس کے نیچے دیئے ہوئے سوالوں کے جوابات لکھئے۔

گر رہا چاہتے ہو عزت سے
بھائیوں کو نکالو ذلت سے

ان کی عزت تمہاری عزت ہے
ان کی ذلت تمہاری ذلت ہے

قوم دنیا میں جس کی ہے ممتاز
ہے فقیری میں بھی وہ با اعزاز

عزت قوم چاہتے ہو اگر
جا کے پھیلاؤ ان میں علم و ہنر

ذات کا فخر اور نسب کا غرور
اٹھ گئے اب جہاں سے یہ دستور

اب نہ سید کا افتخار صحیح
نہ برہمن کو شدر پر ترجیح

قوم کی عزت اب ہنر سے ہے
علم سے یا کہ سیم و زر سے ہے

کوئی دن میں وہ دور آئے گا
بے ہنر بھیک تک نہ پائے گا

نہ رہیں گے سدا یہی دن رات
یاد رکھنا ہماری آج کی بات

سوالات :

۱۔ ہم عزت کی زندگی کب گذار سکتے ہیں ؟ ـــــ ۲
۲۔ کوئی قوم باعزت کب ہو سکتی ہے ؟ ـــــ ۱
۳۔ دنیا میں کیسا دور آنے والا ہے ؟ ـــ ۱
۴۔ جہاں سے کون سے دستور اٹھ گئے ؟ ـــ ۲
۵۔ اس نظم کے لئے مناسب عنوان تجویز کیجئے ـ ۱

جوابات

سوال نمبر ۶ (الف)

۱ - مفرد
۲ - مخلوط
۳ - مرکب
۴ - مخلوط
۵ مفرد

ب :-

i- ناس مارنا
جواب : غیر سنجیدہ آدمی ہر کام کا ناس مارتا ہے۔

ii :- تصدق ہونا۔
جواب : حیات طیبہ پر تصدق ہونا جزو ایمان ہے۔

iii :- کوسوں دور رہنا
جواب :- شریف آدمی بری باتوں سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

iv : ٹھوکر کھانا
جواب : عقلمند وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر سنبھل جائے۔

v- شب خون مارنا۔
جواب :- تعداد اور اسلحے کی کمی ہو تو فوجیں شب خون مارتی ہیں۔

سوال نمبر ۶ (ج)

۱- مجھے کا/م رونے/سے اکثر/ ہے ناصح
تو کب تک/ میرے منھ/ کو دھوتا/ رہے گا

	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
پہلا مصرعہ	مجھے کا	م رونے	سے اکثر	ہے ناصح
دوسرا مصرعہ	تو کب تک	مرے منھ	کو دھوتا	رہے گا

بحر متقارب مثمن سالم

۲۔ وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

رکن	مفاعی لن	مفاعی لن	مفاعی لن	مفاعی لن
پہلا مصرعہ	وہ یوں دل سے	گزرتے ہے	کہ آہٹ تک	ن ہی ہوتی
دوسرا مصرعہ	وہ یو آ وا	زدے تے ہے	کہ پہ چانی	ن ہی جاتی

بحر ہزج مثمن سالم

سوال نمبر ۶ (د)

۱۔ استدعا = اطلاع
۲۔ حسن ظن = خوش گمانی
۳۔ شاق = گراں، مشکل
۴۔ عسرت = تنگدستی
۵۔ شورہ بختی = بدنصیبی
۶۔ تشنج = اینٹھن

(و) صنعت مبالغہ

شاعر کسی شعر میں بات کو اتنا زیادہ چڑھا کر پیش کرتا ہے کہ اسے صنعت مبالغہ کہتے ہیں

مثال:۔ میں دو روز رونے والا چلا ہوں جہاں سے جیسے
ابر ہر سال روتا رہے گا۔

(۵) ۱:۔ اس کی زندگی کی فائل کبھی مکمل ہو چکی تھی
۲۔ احمد نے روٹی کھائی۔
۳۔ لوگ کہتے ہیں شراب کا نشہ برا ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۷

۱:۔ اپنے بھائیوں کو ذلت سے بچا کر ہم عزت کی زندگی گزار سکتے ہیں۔
۲:۔ علم و ہنر سے قوم کی عزت بڑھ سکتی ہے۔
۳۔ دنیا میں ایسا وقت آنے والا ہے کہ بے ہنر کو بھیک بھی نہیں ملے گی۔

۴: جہاں سے ذات پات اور خاندانی نام و نمود کا غرور اٹھ چکا ہے۔
۵:۔ اس نظم کا عنوان، "قوم کی عزت کا راز" ہے

سوال نمبر ۸ اور ۹

یہ سوالات اور ان کے جواب ان اساتذہ نے تیار کئے ہیں

۱:۔ نثار احمد آر شیخ (این ای ایس اردو ہائی اسکول ناگوٹھنہ)
۲:۔ محمد امام صاحب (ماڈرن اردو ہائی اسکول، کونڈپورہ)
۳:۔ انور حسین انصاری (سوشل سوسائٹیز ہائی اسکول، سائی)
۴:۔ اسماعیل شیخ ناگ (ای ایس انگلش اسکول، توڑیل)
۵:۔ عطاء اللہ خان (رفیع الدین فقیہ ہائی اسکول بھیونڈی)
۶:۔ انتخاب احمد کھوت (کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی ہائی اسکول پڑگھا)
۷:۔ ابوالحسن عثمان (ڈی کے آئی اردو ہائی اسکول، جانڈرہ)

سوال نمبر ۸:۔

اپنے دوست / سہیلی کو ایک خط لکھ کر تعطیلات میں اپنے گھر ہونے والی شادی کی تقریب میں شرکت کی دعوت دیجئے۔

جواب:۔

آفاق منزل
۱۱۶ قاضی پورہ
بھیونڈی
بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء

عزیزم دوست افضل حسین
آداب و تسلیمات

میں بخیر و عافیت سے ہوں اور تمہاری خیریت کا نیک خواہاں ہوں۔

بذریعہ مکتوب ہذا آپ کی توجہ میں ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتے ہیں تاکہ کل آپ کو عذر نہ رہے۔ والدین نے بڑے بھائی فرحت حسین کی شادی کی تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۹۱ء طے کر لی ہے

انتظامات اور تیاریاں ہونی شروع ہوگئی ہیں، عزیز و اقارب احباب ورفقا کو اطلاعیں دی جارہی ہیں۔ اور ان کی شادی میں شرکت کے لئے مدعو کیا جارہا ہے۔

رات والد محترم اور والدہ ماجدہ نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو خط لکھ کر تاریخ کے تعلق سے آگاہ کردوں تاکہ کل آپ اپنی مصروفیت کا عذر نہ پیش کر سکیں۔ تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہے، آپ اپنی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے شادی میں شرکت کے لئے اپنا وقت ابھی سے فارغ کرلیں۔ یاد رہے! افضل اب اتنی پیشگی اطلاع کے بعد تمہارا کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا۔

والدین کا کہنا ہے کہ افضل کو لکھو کہ بہرحال اسے اس شادی میں شرکت کرنی ہے۔

امید ہے کہ آپ ہم بھائیوں اور بہنوں کی درخواست کو قابل اعتنا سمجھیں گے، نیز والدین کے حکم کو بجالاکر اپنی رفاقت وسعادت کا ثبوت فراہم کریں گے۔

شادی کی ہماہمی کے بعد ہم سب بھائی بہن آپ کی معیت میں اورنگ آباد کے تاریخی مقامات کی سیاحت کو چلیں گے۔

مجھے امید ہے کہ آپ ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری خوشی کو اپنی شرکت سے دوبالا کریں گے اور ہمیں ممنون کرم فرمائیں گے۔

فقط والسلام

آپ کا دیرینہ رفیق

الف ۔ ب ۔ ج

سوال : ۹

مندرجہ ذیل عبارت کا ایک تہائی میں خلاصہ لکھیں

جس طرح ہندوؤں کی شریف قومیں اس ملک میں آئیں اسی طرح ہم بھی اس ملک میں آئے۔ ہندو اپنا ملک بھول گئے اپنے دیس سے پردیس ہونے کا زمانہ ان کو یاد نہیں رہا۔ اور ہندوستان ہی کو انہوں نے اپنا وطن سمجھا اور یہ جانا کہ ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیان ہمارا ہی وطن ہے۔ ہمارا ہی وطن ہم کو بھی اپنا ملک چھوڑے سیکڑوں برس ہوگئے۔ نہ وہاں کی آب و ہوا یاد ہے نہ اس ملک کی فضا کی خوبصورتی، نہ وہاں کے پھلوں کی تر و تازگی اور نہ میووں کی لذت اور نہ اپنے مقدس ریتیلے اور کنکریلے ملک کی برکت، ہم نے بھی ہندوستان کو اپنا وطن سمجھا اور اپنے سے پیشتر قوموں کی طرح ہم بھی اس ملک میں رہ پڑے، بس اب ہندوستان ہم دونوں کا وطن ہے ہندوستان ہی کی ہوا سے ہم دونوں جیتے ہیں مقدس گنگا جمنا کا پانی ہم دونوں پیتے ہیں ہندوستان ہی کی زمین ہی کی پیداوار دونوں کھاتے ہیں، مرنے میں جینے میں دونوں کا ساتھ ہے، ہندوستان میں رہتے رہتے دونوں کا خون مل گیا ہے دونوں کی رنگتیں ایک سی ہوگئیں۔ دونوں کی صورتیں بدل کر ایک کے مشابہ ہوگئیں، مسلمانوں نے ہندوؤں کی سیکڑوں رسمیں اختیار کرلیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کی سیکڑوں عادتیں لے لی، یہاں تک کہ ہم دونوں آپس میں ملے کہ ہم دونوں نے مل کر نئی زبان اردو پیدا کرلی۔ نہ جو ہماری زبان تھی نہ ان کی۔

جواب :-

ہندو اور مسلمان دونوں قومیں ہندوستان میں آکر مستقل طور پر بس گئیں۔ صدیوں تک یہاں رہتے رہتے وہ اپنے اصلی وطن اور وہاں کے ماحول اور تہذیب کو بھول گئے۔ دونوں قوموں کے باہمی اشتراک سے ایک نئی تہذیب اور ایک نئے ماحول کا آغاز ہوا۔ دونوں قوموں کی رسموں اور عادتوں میں باہمی تبادلہ ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک نئی زبان اردو وجود میں آئی جو نہ مسلمانوں کی زبان تھی نہ ہندوؤں کی۔

یا

سوال نمبر ۹ :-

مندرجہ ذیل ضرب المثل یا کہاوتوں میں سے کسی ایک خیال کی وضاحت کیجئے :-

۱ :- گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

۲ :- گھر کی مرغی دال برابر۔

۳ :- جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلائیں۔

جواب :-

جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلائیں۔

انسان کی زندگی میں ہونے والے واقعات اور حادثات سبق آموز ہوتے ہیں۔ اور نصیحت کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ درج ذیل واقع سے اس خیال کی وضاحت ہوجاتی ہے۔

ایک گاؤں میں ایک ساہوکار رہتا تھا۔ اس کی آمدنی محدود تھی، مگر وہ اپنی جھوٹی شان دکھاتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنی دو لڑکیوں کی شادی بڑی دھوم دھام سے کر دیا جس میں اس نے پچاس ہزار روپئے صرف کر دیئے۔ پورے گاؤں میں اس کی بہت تعریف کی گئی۔

شادی کے چند دنوں بعد ساہوکار کو قرض دار مہاجن لوگوں نے پریشان کیا۔ اور آخر میں اس کی تمام جائداد نیلام کروادی، کیونکہ ساہوکار ۵۰ ہزار روپے کا مقروض تھا اس طرح سے گاؤں میں اس کی بدنامی ہوئی کیونکہ اس نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر شادی میں فضول خرچی کیا تھا۔

اس لئے ایسے ہی موقع پر کہا گیا ہے کہ
جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلائیں۔



پرخلوص اپیل

چپلون اور مضافات کے طلبا و طالبات کے لئے اردو ذریعہ تعلیم کا ثانوی مدرسہ قائم کیا جائے اس مقصد کے پیش نظر مقامی لوگوں کے ساتھ ساتھ اطراف و اکناف کے علم دوست حضرات نے مل کر ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء کو چپلون ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس کا رجسٹرڈ نمبر R E 128 ہے۔ اس سوسائٹی نے جون ۱۹۷۰ء میں مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون نامی اردو ذریعہ تعلیم کا ثانوی مدرسہ جاری کر کے اپنے خوابوں کو عملی جامہ پہنایا۔ ہر سال ایس ایس سی کے بہترین نتائج اور دیگر سماجی و ثقافتی سرگرمیوں کے باعث اس نے اپنا ایک منفرد مقام پیدا کیا ہے، آج یہ ادارہ قوم کے سیکڑوں نونہالوں کے دلوں کو علم کے نور سے منور کرنے میں شب و روز منہمک ہے۔ اس شاندار کامیابی کے بعد اب لوگوں کے اصرار پر ہم نے نرسری اور پرائمری اسکول شروع کیا ہے جس میں فی الحال جونیئر کے جی سے لے کر جماعت سوئم تک طلبا و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آئندہ سال جماعت چہارم کا اجرا ہونے کے بعد جونیئر کے جی سے لے کر جماعت دہم تک کی تعلیم کا انتظام ایک چھت تلے کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ فی الحال ہمارے سامنے عمارت کا مسئلہ اہم ہے جس کا ابتدائی منزلہ تو پورا ہو چکا ہے۔ لیکن بالائی دو منزلوں کی تعمیر کا کام جوں کا توں باقی ہے، سوسائٹی کا اکاؤنٹ۔ دی کوکن مرکنٹائل کوآپریٹو بینک لمیٹیڈ چپلون برانچ میں ہے جس کا اکاؤنٹ نمبر 955 ہے۔

لہٰذا ہم مخیر حضرات سے پرخلوص اپیل کرتے ہیں کہ سوسائٹی کی زیادہ سے زیادہ مالی اعانت کر کے ثواب دارین حاصل کریں نیز ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ فقط والسلام

آپ کے مخلص:-

صدر:- کے شرف الدین حبیبی — چیرمین:- حاجی شہاب الدین دانگڑے — جنرل سکریٹری:- عبدالغنی شرف الدین کھروص

چپلون ایجوکیشن سوسائٹی چپلون۔ ضلع۔ رتناگری

مولوی احمد جنگؒ اور فقہ شافعی المبسوط

مولوی عالم، مفتی، فاضل، احمد اللہ احمد جنگ بہادر ریٹائرڈ سویلین، فقہ شافعی کے واحد اردو داں جید عالم بھارت میں ہو گذرے ہیں۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ مولوی صاحب سوماجی گوڑہ حیدر آباد (آندھرا پردیش) کے ایک معزز گھرانے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے دار العلوم قدیم سے فقہ کی تحصیل کی، تفسیر، علم حدیث اور سیرت کا گہرا مطالعہ کیا۔ علی گڈھ کالج سے گریجویشن کیا۔ سول سروس میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے کے بعد بھارت سرکار کے وزارت مالیات و عدلیہ میں قابل ستائش خدمات انجام دیں۔ بحیثیت چیف سکریٹری ریٹائرڈ ہوئے۔

ذوق علمی آپ کا فطری مشغلہ رہا۔ باوجود کثرت مشاغل و مصروفیات علم فقہ کی خدمت کو بالالتزام سرانجام دیتے رہے، صاحب ممدوح فقہ شافعی کی تین بہترین ۱۔ المختصر ۲۔ المتوسط ۳۔ المبسوط مدون کر کے شائع کر چکے ہیں۔ المبسوط کا بغور مطالعہ مصنف کے تبحر علمی، غایر نظری اور فقہ شافعی کی کتب کا وسیع مطالعہ بخوبی ثابت کرتا ہے۔ یہ کتاب معتبر شافعی کتب سے ماخوذ اور انہی کا لب لباب ہے۔ المبسوط فقہ شافعی کی مستند و معتبر کتاب ہے۔ اس میں دیگر ائمہ کے اختلافی مسائل بھی واضح کئے گئے ہیں۔ اس لئے دیگر ائمہ کے مقلدین بھی استفادہ کر سکتے ہیں

فقہ و قانون کی کتابیں اپنی خشک بیانی کے لئے بدنام ہیں جبکہ المبسوط اس کلیہ میں ایک خوشگوار و خوش آیند استثناء ہے۔ شافعی حضرات کے لئے تو درحقیقت ایک نعمت اور نادر تحفہ ہے، مولوی صاحب نے المبسوط میں مسائل کی تعبیر ابواب کی ترتیب میں جس حسن سلیقہ سے کام لیا ہے پڑھنے والے ہی اس کی داد دے سکتے ہیں۔ حج کے باب میں مقامات خاص کی جغرافیائی تفصیل اور نقشے اس کتاب کی ایسی خصوصیت و خوبی ہے جو فقہ کی دیگر کتابوں میں مفقود ہے۔ بعض ایسا علمی مواد ہے جو بیجاسوں کتابوں کی ورق گردانی کے باوجود نہ پا سکے۔ جدید طریقہ تصنیف میں انڈکس جیسی مفید چیز کا اضافہ علماء کے لئے عملی درس ہے۔

المختصر المتوسط اور المبسوط کے علاوہ آپ نے فائدہ بر جامع العقائد، تصوف بر الاحسان، حج پر ایک علیحدہ رسالہ بعنوان "الحج" بھی تالیف فرمایا۔ موصوف ممدوح نے واقعی اردو داں شافعی حضرات پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ آپ نے ۱۹۸۳ء میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔

از:- متین ڈرلارے (ایم۔ اے۔ بی ایڈ۔ کلیان)

غزلیں

نذیر فتحپوری

فصل گیتوں کی غزل کی کھیتیاں کس کے لئے
ہم نہ ہوں تو لہلہاتی بالیاں کس کے لئے

ہم سے بنجارے چلے جائیں جو سب کچھ چھوڑ کر
پھر تمہارے گاؤں کی رنگینیاں کس کے لئے

ہوں زمیں پر رینگنے والے ہی جب تم کو عزیز
پھر تمہاری آسماں پیمائیاں کس کے لئے

کون ذروں میں چھپا ہے اس کی ہے کس کو خبر
لائی ہیں تپلے اڑا کر آندھیاں کس کے لئے

تم نظارہ کرنے والوں میں اگر شامل نہیں
پھر بتاؤ یہ مزی غرقابیاں کس کے لئے

پانیوں کی تہہ میں کرتی ہیں کسے جا کر تلاش
ڈوبتی رہتی ہیں آخر کشتیاں کس کے لئے

سرخ رو ہی جب نہیں تخلیق کو حاصل نذیرؔ
ہم لہو کرتے ہیں اپنی انگلیاں کس کے لئے

عبدالرحیم نشترؔ

صبح ہوگی تو وہی روز کا منظر ہوگا
دھوپ پیروں میں تو خورشید سر دار پہ ہوگا

پھر اسی چار دیواری کے تقاضے ہوں گے
پھر وہی راہ وہی روز کا چکر ہوگا

پھر وہی زلف گرہ گیر ہمیں روکے گی
پھر وہی چہرۂ مانوس منور ہوگا

پھر وہی شیریں سخن گوش سماعت کے لئے
دل عشاق کو لگتا ہے کہ بہتر ہوگا

زندگی فلم کے منظر سی بدل جاتی ہے
جو ابھی اوجِ فلک پر ہے زمیں پر ہوگا

پھول کے ہاروں سے گردن نہ تنائے رکھئے
برزہ برزہ سرِ مغرور بکھر کر ہوگا

چاہنے والے اسے کیسے بھلا پائیں گے
وہ کبھی خواب تھا اب خواب کا پیکر ہوگا

مقام خیرالوریٰ

عاقل باغی

ہے کون بعد از خدا معظم مقام خیرالوریٰ کو سمجھو
خوائے بلغ العلیٰ کو سمجھو صفات نور الہدیٰ کو سمجھو

بلا طلب فیض یاب خلق خدا ہوئی ہے نبی کے در سے
اگر دعا بے اثر ہو ثابت تو پہلے نقصِ دعا کو سمجھو

خدا کا منشا نبی کا منشا خوشی خدا کی خوشی نبی کی
رضائے حق کو اگر ہے خواہش تو مرضی مصطفیٰ کو سمجھو

نہ دین کا کچھ خیال ہم کو نہ پاس فرمانِ مصطفیٰ کا
طفیل میں کس کے پھر بھی ہم پر کرم ہے فضلِ خدا کو سمجھو

خیالِ خوف و سزا کو دل سے نکال دو اور درود بھیجو
جھکے روئے زمیں پہ نظریں اس آیت حق نما کو سمجھو

حبیب خالق نبی برحق شفیع محشر قسیم کوثر
وہ اتنے اعلیٰ صفات کیوں ہیں مشیتِ کبریا کو سمجھو

تم اپنی قسمت پہ ناز عاقلؔ کرو کہ تم جس کے امتی ہو
تمہیں میسر ہے اس کا دامن خدا کے حسن عطا کو سمجھو

موجودہ مسلمان

امریکہ میں یہودی ظاہری سطح پر نہایت کامیاب ہیں۔ مگر اندرونی سطح پر وہاں کے باشندوں میں ان کے خلاف بیزاری پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں کا اندازہ ہے کہ آیندہ امریکہ میں یہودیوں کے ساتھ وہی مخالفانہ صورت حال پیش آسکتی ہے جو دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی میں ان کے ساتھ پیش آئی تھی۔

ایک یہودی سے کہا گیا کہ کیا آپ لوگ اس کو پسند کریں گے کہ آپ کی آبادی کے تناسب سے امریکہ میں آپ کو ایک الگ خطہ دے دیا جائے جہاں آپ "یہودی لینڈ" بنا سکیں اس نے فوراً جواب دیا: ہرگز نہیں۔ اس طرح تو ہم ایک خول میں بند ہو جائیں گے۔ ہمارا کام تجارت کرنا ہے۔ آج ہم پورے امریکہ میں آزادانہ تجارت کر رہے ہیں۔ ہم کیسے پسند کر سکتے ہیں کہ ایک وسیع براعظم کو چھوڑ کر صرف ایک چھوٹی سی شہری ریاست میں سمٹ جائیں۔ تاجر کا کوئی ملک نہیں ہوتا:

یہ یہودیوں کی سوچ ہے۔ اس کے مقابلہ میں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو دیکھئے۔ ساری دنیا میں جہاں کہیں بھی ان کی کچھ تعداد ہے، ہر جگہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے لئے ایک الگ جزیرہ بنا سکیں ہر جگہ وہ "آزادی" کی تحریک چلا رہے ہیں تاکہ وہ اپنے لئے ایک ہوم لینڈ حاصل کر لیں۔ یہودی توسیع کو اپنا نشانہ بناتے ہوتے ہیں اور مسلمان محدودیت کو۔

علامہ اقبال (۱۸۷۷-۱۹۳۸) نے اپنے اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی۔ انہوں نے پُر فخر طور پر یہ شعر کہا:

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اقبال کے اس شعر پر (اور اسی طرح کے دوسرے اشعار پر) ان کے لئے ہر طرف واہ وا، کیا خوب کی صدائیں گونج اٹھیں۔ اکبر الٰہ آبادی (۱۸۴۶-۱۹۲۱) نے ان کو داد دیتے ہوئے کہا،

رقبہ کو کم سمجھ کر اقبال بول اٹھے
ہندوستان کیا سارا جہاں ہمارا

تاہم یہ سب لفظی خیال آرائی کی باتیں تھیں۔ حقیقی عملی سطح پر معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ ۱۹۳۰ میں الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا۔ اقبال کو اس کا صدر بنایا گیا۔ اقبال لاہور سے آکر اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ انھوں نے اس موقع پر ایک انگریزی خطبہ صدارت پڑھا۔ اس خطبہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کے مسئلے کا حل یہ پیش کیا گیا تھا کہ ملک کے مغربی حصہ میں زمین کے ایک ٹکڑے کو الگ کر کے وہاں علٰحدہ مسلم اسٹیٹ بنا دیا جائے۔ یہی تخیل ہے جس نے ۱۹۴۷ میں پاکستان کی صورت اختیار کی۔

شاعرانہ لفظوں میں اقبال ساری دنیا کو اپنا وطن بتا رہے تھے اور عمل کی سطح پر اس پر راضی ہو گئے کہ انہیں ایک ملک کے کنارے ایک چھوٹا سا رقبہ بانٹ کر دید یا جائے

"تقسیم" یا سمٹاؤ کا یہ ذہن موجودہ زمانہ میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر چھایا ہوا ہے۔ جہاں بھی مسلمانوں کی کچھ تعداد ہے وہاں وہ اس بات کا جھنڈا اٹھاتے ہوتے ہیں کہ بقیہ ملک سے کاٹ کر انہیں ایک "آزاد مسلم لینڈ" دید یا جائے ــــ برما، فلپائن، آرٹیریا، لبنان، لنکا، بلغاریہ، کشمیر، آذربیجان وغیرہ۔

یہودی اور مسلمانوں میں یہ فرق کیوں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودیوں کے سامنے ایک مقصد ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے سامنے کوئی مقصد نہیں۔ یہودیوں نے تجالت کو اپنا مقصد بنا رکھا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جتنا بڑا ملک ہوگا اتنی ہی زیادہ بڑی تجارت کے مواقع انہیں حاصل رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ سمٹاؤ کے بجائے پھیلاؤ کے ذہن سے سوچتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ان کے سامنے کوئی بڑا مقصد نہیں۔ یہودیوں کی طرح تجارت کو وہ اپنا قومی مقصد نہ بنا سکے۔ اور خدا و رسول نے ان کو جس مقصد

کی طرف رہنمائی کی تھی۔ اس کو بھی انھوں نے کھو دیا۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کا مقصد صرف ایک تھا، اور وہ دعوت الی اللہ ہے۔ مگر دعوت الی اللہ کا مسلمانوں میں کوئی وجود نہیں۔ نہ صرف ان کی غفلت یہاں تک پہونچی ہے کہ وہ دوسرے دوسرے کام کرتے ہیں اور بالکل غلط طور پر اس کو "دعوت" کا نام دیتے ہیں۔ گویا دعوتی کام کرنا تو درکنار، وہ شعوری طور پر جانتے بھی نہیں کہ وہ کیا چیز ہے جس کو دعوت کہا جاتا ہے۔

دعوت ایک عظیم ترین عالمی مقصد ہے۔ اگر مسلمانوں میں دعوت کا ذہن بیدار ہوتا تو وہ ہمیشہ پھیلاؤ کی بات سوچتے وہ چاہتے کہ زمین کی تمام حد بندیاں ٹوٹ جائیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دعوت الی اللہ کا کام کر سکیں۔ مگر جب انھوں نے دعوت کو بھلا دیا تو وہ ہر جگہ پناہ گاہیں تلاش کرنے لگے جہاں سمٹ کر وہ اپنے آپ کو بچا سکیں

بے مقصد انسان تقسیم چاہتا ہے، با مقصد انسان انضمام کا طالب ہوتا ہے۔ بے مقصد انسان تحفظ کی طرف دوڑتا ہے با مقصد انسان توسیع اور اقدام کو اپنا نشانہ بناتا ہے۔ بے مقصد انسان سمٹاؤ میں پناہ لیتا ہے، با مقصد انسان پھیلاؤ میں اپنے حوصلوں کی تکمیل ڈھونڈتا ہے۔

آہ وہ مسلمان جنھوں نے خدا و رسول کو کھو کر اپنی دنیا بھی کھو دی اور اپنا دین بھی۔

موجودہ زمانہ کے مسلمان آج ہر جگہ مقامی اقتدار کے طالب ہیں۔ عالمی اشاعت اسلام کا ان کے اندر حوصلہ نہیں۔ وہ مادی مواقع کے طالب ہیں، دعوتی مواقع کے لئے ان کے اندر کوئی تڑپ نہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس نے ان کی تمام سرگرمیوں کو بے فائدہ بنا دیا ہے۔

قومی اقتدار اور مادی مفاد کی جدوجہد مسلمانوں کو دوسری قوموں کا حریف بنا دیتی ہے۔ اس کے برعکس مواقع دعوت کی طلب مسلمانوں کے اندر دوسری قوموں کے لئے خیر خواہی کا مزاج پیدا کرتی ہے۔ قومی انداز فکر محدودیت کی طرف لے جاتا ہے اور دعوتی انداز فکر آدمی کی نظر کو لامحدود بناتا ہے۔

انہیں دو باتوں میں مسلمانوں کے حال اور مستقبل کی پوری کہانی چھپی ہوئی ہے۔

صفحہ ۲۸ سے آگے

شارجہ کرکٹ

... سری کانت نے سنبل لی ٹورنامنٹ میں پاکستان سے ... ٹیم ... نے سنچری کی بدولت ۲۰۰ سے زائد رن بنائے تو ٹیم ... نے ویسٹ انڈیز کے خلاف ہیٹ ٹرک بنائی۔

اپریل ۱۹۹۰ء کو شارجہ میں دوسرا آسٹریلشا کپ منعقد کیا گیا اس ٹورنامنٹ میں ہندوستان پاکستان آسٹریلیا نیوزی لینڈ کے علاوہ بنگلہ دیش کو بھی بلایا گیا ٹیموں کو دو گروپ میں بانٹا گیا پاکستان کی کپتانی عمران کے پاس تھی تو ہندوستان کی قیادت کے لئے اس بار محمد اظہر الدین کا انتخاب کیا گیا۔ ہندوستان پاکستان ایک گروپ میں ہونے کی وجہ سے ہندوستان نے دو میچ گنوا دئے فائنل مقابلہ آسٹریلیا اور پاکستان کے درمیان رہا جس میں پاکستان نے آسٹریلیا کو ہرا کر دوسرا بھی آسٹریلشا کپ جیت کر روایت برقرار رکھی ٹورنامنٹ میں ہندوستان کے کپتان محمد اظہر الدین پاکستان کے وسیم اکرم وقار یونس نے نمایاں کارکردگی انجام دی

اکتوبر ۱۹۹۰ء میں شارجہ کپ کے لئے پاکستان اور سری لنکا کے درمیان دو مقابلے ہوئے۔ ہندوستان نے عراق کویت جنگ کو مد نظر رکھتے ہوئے ٹورنامنٹ میں شرکت نہیں کی پاکستان اور سری لنکا کے درمیان دو مقابلے ہوئے پاکستان [illegible] اور سری لنکا نے ایک ایک میں جیت حاصل کی لیکن بہترین رن اوسط کی بنا پر پاکستان [illegible] ٹرافی پر قبضہ ...

گذشتہ سے پیوستہ

کمپیوٹر کیا ہے

اس کے کام کرنے کا اصول ایک ہی ہوتا ہے یہ مرکزی حصہ الگ الگ، لیکن ایک دوسرے سے مربوط تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اس کا ایک جزو جو حسابی عمل انجام دیتا اور مختلف فارمولوں کے نتائج کو ملا کر نئی معلومات فراہم کرتا ہے ارتھمیٹک اینڈ لوجک یونٹ ( ) کہلاتا ہے۔ جدید ترین کمپیوٹروں کا یہ حصہ اس قدر تیزی سے کام کرتا ہے کہ یہ ایک سادہ جمع کے سوال کا جواب دینے کے لئے جو وقت لیتا ہے اسے نینو سیکنڈ میں ظاہر کیا جاتا ہے نینو سیکنڈ ایک سیکنڈ کا دس کروڑواں حصہ ہوتا ہے مرکزی پروسسنگ یونٹ کا دوسرا حصہ رجسٹرز کہلاتا ہے۔ یہ حصہ حسابی عمل کے دوران بعض معلومات کو عارضی طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ حساب کے علاوہ بعض دوسرے کاموں کے لئے بھی اس عارضی، لیکن بہت تیزی سے کام کرنے والے حصے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسے کمپیوٹر کی عارضی یادداشت کہا جاسکتا ہے۔

مرکزی حصے کا تیسرا جزو کنٹرول یونٹ کہلاتا ہے، یہ حصہ ہدایات اور معلومات کو جو کسی عمل کے دوران کمپیوٹر کو دی جاتی ہیں ترتیب دیتا ہے اور کمپیوٹر کو یہ بتاتا ہے کہ کس ہدایت پر اسے کس وقت کام کرنا۔ اسے آگے بڑھانا یا کسی جاری کام کو روک دینا ہے یہ حصہ کمپیوٹر کی عارضی یادداشت کو یہ ہدایت بھی دیتا ہے کہ وہ اسے ایل یو کو کوئی خاص معلومات فراہم کرے یا انہیں واپس لے لے۔ کنٹرول یونٹ، کمپیوٹر کو باہر سے معلومات حاصل کرنے یا اپنے اندر موجود معلومات کو اسکرین تک لے جانے کی ہدایت بھی دیتا ہے یعنی اس کا تعلق کمپیوٹر کی مرکزی یادداشت یا میموری سے بھی ہوتا ہے۔

کمپیوٹر کو یہ سارے کام بالکل درست ترتیب کے ساتھ متعین مرحلوں میں اور مقررہ وقت پر انجام دینے ہوتے ہیں ان مرحلوں کی ترتیب اور اسی طرح کسی کام یا اس کے کسی خاص حصے کو انجام دینے کے وقت میں ذرا سا فرق بھی سارے عمل کو غلط کر سکتا ہے۔ اس لئے کمپیوٹر کے کنٹرول یونٹ کے ساتھ وقت کا بالکل صحیح تعین کرنے والی گھڑی بھی ہوتی ہے۔ یہ گھڑی جیسا کہ آپ ابھی پڑھ چکے ہیں ایک سیکنڈ کے دس کروڑویں حصے یعنی "نینو سیکنڈ" تک کا حساب بالکل درست رکھتی ہے۔

کمپیوٹر کی یادداشت یا میموری

کمپیوٹر کے اس حصے کا کام یہ ہے کہ وہ دی ہوئی ہدایات معلومات اور ان کو حاصل ہونے والے نتائج کو محفوظ رکھے آپ کو معلوم ہے کہ کمپیوٹر بے شمار کام انجام دے سکتا ہے۔ لیکن وہ خود سے کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ اسے تفصیلی ہدایات کا ایک سلسلہ جسے پروگرام کہتے ہیں مہیا کرنا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کمپیوٹر کی کارکردگی اور اس کا کام محض اس پروگرام کی حد تک ہوتا ہے۔ کسی پروگرام سے متعلق تمام ہدایات اور طریق کار کمپیوٹر کو بس ایک بار بتا دینا ہوتا ہے پھر وہ ان کے مطابق کام انجام دیتا رہتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسے ان ہدایات کو محفوظ رکھنے کے لئے یادداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح کمپیوٹر کو جو معلومات یعنی ڈیٹا دیا جاتا ہے وہ بھی اس کی یادداشت میں محفوظ رہتا ہے۔

کمپیوٹر کی یہ صلاحیت یعنی میموری دو طرح کی ہوتی ہے، ایک اس کی داخلی یعنی میموری ہوتی ہے۔ یادداشت کے اس حصے کو معلومات کا مرکزی خزانہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرا حصہ خارجی یادداشت یعنی یا معاون خزانہ کہلاتا ہے۔

آج کل جو کمپیوٹر بنائے جارہے ہیں ان میں انٹرنل میموری سیلیکون سے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے پرزوں یعنی چپس میں ہوتی ہے۔ معلومات کے اس ذخیرے کا تعلق اس کام سے ہوتا ہے جسے کمپیوٹر سے کسی خاص وقت پر آپ لے رہے ہوں۔ یہ معلومات کمپیوٹر کے مرکزی حصے یعنی کو آپ کی دی ہوئی ہدایت پر کام شروع کرتے ہی درکار ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ معلومات کمپیوٹر میں پہلے سے موجود ہونی ضروری ہیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ

کمپیوٹر کا مرکزی حصہ انتہائی تیزی کے ساتھ اپنا کام انجام دیتا ہے اس لئے کمپیوٹر کی یادداشت کو بھی اسی تیزی کے ساتھ کام کرنا ہوتا ہے۔ پھر کمپیوٹر جتنا زیادہ طاقتور ہوتا ہے اس لحاظ سے اس کی یادداشت بھی بڑی ہوتی ہے۔ جن پرزوں یعنی پہلے کون چپس کا ذکر کیا گیا ہے یہ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ان کی پہلی قسم یا

کہلاتی ہے۔ ان میں مائکرو پروسسر کے لئے درکار مستقل اور تبدیل نہ ہو سکنے والی ہدایات کا ایک سلسلہ محفوظ ہوتا ہے، جو کمپیوٹر کو یہ بتاتی ہیں کہ اسے کیا کرنے کو کہا گیا ہے بتال کے طور پر یہ چپس اپنی یادداشت میں محفوظ معلومات کی بنا پر یہ سمجھ لیتی ہے کہ جو کلید دبائی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے یہ چپ کلید کے ذریعہ سے ملنے والی آپ کی اس ہدایت کو مائکرو پروسسر تک پہنچا دیتی ہے اس حصے میں جو معلومات اور ہدایات محفوظ ہوتی ہیں۔ کمپیوٹر کی میموری انہیں کبھی نہیں بھولتی، نہ ان کو مٹانا ممکن ہوتا ہے، نہ ان میں کوئی تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ دوسری قسم کی چپس یا

کہلاتی ہیں۔ ان میں محفوظ یادداشت عارضی نوعیت کی ہوتی ہے۔ جس کی ضرورت صرف اس کام کی تکمیل کے لئے ہوتی ہے جو آپ اس وقت کمپیوٹر سے لینا چاہتے ہیں۔ اس میں جو معلومات آپ ایک بار داخل کرتے ہیں۔ انہیں تبدیل کر سکتے ہیں یا کمپیوٹر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہیں مٹا دے اس دوران اگر کمپیوٹر کو بند کر دیا جائے تو اس عارضی یادداشت میں جو کچھ ہوتا ہے خود بخود مٹ جاتا ہے۔

پہلی قسم کی یادداشت کے بارے میں آپ نے پڑھا ہے کہ اس میں معلومات اور ہدایات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے اس لئے جب کمپیوٹر ان سے کام لیتا ہے تو وہ ان تمام ہدایات کا ایک ایک کرکے جائزہ لیتا ہے۔ اس کے برخلاف اس دوسرے حصے میں کمپیوٹر ٹھیک اس جگہ براہِ راست پہنچ جاتا ہے جہاں آپ اسے لے جانا چاہتے ہیں۔ ان دونوں حصوں کے کام کا فرق آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ مثلاً آپ کو کسی کتاب سے کوئی مضمون تلاش کرنا ہوتا ہے تو آپ کتاب یا اس کے کسی حصے کو لفظ بہ لفظ اور سطر بہ سطر پڑھیں گے۔ لیکن جب آپ کو ڈکشنری میں کوئی لفظ تلاش کرنا ہو تو آپ کو پوری ڈکشنری پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ براہ راست اس لفظ تک پہنچ سکتے ہیں ڈکشنری میں آپ اپنے مطلوبہ لفظ تک اس لئے آسانی سے پہنچ جاتے ہیں کہ اس میں ہر لفظ کی جگہ مقرر ہوتی ہے۔ کمپیوٹر کی یادداشت کے اس دوسرے حصے میں جو ہدایات ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص نمبر ہوتا ہے جسے کمپیوٹر کی زبان میں ایڈرس کہتے ہیں۔ جس کی مدد سے کمپیوٹر اس تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات اپنے ذہن میں رکھیئے کہ اوپر کمپیوٹر کی جس یادداشت کا ذکر کیا گیا ہے یہ اس کی وہ یادداشت ہے جو کمپیوٹر کے اندر موجود ہوتی ہے اور داخلی یادداشت یا انٹرنل میموری کہلاتی ہے۔ اب یہ سمجھئے کہ کمپیوٹر کی وہ یادداشت جو اس سے باہر ہوتی ہے۔ کیا ہے؟ اس یادداشت کو

کہتے ہیں

کمپیوٹر کی داخلی یادداشت محدود ہوتی ہے اور جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں، اس کا ایک حصہ تو ایسا ہوتا ہے جو کمپیوٹر کے بند کرتے ہی مٹ جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دوسرا حصہ ایسا ہوتا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ اس کے برخلاف بیرونی یادداشت ایک تو بہت بڑی ہو سکتی ہے پھر اس پر کمپیوٹر کے بند کر دینے یا بجلی کی سپلائی منقطع ہونے سے اس کے از خود بند ہو جانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ضرورت کے مطابق اضافہ یا تبدیل کی جاسکتی ہے۔ یعنی معلومات کا ایک حصہ یادداشت سے خارج کرکے اس جگہ دوسری معلومات محفوظ کی جاسکتی ہے۔

کمپیوٹر کی بیرونی یادداشت ٹیپ یا ڈسک پر محفوظ ہوتی ہے اس ٹیپ یا ڈسک کی مقناطیسی سطح پر یہ معلومات ایسے اشاروں کی صورت میں تحریر ہو جاتی ہیں جنہیں کمپیوٹر پڑھ اور سمجھ لیتا ہے۔ ٹیپ، پلاسٹک کی ایک بہت لمبی پٹی ہوتی ہے۔

(بقیہ آئندہ ماہ)

تب اور اب

- پہلے لوگ ملازمت کرکے پیسہ پاتے تھے، اب لوگ پیسہ دیکر ملازمت پاتے ہیں۔
- پہلے لوگ رشوت لیکر پھنس جاتے تھے، اب لوگ رشوت دیکر چھوٹ جاتے ہیں۔
- پہلے لوگ دوائیں کھاکر روبصحت ہوا کرتے تھے اب لوگ دوائیں کھاکر جاں بحق ہوتے ہیں۔
- پہلے لوگ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے خود کو مالکوں کے ہاتھوں بیچ دیا کرتے تھے، اب لوگ آدھا کلو چاول پانے کے لئے اپنے نوزائیدہ بچے کو بیچ دیا کرتے ہیں۔
- پہلے لوگ زندہ رہنے کے لئے کھانا کھاتے تھے اب لوگ کھانا کھانے کے لئے زندہ رہتے ہیں۔
- پہلے لوگ جسم کو ڈھانپنے کے لئے کپڑے استعمال کرتے تھے اب جسم کی نمائش کے لئے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔
- پہلے لوگ جنگل کے قانون کو قابل مذمت اور غیر انسانی سمجھتے تھے۔ اب جنگل کا قانون اپنا کر انسان عظیم انسان بننے کو معراج سمجھتا ہے۔
- پہلے لوگ اپنی عزت اور شرافت کے تحفظ کے لئے دولت لٹا دیتے تھے، اب لوگ عزت اور شرافت کو لٹا کر دولت حاصل کرتے ہیں۔
- پہلے چراغ تلے اندھیرا ہوا کرتا تھا، اب چراغ کے اوپر اندھیرا ہوتا ہے۔
- پہلے ہم لوگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے تھے، اب لوگوں کو یاد دلانا پڑتا ہے کہ وہ ہم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔
- پہلے لوگ بے دریغ پیسے خرچ کرکے معیاری اسکول اور مدرسے بنوایا کرتے تھے، اب لوگ گھٹیا اسکول اور مدرسے بنواکے بے دریغ پیسے بٹورتے ہیں۔
- پہلے مٹھی بھر ریزگاری میں چاول کا بھرا بورا آتا تھا، اب ریزگاری سے بھرے بورے کے بدلے مٹھی بھر چاول نہیں آتے۔
- پہلے آتی تھی حال دل پہ ہنسی، اب کسی بات پر نہیں آتی۔
- پہلے مذہبی جذباتیت لوگوں کا ایمان تھی، اب جذباتی مذہبیت لوگوں کا پیشہ بن گئی ہے۔
- پہلے لوگ اپنے بچوں کو اچھا اور معزز بنانے کے لئے اسکولوں اور کالجوں میں بھیجا کرتے تھے اب لوگ اپنے بچوں کو تعلیم سے دور رکھ کر پیسہ اگلنے والی مشین بنانے میں جٹے نظر آتے ہیں۔
- پہلے لوگ پیسہ اس لئے کماتے تھے کہ عزت سے زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرسکیں۔ اب لوگ بے عزت ہوکر زندگی اس لئے بسر کرتے ہیں کہ ڈھیر سا پیسہ بنا سکیں۔
- پہلے قانون اس لئے بنائے جاتے تھے کہ انسانی جانوں کی حفاظت ہوسکے۔ اب قانون کی مدافعت کے لئے انسانی جانوں کو زائل کیا جاتا ہے۔

انہیں سویا رہنے دو

مسقط کی ایک بڑی کمپنی میں کھانے کے وقفے کے دوران ایک ہندوستانی ملازم اور چار پانچ مقامی عرب ملازم سوئے رہے، انگریز افسر گیا اور اس نے صرف ہندوستانی ملازم کو جگایا۔ ناراض ہوا۔ اور فوراً کام پر حاضر ہونے کی تاکید کی۔

ہندوستانی ملازم نے انگریز افسر سے کہا، صاحب!

مجھ سے آپ ناراض ہوئے، مجھے جگا یا۔ مگر ان عربوں کو آپ نے کیوں نہیں جگایا۔ میں جگا دوں۔
نہیں! یہ غلطی کبھی نہیں کرنا۔ وہ جاگ گئے تو ہم اور تم کہاں رہیں گے۔ انہیں سویا ہی رہنے دو۔

ترقی یا تنزلی

سنا ہے دوست تم ڈارون کی تھیوری پر کچھ لکھ رہے ہو۔
ہاں لکھ تو رہا ہوں۔
کیا؟
یہی کہ دنیا کی ابتدا میں انسان نے بندر ہی کی نسل میں جنم لیا۔ اس کے بعد سے انسانی شکل و شباہت اور حرکات و سکنات میں بتدریج تبدیلیاں ہیں ڈارون کی تھیوری کی کس طور مکمل تصدیق کرانے کے ساتھ ہیں ہم خیال کراتی جا رہی ہیں۔
ہم خیال تم جیسے لوگ ہوتے ہوں گے جو مخصوص مشاہدوں اور سطحی جائزوں پر اپنا ایمان رکھتے ہوں مصلحتاً حقائق سے چشم پوشی کر جاتے ہوں اور اپنی عمر محض تاریخ کے صفحات الٹتے رہنے میں گزار دیتے ہوں۔
مطلب؟
مطلب یہ کہ کبھی تو تم تاریخ کے صفحات سے ایک لمحے کے لئے اپنی نظر اٹھاتے اپنے آس پاس تو دیکھو اور دیانت داری سے حقیقت سمجھنے کی کوشش کرو۔
کونسی حقیقت؟
یہی کہ ڈارون نے الٹی بات کہی ہے۔
الٹی! پھر تمہارے خیال میں سیدھی بات کیسے ہے۔
وہ ایسے کہ انسان بندر بنا کر نہیں بلکہ انسان بنا کر ہی پیدا ہوا تھا۔ مگر پھر وہ بتدریج بندر بنتا گیا اور

آج بھی پوری ایمانداری کے ساتھ مسلسل بندر ہی بنتا جا رہا ہے۔

زندگی ۔ موت

آج تم اپنی جان پر کھیل کر مجھے نہیں بچاتے تو میں مر چکا ہوتا۔
میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمہارے مقدر میں جینا لکھا تھا۔
اور اگر تم نہ آتے اور میں مر جاتا تو؟
میں کہتا تمہارے مقدر میں مرنا لکھا تھا۔
پھر کیوں نہیں قبول کرتے۔ مجھے میرے مقدر نے نہیں تم نے بچا لیا۔
ایسے دعوے تو نیم پاگل ہی کیا کرتے ہیں اس لئے کہ تمہارے بچانے کی تگ و دو میں میری جان بھی گئی ہوتی جان لینا اور جان دینا صرف اور صرف اوپر والے ہی کے اختیار میں ہے۔ یہ بات تم سمجھنے اور محسوس کرنے کے باوجود مطلب کے سیانوں کی منطق میں الجھ جاتے ہیں، تم خدا کا شکر بجا لاؤ۔ اور اپنی جان کی خیر مناؤ۔

اعتذار

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے ضلعی سطح کے پروگراموں کی مصروفیات کی بنا پر اس ماہ مبارک کاپڑی صاحب کے صفحات، نقش کوکن کی ڈائری وغیرہ شاملِ اشاعت نہیں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ سے وہ مکمل صفحات شائع ہوتے رہیں گے۔
ادارہ

سب سے پہلے

ابوحذیفہ

استاد جامعہ حسینہ شریوردھن

سب سے پہلے ناخن جس نے کاٹے اور مونچھ تراشی اور موئے زیر ناف کاٹے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں

سب سے پہلے ختنہ حضرت ابراہیمؑ نے کی ۔

سب سے پہلے بڑھاپا حضرت ابراہیمؑ کو آیا ۔

سب سے پہلے حمام میں سلیمانؑ داخل ہوئے ۔

سب سے پہلے صابون بھی سلیمانؑ ہی نے بنایا ۔

سب سے پہلے مہندی ، کتم سے خضاب حضرت ابراہیمؑ نے کیا

سب سے پہلے سیاہ خضاب مغیرہ ابن شعبہ نے کیا

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ۔

سب سے پہلے مقعدین کو پانی سے عویمر بن ساعدہ نے دھویا ۔

سب سے پہلے اللہ کے رسولؐ نے ظہر کی نماز پڑھی ۔

سب سے پہلے آپؐ پر ظہر کی نماز فرض ہوئی ۔

سب سے پہلے آسمان میں حضرت جبریلؑ نے اذان دی ۔

سب سے پہلے اسلام میں حضرت بلالؓ نے اذان دی

سب سے پہلے اقامت عبداللہ بن زیدؓ نے کہی ۔

سب سے پہلے فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم حضرت بلالؓ نے کہا ۔

سب سے پہلے مکہ میں اذان حضرت حبیب بن عبدالرحمان نے دی ۔

سب سے پہلے جمعہ میں اذان اول کا اضافہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ۔

سب سے پہلے موذنین کو وظیفہ حضرت عثمانؓ نے دیا ۔

سب سے پہلے بیت المقدس میں اذان ابونعیمؓ نے دی ۔

سب سے پہلے مکہ میں جماعت کے ساتھ نماز ہبیرہ بن شبل بن عجلان ثقفی نے آپؐ کے حکم سے پڑھائی ۔

سب سے پہلے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ عمار بن یاسر نے مقرر کی ۔

سب سے پہلے مسجد میں فرش حضرت عمرؓ بن خطاب نے بچھائی

سب سے پہلے مسجد نبوی میں عقیق کے پتھر حضرت عمرؓ بن خطاب نے بچھائے ۔

سب سے پہلے مسجد میں تمیم داری نے چراغ روشن کیا ۔

سب سے پہلے مسجد کو دیوار بند سے احاطہ حضرت معاویہؓ نے کیا ۔

سب سے پہلے سبحان ربی الاعلیٰ اسرافیلؑ نے کہا ۔

سب سے پہلے جمعہ کا نام جمعہ کعب بن لوئی نے رکھا ۔ اس سے پہلے اس کو یوم العروبہ کہتے تھے ۔

سب سے پہلے جمعہ کی نماز اسعد بن زرارہ نے چالیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ میں پڑھی ۔

سب سے پہلے جمعہ آپؐ مدینہ تشریف لانے کے بعد مسجد بنو سالم میں پڑھی ۔

سب سے پہلے آپؐ کے بعد جو جمعہ پڑھا گیا ۔ وہ جوانا میں جو بحرین کا ایک گاؤں ہے ۔ سب سے پہلے عراق میں جمعہ ماہ صفر ۱۶ھ میں پڑھا گیا ۔

سب سے پہلے جامع مسجد مصر میں ۲۱ھ میں بنائی گئی ۔

سب سے پہلے منبر پر خطبہ حضرت ابراہیمؑ نے دیا ۔

سب سے پہلے منبر تمیم داری نے آپؐ کے لئے بنایا ۔

سب سے پہلے خطبہ کے آخر میں "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الخ" کی آیت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پڑھی آپ سورۃ ق پڑھا کرتے تھے ، حضرت عمر بن خطابؓ اذا الشمس کورت کو پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ سورۃ نساء کی آخری آیت یستفتونک پڑھتے تھے اور حضرت علی سورۃ کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے تھے ۔

سب سے پہلے خطبہ میں "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ، مہدی عباسی نے پڑھی ...... سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ حضرت معاویہؓ نے دیا ، جب آپ کا جسم بھاری ہو گیا تھا ۔

بولیں تو کس طرح؟

محمود حسن قاضی - واشی

کہا جاتا ہے کہ بولنا ہے تو کم بولو، دھیرے بولو اور میٹھا بولو، مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کم تو لوگ ناراضگی یا دکھ کی حالت میں بولتے ہیں، دھیرے بولنا ڈر یا خوف کی وجہ سے ہے اور میٹھے بول تو کئی لوگ اپنے مفاد اور چاپلوسی کی غرض سے بولتے ہیں۔

دراصل ہمیں کم بولنے، دھیرے بولنے یا میٹھا بولنے کی جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں ہمارے کم بولنے کی وجہ یہ نہیں کہ ہم کسی سے ناراض ہیں یا دکھی ہیں بلکہ کوئی ناراض یا دکھی ہمارے زیادہ بولنے کی وجہ سے مزید دکھی نہ ہو۔

ہمارے دھیرے بولنے کی وجہ یہ نہیں کہ ہم کسی سے خوف کھاتے ہیں بلکہ ہم دھیرے اس لئے بولتے ہیں کہ ہم سے کوئی ڈرے نہیں خوف زدہ نہ ہو۔

ہمارے میٹھے بولنے کی وجہ یہ نہیں کہ اپنا مفاد یا غرض پیش نظر ہے۔ بلکہ ہم اس لئے میٹھا بولتے ہیں کہ دوسروں کو اپنا گرویدہ بنائیں ان سے محبت پیدا ہو

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جس طرح سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلتا اسی طرح میٹھا بولنے سے کام نہیں نکلتا اس لئے کڑوا بولنا بھی پڑتا ہے۔

مگر جب اپنے پاس چمچہ موجود ہو تو گھی میں انگلی ڈالنے کی کیا ضرورت ہے، آج کل کوئی میٹھی زبان یا خوشامد کی زبان استعمال کرے تو اسے چمچہ کہا جاتا ہے۔ دراصل وہ چمچہ ہے یا نہیں یہ میٹھا بولنے والے کی نیت پر منحصر ہے، بہر حال کڑوا بولنے والے سے میٹھا بولنے والا فائدے میں رہتا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پولس والے اگر کم دھیرے یا میٹھا بولنے لگیں تو مجرم نہ تو اقبال جرم کرے اور نہ جرائم کم ہوں گے۔ اس لئے انہیں ڈانٹ ڈپٹ سے کام لینا پڑتا ہے۔ رعب جمانا ہی پڑتا ہے۔

مگر ذرا سوچیئے کہ ان ہی پولس والوں میں سی آئی ڈی بھی ہیں جو پولس کی وردی میں نہیں ہوتے، ڈانٹتے، ڈپٹتے یا رعب نہیں جماتے مگر جرائم کا پتہ لگا کر جرائم کی روک تھام کرتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ میٹھا بھی اچھا نہیں ہوتا۔ میٹھے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی کڑوا بھی دے دینا چاہیئے، ٹھیک ہے کڑوا بھی دیدو۔ مگر اس طرح کہ دوا کی کڑوی گولی میٹھا لیپ دے کر یا کیپسول میں ڈال کر دی جاتی ہے۔

کم بولنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اتنی مختصر بات ہو کہ مطلب واضح نہ ہو سکے۔ بات وضاحت کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ ایک پروفیسر یا ٹیچر اپنے طلبا کو تفصیل یا وضاحت کے ساتھ نہ پڑھائے تو طلبا کا نقصان ہوگا۔ ایک وکیل اپنے موکل کی بات کی وضاحت جج کے سامنے نہ کرے تو موکل یا مدعی کا نقصان ہوگا۔ مگر ہر جگہ اسکول، کالج یا عدالت نہیں ہوتی کہ اپنا لکچر جھاڑیں یا جرح کریں۔

انسان کو چاہیئے کہ کم بولیں مگر اس کے بول موتی جیسے ہوں۔

یہ بات کرنے کا ہی کرشمہ ہے کہ کوئی بات کسی کے لئے دعا بن جاتی ہے تو کوئی بات کسی کے لئے بد دعا بن جاتی ہے۔

پھر یہ بات بھی کیا بات ہوئی کہ بولنے والا بولتا ہی جائے، بولتا ہی جائے مگر سننے والا بور اور بیزار ہو کر جماہی لینے لگے۔ اور پھر اوپر سے بولنے والے کو باتونی لفاظی، اور بکواس کی ڈگریاں ملنے لگیں۔

بات بات میں بھی فرق ہوتا ہے۔ کسی کی کہی ہوئی بات۔ اقوال زریں کہلاتی ہے اور لوگ اسے سالوں تک یاد رکھتے ہیں۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

شارجہ کرکٹ

احمد بامنے . . . . (ٹرامبے)

شارجہ متحدہ عرب امارات کی چار خود مختار ریاستوں میں سے ایک ہے اس ریگستانی علاقے میں کرکٹ کو فروغ دینے کا سہرا پاکستان کے سابق کپتان آصف اقبال اور شارجہ کے صنعت اور تجارت کار جناب شیخ عبدالرحمٰن بخاطر کے سر جاتا ہے۔ یہاں ۸۰-۱۹۷۹ء میں ہندوستان اور پاکستان کے کھلاڑیوں نے ڈبل وکٹ ٹورنامنٹ کھیلی اس طرح یہاں پر کرکٹ کا آغاز ہوا۔

شارجہ کو بین الاقوامی کرکٹ کانفرنس کی رکنیت ملنے کے بعد یہاں پر پہلی مرتبہ ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ ٹورنامنٹ ایشیا کپ کا انعقاد اپریل ۱۹۸۴ء کو ہوا اس ٹورنامنٹ میں ایشیا کے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوا جسے ہندوستان نے پاکستان کو ۵۴ رنوں سے شکست دے دی اور پہلا ایشیا کپ جیت لیا اس ٹورنامنٹ میں تین میچ ہوئے ہندوستان دو میچ جیت کر سرفہرست رہا پاکستان اپنے دونوں میچ کھو دیے جبکہ سری لنکا نے پاکستان کے خلاف میچ جیت کر ٹورنامنٹ میں دوسرا مقام حاصل کیا۔ ہندوستان کی جانب سے غلام پرکار اور سریندر کھنہ نمایاں اسکورر رہے بلکہ سریندر کھنہ کو مین آف سیریز سے نوازا گیا۔

اپریل ۱۹۸۵ء کو یہاں پر دوسری مرتبہ ایک کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد کی گئی جس کا نام اس مرتبہ راتھمنس چیلنج کپ رکھا گیا اس ٹورنامنٹ میں ہندوستان، پاکستان انگلینڈ اور آسٹریلیا نے شرکت کی پہلا مقابلہ روایتی حریف ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوا جس میں عمران خان نے اپنی تباہ کن بولنگ کی بدولت ہندوستان کی اننگ کو ۱۲۵ کے اسکور پر ڈھیر کر دیا مگر ہندوستان کے اسپین اٹیک کے سامنے پاکستانی بیٹسمین نے گھٹنے ٹیک دیے اور ۸۵ کے حقیر اسکور پر پوری اننگ ختم ہوئی دوسری طرف سے آسٹریلیا اور انگلستان کے درمیان مقابلہ بڑا سنسنی خیز رہا اور آخر آسٹریلیا فتح یاب رہا فائنل ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ہوا جس میں ہندوستان نے آسٹریلیا کو ۳ وکٹ سے شکست دی اور شارجہ میں لگاتار دوسرا ٹورنامنٹ جیت لیا ٹورنامنٹ میں ہندوستان کے بلے باز محمد اظہر الدین نے نمایاں اسکورر رہے جبکہ پاکستان کے کپتان عمران خان نے ٹورنامنٹ میں اچھی بولنگ پیش کی۔

نومبر ۱۹۸۵ء کو شارجہ میں ہندوستان پاکستان اور ویسٹ انڈیز کی ٹیمیں ایک دوسرے کے خلاف راتھمین کپ میں صف آرا ہوئی۔ ٹورنامنٹ میں کل تین میچ ہوئے ویسٹ انڈیز نے دونوں مقابلے جیت کر ٹرافی پر اپنا قبضہ جمالیا۔ دوسری اور تیسری پوزیشن کے لیے آخری مقابلہ ہندوستان اور پاکستان کے مابین کھیلا گیا جس کو پاکستان نے ۴۸ رن سے جیت لیا ہندوستان کو اس بار ٹورنامنٹ میں جیت نصیب نہیں ہوئی ٹورنامنٹ میں مین آف دی سیریز کا اعزاز ویسٹ انڈیز کے رچی رچرڈسن کو دیا گیا۔

اپریل ۱۹۸۶ء کو روایت کے مطابق کرکٹرز بنیفٹ فنڈ سیریز (CBFS) کے زیر اہتمام اس بار آسٹریلیشیا کپ کا انعقاد کیا گیا جس میں ہندوستان پاکستان آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور سری لنکا کو دعوت دی گئی۔ پاکستان کی قیادت عمران خان کے ہاتھ میں تھی جبکہ ہندوستان کی باگ ڈور کپل دیو کے پاس تھی ہندوستان اور پاکستان فائنل میں ایک دوسرے کے سامنے آتے فائنل مقابلہ بڑا دلچسپ اور سنسنی خیز رہا ہندوستان نے ایک اچھا اسکور بنا کر پاکستان کو جیت کے لیے ۲۴۶ رنوں کا نشانہ دیا۔ آخری کچھ اوروں میں پاکستان کے فاسٹ بالر وسیم اکرم نے ہندوستانی بلے باز کو باندھے رکھا۔ پاکستان اننگز کا آغاز خراب رہا شروع تین بلے باز صرف ۳۹ رن بنا کر کے پویلین لوٹ گئے مگر پاکستان کے

مایہ ناز بلے باز جاوید میاں داد اپنے پورے تجربے کے ساتھ پُراعتماد بلے بازی کر رہے تھے ایک بازو سے کھلاڑی آؤٹ ہو رہے تھے تو دوسری بازو وہ سنبھالے ہوئے تھے آخر وہ لمحہ بھی آگیا جب میچ کی آخری گیند تھی آخری وکٹ تھی اور تین رنوں کی ضرورت تھی ہندوستان کی جانب سے چیتن شرما کی آخری گیند جب پڑی اور جاوید میاں داد نے زوردار ہٹ لگاکر ایک بلند بالا چھکا لگایا تو ناممکن جیت کو ممکن بنا دیا۔ یہ اب تک کا شارجہ کا سب بہترین میچ رہا اس طرح پاکستان نے آسٹریلشا کپ جیت کر پہلی مرتبہ کسی ایک روزہ ٹورنامنٹ میں فتح پائی جاوید میاں داد کی ۱۱۶ کی سنچری کی بدولت انہیں مین آف دی میچ اور مین آف دی سیریز کا ایوارڈ دیا گیا۔

نومبر ۱۹۸۶ء کو سرزمین شارجہ میں چیمپئنس ٹرافی منعقد کی گئی جس میں ایشیا کپ چیمپئنس سری لنکا، بنسن ہیجس کپ چیمپئنس ہندوستان، آسٹریلشا کپ چیمپئنس پاکستان اور راتھمینس کپ چیمپئنس ویسٹ انڈیز کو شرکت کی دعوت دی گئی ٹورنامنٹ میں کل پانچ میچ کھیلے گئے سری لنکا کی ٹیم اپنی جیت سے محروم رہی۔ ہندوستان صرف سری لنکا سے جیت کر ٹورنامنٹ میں تیسرا مقام حاصل کیا ویسٹ انڈیز نے اپنے تینوں مقابلے جیت کر چیمپئنس ٹرافی پر اپنا حق جمالیا ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بڑا ہی زوردار مقابلہ رہا پاکستان کے منظور الٰہی اور اعجاز احمد نے اپنی جارحانہ بیٹنگ کی مدد سے پاکستان کو ۳ وکٹ سے فتح دلائی ٹورنامنٹ میں ویسٹ انڈیز کے لوگی ہندوستان کے سری کانت پاکستان کے منظور الٰہی نے نمایاں کارکردگی انجام دی۔

اپریل ۱۹۸۷ء کو جو ٹورنامنٹ کا اہتمام کیا گیا اس کا نام شارجہ کپ رکھا گیا اس اہم کھیل میلے میں روایتی حریف ہندوستان پاکستان کے علاوہ انگلستان اور آسٹریلیا نے شرکت کی۔ آسٹریلیا اپنے دونوں مقابلے ہار گئی۔ ہندوستان پاکستان اور انگلستان نے بالترتیب دو دو مقابلے جیت گئے لیکن بہترین اوسط کی بناء پر انگلستان نے ٹرافی جیت لی دوسری پوزیشن پاکستان تو تیسری پوزیشن ہندوستان نے حاصل کی ٹورنامنٹ میں کپل دیو۔ مدثر نذر اور محمد اظہر الدین نے بہترین کھیل پیش کیا۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

اپریل ۱۹۸۸ء کے شارجہ کپ ٹورنامنٹ میں ہندوستان نیوزی لینڈ اور سری لنکا نے شرکت کی پاکستان اپنے دورہ ویسٹ انڈیز کی بدولت ٹورنامنٹ میں شرکت کرنے سے قاصر رہی۔ ہندوستان اور نیوزی نے دو دو مقابلے جیت کر فائنل میں داخل ہو گئے سری لنکا اس بار جیت سے محروم رہی آخری مقابلے میں ہندوستان نے نیوزی لینڈ ۵۲ رنوں سے شکست دی۔ اس بار ہندوستانی ٹیم کے کپتان کے فرائض روی شاستری نے انجام دیے۔ اس بار ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کے صف آرا نہ ہونے کی وجہ سے اسٹیڈیم میں حاضرین کی تعداد بہت کم رہی اور سی بی ایف ایس کو نقصان اٹھانا پڑا۔

نومبر ۱۹۸۸ء کو شارجہ کپ کے لئے ویسٹ انڈیز پاکستان اور ہندوستان کو مدعو کیا گیا پاکستان کی قیادت عمران خان نے انجام دی تو ویسٹ انڈیز کی کپتانی ووین رچرڈسن نے سنبھالی فائنل مقابلہ ویسٹ انڈیز اور پاکستان کے مابین کھیلا گیا اور بڑا ہی سنسنی خیز رہا آخری کچھ لمحات میں میچ کا پانسہ پلٹی ہوا اور ویسٹ انڈیز کی میچ پر گرفت مضبوط ہوتی امبروس اور بشپ نے آخری کچھ اوور بڑے ہی خطرناک کیے اور پاکستان کو جیت سے محروم رکھا اسطرح ویسٹ انڈیز نے شارجہ ٹرافی جیتی پاکستان نے دوسری پوزیشن حاصل کی ہندوستان آخری جگہ پر رہا ٹورنامنٹ میں جاوید میاں داد وسیم اکرم رچرڈسن نے بہترین کارکردگی نبھائی۔

اپریل ۱۹۸۹ء کو شارجہ میں صرف دو ممالک کے درمیان ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ کیونکہ ہندوستان ویسٹ انڈیز کے دورے پر رہنے کی وجہ سے ٹورنامنٹ میں شرکت نہ کر سکی اس ٹورنامنٹ میں سری لنکا اور پاکستان کے درمیان دو مقابلے ہوئے پاکستان دونوں مقابلے جیت کر ٹرافی جیت لی اس بار بھی حاضرین کی تعداد بہت کم رہی شارجہ کرکٹ بورڈ خسارے میں رہا۔

نومبر ۱۹۸۹ء کو شارجہ میں چیمپئن ٹرافی کے لئے پاکستان ہندوستان اور ویسٹ انڈیز نے شرکت کی۔ ٹورنامنٹ میں کل چھ میچ کھیلے گئے۔ پاکستانی ٹیم چاروں مقابلے جیت کر سرفہرست رہی جبکہ ویسٹ انڈیز اور ہندوستان ایک ایک میچ جیت کر دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پاکستان کی قیادت عمران خان ہندوستان

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

نقش نواز

اندرون ہند سالانہ خریدار

محترمہ شہربانو محمد حنیف سولکر	کرلا۔ رتناگری
محترمہ فاطمہ علی سولکر	کرلا۔ رتناگری
جناب عبدالغفور ابراہیم سولکر	کرلا۔ رتناگری
جناب صوفی ابراہیم سولکر	کرلا۔ رتناگری
محترمہ نورجہاں عبدالعزیز سولکر	کرلا۔ رتناگری
جناب ابراہیم قاسم سولکر	ملاڈ
جناب زکریا حسین میرکر	کرلا۔ رتناگری
جناب عبداللطیف اسماعیل مجگاؤنکر	کرلا۔ رتناگری
جناب نظام الدین محمد ڈونگرکر	کرلا۔ رتناگری
جناب عباس عبدالغفور فنسکر	کرلا۔ رتناگری
جناب عبدالستار محمد فنسوکر	کرلا۔ رتناگری
جناب نظیر یوسف مجگاؤنکر	وڈالا۔ بمبئی
انجمن اسلام اردو ہائی اسکول	واشی۔ نئی بمبئی
جناب ڈی اے ٹی۔ پنشنر ملانی	سوریہ
جناب اے کے جے چکنے	بھیرکی۔ پونہ
جناب امان ضمیر الدین بخاری	درمیوا۔ بمبئی

بیرون ہند سالانہ خریدار

جناب ابراہیم ذی مہاڈیک	الخبر سعودی عربیہ
جناب مشتاق عمر	الخبر سعودی عربیہ
جناب ریاض ابراہیم تیسکر	ظہران۔ سعودی عرب

بیرون ہند تاحیات خریدار

جناب حاجی اسماعیل سلیمان سنگے	انگلینڈ
محترمہ نجمہ ابراہیم	انگلینڈ
جناب خلیل احمد وانکڑے	جدہ۔ سعودی عربیہ
جناب محمد ایوب مجندار	یو۔کے

اندرون ہند تاحیات خریدار

ڈاکٹر محمد اسماعیل قریشی	نل بازار۔ بمبئی
ڈاکٹر محمد عارف ریشم والا	بمبئی ۳
جناب صدرالدین جیلانی	سانتاکروز۔ بمبئی
جناب عبداللہ حاجی عباس ٹھاکور	مجگاؤں۔ بمبئی

اندرون ہند سالانہ خریدار (جاری)

درج ذیل خریدار راجہ پور میں تقریری مقابلہ پروگرام کے بعد بنائے گئے۔

جناب لیاقت اسماعیل قاضی	راجہ پور
جناب قطب الدین عبدالعزیز ماپاری	راجہ پور
جناب عثمان عبدالرحیم مجاور	کونڈے
نوجیون ہائی اسکول	راجہ پور
محترمہ شمیم قاضی	کوسہ۔ ممبرا
جناب بادا صاحب قاضی	باغ۔ راجہ پور
جناب ایم اے۔ ٹھاکور	راجہ پور
جناب شوکت حسین مجاور	فورٹ۔ بمبئی
جناب رزاق سارنگ	باندرہ

> **نقش کوکن آپ کا پرچہ ہے**
> **اردو کا آرگن ہے**
> **اس کے خریدار بنیئے اور بنائیے**

اس دیوالی کے موقع پر مہاراشٹر ریاست میں بسنے والے سبھی لوگوں اور خصوصی طور پر ادیواسیوں، دلتوں، بے زمین ناداروں اور عورتوں کے معاشی اور سماجی انصاف کے تئیں نئے تقاضوں کو پورا کرنے کا دوبارہ عہد کرتا ہے۔ ایک ایسا نصب العین جو آنجہانی شری راجیو گاندھی کو دل وجان سے عزیز تھا۔ نئی حکومت شری سدھاکر راؤ نائیک کی فعال اور دوراندیش رہنمائی میں ان مقاصد کے حصول کے لئے ترقیاتی پروگراموں پر پورے انہماک اور لگن کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ حکومت نے ودربھ کے کچھ اضلاع میں حالیہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی دستگیری اور انہیں راحت بہم پہنچانے کے بروقت اقدامات کئے ہیں اور ریاست کے ... ۲۱ سے زائد دیہاتوں پر منڈلاتے ہوئے خشک سالی کے خطرے سے نمٹنے کے لئے پوری طرح کمربستہ ہے۔

ایک نظر اقدامات پر:-

* عورتوں اور بچوں کی فلاح وبہبود کے لئے ایک علیحدہ ڈائرکٹریٹ کا قیام
* گڈچرولی، چندرپور، یوت مال، بھنڈارہ، دھولے اور ناندیڑ اضلاع کیلئے سدھار کے کاموں میں تیزی۔ ادیواسیوں کے لئے... ۲۹ مکانات کی تعمیر۔
* ۸۸ء۷ لاکھ ہیکٹر تلھن کے بیج پیدا کرنے کا نشانہ پورا کرنا
* موجودہ ڈی زون کے ۲۴ تعلقوں کے علاوہ ناقابل رسائی اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں ترمیم شدہ حوصلہ بخش اسکیم۔
* روزگار ضمانت اسکیم کے تحت باغبانی کے خطوط پر شہر سلک ڈیویلپمنٹ کا نفاذ۔
* ناگپور اور امراؤتی میں فوڈ پروسیسنگ یونٹس کا قیام۔
* سیلاب سے متاثرہ افراد کی فوری بازآبادکاری کے لئے

خصوصی اقدامات جس کے متاثرہ خاندانوں کو گرانٹ، متاثرین کو عبوری راحت کے رقم کی ادائیگی اور مکانات کی دوبارہ تعمیر کے لئے زمین، مویشی خریدنے کیلئے مالی امداد اور اسی طرح کے دیگر اقدامات شامل ہیں۔
ریاست میں خشک سالی کے خطرے سے نمٹنے کے لئے اہم فیصلے جیسے کہ روزگار ضمانت اسکیم کے تحت زرعی زمینوں پر کنویں کھودنا، خطاکار کسانوں کو آبپاشی کے لئے بجلی کی مسلسل سپلائی، آبپاشی کے آبی ذخائر میں پانی کا تحفظ، غیر اعلان شدہ دریاؤں اور نالوں سے پانی لینا، محکمہ جنگلات کی چراگاہوں کو سبزہ زاروں کیلئے محفوظ کرنا۔ روزگار ضمانت اسکیم کے تحت صرف ۲۵ فیصد برک کے کام پر پابندی میں رعایت، وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ سے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے طلبا میں یونیفارم اور نصابی کتب کی تقسیم اور ان کی امتحانی فیس کی واپسی۔



فعال سرکار



مہاراشٹر سرکار

رزاق علی سارنگ سے ایک ملاقات

محبوب عالم جولے

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی تعداد نسبتاً کم ہی نظر آتی ہے، زندگی کے مختلف میدانوں میں انسان بہت آگے بھی رہا ہے اور بہت کچھ پیچھے بھی! اور اس کی واحد وجہ تعلیم اور صرف تعلیم کا فقدان ہے۔ پچھلے چند سالوں سے کوکن کے مسلمانوں میں تعلیم سے دوری کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ ثانوی تعلیم مکمل کرلے چاہے پاس ہو جائے چاہے فیل۔ گلف کے لئے تو فوراً پاس ہو جاتا ہے۔

حالات کا کیا تقاضہ ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔؟ یہ کوئی نہیں سوچتا۔!

کیا اپنے ملک میں ملازمتیں نہیں ہیں؟ کیا کوئی کاروبار نہیں ہے؟ عام طور پر ہندوستان کے مسلمان یہ سوچتے ہیں کہ یہاں پر مسلمانوں کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں۔

آیئے۔ ہم ایک ایسے مسلم سرکاری افسر سے ملاقات کریں گے جس نے بمبئی میونسپل کارپوریشن میں اپنی ملازمت کی شروعات ٹائپسٹ کی تھی اور محنت و مشقت کے ساتھ ترقی کرتا ہوا آج ایڈمنسٹریٹیو افسر بن گیا ہے۔

جناب رزاق علی سلیمان سارنگ متوطن راجاپور ضلع رتناگری ۱۹۴۷ میں پیدا ہوئے، انھوں نے اپنی تعلیم کی شروعات راجاپور کی ضلع پریشد اسکول سے کی ۱۹۶۳ء میں راجاپور ہائی اسکول سے ایس ایس سی میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور اپنا وقت ضائع نہ کرتے ہوئے ۱۹۶۴ء میں بمبئی میونسپل کارپوریشن کے لوک مانیہ تلک میڈیکل کالج (سائن ہاسپٹل) میں اپنی ملازمت کی شروعات ٹائپسٹ سے کی۔ سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ کلرک بنے پھر ۱۹۷۵ء میں ہیڈ کلرک بن گئے۔ تعلیم کا شوق تو تھا ہی ۱۹۷۹ء میں بی اے پاس کیا، اور ۱۹۷۹ء ہی میں آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف لوکل سیلف گورنمنٹ سے پوسٹ گریجویٹ بھی ہو گئے۔ جمنالال بجاج انسٹی ٹیوٹ آف بزنس مینجمنٹ کا ۱۹۸۰ء میں ڈپلوما پاس کیا۔

اس طرح اپنی محنت سے پرموشن پاتے ہوئے ۱۹۸۲ء میں بمبئی میونسپل کارپوریشن کے ایچ وارڈ میں کمپلینٹ افسر بنا گئے اور آگے چل کر ۱۹۸۷ء میں پھر پرموشن ملا تو آفس سپرنٹنڈنٹ اور ۱۹۹۱ء میں ایڈمنسٹریٹیو بنا گئے ہیں۔

اس محنتی افسر سے ملاقات کی خواہش لے کر میں نے فون پر ان سے وقت مانگا۔ وقت دیا گیا۔ ملاقات کی۔ مندرجہ بالا معلومات حاصل ہوئیں، کچھ سوال کئے، جواب بھی اچھے ملے میں بھی مطمئن ہوا آپ بھی سن لیجئے۔

بات چیت کے دوران انہیں خوش مزاج انسان پایا۔ سماجی خدمات کے لئے ہمہ وقت تیار۔ حلقہ باندرہ میں "سارنگ صاحب" کے نام سے کافی مشہور ہیں۔

میرا پہلا سوال تھا۔

س :- اچھا تو سارنگ صاحب مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ آج کل سرکاری ملازمتوں کا ہندوؤں کے لئے دروازہ کھلا ہے اور مسلمانوں کے لئے کانٹوں بھرا ہوا راستہ ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔

ج - یہ بات غلط ہے، حکومت مہاراشٹر کی دفتری زبان مراٹھی ہے، اور خط و کتابت مراٹھی میں کرنی ہوتی ہے، لہذا مراٹھی زبان کی جانکاری ہونا سرکاری ملازم کے لئے ضروری ہے۔

اور جہاں تک میرا خیال ہے اپنی مادری زبان اردو کے ساتھ ساتھ اگر کوئی شخص مراٹھی اور انگریزی زبان کی

نقش کوکن ممبئی

جانکاری رکھتا ہو تو اسے اپنی قابلیت کے مطابق
سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں.
دوران تعلیم جتنی ہم اردو کو اہمیت دیتے ہیں اتنی
مراٹھی اور انگریزی کو بھی دینی چاہیے.

س — الحمدللہ آپ مسلمان ہیں. کیا آپ مسلمان ہونے کے
ناطے آپ کو دوران ملازمت کسی طرح کی تکلیف ہوئی
یا پریشانی اٹھانی پڑی.

ج :- جی نہیں. کوئی تکلیف یا پریشانی نہیں. میرے ماتحت
کام کرنے والے یا مجھ سے اوپر والے افسر سبھی
مجھ سے خوش ہیں اور مجھ سے وہ ہر طرح کا اچھا
تعاون کرتے رہتے ہیں.

س :- کوکن میں مسلمانوں کی تعلیم کے بارے میں آپ کیا
کہیں گے؟ آپ کی نظر میں ان میں تعلیم کے فقدان
کی کیا وجہ ہے.؟

ج :- کوکن کے مسلمانوں میں تعلیم واس کا معیار بتدریج
بڑھتا ہی جا رہا ہے. اور جو طلبا تعلیم میں پیچھے رہے
ہیں ان کی وجہ والدین کی عدم توجہ ہے یعنی والدین
کو پرائمری اسکول ہی سے بچوں پر توجہ دینی چاہیے

س :- ماشاءاللہ. آج آپ (اے. او) ایڈمنسٹریٹیو افسر ہیں
کیا آپ اس عہدے سے مطمئن ہیں.؟

ج :- اس عہدے کے لئے خدا کا شکر گذار ہوں مگر ابھی
مطمئن نہیں ہوں مزید ترقی کرنی ہے. ترقی کے لئے
آپ بھی دعا کریں.

س :- آخر میں قوم کے نام کوئی پیغام

ج :- میں یہ کہوں گا کہ کوکن ہی کے نہیں بلکہ ہندوستان
کے مسلمانوں کے نام میرا یہ پیغام رہے گا کہ اپنے دل و
دماغ میں رنگ و نسل، مذہب و ذات پات یا زبان
کے متعلق جو تعصب بھرا ہوا ہے اسے ختم کرنا چاہیے ورنہ بقول
سرسید جو قوم تعصب کا شکار رہے وہ قوم کبھی ترقی
نہیں کر سکتی.

ماہ نامہ نقش کوکن بمبئی.



جناب محبوب عالم جوسلے سارنگ صاحب سے گفتگو ہیں:

اخبار و اذکار

مرتبہ: ف. ن. صاد

سرسیّد ایوارڈ

سرسید فاؤنڈیشن انڈیا ہندوستانی مسلمانوں کے ۲۵ سالہ تعلیمی خدمات دینے والی شخصیت کو سرسید ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا ہے جو آل انڈیا محمڈن انسٹی ٹیوٹ آف جنرل اسٹڈیز حیدر آباد کے زیر اہتمام دیا جائے گا، مسلم اقلیتی طبقہ کا یہ اعلیٰ ترین اور منفرد اعزاز ہوگا، جو ہر سال سرسید احمد خان کی یوم پیدائش کے موقع پر ۱۷ اکتوبر کو دیا جائے گا سال ۹۱ء کے جن ناموں کی فہرست تیار کی گئی ہے وہ اس طرح ہے، کیرل اے غفور، تمل ناڈو بشیر، مہاراشٹر رشید انجینئر، دہلی حکیم عبدالحمید کرناٹک ممتاز احمد خان، آندھرا پردیش خلیل اللہ حسینی، نواب شاہ عالم خان میں کسی ایک کا انتخاب کیا جائے گا.

مراٹھی میں قرآن مجید کا اجراء

جماعت اسلامی بمبئی کی زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں قرآن شریف کے مراٹھی ترجمہ کا اجراء امیر جماعت اسلامی مولانا سراج الحسن صاحب کے مبارک ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس یادگار تقریب میں غیر مسلم حضرات بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ یہ تقریب ۹ اکتوبر کی شام کے، سی، کالج چرچ گیٹ میں ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر روی بھینکر (ماہر نفسیات) ڈاکٹر عبدالستار دلوی (شعبہ اردو بمبئی یونیورسٹی) یو ایم پٹھان (صدر کل ہند مراٹھی ساہتیہ سمیلن) ایڈوکیٹ بی سی کامبلے (سابق ایم پی) مسٹر ارون سیادھو (صحافی) مولانا عبدالقیوم اور رشید عثمانی صاحب نے تقریریں کیں۔

جلسہ کا آغاز حافظ محسن الدین کی تلاوت کلام پاک سے ہوا. بعد شہاب نانکوٹی نے مراٹھی ترجمہ پیش کیا۔ مولانا عبدالقیوم نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے ترجمہ کا کام مکمل کرنے پر عبدالجبار قریشی، قطب الدین میناراور مبارک حسین کا شکریہ ادا کیا۔

جماعت اسلامی نے ہندوستان کی بارہ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا ہے

خیر مقدمی تقریر کے بعد صدر جلسہ مولانا سراج الحسن صاحب کے ہاتھوں قرآن مجید کا اجراء عمل میں آیا۔ آپ نے شمس پیرزادہ کے خدمت کی سراہا کی جنھوں نے مراٹھی میں ترجمہ کا آغاز کیا تھا۔

ناظر کے فرائض مراٹھی میں شیخ فقیر محمد نے انجام دیئے۔

مستری ہائی اسکول رتناگری کا جشن سیمیں

تعلیمی امدادیہ کمیٹی رتناگری بمبئی نے ۴ ستمبر ۹۱ء کے منعقدہ میٹنگ میں مستری ہائی اسکول کی سلور جوبلی منانے فیصلہ کیا ہے، اس تعلق سے اس نے کئی ذیلی مجلس قائم کی ہیں تاکہ پروگرام کو روبعمل لایا جائے۔

ڈرامے ڈرامے ڈرامے

امسال بھیلا بال سیوا (ٹرسٹ) مالیگاؤں کی جانب سے ڈراموں کے تحریری انعامی مقابلے کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے. اردو ادب میں اچھے معیاری ڈراموں کا فقدان ہے. اردو داں طبقہ ڈرامہ نگار حضرات کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی سے گریز کرتا ہے، جس کی وجہ سے اردو میں ڈراموں کو وہ مقام نہیں مل سکا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔

اس فن کو زندہ اور اجاگر کرنے کے لئے ڈرامہ نگار حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ فی الحال وہ اپنے ادب اطفال پر مبنی یک بابی ڈرامے ادارے کو روانہ کریں ان ڈراموں کا انتخاب ڈرامہ نگاری سے متعلق دلچسپی رکھنے والے ممتاز ماہرین و دانشور کریں گے۔ منتخب ڈراموں پر ادارہ ڈرامہ نگار کو انعام سے نوازے گا. اور ان ڈراموں کو کتابی شکل میں شائع کرے گا. یہ ڈرامے وقتاً فوقتاً اسکولوں وغیرہ کے ثقافتی پروگراموں میں اسٹیج بھی کئے جائیں گے۔

رابطہ کے لئے: بزم ادب لاردو گھر ۲۳۲ ہزارکھولی۔ مالیگاؤں۔ فون ۲۱۵۱۶

مسلم ویلفیر سوسائٹی منڈن گڈھ کی نمایاں کارکردگی

مخلص اور سرگرم سماجی کارکن الحاج عبدالقادر عمر ساٹھے (رانکوٹ) کی صدارت میں تشکیل شدہ مسلم ویلفیر سوسائٹی منڈن گڈھ تعلقہ نے اپنے اجراء کے بعد سے مختصر سی مدت میں بہت مستحسن اقدامات کو عملی صورت دینے میں کامیابی حاصل کرلی ہے، یہ سوسائٹی پورے تعلقہ کے مسلم آبادی پر مشتمل گاؤں میں اپنے مساعی سے یک جہتی

امن و آشتی اور اتفاق و اتحاد پیدا کرنے میں کامیاب رہی ہے۔

پچھلے ہیبہ سوفیع بہاپرل (تعلقہ منڈن گڑھ) کے مسلم سماج میں باہمی اختلافات نے بدترین حالات پیدا کر دیے تھے۔ مگر مسلم ویلفیر سوسائٹی منڈن گڑھ تعلقہ کے صدر الحاج عبدالقادر ساٹھے عبدالسلام برکار، ستار بھائی برکار، ریاض برکار، ابراہیم موڈک، عبدالرشید داکھلکر، اسماعیل واکھلکر، احمد صاحب مقادم، حاجی یوسف بیونکر، فاروق سوارے، امن کمیٹی رائے گڑھ کے صدر عبدالرشید احسانے شیخ حسن قاضی، ایڈوکیٹ خطیب ایچ بی مقدم غلام محمد پٹیل، الفلاح دشیمکھ محمد صاحب مقادم عبدالوہاب مقادم، اور دیگر نوجوان قوم نے ایک ہنگامی میٹنگ کا انعقاد کر کے انتہائی مستحسن انداز سے اس تنازعے کا پرامن انداز میں فیصلہ کرادیا ساؤتھ افریقہ سے بھی لوگوں نے بھی اس سمجھوتے اور سارے فیصلے کی پذیرائی کی۔

مسلم ویلفیر سوسائٹی تعلقہ منڈن گڑھ نے بہاپرل کے تنازعے سے پہلے موضوع بندری ولوتہ ہنبولہ، جیسے کئی اور گاؤں کے اختلافات کو بھی کامیابی سے ختم کر کے بہت شاندار اور حوصلہ افزا فضا پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ خدا ندرہ مسلمان قوم کو ایمان کی روشنی میں اتفاق و اتحاد سے رہنے کی توفیق عطا کرے

(از جاوید دروے (بانکوٹ)

انجمن اسلام باندرہ میں جلسہ تقسیم انعامات

۱۱ اکتوبر ۹۱ء کو انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول و جونیئر کالج باندرہ میں جلسہ سیرت النبی برائے طلبہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔

پرنسپل محترمہ رشیدہ قاضی صاحبہ نے اپنی تقریر میں حضور کی حیات طیبہ کے روشن پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ پرنسپل صاحبہ کی تقریر کے بعد رسم گلپوشی ادا ہوئی۔

صدر جلسہ اور صدر انجمن کے ہاتھوں مسز اوشا شندے اور وسیم سید (جن کی رہبری میں طالبہ شبنم جمیل نے مہندی مراٹھی میں بورڈ کا اول انعام ملا تھا) کو انعامات تقسیم کئے حاضر طالبات کی کارکردگی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ڈاکٹر جمخانہ والا نے پانچ سو روپیہ اسکول کے ہیڈ پونٹ کو، ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے تین سو روپیہ حصہ لینے والی طالبات کو اور مسز عائشہ شیخ نے ۔۔ ۱۱سو روپے ٹیچرز کو بطور انعامات عنایت کئے۔

اردو اکاڈمی کے نئے صدر

امسال فروری ۱۹۹۱ء میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کی تشکیل نو کے وقت پروفیسر جاوید خان وزیر اوقاف و ہاؤسنگ وغیرہ نے اردو اکاڈمی کی درخواست پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب شرد پوار نے اردو اکاڈمی کی صدارت کی ذمہ داری قبول فرمائی تھی، چند ماہ قبل شری شرد پوار کے بحیثیت وزیر دفاع مرکز میں چلے جانے کے بعد اردو اکاڈمی کے صدر کی جگہ خالی ہوگئی تھی۔

پچھلے دنوں پروفیسر جاوید خان کی درخواست پر مہاراشٹر کے نئے وزیر اعلیٰ شری سدھاکر راؤ نائیک نے اردو اکاڈمی کی صدارت قبول کرلی۔

آپ نے اردو اکاڈمی کا بجٹ جو ۹۲-۹۱ء کے لئے ۱۶ لاکھ روپیہ منظور ہوا تھا اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے پچیس لاکھ روپیہ کر دیا ہے، اب امید ہے اردو اکاڈمی کی کارکردگی میں مزید بہتری پیدا ہوگی۔

اردو اکاڈمی کے بجٹ میں ۹ لاکھ روپے کا گرانقدر اضافہ پروفیسر جاوید خان صاحب کی ذاتی دلچسپی اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔

بہاپرل مسلم جماعت میں باہمی سمجھوتہ

اتوار ۲۰ اکتوبر ۹۱ء بہاپرل کی مسلم جماعت میں پچھلے دو تین سالوں سے چلنے والے تنازعہ نے ۲۴ جولائی ۹۱ء کو بہت ہی سنگین صورت اختیار کی اور معاملہ کورٹ تک پہونچا۔ آخر منڈن گڑھ مسلم ویلفیر کمیٹی نے پہل کر کے اس سنگین تنازعہ کو سلجھانے کے لئے مہاڈ پولاڈپور تعلقہ مسلم امن کمیٹی کے صدر جناب عبدالرشید احسانے نائب صدر شیخ حسین قاضی، جنرل سکریٹری جناب غلام محمد پٹیل، قانونی مشیر ایڈوکیٹ خطیب سرپرست، ایچ. بی. مقدم اور علی خان عرف الفلاح دشیمکھ صاحب کو مدعو کیا، ویلفیر کمیٹی کے صدر الحاج عبدالقادر ساٹھے صاحب کی صدارت میں ۲۰ اکتوبر کو منعقدہ جلسہ میں یہ حضرات شریک ہوئے، فریقین میں کافی بحث و مباحثہ ہوا، کمیٹی کے اراکین نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر ملی اتحاد کی اہمیت کو واضح کیا کمیٹی کی ساعی جمیلہ سے فریقین راضی ہوگئے اب وہ ہر کام متفقہ طور پر ہی کریں گے واقعی یہ بڑا ہی مستحسن اقدام تھا جس کی

وجہ سے تمام علاقے میں مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

——— غلام محمد پٹیل

مہاراشٹر میں تین سال تک مدارس کھولنے کی اجازت نہیں!

قارئین کو یہ جان کر بے حد تعجب ہوگا کہ مہاراشٹر حکومت تین سال تک کسی بھی پرائیوٹ ادارہ کو نیا ہائی اسکول کھولنے کی اجازت نہیں دے گی، دستور کے مطابق حکومت ہر سال ۱۵ اکتوبر کو پرائیوٹ تعلیمی اداروں سے نئے ہائی اسکول کھولنے کی درخواستیں طلب کرتی ہے۔ لیکن امسال ہر ضلع کے ایجوکیشن انسپکٹر دفتر نے درخواستیں قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے کہ محکمہ تعلیم، حکومت مہاراشٹر نے نئے سرکیولر کے مطابق تین سال تک نئے سکنڈری مدارس کھولنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

محکمہ تعلیم، حکومت مہاراشٹر نے جون ۱۹۹۱ سے تقریباً ڈھائی سو نئے اسکول جاری کرنے کی اجازت دی لیکن ان میں صرف آٹھ ہائی اسکول اردو زبان کے ہیں۔

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی، انجمن ترقی اردو اور اقلیتی سیل وانجمن، تعلیمی سماجی اداروں اور اردو مدارس کے مسائل حل کرنے کے لئے پیش قدمی کریں تو بہتر ہوگا۔

——— ابراہیم خان طالب

چپلون ایجوکیشن سوسائٹی کا سالانہ جلسہ عام

چپلون مورخہ ۳ نومبر چپلون ایجوکیشن سوسائٹی کا سالانہ جلسہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو سوسائٹی کے صدر جناب کے ایس حبیبی کی صدارت میں مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون میں منعقد ہوا۔

سوسائٹی کے جنرل سکریٹری جناب عبدالغنی شرف الدین کھرڈس نے گذشتہ سالانہ جلسہ کی روداد سالانہ رپورٹ ۹۲-۱۹۹۱ء کے بجٹ وغیرہ پر روشنی ڈالی جس پر حاضرین جلسہ میں بحث و مباحثہ ہوا، اور اسے بھی پیش کیا جسے منظوری دی گئی، حاضرین جلسہ نے سوسائٹی کی بہتر کارکردگی پر خوشی کا اظہار کیا۔

فیاض احمد فیضی اکادمی کے ممبر سکریٹری

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی بورڈ میٹنگ منعقدہ ۵ اکتوبر ۹۱ء میں ممبران نے متفقہ طور پر جناب فیاض احمد فیضی کو ممبر سکریٹری منتخب کیا۔

اس سے قبل سابق ممبر سکریٹری جناب یوسف ناظم نے خرابی صحت کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا تھا اور جوائنٹ سکریٹری بہ حیثیت کارگذار ممبر سکریٹری کام انجام دے رہے تھے۔

عالمی بینک کیا ہے؟

عالمی بینک اقوام متحدہ کے ذریعہ قائم کیا گیا ایک ایسا بینک ہے جو اپنے ممبران ممالک کو ترقیاتی کاموں کے لئے قرض دیتا ہے، ۲۷-۱۲-۱۹۴۵ کو اس بینک کا قیام ہوا تھا۔ اس وقت ۲۹ ممالک اس کے ممبر تھے۔ ۱۹۴۶ء میں اس کا صدر دفتر امریکی راجدھانی واشنگٹن میں قائم کیا گیا۔ تب سے اس کے ممبران کی تعداد بڑھتے بڑھتے اب تقریباً ۱۵۰ ہوگئی ہے۔ اس بینک میں سب سے زیادہ سرمایہ امریکہ، انگلینڈ، مغربی جرمنی، فرانس بھارت، کناڈا۔ اور جاپان کا ہے تو ان کے بعد لبنان، اسرائیل، سری لنکا، انڈونیشیا، افغانستان لیبیا، صومالیہ، یوگوسلاویہ وغیرہ کا نمبر آتا ہے۔

عالمی بینک کے ذریعے ممبران ممالک کے ترقیاتی منصوبوں کو قرض دیا جاتا ہے، قرض کی ادائیگی کی صورت سہل رکھی جاتی ہے۔ علاوہ اس کے ترقیاتی منصوبوں کو پورا کرنے میں عالمی بینک تکنیکی تعاون بھی دیتا ہے۔ ممبران ممالک کا لگایا ہوا پیسہ ہی قرض کی شکل میں ضرورت مند ملک کو آسان شرطوں پر دیا جاتا ہے، خصوصاً ریل۔ ڈاک۔ تار۔ پانی برقی قوت سڑکیں وغیرہ جیسے فلاح عام کے کاموں کے لئے قرض دیا جاتا ہے۔

میڈیکل سیمینار او جلسہ اعزاز

کوکن میڈیکل سوشل فورم کی جانب سے ۲۰ اکتوبر ۹۱ء کو ہوٹل بیلا ونیٹا میں میڈیکل سیمینار اور جلسہ اعزاز منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں جناب پروین بھوسلے (وزیر ایکسائز پلاننگ حکومت مہاراشٹر) نے بطور مہمان خصوصی موجود تھے دیگر معزز مہمانوں میں سلیم زکریا (چیرمین حج کمیٹی) اور گوونذ راؤ آدک (چیرمین روڈ ٹرانسپورٹ مہاراشٹر) تھے۔ آغاز میڈیکل سیمینار سے ہوا۔ جس میں ڈاکٹر ظہیر قاضی، ڈاکٹر وقار شیخ اور ڈاکٹر شیخانی نے مختلف امراض اور ان کے علاج پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان حضرات کے لکچر نئے ڈاکٹروں کے لئے کافی مفید اور معلوماتی تھے۔ بعدازاں نئے ڈاکٹروں کو ان کی کامیابی پر اعزاز دیا گیا فورم کے چیرمین ڈاکٹر حسین محاکور نے سبھی مہمانوں کا استقبال کیا تعارف پیش کیا۔ اور فورم کی کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی آپ نے

فورم کے اگلے اقدام کی بھی معلومات دی۔ بھونسلے صاحب نے فورم کی کارکردگی کو سراہا اور کوکن کے ڈاکٹروں کو اتنی بڑی تعداد میں ایک پلیٹ فارم پر دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور فورم کو ہر طرح کا تعاون دینے کا وعدہ کیا ڈاکٹروں سے موصوف نے کہا کہ وہ کوکن میں بھی جاکر غریب عوام کے لئے کام کریں۔ بزم کیفی کے چیرمین سلیم زکریا صاحب نے اپنے انوکھے انداز میں فورم کے کاز کو سراہا۔ موصوف نے کہا کہ فورم کا ایک سینٹر بنانا ضروری ہے جس کے لئے مہاراشٹر حکومت سے رجوع کیا جائے سینٹر بننے سے عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کی جاسکتی ہے۔

جناب گووندراؤ اڈک صاحب نے ممبران کی محنت اور لگن کی تعریف کی۔ اور اپنا پورا تعاون دینے کا وعدہ کیا۔ جنرل سکریٹری جناب امتیاز کونڈکری نے مہمانوں کی گلپوشی کی اور پرخلوص انداز میں شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر اردو اکیڈمی کا پریس اعلامیہ

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی بورڈ میٹنگ میں پدمشری جاوید خان چیرمین اردو اکیڈمی، وزیر ہاؤسنگ و اوقاف حکومت مہاراشٹر نے فرمایا کہ حکومت مہاراشٹر کی پالیسی، اقلیتی اداروں بالخصوص اردو اداروں کی بابت قطعی واضح اور مفید ہے آپ نے مائناریٹی سرٹیفکیٹ کی افادیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد اسکول انتظامیہ کو چند خصوصی اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے انتظامیہ قانونی ضابطوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے معیار کا پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر، سینئر ٹیچر، سینئر کلرک، پیون کا تقرر کرسکتی ہے۔

مذکورہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے ڈپٹی ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کو درخواست کے ساتھ بیس روپے کے اسٹامپ پیپر پر سوسائٹی یا ٹرسٹ کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ، اغراض و مقاصد کی نقل، آڈٹ رپورٹ، کمیٹی ممبران کی لسٹ، اسکول میں اقلیتی طلبہ کی تعداد فراہم کرنی ہوتی ہے۔ واضح ہے کہ جن اداروں میں پچاس فیصد سے زائد انتظامیہ کے ممبران اقلیتی فرقہ کے موجود ہیں وہ ادارہ اقلیتی کردار کا مستحق قرار پاتا ہے۔

وزیر موصوف نے مزید بتایا کہ مائناریٹی سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے جن اداروں نے تمام ضابطوں کی خانہ پری کرتے ہوئے درخواست دی ہے اور انہیں ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے وہ ان کے دفتر واقع منترالیہ سے رجوع ہو سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر کسی ادارے کو اسکول کھولنے کی اجازت نہیں ملی ہے تو وہ درخواست چالان رسید وغیرہ پر مشتمل تمام ضروری کاغذات کے ساتھ کارروائی کی ایک نقل دفتر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی، محکمہ جی اے ڈی، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، اٹھارواں منزل بمبئی ۴۰۰۰۳۲ پر روانہ فرمائیں تاکہ محکمہ تعلیمات سے منظوری دلانے میں تعاون کیا جاسکے۔

محمد اسلم جلگاؤکر کو مبارک باد

تھانے ضلع اردو ٹیچر کار سنگھ کا خازن مقرر ہونے پر ہم جناب محمد اسلم جلگاؤکر (پارٹنر عرفات بلڈرس، جلگاؤکر کالونی) ممبرا کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بمبئی کے نئے میونسپل کمشنر

شری شرد کالے نے ۲۶ نومبر ۱۹۹۱ء کو بمبئی کے نئے میونسپل کمشنر کا چارج لے لیا جبکہ سابق میونسپل کمشنر شری پدمانبھیا کو میونسپل سکریٹری کی حیثیت سے پلاننگ ڈپارٹمنٹ میں تبادلہ کر دیا گیا ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے

کتابوں کی اشاعت اور جزوی مالی امداد کا اعلان

مہاراشٹر اردو اکیڈمی نے بعض کتابوں کی اشاعت، اور بعض کے لئے جزوی مالی امداد فراہم کرنے کے لئے ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپے کی رقم منظور کی ہے۔

اکیڈمی ایک لاکھ پچیس ہزار روپے خرچ کر کے جن کتابوں کو خود شائع کرے گی وہ اس طرح ہیں۔

دلبستان (حسن نعیم) ناگپور میں اردو کا ارتقائی سفر، ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل، مقالاتِ اور بکٹیریالوجی (ڈاکٹر کرنل محمد عرفان) کمپیوٹر اور اس کی تکنیک (عبدالباری مومن) ہم اور ہمارے تہوار (عین وت) زمین کے تارے (محمد رفیع انصاری) اور چاند ستارے (اسحاق خضر)۔

علاوہ ازیں جن مسودوں کے لئے اکیڈمی نے جزوی مالی امداد منظور کی ہے وہ اس طرح ہیں۔

موم سے جڑے پنکھ (مشتاق اعظمی بھیونڈی) اپنے حصے کی دھوپ (منظر سلیم۔ بمبئی)

سرخ رومال والے (مجید انور۔ مالیگاؤں) تیسرا سفر (نذیر فتح پوری۔ پونا) دھوپ کا سفر (اثر فیض آبادی۔ بمبئی) جہات (شاہد لطیف، بمبئی) سوغات منظر (منظر ملکاپوری) مرحوم جدید شعری تنقید۔ صفدر ردفی) اور تاریخ خاندیش کے بکھرے اوراق (اکبر رحمانی ملگاؤں)

بزم شعر و ادب کوکن بمبئی

بزم ہذا کی نشست جو ۲۳ نومبر ۱۹۹۱ء کو ہونے والی تھی ملتوی کر دی گئی ہے اگلی نشست انشاء اللہ ۲۱ دسمبر کو گورنمنٹ ہال اپارٹمنٹ میں منعقد ہوگی جس کی صدارت جناب محمود الحسن ماہر صاحب فرمائیں گے۔

مصرعۂ طرح ہے۔

بچا کے تھوڑی سی اپنی گلاس میں رکھیئے

ق ـ ر

نامہ نگار۔ سعید کنول سکریٹری

بیگم عزیزہ داؤد نائیک ہائی اسکول رتناگری میں اسٹڈی کیمپ

ینگ فرینڈس ویلفیر سوسائٹی شرگاؤں۔ مقیم بمبئی کے زیر اہتمام رتناگری ضلع کے ایس ایس سی کے طلبا و طالبات کے لئے بیگم عزیزہ داؤد نائیک ہائی اسکول میں ۲۷ر اکتوبر ۱۹۹۱ء سے ۹ر نومبر ۱۹۹۱ء تک ایک اسٹڈی کیمپ منعقد کیا گیا تھا۔

اسٹڈی کیمپ کا افتتاح عزیزہ داؤد نائیک ہائی اسکول کی پرنسپل محترمہ حمیدہ آر آدٹے صاحبہ نے کیا۔ اس کیمپ میں رتناگری ضلع کے مختلف اسکولوں کے کل ۵۶ طلبا و طالبات نے شرکت کی۔

بمبئی اور ہرنئی سے آئے ہوئے قابل اور تجربہ کار اساتذہ نے طلبا کی انگریزی ریاضی، سائنس اور سوشل سائنس میں رہبری کی کیمپ کے ناظم جناب ظفر ابراہیم (مقدر) مغل تھے۔ انتظامی امور کی ذمہ داری جناب سعید کنول نے سنبھالی۔ اساتذہ میں جناب

جناب بسم اللہ شیخ (انگریزی)

(انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی)

جناب شمیر علی (سائنس)

(انجمن اسلام " " ")

جناب نعمان شیخ (سوشل سائنس)

(نیشنل ہائی اسکول، ہرنئی)

جناب دوست محمد شاداب (ریاضی)

(ایل آئی سی آف انڈیا۔ بمبئی)

(جامع اصلاح البنات، بمبئی)

شریک تھے۔

اساتذہ نے مقررہ اوقات کے علاوہ بھی طلبا کی انفرادی رہنمائی کی۔ یہ کیمپ میں شرکت کرنے والے طلبا کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوگا۔

بزم اردو قطر کی جانب سے میر تقی میر سیمینار

۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۱ء جمعرات دوحہ کے فائیو اسٹار ہوٹل رمادا میں میر تقی میر سیمینار کا انعقاد ہوا۔ جس میں ہندوستان سے پدم شری پروفیسر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صاحب اور نوزان میں ہفت روزہ تھا کے مدیر اعلیٰ سلمان ہاشمی اور پاکستان سے متعدد کتابوں کے مصنف پروفیسر ڈاکٹر سلیم اختر صاحب نیز بزم اردو قطر کے بانی جناب برنیا بوترابی صاحب شریک تھے۔

انڈین ایمبیسی کے سکریٹری اول محترم لطیف الرحمن جعفری صاحب معزز مہمانوں میں شامل تھے اور پاکستان ایمبیسی کے محترم جناب شیر زئی جنوری صاحب صدر جلسہ رہے بزم اردو قطر کا تعارف بزم اردو کے سابق سکریٹری محمد ممتاز راشد نے کیا۔ مہمانان کا تعارف نائب صدر قاضی فراز احمد نے کیا۔ نظامت کے فرائض جنرل سکریٹری سید شمیم حیدر نے ادا کئے۔ صدر بزم سید جشید الحسن صاحب نے خطبہ استقبالیہ دیا۔

پدم شری محترم ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صاحب محترم پروفیسر ڈاکٹر سلیم اختر صاحب جناب برنیا بوترائی صاحب، نوزان کے ایڈیٹر جناب سلمان ہاشمی صاحب، قطر سے جناب جلیل الرحمن راز صاحب نے مقالات پیش کئے جو حاضرین نے دلچسپی سے سنی، قطر میں یہ کسی شاعر کا پہلا سیمینار تھا جو توقع سے زیادہ کامیابی سے ہم کنار ہوا۔ (رپورٹ کاف اصغر)

نقش کوکن کی شرح خریداری

(اندرون ملک)

سالانہ: ساٹھ روپے

تاحیات: چھ سو روپے



حکومت مہاراشٹر کے وزیر برائے پلاننگ، بندرگاہ اور اکسائز شری پدم سنہا کھیوسنلے مہوٹا ایلا
پنڈا میں منعقدہ کوکن میڈ کو سوشل فورم کے سیمینار اور جلسہ اعزاز میں حاضرین سے خطاب فرما
رہے ہیں۔

تصویر میں بائیں سے ڈاکٹر انبانہ (فورم کے جنرل سکریٹری) ڈاکٹر قاضی، جناب سلیم زکریا
ایم ایل اے اور حج کمیٹی کے چیرمین، ڈاکٹر حسین ٹھاکور (فورم کے صدر) اور مہاراشٹر
ایس ٹی اور ٹرانسپورٹ کے چیرمین شری گوونداؤ اڈیک نظر آرہے ہیں۔

چیلون مقابلہ کی تاریخ میں تبدیلی

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم بمبئی کے زیر اہتمام
ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے رتنا گری ضلع کے
مقابلے مہاراشٹر ہائی اسکول چیلون ۲۴ رنومبر ۱۹۹۱ء
ہونے والے تھے مگر اسی روز ڈ اں میونسپل
الیکشن ہونے کی وجہ سے تاریخ بدل کر ۱۴ دسمبر
۱۹۹۱ء کردی گئی ہے
جن ہائی اسکول کو سرکولر بھیجے گئے تھے
انہیں اس تبدیلی سے بھی مطلع کیا گیا ہے نیز روز
نامہ اردو ٹائمز کی اشاعت ۱۸ رنومبر ۱۹۹۱ء اور
روز نامہ انقلاب کی اشاعت بتاریخ ۲۰ رنومبر ۱۹۹۱ء
یہ خبر شائع کی گئی ہے۔
چیلون، سینٹر سے جو ہائی اسکول منسلک
ہیں ان سے گذارش ہے کہ طلبہ وطالبات
مع نگراں اساتذہ ۱۴ دسمبر ۹۱ء کی
صبح دس بجے تک سینٹر پر حاضر ہوں۔

سکریٹری

کونٹی کونسل کا پہلا مسلم کونسلر

کوکن کا مایۂ ناز فرزند جناب فاروق احمد
ابن نقیبہ محمود صوبیدار جن کا آبائی وطن موضع
اگروادا تعلقہ مہسلہ ضلع رائے گڈھ ہے
اور فی الوقت لیسٹر انگلینڈ میں مقیم ہیں لیسٹر
سائر کونٹی کونسل کے پہلے مسلم کونسلر ہیں جنہیں
بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی ۲ ستمبر
۱۹۹۱ء کو آپ کونسل کے عالی مرتبت عہدہ پر
فائز ہو چکے ہیں۔ کوکنی مسلم برادری کے لئے
یہ ایک بڑا اعزاز اور قابل فخر بات ہے۔ ہم اسی
موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
موصوف کی بیشتر تعلیم بمبئی میں پوری ہوئی
اور فارسی مضمون کے لئے آپ کو جناب شرف
کمالی کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مسجد المومنین

کوکنی مسلم ویلفر سوسائٹی بلیک برن
انگلینڈ کی "مسجد المومنین"، (تعمیر ۱۹۸۲ء)
کے بازو میں باسٹھ ہزار پاؤنڈ مالیت
سے ایک منزلہ عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور اوپر
کے منزلے پر دینی درسگاہ کے لئے چھ کمروں
کا انتظام ہو کر یہاں پیر سے لے کر جمعہ تک
ہر روز ۵ بجے سے لے کر شام کے ۷ بجے تک
قابل مدرس اور علماؤں کے زیر نگرانی مذہبی
درس تعلیم دی جاتی ہے، کوکنی، گجراتی اور
پاکستانی طلبہ وطالبات ملا کر تقریباً ڈیڑھ سو
بچے تعلیم لے رہے ہیں۔ علاوہ فی الوقت ۱۰ طلبا
حفظ قرآن میں زیر تعلیم ہیں۔
نیچے کا ہال کمیٹی ہذا کے منعقدہ پروگرام کے
لئے مخصوص ہے، سوسائٹی ایک اور بڑا ہال
تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس میں
شادی بیاہ کی بڑی کارروائیاں انجام پائیں
نوجوانوں کے لئے کھیل کود کا انتظام ہو اور
عمارت کے اندر لائبریری اور دیگر سہولیات

مہیا ہو سکیں، دعا ہے اللہ میاں سوسائٹی کو اس نیک منصوبے میں کامیابی و کامرانی نصیب کرے۔

(مرسلہ۔ ابراہیم بغدادی۔ بلیک برن)

کراچی میں کوکن ایجوکیشن سوسائٹی

کراچی (پاکستان) میں کوکن مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ گرچہ کہ انہیں پاکستان کے حقوق شہریت حاصل ہیں مگر انہیں اپنے آبائی وطن سے اس قدر محبت ہے کہ انہوں نے وہاں کوکن کیمونٹی سینٹر، کوکن کالونی، کوکن ہال وغیرہ مراکز قائم کر کے کوکن بھائیوں کو آپس میں جوڑے رکھا ہے۔

حال ہی میں ۶ ستمبر کو بلدیہ ٹاؤن کے نوجوانوں نے بچوں میں ٹیکنیکل تعلیم کا ذوق و شوق پیدا کرنے اور حصول تعلیم میں آنے والی دشواریوں کا ازالہ کرنے کے عزم سے کوکن ایجوکیشن سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے، جہاں فری کوچنگ ٹائپنگ، انجنک وغیرہ کورسیز کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(نامہ نگار۔ آصف سہیل)

انگلینڈ سے اسپورٹس کی خبریں

حسب سابق برمنگھم کی "طوفان" ٹیم کے زیر قیادت والی بال کا ٹورنامنٹ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوا۔ جس میں مقامی ٹیموں کے علاوہ لیسٹر، بلیک برن اور والتھم اسٹو لندن کی ٹیموں نے بھی شرکت کی۔ سیمی فائنل تک مختلف ٹیموں میں مقابلے ہوئے۔ ینگ اسٹار بلیک برن اور والتھم اسٹو کے مابین سیمی فائنل مقابلہ ہوا۔ والتھم اسٹو کی جیت ہوئی۔ فائنل مقابلہ میزبان ٹیم طوفان کے ساتھ ہوا۔ اور طوفان ٹیم کو فتح حاصل ہوئی۔ گذشتہ دنوں بلیک برن ٹورنامنٹ میں بھی اسی ٹیم کا پلہ بھاری رہا تھا۔

گو ان اسپورٹس کی سرگرمیوں کے ساتھ اگر ہمارے نوجوان تمام اسپورٹس کلبوں میں مزید انڈور اور آؤٹ ڈور کھیلوں کا اضافہ کریں تو شائقین میں باہمی تعلقات اور خیر سگالی کا جذبہ جاگزیں ہونے کا قوی امکانات ہیں جس کی فی زمانہ اشد ضرورت ہے

نامہ نگار۔ ابراہیم بغدادی

نقش نواز

ہم جناب آئی وائی سولکر اور جناب عبدالمجید یوسف مجگاؤنکر صاحب کے شکر گذار ہیں کہ آپ دونوں نے مل کر نقش کوکن کے بھرتے خریدار فراہم کئے۔ نقش کوکن کی توسیع اشاعت میں ان دونوں حضرات کا تعاون ہمیں ہمیشہ حاصل رہا ہے

ان حضرات نے خریدار بنانے کی مہم کا آغاز اپنے گاؤں سے کیا ہے اور انشاء اللہ ضلع رتناگری کے دیگر مقامات کا دورہ کر کے نئے خریدار بنانے والے ہیں سولکر صاحب اور مجگاؤنکر صاحب کی اس کرم فرمائی کے لئے ہم تہ دل سے شکر گذار ہیں

(ادارہ)



پرنسپل ابراھیم خان طالب مستری ٹیکنیکل ھائی اسکول کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے۔ ان کی داھنی جانب جناب محمود داؤد مستری جناب ایم ڈی نائیک جناب عبدالحمید داؤد مستری لائن عبدالکریم قاضی اور جناب فضل ماسٹر نظر آرھے ہیں

آل کوکن مقابلوں کا پہلا دور

ضلعی سطح پر ہونے والے مقابلوں کی سیریز میں پہلا مقابلہ نوجیون ہائی اسکول راجہ پور میں ۲۳، نومبر ۹۱ء کو منعقد ہوا۔ ضلع سندھودرگ کے دو اور ضلع رتناگری ساوتھ کے چھ اس طرح ۸ ہائی اسکولوں کے لئے یہ مرکز قائم کیا گیا تھا۔ ہائی اسکول کے صدر مدرس جناب سید اسرار احمد اور ان کے ساتھی اساتذہ کے علاوہ سوسائٹی کے اعلیٰ عہدیداران اور شہر کی برآوردہ علم دوست شخصیتیں انتظام و انصرام میں پیش پیش تھیں، بالخصوص جناب باوا صاحب قاضی جناب عثمان جوگلے، جناب یوسف قاضی، جناب قطب الدین ماباری کا تعاون پروگرام کا جان تھی۔ جناب فیاض احمد صابری ایڈوکیٹ نے صدارت فرمائی، اور جناب آئی و ائی سولکر بطور مہمان خصوصی شریک تھے، (اس لئے کہ پروگرام کے کفیل جو اس خطہ کی ایک معروف علم دوست شخصیت ہیں حاضر مجلس نہ ہوئے، لہٰذا سولکر صاحب نے پروگرام کو رونق بخشی) جناب غنی غازی، جناب عبدالرحیم مھاپڑیکر ریٹائرڈ اسے ڈی ای آئی اور ایک نوجوان صاحب علم جناب آصف جوگلے (جو مقامی بزم اردو کے سوریہ ہیں) نے ججوں کے فرائض انجام دیئے فورم کے جوان عمر اور جوان عزم ساتھی جناب مبارک کاپڑی نے پچھلے سال جنرل نالج کے مقابلے منعقد کرکے اردو ہائی اسکولوں کو چونکا دیا تھا۔ اس سال اس میں انگریزی زباندانی کے مقابلے نے ایک نئی تحریک پیدا کردی ہے۔ راجہ پور سینٹر پر حاضرین کی ایک بڑی تعداد نے اس پروگرام کو پسند کیا۔ صدر جلسہ جو ماضی میں ایک کامیاب صدر رہے ہیں انہوں نے خطبہ صدارت میں اس پر اپنے گہرے تاثرات کا اظہار کیا۔

مقابلہ کے کامیاب طلبہ

تقریری مقابلہ میں اول انعام نوجیون ہائی اسکول راجہ پور کا طالبعلم مقصود قطب الدین ماباری نے حاصل کیا۔

تقریری مقابلہ کا دوسرا انعام:
مستری ہائی اسکول کی طالبہ فردوس مجگاؤنکر کے حصہ میں آیا۔

تقریری مقابلہ کا تیسرا انعام:
سینٹرل اردو ہائی اسکول ساونت واڑی (ضلع سندھودرگ) کا طالب علم زبیر عباس باغبان کو ملا۔

جنرل نالج کا اول انعام:
نوجیون ہائی اسکول راجہ پور کے طلبہ مصنور علی یوسف قاضی اور صالحہ ابوبکر واگھو نے حاصل کیا۔

جنرل نالج کا دوسرا انعام
مستری ہائی اسکول رتناگری کے طلبہ زبیر عالم سید ایم ملا اور عادل اقبال راجپورکر کو ملا۔

انگریزی زباندانی کا پہلا انعام
مستری ہائی اسکول رتناگری کی طالبہ مہر نگار عبدالحمید بڑگئے نے حاصل کیا۔

انگریزی زباندانی کا دوسرا انعام
نوجیون ہائی اسکول راجہ پور کی طالبہ صالحہ ابوبکر واگھو نے پایا۔

بقیہ

انعام میں نقد رقم کے علاوہ ایک سند امتیاز اور جناب شرف کمال کی جانب سے ان کی کتاب صحیفہ حکمت پیش کی گئی۔

ان سبھی مقابلوں میں جن کامیاب امیدواروں نے اول اور دوم نمبر پایا انہیں ایک بار پھر مقابلہ کے لئے بمبئی میں حاضر ہونا ہے۔ جو ۵ر جنوری ۱۹۹۲ء کو داؤد فاضل ہال ہائی آڈیٹوریم بمبئی میں منعقد ہوگا۔ کوکن کے چاروں اضلاع سے چنے گئے امیدواروں (ان) جو اول نمبر پائیگا وہ صحیح آل کوکن بیسٹ کہلائیگا۔

جنرل نالج ٹرافی

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے آل کوکن جنرل نالج کے فائنل مقابلہ میں جو ۵ر جنوری ۱۹۹۲ء کو داؤد فاضل سبھا ہال آڈیٹوریم ڈونگری بمبئی ۹ میں ہوگا۔ جس ہائی اسکول کے طلبہ اول انعام پائیں گے ان کا عالی جناب آدم نور صاحب کی جانب سے عطا کردہ گشتی ٹرافی پر قبضہ ہو جائے گا۔

پچھلے سال یہ ٹرافی نیشنل اردو ہائی اسکول کلیان ضلع تھانہ کے حصہ میں آئی تھی

دسمبر ۱۹۹۱ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

شادی خانہ آبادی

* محکمہ کسٹم کے (انفورسمنٹ) افسر ریٹائرڈ جناب گلزار خان کے فرزند اعجاز کا عقد مسعود کرائسٹ چرچ ہال بائیکلہ میں بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۹۱ء کو شاہین بنت سی آئی شیخ کے ساتھ انجام پایا

* دفتر نقش کوکن کے سابق ٹائپسٹ عبداللہ محمد گولندازکے فرزند اسلم کی شادی ساجدہ بنت شیخ محمد اسماعیل کے ساتھ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو ہیوم ہائی اسکول بائیکلہ میں انجام پائی.

* سابق وزیر اعلی حکومت مہاراشٹر بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے کی دختر مبینہ کا عقد مسعود اعجاز بن اے اے سید کے ساتھ اسلام جمخانہ لان مرین ڈرائیو بمبئی ۱۱ر نومبر کی شام انجام پایا۔

* ادارہ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست اور ڈونگری بمبئی کے ایک معروف پرنٹنگ پریس "امین آرٹ" کے مالک جناب ابراہیم انصاری کے فرزند عرفان کا عقد مسعود ثمیرہ بنت عبدالرحیم جوگلے متوطن سائی گاؤں تیگری (سریوردھن) کے ساتھ مسجد نور میں ۳ر نومبر ۹۱ء کو انجام پایا۔ اس کے بعد قیصر باغ میں استقبالیہ کی تقریب اور ۴ر نومبر ۹۱ء کو امین ہائی اسکول میں ولیمہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

ہماری دعا ہے کہ ان تمام نوبیاہتا جوڑوں کی اللہ تعالی ازدواجی زندگی کامیاب کرے اوران کے والدین کو یہ تقریب باعث شادمانی ثابت ہو.

* جناب محمد ایوب فجندار کے فرزند ناصر احمد کا عقد ۵ ار ستمبر ۹۱ء کو باٹلی انگلینڈ میں جناب مقبول کٹلوکر کی دختر منیرہ بیگم کے ساتھ انجام پایا.

* لندن میں کوکن مسلم ورلڈ فاؤنڈیشن کے رکن اور کوکن مسلم ایسوسی ایشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے سابق صدر جناب ابراہیم علی پرکار کے فرزند ساجد حسین پرکار کا عقد مسعود جناب محمد حسین پرکار کی دختر تبسم کیساتھ ۲۵ر اگست کو لیوٹن انگلینڈ میں انجام پایا

* جناب منیر محمد سمنگے ساکن پرتھ آسٹریلیا کی شادی شبیم بانو سراج الدین مرے کے ساتھ ۸ر جولائی ۹۱ء کو لندن میں انجام پائی

• جناب محمد قاسم چرفرے متوطن دسور تعلقہ مہاڈ کی دختر اور محمد علی جھٹام (جناب) کی بھانجی افسری کی شادی عبدالمجید لابوالے متوطن دیولی ضلع رائے گڑھ کے ساتھ ۱۰ نومبر ۹۱ء کو دہور میں انجام پائی

ڈاکٹر نائیک صاحب کا بیرونی دورہ

جدہ سعودی عربیہ میں منعقدہ میڈیکل کانفرنس برائے ذہنی امراض میں شرکت کرنے کی غرض سے مدیر نقش کوکن ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب جو ذہنی امراض کے ماہر معالج ہیں کچھلے مہینہ جدہ گئے تھے، کانفرنس سے فارغ ہوکر آپ نے عمرہ کیا اور روضۂ اطہر کی زیارت فرمائی.

مقامات مقدسہ کی زیارت اور میڈیکل کانفرنس میں شرکت کی وجہ سے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام راجہ پور میں منعقد ہونے والے آل کوکن مقابلے میں آپ شریک نہیں ہوسکے آپ کی عدم موجودگی میں اس تیم کی سربراہی جناب ایچ بی مقدم صاحب نے فرمائی.

گرولکوٹ تعلقہ چپلون کی ایک عالم شخصیت جناب مرزا علی بیگ صاحب کا ۶۸ سال کی عمر میں ۲۱ر نومبر ۱۹۹۱ء کو انتقال ہوگیا۔ مرحوم ایک نیک طبیعت اور مخلص انسان تھے. خدا انہیں غریق رحمت کرے۔

سوگوار :۔ ابراہیم چوگلے
مقیم جوہرز لوکھنڈ والا کمپلیکس۔ اندھیری۔ بمبئی.

انتقالِ پُرملال

مہر بھسلائی کو صدمہ

حکومت مہاراشٹر کے ریٹائرڈ سکریٹری اور اردو کے نامور شاعر جناب صدیق قادری المتخلص مہر بھسلائی کی رفیقۂ حیات کا ۲۵ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو واشی نئی بمبئی میں انتقال ہوگیا وہ ۶۶ سال کی تھیں اور کافی دنوں سے علیل تھیں۔

بھیونڈی کی مدعو فیملی کو صدمہ

جناب ابراہیم مدعو اور بلال مدعو کے بھائی جناب عبدالمجید کا ۲۶ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو بھیونڈی میں انتقال ہوگیا۔

غلام محمد سوداگر کو صدمہ

اردو کے معروف ادیب، ڈرامہ نگار و صحافی جناب غلام محمد سوداگر کی خالہ کا ضعیف العمری میں بمقام راہوری ضلع احمد نگر میں مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

کلیان میں حادثاتی موت

ٹٹوالا ضلع تھانہ کا خلیق نوجوان جناب اقبال غلام حسین کا ۲ر اکتوبر ۹۱ء کو بجلی کا شاک لگنے سے انتقال ہوگیا۔ مرحوم سینچری ریان کمپنی کلیان میں ملازمت کرتے تھے

شرگاؤں کے پٹوی خاندان کو صدمہ

ادارہ نقش کوکن کے کارکن جناب عبدالمطلب پٹوی کی بھابی (ادریس پٹوی کی زوجہ محترمہ) کا ۲ر نومبر ۹۱ء کو طویل علالت کے بعد اندھیری کے اسپتال میں انتقال ہوگیا۔

رحمت اللہ شریف (آن اسٹوڈیو) پیہم صدمات سے دوچار

ڈونگری کے مشہور فوٹو گرافر (آن اسٹوڈیو) کے مالک جناب رحمت اللہ شریف کے بڑے بھائی فخرالدین سیٹھ جو کبھی امر اسٹوڈیو چلاتے تھے پچھلے ماہ ۲۹ر اکتوبر کو راہیٔ عدم ہوگئے۔ اس حادثہ کو پندرہ دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ ان کی بہن ۹ نومبر کو چل بسیں اور ان کے دو دن بعد اسماعیل بھائی ۱۱ر نومبر کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اسماعیل بھائی رونڈ ٹرانسپورٹ کاروبار کی وجہ سے زیادہ تر بنگلور رہنے لگے تھے اور وہیں پیوند خاک ہوگئے۔

چند دنوں کے اندر دو بھائی اور ایک بہن کا اٹھ جانا رحمت اللہ شریف کے لئے صدمۂ عظیم ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کی مغفرت فرمائے۔

اسماعیل بھائی مرحوم منکسر المزاج صاحب خیر اور مخلص انسان تھے۔ آن اسٹوڈیو کی آن بان اور شان ان کے دم سے تھی۔ البتہ رحمت اللہ جب جوان ہوئے تو اللہ کی رحمت کھل کر جوش میں آئی اور کاروبار نے خوب ترقی کی۔ اور ادارہ۔ شریف خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

ملا صاحب محمود قاضی کا انتقال

جیتا تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ کے جناب محمود حیدر قاضی جو گاؤں میں ملا کی خدمات انجام دیا کرتے تھے ۲۴ر اکتوبر ۹۱ء کو بعمر ۱۰۹ سال وفات پاگئے۔ جلوس جنازہ میں ہندو مسلم کثیر تعداد میں شریک تھے۔

(نامہ نگار۔ ایم۔ اے مجوبل)

ڈاکٹر سرکھوت کو صدمہ

کرلا کے معروف ڈاکٹر محمد ابراہیم سرکھوت کے دادا جناب سلیمان محمد امین سرکھوت متوطن ولی بیرار کا نومبر ۹۱ء کے وسط میں انتقال ہوگیا۔

بچو میاں دادر کر کو صدمہ

جناب یوسف عبداللہ دادر کر المعروف بچو میاں متوطن بانکوٹ کے خسر جناب قاسم پر کار کا ماہ نومبر ۹۱ء کے اوائل میں انتقال ہوگیا۔

طاہر گوٹھے کا انتقال

شیرل (نزد چپلون) ضلع رتناگری کے جناب طاہر گوٹھے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو عارضۂ قلب سے بعمر ۵۱ سال انتقال کر گئے۔

gets affected and changed in the process of turmoil.

3. Islam has given us an ideology, a method of dealing with the 'Problem of Evil'. Philosophers throughout ages tried to eliminate evil' - but Islam stated that an evil free society was not possible. And that this world is a test in which Freedom and evil are present, to test us. Islam noted the fact that to eliminate evil is not feasible, but one must always try to 'Avoid the Evil' for a better society.

Restraint (Sabr) has been advocated over and over by Islam. For example, at the Prophet's time an outside person urinated in the Prophet's Mosque in Medina. His companions wanted to teach the person a lesson. The Prophet said 'No. Only wash that spot with water.'

During the conquest of Makkah the Prophet entered Mecca and proclaimed a general amnesity, to all there who were his enemies and had aggressed against him.

Islam's approach in dealing with conflicts or differences is not to awaken the "ego" of man which maximizes the conflict, but to awaken the "conscience" of man, which minimises the conflict.

In Islam only defensive wars may be allowed. Offensive wars or aggressions are categorically prohibited."

On Sun, 10th Nov. 1991, Maulana Wahiduddin Khan addressed an august audience at Patkar Hall (New Marine Lines) on the topic "MUHAMMAD (PBUH) - THE PROPHET OF REVOLUTION".

He said : "Prophet Muhammad's one aspect was that he was sent as 'a Mercy to the world'. The other aspect is that he presented 'Islam as a propagator of peace' in a revolutionary and righteous manner."

"If we speak of revolution, it is generally taken for political revolution', but in real terms real revolution is the 'revolution in thought and consciousness' which the Prophet prescribed to make humans more numane. The other revolutionary aspects and results are a by product of it."

"Ancient man worshipped natural resources and phenomena as an object of worship. These therefore could not become objects of investigation or inquiry. Muhammad (PBUH) stopped this worship and, like the more than one lakh prophets before him who came with the message of



Maulana Wahiduddin Khan addressing the audience at Patkar Hall, with Capt. F. M. Mistry (left) and Dr. Abdul-Karim Naik (right).

Unity of God, he said, 'There is no god but One God'.

If taken in the literary sense Muhammad's revolution took place in his time, but in a real broader sense it continues till today transforming the thoughts and consciousness of people. The 'Spirit of Inquiry' advised and started by him has spread from Mecca and Medina to all over the world. This revolution is very risky as it promotes novel ideas of brotherhood, tolerance, patience, humility and love between man and man - which the oppressers in men refuse to accept initially.

If there is a design in this world around us, then there should be a designer too. The time of 'Direct Argument' is over; only 'Inferential Argument', on the logic of Modern science can substantially be accepted and made in the modern world.

The 'Spirit of Enquiry' was tolerated and encouraged by Muhammad for the progress of society. He promoted the Spirit of Restraint and Avoidance instead of Confrontation."

In both the talks of 9th and 10th Nov. 1991 Maulana Wahiduddin Khan answered many questions from the audience on the subjects of "ISLAM - THE PROPAGATOR OF PEACE" and "MUHAMMAD - THE PROPHET OF REVOLUTION".

The programmes were orgainsed by the

Islamic Research Foundation Bombay.

Maulana WAHIDUDDIN KHAN in BOMBAY

Eminent Islamic Thinker, specially in context of contemporary issues and modern thought, Maulana **WAHIDUDDIN KHAN** was in Bombay to deliver a series of public talks.

On Sat. 9th Nov. 1991, speaking at the Indian Merchant's Chamber to the cream of professionals and educated progressive *Muslims in Bombay as well as other intellectuals, on the topic "ISLAM - THE* ***PROPAGATOR OF PEACE"*** Maulana Wahiduddin Khan said :-

"There is a false notion amongst the lay public that Islam is a religion which propagates war. It is completely untrue and devoid of any proper knowledge of the Quran, Hadith - the Sayings of the Prophet Muhammad, and Historical facts of the Prophet's life and teachings ... which are the main sources of Islamic principles and policies Muslims agree in principle to follow."

"For centuries, before the Prophet's coming, man was INTOLERANT. In this Age of Intolerance man oppressed and persecuted against other men. The persecuted either ran away, if in small numbers, or fought back, if in large enough numbers to retaliate. Thus we note that the phenomena of Age Factor was very vital throughout human history. After much bloodshed the French were liberated through their many revolutions, and the Americans were liberated from the domination of the British. That Age Factor was in the minus then. But in India, under the leadership to a large extent of Mahatma Gandhi, we got freedom through a non-violent movement. Here the age factor was ripe and in the plus for a non-violent process.

It was Islam, 1400 years back before these French, American and Indian Freedom movements, which impressed on us a man's right to remain independent and Free in society."

Referring to Henry Paine, the noted Historian's recording of History, the Maulana said that "In the age of the eminence of the Roman and Iranian (Sassanid) empires having 'Imperial Absolutism' and a kind of 'Kingship' and slave system with no Human Freedom, the advent of Islam brought about *a transformation. Islam stopped the process of kingship and advocated a democratic* system, in which a 'shura' or a consultation *council, with an elected leader, legislated* and governed the people. This is what in today's world we term as parliamentary system of modern democracy - with an impartial election process prescribed. Thus Islamic Revolution's latest edition is the modern democracy."

"All the wars during Prophet Muhammad's time were fought in defence. He was attacked or under seige about 80 times during his life, but he avoided all encounters thrust on him, that he possibly could. He participated in only 3 defensive wars of 'Badr', 'Uhud' and Hunayn', and for a total period of one and a half day only. Whenever there was an option between peace and war, he opted for peace. For Muslims the real example and criterion is the Prophet Muhammad - we judge others by his standards and not the other way round."

If there is any notable Bloodless Revolution in history it is applicable to Prophet Muhammad's revolution."

"Islam's Contribution to peace can be mainly noted as follows :-

1 Prophet Muhammad fought all three wars so that there should not be further wars.

2. It prescribed a democratic system. In democracy if the leaders are criticised the leaders only are affected and the political system remains intact, but in a kingship if there is criticism against the king the system

NEWS/HAPPENINGS

* **Naqshe Kokan Talent Forum's** ;t **District Level "All Kokan Urdu** gh **Schools Elocution, General** ıowlegde **and English Contest"** was ld on Sat. 23rd Nov. 1991 at Navjeevan ;h School, Rajapur. **Mr. Riyaz Ahmed** bri, Advocate, presided and **Mr. I.Y.** **lkar** was the Chief Guest and gave away prizes to the winners at the function.

The **2nd**, **3rd** and **4th** District Level ntests will be held at the National Urdu ;h School (Kalyan) on 1st Dec. 1991, at A. H. I. High School (Mahad) on 8th Dec. 91, and the Maharashtra High School ıiplun) on 14th Dec. 1991 respectively.

The **Finals** for the winners of the District vel contests will be held at the Dawood zalbhoy Auditorium, Dongri, **Bombay**, on **n, 5th Jan. 1992 at 10 a.m.** All are 'dially invited to attend these functions.

* **Mr. Farookh Fakhi Subedar,** a oour candidate, was elected in *ptember 1991 as a* **county councillor** **Leicestershire, Britain.** He is the **first** **ıslim** to be elected to Leicestershire unty Council. Mr. Subedar polled 2490 tes, achieving a majority of 2121 in the inney Hill ward. The ward has a high ıslim population.

* **Talimi Imdadiyah Committee - Ratnagiri,** Bombay, has decided to lebrate the **Silver Jubilee function** of **stry High School, Ratnagiri,** for ich Sub-Committees are being formed.

* **International Postal Rates** have en **increased** with effect from 1st Nov. 91. Different rates have been announced Pakistan and for APPU countries :luding Australia, China, Korea, Indonesia, pan, Laos, Malaysia, New Zealand, ilippines, Papua New Guinea, Singapore, e Republic of Nauru, Thailand and Sri nka. The new rules are :-

Aerogrammes - APPU : Rs. 6.50, kistan : Rs.. 5, others : Rs. 6.50.

Air mail postcards - APPU : Rs. 6, Pak : Rs. 4, others : Rs. 6.

Surface mail postcards - APPU : Rs.4, Pak : Rs. 2, others : Rs. 5.

Airmail letters (20gms) - Pak : Rs. 8, *Bhutan, Bangladesh and Nepal : Rs. 10, APPU and others : Rs. 11.*

Surface mail letters (20 gms) - APPU : Rs. 7, Pak: 6, others : Rs. 8.

* **Jamaat-i-Islami, Bombay,** has published and printed a **Marathi Translation of the Holy Quran,** which was released on 9th Oct. 1991 at a function at K. C. College, Bombay.

* **Mr. Irfan Kazi** S/o Prof. A. A.Kazi and Mrs. Rashida Kazi, has distinguished himself with a **1st Class B.E. (Electronics)** from Saboo Siddik College of Engineering and has been admitted for his M.B.A. post-graduation at the famous Jamnalal Bajaj Institute, Bombay.

* **Faiz Dadarkar** S/o Mr. M. S. Dadarkar, Retd. Gen. Manager of S.C.I. & Moghal Lines), after passing his B.Com. from Bombay University has proceeded to the American University of London for his **M.B.A.** *studies in Sept 1991*



Shri Praveen Bhosle, Minister for Ports, Planning & Excise, speaking on occassion of Kokan Medico-Social Forum's '2nd Medical Seminarcum Felicitation' at Hotel Leela Penta. Sitting from L to R : Dr. IMTIAZ (Gen. Sec.), Dr. KAZI, MR. SALIM ZAKARIA M.L.A. (Chairman Haj Com.), Dr. HUSEIN THAKUR (Chairman K.M.S.F.) and Shri GOVINDRAO ADIK (Chairman Maharashtra State Road Transport Corpn.)

MARRIAGE

• **SADIQA** D/o Late Sufi Mohd. Mhaskar and sister of Dr. M. S. Mhaskar, to **LIYAKATALI** S/o Adam Bawade, in Ratnagiri on 17th Nov. 1991.

• **KHADIJAH** D/o. Late A. Rashid (IDAH SETH) Rakhange, to **ASHRAF** S/o Late A. Sattar Rakhange, at Dapoli on 15th Dec. 1991.

OBITUARIES

• ***Mr. ISMAIL SHARIF,*** *proprietor Ann Studio (Dongri, Bombay),* passed away in Bangalore on 11th Nov. 1991.

• **Mrs. IDRIS PATVI,** Sister - in-Law of ABDUL PATVI, passed away in Bombay on 2nd Nov. 1991.

MR. I. T. PARKAR Retires

by . Ibrahim Wangde

We have a host of Kokanis working in the Middle East Many come and many go, yet there are some who simply refuse to fade away regardlesss of whether they have come or gone. Mr Ibrahim Tajuddin Parkar was one such individual. In his retirement in September, 1991, he has left behind a legacy of social consciousness and a large number of well-wishers in Saudi Arabia.

After having done his post-graduation in Islamic Culture in 1962 Mr. Parkar, fondly referred to as I T'bhai, had an opportunity of walking on the warm sands of Kuwait in the pursuit of greener pastures And after 4 years stint in Kuwait, he found himself landing on the shores of Dammam in Saudi Arabia and since then there was no looking back. He had an interesting career of 24 years in SAMAREC (Erstwhile PETROMIN), before he finally bid goodby: to this land of Islamic culture



Momento being presented to Mr. I. I. Parkar by Mr. Iqbal Parkar during a farewell reception to him in Dammam.

Fairly active, he was quick enough to mingle with his bretheren and help a cause whenever possible. A soft spoken man, it was pretty easy to befriend him receptions were held to honour him and on one occasion I had the pleasure of dedicating to him following farewell poem :

GRAND FINALE !

The sky is cloudy
but the stars are shining,

The shining is a beauty
though the cloud is a reality,

In its midst, men may come and men may go
but, there are certain men whom we seldom forgo,

You were a man whom we hardly knew
and as we knew, the more we knew,

Now knowing is a process that makes us wise
and we'll miss you as much can we say with pride !

You were gentle yet warm, friendly and helpful
aren't these virtues that make a man wonderful ?

The parting is sour but let's make it sweet
by accepting the reality with grace that's neat,

May you prosper spiritually and live longer
let's assure you that it's Wangdes' prayer.

Naqshe Kokan

English Supplement

44, Jail Road, (East), Dongri,
Bombay - 400 009. (India) Phone : 864968

Editor	: Dr. Abdul-Karim Naik
Associate Editor	: Capt. F. M. Mistry
Consultant Editor	. A. Kays

OUR HONORARY REPRESENTATIVES

U.K.	I BAGDADI * U. HAJWANI
SAUDI ARABIA	I. WANGDE * A. WAHAB NARVEL
BAHRAIN	A R. SARDAR
DUBAI	IQBAL KAPDI * USMAN GANI
PAKISTAN	BOMBAYWALA * QAMRUDDIN QAZI
DOHA QATAR	HASAN KAREEM CHOUGLE
EAST AFRICA	SHEIKH ISMAIL
SOUTH AFRICA	HASSAN SAYED * A. R. OSMAN
BOMBAY	I. CHAUGULE * ALI SALEH
KHED-RATNAGIRI	DR. FAIZ AHMED BARDAY
	I. Y. SOLKAR

SUBSCRIPTION IN INDIAN RUPEES

	Annual
Inland	Rs. 60/-
Pakistan	Rs. 200/-
Middle East	Rs. 200/-
Other countries	Rs 250/-

GUEST EDITORIAL

The Deserving Ones

A man, born into a good family, experienced a decline in his fortunes. Financially, he had reached a point where he was living on the breadline. As time went on he eventually found himself without friends. Even his relatives deserted him. He had no one to confide in. No one even greeted him on his way.

Then, one fine day, his fortunes miraculously changed, and he acquired an affluence unrivalled in his town. Suddenly his old friends and relatives started flocking back to him, full of reassurances that they had always wished him well. Their reassurances, however, failed to convince him. To none of these people did he pay any regard. But there was one person who had stood by him through thick and thin. This faithful friend was shown great favour, and taken into the man's confidence.

So it is with God. The man of sterling value in God's sight is one who proves his mettle under adverse conditions; one who recognizes the message of truth even when to do so is to swim against the tide of his environment one who adheres to his faith, even in the face of ridicule and scorn from those who judge only by appearances.

It is spirit in which people do things that matters to God, not the physical quality of their actions. God will be well pleased with one who submitted to Him while His power still lay in the realm of the unseen. To do this requires inward vision — the capacity to see things that do not meet the outward eye. One who has this vision will find his place with God.

What this signifies is that it is at times of destitution that a person is chosen for great rewards. It is when ignorance is the order of the day that knowledge truly shows itself. One who sticks to his beliefs even when the world is pouring scorn on him is the one who will be brought close to God.

—Maulana Wahiduddin Khan

NAQSHE KOKAN (BOMBAY) Regd. No. MH/BYE/61
LICENCED TO POST WITHOUT PAYMENT MANDVI, BOMBAY, LICENCE NO.8

PRINTER PUBLISHER AND EDITOR DR. A.M. NAIK PRINTED AT BORHANI PRINTERS, BYCULLA, BOMBAY-400 027 AND PUBLISHED